ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

کلید مثنوی

باہتمام نیازمند محمد شفیع ابن عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب غفر اللہ لہ ولوالدیہ

در مطبع مجیدی واقع کانپور مطبوع گردید

قیمت سات روپیہ

مختصر فہرست کتبخانہ تجارتی حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵

التماس ۔ یہ کتبخانہ ایک مدت سے نہایت کامیابی کیساتھ ترقی کرتا چلا آتا ہے اور اسمین ہر علم و فن اور ہر شہر کی مطبوعہ کتابین تعداد کثیر ہر وقت مہیا رہتی ہین اور سب سے زیادہ توجہ اس امر پر کیجاتی ہے کہ جہانتک ہو کتب صحیحہ و خوشخط کا ذخیرہ موجود رہے چنانچہ اسی خاص التزام کیوجہ سے اس کارخانے کے معاملہ دار خواہ بیوپاری ہون یا متفرق خریدار کسی دوسری طرف رخ نہین کرتے اور یہ کارخانہ بھی انکے ساتھ امکانی خوش معاملگی اور کفایت و رعایت سے پیش آتا ہے ۔ ان دو صفحون مین چندہ نایاب اور جدید الطبع کتابین مرقوم ہین جو مفید اور کارآمد طلبا و شائقین ہین امید کہ خریدار عجلت فرمائین اور کچھ دنون بعد بعض بعض کتب بالکل نرہین گی اسوقت کف افسوس ملنا پڑیگا اور حسرت رہے گی ۔

کتب اخلاق و تصوف و حالات اولیاے کرام عربی و فارسی

		مصباح الہدایہ ترجمہ		اسرار الاولیا	۴؍
		عوارف المعارف	۱؍۴	مثنوی مولانا روم عمدہ	۱؍۴
		می باید شنید	۲؍	مثنوی مولانا روم محشی جناب	
احیاء العلوم کامل معہ تخریج		می باید دید	۱؍	مولوی احمد حسین صاحب	
احادیث مطبوعہ مصر	عہ	صراط المستقیم	۸؍	مثنوی دفتر اول	[illegible]
کیمیاے سعادت فارسی	۱؍	کلیات طبیات	۱؍۴	دفتر دوم	۸؍
جواہر غیبی	۱؍۴	کلمۃ الحق	۸؍	اخبار الاخیار	۱؍۴
ارشاد الطالبین از قاضی		کشکول شریف	۸؍	مجموعہ توجہ	۱؍
ثناء اللہ صاحب	۲؍	لطائف قدوسی	۱۰؍	دقائق شاہ معین الدین چشتی	۳؍
نفحات الانس	۱؍	مبدا و معاد	۳؍	فتوح الغیب مترجم	
فوائد الفوائد	۱۳؍	مرقع غریب	۸؍	گنج شرح فارسی	۱؍۴
لوائح جامی	۱۰؍	مثنوی شاہ بو علی قلندر	۱؍	ترجمہ فتوح الغیب	۲؍
مطالب رشیدی	۳؍	رسالہ لا حق نما	۲؍	ضیاء القلوب	۳؍
مثنوی شاہ بہلول	۱؍	مجموعہ نکات فقر و تصوف	۲؍	سیر الاقطاب	۱؍

کل فرمائشین بنام حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵ و مالک مطبع مجیدی کو آنا چاہیے

حامداً و مصلیاً و مسلماً

الربع الثالث من کلید المثنوی شرح الدفتر الثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرح حبیبی

رنجانیدن امیرے آن خفتہ را کہ مار در دہانش رفتہ بود

عاقلی بر اسپ می آمد سوار — در دہان خفتہ می رفت مار
آن سوار آنرا بدید و می شتافت — تا رماند مار را فرصت نیافت
چونکہ از عقلش فراوان بد مدد — چند دبوسی قوی بر خفتہ زد
خفتہ از خواب گران چون بر جہید — یک سواری ترک با دبوس دید
[illegible] با ترکی و دبوسش گران — چونکہ افزون کوفت او را شد دوان
خفتہ زان زخم گران بر جست زود — گشت حیران گفت آیا این چہ سود
برد او را زخم آن دبوس سخت — زو گریزان تا بزیر یک درخت
سیب پوسیدہ بسی بد ریختہ — گفت ازین خور اے بدرد آمیختہ
سیب چندان مر ورا در خورد داد — کز دہانش باز بیرون مے فتاد
بانگ مے زد کاے امیر آخر چرا — قصد من کردی تو نادیدہ جفا
گر ترا ز اصلست با جانم ستیز — تیغ زن یکبارگی خونم بریز
شوم ساعت کہ شدم بر تو پدید — اے خنک آنرا کہ روے تو ندید
بے جنایت بے گنہ بے بیش و کم — ملحدان جائز ندارند این ستم
مے جہد خون از دہانم با سخن — اے خدا آخر مکافاتش تو کن
ہر زمان مے گفت او نفرین نو — اوش میزد کاندرین صحرا بدو

زخم دبوس و سوار همچو باد ... مے دوید و باز بر رو مے فتاد
ممتلی و نواب ناک و سست بُد ... بہ سر و پایش ہزاران زخم شد
تا شبانگه مے کشید و مے کشاد ... تا ز صفرا قے شدن بر وے فتاد
زو برآمد خوردها زشت و نکو ... مار با آن خورده بیرون جست ازو
چون بدید از خود برون آن مار را ... سجده آورد آن نکو کردار را
سهم آن مار سیاه زشت و زفت ... چون بدید آن دردها از وے برفت
گفت تو خود جبرئیل رحمتے ... یا خداوند و ولے نعمتے
اے مبارک ساعتے که دیدیم ... مرده بودم جان تو بخشیدیم
تو مرا جویان مثال مادران ... من گریزان از تو مانند خران
خر گریزد از خداوند از خرے ... صاحبش در پے ز نیکو اخترے
از پے سود و زیان میجویدش ... لیک تا گرگش ندرد یا ددش
اے خنک آنرا که بیند روے تو ... یا در افتد ناگهان در کوے تو
اے روان پاک بستوده ترا ... چند گفتم ژاژ و بیهوده ترا
اے خداوند و شهنشاه و امیر ... من نگفتم جهل من گفت آن مگیر
شمهٔ زین حال اگر دانستمے ... گفتن بیهوده کے تانستمے
بس ثنایت گفتمے اے خوشخصال ... گر مرا یک رمز مے گفتے ز حال
لیک خامش کرده مے آشوفتے ... خامشانه بر سرم مے کوفتے
شد سرم کالیوه عقل از سر بجست ... خاصه این سر را که مغزش کمترست
عفو کن اے خوبروے خوب کار ... آنچه گفتم از جنون اندر گذار
گفت اگر من گفتمے رمزے ازان ... زهرهٔ تو آب گشتے در زمان
گر ترا من گفتمے اوصاف مار ... ترس از جانت برآوردے دمار
مصطفیٰ فرمود اگر گویم براست ... شرح آن دشمن که در جان شماست
زهرهاے پُر دلان بر هم درد ... نے رود ره نے غم کارے خورد
نے دلش را تاب ماند در نیاز ... نے تنش را قوت صوم و نماز
همچو موشے پیش گربه لا شود ... همچو بره پیش گرگ از جا رود
اندرو نے حیله ماند نے روش ... پس کنم ناگفته‌تان من پرورش
همچو بوبکر ربابے تن زنم ... دست چون داود در آهن زنم
تا محال از دست من حالے شود ... مُرغ پر برکنده را بالے شود
چون یدالله فوق ایدیهم بود ... دست ما را دست خود فرمود احد

پس مرا دست دراز آمد یقین   بر گذشته ز آسمان هفتمین
دست من بنمود بر گردون هنر   مقریا برخوان که انشق القمر
این صفت هم بهر ضعف عقلهاست   با ضعیفان شرح قدرت کی رواست
خود بدانی چون برآری سر ز خواب   ختم شد واللہ اعلم بالصواب
گر ترا من گفتمی این ماجرا   آندم از تو جان تو گشتی جدا
مر ترا نی قوت خوردن بدی   نی ره و پروای قی کردن بدی
می شنیدم فحش و خر می راندم   رب یسر زیر لب میخواندم
از سبب گفتن مرا دستور نی   ترک تو گفتن مرا مقدور نی
هر زمان می گفتم از درد درون   اهد قومی انهم لا یعلمون
سجده ها می کرد آن رسته ز رنج   کای سعادت وی مرا اقبال گنج
از خدا یابی جزاها ای شریف   قوت شکرت ندارد این ضعیف
شکر حق گوید ترا ای پیشوا   آن لب و چانه ندارم وان نوا
دشمنی عاقلان زینسان بود   زهر ایشان ابتهاج جان بود
دوستی ابلهان رنج و ضلال   این حکایت بشنو از بهر مثال

اوپر بیان کیا تھا کہ عاقل کی زیادتی اور اسکا ظلم (ظاہری) نادان کی مہرونی (ظاہری) سے بہتر ہے لہذا اولاً عاقل کی زیادتی کا سودمند اور بہتر ہونا مثال سے ظاہر کرتے ہین اسکے بعد نادان کی مہرو وفا کا مضر ہونا اور قصہ سے ثابت کرینگے چنانچہ فرماتے ہین - ایک عقلمند گھوڑے پر سوار آرہا تھا اور ایک سوئے ہوئے شخص کے منھ مین سانپ گھس رہا تھا - اس سوار نے یہ واقعہ دیکھا اور اس شخص کو بچانے کیلیے دوڑا مگر اتنا وقت نہ ملا اور سانپ اندر گھس گیا - چونکہ حق تعالی نے عقل سے اسکی کافی مدد فرمائی تھی یعنی عقل اسکو بہت دی تھی اس لیے اس نے اس کے بچانے کی یہ تدبیر کی کہ چند سونٹے زور زور سے اسکے مارے وہ سونیوالا چوٹ کے صدمہ سے اس گہری نیند سے جاگ اٹھا دیکھا کہ ایک ترکی سوار ہاتھ مین سونٹا لیے ہوئے مار رہا ہی - جب اس سوار نے وہ زبردست سونٹا زیادہ بجایا تو یہ بھاگا - ضرب شدید کے سبب خوب تیز دوڑنا شروع کیا وہ اس واقعہ سے حیران تھا اور دلمین کہتا تھا ارے یہ کیا قصہ ہی یہ مجھے کیون مارتا ہی - غرض کہ وہ اس ڈنڈے سے پٹتا ہوا ایک درخت کے نیچے پہونچا جہان گلے سڑے سیب بہت سے پڑے ہوے تھے اسنے کہا کہ انکو کھا - اس غریب نے مجبوراً کھانے شروع کیے - اس سوار نے اتنے سیب کھلائے کہ گنجائش نہ ہونے کے سبب منھ سے باہر نکلنے لگے - لیکن وہ اب بھی یہی کہے جاتا تھا کہ اور کھا - آخر اسنے دق ہوکر یہ کہا کہ ای امیر آخر یہ تو بتا کہ تو بے قصور میری جان کے پیچھے کیون پڑا ہی - اگر سر سے میری جان ہی سے تجھے دشمنی ہی تو ایک دفعہ ہی تلوار مار کر مجھے مار ڈال سنٹکا مارنے سے کیا فائدہ - کیسی منحوس گھڑی تھی - کہ مین تجھے نظر پڑا - ارے بڑا مبارک ہی وہ شخص جسنے تیری منحوس صورت نہ دیکھی - ارے بے قصور مجرم

اور بلا کسی تعدی یا کوتاہی کے تو یہ ظلم کرتا ہے۔ ایسا ستم تو بے دین لوگ بھی نہیں کرتے بات کہنے میں میرے منھ سے خون نکلتا ہے۔ اے خدا تو اس سے میرا انتقام لے۔ وہ ہر وقت ایک نئی تشنیع کرتا تھا لیکن وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا تھا اور مارتا تھا کہ دوڑ عجیب مصیبت تھی سونٹے کی ضربیں پڑ رہی تھیں سوار ہوا کی طرح دوڑ رہا تھا۔ اور اسکو دوڑا رہا تھا۔ یہ بیچارہ دوڑتا تھا اور دوڑ میں گر گر پڑتا تھا کیونکہ اول تو پیٹ بہت بھرا ہوا تھا۔ پھر نیند کا خمار موجود تھا۔ پھر کمزور بھی تھا۔ ان سب کے علاوہ سر میں پاؤں میں بہت سے زخم ہو گئے تھے۔ وہ سوار شام تک اسکو کھینچتا رہا۔ اور جو مشکل آگے پڑتی تھی اسکو اپنے ناخن تدبیر سے حل کرتا رہا حتّٰی کہ غلبہ صفرا سے اس کو قے ہونی شروع ہوئی اور اس سے بھلا برا غرض سارا کھایا پیا نکل گیا۔ اور اسکے ساتھ سانپ بھی نکل گیا جبکہ اسنے اندر سے سانپ کو نکلا ہوا دیکھا تو اس محسن شخص کی بیحد تعظیم کی۔ اور اس کالے اور موٹے سانپ کا خطرہ جب پیش نظر ہوا تو سب تکلیفیں بھول گیا۔ اور کہا کہ آپ تو میرے حق میں فرشتہ رحمت ہو گئے یا یوں کہوں کہ آپ تو میرے مالک اور خداوند نعمت ہیں۔ ارے کیسی مبارک گھڑی تھی کہ میں آپکی نظر پڑ گیا۔ میں تو مرہی چکا تھا۔ آپ نے مجھے نئے سرے سے زندگی بخشی آپکی حالت یہ تھی کہ ماں کیطرح مجھے ڈھونڈھتے تھے اور میری یہ حالت کہ میں گدھوں کیطرح آپ سے بھاگتا تھا گدھا اپنی حماقت سے اپنے مالک سے بھاگتا ہے اور اپنی خوش اقبالی اور سعادت کے سبب اسکا مالک اسکے درپے ہوتا ہے حالانکہ اس تلاش میں اسکو کوئی اپنا نفع و نقصان پیش نظر نہیں ہوتا بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ کوئی بھیڑیا یا کوئی اور درندہ اسکو نہ کھا جاوے۔ اے مبارک ہے وہ شخص کہ آپ کی صورت دیکھے یا آپ کے کوچہ ہی میں پہونچ جاوے۔ اے مقدس اور محمود جان والے شخص میں نے آپکی شان میں بہت بیہودگی اور بکواس کی ہے۔ لیکن اے آقا اے شہنشاہ اے امیر یہ میں نے نہیں کیا بلکہ میری نادانی نے کیا ہے آپ کچھ خیال نہ فرمائیے۔ اگر مجھے واقعہ کی ذرا بھی اطلاع ہو جاتی تو میں بیہودہ بکواس نہ کر سکتا۔ بلکہ جناب میں آپکی بہت تعریف کرتا اگر مجھے اشارۃً بھی آپ واقعہ بیان فرما دیتے۔ مگر آپ زبان سے تو کچھ فرماتے نہ تھے بلکہ چپکے چپکے پریشان کرتے تھے اور چپکے ہی چپکے میرے سر پر ڈنڈے بج رہے تھے۔ جس سے دماغ پریشان ہو گیا۔ اور عقل غائب ہو گئی۔ آپ اپنے سر کو معاف دیجئے کہ اس سے جو کچھ بھی ہو جاوے کم ہے بالخصوص اس سر کہ جسمیں مغز پیشتر ہی سے کم ہو۔ اور میں نے جو کچھ اپنی حماقت سے کہا ہے اس سے درگذر فرمائیے۔ سوار نے جواب دیا کہ اگر میں اشارۃً بھی واقعہ بیان کر دیتا تو فوراً مارے خوف کے تیرا پتا پانی ہو جاتا۔ اور اگر میں سانپ کے حالات تجھ سے بیان کرتا تو خوف سے تیری جان نکلجاتی یہانتک پہونچ کر مولانا انتقال فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یوں ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں اس دشمن یعنی نفس کی حالت من وعن بیان کر دوں جو تمہارے اندر ہے تو تم میں جو بڑے بہادر ہیں انکے بھی پتے پھٹ جائیں نہ وہ رستہ چل سکیں اور نہ کوئی کام کر سکیں غلبہ خوف کے سبب نہ انکو تضرع و زاری کی تاب رہے اور نہ انکے جسموں میں روزہ نماز کی قوت رہے انکی حالت ایسی ہو جاوے جیسے چوہے کی بلی کے آگے اور وہ بالکل لاشئے محض ہو جاویں اور یوں بیخود ہو جاویں جیسے بھیڑیے کے سامنے بکری کا بچہ۔ نہ انمیں تدبیر ہی رہے نہ عمل ہی بلکہ حس و حرکت سب باطل ہو جاوے۔ اس لیے میں مفصل بیان نہیں کرتا۔ اور بیان

اسی ہی تمہاری پرورش کرتا ہوں میں جو بزبان بیطرح خاموش ہو داؤد کی طرح اس لوہے کو نرم کرنے میں مصروف ہوں تاکہ جوبات تمہارے لحاظ سے محال ہے میں ہوفعلیت میں لے آؤں اور تمہارے افسون کو ماردوں اسطرح تمہاری ارواح جو بے بس در محبور ہیں اور اسلیے عروج روحانی نہیں کرسکتیں انکو سامان عروج ملجاوے اور وہ عروج کرسکیں۔ چونکہ واقعہ بیعت رضوان میں ید اللہ فوق ایدیھم فرمایا گیا ہے اور میرے ہاتھ کو حق سبحانہ نے مجازاً اپنا ہاتھ فرمایا ہے اس لیے میرا ہاتھ بہت بڑا ہے حتے کہ ساتوین آسمان سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ یعنی حق سبحانہ نے میری تائید اپنی قوت سے فرمائی ہے پس جو کام کہ طاقت بشریہ سے باہر ہیں انکا ظہور اس قدرت الٰہیہ کے سبب میرے ہاتھ سے ہوسکتا ہے۔ چنانچہ میرے ہاتھ نے آسمان پر اپنا کمال دکھایا۔ اے قاری اسکی تصدیق اقتربت الساعۃ وانشق القمر سے کرلے جسمین چاند کے دو ٹکڑے ہونیکی خبر دیگئی ہے۔ جسکا ظہور میرے ہاتھ سے اور میری انگلی کے اشارہ سے ہوا ہے یہ صفت تو میں نے ضعف عقول کے سبب بیان کی ہے ورنہ اسمین تو بے انتہا قوت ہے جسکی تفصیل میں نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ قدرت الٰہیہ کی تشریح ضعیف العقل لوگونکے ساتھ جائز نہیں اس لیے کہ انکے فتنہ میں پڑجانیکا اندیشہ ہے۔ جب تم نیند سے بیدار ہوگے اور حقیقت حال سے واقف ہوگے تو اس دنیا میں یا عقبےٰ میں اسوقت تمکو خود معلوم ہوجائیگا۔ یہاں تک جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ختم ہوا واللہ علم یہ روایت سند صحیح سے ثابت ہے یا نہیں ہمنے بنا بر صحت مضمون نقل کردیا ہے۔ اب مولانا پھر واقعہ سوار کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوار نے کہا کہ اگر میں تجھسے واقعہ بیان کردیتا تو فوراً تیری روح پرواز کرجاتی۔ نہ تو کھا سکتا نہ تیرے لیے قے کرنیکا کوئی ذریعہ یا خیال ہوتا۔ میں تیرا برا بھلا سنتا جاتا تھا اور اپنے کام میں مشغول تھا۔ اور حق سبحانہ سے چپکے چپکے دعا کرتا تھا کہ اے اللہ اس کام کو آسان کردے۔ نہ تو مجھے عقل کی اجازت تھی کہ تجھسے سبب بیان کروں۔ اور نہ بایت شفقت کے باعث مجھسے یہ ہوسکتا تھا کہ تجھکو تیری حالت پر چھوڑدوں تیرا کا لیان سنتا تھا۔ اور دل سے کہتا تھا کہ اے اللہ اسے ہدایت کر پڑھتا تھا میں غرض کہ اس نے اٹھ کر اسکی بیحد تعظیم کی۔ پاؤن پر گر پڑا۔ اور یہ کہا کہ اے میرے سعادت کے باعث اور اے میری خوش قسمتی اور دولت کے سبب میں تیرا شکر کرنیکی قدرت نہیں رکھتا پس خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے اسکی بہتر جزا دے میرے جبڑے میرے ہونٹ میری آواز میں طاقت نہیں کہ تیرا شکر کرسکے۔ بس میں تو یہ کہتا ہوں کہ خدا تجھے اسکی جزا دے۔ اب تمکو معلوم ہوا کہ عاقلوں کی دشمنی ایسی ہوتی ہے جیسے اس سوار کی وہ اگر زہر بھی دیں تو وہ بھی انبساط روح کا سبب ہوتا ہے اور نادانوں کی دوستی سراپا رنج اور بے راہ روی ہوتی ہے۔ اسکی مثال کے لیے یہ حکایت سن۔

شرح شبیری

ایک امیر کا اُس سونے والے کو مارنا جس کے منھ مین کہ سانپ چلا گیا تھا

عاقلے الخ۔ یعنی ایک عاقل گھوڑے پر سوار آرہا تھا اور ایک سونے والے کے منھ مین سانپ گھس رہا تھا۔

آن سوار الخ۔ یعنی اُس سوار نے اُسکو (دور سے) دیکھا اور دوڑا تاکہ اُس سونے والے کو چھڑا دے مگر مہلت نہ پائی (اور وہ سانپ منھ مین گھُس ہی گیا)

چونکہ الخ۔ یعنی چونکہ اُسکو عقل سے زیادہ مدد تھی (یعنی بہت عاقل تھا) تو چند گرز زور سے سونے والے کے مارے دبوس سے مراد کوڑا ہے۔

خفتہ الخ۔ یعنی جب سونے والا خواب گران سے اُٹھا تو ایک سوار ترک مع کوڑے کے دیکھا۔

ہمچنان الخ۔ یعنی جب کہ ترک نے بے دھڑک زیادہ بھاری کوڑے مارے تو یہ شخص دوڑنے لگا یعنی بیچارہ بھاگا۔

برد الخ۔ یعنی اُسکو اُس سخت کوڑے کا زخم ایک درخت کے نیچے تک لے گیا اور وہ اُس سے بھاگ رہا تھا مطلب یہ کہ وہ حضرت اُسکو پیٹ رہے تھے اور یہ بیچارا بھاگ رہا تھا یہانتک کہ ایک درخت کے نیچے پہونچے۔

سیب پوسیدہ الخ۔ یعنی وہان بہت سے سڑے ہوئے سیب پڑے تھے تو اُس سوار نے کہا کہ اے اسیر درد مند ان مین سے کھا۔

سیب چندان الخ۔ یعنی اُس آدمی کو اسقدر سیب کھلائے کہ اُسکے مُنھ سے باہر گرنے لگے۔

بانگ میزد۔ الخ۔ یعنی وہ چلّا رہا تھا کہ اے امیر آخر تو نے کیون میرے ستانے کا قصد کیا ہے مین نے تیرا کیا کیا ہے۔

گر ترا۔ الخ۔ یعنی اگر تجھکو میرے ساتھ کوئی فطرتی دشمنی ہی ہے تو ایک دفعہ تلوار مارکر میرا خون گرا دو۔

شوم ساعت الخ۔ یعنی بڑی منحوس گھڑی تھی جب کہ مین تجھپر ظاہر ہوا تھا۔ اور جس نے تیرا منھ نہین دیکھا وہ بڑا خوش نصیب ہے۔

بے خیانت الخ۔ یعنی بے خیانت کے اور بے گناہ اور بغیر کسی کمی بیشی کے (نہ مجھے ستایا ہے تو) ایسا ستم تو ملحد بھی روا نہین رکھتے۔

میجہد خون الخ۔ یعنی بات کے ساتھ میرے مُنھ سے خون گر رہا ہے اے خدا تو ہی اس سے بدلا لینا۔

ہر زمان الخ۔ یعنی وہ تو ہر گھڑی نئی نفرین کہہ رہا تھا اور وہ سوار اُسکو ۔ رتا تھا (اور کہتا تھا کہ) اس جنگل مین دوڑ۔

زخم دبوس۔ الخ یعنی چابک کا زخم اور ایک سوار ہوا کی طرح (پیچھے تھا) تو یہ شخص دوڑتا تھا اور پھر منھ کے بل گرتا تھا

ممتلی۔ الخ۔ یعنی (سیبون سے) بھرا ہوا اور نیند مین اور سست تھا اور اُس کے سر پر اور پاؤن پر ہزارون زخم ہو گئے تھے۔

تا شبانگہ۔ الخ۔ یعنی رات تک یہی کھینچا تانی کرتا رہا یہانتک کہ صفرا کی وجہ سے اُسکو قے ہونا شروع ہوئی۔

زو بر آمد۔ الخ۔ یعنی اُس کے اندر سے بُرا بھلا کھایا ہوا نکلنا شروع ہوا تو اُس کھانے کے ساتھ اُسمین سے سانپ بھی نکلا۔

چون بدید۔ الخ۔ یعنی جب کہ اُس سانپ کو اپنے سے باہر دیکھا تو اُس نکوکار کے تعظیم کے لیے جھک گیا اور بہت ہی ممنون ہوا۔

سہم آن ۔ الخ۔ یعنی اُس بڑے اور بُرے سیاہ سانپ کا خوف جب اُسنے دیکھا تو ساری تکالیف

اُسکو رواں دنیز کی اُس سے جاتی رہیں ۔
گفت تو الخ ۔ یعنی کہنے لگا کہ تو تو جبرئیل رحمت ہے یا آقا اور ولی نعمت ہے ۔
اے مبارک الخ ۔ یعنی مبارک گھڑی تھی وہ کہ تو نے مجھے دیکھا تھا اور میں تو مردہ تھا تو نے مجھے جان بخشی ہے ۔
تو مرا ۔ الخ ۔ یعنی تو تو بے مجھے ماں کی طرح ڈھونڈھ رہا تھا اور میں تجھ سے گدھوں کی طرح بھاگ رہا تھا ۔
خر گریزد الخ ۔ یعنی گدھا تو آقا سے گدھے پن سے بھاگتا ہے اور اُسکا آقا نیک خصلتی کی وجہ سے اُس کے پیچھے پھرتا ہے ۔
نز پے الخ ۔ یعنی اپنے کسی نفع کے واسطے اُسکو نہیں ڈھونڈھتا بلکہ تاکہ اُسکو بھیڑیا یا درندہ پھاڑ نہ ڈالے ۔
اے خنک ۔ الخ ۔ یعنی خوش نصیب ہے وہ کہ تیرا منھ دیکھ لے یا ناگہان تیرے کوچہ ہی میں آجاوے ۔
اے روان الخ ۔ یعنی اے جان پاک محمود تجھے کسقدر بیہودہ اور فضول باتیں کہی ہیں ۔
اے خداوند ۔ الخ ۔ یعنی اے آقا اور شہنشاہ اور امیر یہ سب میں نے نہیں کہا بلکہ میرے جہل نے کہا آپ اُسکی گرفت نہ کیجئے ۔
شمۂ زین ۔ الخ ۔ یعنی اگر اس حال میں سے میں تھوڑا سا بھی جان لیتا تو میں بیہودہ باتیں ہرگز نہ کہہ سکتا ۔
بس ثنایت ۔ الخ ۔ یعنی اے خوشخصال میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوتا اگر اُس راز میں سے آپ ایک بات مجھے بتا دیتے ۔
لیک خامش ۔ الخ ۔ یعنی لیکن آپ تو چپ ہی چپ خفا ہو رہے تھے اور خاموش ہی مجھے پیٹ رہے تھے اسلیے مجھے کیا خبر کہ اسمیں آپ کو مصلحت مدنظر ہے ۔
شد سرم ۔ الخ ۔ یعنی میرا سر پریشان ہو گیا اور عقل سر سے نکل گئی خاص کر یہ سر جسمیں کہ مغز بھی کم ہے ۔
عفو کن ۔ الخ ۔ یعنی اے خوبرو اور اے اچھے کام والے تو معاف کر دے میں نے جو کچھ کہا وہ جنون کی وجہ سے تھا ۔ اُس سے درگذر غرضکہ جب یہ خوب معافی مانگ چکا اور بہت ہی شرمندہ ہوا تو اُس مشفق سوار نے جواب دیا کہ ۔
گفت اگر من ۔ الخ ۔ یعنی اُس سوار نے کہا کہ اگر میں اُسمیں سے ایک راز بھی تجھسے کہدیتا تو تیرا (خوف کی وجہ سے) پتہ پانی ہو جاتا یعنی اگر تجھے معلوم ہو جاتا کہ میرے اندر سانپ ہے تو فوراً ہول کے مارے مرجاتا ۔
گر ترا ۔ الخ ۔ یعنی میں اگر تجھ سے سانپ کی حالت بیان کر دیتا تو خوف تیری جان میں سے دماغ نکال لیتا یعنی خوف کے مارے فوراً مر ہو جاتے ۔ تو چونکہ وہ سوار نیکدل تھا اور محقق تھا اس لیے اُسکو اس شخص پر شفقت تھی اور اُسنے اسکی حالت کو ظاہر نہیں کیا کیونکہ اُسکو معلوم تھا کہ اگر اسکو ذرا بھی علم ہو جاوے تو جان کھو دیگا ۔ اور اُسکی جان جاتی رہیگی اس لیے اُسنے بے اُسکو اطلاع کیے ہوئے اُسکی تدبیر شروع کر دی جس سے کہ وہ سانپ نکل گیا اور یہ بچ گیا اب آگے مولانا اسکی تائید میں ایک حدیث لاتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطاب فرما کر فرماتے ہیں کہ اگر میں اُن حالتوں کی جو کہ تمھارے اندر ہیں اور وہ خصائل رذیلہ جو باطن میں بھرے ہوئے ہیں تم لوگوں سے کہوں تو تم پر اسقدر خوف حق غالب ہو

الغ نہ کھا سکو اور نہ پی سکو نہ ہنس سکو نہ بول سکو غرضکہ بالکل دنیا سے بے تعلق ہوجاؤ اور تھوڑے ہی دنون مین جان کھو بیٹھو اسلیے مین تمکو بتاتا نہیں ہون - بلکہ اُسکا علاج شروع کردیتا ہون اس لیے کہ مقصود تو اُسکا ازالہ ہے نہ اُنکا علم تو اگر صحابہ کو علم ہوجاتا اور اُسوقت اِسقدر خوف مسلط ہوجاتا تو پھر تو وہ اِس قابل بھی نہ رہتے کہ اُنکو زائل ہی کرسکین تو اسیطرح اس سوار نے اُسکو بتلایا نہیں بلکہ علاج شروع کردیا - اب آگے فرماتے ہین کہ -

مصطفےٰ فرمود الخ - یعنی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر مین ٹھیک ٹھیک اُس دشمن کی شرح کردون جوکہ تمھاری جان مین ہے یعنی اگر اُن خصائل و اخلاق ذمیمہ کو جو باطن مین بھرے ہوئے ہین اُنکو ظاہر کردون اور جو اُن پر وعیدین اور عذاب ہین وہ معلوم ہی ہین تو -

زہرہاے - الخ - یعنی بڑے قوی دل والون کے پتے بھی پھٹ جاوین اور نہ وہ راہ چل سکین اور نہ کچھ کام کرسکین یعنی بالکل ہی مجبور ہوجاوین اور اُنسے کچھ بھی نہ ہوسکے -

نے دلش - الخ - یعنی نہ اُسکے دل کو نیاز کی تاب رہے اور نہ اُسکے بدن مین روزہ نماز کرنیکی قوت رہے -

ہمچو موشے الخ - یعنی وہ چوہے کی طرح (ہوجاوے) کہ وہ بلی کے سامنے فنا ہوجاتا ہے یا بکری کے بچہ کی طرح کہ بھیڑیے کے سامنے اپنی جگہ پر (قائم) نہین رہتا -

اندرو نے - الخ - یعنی اُسکے اندر نہ حیلہ رہے اور نہ روش رہے - پس مین بے کہے ہوئے تمھاری پرورش کرتا ہون مطلب یہ کہ اگر معلوم ہوجاوے تو اُس قوی دل کی بھی یہ حالت ہوجاوے - لہذا مین تمسے کہتا نہین بلکہ اصلاح کی تدابیر کرتا ہون کہ جس سے مرض زائل ہوجاوے - اور معلوم بھی نہ ہو آگے مولانا بزبان حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ -

ہمچو بوبکر الخ - یعنی مانند بوبکر ربابی کے مین خاموش رہتا ہون اور داؤد علیہ السلام کی طرح لوہے مین ہاتھ مارتا ہون مطلب یہ کہ جسطرح بوبکر ربابی جوکہ ایک بزرگ ہین اور سالہا سال تک خاموش رہتے ہین اسی طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہی رہتے تھے لیکن تدابیر ازالۂ رذائل کی فکر ہمیشہ فرماتے تھے - آگے پھر حضرت ہی مقولہ فرماتے ہین کہ -

تا محال - الخ - یعنی تاکہ محال بات میرے ہاتھ سے حال (واقع) ہوجاوے - اور بال اُکھڑے ہوئے جانور کے پر نکل آوین یعنی اس خاموشی اور تدبیر مین لگے رہنے کا یہ فائدہ ہے کہ جن اخلاق کا ازالہ محال ہو وہ بھی زائل ہوجاوین گے -

چون ید اللہ - الخ - یعنی جبکہ حق تعالیٰ کا ہاتھ اُنکے ہاتھون کے اوپر ہے اور ہمارے ہاتھ کو حق تعالیٰ نے اپنا ہاتھ فرمایا ہے -

پس مرا دست - الخ - یعنی پس میرا ہاتھ یقینًا (تصرف مین) دراز ہوگیا - اور ساتوین آسمان سے بھی گذرگیا -

دست من الخ - یعنی میرے ہاتھ نے آسمان پر ہنر دکھلایا اور اے قاری انشق القمر کو پڑھ تجھے معلوم ہوجاویگا - کہ آسمان پر بھی تصرف ہو آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

این صفت - الخ - یعنی یہ صفت بھی عقول کے ضعف کی وجہ سے اور ضعیفون سے قدرت کی شرح کب زیبا

مطلب یہ کہ حق تعالیٰ تو ان مکانات اور افعال سے پاک ہیں لیکن جب مقبول صحبت ہیں تو اسی طرح سمجھا جاوے گا ورنہ

کیا صورت ہو سکتی ہے ورنہ تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیرا۔

خود بدانی ۔ الخ یعنی جب تم نیند سے جاگو گے تو خود جان لو گے (اور ان مثالوں کی ضرورت ہی نہ ہوگی) اور یہ حدیث ختم ہوگئی واللہ اعلم بالصواب مطلب یہ کہ جب قیامت میں اٹھو گے تو اسوقت حقائق و معارف سب کھل جاوینگے ۔ اس حدیث کو مولانا نے روایت بالمعنی کیا ہے اور اسکی شرح اور بیان مطلب کے طور پر کہیں کہیں خود بھی مثال وغیرہ دیدی ہیں آگے پھر اس سوار کا مقولہ بیان فرماتے ہیں کہ ۔

گر ترا ۔ الخ یعنی اگر میں تجھ سے یہ قصہ (سانپ کے اندر چلے جانیکا) کہدیتا تو تیری جان تجھ سے جدا ہو جاتی ۔

مر ترا ۔ الخ یعنی نہ تجھے کھانے کی قوت رہتی اور نہ قے کرنے کی طاقت اور سبیل ہوتی ۔ مطلب یہ کہ تو نے جو یہ سیب کھا کر قے کی ہے اگر تجھے معلوم ہو جاتا تو تجھ سے ہرگز نہ ہو سکتا ۔

می شنیدم ۔ الخ یعنی میں فحش سن رہا تھا اور گدھے کو ہانک رہا تھا اور زیر لب رب یسر پڑھ رہا تھا ۔ مطلب یہ کہ تیری باتوں کو سن رہا تھا اور دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ اسکی مشکل آسان کر ۔

از سبب ۔ الخ یعنی سبب بیان کرنیکی عادت نہیں ہے اور تیرے چھوڑنے کی بھی قدرت نہیں ۔ مطلب یہ کہ چونکہ مجھے تم پر شفقت تھی اس لیے نہ تو تم کو چھوڑ ہی سکتا تھا کہ مرنے دوں اور نہ یہ ہو سکتا تھا کہ تمکو حال سے آگاہ کر دوں کہ وہ بھی مضر تھا اس لیے یہ طریقہ اختیار کیا تھا ۔

ہر زمان ۔ الخ یعنی مروت دردمندی کی وجہ سے کہہ رہا تھا کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کہ وہ مجھے جانتے نہیں ہیں ۔ مطلب یہ کہ میں اس کہنے میں تیری خطا نہ سمجھتا تھا بلکہ تجھے معذور سمجھکر دعا کرتا تھا کہ اے اللہ اسکی آنکھیں کھول دے کہ یہ مجھے دیکھ لے اور مجھے پہچان لے اب تک اسکو میرے مشفق ہونیکی خبر نہیں ہے چونکہ حضرات انبیا علیہم السلام بیحد شفیق اپنی امت پر ہوتے تھے اسلیے حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اللہم اهد قومی فانہم لا یعلمون جب اسنے یہ اسکی شفقت دیکھی تو اسکی یہ حالت ہوئی ۔ کہ

سجدہا ۔ الخ یعنی وہ تکلیف سے چھوٹا ہوا سجدہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے سعادت اور میرے اقبال اور [illegible] ۔ مطلب یہ کہ بیحد تعظیم و تکریم اور شکریہ بجالایا ۔

از خدا ۔ الخ یعنی تو اسکی جزا شریعت حق سے پاوے اسلیے کہ یہ ضعیف (یعنی میں) تیرے شکر کی طاقت نہیں رکھتا ۔ پس تجھکو حق تعالیٰ ہی جزائے خیر دے ۔

شکر حق ۔ الخ یعنی (اب میری جانب سے) حق تعالیٰ ہی تیرا شکر کرے [illegible] رکھتا اور نہ وہ بخشش (کہ جس سے تیرا شکریہ ادا کر دوں) آگے مولانا فرماتے ہیں کہ

دشمنی ۔ الخ یعنی عاقلوں کی دشمنی اسطرح ہوتی ہے اور انکا زہر [illegible] انکی ظاہری ایذائیں اور تکالیف جو کہ اصل میں [illegible] راحت پہنچتی ہیں [illegible] اس سوار کی زد و کوب [illegible] نے انجام کار اس شخص کی جان [illegible] اولیاء اللہ کا ہوتا ہے کہ انکی بعض باتیں جو کہ بظاہر سخت اور درشت معلوم ہوتی ہیں [illegible]

لہٰذا اگر شیخ کی طرف سے کوئی ناگواری بھی پیش آوے تو اُسکو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرنا ضروری ہے چونکہ مولانا نے اوپر فرمایا تھا کہ آگے ہم دو حکایتین لاتے ہین ایک تو عاقل کی دشمنی کی بہتری پر اور دوسری نادان کی دوستی کے ضرر پر۔ یہان تک تو عاقل کی دشمنی کا بھی نافع ہونا بتادیا آگے دوسری حکایت لاتے ہین فرماتے ہین کہ۔

دوستی الخ۔ بیوقوف کی دوستی بھی رنج و گمراہی ہوتی ہو تو اپنی حکایت (ذیل) کو مثال کے واسطے سُن۔ آگے حکایت فرماتے ہین جسکو بہت سے انتقالات کے بعد پورا فرمایا ہے اُسکا خلاصہ یہ ہو کہ ایک شخص نے ایک ریچھ کو اژدہا کے منھ سے چھڑایا اور اسکو پال لیا۔ اور خدمت یہ سکھلائی کہ سوتے وقت مکھیان ہٹایا کرے۔ ایک روز ایک مکھی بار بار آکر بیٹھی۔ تو اُسنے اُسکو اُڑایا لیکن وہ پھر بیٹھ جاتی تھی اس ریچھ کو غصہ آگیا آخر کو حیوان تھا ایک پتھر لایا اور جب مکھی پھر آئی تو اس مکھی کے کھینچکر مارا وہ مکھی تو مری ہو یا نہ مری ہو لیکن وہ آقا صاحب تمین ہوگئے تو دیکھو حالانکہ وہ دوستی کرتا تھا اور خدمت کرتا تھا لیکن چونکہ نادان تھا اس لیے انجام کار اس سے مضرت ہوئی۔ اب سمجھو فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

حکایت آن مرد ابلہ کہ مغرور بود در تملق خرس

اژدہایی خرس را در می کشید	شیر مردی رفت و فریادش رسید

ایک اژدہا اپنی نظرت یا اپنی سانس سے ایک ریچھ کو کھینچ رہا تھا یہ حالت دیکھکر ایک شیر مرد گیا اور اُسکی فریاد کو پہونچا۔ یعنی اژدہے سے اُسکو چھڑایا۔ اس شعر مین چونکہ ایک شیر مرد کی غمخواری کا ذکر ہو اسی مناسبت آگے مولانا اپنے مقصد کی طرف انتقال فرماتے ہین۔

شرح شبیری

اُس بیوقوف آدمی کی حکایت کہ ریچھ کی خوشامد مین مغرور ہو رہا تھا

اژدہایی۔ الخ۔ یعنی ایک اژدہا ایک ریچھ کو (سانس وغیرہ کے ذریعہ سے) کھینچ رہا تھا تو ایک شیر مرد گیا اور اسکی فریاد کو پہونچا یعنی اُسکو اس اژدہا سے چھڑایا آگے مولانا انتقال فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

شیر مردانند در عالم مدد	آن زمان کافغان مظلومان رسد
بانگ مظلومان ز ہر جا بشنوند	آن طرف چون رحمت حق میدوند

دوستی ابلہان رنج و ضلال است ... این حکایت بشنو از بہر مثال

اژدہا ... خرس را ...

ترجمہ: ...

آن ستونهای خللهای جهان — آن طبیبانِ مرضهای نهان

محض مهر و داوری و رحمت اند — همچو حق بعلت و بی رشوت اند

اینچه یاری میکنی یکبارگیش — گوید از بهر غم و بیچارگیش

مهربانی شد شکار شیر مرد — در جهان دارو نجوید غیر درد

هر کجا دردے دوا آنجا رود — هر کجا فقرے نوا آنجا رود

هر کجا پستی است آب آنجا رود — هر کجا مشکل جواب آنجا رود

آب کم جو تشنگی آور بدست — تا بجوشد آب از بالا و پست

تا سقاهم ربهم آید خطاب — تشنه باش الله اعلم بالصواب

آب رحمت بایدت رو پست شو — وانگهان خور خمر رحمت مست شو

رحمت اندر رحمت آید تا بسر — هر یکے رحمت فرو ما اے پسر

چرخ را در زیر پا آر اے شجاع — بشنو از فوق فلک بانگ سماع

پنبهٔ وسواس بیرون کن ز گوش — تا بگوشت آید آن بانگ خوش

پاک کن دو چشم را از موئے عیب — تا ببینی باغ و سروستان غیب

دفع کن از مغز و از بینی زکام — تا که ریح الله آید در مشام

هیچ مگذار از تپ صفرا اثر — تا بیابے از جهان طعم شکر

داروی مردی کن و عنین مپو — تا برون آیند صد گون خوبرو

کندهٔ تن را ز پائے جان بکن — تا کند جولان بپائے این چمن

غل بخل از دست و گردن دور کن — بخت نو دریاب در چرخ کهن

ور نمی تانی بکعبهٔ لطف پر — عرضه کن بیچارگی بر چاره گر

زاری و گریه قوی سرمایه ایست — رحمت کلی قوی تر دایه ایست

دایه و مادر بهانه جو بود — تا که کی آن طفل گریان می شود

طفل حاجات شما را آفرید — تا بنالید و شود شیرش مزید

گفت ادعوا الله بی زاری مباش — تا بجوشد شیرهای مهرهاش

هوی هوی باد و شیر افشان ابر — در غم ماند یکساعت تو صبر

فی السماء رزقکم بشنیده — اندرین پستی چه بر چفسیده

ترس و نومیدیت دان آواز غول — می کشد گوش تو تا قعر سفول

هر ندائی که ترا بالا کشید — آن ندا میدان که از بالا رسید

هر ندائی که ترا حرص آورد — بانگ گرگی دان که او مردم درد

این بلندی نیست از روی مکان — این بلندیهاست سوی عقل و جان

هر سبب بالاتر آمد از اثر — سنگ و آهن فائق آمد زین شرر

آن فلانی فوق آن سرکش نشست — گرچه در صورت بپهلوش نشست

فوقی آنجاست از روی شرف — جای دور از صدر باشد مستخف

سنگ و آہن زین جہت کہ سابق است	در عمل فوقی این دو لائق است
وان شرر از روئے مقصودی خویش	ز آہن و سنگ ست زین رو پیش پیش
سنگ و آہن اول و پایان شرر	لیک این ہر دو تن اند و جان شرر
کان شرر کاندر زمان واپس ست	در صفت از سنگ و آہن برترست
در زمان شاخ از ثمر سابق ترست	در ہنر از شاخ او فائق ترست
چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر	پس ثمر اول بود آخر شجر
سوئے خرس و اژدہا گردیم باز	زانکہ طوئے دارد اضمار و مجاز

جسطرح اس بہادر [illegible] کا شیوہ [illegible]
نالہ وزاری پر اطلاع ہوتی ہے تو یہ آسکے مدد معاون بن جاتے ہین۔ اور جس طرف سے [illegible]
ہین رحمت حق کی طرح بلا توقع نفع اسی طرف مدد کے لیے دوڑتے ہین انکی مدد کچھ کسی خاص [illegible]
مخصوص نہین بلکہ یہ لوگ [illegible] عالم [illegible] ہین کہ اپنی برکت سے یا اپنی دعا سے [illegible]
عالم یا اجزاء عالم کو حق الامکان [illegible] رہتے ہین۔ چنانچہ انکی برکت سے بقاء عالم تو احادیث سے ثابت ہے
اور اجزاء عالم کی امداد دعا سے اور تدابیر سے مشاہد ہے اور امراض نہانی روحانی کے لیے یہی طبیب ہین چنانچہ
یہ بھی مشاہد ہے یہ لوگ سراپا محبت۔ عدل۔ اور رحمت ہین حق سبحانہ کی طرح انکی امداد بھی نفع ذاتی اور رشوت پر
مبنی نہین جب وہ کسیکی اعانت کرتے ہین اور کوئی کہتا ہے کہ آپ خواہ مخواہ اسکی مدد کیون کرتے ہین تو کہتے ہین
کہ محض اسکی تکلیف اور بیچارگی کے سبب۔ پس ان شیر مردونکا شکار صرف شفقت سے یعنی [illegible] شفقت
ہی ہے نہ کہ غرض۔ اس لیے یہ حضرات شابہ دوا کے ہین کہ جسطرح دوا کو نفع رسانی کے لیے صرف درد کی ضرورت [illegible]
اور کوئی ذاتی نفع مقصود نہین۔ یون ہی ان حضرات کو صرف ازالہ تکلیف مقصود ہے اور کچھ نہین [illegible]
شفقت سے [illegible] ہے تو اپنے [illegible] طلب پیدا کرو۔ یہ حضرات خود [illegible] متوجہ ہونگے کیونکہ [illegible]
متوجہ ہوتی ہے جہان [illegible] جہان احتیاج ہو اور پانی نشیب ہی کی طرف [illegible]
جواب اشکال [illegible]
کم پانی کو تلاش کرو۔ یعنی [illegible] اصل مقصود [illegible] بلکہ اپنے اندر تشنگی اور طلب پیدا کرو
[illegible] سے پانی کا [illegible] طرف سے جوش مارے اور تو رحمت حق کا مرجع بنکر ان لوگون [illegible] نہین

داخل ہو جاوے جنکی نسبت فرمایا گیا ہے سقاہم ربہم شراباً طہورا۔ خلاصہ یہ کہ تشنگی اور طلب حاصل کر اور اگر تجھے
آب رحمت حق کی ضرورت ہے تو اپنے اندر وہ صفت پیدا کر جس سے تو اس پانی کی توجہ کا قابل بن سکے یعنی پستی اور
فروتنی عبودیت۔ رضا و تسلیم اختیار کر اور جب تیرے اندر یہ صفت پیدا ہو جاوے تو مزہ سے شراب رحمت پی اور
مست ہو یہان ایک بات اور بھی بتا دینے کے قابل ہے وہ یہ کہ اگر تیری طلب کی پیاس نہ بجھے گی اور پستی مین روز افزون
ترقی ہوتی رہے گی تو بے انتہا رحمتین تیری طرف متوجہ ہونگی۔ پس تو ایک ہی رحمت پر قانع نہ ہو جانا۔ اور طلب چھوڑ کر
بیٹھنا بلکہ عروج روحانی اسقدر کرنا کہ آسمان بھی تیرے قدمون کے نیچے رہ جاوے۔ یعنی فوقیت و علو حسی مین جسم
آسمان کو حاصل ہے تو تفوق روحانی مین اسپر بھی قناعت نہ کرنا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھنا۔ بس یہ بات حاصل
کرلے اور آسمان کے اوپر سے آواز سماع سُن لے یعنی اسرار و معارف الہیہ پر حق سبحانہ کی طرف سے مطلع ہو جا۔ اور
اُسکا طریقہ یہ ہے کہ وساوس اختیاریہ کا روڑا اپنے کان سے نکال ڈال کہ تو اس شور کی آواز سن سکے اور اپنی ہر دو چشم
سے عیب کا بال نکال ڈال تاکہ تو غیب کا باغ اور سروستان دیکھ سکے۔ اور مغز اور ناک سے زکام کو دفع کر تاکہ حق سبحانہ
کی بو تیرے مشام مین آسکے اور تپ صفراوی کا نام و نشان بھی نہ چھوڑ اور اپنے مزاج روحانی مین اعتدال پیدا کر تاکہ
اِس جہان مین تجھے شکر کا مزہ آوے اور نامردی کا علاج کرکے مرد بن۔ اور نامردی کی حالت مین ترک عادت کر
تاکہ سیکڑون طرح کے خوبصورت تیرے لیے اپنے گھر سے نکل پڑین اور اپنے جسم کی بیڑی کو اپنی جان کے پاؤن سے
علیحدہ کر تاکہ وہ چمنستان غیب مین دوڑ سکے اور بخل کا طوق اپنے ہاتھ اور گردن سے الگ کر غرض یہ سب باتین کر
اور چرخ کہن سے نئی قسمت حاصل کرلے۔ خلاصہ یہ کہ اپنی روح کے نقائص کو دور کر اسکے مزاج کی اصلاح کر اور
فیوض ربانیہ کی توجہ کی قابلیت پیدا کر یعنی تن پروری کی فکر چھوڑ اور انہماک تن مین جو تجھکو حق سے غافل کرتا ہے اسکو ترک کر
جب تو یہ باتین کریگا تو حق سبحانہ کی طرف سے تجھے ایک نعمت عطا ہوگی۔ سو تو وہ نعمت سے مالامال ہوگا
اور تو مختلف قسم کے فیوض ربانیہ کا مرجع بنے گا۔ یہ کام تو اس وقت ہے جبکہ تو مجاہدات و ریاضات پر قادر ہو۔ اور
اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا تو اسکا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہو اور اس چارہ گر حقیقی کے سامنے
اپنی بیچارگی کو پیش کر اور اُسکی درگاہ مین خوب تضرع و زاری کے ساتھ التجا کر اور طالب رحمت ہو کیونکہ گریہ و زاری
بہت بڑی دولت ہے۔ اور رحمت کلی بہت بڑی دایہ اور مربیہ ہے اور دایہ اور مان کی عادت یہ ہے کہ وہ بہانہ
ڈھونڈھتی ہین اور منتظر رہتی ہین کہ یہ لڑکا کب روے کہ ہم اسکو دودھ دین یون حق سبحانہ نے بھی تمہاری دعا
کو بمثل لڑکے کے رونے کے پیدا کیا ہے کہ وہ روئین اور اُسکی رحمت کا دودھ جوش مارے۔ چنانچہ خود فرماتے ہین
ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ اور ادعونی استجب لکم۔ پس ضرور گریہ و زاری کر تاکہ اُسکی عنایات کا دودھ جوش مارے
جب تو ایسا کریگا تو حق سبحانہ ضرور تیری دستگیری فرماوینگے خواہ یون کہ اُنکو مرتفع کردین یا یون کہ بدون مجاہدات
کے ہی ثمرات عطا فرمادین۔ چونکہ غالب احوال مجاہدات و ریاضات سے مانع طلب معیشت ہوتی ہے اس لیے
آگے توکل کی تعلیم فرماتے ہین کہ بڑا مانع غالب احوال مین انہماک فی طلب المعیشۃ ہوتا ہے اگر تمکو حقیقت توکل سے بھی
کام لینا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ ہوا کے لرزانے اور ابر کی شیر افشانی یہ سب ہماری ہی معاش کے لیے ہے۔ آخر تو نے
فی السماء رزقکم تو سُنا ہی ہوگا تو پھر اس پستی زمین سے کیون لپٹا ہوا ہے اور کیون سمجھتا ہے کہ ہمارا جو کچھ ذخیرہ رزق

کا مدار ہے اگر ہم [illegible] کی طرف متوجہ ہو جاوین گے تو یہ کام برباد جاوین گے۔ اور پہلو رونی نہ ملیگی۔ پس اس انہماک کو چھوڑ
اور خدا پر بھروسہ کر۔ اور دل کو اُسی کیطرف لگا ہاتھ پاؤن سے یہ کام بھی کر اور یہ سمجھ کہ اسمین بھی مین حق سبحانہ ہی کے
حکم کا امتثال کر رہا ہون۔ کہ اُسنے اختیار اسباب کا حکم دیا ہے ایسا کرنے سے خود یہی مجاہدہ بنجاویگا۔ خوب یاد رکھ
کہ تجھے جو توجہ الی الحق مین بھوکون مرنے کا اندیشہ ہے اور بصورت عدم انہمک فی طلب المعیشۃ کے رزق کے ملنے سے
ناامیدی ہے یہ شیطان کی آواز ہے (چنانچہ حق سبحانہ فرماتے ہین الشیطان یعدکم الفقر) جو کہ تیرے کان کو پستی
کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور جو آواز تجھے عالم بالا کیطرف کھینچے اور جو داعیۃ تیرے قلب مین توجہ الی الحق کا پیدا ہو
اُس آواز کو اوپر سے سمجھ۔ اور حق سبحانہ کی طرف سے جان۔ ہم پھر کہتے ہین کہ جو آواز تیرے اندر حرص پیدا کرے
وہ اُس بھیڑیے یعنی شیطان کی آواز ہے۔ جو آدمیون کو پھاڑتا ہے پس تجھکو خوب خبردار رہنا چاہیے۔ یہ جو شیخ نے
کہا ہے کہ وہ اوپر کی آواز ہے۔ اس اوپر سے فوقیت مکانی نہ سمجھنا جو محسوس طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ یہ بلندی
عقلی اور معنوی ہے۔ جسکے ادراک کا مرجع عقل و جان ہے۔ اور فوقیت معنویہ و عقلیہ بھی حق سبحانہ ہی تک محدود
نہین۔ کہ تم کہو کہ فوقیت عقلیہ تو ہمارے سمجھ مین نہین آتی۔ بلکہ اس قسم کی فوقیت خود اشیاے محسوسہ مین بھی پائی جاتی
ہے۔ اور تمکو اس فوقیت کا اعتراف بھی ہے۔ چنانچہ ہر سبب اپنے اثر اور مسبب سے فائق ہوتا ہی اور لوہا اور پتھر شرار
سے فائق ہین اور تم یہ بھی کہتے ہو کہ فلان شخص جو کہ مسند صدارت پر جلوہ گر ہے اس سرکش سے اوپر بیٹھا ہے اگرچہ صورت
اور ظاہر مین اسکے برابر بیٹھا ہوتا ہے یا برابر بھی نہین ہوتا بلکہ نیچے ہوتا ہے پس یہ فوقیت مکانیہ نہین ہوتی بلکہ فوقیت
شرف ہوتی ہے۔ کیونکہ جاے صدر بجاے عالی ہوتی ہے۔ اور جو جگہ صدر سے دور ہو وہ جسقدر دور ہوتی ہے
اتنی ہی حقیر اور پست ہوتی ہے اگرچہ دیکھنے مین جاے صدر کے برابر یا اُس سے اونچی ہو اور لوہا اور پتھر چونکہ عمل و
تاثیر مین سابق ہین اس لیئے یہ دونون تفوق کے مستحق ہین اور اگر دوسری جہت پر نظر کیجاوے تو شرار اپنی
مقصودیت کے سبب لوہے اور پتھر سے کہین فائق ہے گو سنگ و آہن مقدم ہین اور شرر موخر لیکن مقصودیت کے
لحاظ سے یہ دونون بمنزلہ تن کے ہین اور شرر بمنزلہ جان کے اور جو تفوق جان کو تن پر ہے وہی شرر کو سنگ و آہن پر
کیونکہ شرر جو کہ زمانہ مین موخر ہے وصف مقصودیت مین سنگ و آہن سے بڑھ کر ہے دیکھو بلحاظ زمانہ شاخ ثمر پر مقدم
ہے لیکن وصف مین شاخ سے ثمر فائق ہے۔ اور چونکہ شجر سے ثمر ہی مقصود ہوتا ہے اس لیے ثمر اول ہوتا ہے اور
شجر آخر۔ خیر اب ہم اژدہے اور ریچھ کے قصہ کی طرف لوٹتے ہین امر معنوی اور مجاز کی بحث مین کب تک مشغول
رہین اور کب تک فوقیت معنویہ و مجازیہ کی تشریح کرتے رہین۔ یہ بحث تو بڑی لمبی چوڑی ہے۔ جسقدر بیان
کر دیا گیا وہی کافی ہے۔

شرح شبیری — شیر مردانند الخ۔ یعنی بہت سے شیر مرد عالم مین مددگار اسوقت ہوتے ہین جبکہ
مظلومون کی فغان پہونچتی ہے۔

بانگ الخ۔ یعنی جہ [illegible] کہ مظلومون کی آواز سنتے ہین تو اُس طرف حق تعالی کی رحمت کی [illegible] دوڑتے ہین۔
مطلب یہ کہ بہت سے ایسے شیر مردان حق ہوتے ہین کہ جب وہ مظلومون کی فریاد سنتے ہین اور جہان کہین سے
بھی سن لین تو اُسوقت دوڑ کے اسکی مدد کو پہونچتے ہین لیکن نہ وہ ہروقت سن سکتے ہین اور نہ ہر جگہ سے سن سکتے ہین

بلکہ سبب انکی سستی نہین تو وہ مدد کرتے ہین۔

آن ستونہاے الخ یعنی وہ دنیا کے خللون کے ستون ہوتے ہین اور وہ امراض باطنی کے طبیب ہوتے ہین مطلب یہ کہ وہ امور دنیویہ مین بھی بعض دفعہ مدد کرتے ہین اور امراض باطنیہ کے طبیب ہونا تو ظاہر ہے۔

محض ۔ الخ یعنی یہ حضرات خالص مہربانی اور داوری اور رحمت ہوتے ہین اور حق تعالیٰ کی طرح بے غرض و بے رشوت ہوتے ہین یعنی اُنکی کوئی ذاتی غرض نہین ہوتی بلکہ محض نفع رسانی اُس مظلوم کی اور فریادرسی ہوتی ہے۔

اینچہ ۔ الخ یعنی یہ کیا ایکبار اسکی مدد کرتے ہو تو کہتے ہین کہ اُسکے غم اور بیچارگی کی وجہ سے مطلب یہ کہ اگر کوئی انسے سوال کرتا ہے کہ تم کیون اُسکی مدد کرتے ہو اور تمھاری اسمین کیا غرض ہے تو وہ جواب دیتے ہین کہ ہمکو محض اسکی غمخواری مقصود ہے اور ہماری کوئی غرض نہین ہے آگے فرماتے ہین کہ

مہربانی ۔ الخ یعنی اُس شیر مرد کا شکار مہربانی ہی ہے اور دنیا مین سواے درد کے اور کوئی دوا کو تلاش نہین کرتا ۔ چونکہ شکار مطلوب ہوتا ہے تو مقصود یہ ہے کہ شیر مرد کا مطلوب و مقصود صرف مہربانی خلق اللہ پر ہوتی ہے اور بات بھی یہی ہے کہ جب درد ہوتا ہے جب ہی دوا بھی پہونچتی ہے اگر درد اور ضرورت ہے تو اسکی دوا اور علاج کو ہم پہونچ سکتا ہے اور اگر درد ہی نہین ہے تو پھر دوا اور علاج اور تدبیر بھی حاصل نہین ہو سکتی ۔ آگے یہی فرماتے ہین کہ۔

ہرکجا دردے ۔ الخ یعنی جہان کہین درد ہوتا ہے دوا اُسی جگہ جاتی ہے اور جہان کہین فقر ہوتا ہے عطا اُسی جگہ جاتی ہے۔ آگے اسکی ایک مثال فرماتے ہین کہ۔

ہرکجا ۔ الخ یعنی جہان کہین پستی ہوتی ہے۔ پانی اُسی جگہ جاتا ہے۔ اور جہان کہین اشکال ہوتا ہے جواب وہین جاتا ہے۔ اس لیے کہ جب اشکال ہوتا ہے تو اسکے حل کی طلب ہوتی ہے اور جب طلب ہوگی تو حق تعالیٰ کی مدد ہوگی اور ثمرات بھی حاصل ہو جاوینگے لہذا طلب حاصل کرنا چاہیے۔ اور طلب لگا لینی ضروری ہے پھر انشاء اللہ تعالیٰ ثمرات خود بخود ہاتھ آجاوینگے آگے یہی فرماتے ہین کہ۔

آب کم جو الخ ۔ یعنی پانی کم تلاش کرو اور پیاس لگاؤ تاکہ تمھارے اوپر سے اور نیچے سے سب طرف سے پانی اُبلنے لگے مطلب یہ کہ طلب نکالو اور کام مین لگے رہو اور ثمرات کے طالب مت ہو تو جب طلب ہوگی پھر یہ ثمرات انشاء اللہ تعالیٰ خود بخود تمکو حاصل ہو جاوینگے اور اسکی ایسی مثال ہے کہ جیسے کسی نے ایک شخص کو حساب لکھنے پر دس روپیہ ماہوار پہ ملازم رکھا تو اُس ملازم کے کام پر دس روپیہ ملینگے اور اُنسے اشیاء خانگی آوینگی تو اصل ثمرات اس ملازمت کے وہ اشیاء خانگی ہوئین تو اگر یہ شخص کام کرتے وقت اور حساب لکھتے وقت یہی خیال کرے کہ جب دس روپیہ ملینگے تو اتنے کا گھی اور اتنے کی دال وغیرہ وغیرہ لاؤنگا تو کیا [illegible] سے کام ہوگا ۔ ہرگز نہین ۔ بلکہ تعجب نہین ہے کہ اس حساب مین بھی یہ [illegible] کردے ۔ تو پھر اسکو وہ دس روپیہ بھی نہ ملینگے جو اسپر ثمرات [illegible] اور اگر یہ کام مین [illegible] اور اُن باتون کو بالکل کام کے وقت الگ رکھدیا اور کام اچھی طرح [illegible] دس روپیہ ملینگے اور وہ سارے اشیاء موجود ہونگی لہذا اگر سالک کام کو چھوڑکر اسمین الگ جاوے کہ مزہ کیون نہین آیا اور [illegible] کیون نظر نہین آتی

آن ستونہای خللہای جہان ✦ آن طبیبان مرضہای نہان
محض مہر و داوری و رحمت اند ✦ ہمچو حق بی علت و بی رشوت اند
این چہ یاری میکنی یکبارگیش ✦ گوید از بہر غم و بیچارگیش
مہربانی شد شکار شیرمرد ✦ در جہان دارو نجوید غیر درد
ہرکجا دردی دوا آنجا رود ✦ ہرکجا فقری نوا آنجا رود
ہرکجا مشکل جواب آنجا رود ✦ ہرکجا پستی است آب آنجا رود
آب کم جو تشنگی آور بدست ✦ تا بجوشد آبت از بالا و پست

ورنہ وہ ذخیرہ تو بس تیرہ ہوگا کام خراب ہوگا۔ اور جو ملنے والا تھا وہ سب بند ہو جاویگا خوب سمجھ لو۔ اور فرماتے ہین کہ۔

تا سقاہم۔ الخ۔ یعنی تاکہ سقاہم ربہم الخ۔ جواب آوے۔ تو پیاسے ہو جاؤ۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مطلب یہ کہ طلب پیدا کرو تاکہ آیت سقاہم ربہم کے مصداق ہو جاؤ۔ اور حق تعالیٰ کی طرف سے تمکو امداد ہو۔

آب رحمت الخ۔ یعنی اگر تجھے رحمت کی ضرورت ہے تو جا اور عاجزی اختیار کر اور اسوقت شراب رحمت پی اور مست ہو تو معلوم ہوا کہ عاجزی اور تضرع سے رحمت حق نازل ہوتی ہے۔

رحمت اندر۔ یعنی اے صاحبزادے از سر تا پا رحمت پر رحمت نازل ہوگی تو ایک ہی رحمت پر بس مت کر مطلب یہ ہے کہ اگر تو پستی اور تواضع اختیار کریگا تو یاد رکھ کہ چارون طرف سے نزول رحمت حق ہوگا اور بے نہایت نعمتین حاصل ہونگی لیکن تجھکو لازم ہے کہ ہر وقت اور ہر گھڑی طلب مزید مین رہے اور کسی حد پر پہونچکر طلب کو ترک نکرے اسلیے کہ ؎

اے برادر بے نہایت درگہیست ✤ ہرچہ بروے میرسی بروے مایست ✤ لہٰذا جو درجہ قرب حق کا حاصل ہو اس سے زیادہ کے طالب ہو اور جسقدر اعمال اسکی تکمیل کے لیے تم سے ہو سکین انکو کرو۔ پھر دیکھو کہ کیا کیا نعمتین و رحمتین بے مانگے نازل ہوتی ہین اسلیے کہ ؎ رحمت حق بہانہ میجوید ✤ آگے بھی یہی مضمون فرماتے ہین کہ۔

چرخ را۔ الخ۔ یعنی اے بہادر آسمان کو بھی پاؤن کے نیچے لا۔ اور (پھر) آسمان کے اوپر آواز سماع سن۔ مطلب یہ کہ تم کو لازم ہے کہ مجاہدات و ریاضات سے اسقدر عروج روحانی کرو کہ اس آسمان ظاہری سے بھی بلند مرتبہ ہو جاؤ۔ اسلیے کہ روح تو مجردات سے ہے اور یہ چرخ اجسام سے تو جب عروج کرکے مجردات تک پہونچوگے تو پھر یقیناً دنیا اور اجسام سب نیچے اور اسفل ہو جاوینگے اسکے بعد جب اسقدر بلند مرتبہ ہو جاوے تب پھر اسرار حق دیکھو اور قوت حقائق کا مشاہدہ کرو کہ کانشمس فی رابعۃ النہار تمہارے سامنے ہونگے۔ اور فرماتے ہین کہ۔

پنبہ وسواس۔ الخ۔ یعنی وسواس (شیطانی) گوش (دل) سے نکال ڈالو تاکہ تمھارے کان مین آسمان سے خروش آوے۔ مطلب یہ کہ شیطانی خطرات کو اور اسکے مقتضیات کو دل مین سے نکال ڈالو اسوقت حق تعالیٰ کی طرف سے تمپر رحمت ہوگی اور اسرار اور حقائق منکشف ہو جاوینگے اور فرماتے ہین کہ۔

پاک کن الخ۔ یعنی دونون آنکھون کو عیوب کے بالون سے صاف کرو تاکہ غیب کے باغ اور سروستان کا مشاہدہ کر سکو۔ مطلب یہ کہ چشم قلب کو شہوات نفسانیہ سے پاک صاف کرو تاکہ تمکو مشاہدہ انوار و تجلیات حق کا ہو۔ لیکن یہ یاد رکھنا کہ اگر اس قصد سے کروگے کہ تمکو انوار و تجلیات حاصل ہون تو خاک بھی حاصل نہ ہوگا۔ اور ہمیشہ کورے ہی رہوگے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

دفع کن الخ۔ یعنی مغز سے اور ناک سے زکام کو دور کردو تاکہ حق تعالیٰ کی بو مہکانے مشام مین آوے مطلب یہ کہ اپنے حواس باطنیہ کو پاک صاف کردو تاکہ حق تعالیٰ کے اسرار و حقائق کا مشاہدہ کر سکو۔

ہیچ مگذار الخ۔ یعنی صفرا اور بخار مین سے کوئی شے بھی مت چھوڑو تاکہ جہان غیب سے شکر کا مزہ تمکو حاصل ہو۔ مطلب وہی کہ امراض باطنیہ دور کرو تاکہ تمکو عبادت اور ذکر حق مین لطف و ذوق حاصل ہو لیکن یہ یاد رہے کہ اگر اس ذوق و لطف کے لیے کام کیا جاویگا تو یہ بھی حاصل نہ ہونگے اور کچھ بھی حاصل نہ ہوگا خوب یاد رکھو۔

داروے الخ۔ یعنی مردانگی کی دوا کر اور نامرد ہو کر مت دوڑ تاکہ سیکڑون طرح کے خوبرو تیرے سامنے ظاہر ہون

تا سقاہم ربہم آید جواب ✤ تشنہ باش اللہ اعلم بالصواب
آب رحمت بایدت رو پست شو ✤ وانگہان خور خمر رحمت مست شو
رحمت اندر رحمت آمد تا بسر ✤ بر یکی رحمت فرو مآ ای پسر

چرخ را در زیر پا آر ای شجاع ✤ بشنو از فوق فلک بانگ سماع

پنبہ وسواس بیرون کن ز گوش ✤ تا بگوشت آید از گردون خروش

پاک کن دو چشم را از موی عیب ✤ تا ببینی باغ و سروستان غیب

دفع کن از مغز و از بینی زکام ✤ تا کہ ریح اللہ آید در مشام

ہیچ مگذار از تب و صفرا اثر ✤ تا بیابی از جہان طعم شکر

مطلب یہ کہ تحقیق اور کمال حاصل کرو اس طرح غیر محققانہ تنگ و دوست کرو۔ اس لیے کہ فضول ہے اور جب محقق ہو گئے تو پھر تو اسرار آلہیہ خود بخود تم کو حاصل ہون گے لہٰذا معلوم ہوا کہ اصل مین تحقیق اور معرفت اور محبت وغیرہ جو مشابہ مردانگی کے ہین حاصل کرو اسکے بعد اسرار حق جو خوبرو ونکی مثل ہین خود بخود منکشف ہون گے۔

کند کہ تن الخ۔ یعنی قید تن کو جان کے پاؤن مین سے نکال ڈال تاکہ وہ اُس چمن کے گرد جولانی کرے۔ مطلب یہ کہ روح کو ان قیود شہوات و لذات کے نکال ڈالو اور اُنکے مقتضیات پر عمل مت کرو۔ تاکہ روح کو قرب حق حاصل ہو اور وہ اسرار آلہیہ اور حقائق حق سے آگاہ ہو۔

غل بخل الخ۔ یعنی بخل کے کھوٹ کو گردن اور ہاتھ سے علیحدہ کردے اور آسمان کہن سے بخت نو حاصل کر۔ مطلب یہ کہ اخلاق رذیلہ کو مجاہدات و ریاضات کر کے دور کردے اور اسکے بعد عالم غیب سے علوم و معارف جدیدہ حاصل کر یہان تک اُن لوگون کو خطاب تھا جن کو کہ فرصت ہے اور وہ ریاضات و مجاہدات پر قادر ہین اور ان کو اسکی فرصت بھی ہے آگے اُن لوگون کا ذکر ہے کہ جو مجاہدات و ریاضات کے لیے خالی نہین ہین۔ اور انکو حقوق شرعیہ کے ادا سے یا کسی اور مباح کام مین مشغولی سے فرصت ہی نہین ہوتی اُنکو تدبیر وصول اور قرب بتاتے ہین کہ۔

ورنمی تاتی الخ۔ یعنی اور اگر تو نہ کر سکے تو کعبہ کلفت کے پاس اُٹھ اور اپنی عاجزی کو چارہ گر کے سامنے پیش کردے۔ مطلب یہ کہ اگر تو ریاضت و مجاہدہ کے لیے خالی نہین ہے اور تجھکو اور امور سے فرصت نہین ملتی تو خیر تو اسیقدر کر کہ حق تعالیٰ سے دعا کر اور اپنے اس عجز سے اُنکے سامنے پیش کردے اور ہر وقت معافی مانگ اور اعمال ضروریہ مین لگا رہ اور معاصی سے اجتناب کر اور اکثر گریہ و زاری کر تو انشاء اللہ رحمت حق متوجہ ہوگی اور وہ تیری چارہ گری کریگی اور تو بھی محروم نہ رہے گا بلکہ اگر نیت خالص ہے تو کیا عجب ہے کہ اُن پہلون سے بڑھ جاوے آگے فرماتے ہین کہ۔

زاری و گریہ الخ۔ یعنی زاری اور گریہ یہ ایک بہت بڑا سرمایہ ہے اور رحمت کلی بہت قوی دایہ ہے۔ لہٰذا اگر اس سرمایہ سے کام لیا جاوے تو وہ دایہ ضرور مہربان ہوگی اور تمہاری تربیت کریگی جس سے تمکو قرب حق حاصل ہوگا۔ حتیٰ کہ بعض بزرگون نے ایسے لوگون کو جو کم فرصت ہین صرف یہ بتایا ہے کہ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا کرین اور سچ یہ ہے کہ اگر دوام ہو تو کیا یہ کم ہے۔ یہ وہ چیز ہے کہ جس سے کافر صدسالہ ایک پل مین پاک صاف اور معصوم نورانی بچے کی طرح ہو جاتا ہے یہ وہ باجبروت کلمہ ہے کہ جسمین نام حق ہے اور اُسکی وحدانیت کا اقرار ہے پھر کیا اسکا دوام کچھ کم ہے۔ بہت بڑی برکت کی شے ہے لیکن دوام ضروری ہے لہٰذا اگر انسان کو فرصت ہے تو وہ درجہ کمال مجاہدات و ریاضات سے حاصل کرے۔ کہ اس سے بڑھکر اور کونسی شے ہوگی اور اگر تمکو فرصت ہے تو بس کسی محقق سے اپنی حالت بیان کر کے کچھ مختصر پوچھ لے اور اُسپر دوام کرے حق تعالیٰ برکت فرمادین گے آگے فرماتے ہین کہ۔

دایہ الخ۔ یعنی دایہ اور مان بہانہ ڈھونڈھتی ہین کہ اُسکا لڑکا کب روتا ہے پس وہ ذرا رو دیا اور اُس نے دودھ پلایا) اسیطرح رحمت حق بہانہ میجوید۔ جہان ذرا عاجزی اور تضرع و زاری دیکھی پس اُسیطرف توجہ اور مبذول ہو جاتی ہے لہٰذا اگر اور بھی کچھ نہ ہو سکے تو عجز و نیاز اور تضرع و زاری تو کرتا رہے کہ اسی سے اُمید رحمت ہے آگے خود فرماتے ہین کہ۔

طفل حاجات الخ یعنی تمھاری حاجات کے طفل کو پیدا کیا تاکہ وہ رووے اور اُسکا دودھ ظاہر ہو مطلب یہ کہ حق تعالےٰ نے تمھارے ساتھ تمھاری حاجات لگا دین تاکہ جب وہ پیش آویگی تو اُسوقت تم کو حق تعالےٰ یاد آویگا اور جہان وہ یاد آیا اور اُسکے سامنے ذرا بھی تواضع ہوئی کہ فوراً رحمت حق جوش کرتی ہے اور ظاہر ہوتی ہے۔

گفت الخ۔ یعنی حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اللہ کو پکارو اور بے زاری کے مت رہو تاکہ اُسکی مہربانیون کا دودھ جوش کرے مطلب یہ کہ دیکھو حق تعالےٰ قرآن شریف مین خود فرماتے ہین کہ ادعوا اللہ تضرعا وخفیۃ تو معلوم ہوا کہ تضرع اور دعا حق تعالےٰ کو بھی محبوب ہے۔ اور اسی سے دریائے رحمت جوش مین آتا ہے جیساکہ ظاہر ہے۔

ہاے ہوئے الخ۔ یعنی ہوا کی ہاے اور ہوئے اور بادل کا برسنا یہ سب ہمارے ہی غم مین ہے اور ایک ساعت تجھکو صبر ہے مطلب یہ کہ کل کائنات و موجودات حق تعالےٰ ہی کی یاد مین لگے ہوے ہین لیکن انسان غافل بیٹھا ہے تو کیسے تعجب اور حیرت کی بات ہے آگے فرماتے ہین کہ۔

فی السماء الخ یعنی کیا آیت و فی السماء رزقکم کو تو نے نہین سُنا ہے تو اس پستی مین کس لیے چپک رہا ہے مطلب یہ کہ جب رزق ظاہری آسمان اور عالم غیب ہی مین ہے تو رزق باطنی اور حقیقی تو لامحالہ عالم غیب ہی مین ہوگا تو پھر اس پست دُنیا مین لگے رہنے سے کیا فائدہ ہے بلکہ عالم غیب اور عالم بالا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

ترس۔ الخ۔ یعنی خوف اور تیری نااُمیدی اور وہ آواز شیطانی تیرے کان کو قعر اسفل کی طرف لیجاتا ہے مطلب یہ کہ تمکو جو احکام کی بجا آوری سے اُنکی سختی کا خوف اور اُنکے پورا نہ ہوسکنے کی نااُمیدی اُنسے باز رکھتی ہے تو یہ ساری باتین تمکو اسفل کی طرف لیجاتی ہین اور عالم بالا سے دور کرتی ہین آگے صاف فرماتے ہین کہ۔

ہر ندائے الخ۔ یعنی جو ندا کہ تجھے اوپر کیطرف کھینچے تو اُسکو جان لو کہ وہ اوپر ہی سے آرہی ہے۔ اس لیے کہ مشاہدہ ہے کہ انسان کو جس طرف سے آواز آتی ہے اُسی طرف کو وہ جاتا ہے تو جب میلان اوپر کیطرف کو ہے تو معلوم ہوا کہ وہ آواز بھی اوپر ہی سے آرہی ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ جو وسوسہ نیک آوے اُسکو عالم غیب سے جانو اور سمجھ لو کہ یہ وسوسہ حق تعالےٰ کی طرف سے ہے۔

ہر ندائے الخ۔ یعنی جو آواز کہ وہ تیرے اندر حرص کو پیدا کرے تو جان لو کہ یہ ایک بھیڑیے کی آواز ہے کہ جو آدمی کو پھاڑنے والا ہے مطلب یہ کہ جس وسوسہ کا مقتضا شہوت و غضب و حرص وغیرہ ہو اُسکو سمجھ لو کہ یہ وسوسہ شیطانی ہے لہذا اُس سے بچنا ضروری ہے آگے فرماتے ہین کہ۔

این بلندی الخ۔ یعنی یہ بلندی مکان کی رو سے نہین ہے بلکہ یہ بلندی عقل و جان کی طرف سے ہے۔ مطلب یہ کہ ہم نے جو کہا ہے کہ وہ آواز اوپر سے آتی ہے تو اس اوپر اور بلندی سے مراد یہ بلندی اور فوقیت ظاہری اور مکانی نہین ہے بلکہ اس سے بلندی اور فوقیت عقلی مراد ہے کہ جو محسوس اور مدرک حواس ظاہری نہین ہے۔ آگے مثال سے فرماتے ہین کہ۔

ہر سبب الخ۔ یعنی ہر سبب اثر سے اوپر ہوتا ہے دیکھو آگ سے فائق لوہا اور پتھر ہے مطلب یہ کہ ہر سبب مرتبہ مین پہلے ہوتا ہے اور اُسکا اثر بعد کو مرتب ہوتا ہے لیکن ظاہر مین سبب کو اثر پر کچھ بھی فوقیت نہین ہوتی۔ بلکہ وہ اثر ہی غالب ہو جاتا ہے جیساکہ لوہے اور پتھر کے ملانے سے آگ پیدا ہوتی ہے تو آگ کے پیدا ہونیکا

سبب اُن دونون کا ملنا ہے تو وہ اس سے پہلے اور اُسپر فوق ہے لیکن ظاہر مین خود آگ ہی اس سے بلند ہوجاتی ہے اسیطرح ایسی ہی بلندی وہان بھی مراد ہے اور مثال فرماتے ہین کہ۔

آن فلانے الخ یعنی فلان شخص اُس سرکش پر بیٹھ گیا۔ اگرچہ ظاہر مین اُسکے پاس بھی نہ بیٹھا ہو۔ مطلب یہ کہ دیکھو بولتے ہین کہ فلان شخص فلان پر چڑھ گیا۔ یعنی غالب ہوگیا حالانکہ ظاہر مین تو وہ اُسکے پاس بھی نہین بیٹھا مگر اُسکو اُسکے اوپر بولتے ہین۔

فوقے الخ۔ یعنی اُس جگہ کی فوقیت شرف کی وجہ سے ہے اور دور جگہ صدر کم درجہ ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ اس جگہ فوقیت سے مراد یہ ہے کہ وہ شئے اُسپر شرف رکھتی ہے جیسا کہ صدر نشین دور والی جگہ سے شرف اور مرتبہ مین بلند ہوتی ہے اگرچہ ظاہر مین بلند نہ ہو۔

سنگ و آہن الخ۔ یعنی لوہا اور پتھر اس سبب سے کہ یہ سابق ہین تو عمل مین ان دونون کی فوقیت لائق ہے (اور انکو فوق کہنا درست اور بجا ہے)

وان شرر الخ۔ یعنی اور وہ شرر اپنی مقصودیت کی حیثیت سے آہن و سنگ سے اس جہت سے کہین زیادہ ہے۔ مطلب یہ کہ اگر اس حیثیت سے دیکھا جاوے کہ آہن و سنگ سبب ہین ظہور شرر کے تب تو وہ اول و فوق ہین اور اگر اس حیثیت سے دیکھا جاوے کہ اصل مقصود تو شرر ہے اور وہ دونون اس کے لیے آلہ ہین تو اسوقت شرر اول اور سابق اور فوق ہوگا۔

سنگ و آہن الخ۔ یعنی لوہا اور پتھر اول ہین اور آخر مین شرر ہے۔ لیکن یہ دونون تن ہین اور جان شرر ہی ہے مطلب یہ کہ اگرچہ بحیثیت سبب ہونے کے تو سنگ و آہن ہی مقدم اور فوق ہین لیکن چونکہ مقصود اور مطلوب شرر ہے اس لیے اسکو فوق اور سابق کہا جاویگا۔

کان شرر الخ۔ یعنی کہ وہ شرر زمانہ مین تو بہت بعد مین ہے لیکن وصف مین سنگ و آہن سے بہت برتر ہے لہذا معلوم ہوگیا کہ فوقیت صرف مکانی ہی نہین ہوتی بلکہ فوقیت نفسی بھی ہوا کرتی ہے تو اس آواز کا بلند سے آنے مین بھی فوقیت مکانی نہین ہے بلکہ فوقیت تعلیمی ہے۔ آگے ایک اور مثال ہے۔

در زمان الخ۔ یعنی زمانہ مین تو شاخ پھل سے بہت پہلے ہے اور ہنر مین وہ پھل شاخ سے بہت فائق ہے تو ایک حیثیت سے ایک شئے فوق ہے اور دوسری حیثیت سے دوسری شئے۔

چونکہ الخ۔ یعنی چونکہ درخت سے مقصود پھل ہی ہوتا ہے لہذا پھل اول ہوا اور آخر مین درخت ہوا حالانکہ ظاہر مین برعکس ہے خوب سمجھ لو۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

موسے خرس الخ۔ یعنی ہم پتھر کے اور اژدہا اُسکے عصا کی طرف واجب ہوتے ہین [illegible] بیان کرتے ہین) اس لیے کہ یہ اضمار اور مجاز تو بہت طول رکھتا ہے اگر لکھوان دفتر لکھے جاوین تب بھی کم ہے لوکان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی اور جو تکہ حقائق و معارف بھی کلمات مین داخل ہین اس لیے اُس [illegible]

شرح حبیبی

خرس چون فریاد کرد از اژدہا | شیر مردے کرد از چنگش رہا
حیلت و مردی بہم دادند پشت | اژدہا را او بدین قوت بکشت
اژدہا را او بدین حیلت بہ بست | تاکہ آن خرس از ہلاک تن برست

ریچھ نے جب اژدہے کے ستم سے فریاد کی تو ایک شیر مرد نے آ کے اسکو بہت جلد چھڑا دیا اس [illegible]
اور شجاعت نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ اور اس مجموعے سے جو اسکو ایک قوت حاصل ہوئی اس قوت سے
اُسنے اژدہے کا کام تمام کر دیا اور تدبیر کے جال مین اُس نے اژدہے کو پھانس کر ہلاک کر ڈالا جسکا نتیجہ یہ ہوا
کہ ریچھ ہلاکت جسمانیہ سے بچ گیا۔

شرح شبیری خرس چون الخ۔ یعنی جب ریچھ نے اُس اژدہا سے فریاد کی تو ایک شیر مرد نے آ کر اسکو اُس کے چنگل سے چھڑا دیا۔

حیلت و مردی الخ یعنی حیلہ اور مردانگی نے مل کر مدد کی تو اُسنے اس قوت سے اس اژدہا کو مار ڈالا مطلب یہ کہ اس شخص نے تدبیر اور قوت دونون سے کام لیا اور اُس کے بعد اُس اژدہا کو مار کر اُس کے منھ سے اُس ریچھ کو چھڑا دیا۔ اس لیے کہ نہ تو صرف تدبیر بغیر مردانگی کے کارآمد ہے اور نہ مردانگی بغیر تدبیر کے کارآمد ہے۔ غرضکہ اُسنے دونون سے کام لیکر مار ڈالا۔

اژدہا را۔ الخ۔ یعنی اُسنے اژدہا کو اس حیلہ سے باندھ لیا یہان تک کہ وہ ریچھ تن کے ہلاک ہونے سے بچ گیا۔ یعنی وہ بچا رہا چھوٹ گیا ورنہ ہلاک ہو جاتا۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

اژدہا را ہست قوت حیلہ نیست | لیک فوق حیلۂ تو حیلہ ایست
ماکران بسیار لیکن باز بین | در نُبی واللہ خیر الماکرین
حیلۂ خود را چو دیدی باز رو | کز کجا آمد سوے آغاز رو
ہر چہ در پستی است آمد از علا | چشم را سوے بلندی نہ ہلا
روشنی بخشد نظر اندر علا | گرچہ اول خیرگی آرد بلا
چشم را در روشنائی خوے کن | گر نہ خفاشی نظر آنسوے کن

عاقبت بینی نشان نور تست | شہوت حالی حقیقت گور تست
عاقبت بینی کہ صد بازی بدید | مثل آن نبود کہ یک بازی شنید
زان یکے بازی چنان مغرور شد | کز تکبر ز اوستادان دور شد
سامری وار آن ہنر در خود چو دید | او ز موسیٰ از تکبر سر کشید
او ز موسیٰ آن ہنر آموختہ | وز معلم چشم را بر دوختہ
لاجرم موسیٰ دگر بازی نمود | تا کہ آن بازی و جانش را ربود
اے بسا دانش کہ اندر سر دود | تا شود سرور بدان خود سر رود
سر نخواہی کہ رود تو پائے باش | در پناہِ قطب صاحب رائے باش
گرچہ شاہی خویش فوقِ او مبین | گرچہ شہدی جز نبات او مچین
فکر تو نقش ست و فکرِ اوست جان | نقد تو قلب ست و نقدِ اوست کان
او توئی خود را بجو در اوئے او | کو و کو گو فاختہ سان سوئے او
ورنہ خواہی خدمتِ ابنائے جنس | در دہانِ اژدہائے ہمچو خرس
ور ترش می آیدت قندِ رضا | ہمچو خرسے در دہانِ اژدہا
بو کہ اوستادے رہاند مر ترا | وز خطر بیرون کشاند مر ترا
زاری می کن چو زورت نیست ہین | چونکہ کوری سر مکش از راہ بین
تو کم از خرسی نمی نالی ز درد | خرس رست از درد چون فریاد کرد
اے خدا آن سنگدل را موم کن | نالہ اش را تو خوش و مرحوم کن

اس شخص کے اژدہے سے ریچھ کو چھڑا لینے اور اژدہے کو مار ڈالنے کی وجہ یہ تھی کہ اسمین دو قوتین جمع تھین اول قوت شجاعت دوسری قوت تدبیر اور اژدہے کے اندر قوت تو ہے مگر تدبیر نہین۔ اس لیے وہ اس پر غالب نہ آسکا لیکن آدمی کو اپنی تدبیر پر نازان نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اسکی تدبیر سے بڑھکر بھی تدبیر ہے اور گو مدبرین علی تفاوت مراتب تدبیر ہم بہت ہین لیکن قرآن مین دیکھ لے ارشاد ہے کہ واللہ خیر الماکرین کہ حق سبحانہ جملہ مدبرین سے بہتر مدبر ہین پس جب اپنی تدبیر پر تیری نظر پڑے تو اس سے تجھے اسکے مبدأ کی طرف انتقال کرنا چاہیے۔ اور سوچنا چاہیے کہ یہ وصف ہم مین کہان سے آیا ہے کچھ ایک تدبیر ہی پر منحصر نہین بلکہ جو کچھ ہستی اور عالم امکان مین ہے وہ سب ادہر سے یعنی واجب الوجود ہی کی طرف سے آیا ہے اور حقیقی مبدأ فیاض

ہی ہے پس دیکھ تو واجب الوجود ہی کو ہر بات میں مطمح نظر بنانا - حق سبحانہ کو مطمح نظر بنانے ہی سے لامحالہ
نور معرفت پیدا ہوتا ہے اگرچہ مصیبت کا واقع ہونا اولاً نظر کو خیرہ کرتا ہے کیونکہ ابتداءً نظر سبب ظاہری ہی پر پڑتی
ہے اور اول دہلہ میں وہ اسی کو اسکا منشا اور مبدا سمجھتا ہے تو اپنی آنکھ کو روشنی کا عادی بنا اور حق سبحانہ ہی کی طرف
نظر کر کہ تو خفاش نہیں کہ روشنی سے گریزان اور متوحش ہو - یہ تو مبدا پر نظر کرنیکی ہدایت تھی - آگے مآل پر نظر کرنیکی
ہدایت فرماتے ہین اور کہتے ہین کہ جسطرح مبدا پر نظر کرنا ضروری ہے یون ہی مآل کو دیکھنا بھی ضروری ہے
کیونکہ مآل پر نظر کرنا تیری نور بصیرت کی علامت ہے - اور موجودہ خواہشات نفسانی مین گرفتار ہونا فی الحقیقت
تیری نابینائی ہے - پس تجھے عاقبت بین ہونا چاہیے نہ کہ شہوت پرست - عاقبت بینی بڑی چیز ہے چنانچہ وہ عاقبت بین و عارف محقق
جسنے حق سبحانہ کے سیکڑون تصرفات دیکھے ہون یا خود سیکڑون پختہ تدابیر کیا ہو ہرگز اس ناتجربہ کار اور ناواقف کے برابر نہین ہو سکتا -
جسنے صرف ایک بازی سنی ہو یعنی احیاناً اس سے کوئی تدبیر صادر ہو گئی ہو اور اس ایک بازی پر وہ اتنا مغرور ہو گیا ہو کہ تکبر سے اپنے کو ماہر
استادون سے مستغنی سمجھکر دور ہو گیا ہو - اور جب سامری کیطرح اسنے اپنے اندر ایک ہنر دیکھا ہو تو وہ موسی کیطرح پختہ اور محقق کامل استادون سے
اپنے کو بڑا سمجھکر کھنچ گیا ہو - سامری نے یہی کیا تھا کہ اس ہنر کو موسے ہی سے سیکھا تھا اور خاک سم اسپ جبرئیل کی
خاصیت اسکو انہین سے معلوم ہوئی تھی اور باوجود اسکے اسنے اپنے معلم سے آنکھ بند کر لی تھی - اور اسنے اپنے کو
مستغنی اور انسے فائق سمجھ بیٹھا تھا مگر اسکا انجام کیا ہوا یہی کہ موسے علیہ السلام نے دوسری تدبیر کی کہ اس تدبیر نے
اسکا خاتمہ کر دیا - پس اگر تو ایسا کریگا تو تیرا بھی وہی حشر ہوگا - جو سامری کا ہوا تھا - ارے بہت سی حکمتین دماغ مین
اس غرض سے چکر کھاتی ہین کہ انسے آدمی سردار بنجاوے مگر انسے بجاے اسکے کہ سرداری حاصل ہو خود دم
بنجاتا ہے اور اتنا بھی نہین رہتا جتنا تھا - پس اگر تو چاہتا ہے کہ سر نہ جاے تو پاؤن بن اور عاجزی و فروتنی
اختیار کر اور کسی قطب صاحب راے کی پناہ مین رہ - اسکو متبوع بنا اسکی راے کا اتباع کر - تو کتنا ہی بڑا اہل
اور دانش کا بادشاہ ہو مگر اپنے کو اس سے بڑھکر نہ سمجھ - اور اگر تو شہد بھی ہو تو بھی اسکی مصری سے منتفع ہو -
اپنی شیرینی پر نازان ہو کر مستغنی مت ہو یاد رکھ کہ تیری اور اسکی فکر مین وہی نسبت ہے جو جسم و جان مین ہے
کہ تیرا فکر ارذل واخس ہے - اور اسکا فکر اشرف و اعلے - اور تیرے نقد اور اسکے نقد مین وہی نسبت ہے جو کھوٹے
سونے اور کان زر مین ہے کہ تیرا نقد کھوٹا ہے اور اسکا کان زر - اور سمجھ کہ تو وہی ہے یعنی اسمین مندمج اور مندرج
اور سمندر کا قطرہ ہے پس تو اپنے کو اسمین ڈھونڈھ اور اسی کا متبع بن اور فاختہ کی طرح کوکو کرتا ہوا اسی کی طرف جا -
اور اسی کا طالب اور مشتاق بن اور اگر تو اسکو بھی اپنا ہی سا سمجھتا ہے اور اس بنا پر تو اپنے ابناے جنس کی خدمت سے
احتراز کرتا ہے تو سمجھ لے کہ تو ریچھ کی طرح شیطان کے قبضہ مین ہے جو اژدہے کے مانند تیرے ہلاک کے درپے ہے
اور بدون اس شیر مرد کی مدد اور اعانت کے تو ہرگز اس ظالم کے پھندے سے نہین نکل سکتا - اور ہم پھر کہتے
ہین کہ اگر قدر رضا و تسلیم و اطاعت و انقیاد تجھے ترش معلوم ہوتا ہے تو سمجھ لے کہ تو ریچھ کی طرح اژدہے کے
منھ مین ہے اور عنقریب موت کے منھ مین جانیوالا ہے - پس جبکہ تو خود نہین چھوٹ سکتا اور تجھ مین اتنی قوت
نہین تو گریہ و زاری کر اور استعانت و استمداد سے ہرگز استنکاف مت کر ممکن ہے کہ رحم کھا کر کوئی استاد کامل
و عارف محقق تجھے چھڑا لے - اور اس خطرہ سے نکال لے - اور جبکہ تو خود اندھا ہے تو واقف راہ سے سرتابی

ہمت کر تیری رہائی کی صرف یہی صورت ہے ارے تو تو پتھر سے بھی کم ہے کہ تو اپنی مصیبت سے روتا بھی نہین کہ کسی کو رحم آوے اور تیری اعانت کرے۔ دیکھ تو سہی پتھر اپنی فریاد کی بدولت چھوٹ گیا تجھے اس سے بھی عبرت نہین ہوتی۔ (**ف**) بوکہ الخ اور شعر آئندہ مین ترغیب ہے۔ اتباع مرشد کامل کی اور تدبیر بتاتے ہین شیطان کے پھندے سے نجات پانے کی اور تحذیر کرتے ہین استبداد خود رائی سے جو اشعار بالا مین مذکور ہے چونکہ اتباع وانقیاد کامل دل پر نہایت شاق ہے اس لیے مولانا مناجات فرماتے ہین۔ اور فرماتے ہین کہ اے خدا اس پتھر کی طرح سخت دل کو موم کر دے۔ اور اسکے نالہ کو خوش آئندہ اور قابل رحم کر دے کہ وہ اس مصیبت سے نجات پائے۔

شرح شبیری

اژدہارا الخ۔ یعنی اژدہا کو قوت تو تھی حیلہ نہ تھا لیکن تیرے حیلہ کے اوپر ایک اور حیلہ ہے۔ مطلب یہ کہ اس شیر مرد نے قوت و تدبیر دونون سے کام لیا اور اژدہا مین صرف قوت تھی مگر تدبیر کچھ نہ جانتی تھی اس لیے ایک سے کام نہ چلا۔ اور گرفتار ہو گئی اگلے مصرع مین انتقال فرماتے ہین کہ تمہین اپنی اس تدبیر اور حیلہ پر نازان مت ہونا اور یہ مت سمجھ لینا کہ ہم بھی کچھ تدبیر اور حیلہ پر قادر ہین بلکہ یاد رکھو کہ فوق کل ذی علم علیم تمھارے سے زیادہ ایک اور حیلہ گر اور قادر ہے اور اس کے سامنے تم بالکل مجبور ہو۔ اور وہ حق تعالےٰ جل اعلےٰ شانہ ہین لہذا ہر وقت اپنے کمالات کے سامنے کمالات حق اور جبروت اور عظمت حق کو پیش نظر رکھو۔ اور متکبر اور مغرور مت ہو۔

ماکران الخ۔ یعنی مکر کرنے والے تو بہت ہین لیکن قرآن شریف مین واللہ خیر الماکرین کو بھی دیکھو۔ مطلب یہی کہ اپنی تدابیر کے سامنے تصرف حق کو پیش نظر رکھو۔ تو کبھی تکبر اور غرور پیدا نہ ہو۔

حیلہ خود را الخ۔ یعنی جب اپنے حیلہ کو دیکھو تو واپس ہو (اور یہ دیکھو) کہ وہ کہان سے آیا ہے اور آغاز کی طرح جاؤ مطلب یہ کہ اپنے تصرفات اور تدابیر کے مبدا و منشا کو دیکھو کہ اصل مین کہان سے آیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تمام افعال عبد مخلوق حق ہین۔ اس لیے بس اپنے تصرفات پر نظر پڑتے ہی اور اپنے کمالات کو دیکھتے ہی فورًا کمالات اور تصرفات حق کو دیکھو کہ وہی اصل اور اسی سے یہ سب پیدا ہین۔

ہرچہ الخ۔ یعنی جو چیز کہ پستی مین ہے وہ بلندی سے آئی ہے تو خبردار نگاہ کو بلندی ہی کی طرف رکھو۔ مطلب یہ کہ جسقدر افعال و تصرفات ہین سب عالم غیب اور جانب حق ہی سے آتے ہین اس لیے اس اصل اور مبدا ہی پر نظر رکھو۔ تو اس سے تمکو یہ نفع ہوگا کہ۔

روشنی الخ۔ یعنی نظر کو بلندی مین روشنی حاصل ہوگی اگر اول بلا تاریکی کو لائی ہو۔ مطلب یہ کہ اگرچہ بلیات دنیاوی مین پھنسکر قلب تاریک ہو گیا ہو لیکن پھر بھی اگر توجہ اس عالم غیب کیطرف ہوگی تو امید اصلاح کی ہے اور امید ہے کہ رحمت حق نازل ہو جاویگی۔ ہان عناد نہ ہو۔ جیساکہ بارہا بیان کیا گیا ہے۔

چشم را الخ۔ یعنی آنکھ کو روشنی کی عادت ڈال اگر تو خفاش نہین ہے تو اس طرف نظر کر۔ مطلب یہ کہ تجلیات حق وانوار الٰہی کے مشاہدہ کی عادت ڈال اس لیے کہ آخر مستعد تو ہے ہی تو اسکو ظاہر کر اور پھر دیکھ کہ کس قدر انوار وتجلیات طاری ہوتے ہین۔

عاقبت بینی الخ- یعنی عاقبت بینی تیرے نور کی نشانی ہے اور یہ شہوت رانی تیرے ظلمہ کا حجاب ہے۔ مطلب یہ کہ اگر تم دیکھو کہ تمھارے اندر اخلاق حمیدہ ہیں اور عاقبت اندیشی ہے تو سمجھ لو کہ یہ تجلیات اور انوار حق ہیں اور اُن ہی کی یہ برکت ہے اور اگر شہوت و غضب اخلاق ذمیمہ تمھارے اندر ہیں تو سمجھو کہ یہ حصار تقدیر اور ظلمہ خوف حق کا حجاب ہے۔

عاقبت بینی الخ- یعنی جس عاقبت بین نے کہ سیکڑون بازیان دیکھی ہون وہ اُسکی مثل نہین کہ جسنے ایک ہی بازی سُنی ہو۔ مطلب یہ کہ جس عارف اور محقق نے کہ لاکھون تصرفات حق کا مشاہدہ کیا ہو اور ہر وقت اُسکا یہی کام ہو تو وہ بیشک عالم اور محقق ہوگا بخلاف اُسکے کہ جسنے صرف اپنے ہی تصرفات کو دیکھا ہو کہ جو اُن تصرفات کے سامنے بالکل ہیچ اور کالعدم ہین اور ایسی مثال ہے کہ گویا صرف ایک ہی سُنا ہے اس لیے کہ اسکا دیکھنا بھی جب کہ بے تحقیق ہے تو سُننے ہی کے مثل ہے۔

زان یکے الخ- یعنی اُس ایک ہی تصرف سے اِسقدر مغرور ہو گیا کہ تکبر کی وجہ سے اُستادون سے دور ہو گیا۔ مطلب یہ کہ حالانکہ تصرفات انسانی تصرفات حق کے سامنے بالکل ہی ہیچ اور کالعدم ہین لیکن یہ غیر محقق اپنے اُسی ایک تصرف اور تدبیر کو دیکھ کر ایسا مغرور ہو جاتا ہے کہ اُستادون سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور اُنکی طرف نسبت کو بھی عار جانتا ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ جو کچھ بھی ہے اُس اُستاد ہی کا طفیل ہے لہذا یاد رکھو کہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اور لان شکرتم لازیدنکم ولان کفرتم ان عذابی لشدید لہذا چاہئے کہ اُستاد اور شیخ سے ہمیشہ تعلق رکھے اور اُس سے ہرگز ہرگز قطع تعلق نہ کرے کہ اُسکی بڑی نحوست اور ادبار ہوتا ہے آگے اُستاد اور شیخ سے نافرمانی اور گستاخی اور بے تعلقی کے ادبار اور نحوست کی ایک نظیر بیان فرماتے ہین کہ۔

سامری وار الخ- یعنی سامری کی طرح کہ جب وہ ہنر اپنے اندر دیکھا تو موسے علیہ السلام سے تکبر کی وجہ سے سرکشی کی۔

او ز موسے الخ- یعنی اُسنے موسیٰ علیہ السلام سے ہی اُس ہنر کو سیکھا تھا اور معلم سے آنکھ کو سی لیا تھا۔

لاجرم الخ- یعنی آخر کار موسیٰ علیہ السلام نے دوسرا تصرف دکھایا یہان تک کہ وہ تصرف اُسکی جان لے گیا۔ مطلب یہ کہ دیکھو سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی سے اُس خاک پاے اسپ جبریل علیہ السلام کی تاثیر کو معلوم کیا تھا لیکن کمبخت نے ناشکری کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معاند اور مخالف ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُنھون نے بد دعا کی اور اُس سے وہ تصرف اور وہ بات تو کیا ہی باقی رہتی بلکہ جان بھی جاتی رہی اور پھر جو انجام ہوا تو وہ ظاہر ہے کہ دونون میں۔ تو دیکھو کہ دنیا مین تو اُس سے وہ علم اور تصرف سلب ہوا اور ایک مرض سخت مین مبتلا ہوا اور آخرت مین بھی معذب ہوا نعوذ باللہ منہ۔ لہذا ہرگز ہرگز شیخ کی ناشکری اور اُسکی شان مین گستاخی اور بے ادبی نہ چاہیئے کہ بہت سخت بات ہے حضرت حاجی صاحب سے اگر کوئی شخص عرض کرتا کہ حضرت کی برکت سے یہ نفع ہو وہ نفع ہوا تو فرماتے کہ بھائی مین کیا ہون مین تو صرف واسطہ ہون اور میرے ذریعہ سے تمھاری استعداد ظاہر ہو جاتی ہے ورنہ فی الواقع تو جو کچھ تمھارے اندر ہی استعداد ہوتی ہے وہ ظاہر ہو جاتی ہے لیکن چونکہ حضرت محقق اور شیخ کامل اور مجدد وقت تھے اس لیے یہ فرما کر پھر فرماتے تھے کہ اصل مین اور فی الواقع تو ایسا ہی ہے جیسا کہ مین نے کہا لیکن تمکو ضروری ہے کہ تم یہی سمجھو جیسا کہ تم نے کہا تمھارے لیے یہ سمجھنا کہ جو ہوا ہے ہماری استعداد کی وجہ سے

ہوا ہے مضر ہے لہذا خوب یاد رکھو کہ اگر کسی وقت مرید شیخ سے مرتبہ مین عند اللہ بھی بڑھ جاوے۔ لیکن پھر بھی اسی کو واسطہ اور اسی کو وسیلۂ وصول سمجھے ورنہ بالکل ہی محروم رہ جاویگا نعوذ باللہ منہ۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

اے بسا دانش۔ الخ۔ یعنی بہت سی عقلین ایسی ہوتی ہین کہ وہ سر کے اندر دوڑتی ہین تاکہ اُنکے ذریعہ سے سردار ہوجاوین تو خود سر ہی جاتا رہتا ہے مطلب یہ کہ بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ عقل کے ذریعہ سے انسان بلند اور سردار بننا چاہتا ہے لیکن پھر بجاے اسکے کہ سرداری حاصل ہو اور بلند مرتبہ ہو خود یہ حضرت ہی فنا ہوجاتے ہین جیسا کہ سامری کے قصہ مین ہے کہ اُسنے چاہا تھا کہ اس ذریعہ سے مین شہور ہونگا مجھکو لوگ مانین گے نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی جان ہی کھو بیٹھا۔ جیسا کہ معلوم ہوا۔ آگے تعلیم فرماتے ہین کہ۔

گر نخواہی الخ۔ یعنی اگر تو چاہتا ہے کہ سر نہ جاوے تو پاؤن ہوجا۔ اور کسی قطب صحیح الراے والعقل کی بناہ مین جا۔ مطلب یہ کہ اگر چاہتے ہو کہ طریق حق مین ہلاک اور غارت نہ ہو تو تواضع اور خشوع وخضوع اختیار کرو اور کسی شیخ کامل اور مربی مشفق کے پاس تفویض محض اختیار کرو۔ پھر انشاء اللہ تعالٰے کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے اور ٹھوکر نہ کھاؤگے۔

گرچہ شاہی۔ الخ۔ یعنی اگرچہ بادشاہ ہے تو اپنے کو اُس سے زیادہ مت دیکھ اور اگرچہ تو شہد ہے مگر اُسکی شکر کے سوا اور کچھ مت چن۔ مطلب یہ کہ اگرچہ تو مرتبہ مین شیخ سے بڑھ جاوے اور اس سے زیادہ بھی ہوجاوے لیکن یہ یاد رکھ کہ کبھی اپنے کو اُس سے زیادہ مت سمجھنا بلکہ اُسکو اصل اور اپنے کو تابع ہی جاننا ورنہ تباہ اور ہلاک ہوجاؤگے۔ آگے شیخ کی اور مرید کی عقل کی مثال فرماتے ہین کہ۔

فکر تو۔ الخ۔ یعنی تیرا فکر تو نقش ہے اور اُسکی فکر جان ہے اور تیرا النقد تو کھوٹا ہے اور اُسکا نقد معدنی ہے۔ مطلب یہ کہ تیری سمجھ اور عقل کہ مثل قشر اور پوست کے تابع ہے اور اُسکی عقل جان اور مغز کی طرح اصل ہے تو اگر قشر مغز سے علیحدہ ہوجاویگا تو انجام کار یہ ہوگا کہ اُسکے ساتھ تو کچھ قیمت اُسکی بھی لگتی تھی لیکن اب بالکل بیکار اور بے قیمت اور فضول ہوجاویگا کوئی بھی نہ پوچھے گا کہ حضرت کون ہین اس لیے جہانتک ہوسکے اُس سے لگا ہی رہے کہ اسی مین سلامتی ہے اور فرماتے ہین۔

او توئی خود را۔ الخ۔ یعنی وہ تو تو ہی ہے اپنے کو اُسکے وجود مین تلاش کر اور کو کو کہو اور اُسکی طرف فاختہ ہوجاؤ مطلب یہ کہ اپنے کو اس طرح سپرد کردو اور سونپ دو کہ پھر تمھاری رائے اور عقل شیخ کے سامنے لاشے اور کالعدم ہوجاوین اور تم بالکل اپنی رائے وغیرہ کو فنا ہی کردو۔ اور ہر وقت اُسکی رضاجوئی مین لگے رہو۔ اور اگر ایسا نہ کروگے اور شیخ کی خدمت سے اور اُسکی اطاعت سے عار کروگے اور اُس سے علیحدہ رہوگے تو یاد رہے کہ کورے کے کورے ہی رہ گئے ایک دوسری جگہ خود مولانا فرماتے ہین کہ ؎ چون بہر زخمے تو پر کینہ شوی + پس کجا صیقل جو آئینہ شوی + اسی کو بیان فرماتے ہین کہ۔

ور نخواہی الخ۔ یعنی اور اگر تو اپنے ہمجنسون کی خدمت نہ چاہے گا تو اژدہا کے منھ مین ریچھ کی طرح رہے گا۔ مطلب یہ کہ اگر شیخ سے جو کہ تمھاری ہی طرح انسان ہے اور کھاتا پیتا ہے علیحدہ ہوگے اور اُسکی خدمت کو عار سمجھوگے تو پھر تو نفس وشیطان کے پنجہ سے چھٹکارا بہت ہی مشکل ہے۔ لہذا چاہیے کہ خدمت کرو کہ ایک وہ دن ہوگا کہ تم خود مخدوم ہوجاؤگے اس لیے کہ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ لیکن ہان یہ یاد رکھو کہ اگر اس خدمت سے مخدومیت کی نیت ہوگی

تو پھر بھی کچھ حاصل نہ ہوگا۔ پس اس سے تو صرف خدمت شیخ ہی مقصود ہو۔ اور مطلوب اصلی رضائے حق ہو۔ اب اسپر جو مل رہے وہ عنایت ہے اپنی طرف سے فرمائش مت کرو۔ اپنی جانب سے تو بس کام مین لگے رہو۔ کہ جو کچھ ہے وہ اسی مین ہے ؎ فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب ✤ کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے ✤ جو عاشق ہوتے ہین انکی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ کہتے ہین کہ ؎ شرکت غم بھی نہین چاہتی غیرت میری ✤ غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری ✤ لہذا یاد رکھو کہ شیخ اور استاد سے علحدہ ہو کر اور انسے قطع تعلق کر کے ہرگز فلاح حاصل نہین ہو سکتی۔ بلکہ جو کچھ موجود بھی ہے وہ بھی شاید سلب ہو جاوے۔ اللہم احفظنا وارزقنا برکات شیخنا واستاذنا سلمہم اللہ تعالے بزرگون کی تو یہ حالت تھی کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب مرض الموت مین مبتلا تھے تو مولانا ذوالفقار علی صاحب کے مکان پر قیام تھا اور بہت ہی ضعیف ہو گئے تھے لیکن جب مولانا ذوالفقار علی صاحب تشریف لاتے تو آپ اٹھ بیٹھتے اگرچہ انکو بہت ہی تکلف ہوتا تھا اسپر مولانا ذوالفقار علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت مین تو نیاز مند اور خادمانہ حاضر ہوتا ہون۔ اور آپ ایسا برتاؤ فرماتے ہین۔ فرمایا کہ کس طرح نہ کرون آپ میرے استاد ہین۔ اسپر مولانا ذوالفقار علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت بھلا مین کب استاد ہوا تھا فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا مملوک علی صاحب کو کوئی کام تھا اس لیے وہ تشریف لے جا رہے تھے اور اس زمانہ مین میکفیہ اور آپ بڑی کتابین پڑھتے تھے تو مولانا مملوک علی صاحب نے آپ سے فرمایا کہ ذرا ان کو سبق کھلوا دو۔ اسوقت آپ نے مجھے ایک سبق پڑھایا تھا اس لیے آپ میرے استاد ہوے اسپر مولانا ذوالفقار علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت مجھے تو یاد بھی نہین تو فرماتے ہین کہ حضرت آپکی تو یہی خوبی ہے کہ آپ احسان کر کے بھول جاوین اور اسکو یاد نہ رکھین لیکن اگر مین اسکو بھول جاؤن تو میری نالائقی ہے اس لیے آپ کو تو بیشک یاد نہ ہوگا مگر مجھے یاد ہے اور اس لیے مجھے اسکا حق بھی حتی المقدور ادا کرنا ضروری ہے اللہ اکبر کیا تواضع اور کیسی حق شناسی اور کیا ادب تھا کہ صرف ایک سبق پڑھ کر بھی مدۃ العمر ادب دلمین رہا اور اخیر عمر تک بالکل استادون جیسا ادب اور لحاظ رہا۔ اسی لیے جب ایک شخص نے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تو اتنی ہی کتابین پڑھی ہین جتنی کہ ہمنے بلکہ شاید بعض کتابین ہمنے ہی زیادہ پڑھی ہونگی تو منجملہ ایک لمبی تقریر کے یہ بھی فرمایا کہ مولانا نے ہمیشہ اساتذہ کا بیحد ادب کیا ہے اس لیے اسکی یہ برکت ہے کہ مولانا کو علوم وہبی عطا ہوے ہین۔ تو دیکھئے کہ ادب شیخ اور استاد کی کیا برکت ہے لہذا اگر بے ادبی اور گستاخی کریگا تو اسیقدر اسکا وبال ہوگا۔ خوب سمجھ لو۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

در ترش الخ۔ یعنی اور اگر تجھکو رضا کی قدر ترش معلوم ہوتی ہے تو تو اژدہا کے منھ مین رہیگا کی طرح سے ہے مطلب یہ کہ اگر تمکو یہ طریق رضا ناگوار معلوم ہوتا ہے اور اطاعت نہین ہو سکتی تو سمجھ لو کہ ہمیشہ اسی طرح مقید نفس وشہوت و ہوا رہوگے اور کبھی بھی اس سے چھٹکارا نہین مل سکتا۔

بو کہ۔ الخ۔ یعنی شاید کہ کوئی استاد تجھکو چھڑا دے اور خطرہ سے تجھے باہر کھینچ دے تو توزاری کر جب تجھ مین زور نہین ہے اور جب تو اندھا ہے تو راستہ دیکھنے والے سے سرکشی مت کر۔ دونون شعر بالا مین مصرعہ مقدم مؤخر ہین اور اصل عبارت یون ہے کہ ؎ زاری کن چونکہ زورت نیست ہین ✤ بو کہ استادے رہاند مر ترا ✤

ور ز خطر بیرون کشاند مر ترا + چونکہ کوری سرکش اندر راہ مین + مطلب یہ ہے کہ اگر تمھارے اندر زور نہین ہے اور تمھارے اندر خود قدرت دفع بلیّات کی نہین ہے تو خیر تواضع وزاری ہی کرو کہ اسی کے ذریعہ سے شاید رحمت حق جوش مین آوے۔ اور کسی اُستاد کو تیرے لیے مقرر کردے اور وہ تیری ہدایت کردے۔ اگرچہ کسی درجہ ضلالت وگمراہی کو پہونچ چکا ہو۔ اِس لیے کہ وہ قادرِ مطلق ہین وہ جو چاہین کرین اُنکی قدرت مین یہ بھی ہے کہ وہ ایک کافر صد سالہ کو ایک لمحہ مین ولی اور قطب کردین جیسا کہ حضرت غوث اعظمؒ کے تذکرہ مین اُنکے ایک شاگرد راوی ہین کہ ایک مرتبہ حضرت تہجد کو حسب معمول اُٹھے تو مین بھی اُٹھ کھڑا ہوا کہ اگر کسی کام وغیرہ کی ضرورت ہوگی تو حاضر ہونگا۔ لیکن حضرت کے سامنے نہین آسکے بلکہ ایک طرف کو آڑ مین رہے تو دیکھا کہ حضرت نے مصلے کی طرف رُخ نہین کیا بلکہ دروازہ کی طرف کو چلے اور خانقاہ کا دروازہ کھولا۔ باہر تشریف لے گئے تو یہ بھی پیچھے ذرا فاصلہ سے چلے حتیٰ کہ حضرت شہر پناہ کے دروازہ پر پہونچے۔ تو حضرت کی کرامت سے جسقدر قفل کہ لگ رہے تھے ٹوٹ کر گر پڑے اور پھاٹک کھل گیا حضرت باہر تشریف لے گئے اور یہ برابر ساتھ ہین۔ مگر ذرا فاصلہ سے حتیٰ کہ شہر پناہ سے ذرا دور آگے دیکھا کہ ایک بستی ہے شہر کے حضرت اور یہ اُسمین داخل ہوے اِسکے بعد ایک مکان مین گئے حضرت جب اندر گئے تو یہ بھی پیچھے تھے اور ایک کونے مین کھڑے ہوگئے دیکھا کہ چند آدمی بہت ہی پاکیزہ صورت بیٹھے ہین اور حضرت کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہوگئے تھے اور پھر حضرت کے سامنے مؤدب بیٹھے ہوے تھے۔ اور ایک صاحب بہت ہی ضعیف اور نہایت نورانی شکل ایک حجرہ سے نکلے اور اُس حجرہ مین سے کراہنے کی آواز آرہی تھی تو وہ شخص معمر اُس مریض کی تیمارداری مین مشغول ہوے تھوڑی دیر مین وہ آواز تو منقطع ہوگئی اور پانی گرنے کی آواز آئی اِسکے بعد وہی معمر ایک جنازہ لیکر نکلے تو حضرت نے اُسکی نماز پڑھائی اور وہ اُسکو لیکر چلے گئے اِسکے بعد اُن حاضرین نے عرض کیا کہ حضرت اب کیا حکم ہے تو حضرت نے کچھ دیر سوچا کہ ایکدم سے دروازہ سے ایک نصرانی زنار پہنے داخل ہوا حضرت نے اپنے ہاتھ سے اُسکی زنار توڑی اور کلمہ تلقین کیا اور فرمایا کہ یہ ہے اُسکے بعد وہان سے تشریف لے چلے تو یہ بھی پیچھے ہوسکے کہ اُسی طرح خانقاہ مین داخل ہوگئے اور حضرت نے نوافل ادا فرمائین۔ جب صبح ہوئی تو ان پر اسقدر حیرت غالب تھی کہ سبق نہ پڑھا گیا حضرت نے فرمایا کہ پڑھو۔ تو عرض کیا کہ حضرت رات کے واقعہ کی حیرت اس قدر غالب ہے کہ کچھ بھی نہین آتا تب حضرت نے فرمایا کہ کیا تم ساتھ تھے اُنھون نے عرض کیا کہ جی ہان ہمراہ تھا تو فرمایا کہ وہ شہر جو کہ تم نے دیکھا تھا وہ موصل تھا (جو کہ بغداد سے سیکڑون کوس پر ہے) اور وہ سب اقطاب تھے اور وہ معمر شخص حضرت خضر تھے اور وہ مریض ایک قطب تھے وہ چونکہ انتقال فرا رہے تھے اِس لیے حق تعالیٰ نے اُنکی تجہیز وتکفین کے لیے حضرت خضر علیہ السلام کو مقرر فرمایا اور سب اقطاب کو ایک جگہ جمع کیا تھا کہ وہ انتقال فرما گئے اور حضرت خضر علیہ السلام اُنکو دفن کرنے کیلیے لے گئے۔ اور چونکہ مین قطب الاقطاب ہون اِس لیے اُن سب نے پوچھا کہ اُنکی جگہ اب کس کے لیے حکم ہے تو مین نے حق تعالیٰ سے دعا کی ارشاد ہوا کہ قسطنطنیہ مین ایک نصرانی صلیب پرستی مین مشغول ہے اُسکو بنایا جاوے لہٰذا طے الارض کے ذریعہ سے اُسکو حاضر کیا گیا۔ اور پھر مین نے تمھارے سامنے اُسکا زنار توڑ کر کلمہ تلقین کیا۔ پس کلمہ کا تلقین کرنا تھا کہ وہ ابدال اور قطب ہوگیا۔ تو دیکھو ایک کافر کو ایکدم مین قطبیت عطا ہوگئی۔ لیکن عادت اللہ یون جاری نہین ہے بلکہ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ اول کام کرے پھر نتیجہ ملتا ہے لہٰذا اس بھروسہ پر کہ

فلان کو اس طرح دولت ملگئی تھی ہمکو بھی ملیگی۔ کا مرکو نتیجہ دیکھئے کہ مضر ہے اور اسکی تو ایسی مثال ہے کہ جیسے کسی نے خون کیا تھا اور ڈاکہ ڈالا تھا لیکن جب اسکو عدالت مین حاضر کیا گیا اور مقدمہ پیش ہوا تو اسپر گورنمنٹ کی طرف سے مراحم خسروانہ ہوے اور انکی وجہ سے رہا کر دیا گیا۔ اب کوئی نادان اسکو دیکھ کر یون کہنے لگے کہ بس ڈاکہ ڈالنے سے تو رہا ہوجاتے ہین اور خوب مال ملتا ہے اور خوب رہزنی اور قتل و غارت شروع کردے اور کوئی کام احکام گورنمنٹ مین سے نہ مانے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ایکروز پھانسی ہوگی اور ان حضرت کا گلا ہوگا۔ خوب سمجھ لو۔ کہ ہمیشہ کام مین لگے رہو اور شیخ اور استاد کے دامن کو مت چھوڑو اور اس سے علٰحدگی اختیار مت کرو۔ اور اسکی شان مین گستاخی مت کرو کہ باعث محرومی اور بہت بڑی گمراہی ہے اللہم احفظنا۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

تو کم از خرسی۔ الخ۔ یعنی تو تو ریچھ سے بھی کم ہے کہ درد کی وجہ سے آہ و نالہ بھی نہین کرتا۔ اور دیکھو کہ ریچھ نے فریاد کی تو وہ چھوٹ گیا اسی طرح اگر تم تضرع و زاری کروگے۔ تو ان قیود نفسانی اور شیطانی سے رستگاری پاؤگے۔ اب چونکہ نافرمانی اور گستاخی شیخ اور محسن ایک بڑی بلا تھی اور مولانا کی عادت ہے کہ جب کسی ایسی شے کا ذکر فرماتے ہین تو فوراً مناجات فرمانے لگتے ہین۔ لہذا آگے بھی مناجات فرماتے ہین کہ۔

اے خدا۔ الخ۔ یعنی ... اور اسکے نالہ کو اچھا اور خوشنما کردے۔ مطلب یہ ہے کہ ... باعث ... ہوتے ہین ... اور انکے نالوں مین ایسا تضرع و زاری بخش کہ جس سے تجھے رحم آوے اس لیے کہ اگر تضرع و زاری نہ ہوگی تو اسپر آپکو بھی رحم نہ ہوگا۔ تو صرف زبان سے استغفار کرنے سے کوئی نتیجہ نہ نکلیگا۔ آگے اسپر ایک حکایت لاتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک اندھا یہ صدا لگاتا تھا کہ اے مسلمانو مین دو کوریون مین مبتلا ہون اس لیے مجھپر دوہرا رحم کرو۔ جب لوگون نے اس سے پوچھا کہ اسکا کیا مطلب ہے کہ دو کوریون مین مبتلا ہے تو بولا کہ ایک تو مین اندھا ہون اور دوسری میری آواز بہت ہی بری ہے تو جب کسی سے مانگتا ہون تو وہ میری آواز ... اس لیے ایک یہ بھی باعث محرومی ہے تو دو کوریان میرے اندر ہین تو مولانا فرماتے ہین کہ ایک تو ہمارے قلوب اندھے ہی ہین اور پھر اگر آواز مین بھی تضرع و زاری نہ ہوگی تب تو بس بالکل گئے گذرے ہوئے اور ایک کی جگہ دو کوریان ہو جاوینگی تو پھر تو رحمت ہو ہی نہین سکتی۔ الا ماشاء اللہ۔ اب آگے فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

گفتن نابینائے سائل با مردم کہ من دو کوری دارم مرا رحم کنید

آن یکے کوری ہمی گفت الامان ۔ من دو کوری دارم اے اہل زمان
پس دو بارہ رحمتم آرید ہان ۔ چون دو کوری دارم اے اہل زمان
از تعجب مردمان گفتند لیک ۔ این دو کوری را بیان کن نیک نیک
زانکہ یک کوریت مے بینیم ما ۔ آن دگر کوری کدام آن وا نما

گفت زشت آوازم وناخوش نوا / زشت آوازی وکوری شد دوتا
بانگ زشتم مایۂ غم می شود / مهر خلق از بانگ من کم مے شود
زشت آوازم بهر جا که رود / مایۂ خشم وغم وکین مے شود
بر دوکوری رحم را دوتا کنید / این چنین ناگنج را گنجا کنید
گرد بنیکو چون بگفت این دا از را / لطف آواز دلش آواز را
زشتئ آواز کم شد زین گله / خلق شد با وے برحمت یکدله
وانکه آواز دلش هم بد بود / آن سه کوری زشتئے سرمد بود
لیک وهّابان که بے علت دهند / بوکه دستے بر سر زشتے نهند
چونکه آوازش خوش ومرحوم شد / زو دل سنگین دلان چون موم شد
نالۂ کافر چو زشت ست وشهیق / زان نمی گردد اجابت را رفیق
اخسئوا بر زشت آواز آمدست / کو ز خون خلق چون سگ بود مست
چونکه نالۂ خرس رحمت کش بود / نالۂ تو نیود این ناخوش بود
دانکه بایوسف تو گرگی کرده / باز خون بے گناہے خورده
توبه کن وز خورده استفراغ کن / ور جراحت کهنه شد رو داغ کن
باز گرد از گرگی اے روباه پیر / نصرت از حق می طلب نعم النصیر

بیان سے مولانا فریاد وگریہ وزاری کے ساتھ درد دل کی ضرورت بتانا چاہتے ہین اور فرماتے ہین کہ ایک اندھا کہہ رہا تھا کہ الٰہی توبہ اور اندھون مین تو ایک ہی اندھاپن ہوتا ہے مجھ مین دو ہین۔ اس لیے اگر انپر ایک شفقت کی ضرورت ہے تو مجھپر دو شفقتون کی۔ کیونکہ لوگو مجھ مین دو اندھے پن ہین۔ لوگون نے تعجب سے کہا کہ ان اندھے پن کو مفصل بیان کر کہ ہمکو ایک ہی اندھاپن دکھلائی دیتا ہے تم بیان کرو۔ کہ دو اندھے پن کون سے ہین تو اس نے کہا کہ مین بدآواز ہون ایک میری بدآوازی دوسرے اندھاپن یون دو اندھے پن ہوگئے۔ میری بدآوازی باعث رنج ہوجاتی ہے اور جسقدر میرے اندھے پن سے انکو رحم آتا ہے وہ بھی میری آواز سے جاتا رہتا ہے غرضکہ جہان میری آواز بد جاتی ہے غم وغصہ اور مخالفت کا سبب ہوجاتی ہے۔ پس تم میرے ان دو اندھے پنون پر رحم کرو اور اس کمین نہ سمانے والے کو سمائی کے قابل کردو۔ جب اسنے یہ کہا تو اسکی اس دردبھرے دل کی آواز کے لطف نے اسکی آواز کو خوش آیندہ کردیا۔ اور اسکی اس شکایت نے اسکی آواز کی برائی کو مٹادیا۔ اور لوگون نے مشفق ہوکر اسپر رحم کیا۔ اب تم غور کرو کہ جس کے دل کی آواز بھی بری ہو اور دل مین درد بھی نہ ہو۔ تب تو تین اندھے پن جمع ہوجائینگے جوکہ اغلب احوال مین اسکے لیے دائم ہونگے اغلب حوال مین ہمنے اس لیے کہا کہ اہل اللہ جو بے علت وتوقع نفع سخاوت کرتے ہین ممکن ہے اسکے سرپر دست شفقت رکھین اور اسکی اس نابینائی کو دور کرکے بینا اور عارف کردین۔ اس لیے چاہیئے کہ ایسے لوگون کی بھی تحقیر نہ کیجاوے کیونکہ انکا اہتدا ممکن ہے گو بعید ہے۔ غرض جب اسکی آواز درد دل سے خوش آیندہ اور قابل رحم ہوگئی تو اس سے سخت دلونکا دل

موقع کی طرح مہر ہو گیا تھا ... انھون نے اُسپر رحم کیا یہان تک تو درد دل کی فضیلت معلوم ہو گئی اب کچھ بے دردی کا
بیان بھی سن لینا چاہیے ... کافر چونکہ بُرا اور مکروہ ہے اس لیے اجابت سے قرین نہین ہوتا۔ اور اس زشت
آواز کے لیے حکم ہوا ہے اخسئوا فیہا ولا تکلمون اور اُسکی آواز مین زشتی کیون پیدا ہوئی اس لیے کہ وہ خونخوار تھا اور
خلق خدا کے خون سے کتے کی طرح یا گدھے کے مانند مست تھا۔ کم از کم یہ کہ خود اپنے ہی اوپر ظلم کرتا تھا۔ اور اپنے
اوپر بھی اُسکو درد نہ آتا تھا۔ جبکہ ریچھ کا نالہ تو رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے والا ہو اور تیرا نالہ رحمت کو اپنی طرف
مائل نہ کرے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ناپسندیدہ ہے اور وجہ یہ ہے کہ تو نے اپنی جان پر جو کہ یوسف کے مانند عزیز ہے
زیادتی کی ہے اور اسکے ساتھ بھیڑیا پن کیا ہے یا ایک بے گناہ کا خون کھایا ہے یعنی کسی دوسرے کو یعنی اولاد
وغیرہ کو گمراہ کیا ہے۔ پس تو توبہ کر اور جو کھایا ہے اُسکو نکال اور مجاہدہ کر۔ اور اگر زخم پُرانا ہو گیا ہے تو اُس کو
داغ کر یعنی مجاہدہ مین انتہائی کوشش کر اور اے پُرانے حیلہ گر تو آیندہ کے لیے اُس بھیڑیے پن اور اپنے
نفس پر اور دوسرون پر ظلم کرنے سے باز آ اور خدا سے مدد چاہ وہ بہتر مدد کرنے والا ہے۔

شرح شبیری

ایک اندھے سائل کا لوگون سے یہ کہنا کہ مین دو کوری رکھتا ہون مجھ پر رحم کرو

آن یکے الخ۔ یعنی ایک اندھا کہتا تھا کہ اللہ بھلا کرے اے لوگو مین دو کوری رکھتا ہون۔

پس دوبارہ۔ الخ۔ یعنی بس رحم (بھی) دوبار کرو جبکہ مین دو کوری رکھتا ہون اور مین بیچ مین ہون۔ تو رحم بھی دو ہونے چاہییں۔

از تعجب الخ۔ یعنی لوگون نے تعجب سے کہا لیکن ان دونون کوریون کو تو ذرا اچھی طرح بیان کر دو کہ اس سے کیا مراد ہے)

زانکہ الخ۔ یعنی اس لیے کہ تیری ایک کوری ہم دیکھ رہے ہین وہ دوسری کوری کیا ہے ذرا دکھلا تو سہی۔

گفت زشت الخ۔ یعنی بولا کہ مین بُری آواز والا ہون اور بُری صدا والا تو زشت آوازی اور کوری دُہری ہو گئی

بانگ زشتم الخ۔ یعنی میری بُری آواز سبب تکلیف خلق ہوتی ہے اور میری آواز کی وجہ سے لوگونکی مہربانی کم ہو جاتی ہے۔

زشت آوازم الخ۔ یعنی میری بُری آواز جہان جاتی ہے غصہ اور غم اور کینہ کا سبب ہو جاتی ہے (اور لوگ مجھ سے نفرت کرنے لگتے ہین)

بر دو کوری الخ۔ یعنی دو کوری پر رحم بھی دُہرا کرو اور ایسے نہ سمانے والے کو بھی کہین جگہ دیدو۔

زشتی آواز۔ یعنی اس گلہ کرنے سے اُسکی زشت آوازی کم ہو گئی اور مخلوق نے اُسپر ایک دل ہو کر رحم کیا یعنی اُسکی اس نالہ و فریاد اور اپنی کمی کے اعتراف کا یہ اثر ہوا کہ سب لوگ اُسپر مہربان ہو گئے۔

کرد نیکو الخ۔ یعنی اُس کے دل کی آواز کی خوبی نے اُسکی آواز ظاہر کو بھی اچھا کر دیا جبکہ اُسنے راز کو کہا۔ یہان عبارت مین کچھ تقدیم و تاخیر ہے اور کرد کا مفعول اول تو لطف دل ہے اور مفعول ثانی آواز ہے اور عبارت

یون ہی کہ گرد لطف آواز دلکش آواز را نیکو یون گفت اور انزرا اسی لیے معنی بھی اسی اعتبار سے لیے گئے ہین مطلب یہ ہی کہ
اس تضرع وزاری سے لوگونکی وہ نفرت جو انکی آواز سے تھی جاتی رہی اور اسپر سب نے رحم کیا اسیطرح اگر دعا او رسوال عن الحق مین ہماری آواز مین بھی تضرع ہو گا تو ضرور ہے کہ رحمت حق متوجہ ہو گی ورنہ عادت اللہ یون ہی کہ ایسے موقعہ پر رحمت نازل نہین ہوتی۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

وانکہ آواز الخ یعنی اور وہ شخص کہ جسکی آواز قلب بھی بری ہو اسکو تو یہ تین کوریان ہمیشہ کے لیے برائی ہو جاوین۔ اور اسکے اندر تو دو ہی کوریان یقین لیکن آمین پھر تین کوریان ہو جاوین جیسا کہ ظاہر ہے کہ ایک کوری چشم اور دوسری آواز اور تیسری قلب کی۔

لیک وہاباں الخ یعنی لیکن عطا فرمانے والے جو کہ بے سبب ہی عطا فرماتے ہین شاید کہ اسکی زرق پر کوئی نا توجہ رکھدین مطلب یہ کہ عادت اللہ تو یون ہی جاری ہے لیکن ممکن یہ بھی ہے کہ باوجود اسکے عناد اور مخالفت اور تینون کوریان جمع ہو جانیکے۔ کوئی بندہ خدا اسپر مہربان ہو اور اسکی ساری خرابیان دور ہو جاوین اور ساری گند گیان دھو ڈالے اس لیے کہ ان حضرات کی عطا کے لیے کسی علت اور سبب کی ضرورت نہین ہے۔ بلکہ وہ حضرات بے کسی اپنی عادت کے بھی عطا فرما دیتے ہین۔ لیکن اسپر بھروسہ نہ کرے کہ یہ اتفاقی ہے۔ عادی نہین ہے جیسا کہ اوپر بتایا بھی گیا ہے آگے پھر اس سائل کو فرماتے ہین کہ۔

چونکہ الخ یعنی جبکہ آواز اچھی اور مرحوم ہو گئی تو اس سے سنگین دلون کا دل بھی موم کی طرح ہو گیا۔ یعنی بڑے بڑے سنگدلون کو بھی اسکی بیکسی اور بے بسی پر رحم آ ہی گیا تو جو حضرات کہ رحم دل اور نرم دل ہوتے ہین وہ تو کیون رحم نہ فرماوینگے خوب سمجھ لو۔ اور فرماتے ہین کہ۔

نالۂ کافر الخ یعنی کافر کا نالہ جب برا ہے اور منکر ہے اسی لیے اجابت کے قابل نہین ہوتا۔ مطلب یہ کہ تضرع کا تو وہ اثر ہوتا ہے کہ سنگدل بھی موم کی طرح نرم ہو جاتے ہین۔ اور سختی اور تکبر کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اسکو سب نفرت سے دیکھتے ہین اور اسی لیے چونکہ دعا کافر اور فریاد منکر تھی قبول نہین ہوتی بلکہ رد ہوتی ہے۔

اخسئوا۔ الخ یعنی زشت آوازی پر ہی اخسئوا کا جواب آیا ہے اس لیے کہ وہ آواز ہی خلائق کی وجہ سے کتے کی سی ہو رہی تھی مطلب یہ کہ چونکہ کفار کی ذات سے اکثر اہل ایمان کو کلفت ہی ہوتی ہے اور پھر خاص کر حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی ہوتی ہے کیونکہ آپکی خدمت مین ہر ہفتہ مین اعمال پیش ہوتے ہین اس لیے حق تعالی کو کفار کی دعا اور انکی پکار بہت ہی منکر معلوم ہوتی ہے۔ اور انکی دعا پر اسی لیے قیامت مین اخسئوا فیہا ولا تکلمون ارشاد ہوگا تو دیکھو تضرع نہ ہونے سے کس قدر بڑی مضرت ہے۔

چونکہ الخ یعنی جبکہ ریچھ کی فریاد رحمت کی جاذب ہے تو اگر تیرا نالہ بھی [illegible] مطلب یہ کہ محبوب اس ریچھ نے فریاد کی تو اسکی فریاد پر تو ایک نیک انسان کو رحم آگیا لیکن تیری فریاد پر حق تعالی [illegible] نہین حالانکہ وہ رحیم و کریم ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تیرا نالہ دل سے نہین ہے بلکہ وہ [illegible] آواز منکر ہے [illegible] کو نفرت ہے۔ اور صرف زبان ہی سے کہہ رہا ہے دل بالکل کورا ہے ورنہ رحمت حق [illegible] اندر [illegible] بھی تضرع ہوتا تو ضرور حق تعالی کو توجہ ہوتی اور ضرور رحمت نازل ہوتی۔ [illegible]

اور تواضع اختیار کرو۔ آگے خود فرماتے ہین کہ۔

وانکہ الخ ۔یعنی تو نے جو یوسف (جیسون) کی ساتھ گرگی کی ہی اور پھر کسی بیگناہ کا خون کھایا ہی۔

توبہ کن الخ یعنی توبہ کرو اور کھائے ہوئے کی قے کر۔ اور اگر زخم پرانا ہوگیا ہی تو داغ لگوا۔ (کہ حدیث مین ہی کہ آخر دوا داغ لگوانا ہی) مطلب یہ ہی کہ تمنے جو اس نافرمانی اور عصیان سے اہل اللہ اور بندگان خدا اور انبیاء کو تکلیف پہونچائی ہی اور ویسے بھی اون کو ستایا ہی اور بہت سے حقوق العباد دکھائے بیٹھے ہو تو اب اس سے نجات ملنے کا یہ طریقہ ہی کہ جسکو ستایا ہی اوس سے معاف کراؤ۔ اور حقوق العباد جو کھا بیٹھے ہو اون کو ادا کرو اور آگلو اور اسکے بعد پھر تضرع وزاری کام دی سکتی ہی۔ ورنہ اگر حقوق العباد گردن پر باقی رہین اور زبانی توبہ کیجا وے تو اس تضرع وزاری سے کام نہین چلتا۔ بلکہ بعد ان مجاہدون کے جن کو ستایا ہی اون سے بمنت معافی مانگی جاوے اور حقوق العباد ادا کئے جاوین تب یہ تضرع وزاری کارآمد ہوسکتی ہی۔ اور اگر قلب بالکل ہی مسخ ہوچکا ہو اور کسی طرح درست ہی نہوتا ہو تو اب اوسکا یہ علاج ہی کہ اوسکو خوب اچھی طرح ذلیل وخوار کر واور مجاہدات وریاضات کاملہ کرو اور اپنے کو کسی شیخ کامل کے سپرد کردو اوس کے بعد پھر انشاء اللہ تم پر رحمت نازل ہوگی۔

آگے نصیحت فرماتے ہین کہ۔

بازگرد الخ یعنی اے بڈہی لومڑی کی طرح گرگی سے باز آجا۔ اور حق تعالی سے مدد چاہ کہ وہ بہت اچھا مدد کرنے والا ہی۔ مطلب یہ کہ اے مکار اور اے نفس وشیطان کے جال مین پھنسنے والے ذرا تو اپنے دلمین ٹھہر اور اس مردم آزاری سے باز آ۔ اور اسمین حق تعالی سے مدد مانگ کہ وہ تیری ہی مدد فرماوینگے اور تو مقصود کو پہونچ جاویگا۔ اب آگے اوس ریچھ کی اور اس شخص کی حکایت پورا فرماتے ہین۔

شرح حبیبی

تتمہ حکایت خرس وآن ابلہ کہ بر وفاے خرس اعتماد کردہ بود

خرس ہم از اژدہا چون وارہید / وان کرم زان مرد مردانہ بدید

چون سگ اصحاب کہف آن خرس زار / شد ملازم از پئے این بردبار

آن مسلمان سر نہاد از خستگی / خرس حارس گشت از دل بستگی

آن یکے بگذشت وگفتش حال چیست / اے برادر مر ترا این خرس کیست

قصہ واگفت وحدیث اژدہا / گفت بر خرسے منہ دل ابلہا

دوستی ز ابلہ بتر از دشمنی است / او بہر حیلہ کہ دانی راندنی است

گفت واللہ از حسودی گفت این / ورنہ خرسے چہ نگری این مہر بین

گفت مہر ابلہان عشوہ دہ است / این حسودی من از مہرش بہ است

ہی بیا با من بران این خرس را / خرس را مگزین مہل تو جنس را

گفت رو رو کار خود کن اے حسود / گفت کارم این بد ورزقت نبود

من کم از خرسے نباشم اے شریف / ترک او کن تا منت باشم حریف

بر تو دل می لرزدم ز اندیشہ — با چنین خرسے مرو در بیشہ

این دلم ہرگز نلرزید از گزاف — نور حقست این نہ دعوی و نہ لاف

مومنم ینظر بنور اللہ شدہ — ہان و ہان بگریز ازین آتشکدہ

اینہمہ گفت و بگوشش در نرفت — بدگمانی مرد را سدیست زفت

دست او بگرفت و دست از وے کشید — گفت رفتم چون نہ یار رشید

گفت رو بر من تو غمخوارہ مباش — بوالفضولا معرفت کمتر تراش

باز گفتش من عدوے تو نیم — لطف باشد گر بیائی در پیم

گفت خوابستم مرا بگذار و رو — گفت آخر یار را منقاد شو

تا بخسپی در پناہ عاقلے — در جوار دوستے صاحبدلے

در خیال افتاد مرد از جد او — خشمگین شد زود و گردانید رو

کین مگر قصد من آمد خونی است — یا طمع دارد گداے و تونی است

یا گرو بستست با یاران بدین — کہ بترساند مرا زین ہمنشین

یا حسد دارد ز مہر یار من — کا نچنین جہدی کند در کار من

خود نیامد ہیچ از خبث سرش — یک گمان نیک اندر خاطرش

ظن نیکش جملگی بر خرس بود — او مگر مر خرس را ہمجنس بود

بدگمان و ابلہ و نااہل بود — ز[illegible]ت او [illegible] جاہل بود

بدرگ و خودراے و بدبخت او — مردہ [illegible] و کور و خوار و زرد

خرس را بگزید بر صاحب کمال — روبہ [illegible] بد فاسد خیال

عاقلے را از خرے تہمت نہاد — خرس را دانست اہل مہر و داد

جب ریچھ نے اژدہے کے پنجہ سے رہائی پائی اور اس بہادر شخص کی شفقت مشاہدہ کی تو وہ ریچھ سگ اصحاب کہف کیطرح اس شخص کے پیچھے لگ لیا اور اسکے ساتھ ہو لیا - وہ مسلمان تھکن ماندگی کے سبب لیٹ رہا - تو ریچھ اس تعلق کے سبب جو اوسکو اس شخص کیساتھ پیدا ہو گیا تھا پہرہ دینے لگا - اتفاقاً ایک شخص کا وہاں گذر ہوا تو اسنے دریافت کیا کہ بھائی یہ کیا بات ہے اور اس ریچھ کو تجھ سے کیا تعلق ہے - اسنے وہ تمام واقعہ اور اژدہے کی کہانی بیان کی - اوسنے کہا کہ ارے احمق ریچھ سے دل نہ لگا نادان کی دوستی دشمنی سے بدتر ہے [illegible] اسکو نکال دینا چاہیے - اوس شخص نے یہ سنکر کہا کہ اسنے میرے اس امتیاز پر حسد کیا اور حسد سے ایسا کہتا ہے ورنہ اسکے ریچھ پن کو کیا دیکھنا [illegible] محبت کو دیکھنا چاہیے - گو وہ ریچھ ہے مگر اسکی محبت آدمیوں سے زیادہ ہے - [illegible] اوسنے کہا کہ یہ سچ ہے کہ یہ محبت کرتا ہے مگر احمقوں کی دوستی [illegible] تو حسد سمجھتا ہے) اسکی محبت سے اچھا ہے دیکھ تو میرے ساتھ آ [illegible] مقابلہ میں مت اختیار کر اور اسنے ریچھ پن کو مت چھوڑ [illegible]

اگر تو حاسد ہو اوسنے کہا [illegible] کی قسمت مین آیا کرون — اس سبب ماس مین ریچھ سے تو کم نہین اسے چھوڑ دیکم
کہنا مان اور میرا ساتھی ہو جا — مجھے تیرے متعلق کھٹکا ہے اور اس سے میرا دل کانپ رہا ہے معلوم نہین کہ اس ریچھ کے سبب سے تجھے
کیا مصیبت نازل ہو — تو ایسے ریچھ کے ساتھ جنگل مین نہ جا — میرا کلیجہ فضول دہک دہک نہین کرتا — مین سچ کہتا ہون یہ ڈینگ
اور شیخی نہین بلکہ نور حق اور اس فراست کے سبب سے جو حق سبحانہ مومنین کو عطا فرماتے ہین چونکہ مین مومن ہون اور حق
سبحانہ کے نور سے دیکھتا ہون اسلئے میرا گمان غلط نہین دیکھ کہنا مان اور اس آتشکدہ سے بھاگ [illegible] کہا مگر وہ
ایک بھی نہ سنی اور بدگمانی اسکے لئے ایک زبردست حاجب ہوگئی کیونکہ بدگمانی آدمی کیلئے ایک مضبوط روک ہے بالآخر اوسنے
یہ کیا کہ اوسکا ہاتھ پکڑا اور اپنی طرف کھینچا — مگر اوسنے ہاتھ بھی چھڑا لیا جب اوسنے دیکھا کہ کسیطرح نہین مانتا تو بیزار ہوکر کہا کہ خیر
جبکہ تو ٹھیک ساتھی نہین ہو تو مین جاتا ہون اوسنے کہا بعد الله آپ تشریف لیجائیے اور میری [illegible] کیجیے اور بیہودہ رنگی
باتین نہ بنائیے — پھر بھی اس ناصح نے [illegible] گیا اور کہا کہ دیکھ مین تیرا دشمن نہین ہون [illegible] اگر تو میری
بات مان لے اوسنے کہا مجھے نیند آرہی ہے [illegible] مجھے معاف کیجیے اور آپ تشریف لیجائیے [illegible]
اپنے دوست کی بات مان لے تاکہ [illegible] دوست [illegible] اور اوسکے پاس سوئے اس
[illegible] بیہودہ خیال مین پھنس گیا [illegible] کون خوش ہو [illegible]
مجھپر احسان [illegible] ہے [illegible] دی [illegible]
اور [illegible] یا میرے اس [illegible] خیال
کرکے غصہ [illegible] ایک خیال [illegible] نہین آیا — بلکہ
اپنا گمان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شرح شبیری

[illegible] حکایت کا تتمہ ہے کہ ریچھ کی وفاداری [illegible] دوست کیا تھا —

[illegible] یعنی [illegible] جب [illegible] گیا اور اس [illegible] دیکھے —

[illegible]

آن [illegible] ٹھنڈی کی وجہ سے [illegible] شخص [illegible] گیا

[illegible] دیا [illegible]

آن [illegible] جو طرح

[illegible]

قصہ الخ۔ یعنی اس شخص نے قصہ کہا اور اژدہا کی بات کہی تو اوس نے کہا کہ اے بیوقوف ایک ریچھ پر دل مت رکھہ یعنی اس سونے والے نے سب قصہ سنایا کہ اسطرح سے یہ میرے ساتھ ہوا ہی تو اُس ناصح نے کہا کہ ارے بیوقوف اسپر بھروسہ مت کر اور اسکو دوست مت سمجھ۔ اسلئے کہ۔

دوستی الخ۔ یعنی بیوقوف کی دوستی دشمنی سے بھی بدتر ہے اور یہ تو جس حیلہ سے کہ تو جانے نکالنے کے قابل ہی مطلب یہ کہ چونکہ دشمن سے تو انسان بچاؤ کرتا ہی اور اوسکے نقصانات سے پرہیز کرتا ہی لیکن اگر کوئی شخص دوستی کے پیرایہ مین دشمنی کرے تو وہ بہت ہی خطرناک ہی تو چونکہ بیوقوف کو عقل تو ہی نہین اسلئے بجائے نفع کے ضرر ہی پہونچا ویگا۔ اور چونکہ اوسکو دوست سمجھے ہوتے ہی اس لئے بچاؤ بھی نکریگا۔ لہذا اسکی دوستی دشمنی سے بھی بدتر ہوئی۔ اور چونکہ یہ ریچھ حیوان اور بیوقوف ہی اسلئے اسکو بھی جسطرح ہوسکے اپنے سے الگ کر دے ان ساری نصیحتون کو سنکر وہ حضرت ریچھ والے فرماتے ہین کہ۔

گفت واللہ الخ۔ یعنی وہ ریچھ والا کہنے لگا کہ خدا کی قسم حسد کی وجہ سے یہ کہا ہی ورنہ ریچھ ہی کیا دیکھتے ہو اس مہربانی کو دیکھو۔ مطلب یہ کہ جب اوس پندگو نے یہ باتین کہین اور کہا کہ بھائی اسکو اپنے پاس سے ہٹا دے تو آپ فرماتے ہین کہ چونکہ مجھے اسقدر امتیاز حاصل ہی کہ میرا نگہبان ایک درندہ ہی اسلئے آپ کو حسد پیدا ہوا ہی اور چاہتے ہو کہ یہ امتیاز مجھے حاصل ہو ورنہ اسکے اندر تو خرسی کا کہین پتا بھی نہین۔ بلکہ یہ اسکی ملاطفت اور مہربانی قابل دید ہی۔ کہ یہ ایک انسان کی طرح حفاظت کر رہا ہی (عجب کوڑ مغز آدمی ہی) یہ سنکر وہ پندگو کہتا ہی کہ۔

گفت الخ۔ یعنی اوس پندگو نے کہا کہ بیوقوفون کی مہربانی دہوکا دینے والی ہوتی ہی اور میری یہ حسودی اوسکی مہربانی سے بہتر ہی اسلئے کہ اوسمین تو تیرا کوئی فائدہ بجز ایک حصول امتیاز موہوم کے کچھ بھی نہین ہی اور میری اس نصیحت مین جسکو کہ تو اپنی کج فہمی سے حسد سمجھہ رہا ہے تیرا فائدہ ہی اسلئے چاہیے کہ نصیحت کو سن اور اس کو الگ کر دے اور کہا کہ

ہی بیا با من الخ۔ یعنی ارے میری ساتھ آ اور اس ریچھ کو بھگا دے خرس کو قبول مت کر اور ہمجنس کو چھوڑ مت

گفت الخ۔ یعنی وہ ریچھ والا بولا کہ ارے حاسد جا جا اپنا کام کر۔ تو وہ ناصح بولا کہ میرا کام تو یہی تھا اور تیری قسمت مین نتھا مطلب یہ کہ اب اون ریچھ والے صاحب کو جوش آیا اور بولے کہ اے چل کہانکی نصیحت لئے پھرتا ہی وہ چونکہ بہت ہی مشفق تھا اسلئے کہنے لگا کہ بھائی میرا تو کام ہی نصیحت کرنا تھا اب تیری قسمت ہی مین نہو تو مین کیا کر سکتا ہون یہ کہکر پھر جوش شفقت سے سمجھانے لگا کہ۔

من کم از الخ۔ یعنی اے بھلے آدمی مین ریچھ سے تو کم نہین ہون تو اسکو چھوڑ تا کہ مین اوس سے اچھا تیرا ساتھی ہوجاؤن۔

بر تو دل الخ یعنی میرا دل تیرے اوپر اندیشہ کیوجہ سے کانپ رہا ہی ارے تو ایک ریچھ کیساتھ جنگل مین مت جا۔ مبادا تجھے کوئی گزند پہونچا دے کہ آخر تو حیوان لا یعقل ہی۔ جب غصہ آوے تو بھلے برے کی کچھہ بھی تمیز نہ رہیگی خدا کیلئے میرے کہنے کو مان لے۔ اور اسکو چھوڑ دے اور کہتا ہی کہ۔

این دلم الخ۔ یعنی یہ میرا دل فضول نہین کانپ رہا ہی۔ بلکہ یہ نور حق ہی کوئی دعوے یا شیخی نہین ہی مطلب یہ کہ مین جو یہ کہہ رہا ہون کہ مجھے اندیشہ ہی کہ مبادا کہین تجھکو یہ گزند پہونچا دے تو یہ میرا خیال ہی نہین ہی بلکہ یہ مین الہام

سے کہہ رہا ہون صرف ظنی اور دعوے ہی نہین ہی بلکہ جو کہہ رہا ہون ضرور ہوگا اسلئے خدا کیلئے میرا کہنا مان اور اسکو چھوڑ اور وہ کہتے ہیں کہ

مومنم الخ یعنی مین مومن ہون دیکھ ینظر بنور اللہ ہو چکا ہو تو تو اوس آتشکدہ سے بھاگ۔ مطلب یہ کہ دیکھ میرا کہنا کوئی ایسا کہنا نہین ہو کہ صرف ایک گمان اور وہم سے کہا ہو بلکہ میری وہ حالت ہی کہ مین الحمد للہ نور حق سے دیکھتا ہون اور مجھے بصیرت کاملہ حاصل ہی۔ اسلئے مجھے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہی اور الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہی کہ یہ تجھے ہرگز نہ ہو چھوڑیگا۔ اسلئے خدا کیلئے اس سے الگ رہ اور اس سے دوستی مت کر آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

اینہمہ گفت الخ۔ یعنی یہ سب کچھ کہا اور اوسکے کان مین کچھ نہ گیا۔ اسلئے کہ بدگمانی انسان کے لئے ایک سخت روک ہی۔ مطلب یہ کہ چونکہ اس شخص کو اوس مرد خدا پر بدگمانی ہو گئی تھی کہ اسکی کوئی غرض اس سمجھانے مین ہی لہذا یہ بدگمانی قبول حق سے اوسکو بہت بڑی رکاوٹ اور آڑ ہو گئی۔ اور اوسنے ہرگز قبول حق نہ کیا اب جبکہ زبانی سمجھانے سے اوسکی سمجھ مین نہ آیا تو اوسنے پھر ایک کوشش کی اور وہ یہ کہ۔

دست الخ۔ یعنی اوس ناصح نے اوسکا ہاتھ پکڑا اور اوسنے اوس سے ہاتھ کھینچ لیا۔ تب وہ ناصح بولا کہ جب تو یار رشید نہین ہی تو مین جاتا ہون۔ مطلب یہ کہ اوس ناصح نے اوسکا ہاتھ پکڑ کر جو اوٹھانا چاہا تو اُن حضرت سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور کھڑے نہین ہوئے جب اسمین بھی وہ ناکام رہا تو بولا کہ اچھا بھائی مین تو جاتا ہون جب کسی طرح مانتا ہی نہین اوس بیچارہ نے تو یہان تک خیر خواہی کی اور اسقدر سمجھایا اوسپر حضرت فرماتے ہین کہ۔

گفت الخ۔ یعنی ریچھ والا بولا کہ اچھا جا تو میرا غمخوار مت ہو ارے بوالفضول ذرا معرفت کم تراش۔ مطلب یہ کہ آپ فرماتے ہین کہ ہان ہان بہتر ہی آپ تشریف لیجائیے مجھے آپ کی غمخواری کی ضرورت نہین ہی اور ذرا کھڑے ہو کر بہت بزرگی مت بگھارو کہ مجھے الہام سے معلوم ہوا ہے اور مین جو کہہ رہا ہون صحیح ہی کہہ رہا ہون لیکن چونکہ اوسکی تو کوئی ذاتی غرض نہ تھی بلکہ اوسکے بھلے ہی کیواسطے کہہ رہا تھا اسلئے پھر جوش شفقت مین سمجھانے لگا کہ۔

بازگفتش الخ۔ یعنی اوس سے کہا کہ ارے مین تیرا دشمن تو نہین ہون اگر تو میرے پیچھے آویگا تو لطف دیکھیگا۔ مطلب یہ کہ اوس نے کہا کہ ارے کمبخت مین تیرا دشمن تو نہین ہون۔ اسلئے میرے کہنے کو مان۔ اور میری ہمراہ چلا آ پھر دیکھ تو کیسے کیسے لطف و کرم دیکھیگا۔ وہ تو نصیحتین کر رہا تھا اور اوسکے دماغ مین اُس امتیاز کی قدر تھی اور یون سمجھ رہا تھا کہ اس ریچھ کی پاس رہنے مین میری بہت بڑی عزت ہی اور یہ شخص اوسمین حارج تھا تو آپ یہ سنکر جواب فرماتے ہین کہ۔

گفت الخ۔ یعنی اوس ریچھ والے نے کہا کہ مین تو سوتا ہون جا اور مجھے چھوڑ۔ تو اس ناصح نے کہا کہ چلے یا۔ کا مطیع ہو یعنی میرا مطیع ہو جا اور کہنا مان لے۔

تا بجیبی الخ۔ یعنی تا کہ تو ایک مقبل کی پناہ مین سو وے اور ایک دوست صاحبدل کے پڑوس مین۔ مطلب یہ کہ میرا کہنا مان لے اور میری ہمراہ چلا آ۔ اور اسکو چھوڑ دے اور اسکی حفاظت مین مت سو تا کہ تجھے مجھ جیسے دوست کے اور صاحبدل و مقبل کے سایہ اور حفاظت اور پناہ مین سونا ملے۔ جب اوس ناصح نے سمجھانے مین اسقدر کاوش کی اور کوشش کی تو اس شخص کو یہ شبہ ہو گیا کہ اسمین اس ناصح کی کوئی ذاتی غرض ہی کہ جسکی وجہ سے اسکو اس قدر کوشش ہی آگے اسی کو بیان فرماتے ہین کہ۔

در خیال الخ۔ یعنی اوس ناصح کی کوشش کیوجہ سے یہ آدمی بدگمانی مین پڑ گیا۔ اور غصہ در ہو گیا اور اس ناصح

سے منہ پھیر لیا اور وہ یہ بدگمانی ہوئی کہ۔

کین آخر۔ یعنی یہ کہ شاید میرا قصد کرکے آیا ہے اور خونی ہے یا طمع رکھتا ہے کوئی فقیر ہے اور کینہ ہے۔ مطلب یہ کہ اوسکو یہ گمان ہوا کہ شاید یہ مجھے مارنا چاہتا ہے اور جانتا ہے کہ اس ریچھ کی حفاظت مین تو میرا قابو چل نہین سکتا۔ لہذا اسکو بہکا کر ریچھ کو تو الگ کردونگا پھر میرا قابو چل جاویگا۔ اور یا کوئی فقیر اور طامع ہے کہ ہمکو یہ لالچ ہے کہ اس ریچھ کو ہٹا کر خود خدمت کرے اور اوسکی عوض مین اسکو مین کچھ دیدون۔ اسلئے اسکو اسقدر کوشش ہے سبحان اللہ ان نصائح کی کیا قدر رکھی ہے اور یہ گمان ہوا کہ۔

یا گرو بست آخر۔ یعنی یا دوستون نے اسبات کی شرط باندھ لی ہے کہ مجھے اس ہم نشین سے چھڑا دیگا یعنی اوسکو یہ گمان ہوا کہ شاید یہ لوگ ہیں انکو بھی یہ پیچھا ہو گا کہ اوسکا تو ریچھ بہت گہرا دوست ہو گیا ہے اور وہ اوس سے الگ ہو ہی نہین سکتا۔ تو اس شخص نے ان سے شرط کی ہوگی کہ مین ضرور اوسکو ہٹا کر اوس سے الگ کرا دونگا اسلئے اسقدر کوشش کرتا ہو۔

یا حسد الخ یعنی یا میرے دوست کی مہربانی کی وجہ سے حسد کرتا ہو کہ مجھے کام مین استقدر کوشش کر رہا ہے مطلب یہ کہ اوسکو یہ گمان ہوا کہ چونکہ یہ ریچھ میرا بہت گہرا دوست ہو گیا ہے اسلئے اسکو حسد ہے اور چاہتا ہے کہ اسکی دوستی [illegible] واہ ری عقل خوب سمجھے قربان جائیے آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

خود نیامد الخ۔ یعنی اوسکے نیت سر کیوجہ سے کوئی گمان نیک اوسکے دلمین نہ آیا۔ اور فرماتے ہین کہ۔

ظن نیکش الخ۔ یعنی اوسکا نیک گمان تو سارا کا سارا ریچھ پر تھا۔ ہان شاید وہ ریچھ کا ہمجنس ہوگا۔ اسی لئے وہ اسکو بہتر سمجھتا تھا۔ اور آدمیون سے نفرت کرتا تھا۔ اب مولانا کو غصہ آگیا اور فرماتے ہین کہ۔

بدگمان الخ۔ یعنی بدگمان اور بیوقوف اور نااہل تھا۔ اور ریچھ کیوجہ سے وہ نہیں کا مستحق تھا۔

پدر رگ الخ۔ یعنی بدرگ اور قود راست [illegible] اور مردود تھا۔

گفت الخ۔ یعنی ریچھ کو ایک صاحب کمال پر ترجیح دی [illegible] فاسد خیال

عاقلے الخ۔ یعنی ایک عقلمند آدمی کو کتے پن کی وجہ سے تہمت لگائی۔ [illegible] الا تھا۔ [illegible]

کا) آگے مولانا ایک حکایت لاتے ہین جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ سے [illegible] ایک سال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شعر [illegible]

گفتش ای همره [illegible] خیال [illegible] تو از جا [illegible]

[illegible]

صد هزاران معجزه دیدی ز من
صد خیالت می‌فزود و شک و ظن

از خیال و وسوسه تنگ آمدی
طعنه بر پیغمبریم می‌زدی

گرد از دریا برآوردم عیان
تا رهیدید از شر فرعونیان

ز آسمان چل سال کاسه و خوان رسید
وز دعایم جوی از سنگی دوید

چوب شد در دست من ز اژدها
آب خون شد بر عدوی ناسزا

شد عصا مار و کفم شد آفتاب
آفتاب از عکس نورم شد شهاب

این و صد چندین و چندین گرم و سرد
از تو ای سرد آن توهم کم نکرد

بانگ زد گوساله‌ای از جادویی
سجده کردی که خدای من توی

آن توهمات را سیلاب برد
زیرکی باردت را خواب برد

چون نبودی بدگمان در حق او
چون نهادی سر چنان ای زشت‌خو

چون خیالت نامد از تزویر او
وز فساد سحر احمق‌گیر او

سامری‌ای خود که باشد ای سگان
که خدایی بر تراشد در جهان

چون درین تزویر او یکدل شدید
وز همه اشکالها عاطل شدید

گاو می‌شاید خدایی را بلاف
در رسولیم تو چون کردی خلاف

پیش گاوی سجده کردی از خری
گشت عقلت صید سحر سامری

چشم دزدیدی ز نور ذوالجلال
اینت جهل وافر و عین ضلال

شه بر آن عقل و گزینش که تراست
چون تو کان جهل را کشتن سزاست

گاو زرین بانگ کرد آخر چه گفت
کاحمقان را این همه رغبت شگفت

زان عجب‌تر دیده‌اید از من بسی
لیک حق را کی پذیرد هر خسی

باطلان را چه رباید باطلی
عاطلان را چه خوش آید عاطلی

زانکه هر جنسی رباید جنس خود
گاو سوی شیر نر کی رو نهد

گرگ بر یوسف کجا عشق آورد
جز مگر از مکر تا او را خورد

چون ز گرگی وارهد محرم شود
چون سگ کهف از بنی آدم شود

چون محمد را ابوبکر نکو
دید نقشش گفت هذا صادق

چون ابوبکر از محمد برد بو
گفت هذا لیس وجه کاذب

چون نبد بوجهل از اصحاب درد
دید صد شق القمر باور نکرد

دردمندی کش ز بام افتاد طشت
زو نهان کردیم حق پنهان نگشت

وانکه او جاهل بد از دردش بعید
چند بنمودیم و او آن را ندید

آینهٔ دل صاف باید تا درو
واشناسی صورت زشت از نکو

اوپر تمکو معلوم ہو چکا ہی کہ وہ احمق واقعہ کو خلاف واقع اور دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست سمجھتا تھا آگے فرماتے ہین کہ اسکی ایسی مثال ہی جیسے اس گوسالہ پرست شخص کی جس سے موسیٰ علیہ السلام نے گفتگو کی تھی جسکی تفصیل یہ ہی کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک فاسد الخیال شخص سے کہا کہ اے غلط فہم اور اپنی بدبختی کے باعث مبتلائے گمراہی یہ کیا بات ہی کہ باوجود میرے بنوت کی دلیل واضح وبرہان یقینی اور اس خلق کریم کے جو انبیاء کے ساتھ مختص ہی تجھے میری رسالت مین سیکڑون شبہات تھے اور تونے مجھ سے بکثرت معجزے دیکھے مگر باینہمہ ان سے سیکڑون خیالات باطلہ اور شکوک اور ظنون باطلہ ہی بڑہے - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تونے اپنے خیالات اور وساوس سے تنگ آکر اور مغلوب ہوکر میری پیغمبری پر اعتراض کیا مین نے اکثر کہلا دریا کو چاڑکر خشک مٹی لکالدی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تم فرعونیون کے شر سے محفوظ ہوگئے - نیز آسمان سے چالیس برس تک تمکو پیالے اور خوان پہونچے - یعنی وادی تیہ مین چالیس برس تمکو بلا مشقت کہانا ملا - اور میری دعا سے پتھر سے چشمے نکلے - لاٹھی میری ہاتھ مین زبردست اژدہا بنگئی اور نالائق دشمن کیلیئے پانی خون بنگیا - لاٹھی سانپ بنگئی - اور میری ہتھیلی آفتاب کیطرح چمکنے لگی اور میرے نور کف سے کے عکس کے مقابلہ مین آفتاب ٹوٹنے والے ستارہ کیطرح بے قدر ہوگیا غرض کہ اے جامد طبع ان معجزات اور اتنے ہی بڑے اور سو معجزات اور اتنے ہی عظیم الشان مختلف احوال نے تیرے توہمات کو کم نکیا - لیکن جادو سے گوسالہ سامری بولنے لگا تو تونے اسکو سجدہ کیا اور کہا کہ میرا خدا تو ہی ہی اور وہ توہمات سب روپوش ہوگئے اور تیری اس جامد اور بے محل زیرکی کو نیند آگئی کہ بالکل معطل ہوگئی اور کچھ بھی کام نہ دیا - ای بدخصلت تو اوسکے حق مین بدگمان کیون نہوا اور اوسکے سامنے تونے سر کیون جھکا دیا - اور تجھے اوسکی دہوکہ دہی کا خیال کیون نہ آیا اور اسکے احمقون کے پھسلانے والے جادو کے فساد کا احساس کیون نہوا - اور اے ذلیل تونے اتنا نہ سمجھا کہ سامری کیا چیز ہی جو عالم مین ایک خدا بنا کر کھڑا کردے - اور بچھڑے کی خدائی پر تجھے کیونکر اطمینان ہوگیا اور تو تمام اشکالات سے کیونکر خالی ہوگیا - پس تونے میری پیغمبری مین کیون مخالفت کی سمجھ تو سہی کہین نعوذ عوذ سے بچھڑا بھی خدائی کا مستحق ہوسکتا ہی - جب ایسا نہین ہوسکتا اور یہ امر نہایت ہی واضح ہی کہ موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہی تو کیسے غضب کی بات ہی کہ تونے ایک بچھڑے کے سامنے سجدہ کیا اور تیری عقل سامری کے جادو کے جال مین پھنس گئی - اور نور حق سبحانہ سے تونے آنکھ بند کرلی - یہ کیسی عجیب جہالت تامہ اور خالص گمراہی ہی تیری اس عقل اور تیرے اس انتخاب پر پہٹکار تو جہالت کی کان تو مار ڈالنے ہی کے قابل ہی - اچھا یہ تو بتا کہ سونے کا بچھڑا بولا تو آخر اوس نے کیا کہا کہ احمقون کو اس درجہ رغبت ہوگئی - مجھ سے تو تونے اس سے بہت عجیب باتین مشاہدہ کی ہین لیکن تو میرا معتقد نہین ہوا وجہ یہ کہ حق کو ہر ذلیل قبول نہین کرتا کیونکہ ہر شے کا میلان اپنی مناسب کی طرف ہوتا ہی - چنانچہ باطل پرستونکو کیا چیز اپنی طرف کھینچتی ہے اسکی مناسب یعنی باطل - اور کمالات سے بے بہرہ کو کیا چیز پسند آتی ہی وہی اونکے مناسب یعنی کمال سے بے بہرہ اور وجہ وہی ہی جو ہم پیشتر کہہ چکے ہین کہ ہر جنس اپنی جنس کو کھینچتی ہی بھلا دیکھو گاے بھی کہین شیر کی طرف جاتی ہی ہرگز نہین کیون ہ اسلئے کہ وہ اوسکے مناسب نہین دیکھو بھیڑیا بھی کہین یوسف پر عاشق ہوتا ہی ہرگز نہین پس اگر متوجہ بھی ہوتا ہی تو صرف اسلئے کہ مخالفت کے سبب نکہت اسے کہا جا دے - یہ حکم اسیوقت تک ہی جب تک کہ اسمین بھیڑیا پن باقی رہے - لیکن جب کہ اوسکے اندر سے بھیڑیے پن کی صفت جاتی رہتی ہی تب وہ مناسب اور موافق ہوجاتا ہی اور سگ اصحاب کہف کیطرح آدمی ہوجاتا ہی پس اگر تم نے اس قسم کی نظیر دیکھنی ہو تو دیکھ کہانہ کہا تھا - اب مناسبت اور عدم مناسبت کے آثار کے بعض نظائر اور سنو - جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپکا وصف صدیقیت بزبان حال بول اٹھا کہ یہ جھوٹے کا منہ نہیں ہے اور چونکہ اونکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناسبت تھی اسلئے آپ کی تصدیق کی اور گویا کہ یہ فرمایا کہ جھوٹے کی صورت ایسی نہیں ہوتی لیکن چونکہ ابوجہل اصحاب ورد مین سے نہ تھا اور اسلئے اوسکو مناسبت نہ تھی اسلئے شق القمر کی مثل سو عظیم الشان معجزات دیکھے مگر یقین نہیں کیا جسطرح ابنیاء کے زمانہ مین دو قسم کے لوگ تھے یون اونکے جانشین حضرات کے دشمن بھی ہین - چنانچہ جو در دمند کہ آج شہرۂ آفاق ہین اونسے جتنے حق کو چھپایا بھی اور اپنی حالت کو اونپر ظاہر بھی نہین کیا لیکن تب بھی حق اونپر پوشیدہ نہین ہوا اور وہ سمجھ گئے اور جو جاہل اور دردسے دور تھا اوسکو بہت سی کرامات وغیرہ کے ذریعہ سے حق دکھلانا چاہا مگر اوسکو دکھلائی نہین دیا اور وہ جیسا تھا ویسا ہی رہا - مذا آئینۂ دل صاف ہونا چاہیے تاکہ اوسکے سبب سے تمکو اچھی اور بری صورت معلوم ہو جاوے اور صالح الاستعداد اور فاسد الاستعداد کا پتہ چلجاوے یا کامل اور ناقص مین اور سچی اور جھوٹی مین امتیاز ہو جاوے -

شرح شبیری

موسے علیہ السّلام کا ایک گوسالہ پرست سے کہنا کہ گوسالہ سے تجھکو کیون اعتقاد ہے -

گفت الخ - یعنی موسے علیہ السّلام نے ایک مست وہم سے کہا کہ اے بد اندیش شقاوت کی وجہ سے گمراہی مین -

صد گمانت الخ - یعنی میری پیغیبری مین تجھے سیکڑون گمان تھے باوجود اتنی دلیلون کے اور اس خلق کریم کے -

صد ہزاران آلخ - یعنی تو نے مجھسے لاکھون معجزے دیکھے اور تیرے خیالات اور شک اور گمان بڑھتے ہی چلے گئے -

از خیال الخ - یعنی خیالون اور وسوسون کی وجہسے تو تنگ آتا تھا - اور میری پیغیبری پر طعنہ مارتا تھا آگے اون معجزات کا بیان فرماتے ہین کہ -

گرد از الخ - یعنی مین نے دریا مین سے گرد نکالی یہانتک کہ تم فرعونیون کے شر سے چھوٹے

ز آسمان الخ - یعنی چالیس برس تک وادی مین پیالہ اور خوان پہونچا - اور میری ہی دم سے پتھر مین سے ندی نکلی - یہان ایک تاریخی اشکال یہ ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا وادی مین ہونا تو اس عبادت گوسالہ کے بعد ہوا ہے اور موسی علیہ السلام کی وفات وادی ہی مین ہوچکی تھی تو پھر اوس گوسالہ پرست سے یہ کہنا کہ تو نے میرا یہ معجزہ دیکھا اور تجھے نہین مانا کسطرح صحیح ہوسکتا ہے - سوا اسکے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ شاید وجود گوسالہ سے قبل حضرت موسے علیہ السلام نے اس قصہ کی اطلاع دی ہو اور چونکہ آپ نبی تھے اسلئے وہ خبر ایسی یقینی ہوگئی گویا کہ وقوع ہوگیا اسلئے موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ قصہ بھی کا معاینہ ہوگئی تھی پھر بھی تو نے نہ مانا اگرچہ ایک بعید تاویل ہے لیکن اسکے علاوہ اور کچھ سمجھ مین نہ آیا - اگر کسی اہل صاحب کے خیال مین اس سے اچھی توجیہ آوے تو طبع ثانی یا نظر ثانی مین اصلاح فرما دین -

چوب شد الخ - یعنی میرے ہاتھ مین لکڑی ایک اژدہا ہوگئی اور دشمن نالائق پر پانی خون ہوگیا -

شد عصا الخ - یعنی عصا تو سانپ ہوگیا اور میرا ہاتھ آفتاب کیطرح چمکدار ہوگیا کہ میرے نور کے سامنے آفتاب (ظاہری) بھی ایک شہاب (کی مانند) ہوگیا -

این الخ - یعنی یہ (مذکور) اور سیکڑون ایسے ہی اور ایسے گرم و سرد سے اے سرد تجہ سے اوس توہم کو دور نہ کیا - اور باوجود ان ساری نشانیون کے تجہے شک ہی رہا -

بانگ زد الخ - یعنی کہ ایک گوسالہ نے جادو کی وجہ سے آواز کی تو تو نے سجدہ کر لیا کہ تو ہی میرا خدا ہی -

آن توہمات الخ یعنی اُن توہمات کو (جو کہ میرے صدق مین تھے) سیلاب (بہا) لیگیا - اور تیری عقل سر کو خواب غفلت لگگئی اور اس گوسالہ مین تجہے کچھ نہ سوجھا کہ شبہات نکالتا -

چون نبودی الخ - یعنی اوسکے حق مین تو بدگمان کیون نہوا اور اے زشت خو اوسکے سامنے تو نے کسطرح سر رکھدیا -

چون الخ - یعنی تجہے اوسکی تزویر کا کیون خیال نہ آیا - اور اوسکے احمق گیر فساد سے کیون گمان نہوا -

سامرے الخ - یعنی اے کمبخت ایک سامری کیا ہوگا کہ وہ دنیا مین خدا کو تراشنے گا نعوذ باللہ - یعنی بہلا سامری کا بنایا ہوا جو ہو وہ خدا بھی ہو سکتا ہی ہرگز نہین -

درخدائی الخ - یعنی ایک بیل کی خدائی مین تو کسطرح یکدل ہوگیا اور تمام اشکالات سے عاطل ہوگیا - کہ کوئی شبہ ہی واقع نہو

گاؤ الخ - کیا ایک بیل خدائی کے لائق ہو سکتا ہی اور تو نے میری رسولی مین کسطرح خلاف کیا - (عجب حیرت ہی)

پیش الخ - یعنی تو نے گدہے پن کیوجہ سے ایک بیل کے سامنے سجدہ کر لیا - تیری عقل سحر سامری کی شکار بنگئی -

چشم الخ یعنی تو نے نور حق تعالی سے تو آنکہہ سی لی یہ عجیب جہل ہی اور عین گمراہی ہی -

شہ بران الخ - یعنی تیری عقل اور سمجھ پر لعنت ہی اور جبکہ تو کان جہل ہی تو تیرا مار ڈالنا درست ہی -

گاو زرین الخ - یعنی ایک سونے کے بیل نے آواز کی آخر کیا کہا کہ احمقونکو یہ ساری رغبت ہوئی -

زان الخ - یعنی اس سے بہت عجب تو نے مجہہ سے اکثر دیکہا ہی لیکن (بات یہ ہی کہ) حق راہ ہر کمینہ کب قبول کرتا ہی - تو دیکہو کہ اس شخص کو حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت مین شک رہا اور اوسکی ذراسی بات دیکہہ کر فوراً مان لیا یہ ساری کج فہمی ہی ہی اور کیا ہی آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

باطلان را الخ یعنی باطلونکو کیا شے لبہاتی ہی؟ کوئی باطل شے - اور عاطلونکو کیا پسند آتا ہی کوئی عاطل -

زانکہ الخ - یعنی اسلئے کہ ہر جنس اپنی جنس کو لبہاتی ہی اور کوئی شیر نر کیطرف (ہرگز) متوجہ نہین کرتی - اس لئے کہ وہ اسکی جنس سے نہین ہی اور اگر یہ کہا جاوے کہ شیر تو اوسکی طرف آتا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اوسکی جنس سے ہی تو جواب یہ ہی کہ وہ جو آتا ہی تو اوسکی محبت کی وجہ سے نہین آتا بلکہ اوسے معدوم کرنیکے لیے آتا ہی جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہی کہ وہ اسکی جنس نہین ہی آگے بھی مولانا ہم جنس کی مثالین بیان فرماتے ہین

گرگ الخ - یعنی بہیڑیا یوسف پر کب عاشق ہوگا سوائے اسکے کہ مکر سے اسکو کہالے مطلب یہ کہ چونکہ گرگ انسانکی جنس نہین ہے اسلئے اس سے ہرگز موانست پیدا نکریگا - اور اگر بظاہر اوسکی طرف آویگا جس سے کہ شبہ موانست کا ہوتا ہی تو وہ بھی اسلئے کہ اس حیلہ سے اوسکو کہالے - یہان یہ شبہ ہوتا ہی کہ بعض بزرگونکو دیکہا گیا ہی کہ وہ درندونکی ہمراہ رہتے ہین بلکہ درندونسے کمیل کرتے ہین حالانکہ یقیناً وہ دونون آپسمین ہمجنس نہین ہین اسلئے اوسکا جواب دیتے ہین کہ -

چون الخ - یعنی جبکہ وہ گرگی سے چہوٹ جاوے تو محرم ہو جاوے اصحاب کہف کے کتے کیطرح بنی آدم مین سے ہو جاوے مطلب کہ اگر کہین دیکہا گیا ہی کہ درندہ انسان سے ملتا ہی تو وہان اوسکی وہ صفت درندگی کی ہی موجود نہین ہی لہذا درندہ ہی نہین رہا - اسلئے کہ اب تو اوسکے اندر صفت موانست کی آگئی ہی پہر وہ درندہ کیون ہوگا آگے مناسبت ہی کی ایک اور نظیر

چون ز گرگی وارہد محرم شود چون سگ کہف از بنی آدم شود

بیان فرماتے ہین کہ۔

چون محمد الخ۔ یعنی جبکہ حضرت ابوبکرؓ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اونکے صدق کو دیکھا تو کہدیا کہ یہ صادق ہی تو بے کسی دلیل وغیرہ کے اور بغیر مشاہدہ معجزات کے صادق کہدینا دلیل اسکی ہی کہ انہین پہلے سے کوئی مناسبت تھی کہ جسکا یہ اثر ہوا۔

چون ابو بکرؓ الخ۔ یعنی جبکہ حضرت ابوبکرؓ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بو پائی تو کہدیا کہ یہ چہرہ کاذب نہین ہی۔ یہ قصہ حضرت عبداللہ بن سلام کا ہی کہ اونھون نے چہرۂ انور کو دیکھکر کہا تھا کہ ھذا لیس بوجہ الکذاب تو مولانا کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بابت اس امر کو کہنا یا تو اس اعتبار سے کہ انکا اعتقاد تو یہی تھا اور یا کسی جگہ انکی بابت بھی ایسا آیا ہو۔ غرضکہ چونکہ انہین مناسبت تھی اسلئے اونھون نے تصدیق کی۔

چون الخ۔ یعنی جبکہ ابو جہل اصحاب درد مین سے نہ تھا تو اسنے سیکڑون شق القمر دیکھے مگر یقین نہ کیا مطلب یہ کہ چونکہ ابو جہل مین درد نہ تھا کہ جسکی وجہ سے طلب ہوتی اسلئے اوسنے سیکڑون معجزے دیکھے مگر کسیکا بھی یقین نہ کیا یہ اثر ہی غیر مناسبت اور محجابت کا آگے مولانا اپنے الفاظ مین حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ارشاد حق کو فرماتے ہین گویا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہین کہ۔

درد مندے الخ۔ یعنی وہ درد مند کہ اونکا در دلطشت الزبام ہوگیا اور جسے ہم نے حق کو پوشیدہ کیا مگر نہ رہا۔ مطلب یہ کہ ارشاد حق ہی کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق وہ درد مند اور عاشق مین کہ انکا یہ عشق اور محبت طلشت الزبام ہوگیا ہی اور ہم نے تو اول اونسے معجزات کو پوشیدہ ہی رکھا مگر وہ بے معجزات کے بھی ایمان لے آئے اور پھر سب اونپر منکشف اور ظاہر ہوگیا اور اونھون نے حق کو قبول ہی کر لیا۔ اور فرماتے ہین کہ۔

وانکہ الخ۔ یعنی وہ شخص کہ جاہل تھا اور اونکے درد سے بعید تھا ہم نے اوسکو بہت معجزے دکھلائے لیکن اوسنے اونکو نہ دیکھا یعنی حضرت صدیقؓ کو چونکہ طلب تھی اور اس طلب سے مناسبت ہوگئی تھی اسلئے وہ تو بے کسی معجزہ وغیرہ کے دیکھے ایمان لے آئے اور جو کہ جاہل تھا اور اوسکو طلب نہ تھی اوسکو باوجود معجزات کے دیکھنے کے بھی اثر نہوا۔ اب آگے فرماتے ہین کہ۔

آئینہ الخ۔ یعنی آئینۂ دل صاف ہونا چاہیئے تاکہ اوسمین برے بھلے کی صورت نظر آجاوے۔ اگر کفار کا قلب صاف ہوتا تو ضرور وہ قبول حق کرتے۔ مگر یہ ساری خرابی ایسی تھی کہ اونکے قلوب مین کھوٹ بھرا ہوا تھا لہذا معلوم ہوگیا کہ جب تک آپسمین مناسبت نہین ہوتی اسوقت تک ایک کو دوسری کی طرف میلان نہین ہوتا۔ لہذا معلوم ہوتا ہی کہ اون دونون خرس اور صاحب خرس مین بھی کوئی مناسبت خاص تھی جسکی وجہ سے اوس آدمی نے اس ناصح کی ہمراہی کو قبول نہ کیا بلکہ اوسی کیساتھ رہنے پر راضی رہا۔ آگے پھر اوسی کے قصہ کو بیان فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

ترک کردن آن مرد ناصح پند آن مغرور خرس را۔

آن مسلمان ترک آن ابلہ گرفت	زیر لب لاحول گویان رہ گرفت
گفت چون از جد و پندم واجدال	در دل او بیش می زاید خیال

پس ره پند و نصیحت بسته شد — امر اعرض عنهم پیوسته شد
چون روایت می‌فزاید درد پس — قصه بر طالب بگو برخوان عبس
چونکه اعمی طالب حق آمدست — بهر فقر او نشاید سینه خست
تو حریصی بر رشاد مهتران — تا بیاموزند عام از سروران
احمدا دیدی که قومی از ملوک — مستمع گشتند گشتی خوش که بوک
این رئیسان یار دین گردند خوش — بر عرب اینها سرند و بر حبش
بگذرد این صیت از بصره و تبوک — زانکه الناس علی دین الملوک
زین سبب تو از ضریر مهتدی — رو بگردانیدی و تنگ آمدی
کاندرین فرصت کم افتد این مناخ — تو ز یارانی و وقت تو فراخ
مزدحم میگردیم در وقت تنگ — این نصیحت میکنمت نه از خشم و جنگ
احمدا نزد خدا این یک ضریر — بهتر از صد قیصرست و صد وزیر
یاد الناس معادن هین بیار — معدنی باشد فزون از صد هزار
معدن لعل و عقیق مکتنس — بهترست از صد هزاران کان مس
احمدا اینجا ندارد مال سود — سینه باید پر ز عشق و درد و دود
اعمی روشن دل آمد در مبند — پند او را ده که حق اوست پند
گر دو سه ابله ترا منکر شوند — تلخ کی گردی چو هستی کان قند
گر دو سه احمق ترا تهمت نهند — حق برای تو گواهی می‌دهد
گفت از اقرار عالم فارغم — آنکه حق باشد گواه او را چه غم
گر خفاشی را ز خورشیدی خوریست — آن دلیل آمد که آن خورشید نیست
نفرت خفاشگان باشد دلیل — که منم خورشید تابان جلیل
گر گلابی را جعل راغب شود — آن دلیل ناگلابی می‌بود
گر شود قلبی خریدار محک — در محکی‌اش درآید نقص و شک
دزد شب خواهد نه روز این را بدان — شب نیم روزم که تابم در جهان
فارقم فاروقم و غلبیروار — تا که کاه از من نمی‌یابد گذار
آرد را پیدا کنم من از سبوس — تا نمایم کین نقوش است آن نفوس
من چو میزان خدایم در جهان — وا نمایم هر سبک را از گران
گاو را داند خدا گوساله‌ای — خر خریداری و در خور کاله‌ای
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

خیر جب اُس احمق نے کسی طرح اس مسلمان کی نصیحت نہ مانی تو اوسنے اس احمق کو چھوڑ دیا اور چپکے چپکے لاحول پڑھتے ہوے اپنا رستہ لیا - اور کہا کہ جب میرے اصرار اور نصیحت اور جھگڑے سے اسکے دلمین خیالات فاسد ہی بڑھتے ہین تو اب پند و نصیحت کی راہ بالکل بند ہوگئی - اور اعرض عنہم کا حکم پہونچ گیا - کہ جب یہ کسیطرح نہین مانتے اور ماننے کی امید منقطع ہوگئی تو آپ بھی انکی طرف التفات نہ کیجئے - اور انہین انکی حالت پر چھوڑ دیجئے پس اس بیان سے یہ نتیجہ نکلا کہ جب تمھاری دوا سے درد مین اضافہ ہو تو انکو چھوڑ کر طالب کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور اسکو پند و نصیحت کرنا چاہیے - اسمین اگر تم کو کچھ تردد ہو تو سورۂ عبس کی تلاوت کرو تم کو تصدیق ہو جائیگی - تفصیل اس مضمونکی یہ ہی کہ حق سبحانہ فرماتے ہین کہ جبکہ ایک نابینا عبداللہ بن ام مکتوم تمھارے پاس طالب حق ہوکر آیا ہی تو آپکو زیبا نہین کہ اس سبب سے کہ وہ ایک غریب آدمی ہی اسلئے اوسکو ہدایت کرنیکا نفع صرف اسکی ذات تک محدود ہی اور متعدی نہین اور سرداران قریش کی ہدایت کا نفع متعدی ہی نیز یہ مقصد دوسرے وقت مین بھی حاصل ہوسکتا ہی بخلاف ہدایت قریش کے ایک فعل کرین جو فی نفسہٖ دل شکنی کا باعث ہی گو آپکا قصد یہ نہین اور نہ اوسکو ہی بوجہ کمال عقیدت کے ناگوار ہوگا آپ سرداران قریش کی ہدایت پر اسلیے گرویدہ ہین کہ عوام ان سردارونسے دین سیکھین اور آپکو یہ خیال ہوا کہ سردارونکی ایک جماعت نصیحت سننے پر آمادہ ہوئی ہی ممکن ہی کہ یہ رؤسا دین کے بہتر مددگار بنجاوین اور چونکہ انکا عرب پر بھی تفوق ہی اور حبش پر بھی اسلئے آوازۂ دین بصرہ اور تبوک سے گذر جاوے کیونکہ عوام سردارون اور بادشاہونکی روش پر چلتے ہین اس سبب سے آپنے ایک نابینا طالب ہدایت سے اعراض فرمایا - اور ان کے آنے سے بعادت خیالی نہ کہ از روئے تحقیر منقبض ہوئے - اور فرمایا کہ ایسی حالت مین کہ لوگ دین کی طرف متوجہ ہی نہین ہوتے اسقدر رغبت کم نصیب ہوتی ہی کہ یہ کچھ سننے کیلئے راغب ہون تو اونچے ہی آدمی ہون - تمھارے لیے تو کافی وقت ہی ایسی حالت ہین اور اس قدر تنگ وقت مین تم بھی آگئے - اور مجھے پریشان کیا - تمکو ایسا نہ چاہیئے تھا مین نے یہ تم سے بطور نصیحت کے کہا ہی غصہ اور مخالفت سے نہین کہا - سو اسے ہمارے رسول آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ایک نابینا ہمارے نزدیک سو قیصر اور وزیرونسے بہتر ہی آپ کو واضح ہونا چاہیئے کہ الناس معادن - لوگ مثل کانون کے ہین اور مختلف استعداد و قابلیتین رکھتے ہین - بعض اعلے استعداد اور عمدہ قابلیت رکھتے ہین وہ بمنزلہ سونے کی کان کے ہین انہی مین سے یہ نابینا بھی ہی اور بعض استعداد ناقص رکھتے ہین وہ بمنزلہ تانبے کی کان کے ہین اور ایسے لوگ نہین یہ سرداران قریش ہین اور ایک کان سونے کی لاکھون تانبے کی کانون سے بہتر ہوسکتی ہی یا یون کہو کہ بعض لعل و عقیق کی کانین ہین اور نہین تو یہ اندھا ہی اور بعض تانبے کی اور انہین سرداران قریش ہین اور ایک لعل و عقیق کی کان تانبے کی لاکھون کانونسے بہتر ہی پس اس معمولی شخص کی ان سردارونپر فوقیت کی وجہ ظاہر ہوگئی اور اگر کسیکو شبہ اور خلجان باقی ہوتا تو وہ مندفع ہوگیا - خلاصہ یہ ہی کہ اے ہمارے رسول ہمارے یہان مال کچھ مفید نہین ہمکو تو اس سینہ کی قدر ہی جو عشق اور درد و آہ سے پر ہو - پس چونکہ یہ نابینا درد عشق سے مالامال ہی اسلئے تم اسکو نصیحت کرو نصیحت [illegible] اسکا حق ہی اور اسکی [illegible] احمق ہمکو نہ مانین گے اگر یہ نہ مانین اور آپکو رد والا ور ناقابل رغبت سمجھین تو سمجھا کرین [illegible] آپ فی الواقع کان قند اور مرغوب و محبوب ہین کڑوے اور مکروہ نہین ہوسکتے اور اگر چند احمق آپ پر لقب دیوانون کی [illegible] لگاتے ہین - تو آپکو کچھ ضرر نہین - جبکہ حق سبحانہ آپکے سچ اور کمال عقل [illegible] مزید اطمینان [illegible] سرداران قریش کا [illegible]

کرتے ہین - حق سبحانہ کی یہ نصیحت سنکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متنبہ ہوئے - اور فرمایا کہ واقعی بات ہی مجھے اقرار عالم کی کوئی ضرورت نہین جبکہ حق سبحانہ میری صدق عقل اور ادائے فرض منصبی کی گواہی دین تو اب مجھے کیا فکر ہی رہی حقیقت در خلق خدا کے ضرر سے متاثر ہونا یہ دوسری بات ہی جو کہ ایک طبعی امر ہی بلکہ ان ناقصین کا میری مخالفت کرنا ہی میرے کمال کی دلیل ہی - چنانچہ اگر خفاش آفتاب سے منتفع ہو تو یہ دلیل ہی اسکی کہ وہ صورۃً آفتاب ہی حقیقۃً نہین - کیونکہ آفتاب کی مخالفت خفاش کیلیے بمنزلہ لوازم ذات کے ہی - پس ان ناحق بین خفاشونکا ہم سے متنفر ہونا دلیل ہی اسکی کہ مین حق سبحانہ کا روشن آفتاب ہون - یون ہی اگر گوہ کا کیڑا گلاب کی طرف راغب ہی تو یہ دلیل ہی اسکی کہ وہ خالص گلاب نہین - نیز اگر کوئی کھوٹا سونا چاندی چلانے والا کسوٹی خریدے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ اصل کسوٹی نہین - بلکہ نقلی ہی اور وہ لوگونکو دھوکا دینا چاہتا ہی - نیز ہر عیبدار اپنے عیب کو چھپانا چاہتا ہی اسلئے وہ ہرگز نہین چاہتا کہ وہ ذریعہ اختیار کرے جسمین اوسکی رسوائی ہو - اسی لئے چور رات چاہتا ہی - پس تمکو سمجھنا چاہیے کہ مین رات تو ہون نہین کہ یہ دین کے چور مجھے پسند کرین مین عالم مین روز تابان ہون اور ان چورونکی قلعی کھولتا ہون تو یہ مجھے کیون پسند کرنے لگے - مین فارق بین الحق والباطل ہون بلکہ اعلے درجہ کا فارق ہون - اور میری مثال ایسی ہی جیسے چھلنی کہ جسطرح چھلنی بھوسی کو الگ کر دیتی ہی اور آٹے کیساتھ جانے سے روکدیتی ہی یون ہی مین حق کو باطل کی آمیزش سے روکتا ہون - اور بھوسی اور آٹے اور حق اور باطل کو بالکل جدا جدا کرتا ہون تاکہ دکھلادون کہ یہ جسم اور صورت ہی اور یہ روح اور حقیقت اور میری مثال ہی جیسے ترازو کہ مین محقر اور سبک عند اللہ کو گران قدر اور موقر عند اللہ سے ممتاز کرتا ہون پس چونکہ ہر چیز کو اپنی موافق کی طرف میل ہوتا ہی اور مخالف سے نفرت چنانچہ بچھڑے کو وہی خدا سمجھتا ہی جو خود بھی بچھڑے کیطرح حیوان اور بے عقل ہو اور گدھے کو اوسکا خریدار ہی خوب سمجھتا ہی یون ہی ہر سامان کو وہی خوب پہچانتا ہی جو اُس سے مناسبت رکھتا ہو اور جسکے وہ لایق ہو اسلئے انکا مجھ سے متنفر ہونا لازم ہے - کیونکہ مین تو گائے نہین کہ بچھڑا میرا طالب ہو اور مین خار نہین کہ مجھے اونٹ چرے یعنی مین معاندین کفار کا مناسب نہین کہ وہ میری طرف راغب ہون وہ نااہل سمجھتا ہی کہ مین نے اس سے کشیدہ ہو کر اسے نقصان پہونچایا مگر یہ غلط ہی اس سے میرا کچھ نقصان نہین ہوا بلکہ ایک قسم کا فائدہ یہ ہوا کہ اُسنے میرے آئینہ کمال کو جو کسیقدر مکدر اور مخفی تھا اور جلا دیدی اور اسکو اور روشن کر دیا - چنانچہ بیشتر بھی اسکی وجہ گذر چکی ہی اور حکایت آئندہ سے بھی معلوم ہوگی -

شرح شبیری

ناصح کا نصیحت سے باز رہنا -

آن الخ - یعنی اوس مسلمان شخص نے اُس بیوقوف کو چھوڑ دیا اور زیر لب لاحول کہتے ہوئے اپنا رستہ لیا -
گفت چون الخ - یعنی ناصح بولا کہ جب کوشش سے اور نصیحت سے اور لڑائی سے اوسکے دلمین بدگمانی زیادہ ہوتی ہی
پس الخ - یعنی پس راستہ پند و نصیحت کا بند ہو گیا اور اعرض عنہم کا حکم پیوستہ ہو گیا - مطلب یہ کہ جب اوسنے دیکھا کہ میری اسقدر کوشش سے اسکو یہ گمان ہوتا ہی کہ اسکی کوئی خاص غرض اسمین ہی تو اب چاہیے کہ نصیحت و پند کو بند کرین اور اعراض کرین کہ بالکل بے سود ہی بلکہ مضر ہی -

آن مسلمان ترک آن ابلہ گرفت　　زیر لب لاحول گویان راہ رفت
گفت چون از جد و پندو وز جدال　　در درون او فزاید این خیال
پس رہ پند و نصیحت بستہ شد　　امر اعرض عنہم پیوستہ شد

چون الخ - یعنی جبکہ دوا سے تیرا مرض بڑہتا ہی پس قصہ کو طالب سے کہو اور سورہ عبس پڑھ لو - مطلب یہ کہ جب معلوم ہو جاوے کہ پند و نصیحت سے او رضرر ہوتا ہی تو چاہیے کہ ایسے شخص کو نصیحت ہی نکرے بلکہ ایسے کو نصیحت کرنا چاہیے جو کہ اوسکے لائق اور اسکا اہل ہو اور جسکو نافع ہو اور دیکھو سورہ عبس پڑہو تو معلوم ہو کہ قرآن شریف مین بھی یہی حکم ہی کہ طالب کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہی اب آگے سورہ عبس کے معنی بیان فرماتے ہین کہ -

چونکہ الخ - یعنی جبکہ اعمی حق کا طالب (ہوکر) آیا ہی تو اوسکے فقر کیوجہ سے اوسکو سینہ زخمی نہ کرنا چاہیے -

تو حریصی الخ - یعنی آپ بڑے لوگونکی ہدایت کے حریص ہین تاکہ لوگ سردارونسے علم سیکھین -

احمد اودیدی الخ - یعنی اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپنے یہ دیکھا کہ بڑے لوگونمین سے ایک قوم (حق کو) سننے والی ہوگئی تو آپ خوش ہوگئے کہ شاید کہ -

این الخ - یعنی یہ رئیس خوب دین کے یار ہو جاوین کہ یہ لوگ عرب کے اور حبشہ کے سردار ہین تو -

بگذرد الخ - یعنی یہ آوازہ دین کا بصرہ اور تبوک سے بھی بڑھ جاویگا اسلئے کہ لوگ بڑے آدمیونکے دین پر ہوتے ہین - مطلب یہ کہ ارشاد حق ہی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپنے جو دیکھا کہ کچھ رئیس لوگ دین کی طرف متوجہ ہوئے ہین تو آپکو یہ خیال ہوا کہ شاید یہ لوگ معتقد ہو جاوین تو اسسے دین کو ترقی ہوگی اسلئے کہ الناس علی دین الملوک مسلم ہی لہذا اگر یہ لوگ مسلمان ہوگئے تو پھر اور لوگ بھی مسلمان ہو جاوینگے - شاید کہ آپکو یہ خیال ہوا ہی -

زین الخ - یعنی اسی سبب سے آپنے ایک اندھے ہدایت پانیوالے سے روگردانی کی اور آپ تنگ آئے -

کاندرین الخ یعنی اس موقعہ کا تو اس فرصت مین کم اتفاق پڑتا ہی اور تو تو یارون مین سے تھا اور تیرا وقت تو فراخ ہی -

مزدحم الخ - یعنی تنگ وقت مین مجھ پر تو نے اژدحام کیا اور مین یہ نصیحت کی وجہ سے کہہ رہا ہون غصہ اور لڑائی کی وجہ سے نہین کہتا - مطلب کہ آپکو چونکہ وہ خیال ہوا تھا اسلئے آپنے اس اندھے سے روگردانی کی اور آپنے فرمایا کہ یہ موقعہ کہ یہ لوگ حق کو سنین بہت ہی کم ملتا ہی اور وہ تو ہر وقت کے پاس کے رہنے والے تھے اور وقت بھی فراخ ملتا تھا اسلئے اور کسی وقت مین پوچھ لیتے - قصہ یہ ہوا تھا کہ ایک مرتبہ رؤسا مکہ نے حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم حق بات کے سننے کو تو حاضر ہین مگر ان غربا و مساکین مین ہم نہین بیٹھ سکتے کیونکہ یہ لوگ سر پر چڑھ جاوینگے اگر آپ کوئی وقت تنہائی کا نکال کر ہمکو نصائح فرما دین تو ہم راضی ہین چونکہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اسبات کا بہت ہی شوق تھا کہ لوگونکو ہدایت ہو جسطرح بھی ہو اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی اسبات کو قبول فرما لیا تھا کہ ایک روز کچھ شرفا اور رؤسا اوسی طرح تنہائی مین بیٹھے تھے اور اوسوقت حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ مین سے کوئی نہ تہا - ایک صحابی حضرت ابن ام مکتوم نابینا تھے اونکو اسکی خبر نہ تھی کہ اسوقت کس قسم کی مجلس ہی اسلئے وہ کچھ دریافت کرتے ہوئے حاضر ہوگئے تو حضور کو ناگوار ہوا اور اسپر سورہ عبس نازل ہوئی تھی جسکا یہی مضمون تھا کہ آپکو کیا خبر ہی ممکن ہی کہ اللہ کے نزدیک یہ اندھے ہی بہتر ہون اور انہیں کی قسمت مین ہدایت لکھی ہو - اسکو مولانا اپنے الفاظ مین بیان فرما رہے ہین -

احمدا نزد الخ - یعنی اے احمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نزدیک یہ ایک اندھے سیکڑون بادشاہون اور وزیرون سے بہتر ہے -

یاد الخ - یعنی الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ خیر ہن خیر و شر ہن شرٌ کو یاد کرو کہ ایک معدن لاکھون سے زیادہ

ہوتی ہی اسلئے کہ اگرچہ روپیہ ویسے کتنا ہی ہو مگر پھر بھی ایک روز ختم ہو جاویگا - اور معدن تو ختم ہی نہو گا - اسلئے کہ جو کم ہوا وہی پھر پیدا ہو گیا - تو یہ حضرت ابن ام مکتوم تو معدن ہدایت ہین اسلئے اون کو الگ نہ کرنا چاہیے -

معدن الخ - یعنی ایک معدن لعل وعقیق کا پوشیدہ تانبے کی لاکھون کانون سے بہتر ہی اسی طرح یہ ایک بھی ان سب سے بہتر ہین

احمدا اینجا الخ - یعنی اے احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسجگہ مال کچھ فائدہ مند نہین ہی سینہ عشق اور درد اور دیہ وین سے پر ہونا چاہیے جسکو یہ حاصل ہی اوسکو سب کچھ حاصل ہی اور جس کو یہ حاصل نہین اوسکی اس درگاہ مین پوچھ بھی نہین

اعمی الخ - یعنی روشندل اندہا در مند آیا ہی تو اوسکو نصیحت کرکہ جسکا حق نصیحت ہی -

گردوسہ الخ - یعنی اگر دو تین بیوقوف آپکے صدق کے منکر بھی ہو گئے تو آپ کب تلخ ہو سکتے ہین - جبکہ آپ قند کی کان ہین - مطلب یہ کہ ان بیوقوفون کے انکار سے اور تکذیب سے خدا نکردہ آپ کو کیا ضرر ہو سکتا ہی - اگر نہین مانتے تو مارے جہاڑو جو حق کو قبول کرے آپ اوسکو ہدایت فرمائیے -

گردوسہ احمق الخ - یعنی اگر دو تین احمقون نے تجہپر تہمت رکھہ بھی دی تو تمہارے لئے تو حق تعالیٰ گواہی دیتے ہین - کہ آپ سچے ہین پھر آپ کو کیا غم ہی جب حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ارشاد ہوا تو اب حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول روایت بالمعنی کے طور پر نقل فرماتے ہین کہ -

گفت الخ - یعنی حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمام عالم کے اقرار سے فارغ ہون - اور جبکہ حق گواہ ہو تو مجکو کیا غم ہی لہذا اگر اب میری تصدیق تمام دنیا مین کوئی بھی نکرے تب بھی مجھے غم نہین اسلئے کہ میلان تو مناسبت سے ہوتا ہی اور یہ قاعدہ ہی کہ الجنس یمیل الی الجنس تو اگر میلان ناقصین کا ہو گا تو ہمسے تو شبہ ہوتا ہی کہ شاید کوئی نقص ہی تب تو ناقصین کا میلان ہی ورنہ کامل کو ان لوگون سے کیا واسطہ اور اسی لئے ہمارے حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی بزرگ کے یہان امرا کا جھگھٹ زیادہ ہو تو سمجھ لو کہ پیر صاحب کے اندر بھی دنیا بھری ہوئی ہی ورنہ پھر امرا کا میلان کیون ہی - اور جسکی طرف غربا زیادہ مائل ہون اوسکو سمجھ لو کہ کامل ہی اور نائب رسول ہی آگے اسکی مثالین فرماتے ہین کہ -

گر خفاشے الخ - یعنی اگر کوئی خفاش خورشید سے غذا (یعنے نور) حاصل کرے تو یہ اوسکی دلیل ہی کہ وہ خورشید نہین ہی اسلئے کہ

نفرت الخ - یعنی خفاشونکی نفرت اسکی دلیل ہوتی ہی کہ مین خورشید تابان حضرت حق کا ہون - مطلب یہ کہ کاملون کی طرف ناقصین کا میلان دلیل ہی اس امر کی کہ اس کامل مین بھی نقص ہی اوس کے کمال کی دلیل یہی ہی کہ جو ناقص ہین وہ اوس سے متنفر ہون -

گر گلابے الخ - یعنی اگر گلاب کی طرف گوہ کا کیڑا رغبت کرے تو یہ اوسکے گلاب نہونے کی دلیل ہی -

در شود الخ - یعنی اگر کوئی کہوٹ والا خریدار کسوٹی کا ہو تو اوسکے کسوٹی ہونے مین نقصان اور شک آ گیا - مطلب یہ کہ جو شخص کہ کھوٹی چیز کو فروخت کرتا ہی اگر وہ کسی کسوٹی کو خریدنے لگے تو سمجھ لو کہ یہ کسوٹی ہی خالص نہین ہی ورنہ اگر خالص ہوتی تو یہ شخص تو اوس سے کوسون دور بھاگتا - کہ اوسکا عیب ظاہر کر دیتی - اسی طرح کسی بزرگ پر دنیاداروں کا جھگھٹ ہو تو یہ اوسکے کمال مین کمی کی دلیل ہی -

دزد شب الخ - یعنی جان لو کہ چور رات کو چاہتا ہی دن کو تو مین تو رات نہین ہون بلکہ دن ہون کہ جہان مین چمکتا ہون مطلب یہ کہ جو ناقص ہین وہ ظلمت ہی کے طالب ہوتے ہین - نہ کہ نور کے اسلئے کہ نور مین تو اون کے عیوب معلوم ہو جاوین گے - اگلے

مصرعہ میں حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقولہ نقل فرماتے ہیں کہ میں تو نور ہون یہان ظلمت کا کیا کام میرے پاس تو ناقصین ... بھی نہیں پھٹکتے۔ آگے بھی حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا قول ہی کہ۔

فارقم الخ۔ یعنی مین حق و باطل کو جدا کردینے والا ہون اور فاروق ہون چلنی کی طرح تاکہ کوڑا مجھ سے گذر نہیں سکتا۔

آردرا الخ۔ یعنی مین آٹے کو بھوسی سے الگ کردیتا ہون یہان تک کہ دکملا دیتا ہون کہ یہ نقوش ہین اور یہ جانین ہین۔ مطلب یہ کہ حق کو حق اور باطل کو باطل کر دکہاتا ہون اور کسی قسم کا التباس باقی نہیں رہتا۔

من الخ۔ یعنی مین جہان مین حق تعالیٰ کی ترازو کی طرح ہون کہ ہر ہلکے کو گران سے متمیز کردیتا ہون۔

گاؤ الخ۔ یعنی بیل کو کوئی بچھڑا ہی خدا جانے گا کہ ایک گدہا خریدار ہی اور اوسکے مناسب ہی سودا ہی۔

من نہ گاوم الخ۔ یعنی مین بیل تو ہون نہیں جو کوئی گوسالہ مجھے خریدے اور مین کانٹا تو نہیں ہون کہ کوئی اونٹ مجھے چرے مطلب یہ کہ مین ناقص تو نہیں ہون کہ جو ان ناقصین کا میلان مجھ ہی طرف ہو۔

او گمان الخ۔ یعنی وہ (ناقص) تو گمان رکہتا ہی کہ مجھپر اوسنے ظلم کیا بلکہ میرے آئینہ سے گرد کو صاف کردیا۔ مطلب یہ کہ تکذیب سے لوگون کو یہ گمان ہوتا ہی کہ ہم نے ان کو خوب دق کیا اور ان کی خوب تکذیب کی اور اوسکو یہ خبر نہیں کہ اس سے اور بھی صفائی قلب ہوئی اور درجات مین اور بھی ترقی ہوگئی۔ تو معلوم ہوگیا۔ کہ ہر چیز کا میلان دوسری طرف اوسی وقت ہوتا ہی جبکہ اوس دوسری مین بھی کوئی ایسی بات ہو کہ جو اوس پہلی کے مناسب ہو اگر وہ پہلی سے ناقص ہی تو اس دوسری مین بھی نقص کا گمان ہے اور اگر وہ کامل ہی تو اسمین بھی گمان کمال ہی آگے اسکے متعلق ایک حکایت لاتے ہین کہ ایک مرتبہ جالینوس جارہا تھا تو ایک دیوانہ نے آکر ان سے خوب ہی چاپلوسی کی باتین کین۔ اور بہت ہی محبت سے پیش آیا تو جالینوس راستہ ہی سے واپس ہوا اور ایک شاگرد سے بولا کہ فلان معجون لے آؤ کہ مین کہاؤنگا اوسنے عرض کیا کہ حضرت وہ تو جنون کے لیے ہی تو فرمایا کہ مجھسے فلان مجنون نے محبت کا برتاؤ کیا جس سے شبہ مجھے بھی یہ ہوا کہ شاید میرے اندر بھی کوئی شائبہ جنون کا ہی ورنہ اسکو مجھ سے کیا تعلق۔ اور یہ کیون میرے پاس آتا۔ اب حکایت سنو۔

شرح حبیبی

تملق کردن دیوانہ با جالینوس و ترسیدن جالینوس از وے

گفت جالینوس با اصحاب خود ... مر مرا تا آن فلان دارو دہد
پس بدو گفت آن یکے کاے ذوفنون ... این دوا خواہند از بہر جنون
دور از عقل تو این دیگر مگو ... گفت در من کرد یک دیوانہ رو
ساعتے در روے من خوش بنگرید ... چشمکم زد آستینے بر درید
گرنہ جنسیت بدے در من ازو ... کے رخ آوردے بمن آن زشت رو
گر ندیدے جنس خود کے آمدے ... کے بغیر جنس خود را بر زدے
چون دو کس برہم زند بے ہیچ شک ... درمیان شان ہست قدر مشترک

کے پرد مرغے بجز باجنس خود | صحبت ناجنس گورست و لحد

سبب پریدن و چریدن مرغے با مرغے دیگر کہ جنس او بود

آن حکیمے گفت دیدم در تگے | در بیابان زاغ را با لکلگے
در عجب ماندم بجستم حال شان | تا چہ قدر مشترک یابم نشان
چون شدم نزدیک تر حیران دو نگ | خود بدیدم ہر دو آن بود ند لنگ

اب تم ایک حکایت سنو جس سے تائید ہو اس امر کی کہ ہر شئے کا میلان اپنے مناسب ہی کی طرف ہوتا ہے۔ جالینوس نے اپنے کسی آدمی سے کہا کہ مجھے فلان دوا دیدو۔ اسنے عرض کیا کہ آپ تو ہر فن مین کامل ہین یہ دوا تو جنون کے لیے ہے خدا آپ کی عقل کو اس مرض سے محفوظ رکھے آپ ایسی بات پھر نہ فرمائیے۔ اسمین علاوہ بدفالی کے لوگون کے لئے غلط فہمی بھی ہے اوسنے کہا اصل بات یہ ہے کہ ایک دیوانہ میری طرف متوجہ ہوا۔ اور تھوڑی دیر تک مجھے خوب دیکھا۔ اور میری طرف آنکھین مٹکاتا رہا۔ اور لپٹ کر میری آستین پھاڑ ڈالی۔ اسلئے مین سمجھتا ہون کہ مجھمین بھی کچھ شائبۂ جنون ضرور ہے۔ اگر مجھمین اُس سے مجالست نہوتی تو وہ منحوس میری طرف کیون متوجہ ہوتا۔ اور اگر مجھے اپنا سا نہ دیکھتا تو میری طرف کب آتا۔ اور اپنے غیر جنس سے کیسے بھڑتا اسلئے کہ یہ قاعدہ ہے کہ جب دو شخص ایک دوسرے سے میل کرین تو ضرور اونمین کوئی قدر مشترک مخصوص ہوگی جو ان مین اور اورون مین نہین ہے جنسے وہ میل نہین کرتے کیونکہ ہر جانور اپنی ہی جنس کیساتھ اُڑتا ہے غیر جنس کیساتھ نہین اُڑتا۔ اور وجہ یہ ہے کہ ناجنس کی صحبت سخت ناگوار ہوتی ہے اور اوسکے ساتھ رہنا مثل قبر مین رہنے کے سمجھا جاتا ہے اسی اصول کی بنا پر ایک حکیم نے کہا ہے کہ مین نے جنگل مین کوّے کو لقلق کیساتھ چلتے دیکھا یہ دیکھکر مجھے نہایت حیرت ہوئی اور مین نے اون کی حالت دریافت کرنی چاہی کہ ان دونون مین کیا چیز قدر مشترک ہے جسکے باعث ان دونون مین میل ہے۔ جب مین اس تحیر کی حالت مین اونکے پاس گیا تو مین نے دیکھا کہ دونون لنگڑے ہین۔

شرح شبیری

ایک پاگل کا جالینوس سے تملق کرنا اور جالینوس کا اُس سے ڈرنا۔

گفت الخ۔ یعنی جالینوس نے اپنے شاگردون سے کہا کہ مجھے وہ فلان دوا دو۔

پس الخ۔ یعنی پس اون مین سے ایک نے اوس سے کہا کہ اے ذوفنون اس دوا کو تو جنون کے واسطے لیا کرتے ہین۔

دور از الخ۔ یعنی آپ کی عقل سے دور آپ ایسی بات مت کہیے تو جالینوس نے کہا کہ مجھے ایک دیوانہ نے دیکھا۔

ساعتے الخ یعنی ایک گھڑی مجھے خوب دیکھا اور میری طرف چشمک ماری اور میری آستین کھینچکر پھاڑ دی۔ غرضکہ بہت ہی دوستانہ تعلقات معلوم ہوتے تھے۔

گرنہ الخ۔ یعنی اگر میرے اندر اوسکی جنسیت نہ ہوتی تو وہ زشت رو میری طرف رُخ کیون کرتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرے اندر بھی شائبۂ جنون کا آگیا ہے۔

اگر نه الخ - یعنی اگر وہ اپنی جنس کو نہ دیکھتا تو کب آتا اور بغیر جنس کے اپنے کو کب مارتا - یعنی اگر مین اوسکا ہمجنس نہ ہوتا تو وہ میری طرف کیون توجہ کرتا - لہذا معلوم ہوگیا کہ میرے اندر بھی ایک شائبہ جنون ہے اسلئے جنون کی دوا کہاتا ہون آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

چون الخ - یعنی جب دو شخص آپس مین ملین تو بے کسی قسم کے شک کے جان لو کہ اون کے درمیان کوئی قدر مشترک ہے - نہ جسکی وجہ سے ایک کو دوسرے کیطرف میلان ہے -

کے پرد الخ - یعنی کوئی جانور بجز اپنے ہم جنس کے کب اڑیگا اسلئے کہ صحبت ناجنس کی تو گور اور لحد ہے - لہذا اگر کسی جگہ ایسا دیکھا جاوے کہ دو غیر جنس آپس مین مل رہے ہے تو سمجھ لو کہ اون دونون مین کوئی نہ کوئی قدر مشترک ضرور ہے جیسا کہ حکایت ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص نے ایک کوے کو ایک لقلق کیساتھ دیکھا تو تعجب ہوا کہ یہ دونون غیر جنس ہو کر کسطرح ساتھ مین غور کرنے سے معلوم ہوا کہ دونون لنگڑے ہین اور دونون مین یہ ایک ایسی بات تھی کہ جسکی وجہ سے وہ دونون قریب الجنس ہو کر آپس مین مل رہے تھے اب حکایت سنو -

ایک جانور کا اپنے غیر جنس کیساتھ اڑنے اور رہنے کا سبب -

آن الخ - یعنی ایک حکیم نے کہا کہ مین نے بیابان مین ایک کوے کو ایک لقلق کیساتھ پھرتے دیکھا -

در عجب الخ - یعنی مین تعجب مین رہگیا اور اون کے حال کی جستجو کی تاکہ مین کسی قدر مشترک کو نشانی پاؤن -

چون الخ - یعنی جب مین حیران اور دنگ اون کے قریب پہونچا تو مین نے خود دیکھا کہ وہ دونون لنگڑے تھے - لہذا معلوم ہوگیا کہ اون دونون مین یہ قدر مشترک ہے اور اسوجہ سے آپس مین محاذیت ہے اب آگے رجوع ہے مضمون بالا کیطرف اوپر فرمایا تھا کہ ہر شئے اپنے ہمجنس کیطرف منجذب ہوتی ہے اور اگر کسی جگہ کسی ناقص کو کامل کیطرف میلان دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کامل مین بھی نقص ہے اور اسکی بہت سی مثالین دی تھین اب اس سے ترقی کر کے فرماتے ہین کہ -

شرح حبیبی

خاصه شهبازی که او عرشی بود ۔ بایکی جغدی که او فرشی بود
آن یکی خورشید علیین بود ۔ وین دگر خفاش کز سجین بود
آن یکی نوری ز هر عیبی بری ۔ وان دگر کوری گدای هر دری
وان یکی ماهی که بر پروین زند ۔ وان یکی کرمی که بر سرگین تند
آن یکی یوسف رخی عیسی نفس ۔ وین دگر گرگی و یا خر با جرس
آن یکی پران شده در لامکان ۔ وین یکی در کاهدان همچون سگان
آن یکی سلطان عالی مرتبت ۔ وین یکی در گلخنی در تعزیت
آن یکی خلقی ز اکرامش خجل ۔ وین دگر از بینوائی منفعل
آن یکی سرور شده از اهل زبان ۔ وین دگر در خاک و خواری بینهان

بلبلان را جائے می زیبد چمن — مر جُعل را در چمن خوشتر وطن
بازبان معنوی گل با جعل — این ہمین گوید کہ اے گندہ بغل
گر گریزانی زگلشن بیگمان — ہست آن نفرت کمال گلستان
غیرتِ من بر سر تو دور باش — میزند کائے خس ازین در دور باش
در بیامیزی تو بامن اے دنی — این گمان آید کہ از کان منی
گر در آمیزی زنقصانِ من است — زانکہ پندارند کوزانِ من است
گر در آمیزد دمن آن زہرناک — موش و در یا با شد و ماہی و خاک
حق مرا چون از پلیدی پاک داشت — چون سزد بر من پلیدی را گماشت
یک رگم زیشان بُد و آنرا برید — درمن آن بدرگ کجا خواہد رسید
یک نشان آدم آن بُد در ازل — کہ ملائک سر نہندش از محل
یک نشان دیگر آن کہ آن بلیس — ننہدش سر کہ منم شاہ و رئیس
پس اگر ابلیس ہم ساجد شُدے — او نبودے آدم او غیرے بُدے
ہم سجود ہر ملک میزان اوست — ہم جحودِ آن عدو برہان اوست
ہم گواہِ اوست اقرارِ ملک — ہم گواہِ اوست کفرانِ سگک
این سخن پایان ندارد باز گرد — تاچہ کرد آن خرس با آن شیرمرد

یعنی حبیب اایک کو القلق کیساتھ بدون امر مشترک کے نہین چل سکتا تو ایک شہباز جو کہ عرش کیساتھ تعلق رکہتا ہی اور قدرالعرش المجید کے مخصوصین مین سے ہو (یعنی نبی) ایک اتو (محجوب) کیساتھ کیونکر تعلق رکہیگا جو سراسر عالم ناسوت مین منہمک ہو - کیونکہ ان دونون مین بُعد المشرقین ہو - ایک جنت کے درجات عالیہ کا آفتاب ہو دوسرا دوزخ کے طبقہ سفلی کا خفاش ہو اور ایک تو سراپا نور ہو جو کہ ہر عیب سے منزہ ہو اور دوسرا بالکل اندہا اور ہر گہر کا گدا ہو - ایک ماہتاب ہو جو کہ پروین پر غالب ہو - اور دوسرا کیڑا ہو جو کہ گوبر سے تعلق رکہتا ہو - ایک تو جمال معنوی سے یوسف رخ ہو اور دمِ احیٰی روحانیہ کیلئے عیسے نفس ہو - دوسرا ایک کیڑا یا گدہا یا گونگا ہو ایک تو عروج روحانی کے لحاظ سے اسقدر بلند پرواز ہو کہ لامکان تک اُڑتا ہو اور حق سبحانہ سے ایک خاص تعلق پیدا کرتا ہو - دوسرا کتون کی طرح دنیا کی نجاسات مین پہنسا ہوا ہو - ایک عالی مرتبہ بادشاہ ہو اور شادان و فرحان ہو دوسرا گلخن دنیا مین پڑا ہوا اپنی جان کو رو رہا ہو اور اس قابل ہو کہ اوسکی تعزیت کیجائے - ایک کی تو یہ حالت ہو کہ اوسکے انعام و اکرام سے مخلوق شرمندہ ہو - اور دوسرے کی یہ کہ اپنی بے سر و سامانی سے خود شرمندہ ہو ایک تو ایسا ہو کہ سردار دو عالم ہو اور ایک ایسا کہ خاک ذلت مین سراسر دبا ہوا ہو پس یہ دونون ایک ساتھ کیونکر ہو سکتے ہین - کیونکہ ایک تو بلبل ہو اور بلبلو نکے لئے چمن شایان ہو اور دوسرا گوہ کا کیڑا اسکے لئے بہتر مکان گہورا ہے ایک امین گل ہو اور دوسرا گوہ کا کیڑا گل گوہ کے کیڑے سے بزبان حال کہتا ہو کہ بدبودار کیڑے اگر تو گلشن سے بہاگتا ہو تو کچھ حرج نہین بلکہ یہ تیرا بہاگنا ہی گلستان کے کمال کی دلیل ہو میری غیرت تیرے سر پہ نعرہ دور باش لگاتی ہو اور کہتی ہو کہ ارے ذلیل دور ہو اگر تو مجھسے ملیگا تو اس سے خود مجہپر دہبہ لگے گا - اور

اوگ مجھے بھی تیری ہی جنس سے سمجھین گے غرض کہ تیرے ملنے مین میرا کوئی فائدہ نہین بلکہ گونہ نقصان ہی کہ لوگون کو میرے کمال مین شبہ ہوگا۔ کیونکہ وہ سمجھین گے کہ تو میرا ہمجنس ہے۔ پس اس گوہ کے کیڑے کا مجھسے ملنا ایسا ہی بے جوڑ ہی جیسے چوہا اور دریا۔ یا مچھلی اور خشکی۔ پس جسطرح چوہا دریا کی طرف مائل نہین ہوسکتا۔ اور مچھلی خشکی کیطرف راغب نہین ہو سکتی یون ہی وہ گوہ کا کیڑا محجوب بھی مجھ نبی کیطرف متوجہ نہین ہوسکتا۔ اور ہونا بھی یون ہی چاہیے۔ کیونکہ جب حق سبحانہ نے مجھے نجاسات دنیویہ سے پاک رکھا ہی تو کیسے مناسب ہی۔ کہ وہ ایک ناپاک گوہ کے کیڑے اور سگ دنیا کو مجھپر مسلط کردے کیونکہ اوسکا میلان تو نجاسات کیطرف ہی اور یہان نجاست کا نام نہین تو وہ مجھپر مسلط کیونکر ہوسکتا ہی مجھمین اگر اون کی مناسبت کا کچھ حصہ تھا بھی تو حق سبحانہ نے میرے سینہ کو شق کرکے اوسکو بھی نکال پھینکا اور میرے سینہ کو نجاست دنیویہ سے بالکل پاک صاف کردیا۔ پس اب وہ دنیا کا کتا گوہ کا کیڑا مجھ تک کیسے پہونچ سکتا ہی اور میری طرف کیسے راغب ہوسکتا ہی۔ اچھے لوگون اور کاملین کے کمال کے دو علامتین ہین۔ ایک اچھے لوگون کا میلان اور دوسرے بدون کا تنفر۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کے کمال کی ایک تو یہ علامت تھی ہی کہ فرشتے اون کے علو مرتبت کے سبب اون کے آگے سر جھکاتے تھے اور دوسری علامت یہ تھی کہ ابلیس نے انا خیر منہ کہکر سجدہ سے انکار کیا۔ پس اگر ابلیس بھی سجدہ کرلیتا تو آدم آدم نہوتے بلکہ کچھ اور ہوتے۔ کیونکہ ایک نشانی کمال کی مفقود ہوجاتی۔ پس جسطرح فرشتونکا سجدہ کرنا اون کے کمال کا معیار ہی یون ہی اوس دشمن انسان ابلیس کا انکار بھی ان کی کمال کی ایک دلیل قطعی ہی اور جسطرح فرشتون کا اقرار اون کے کمال کا شاہد ہی یون ہی اس کتے کا انکار بھی ایک گواہ ہی پس خوب ثابت ہوگیا کہ اس نااہل کی مجھ سے نفرت میرے آئینۂ کمال سے زنگ کو دور کرتی ہی۔ یہان تک بیان تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ بزبان حال فرما رہے تھے آگے مولانا فرماتے ہین کہ اسرار کی تو کوئی انتہا ہی نہین اچھا اسکو ختم کرکے اب لوٹنا چاہیئے کہ ریچھ نے اوس شیر مرد کے ساتھ کیا کیا۔

شرح شبیری

خاصہ الخ۔ یعنی خاص کر وہ شہباز جو کہ عرشی ہو اوس چغد کیساتھ کہ جو فرشی ہو۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی کامل جس کا تعلق کہ عالم غیب اور عالم بالا سے ہو ناقصین سے ملے کہ جن کا تعلق دنیا سے ہی تو یہ اور بھی تعجب کی بات ہی۔ آگے ناقصین و کاملین کی مثالین فرماتے ہین کہ

آن یکے الخ۔ یعنی ایک تو عالم بالا کا خورشید ہو اور یہ دوسرا خفاش سجین سے ہو۔

آن یکے الخ ۔ یعنی ایک تو نور ہی اور ہر عیب سے بری ہی اور وہ دوسرا اندھا اور ہر دروازہ کا فقیر ہی۔

آن یکے الخ۔ یعنی وہ ایک چاند ہی جو کہ پروین پر غالب ہوتا ہی اور وہ ایک کیڑا ہی جو کہ گوبر مین تنتا ہی۔

آن یکے الخ۔ یعنی وہ ایک تو یوسف رخ اور عیسے نفس ہی اور یہ دوسرا گرگ ہی یا گدھا ہی یا گونگا ہی۔

آن یکے الخ۔ یعنی وہ ایک تو لامکان مین اڑ رہا ہی اور وہ ایک کوڑی مین کتون کیطرح (ذلیل) ہی۔

آن یکے الخ۔ یعنی وہ ایک تو بادشاہ عالی مرتبہ ہی اور وہ ایک بھاڑ مین غم مین مبتلا ہی۔

آن یکے الخ۔ یعنی وہ ایک تو کہ اوسکی بخشش کی ایک خلق شرمندہ ہی اور یہ دوسرا انفعالی کی وجہ سے منفعل ہورہا ہی

آن یکے الخ - یعنی وہ ایک تو اہل زبان مین سے سردار ہی اور یہ دوسرا خاک و خواری مین نہان ہی -
بلبلان را الخ - یعنی بلبلون کی جگہ تو چمن زیب دیتی ہی اور گوہ کے کیڑے کا گوہ ہی مین عمدہ وطن ہی -
باز بانِ الخ - یعنی پھول گوہ کے کیڑے سے زبان حال سے کہتا ہی کہ اے گندہ بغل -
گر گریزانی الخ - یعنی اگر تو گلشن سے گریزان ہی تو بے شک یہ نفرت گلستان کا کمال ہی -
غیرت من الخ - یعنی میری غیرت تیرے سر پر دور باش (کا ڈنکا) بجا رہی ہی کہ اے کمینہ اس دروازہ سے دور ہو -
ور بیامیزے الخ - یعنی اے کمینے اگر تو میری ساتھ ملے تو یہ گمان ہو کہ تو میری جنس سے ہی - (حالانکہ ایسا نہین ہی)
گر در الخ - یعنی اگر وہ ملے تو یہ میرا نقصان ہی اسلئے کہ لوگ جانین گے کہ یہ میری جنس سے ہی -
گر در آمیزد الخ - یعنی اگر وہ زہرناک مجھمین ملے تو چوہا اور دریا اور مچھلی اور خشکی کی طرح بے جوڑ ہو -
حق مرا الخ - یعنی حق تعالی نے جب مجھے پلیدی سے پاک رکھا تو کسطرح لائق ہی مجھسے کسی پلید کو مقرر کرنا - مطلب ان اشعار کا یہ ہی کہ ناقص اور کامل مین تو کوئی مناسبت ہی نہین ہی - بلکہ اگر کسی جگہ پر کوئی ناقص کامل کیطرف جاوے تو اس سے تو شبہ یہ ہوتا ہی کہ وہ کامل ہی نہین جب تو اوسکی طرف ناقص کا میلان ہو رہا ہی - اور اسکی یہ سب مثالین دی ہین کہ کامل کی تو ایسی مثال ہی کہ جیسے ایک شہباز ہو یا خورشید یا نور یا چاند یا یوسف رخ وغیرہ اور ناقص کی ایسی مثال ہی کہ جیسے جغد یا خفاش یا اندھا یا کرم سرگین یا گدہا وغیرہ اور جیسے کہ کامل کی شناخت اوسکے کمالات ہین اسی طرح کامل کے کمال کی ایک یہ بھی شناخت ہی کہ اوس سے معاندین اور ناقصین کو نفرت ہو اور اوسکی صورت سے بیزار ہون - تو دیکھو کہ ان اشیا مین مناسبت نہونیکی وجہہ سے باہم تجاذب نہین ہوتا اسی طرح کاملین و ناقصین مین بھی بہ سبب عدم تناسب کے تجاذب مابین نہین ہوتا - آگے مقولہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرماتے ہین کہ -
یک رگم الخ - یعنی میرے اندر اون کی ایک رگ بھی حق تعالی نے اوسکو بھی کاٹ دیا تو اب میرے اندر وہ بد رگ کمان ہو پچ سکتا ہی - مطلب یہ کہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اون ناقصین کا ایک اثر مجھمین تھا لیکن حق تعالے نے اوسکو بھی میرے اندر سے نکال دیا ہی تو اب مجھپر کسی بدرگ کا قابو نہین چل سکتا - اسمین یا تو اشارہ ہی اوس حدیث کی طرف جسمین کہ ارشاد ہی کہ حق تعالی نے میری مدد فرمائی اور میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہی تب تو یہ مطلب ہو گا کہ ان کفار وغیرہ مین اور مجھمین ایک قدر مشترک یہ بھی تھی اون کا بھی ایک شیطان تھا اور ایک میرا بھی لیکن حق تعالی کی مدد سے وہ بھی مسلمان ہو گیا - لہذا وہ بات بھی نہ رہی اور اب تو کسی قسم کی بھی مناسبت مابین باقی نہین رہی اور یا اوس حدیث کی طرف اشارہ ہو جس مین کہ ارشاد ہی کہ جب شق صدر ہوا ہی تو فرشتون نے ایک پھٹکی خون کی نکالی اور کہا کہ آپکے اندر اتنا حصہ شیطان کا تھا یعنی اتنا اثر آپ مین بشریت کا تھا تو اب مطلب یہ ہو گا کہ اون امور بشریہ مین جو اس خون کی پھٹکی کے متعلق تھے اون لوگون سے مناسبت تھی اور آپس مین یہ قدر مشترک تھی - لہذا اب اوسکو بھی حق تعالی نے نکال دیا لہذا اب کوئی کسی قسم کی مناسبت باقی ہی نہین ہی اسلئے کفار کا انکار کرنا بھی دلیل کمال ہی حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی آگے اسکی ایک نظیر بیان فرماتے ہین کہ -
یک نشان الخ - یعنی آدم علیہ السلام کے (کمال) کی ازل سے ایک نشانی تو یہ تھی کہ اون کے مرتبہ کیوجہ سے ملائک سجدہ کرینگے -

یک نشان آدم آن بود از ازل +
کہ ملائک سر بنہندش از محل +

ایک نشان الخ۔ یعنی ایک نشانی دوسری وہ کہ وہ ابلیس لعین اون کے آگے سر نہ رکھے گا کہ مین تو شاہ اور رئیس ہون مطلب یہ کہ ایک نشانی اون کے کمال کی مسجود ملائکہ ہونا تو ہی ہی ایک دوسری نشانی یہ ہی کہ ابلیس اونکا انکار کریگا اور وہ اُن کے سجدہ سے باز رہے گا تو یہ بھی اون کے کامل ہونیکی دلیل ہی آگے اسکی وجہہ فرماتے ہین کہ۔

پس اگر الخ۔ یعنی پس اگر ابلیس ساجد ہوجاتا تو وہ آدم نہوتے کوئی اور ہوتے اسلئے کہ اگر وہ بھی سجدہ کرلیتا تو معلوم ہوتا کہ آپسمین کوئی مناسبت ہی کہ جسکی وجہہ سے یہ ان کی طرف جھکا اور اب معلوم ہوگیا کہ چونکہ انتہار کمال کو پہونچے ہوئے تھے اسلئے اوس مردود ازلی نے اون کو سجدہ کرنے سے کنارہ کشی کی کہ آپسمین کوئی مناسبت ہی نہ تھی۔

ہم سجود الخ۔ یعنی ہر فرشتہ کا سجدہ کرنا بھی اون (کے کمال) کا معیار ہی اور اس دشمن کا انکار کرنا بھی (اون کے کمال کی) دلیل ہی۔

ہم گواہ الخ۔ یعنی فرشتونکا اقرار کرنا بھی اونکا گواہ ہی اور اوس پلے کا کفران بھی اون کا گواہ ہی غرضیکہ معلوم ہوگیا کہ کوئی شئے غیر جنس سے نہین ملتی بلکہ جب دو چیزون مین تجاذب ہوگا تو ضرور ہی کہ اون مین کوئی قدر مشترک ہوگی لہذا اوس شخص نے جو ریچھ کو نہ چھوڑا معلوم ہوتا ہی کہ اون دونون مین آپسمین کوئی ضرور مناسبت تھی کہ اوس شخص مین بھی بہیمیت اور سبعیت آگئی تھی ورنہ اس انجذاب کے کیا معنی آگے فرماتے ہین کہ۔

این سخن الخ۔ یعنی یہ بات تو انتہا نہین رکھتی لہذا لوٹو کہ اوس ریچھ نے اوس شیر مرد کی ساتھ کیا کیا۔ اب یہانسے پھر اوس ریچھ کے قصہ کی طرف رجوع ہی۔

شرح حبیبی

تتمہ قصہ آن مرد مغرور بر وفاے خرس

شخص خفت و خرس می راندش مگس — وز ستیزا آمد مگس زو باز پس

چند بارش راند از روے جوان — آن مگس پس باز می آمد دوان

خشمگین شد با مگس خرس و برفت — برگرفت از کوہ سنگے سخت زفت

سنگ آورد و مگس را دید باز — بر رخ خفتہ گرفتہ جاے ساز

برگرفت آن آسیا سنگ و بزد — بر مگس تا آن مگس واپس خزد

سنگ روے خفتہ را خشخاش کرد — وین مثل بر جملہ عالم فاش کرد

مہر ابلہ مہر خرس آمد یقین — کین او مہرست مہر او ست کین

عہد او سست ست و ویران و ضعیف — گفت او زفت و وفاے او نحیف

گر خورد سوگند ہم باور مکن — بشکند سوگند مرد کژ سخن

چونکہ بے سوگند گفتش بد دروغ — تو میفت از مکر و سوگندش بدوغ

نفس او میر است و عقل او اسیر — صد ہزاران مصحفش خود خوردہ گیر

چونکہ بے سوگند پیمان بشکند	گر خورد سوگند او بد تر کند
زانکہ نفس آشفتہ تر گردد ازان	کہ کنی بندش بزنجیر گران
چون اسیرے بند بر حاکم نهد	حاکم آنرا بر درد بیرون جهد
بر سرش کوبد ز خشم آن بند را	میزند بر روئے او سوگند را
تو ز اوفوا بالعقودش دست شو	احفظوا ایمانکم با او مگو
هرکہ او گوید بہ نزد ما دروغ	در نگیر و گفت سوگندش فروغ
وانکہ داند عهد باکہ می کند	تن کند چون تار گرد او تند
وانکہ حق را ساخت در پیمان سند	تن کند چون بند و گرد او تند

الغرض وہ شخص سوگیا اور ریچھ اوسکی مکھیان اڑانے لگا۔ جون جون وہ اُڑاتا تھا اسی طرح مکھیان ضد سے لوٹ لوٹ آتی تھین کئی دفعہ اوسنے اُس جوان کے منہ پر سے مکھیان اڑائین لیکن ہر بار وہ مکھیون لوٹ لوٹ آئین ریچھ کو مکھیان پر غصہ آیا۔ لہذا گیا اور پہاڑ مین سے ایک بڑا پتھر لیا جب پتھر لایا پھر مکھیون کو دیکھا کہ سونے والے کے منہ پر بیٹھی ہوئی ہین تو اوس نے اوس چکی کے پاٹ جیسے پتھر کو لیا اور مکھیون کے مارا کہ یہ واپس لوٹ جاویں اور پھر نہ آئین اوس پتھر نے سونے والے کے سر کو چکنا چور کر دیا۔ اور یہ مثل عالم مین مشہور ہوگئی کہ نادان کی دوستی ریچھ کی دوستی ہو اس سے تمکو سمجھنا چاہیے کہ نادان کی دوستی جو نادانی سے ہو فی الحقیقت دشمنی ہو۔ اور دشمنی جو نادانی سے ہو دوستی ہو اور یاد رکھ کہ وہ جو عہد کرتا ہو وہ کمزور اور تباہ و ضعیف ہو۔ باتین اوسکی بہت بڑی بڑی ہین مگر وفا کمزور ہو۔ پس اگر وہ قسم بھی کھائے تو اعتبار نکرنا اسلیے کہ جو آدمی اینڈی بینڈی باتین کرتا ہو اوسکو قسم کا توڑ دینا کچھ دشوار نہین جبکہ بلا قسم کے جھوٹ بولتا ہو تو تم اوسکے مکر اور قسم سے فریب مین نہ آنا بات یہ ہو کہ وہ تابع نفس ہو اور نفس اسکا حاکم اور اوسکی عقل اوسکی مقید ہو وہ سیکڑون قرآن کھا کر بھی ڈکار نہین لیتا۔ پس جو شخص بلا قسم کے عہد کو توڑ ڈالتا ہو وہ بہت برا کرتا ہو جو قسم کھاتا ہو۔ وجہہ یہ ہو کہ یہ نفس کو جکڑنا چاہتا ہو۔ اور نفس کو اس سے اور ہیجان ہوگا۔ کہ وہ اوسکو بھاری زنجیرون مین باندھتا ہو کیونکہ وہ اسکا حاکم ہو اور یہ اوسکا مقید اور جب کوئی قیدی حاکم کو باندھتا اور اوسکو پابند کرنا چاہتا ہو تو حاکم اس بندکو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا ہو اور خود باہر نکل آتا ہو اور غصہ سے اس بند کو اوسکے منہ پر مارتا ہو پس وہ نفس بھی اس قسم کو اوسکے منہ پر ماریگا یہ اوسکو بوجہ اپنی مغلوبی کے روک نہ سکیگا۔ لہذا جب نفس غالب ہو تو ایسے اسباب پیدا نہ کرنے چاہئین جن سے اوسکو ہیجان ہو بلکہ تدبیر اور ملاطفت سے اسکو قابو مین لانا چاہیے۔ جب یہ معلوم ہوگیا کہ ایسے شخص کی قسم سے نفس کی ضد بڑھتی ہو اور وہ قسم کو ضرور توڑ ڈالتا ہو لہذا تمکو چاہیے کہ اسکی پیمان مؤکد بقسم کو سادے پیمان سے بھی زیادہ کمزور سمجھو۔ الغرض تم کو اوسکے وفائے عہد سادہ و مؤکد بقسم ہر دو سے ہاتھ دھو لینا چاہیے اور اس سے بتوقع وفا احفظوا ایمانکم نہ کہنا چاہیے کیونکہ اس سے وفائے عہد کی امید نہین۔ خلاصہ یہ کہ جو شخص ہمارے سامنے جھوٹ بولنے کا عادی ہو اسکی قسم سے اوسکی بات کو کوئی تعلق حاصل نہین ہوتا اور جو شخص جانتا ہو کہ وہ فی الحقیقت کسی کی ساتھ عہد کرتا ہو وہ حفاظت مین اپنے جسم کو تار کر دیتا ہو اور ہر طرح کی مشقتین اور روحانی کوفتین جھیلتا ہو مگر اپنے عہد کو محفوظ رکھتا ہو اور جو شخص اپنے عہد مین حق سبحانہ کو وثیقہ و دستاویز بناتا ہو اور اسکے نام سے اپنے پیمانکو منضبط کرتا ہو وہ اپنے جسم کو اُس پیمان کے چارون طرف روک

بنا دیتا ہی اور ہمہ تن اوسکی حفاظت کرتا ہی کہ مبادا جاتا نہ رہے اور کوئی بات خلاف عہد نہو جاوے شاید تم کو استبعاد ہو کہ عہد تو اوسنے انسان کے ساتھ کیا تھا یہ خدا کیساتھ عہد کیونکر ہو گیا۔ اسکا ایک جواب تو یہ ہوا کہ جب اسنے خدا کے نام کو وثیقہ بنایا تو گویا کہ خدا کو اوسنے وفائے عہد کا ضامن بنایا اور خدا کیساتھ معاہدہ کیا کہ ہم خلاف ورزی نکرین گے۔ دوسرے حق سبحانہ فرماتے ہین کہ اوفوا بالعقود اور احفظوا ایمانکم اور یہ ان احکام کو مانتا ہی تو یہ عہد ہی حق سبحانہ سے ایفار کا پس جسطرح وہ بندے سے عہد کرتا ہی یون ہی خدا سے بھی عہد کرتا ہی کہ مین حسب الحکم اسکی پابندی کرونگا۔ ان دونون صورتون مین تو بندے کے عہد کیساتھ۔ خدا کیساتھ ایک جدا گانہ عہد ہوگا۔ اور یہ عہد اوسکو متضمن ہوگا۔ یا مستلزم۔ مگر یہ بھی ممکن ہی کہ بعض جگہ وہی عہد جو بندہ کیساتھ کیا گیا ہی اس بندہ کے حق سبحانہ کیساتھ عرفی اتحاد کی بنا پر حق سبحانہ کیساتھ ہو جیسے کہ عبادت بندۂ خاص کو حق سبحانہ خود اپنی عبادت فرماتے ہین جسکی تفصیل مع فوائد زائدہ حوالہ قلم کیجاتی ہی سنو۔

شرح شبیری

اوس آدمی کی حکایت کا تتمہ جو کہ ریچھ کی وفاداری پر مغرور تھا

شخص خفت الخ یعنی وہ شخص تو سو گیا اور ریچھ اوسکی مکھیان جھل رہا تھا اور ضد کیوجہ سے مکھی جلدی ہی پھر واپس آجاتی تھی۔ (جیسا کہ مکھی کا قاعدہ ہی کہ جتنا ہٹاؤ اتنا ہی آتی ہی)۔

چند بارش الخ۔ یعنی اوس ریچھنے کئی مرتبہ جوان کے منہ سے اوسکو ہٹا دیا مگر وہ مکھی پھر دوڑتی ہوئی واپس آتی تھی

خشمگین شد الخ۔ یعنی ریچھ مکھی سے غصہ مین ہوا اور گیا اور پہاڑ سے ایک بڑا بھاری پتھر لایا۔

سنگ الخ۔ یعنی پتھر لایا اور مکھی کو پھر سونے والے کے منہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔

برگرفت الخ۔ یعنی وہ چکی کا پتھر لیکر مکھی کے مارا تاکہ وہ مکھی واپس لوٹے۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ۔

سنگ روئے الخ۔ یعنی پتھر نے سونیوالے کے منہ کو چور چور کر دیا اور یہ مثل (ذیل کی) تمام عالم پر ظاہر کر دی۔

مہر ابلہ الخ۔ یعنی بیوقوف کی دوستی یقیناً ریچھ کی دوستی ہی۔ اوسکا کینہ مہربانی ہے اور اوسکی مہربانی کینہ ہی۔ مطلب یہ کہ اب یہ مثل ہو گئی کہ بیوقوف کی دوستی کو خرس کی دوستی کہتے ہین۔ پس اگر بیوقوف دشمن ہو تو سمجھو کہ حقیقت مین یہ اوسکی مہربانی ہی اسلئے کہ وہ اب کوئی گزند نہ پہونچا دیگا اور اگر کہین اوسنے دوستی کر لی تو یہ حقیقت مین دشمنی ہی کہ خوب اچھی طرح مضر ہونگے آگے اسکی وجہ فرماتے ہین کہ۔

عہد او سست الخ۔ یعنی اوس بیوقوف کا عہد سست ہی اور ویران اور ضعیف ہی اور قول اوسکا فضول ہی اور وفا اسکی نابود۔

گر خورد الخ۔ یعنی اگر وہ قسم کھا دے تب بھی یقین مت کر کیونکہ اوندھی بات والا آدمی قسم کو بھی توڑ دیگا۔

چونکہ الخ۔ یعنی جبکہ بے قسم کے اوسکا قول کاذب ہی تو تو اوسکے مکر اور قسم کیوجہ سے فریب مین مت پڑ۔ دوغ بمعنی چھاچھ دہوکہ کو اسلئے کہتے ہین کہ چھاچھ بھی صورۃً دودھ ہوتی ہی لیکن واقع مین نہین ہوتی۔ اسیطرح دہوکہ بھی واقع مین نافع اور اصل مین مضر ہوتا ہی۔

نفس او الخ۔ یعنی اوسکا نفس تو حاکم ہی اور عقل اوسکی قیدی ہی لاکھون قرآن اوسکو کھائے ہوئے فرض کر۔ مصحف یعنی قرآن

کی قسم کہانا تو درکنار اوسکو اگر خود قرآن ملجاوین تو وہ اون کو بھی کہا جاوے ۔ لہذا ایسے آدمی کا کیا اعتبار رہو سکتا ہی ۔
چونکہ الخ یعنی جب کہ بے قسم کے عہد شکنی کرتا ہی تو اگر قسم کہاوے اوسکو بھی توڑ دیگا (اوسے مشکل ہی کیا ہی) ۔
زانکہ الخ یعنی اسلئے کہ نفس اس سے زیادہ برانگیختہ ہوتا ہی کہ کوئی اوسکو خوب بھاری قسم سے بند کردے ۔ مطلب یہ کہ یہ قاعدہ مسلم ہی النفس حریص علی ما منع اور یہ بھی معلوم ہی کہ جسقدر سخت ممانعت ہوگی اوسیقدر زیادہ حرص بھی ہوگی ۔ تو اگر کوئی نفس کو عہد شکنی سے صرف عہد کر کے روکتا ہی تو یہ تو اتنا سخت نہین ہی لیکن اگر اوسکو عہد شکنی سے قسم کھاکر روکتا ہی تو اسمین ممانعت عہد شکنی زیادہ ہی اسلئے نفس کو زیادہ حرص ہوگی کہ وہ عہد شکنی کرے لہذا وہ قسم سے اور بھی آشفتہ ہوگا اور خوب عہد شکنی کریگا ۔ ہان اگر طبیعت سلیمہ ہی تو وہ ممانعت سے باز رہیگی ۔ وہی شاذ ۔ اکثر طبائع سلیم نہین ہوتین اور فقہا رنے بھی لکھا ہی کہ حاکم گواہ کو قسم نہ دے ۔ ہان اگر ضرورت سمجھے کہ زاجر ہوگی اور مانع عن الکذب ہوگی تو مضائقہ نہین ہی ۔ لہذا اگر ابلہ قسم بھی کہاوے تو اوس کا بھی اعتبار نہین ہی سبحان اللہ عجیب مضمون ہی للہ درہ ثم للہ درہ آگے ایک مثال فرماتے ہین کہ ۔

چون اسیرے الخ یعنی جب کوئی قیدی بیڑی حاکم پر مارے تو حاکم اوسکو توڑ دیگا اور باہر نکل جاویگا مطلب یہ کہ اگر کوئی قیدی کسی حاکم کو قید کرنا چاہے تو وہ حاکم ہرگز قید نہوگا بلکہ اوس قید سے نکلکر خود اوس قیدی ہی کو ٹھیک کریگا ۔ تو اسیطرح جب کہ بیوقوف کا نفس حاکم ہی اور عقل قیدی ہی اسلئے اگر عقل نفس کو قسم وغیرہ سے مقید کرنا چاہیگی اور وہ یہ چاہے گی کہ اوسکو عہد شکنی نہ کرنے دے تو یاد رہی کہ وہ نفس حاکم اس عقل پر غالب آویگا اور خود اوسکو ہی قید کرلیگا ۔ لہذا ایسے آدمی کا ہرگز اعتبار نہین ہی آگے یہی فرماتے ہین کہ ۔

بر سرش الخ ۔ (یعنی (وہ حاکم) اوس (قیدی) کے سر پر غصہ سے اوس قید کو ماریگا (تو اسیطرح نفس) اوس (عقل) کے منہ پر اوس قسم کو ماریگا ۔ اور ہرگز اوسپر عامل نہوگا ۔

تو ز اوفوا الخ یعنی تم اوسکے وفائے عہد سے ہاتھ دہو لو اور اس سے احفظوا ایمانکم (اپنی قسمون کی حفاظت کرو) مت کہو کیونکہ بالکل بے سود ہے ۔

ہر کہ او الخ ۔ یعنی جو کہ وہ ہمارے سامنے جھوٹ بولے تو اوسکا قول اوسکی قسم سے رونق نہ پاویگا ۔ مطلب یہ کہ جسنے ویسے جھوٹ بولدیا تو اگر اوسنے قسم بھی کھالی وہ بھی بے سود ہی اسلئے کہ اس سے اوسکے قول مین کسی قسم کی پختگی نہین ہوسکتی ۔

وانکہ الخ ۔ یعنی جو شخص کہ جانے کہ کس سے عہد کرتا ہی تو بدن کو تار کیطرح کر لیتا ہی اور اوسکے گرد رہتا ہی مطلب یہ کہ جو شخص کہ عہد کر رہا ہی اگر وہ سمجھے کہ یہ عہد حقیقۃً کس سے کر رہا ہی تو وہ اوسکو وفا کرنے مین حتی الامکان کوشش کرے اگرچہ وہ سوکھ کر اوسکے فکر مین کانٹا بھی ہو جاوے مگر پھر بھی وہ اوسکو پورا کرے اسلئے جو عہد کسی سے کرتا ہی وہ اصل اور حقیقت مین حق تعالی سے عہد کر رہا ہی اب سمجھ لو کہ حق تعالی سے عہد شکنی کسقدر سخت امر ہی ۔

وانکہ الخ ۔ یعنی اور وہ کہ حق کو پوشیدگی مین سند بناوے اور وہ بدن کو قید کیطرح کر لیتا ہی اور اوسکے گرد رہتا ہی ۔ مطلب یہ کہ جسنے حق تعالی کو سند بنا رکہا ہی اور وہ جانتا ہی کہ یہ سب عہد وغیرہ حق تعالی سے ہین تو وہ بدن کو قید کیطرح ایک جگہ رکھتا ہی اور اوسمین پابند رہتا ہی آگے ایک حکایت فرماتے ہین اور وہ شعر وانکہ دانہ عہد با کی کند الخ کے ساتھ مربوط ہی ۔ ربط اسطرح ہی کہ یہان کہا ہی کہ جب عہد کرو تو سمجھو کہ حقیقت مین اور واقع مین کس سے عہد کر رہے ہو تو

چونکہ اصل مین وہ عہد حق تعالی سے ہی اسلیے عہد شکنی بہت بڑی بات ہی اب آگے عیادت کی فضیلت بیان فرماتے ہین کہ عیادت اسلیے افضل ہی کہ تم جسکی عیادت کر رہے ہو شاید وہ کوئی قطب ہو اور اوسکی عیادت سے رضاء حق میسر ہو تو گویا کہ حق تعالی کی عیادت کی اور یہ مضمون حدیث مین بھی ہی کہ حق تعالی قیامت مین ایک شخص سے ارشاد فرماوینگے کہ مین مریض ہوا تھا تمنے میری عیادت نہین کی تو وہ عرض کریگا کہ یا الٰہی آپ تو عیوب سے بری ہین آپ کب بیمار ہو سکتے ہین تو ارشاد ہوگا کہ میرا فلان مقبول بندہ بیمار ہوا تو گویا کہ مین مریض ہوا اور تونے اوسکی عیادت نہ کی تو گو یا میری عیادت نہ کی تو جسطرح وہان عیادت عبد گویا کہ عیادت حق ہی اسیطرح عہد با عبد گویا کہ عہد با حق ہی لہذا اسکو ہرگز نہ توڑنا چاہیے اس سے زیادہ صاف ربط شاید اور کوئی ہو اور کانپوری مثنوی شریف کے حاشیہ مین حضرت حاجی صاحب نے بھی اسی ربط کی طرف اشارہ فرمایا ہی اور آگے مولانا کا حضرت موسی علیہ السلام کی حکایت بیان فرمانا بھی اسکا مؤید ہی اب حکایت سنو

شرح حبیبی

رفتن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعیادت صحابی رنجور و فائدہ عیادت

از صحابه خواجهٔ بیمار شد — واندر آن بیماری او چون تار شد
مصطفی آمد عیادت سوی او — چون همه لطف و کرم بد خوی او
در عیادت رفتن تو فائده است — فائده آن باز آ تو عائد است
فائده اول که آن شخص علیل — بو که قطبی باشد و شاه جلیل
چون تو چشم دل نداری ای عنود — که نمیدانی تو هیزم را ز عود
چونکه گنجی هست در عالم مرنج — هیچ ویران را مدان خالی ز گنج
قصد هر درویش می کن از گزاف — چون نشان یابی بجد میکن طواف
چون ترا آن چشم باطن بین نبود — گنج می پندار اندر هر وجود
ور نباشد قطب یار ره بود — شه نباشد فارس اسپه بود
پس صله یاران ره لازم شمار — هر که باشد گر پیاده ور سوار
در عدو باشد هم این احسان نکو — که باحسان بس عدو گشتست دوست
ور نگردد دوست کینش کم شود — زانکه احسان کینه را مرهم شود
پس فوائد هست غیر این ولیک — از درازی خائفم ای یار نیک
حاصل این آمد که یار جمع باش — همچو بتگر از حجر یاری تراش
زانکه انبوهی و جمع کاروان — رهزنان را بشکند پشت و سنان

وحی آمدن از حق تعالی بموسی که چرا بعیادت من نیامدی

آمد از حق سوئے موسئے این عتیب | کاے طلوع ماہ دیدہ تو ز جیب
مشرقت کردم ز نور ایزدی | من حقم رنجور گشتم نامدی
گفت سبحانا تو پاکی از زیان | اینچہ رمزست این بکن یارب بیان
باز فرمودش کہ در رنجوریم | چون نپرسیدی تو از روئے کرم
گفت یارب نیست نقصانے ترا | عقل گم شد این گرہ را برکشا
گفت آرے بندۂ خاص گزین | گشت رنجور او منم نیکش ببین
ہست معذوریش معذورے من | ہست رنجوریش رنجورے من
ہر کہ خواہد ہمنشینے با خدا | او نشیند در حضور اولیا
از حضور اولیا گر بسکلے | تو ہلاکے زانکہ جزوے بے کلے
ہر کرا دیو از کریمان وابرد | بے کسش یابد سرش را او خورد
یک بدست از جمع رفتن یکزمان | مکر شیطان باشد این نیکو بدان

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مین سے ایک صاحب بیمار ہوئے اور اتنے بیمار ہوئے کہ سوکھ کر کانٹا ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت چونکہ سراپا لطف وکرم تھی لہذا عیادت کے لیے تشریف لائے اس سے تمکو نصیحت حاصل کرنی چاہیے اور مریضون کی عیادت کرنی چاہیئے اسمین بڑا فائدہ خود تمہارا ہی اور اسکا بہت بڑا نفع خود تمہاری طرف عائد ہوتا ہی چنانچہ پہلا فائدہ تو یہ ہی کہ ممکن ہی کہ وہ بیمار کوئی قطب اور عند اللہ نہایت عالی مرتبہ شخص ہو اور تمکو معلوم نہو اور اسکو دیگر عوام سے ممتاز نہ سمجھنا کوئی چیز نہین کیونکہ تمہاری چشم باطن روشن نہین جس سے تم امتیاز کر سکو جب تمہاری حالت یہ ہی اور تم یہ بھی اجمالاً جانتے ہو کہ عالم اہل اللہ سے خالی نہین اور واقع مین بھی ایسا ہی ہی تو تمکو طلب سے ملول نہ ہونا چاہیئے اور کسی ایسے شخص کو جسکا ظاہر خراب ہو قطعی طور پر دولت معرفت سے خالی نہ جاننا چاہیئے گو یہ بھی نہونا چاہیے کہ ظاہر کو بالکل نظر انداز کر دیا جاوے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازمی ہی اگر کسی وجہ سے اسکی معذوری سی ظاہر نہو جاوے۔ اور ہر ایسے درویش کیطرف اٹکل پچو بھی متوجہ ہونا چاہیے۔ جسمین احتمال معرفت قریب ہو اور جبکہ تمکو کوئی کامل ملجاوے تو اوسکا دامن پکڑ لینا چاہیے۔ چونکہ تیرے لیے چشم باطن نہین ہی اسلئے تم کو ہر شخص مین گنج معرفت کا احتمال ہونا چاہیے۔ اور بنا پر احتمال تحقیق حال کے درپے ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ نہونا چاہیے کہ اوسکے افعال واقوال سیئہ کو حسن سمجھ لیا جاوے بلکہ ان کو تو برا ہی سمجھنا چاہیے پھر یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ شخص ان افعال واقوال مین معذور ہے اور حقیقت مین عارف ہی یا معذور نہین اور حقیقت بھی اسکی ویسی ہی ہی جیسا اسکا ظاہر۔ یہان تک تو ہمنے بیان کیا تھا کہ ممکن ہی کہ وہ مریض کوئی خاصان الہی مین سے ہو۔ اب ہم کہتے ہین کہ اگر وہ قطب اور خاصان الہی مین سے بھی نہ ہوگا تو آخر راہ خداوندی کا رفیق تو ہے یعنی مسلمان تو ہی اور اگر بادشاہ اور اعلی رتبہ کا نہین تو سپاہی تو ہی۔ جب یہ صورت ہے تو یاروں اور رفیقوں کے ساتھ اچھا برتاؤ لازم ہی خواہ پیادہ اور عاصی ہو یا سوار اور نیک اور فرض کرو کہ دشمن ہی ہی تب بھی یہ تمہارا احسان ہوگا۔ اور احسان فی نفسہ اچھی چیز ہی۔ ممکن ہی کہ وہ تمہارے احسان ہی سے تمہارا دوست ہو جاوے اور اگر نہ ہو تو کچھ بعید نہین کیونکہ احسان سے بہت سے دشمن دوست ہو گئے ہین۔ اچھا یہ بھی مانا کہ وہ دوست بھی نہوگا۔ لیکن

اس سے بھی فائدہ ہوگا کہ اوسکی دشمنی کم ہوجاویگی کیونکہ احسان کا قاعدہ ہی کہ وہ زخم کینہ کیلئے مرہم ہوجاتا ہی اسکے علاوہ اور بہت سے فائدے ہین لیکن سب کے بیان کرنے مین طوالت کا اندیشہ ہی اسلیئے صرف اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہی خلاصہ یہ کہ تم کو دوسرونکا یار ہونا چاہیے اور اون کو اپنا یار بنانا چاہیے اور بتگر کیطرح تیہر کا بھی یار بنانا چاہیے - مبالغہ ہے یار بنانے مین اور مقصود یہ ہی کہ مرافقت اچھی چیز ہی خواہ یار کتنا ہی ادنے درجہ کا ہو - بشرطیکہ اوسکے یار بنانے کی شرعاً ممانعت نہو اور مرافقت کی اسلیئے ضرورت ہی کہ ایک گروہ اور قافلہ کی جماعت رہزنون کی کمر اور اون کے ہتھیارون کو توڑ پھوڑ کر رکھدیتی ہی یعنی اتحاد و اتفاق سے شیطانون کا پورے طور پر مقابلہ ہوسکتا ہی اور تنہا پر شیطان کا داؤن بہت جلد چل جاتا ہی اور مرافقت کیلئے سب سے مقدم اولیاء اللہ ہین - اسکی وجہ یہ ہی کہ ان کو حق سبحانہ کی ساتھ اتحاد توافق ہی اور دلیل اسکی یہ ہی کہ ایکمرتبہ موسے علیہ السلام کو عتاب ہوا کہ اے وہ موسے جسپر ہم نے یہ اکرام کیا کہ اوسکے ہاتھ کو ماہتاب کی طرح کردیا اور جب اوسنے اپنے ہاتھ کو گریبان مین ڈالکر نکالا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گریبان مین سے چاند نکلا - ہم نے تمکو اپنے نور سے منور کیا - لیکن تم نے ہمارے ساتھ یہ کیا کہ ہم بیمار ہوئے تم ہماری عیادت کو نہ آئے - حضرت موسے نے عرض کیا کہ اے قدوس سبحان تو تو نقصان مرض وغیرہ سے منزہ ہی اسکا مطلب کیا ہی اسکو واضح کردیجئے - پھر یہی حکم ہوا کہ ہماری بیماری مین تمنے ہماری عیادت نہین کی - پھر حضرت موسے نے عرض کیا کہ الٰہ العٰلمین تو تو نقصان سے مبرا ہی میری عقل گم ہوگئی - کچھ سمجھ مین نہین آیا - اس عقدہ کو حل کردے حکم ہوا اچھا سُن - میرا فلان خاص اور مقبول بندہ بیمار ہوا غایت توافق کی بنا پر گویا کہ وہ مین ہی ہون اور اوسکی معذوری گویا کہ میری ہی معذوری ہی اور اسکی بیماری گویا کہ میری ہی بیماری ہی اس بیان سے تم کو معلوم ہوگیا کہ بندگان خاص حق سبحانہ کیلئے عینیت حق سبحانہ کا مجازاً حکم ہی اور ان کے ساتھ جو برتاؤ کیا جاتا ہی وہ گویا کہ حق سبحانہ کی ساتھ کیا جاتا ہی - پس جسکو مرافقت حق سبحانہ درکار ہو وہ اون کی مرافقت اختیار کرے کہ انکی صحبت گویا کہ حق سبحانہ کی صحبت ہی - پس تم کو انکی مرافقت لازم ہی اگر تم انسے مرافقت چھوڑ دوگے اور انسے تعلق قطع کردوگے تو تمھارے لئے ہلاکی ضروری ہی کیونکہ نہ تو تم خود کل یعنی عارف ہو اور نہ جز یعنی اسکے ساتھ مرتبط - پس ہلاکت لازم - کیونکہ جس شخص کو شیطان ان کریمون اہل اللہ سے علٰحدہ کردیتا ہے جسکی وجہ یہ ہوتی ہی کہ انکی طرف سے کشش نہین ہوتی - کیونکہ انکی طرف سے کشش ہونیکی صورت مین یہ امر ناممکن ہی تو اسکا مقصد اسکا سر اڑانا اور ہلاک کرنا ہوتا ہی پس تمکو یاد رکھنا چاہیے کہ جماعت سے بالخصوص جماعت اہل اللہ سے ایک بالشت دور ہونا مکر شیطان ہی کہ اسطرح وہ اسکو ہلاک کرنا چاہتا ہی - اچھا اب تم ایک قصہ سنو جس سے تم کو تنہائی اور مرافقت کو چھوڑنے کا ضرر معلوم ہو -

شرح شبیری

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مریض صحابی کی عیادت کو جانا اور عیادت کے فوائد -

از صحابہ الخ - یعنی صحابہؓ مین سے ایک صاحب بیمار ہوئے اور وہ اس بیماری مین مثل تار کے (دبلے) ہوگئے -

مصطفے آمد الخ یعنی حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے اون کے پاس آئے اسلئے کہ اون کی خصلت تو لطف وکرم تام تھی - یعنی چونکہ آپ نہایت رحیم وکریم تھے اسلئے آپ اوسکے پاس عیادت کے لیے تشریف لیگئے آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

در عیادت الخ - یعنی اے طالب تیری عیادت کے لیے جانے مین فائدے ہین اور اوسکا فائدہ پھر تیری طرف لوٹتا ہی - آگے فوائد کو بیان فرماتے ہین کہ -

فائدہ الخ - یعنی اول فائدہ تو یہ ہی کہ وہ مریض آدمی شاید کہ کوئی قطب ہو اور جلیل القدر بادشاہ ہو -

چون الخ - یعنی اے معاند جب تو دلکی آنکھین نہین رکھتا تو تو لکڑی اور عود کو متمیز نہین کرسکتا - مطلب یہ کہ جب تجھے بصیرت حاصل نہین ہی تو پھر تو کامل اور ناقص مین کسطرح تمیز کرسکتا ہی -

چونکہ الخ - یعنی جبکہ عالم مین ایک خزانہ ہی تو تو (جستجو مین) رنجیدہ مت ہو اور کسی ویرانہ کو خزانہ سے خالی مت جان - مطلب یہ کہ یہ تو یقینی ہی کہ عالم مین اقطاب وابدال ضرور موجود ہین تو تم اونکی جستجو کرو اور اس جستجو سے اکتاؤ مت بلکہ کسی جگہ کو خالی از قطب مت سمجھو جیسا کہ بعض بزرگون نے لکھا ہی کہ کوئی قریہ ایسا نہین ہی کہ جہان قطب نہو - لہذا کسی جگہ کو خالی مت سمجھو بلکہ اوس جگہ تحقیق سے کام لو -

قصد ہر درویش الخ - یعنی ہر درویش کا خوب کوشش سے قصد کرو اور جبکہ نشانی پالو تو کوشش سے اوسکا طواف کرو - مطلب یہ کہ جس درویش مین احتمال خلاف نہو اگرچہ بظاہر اوسمین علامت قبولیت کی بھی نہو لیکن خلاف نہونا چاہیے تو چاہئے کہ اوسکی تحقیق کرے اور اوسکی بعد پھر اوسکی طلب مین کوشش کرے - اور طواف سے مراد طواف متعارف نہین ہی تاکہ عوام اس سے طواف بزرگونکا اور قبرونکا نکالین بلکہ مراد یہ ہی کہ جب اونکا کمال محقق اور معلوم ہو جاوے تو پھر اونکا پیچھا پکڑ لو اور اون کو چھوڑو مت ہان جب تک کہ تحقیق نہو اوسوقت تک رہنا ضروری ہی اور جہان غالب گمان یا یقین جانب مخالف یعنی عدم کمال کا ہو وہان تو پھر کسی طرح اوسکا اتباع جائز ہی نہین ہی جیسے کہ کسیکو بت کے آگے سجدہ کرتے دیکھین تو وہ یقیناً کافر اور مردود ہی اوسکو ہرگز کامل نہ کہین گے ہان بعض بزرگونکے قصونسے معلوم ہوتا ہی کہ وہ کامل تھے اور لوگون نے اون کو شراب پیتے دیکھا حالانکہ وہ اصل مین شراب نہ تھی بلکہ خود اوسد یکھنے والے کے اخلاق رذیلہ اس شکل مین متشکل ہوکر دکھائی دیے تو وہان تو معلوم ہونا بہت ہی مشکل ہی مگر چونکہ بہت شاذ ونادر ہی اسلئے اسکا اعتبار نہین اور اگر ایسی جگہ کسی سے بے ادبی بھی ہوجاوے تب بھی اوسپر ملامت نہین ہی اور نہ ایسے حضرات کی تحقیق کرنے کے ہم مکلف ہین خوب سمجھلو سو اگر ایسے حضرات کی شان مین کوئی گستاخی بھی ہو جاوے تب بھی ملامت نہین ہی لہذا جسکو خلاف شرع دیکھو اوسکو تو یقیناً مردود سمجھو اور جو خلاف شرع نہو اوسکی اگر ضرورت ہو تو تحقیق کرلو - لیکن اگر کسی ایک کو تحقیق کرکے اوسکا دامن ایک مرتبہ پکڑ لیا ہی تو اب ہرگز دوسرے کی تلاش نہ چاہیئے - کہ بعض اوقات مضر ہوتا ہی بلکہ چاہیے کہ تعلیم کا تو اوسی سے تعلق رکھے ہان دوسرون کی شان مین بھی گستاخی نکرے کہ فضول اور بعض مرتبہ مضر ہی بس اپنے کام مین لگا رہے اور ایک کا دامن پکڑے رہے آگے فرماتے ہین کہ -

چون الخ - یعنی جبکہ تجھے وہ چشم باطن بین (حاصل) نہین ہی تو تو ہر وجود مین ایک خزانہ جان (اور ہر مسلمان کی عیادت کر کہ اور کچھ نہین تو مسلمان بھائی تو ہی) اسکو فرماتے ہین کہ -

ور بنا شد الخ - یعنی اور اگر قطب نہو تو کوئی یار راہ ہو بادشاہ نہو کوئی فوج کا سپاہی ہی ہو -

پس صلہ الخ۔ یعنی پس یاران رہ کی ساتھ صلہ کر انکو لازم جان خواہ کوئی ہو پیادہ ہو یا سوار۔ یعنی خواہ چھوٹا ہو یا بڑا سبکے ساتھ ہمدردی اور صلہ رحمی ضروری ہی آگے اور ترقی کرکے فرماتے ہین کہ۔

ور عدو الخ۔ یعنی اور اگر دشمن ہو تب بھی احسان اچھا ہی اسلئے کہ احسان سے دوست ہو جاتا ہی اگرچہ دشمن ہو۔

ور نہ گردد الخ۔ یعنی اور اگر دوست بھی نہو گا تو اوسکا کینہ ہی کم ہو جاویگا اسلئے کہ احسان کینہ کا مرہم ہوتا ہی۔ غرضکہ جو کوئی بھی ہو اوسکی ساتھ احسان کرنا چاہیے کہ احسان ہر حال مین بہتر ہی آگے فرماتے ہین کہ۔

بس فوائد ہست الخ۔ یعنی انکے سوا (عیادت کے) بہت سے فائدے ہین لیکن ارے بھائی کتاب کی درازی سے ڈرتا ہون (ورنہ اور بیان کرتا)

حاصل الخ۔ یعنی حاصل یہ ہوا کہ جماعت کیساتھ رہ اور بت گر کیطرح پتھر ہی سے کوئی یار تراش لے۔ مطلب یہ کہ ہمیشہ جماعت کے ہمراہ رہو کہ مفید ہی اور چونکہ عیادت سے محبت بڑھتی ہی اور محبت سے اتفاق بڑھتا ہی اسلئے عیادت کرو اور ضرور کسی نہ کسی کو دوست بنالو اور پتھر کا دوست بنانے سے مراد یہ نہین ہی کہ بُت ہی بنالو بلکہ مراد یہ ہی کہ دوست ضروری ہی اگرچہ وہ بالکل بیکار اور نکما ہی ہو جیسے کہ ہماری طرف بولتے ہین کہ آدمی چون کا بھی ہو تو اوسکی بھی قدر کرنا چاہیے۔ آگے اسکی مصلحت بیان فرماتے ہین کہ۔

زانکہ الخ۔ یعنی اسلئے کہ گروہ اور جماعت قافلہ کی ڈاکو دن کی پشت اور بھال کو توڑ دیتی ہی۔ لہذا عیادت کرو اوس سے محبت زیادہ ہوگی اور اتفاق بڑھے گا اور اگر اون مریضون مین کوئی کامل ہوا تو اوسکو تجھ سے محبت ہو جاویگی اور وہ تمہارے ساتھ نفس و شیطان کو جو کہ تیرے جانی دشمن ہین دفع کر دیگا۔ اب چونکہ اوپر کہا تھا کہ عیادت کرو کہ شاید اون مین کوئی قطب بھی ہو آگے اوسپر ایک حکایت لاتے ہین کہ۔

موسےٰ علیہ السّلام کو حق تعالیٰ کی جانب سے وحی آنا کہ تم میری عیادت کو کیون نہین آئے۔

آمد از حق الخ۔ یعنی حق تعالےٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کو یہ عتاب آیا کہ اے وہ کہ تم نے طلوع ماہ گریبان سے دیکھا۔ مطلب یہ کہ تم پر ہماری اتنی بڑی رحمت ہوئی کہ اسقدر بڑا معجزہ تمکو ملا۔

مشرقت الخ۔ یعنی مین نے تم کو نور ایزدی کا مشرق کیا مین حق ہون اور مین بیمار ہوا تو تم آئے نہین۔ مطلب یہ کہ تم پر اسقدر تو انعامات تھے اور پھر مین حق تھا اور مین مریض ہوا لیکن تم میری عیادت کو نہ آئے۔

گفت الخ۔ یعنی موسےٰ علیہ السّلام نے عرض کیا کہ یا الٰہی آپکے لئے تو نقصان نہین ہی اسمین عقل گم ہی اس گرہ کو کھولئے مطلب یہ کہ یہ تو کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ آپ مریض ہوئے ہون اسلئے کہ آپ تو تمام نقائص سے بری ہین پھر آپ پر اور مرض کچھ سمجھ مین نہین آیا۔

گفت آرے الخ۔ یعنی ارشاد ہوا کہ ہان میرا ایک بندۂ خاص اور مقبول بیمار ہوا تو وہ مین ہی تھا اسکو خوب سمجھئے مطلب میرا ایک نیک اور مقبول بندہ بیمار ہوا تھا اور اسمین اور مجھ مین وحدت مصطلحہ تھی اور تم اسکی عیادت کو نہ آئے

مر مرا دادی بدین صاحب غرض | احمقی کردی ترا بئس العوض
شد ازو فارغ بیامد کای فقیه | چه فقیهی ای تو ننگ هر سفیه
فتوی‌ات اینست ای ببریده دست | کاندر آیی و نگویی امر هست
بوحنیفه داد این فتوی ترا | شافعی گفتست این ای ناسزا
اینچنین رخصت بخواندی در وسیط | یا بدست این مسئله اندر محیط
این بگفت و دست بر وی برگشاد | دست او کین دلش را داد داد
گفت حقستت بزن دستت رسید | این سزای آنکه از یاران برید
من سزاوارم باین و صد چنین | تا چرا ببریدم از یاران بکین
گوش کردم آن همه افسوس تو | پر زنم بر سر که شد ناموس تو
زد ورا القصه بسیار و بخست | کرد بیرونش ز باغ و در ببست
هر که تنها ماند از یاران خود | اینچنین آید مر او را جمله بد

ایک باغبان نے جب اپنے باغ میں نظر ڈالی تو باغ کے اندر دیکھا کہ تین آدمی چوروں کی طرح گھس بیٹھے ہیں۔ ایک ان میں فقیہ تھا۔ ایک سید۔ ایک صوفی۔ انہیں سے ہر ایک شوخ اور ناخواندہ مہمان اور یاوہ گو تھا۔ باغبان نے کہا کہ گو میرے پاس سو دلیلیں ان کو قائل کرنیکی ہیں مگر یہ مجتمع ہیں اور جماعت رحمت ہی اس وجہ سے ان کو تو کچھ نقصان نہیں آسکتا ہاں خود مجھے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہی کیونکہ میں تنہا ان تینوں پر غالب نہیں آسکتا۔ لہذا پہلا فرض میرا یہ ہی کہ ان تینوں کو ایک دوسرے سے جدا کردوں اور ایک ایک کو ایک ایک جانب چلتا کردوں اور جب ہر ایک تنہا ہو جاوے تو اسوقت انکی مونچھیں اکھیڑوں یہ سوچکر اوسنے تدبیر سے اول صوفی کو چلتا کیا تاکہ اوسکے دوستونکے خیالات اوسکی طرف سے فاسد کردے اور کہا کہ صوفی صاحب ذرا آپ مکان پر چلے جائیے اور ان دوستوں کے لئے کمبل لے آئیے۔ پس صوفی صاحب تو کمبل لینے روانہ ہوگئے ادھر اوسنے خلوت میں دونوں دوستوں سے کہا کہ آپ تو فقیہ ہیں اور یہ معزز سید ہیں ہم تو آپ ہی کے فتوے کی بنا پر روٹی کھاتے ہیں اور آپ ہی کے علم کے سہارے کام کرتے ہیں اور یہ شہزادے اور ہمارے بادشاہ ہیں یہ سید ہیں اور خاندان نبوت سے ہیں لیکن یہ پیٹو اور کمینہ صوفی کون ہوتا ہی کہ ایسے بزرگوں کا ندیم ہو۔ جب وہ واپس آئے تو اوسکو خوب دھتکارنا چاہیئے اور آپ دونوں صاحب چاہے ہفتہ بھر میرے باغ اور جنگل پر قبضہ رکھیے۔ ایک باغ کیا چیز ہی میری تو جان بھی آپ ہی کی ہی ارے آپ صاحبان تو میری داہنی آنکھ ہیں یہ وسوسہ ڈالا اور اون کو دھوکا دے لیا (ہائے افسوس ان دونوں نے کیا غضب کیا کہ یار کو چھوڑ دیا یار کو ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیے اور اسکے بغیر صبر کرنا نہیں چاہیے) جب انھوں نے صوفی کو چلتا کردیا اور چھوڑ دیا تو وہ باغبان اسکے پیچھے ایک موٹا ڈنڈا لیکر چلا اور کہا کہ کتے تو کیسا صوفی ہی جو مخالفانہ لوگوں کے باغ میں گھس جاتا ہی اور ذرا نہیں جھجکتا بتا تو سہی یہ روش تجھے جنید نے سکھائی ہی یا بایزید نے ارے بتا تو یہ تجھے کس شیخ اور کس سے پہونچا ہی غرض صوفی کو تنہا پاکر خوب کوٹا اور مارتے مارتے ادھ موا کردیا اور سر بھی پھاڑ ڈالا اسوقت صوفی نے کہا کہ خیر میرا وقت تو گذر ہی گیا اور جتنا پٹنا تھا پٹ لیا لیکن دوستو تم اپنا خیال رکھنا مبادا تم پر بھی یہی گذرے تمنے مجھے غیر جانا لیکن میں اس بھڑوے سے زیادہ غیر نہ تھا کہ تمنے اسکو مجھپر ترجیح دی۔ جو کچھ میں نے

کھایا ہو تمکو بھی کھاتا ہوگا - اور اسی قسم کی بار بہر کینہ کی سزا ہی خیر بہیر تو گذر گئی تیرے بھی یہی وقت آتا ہو اور یون ہی لہو کے گہونٹ تمکو بھی پینے ہونگے - یہ جہان گویا کہ تمہاری گفتگو ہی کہ جیسی کہو ویسی سنو - یعنی جیسا تمنے میری ساتھ کیا تمکو بھی وہی پیش آئیگا خیر جب باغبان صوفی سے فارغ ہوگیا تو اسی قسم کی اوسنے ایک اور چال کی اور کہا کہ میر صاحب ذرا آپ مکان تشریف لیجائیے کہ مین نے دوپہر کے لیئے کھانا پکوایا ہی دروازہ پر سے قیماز نام غلام آواز دے لینا تاکہ وہ روٹیاں اور قاز کا گوشت لے آئے جب ان کو بھی چلتا کر دیا تو فقیہ سے کہا کہ آپ تو فقیہ ہین اور یہ ظاہر اور یقینی امر ہی جسمین شبہ کی کوئی بات ہی نہین مگر یہ جو اپنے سید ہونیکا دعوے کرتا ہی اسکے پاس اسکی کوئی دلیل نہین کون جانتا ہی کہ اسکی ماں نے کیا کیا ہی عورت اور اسکے فعل پر کبھی اعتماد نہ کر دیہ ناقص العقل ہوتی ہین انکا کچھ بہروسہ نہین انکا اپنے کو سید کہنا کچھ نئی بات نہین ہمیشہ سے لوگ اپنے کو علی رضی اللہ عنہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط منسوب کرتے چلے آئے ہین پس ممکن ہی کہ انکے باپ دادا کا دعوے سیادت بھی ایسا ہی ہو - اب مولانا کو غصہ آگیا کہ یہ نبی زادہ کی شان مین کس قسم کی گستاخی کرتا ہی اور فرماتے ہین کہ جو خود ولد الزنا اور زانیونکی اولاد ہوتا ہی وہ اللہ والون کی نسبت ایسا ہی گمان کرتا ہی - قاعدہ ہی کہ جس کسی کو دوران سر کا مرض ہوتا ہی وہ اپنی طرح مکان کو بھی گھومتا ہوا دیکھتا ہی پس جو کچھ اس بیہودہ باغبان نے نبی زادہ کی شان مین بکا ہی وہ خود اسکی حالت تھی خدا نہ کرے کہ نبی زادے ایسے ہون اگر وہ مرتد ونکا بچہ ہوتا تو خاندان عالیشان نبوت کی نسبت ایسا نہ کہتا غرض کہ اسی قسم کے منتر پڑھکر اس فقیہ کو تو رام کر لیا اور خود وہ ظالم اور احمق اوسکے پیچھے چلدیا - اور کہا کہ گدھے اس باغ مین تجھے کسنے بلایا تھا کیا پیغمبر سے میراث مین تجھے چوری ملی ہی - شیر کا بچہ تو شیر کے مشابہ ہوتا ہی بتا تجھ مین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مین کیا مشابہت ہی یہ کہکر سید کیساتھ اس کج طبع نے وہ کیا جو آل یٰسین یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ساتھ خارجی کرتا ہی معلوم نہین ان شیطانون کو شمر اور یزید کیطرح خاندان نبوت کیساتھ کیا عداوت ہی - القصہ جب میر صاحب اس ظالم کی مار سے ہلکان ہوگئے تو اس فقیہ سے روکر کہا کہ آپ اب تمہارے بجنے مین ذرا ٹھیرئے دیکھئے آپکے ڈہول سے پیٹ پر کیسے ڈنکے پڑتے ہین مانا کہ مین سید نہین ہین نالائق دوست بھی نہین لیکن آپکے لیئے اس ظالم سے تو کم نہین کہ سب تمنے مجھے اس صاحب غرض کے حوالہ کر دیا اور حماقت کی اسکا تمکو بڑا بدلا ملیگا - باغبان اوس سے نپٹ کر آیا اور کہا کہ مولویصاحب آپ کیسے مولوی ہین آپ تو ہر احمق کے لیے موجب ننگ ہین ایسی لتنے احمق ہین کہ ہر احمق کو آپسے عار آئے - ارے چور کیا تیرا یہ فتویٰ ہی کہ تو بے محابا اندر چلا آئے - اور بدلیل یہ نہ کہے کہ اسکی اجازت ہی - کیا ابو حنیفہ نے تجھے یہ فتویٰ دیا ہی یا نالائق تجھسے شافعی نے یہ کہا ہی - کیا اسکی اجازت تونے وسیط مین پڑھی ہی یا یہ مسئلہ محیط مین مذکور ہی یہ کہکر اوسپر اسطرح ہاتھ کھولا کہ اسکے ہاتھ نے اوسکی عداوت کی داد دی - فقیہ نے کہا کہ مارلے تیرا حق اور تیرا قابو ہی تو یہی سزا ہی اوسکی جو اپنے دوستون سے قطع تعلق کر لے واقعی مین اسی قسم کی بلکہ اسی قسم کی سو گونہ سزا کا مستحق ہون - کہ مین نے کیون مخالفت کرکے اپنے یارون سے قطع تعلق کیا اور مین نے تیرا حیلہ بسماع قبول سنا اب مین اپنا سر پیٹتا ہون اور کہتا ہون کہ اے سر تیری یہی عزت تو رخصت ہوئی غرض اوسنے اوس فقیہ کو خوب ہی مارا اور خوب زخمی کیا اور مار کوٹ کر باغ سے نکالدیا - اور دروازہ بند کر لیا - بات یہ ہی کہ جو شخص اپنے یارون سے الگ رہجاتا ہی اسی قسم کی تمام برائیان اوسپر واقع ہوتی ہین - اور عبادت اسی مواصلت کے لیئے ہی جسکی ضرورت ہی اور اسی مواصلت مین سیکڑون محبتین پیدا ہوتی ہین -

شرح شبیری

باغبان کا مولوی صاحب اور سید صاحب اور صوفی صاحب کو ایک دوسرے سے جدا کر دینے کی حکایت

باغبانے چون الخ۔ یعنی ایک باغبان نے جب اپنے باغ مین دیکھا تو تین آدمیونکو چورون کی طرح باغ مین پایا۔

یک فقیہ الخ۔ یعنی ایک تو مولوی اور ایک سید اور ایک صوفی اور ہر ایک شوخ فضول گو اور مکار۔

گفت با اینہا الخ۔ یعنی اوسنے (دلمین) کہا کہ ان کی ساتھ مجھے سیکڑون حجتین ہین لیکن جماعت ہین اور جماعت رحمت ہی۔ یعنی ویسے تو مین انسے سو طرح کہہ سکتا ہون کہ تم کیون آئے مگر یہ تین اور مین ایک اسلئے جیتنا مشکل ہی۔

بر نیایم الخ۔ یعنی مین اکیلا تین آدمیو نپر غالب نہین آسکتا لہذا پہلے ایک کو دوسرے سے الگ کرتا ہون۔

ہر یکے را من الخ۔ یعنی ہر ایک کو ایک طرف ڈالدون اور جبکہ ان کو تنہا کر دون تو سر توڑ دون۔

حیلہ کرد الخ۔ یعنی حیلہ کیا اور صوفی کو ایک راستے لگا دیا تاکہ اوسکے یارون کو بے اوسکے تباہ کرے۔

گفت صوفی الخ۔ یعنی صوفی سے کہا کہ ذرا گھر جا کر ان رفیقون کے لئے ایک کمبل لے آؤ۔

رفت صوفی الخ۔ یعنی صوفی تو چلا گیا اوسنے خلوت مین دونون دوستونسے کہا کہ آپ تو مولویصاحب ہین اور آپ سید نامدار ہین

ما بفتوائے الخ۔ یعنی ہم آپکے فتوے ہی کی بدولت روٹی کھاتے ہین اور ہم آپکی عقل کے پرسے ہی اڑتے ہین مطلب یہ کہ جسکو آپنے جائز کیا وہ جائز ہی اور جسکو ناجائز کیا وہ ناجائز لہذا آپ ہی کے فتوے سے روٹی ملتی ہی۔

وین دگر الخ۔ اور یہ دوسرے شہزادے اور بادشاہ ہمارے ہین سید ہین اور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہین۔ لہذا یہ بھی ہمارے سردار اور سرتاج ہین۔

کیست الخ۔ یعنی یہ صوفی کمینہ کھاؤ کون ہی تاکہ آپ جیسے بادشاہون کی ساتھ ہم جلیس ہو۔

چون بیاید الخ۔ یعنی وہ جب آوے اوسکی خوب مرمت کرو اور تم ایک ہفتہ میرے باغ وغیرہ مین اقامت کرو یعنی آپ دونون صاحبانکی تو ایک ہفتہ تک دعوت ہی مگر یہ نالائق کون ہی اسکو الگ کرو۔

باغ چہ الخ۔ یعنی باغ کیا ہی میری جان آپ کی ملک ہی آپ مثل میری سیدہی آنکھ ہین۔

وسوسہ کرد الخ۔ یعنی اسنے وسوسہ ڈالکر اون کو اوس سے دہوکا دیا۔ یار آگے مولانا فرماتے ہین کہ افسوس دوست سے انکو صحبت کرنا چاہیے تھا مگر یہ ایک ہفتہ کی دعوت کے لالچ مین آ گئے۔

چون براہ الخ۔ یعنی جب کہ صوفی کو راستہ سے لگا دیا اور وہ چلا گیا تو یہ دشمن اوسکے پیچھے ایک مضبوط لکڑی لیکر چلا۔

گفت اے الخ۔ یعنی اوسنے کہا کہ ارے کتے صوفیت کیا ہی کہ لڑائی کی وجہ سے تو لوگون نے باغ مین جلدی جلدی آتا ہی۔

[illegible] یعنی راستہ تجھے جنید نے دکھلایا ہی یا بایزید نے کہیں پس تیرے اور میرے بیچ کیا ہو رہا ہی۔

کوفت الخ۔ یعنی جب اس صوفی کو تنہا پایا تو خوب پیٹا اور اوسکو ادھ مرا کر دیا اور اوسکا سر پھاڑ دیا۔

گفت الخ۔ یعنی صوفی نے کہا کہ میرا وقت تو گذر گیا لیکن اے رفیقو ذرا اچھی طرح اپنی خبر رکھنا۔

[illegible]

هر مرا الخ- یعنی ہان تمنے مجھے غیر سمجھا لیکن بہت اس نالائق سے زیادہ تو غیر نہ تھا آخر کچھ تو ساتھ رہا ہی تھا-

انچہ من الخ- یعنی مین نے جو کچھ کھایا ہی تمکو بھی کھاتا ہی اور ایسی بار ہر کمینہ کا بدلا ہی یعنی مجھے تو پٹوایا ہی ہی مگر یہ یاد رکھو کہ تم بھی بچنے والے نہین ہو بے پٹے نہ رہوگے-

رفت بر من الخ- یعنی مجھپر تو گذر گیا مگر تمپر بھی گذرنے والا ہی اور ایسا شربت تمکو بھی پینا ہی-

اینجہان الخ- یعنی یہ جہان کیا ہی اور کسکی گفتگو ہی صدا کی طرح تمہاری ہی طرف واپس آتا ہی- مطلب یہ کہ اس جہان مین تو جیسی کرنی ویسی بھرنی ہی تمنے مجھے پٹوایا ہی تو تم بھی نہ بچوگے-

چون الخ- یعنی جبکہ صوفی سے وہ باغبان فارغ ہوا تو ویسا ہی ایک بہانہ اور کیا-

کاے شریف- الخ- یعنی کہ اے سید صاحب آپ ذرا گھر ہو آئیے کہ مین نے چاشت کے لیے کچھ چپاتیان پکائی تھین-

بر در خانہ الخ- یعنی گھر کے دروازہ پر خادم سے کہو کہ اون چپاتیون کو اور کباب قاز کو لادے-

چون برہ الخ- یعنی جب اوسکو چلتا کر دیا تو بولا کہ اے مولانا آپ تو عالم ہین یہ تو ظاہر ہے اور یقینی ہی-

او شریفے الخ- یعنی وہ سید بنکے کا دعوے سر دکرتا ہی اور اوسکی مان کو کون جانے کہ اوسنے کیا کیا- مطلب یہ کہ کیا خبر کسکا نطفہ ہی فضول سید بنتا ہی-

بر زن الخ- یعنی عورت پھر اور عورت کے فعل پر دل رکھتے ہو عقل ناقص اور پھر بھروسہ (استغفر اللہ)

خویشتن الخ- یعنی اپنے کو علیؓ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر زمانہ مین ہر غبی باندہتا ہی مطلب یہ کہ زمانہ مین سیکڑون آدمی علوی اور سید ہونے کا دعوے کرتے ہین تو سب سچے تھوڑا ہی ہوتے ہین لہذا انہین معلوم یہ بھی کون ہی آگے مولانا کو یہ سنکر غصہ آگیا اور آل رسول کی بابت یہ کلمات سنکر رہا نہ گیا اسلئے فرماتے ہین کہ-

ہر کہ الخ- یعنی جو شخص کہ زنا سے ہوا اور زانیون مین سے ہو وہ اللہ والون کے حقمین ایسے گمان لیجاتے ہین- مطلب یہ کہ چونکہ یہ باغبان خود ہی حرامی تھا اسلئے آل رسول پر بھی اسکو ایسے ہی گمان تھے اسلئے کہ المرء یقیس علے نفسہ آگے ایک مثال فرماتے ہین کہ-

ہر کہ بر الخ- یعنی جس کا سر چکر کیوجہ سے پھر رہا ہو تو وہ اپنی طرح سارے گھر کو پھرتا ہوا دیکھے گا- تو اسیطرح اس شخص کو جو وہ سید ولد الزنا معلوم ہوا تو وہ اصل مین خود ہی ولد الزنا تھا اسلئے دوسرون کو بھی ایسا ہی جانتا تھا آگے خود فرماتے ہین کہ-

ہر چہ گفت الخ- یعنی اُس باغبان بو الفضول نے جو کچھ کہا وہ اسی کا حال تھا اولاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات دور ہی- آگے اوسکے باپ دادا کو فرماتے ہین-

گر نبودے الخ- یعنی اگر یہ مرد دون کی اولاد نہوتا تو خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کب ایسا کہتا- بس یہان تک تو غصہ مین اسکو خوب برا بھلا کہہ لیا آگے پھر اون تینون کے قصہ کی طرف رجوع ہی-

خواند افسونہا الخ- یعنی اوسنے سب افسون پڑھے اور اون کو اون مولوی صاحب نے سُنا تو اُس سید کے پیچھے وہ نالائق گیا-

گفت الخ- یعنی اُس باغبان نے سید صاحب سے کہا کہ ارے گدھے تجھکو اس باغ مین کسنے بلایا کیا پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

سے تجھے میراث مین چوری کرنا پہونچی ہی۔

شیر را بچہ الخ۔ یعنی شیر کا بچہ تو اوس سے مشابہ ہوتا ہی تو بتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس امر مین مشابہ ہی۔

با شریف الخ۔ یعنی اُس سید کے ساتھ اوس کمینہ نے کجی کیوجہ سے وہ کیا جو کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خارجی کرتے

تا چہ کین الخ۔ یعنی نہ معلوم یہ دیو اور غول یزید اور شمر کی طرح آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیون کینہ رکھتے ہین۔

شد شریف الخ۔ یعنی وہ سید اُس ظالم کے زخم کیوجہ سے خراب ہوگئے تو انھون نے مولوی صاحب سے باچشم پرنم یہ کہا کہ۔

پائیدار الخ۔ یعنی ٹھیر کہ اب تو تنہا اور اکیلا رہ گیا ہی ڈھول کی طرح ہو اور پیٹ پر زخم کہا۔ مطلب یہ کہ ذرا ٹھیر تیرے اب تو نہ بجائی جاتی ہی خوب لاتین لگین گی۔

گر شریف الخ۔ یعنی اگرچہ مین شریف اور لائق اور ہمدم نہین ہون۔ مگر تیرے لئے ایسے ظالم سے بھی کم نہین ہون۔

شد از و الخ۔ یعنی اُس سید سے فارغ ہوا تو آیا کہ اجی مولانا آپ مولوی صاحب ہین ارے تو تو بیوقوفونکا بھی سبب ننگ ہی اور تجھ سے جاہلون کو بھی شرم آتی ہی۔

فتویت الخ۔ یعنی اے چوٹے یہ تیرا فتوے ہی کہ باغ کے اندر آتا ہی اور تو یہ بھی نہین کہتا کہ یہ حکم ہی یعنی جائز ناجائز کی بھی خبر ہی کہ بس گھسے ہی چلے آتے۔

بو حنیفہؒ داد الخ۔ یعنی ارے نالائق یہ فتویٰ ابو حنیفہؒ نے دیا ہی یا شافعیؒ نے کہا ہی بتا تو۔

اینچنین الخ۔ یعنی ایسی رخصت تو نے وسیط مین پڑھی ہی یا یہ مسئلہ محیط مین ہی کہ جسکی چیز مین چاہو تصرف بے اجازت کرو۔

این الخ۔ یعنی یہ کہا اور مولوی صاحب پر دست درازی کی اور اوسکے ہاتھ نے اوسکے دل کی خوب داد دی۔ مطلب یہ کہ اوسنے خوب دل کھولکر مارا۔

گفت الخ۔ یعنی مولوی صاحب بولے کہ تجھے حق ہی مارے تیرا قابو چلگیا ہی اور یہ اس شخص کی سزا ہی جو دوستون سے قطع کرے مطلب یہ کہ چونکہ مین نے دوستون سے قطع کیا ہی لہذا میری یہی سزا ہی جو تیرا جی چاہے کر مارلے تیرا قابو چلگیا ہی۔ آخر تو مولوی صاحب ہین باتین بنانا شروع کردین۔

من سزا الخ۔ یعنی مین اس سزا کے لائق ہون اور ایسی ہی اور سیکڑون کے کہ مین نے دوستون سے کیئہ کیوجہ سے کیون قطع کیا لہذا اب تو مجھے خوب سزا دے لے ہان بھائی مار لے۔

گوش الخ۔ یعنی مین نے تیری یہ ساری باتین کان لگا کر سنلین تو اب اپنے کو مار رہا ہون کہ (اے نفس) تیری عزت جاتی رہی اور ساری مولویت کرکری ہوگئی۔

رد الخ۔ یعنی آخرکار اوسکو بہت مارا اور زخمی کردیا اور اوسکو باغ سے باہر کردیا اور دروازہ بند کرلیا۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

ہر کہ تنہا الخ۔ یعنی جو شخص کہ اپنے دوستون سے تنہا رہتا ہی تو اوسکو ایسی ہی برائیان حاصل ہوتی ہین۔ جیسے کہ ان لوگون کو ملین آگے فرماتے ہین کہ۔

این الخ۔ یعنی یہ عیادت اس صلہ رحمی ہی کے واسطے ہی اور یہ صلہ رحمی سیکڑون محبت کی حامل ہی مطلب یہ کہ جب عیادت کروگے تو اسطرح صلہ رحمی ہوگی اور اس صلہ رحمی مین آپسمین محبت بڑھتی ہی اور محبت سے اتفاق ہوتا ہی اور اتفاق سے

بگفت و دست ... + گفت حقست ... دست رسید ... من سزاوارم باین و صد چنین + گوش کردم این ہمہ ... + ہر کہ تنہا ... این عیادت ...

وست او کین ... این سزا ... + تا چہ ... ناموس ... چنین آید ...

مضرتون سے انسان بچتا ہی لہذا چاہیئے کہ انسان اپنے یارون سے ہرگز قطع تعلق نہ کرے کہ بہت ہی حرمان اور مضرت کا باعث ہی آگے پھر اوس عیادت مریض کیطرف رجوع ہی۔

شرح حبیبی

رجعت بقصۂ مریض و عیادت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

در عیادت شد رسول بے ندید — آن صحابی را بحال نزع دید

چون شوی دور از حضور اولیا — در حقیقت گشتۂ دور از خدا

چون نتیجہ ہجر ہمراہان غم است — کے فراق روے شاہان زان کم است

سایۂ شاہان طلب ہر دم شتاب — تا شوی زان سایہ بہتر ز آفتاب

رو بجب اندر پناہ مقبلے — بوکہ آزادت کند صاحبدلے

گر سفر داری بدین نیت برو — ور حضر باشد ازین غافل مشو

فاختہ سان روز و شب گو کو کو — گنج پنہانے ز درویشے مجو

در بدر میگرد و مے رو کو بکو — جستجو کن جستجو کن جستجو

تا توانی ز اولیا رو بر متاب — جہد کن واللہ اعلم بالصواب

وہ بے مثل رسول عیادت کے لیئے تشریف لے گئے اور ان صحابی کو حالت نزع مین دیکھا۔ مولانا قصۂ عیادت کو بمناسبت شعر ماقبل بیان کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ترغیب صحبت اولیا رکے غلبہ نے اوسکو تمام نہ کرنے دیا اور مولانا نے پھر ترغیب صحبت اولیا کی طرف عود فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہین۔ جبکہ تو حضور اولیاء اللہ سے دور ہوا تو سمجھنا چاہیے کہ حقیقت مین خدا سے دور ہوا اول تو ان کی مفارقت خود خدا سے جدائی ہی لیکن اگر یہ بھی نہو تو بھی کیا کم مصیبت ہی سمجھو تو سہی کہ جب رفقا کی مفارقت موجب غم ہی جیسا کہ قصۂ مذکورۂ بالا سے تم کو معلوم ہوگیا۔ تو ان بادشاہون کی مفارقت رفقا کی مفارقت سے تو لامحالہ کم نہین ہوسکتی۔ پھر یہ کیون موجب غم نہو گی پس تو بہت جلد ان بادشاہون کا سایہ طلب کر کہ جو تجھپر ہر دم رہے۔ یا ہر دم سایۂ شاہان طلب کرتا کہ تو اس سایہ کی برکت سے مستنیر بقلب والروح ہو کر آفتاب سے بہتر ہو جاوے۔ ان رکھون (دنیاہلون) کو چھوڑ اور کسی با اقبال بادشاہ کی پناہ مین آ۔ امر اگر تیرا یہ قصد ہوگا اور تو ایسا کریگا تو ممکن ہی کہ کوئی صاحبدل تجھے شیطان کے پنجہ سے رہائی دے اگر تو سفر کرے تو سفر بھی اسی نیت سے کر کہ کوئی اہل اللہ ملجاوے۔ اور اگر حضر مین رہے تو وہان بھی یہی خیال رکھ اور فاختہ کی طرح رات دن کو کو کہتا رہ یعنی طالب اہل اللہ رہ اور خزانۂ مخفیہ معرفت الٰہی کسی ایک ہی فقیر سے مت ڈھونڈھ یعنی تعلیم تو ایک ہی سے حاصل کر کہ تعلیم مین ہرجائی پن مضر ہی لیکن برکات سے ہر درویش کی مستفید ہو اور در در اور گلی گلی پھر اور بجد و جہد اہل اللہ کو تلاش کر اور جہانتک تجھسے ہوسکے اہل اللہ کی صحبت سے منھ نہ موڑ بلکہ اون کی تحصیل صحبت مین امکانی کوشش کر اسکے مناسب ہم تجھکو ایک حکایت سناتے ہین جس سے تجھکو معلوم ہو کہ اہل اللہ کا کیا طریقہ تھا اور تجھکو عبرت ہو۔

تشریح شبیری

مریض کے قصہ کی طرف رجعت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا عیادت کرنا

در عیادت الخ - یعنی عیادت کے لیئے رسول بے نظیر صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اس صحابی کو حالت نزع میں دیکھا۔ آگے پھر مضمون ماقبل کی طرف انتقال ہے اور پر فرمایا تھا کہ ع ہر کہ تنہا ماند از یاران خود الخ آگے پھر اوسیکو فرماتے ہین

چون الخ - یعنی جب کہ تو صحبت اولیاء اللہ سے دور ہو گیا ہے تو حقیقت مین تو خدا سے دور ہو گیا ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت مین خدا یاد آتا ہے جب اون سے بعد ہو گا تو ذکر سے بھی بعد ہو گا اور یہی بعد عن الحق ہے۔

چون نتیجہ الخ - یعنی جب کہ ساتھیوں کا چھوڑ دینا موجب غم ہے او. بادشاہون کے سامنے سے جدا ہونا کب کم ہے مطلب یہ کہ دیکھو اوپر کی حکایت مین ہمراہی آپس مین جدا ہو گئے تھے تو کسطرح مصیبت پڑی پھر جو شخص کہ اولیاء اللہ سے دور ہو گا اوسکو تو کیون مصیبت نہ پیش آئیگی۔

سایہ الخ - یعنی شاہان (معنوی) کا سایہ ڈھونڈ ہو اور ہر دم دوڑ تا کہ اونکے سایہ کی بدولت آفتاب (ظاہری) سے بھی بہتر ہو جاؤ - اسلئے کہ اون کے سایہ مین تو انوار معنوی کا حصول ہو گا اور اس آفتاب مین صرف نور ظاہری ہے - لہذا ظاہر ہے کہ اون حضرات کے سایہ مین رہکر اوس سے فوقیت حاصل ہوگی۔

رو بجیب الخ - یعنی جا اور کسی مقبول بندہ کی پناہ مین سو شاید کہ کوئی صاحبدل تجھکو آزاد کر دے مطلب یا تو یہ کہ کسی مقبول بندہ کے سایہ مین آرام سے رہو کہ وہان اطمینان قلب حاصل ہو گا - اور پھر تمکو وہان رہنے سے شاید کہ کوئی صاحبدل نظر کر دے اور واصل ہو جاؤ اور بہوتے سے مراد بیکار رہنا ہے تب یہ مطلب ہو گا - کہ اگر بیکار ہی رہنا ہے اور کچھ کام کرنا ہی نہیں تب بھی کسی مقبول بندہ کے پاس ہی رہو کہ اوسکی صحبت کے برکات اور فیوض تمکو حاصل ہونگے اور انسے تم ایک روز کامیاب ہو جاؤگے - آگے فرماتے ہین کہ

گر سفر داری الخ - یعنی اگر سفر کرو تو اسی نیت سے کرو اور اگر حضر ہو تو اس سے غافل مت ہو - مطلب یہ کہ حضر ہو یا سفر کی حالت مین تلاش مقبولان حق سے غافل مت رہو - یہان ایک بات یہ بھی سمجھ لو - جسکو کل کے سبق مین بھی بیان کر چکا ہون کہ یہ جو تلاش مقبولان حق کی تعلیم فرما رہے ہین تو اسکے یہ معنی ہین کہ اگر کسی شخص کو تعلیم حاصل کرنیکے لئے ضرورت ہے تب تو وہ شیخ کی تلاش تعلیم کے لیئے کرے اور اسمین خوب سرگرمی سے کام لے اور جبکہ تعلیم کے لیئے کوئی شیخ ملگیا ہے تو اب تعلیم کے لیئے کسی دوسرے کے پاس جانا سو جب حیرانی ہے اور یہ شخص ہمیشہ یون ہی رہیگا۔ اسکو کبھی حاصل نہیں ہو سکتا

لا الی ہؤلاء ولا الی ہؤلاء - بلکہ اب جب کہ ایک شیخ کا دامن تعلیم کے لیئے تھام لیا ہے دوسرے اونکے ہم مشرب بزرگون کے پاس حصول برکت صحبت کے لیئے جانا مضائقہ نہیں ہے [illegible] ہے - لہذا جب تک کہ تعلیم کے لیئے شیخ نہ ملے اس وقت تک تو تعلیم کے لیئے تلاش کرو اور جب اسکے لیئے ایک پر دل ٹھہر جاوے اب دوسرون کے پاس صرف حصول برکت کے لیئے جانا مفید ہے ہان بھنگڑ [illegible] کے پاس ہرگز نہ جانا چاہئے کہ انکی صحبت مضر ہوتی ہے [illegible] اور فریبی ہوتے ہین اور اگر کوئی شخص [illegible] افعال ظاہری خلاف شریعت ہوتے [illegible] اس شخص [illegible]

پہونچا نہین سکتے - اونکی مثال گود کے بچہ جیسی ہوتی ہی - کہ وہ خود تو مانکی گود مین بیٹھا ہی مگر اوسکو یہ طاقت نہین ہی کہ کسی اور اپنے بھائی کو بھی لاکر کنار مادر مین بٹھا وے اسی طرح مجاذیب خود تو مقرب حق ہوتے ہین مگر دوسرے کے کام کے نہین ہوتے یہ تو کچھ ان ہی لوگون مین ہی کہ جو خالی معلوم ہوتے ہین یعنی شیوخ سالکین کاملین کہ جو ظاہر نظر مین گوشل عوام کے معلوم ہوتے ہین مگر ؎ کب فلک کو یہ سلیقہ ہی ستمگاری مین + کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری مین -
ع چہ پیر نامت کہ بہرے بیٹھے ہین + بلکہ قرب اصلی اور واقعی بھی ان ہی حضرات کو ہوتا ہی اس لئے کہ ان کی مثال مثل بڑے بیٹے کے ہی کہ جو ظاہر مین تو مان باپ سے الگ ہے لیکن جب مشورہ طلب ہوتا ہے اوس کا ہی کام پڑتا ہی تو اوسی کی پکار ہوتی ہی اور وہی بلایا جاتا ہی اوس کو یہ قدرت بھی ہی کہ دوسرے کی سفارش کرکے یا چھوٹے بہائیکو گود اوٹھاکر ماں باپ تک پہونچا دے مگر یہان سے جہلا یہ نہ سمجھین کہ نعوذ باللہ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ میان کے رشتہ دار یا شریک کار ہوتے ہین نعوذ باللہ بلکہ اون کو طریقے وصول کے معلوم ہوتے ہین وہ ہر ایک کو بتا دیتے ہین آگے جو ہوتا ہی اپنے کرنے سے ہوتا ہی جیسا کہ بارہا لکھا گیا ہی لہذا خواہ سفر مین رہو یا حضر مین تعلیم کے لیئے تو ایک کو جو متبع شریعت ہو اور تمہارا دل گواہی دے کہ مجھے اس سے نفع ہوگا تلاش کرلو - پھر فیض صحبت کے لیے دوسرون کے پاس حاضر ہونا بھی مضر نہین ہی بلکہ اگر شیخ سے اجازت لیکر اونکے پاس بھی جاؤ تو یہ اور بھی اسلم طریق ہی خوب سمجھ لو - آگے فرماتے ہین کہ -

فاختہ سان الخ - یعنی فاختہ کی طرح رات دن کوکو کہو اور پوشیدہ خزانہ کو ایک ہی درویش سے مت تلاش کرو مطلب یہ کہ ہر وقت تلاش مین لگے رہو اس خزانہ معانی کو ایک ہی کے پاس مت تلاش کرو بلکہ جو ملے اوس سے حاصل کرو لیکن یہان بھی وہی تقریر بالا یاد رکھنے کے قابل ہی کہ تعلیم کے لیے تو ایک ہی کا دامن پکڑ لو ہان فیض صحبت کیلیے اگر کسی دوسرے بزرگ کی خدمت مین بھی حاضر ہو تو مضائقہ نہین ہی -

دربدر الخ - یعنی (تلاش مین) دربدر پھرو اور کوچہ در کوچہ مین جاؤ جستجو کرد جستجو -

تا توانی الخ - یعنی جب تک ہوسکے اولیاء اللہ سے روگردانی مت کرو اور (تلاش مین) کوشش کرد - واللہ اعلم بالصواب -
غرضکہ اولیاء اللہ کی تلاش کی ہر وقت ضرورت ہی خواہ کسیکا شیخ معین ہو یا نہو اسلیے کہ اگر شیخ معین نہین ہی تب تو خود اسکی ضرورت ہی اور اگر وہ موجود ہی تو فیض صحبت کے حصول کی ضرورت ہی اسلیئے تلاش ضروری ہی - آگے حضرت بایزید بسطامی کی حکایت فرماتے ہین کہ وہ سفر مین چلے تو اولیاء اللہ کی تلاش مین لگے رہے یہان تک کہ ایک بہت بڑے بزرگ ملگئے اب حکایت سنو فرماتے ہین کہ -

شرح حبیبی

رفتن بایزید بسطامی بہ کعبہ و در راہ بخدمت بزرگے رسیدن و گفتن آن بزرگ کہ کعبہ منم مرا طواف کن

سوئے کعبہ شیخ امت بایزید	از برائے حج و عمرہ می دوید

او بهر شهرے که رفتے از نجست	مر عزیزان را بکردے باز جست
گر دمی گشتے که اندر شهر کیست	کو برار کان بصیرت متکی است
گفت حق اندر سفر هر جا روی	باید اول طالب مردے شوی
قصد گنجے کن که این سود و زیان	در تبع آید که این را فرع دان
هر که کارد قصد گندم باشدش	کاه خود اندر تبع می آیدش
گر بکاری جو نیاید گندمے	مردمے جو مردمے جو مردمے
قصد کعبه کن چو وقت حج بود	چونکه رفتی مکه هم دیده شود
قصد در معراج دید دوست بود	در تبع عرش و ملائک هم نمود
سید الاعمال بالنیات گفت	نیت خیرت بسے گلها شگفت
نیت مومن بود به از عمل	همچنین فرمود سلطان دول

حکایت خانه ساختن مریدے و امتحان پیر مرید را

خانه نو ساخت روزے نو مرید	پیر آمد خانه او را بدید
گفت شیخ آن نو مرید خویش را	امتحان کرد آن نکو اندیش را
روزن از بهر چه کردی ای رفیق	گفت تا نور اندر آید ازطریق
گفت آن فرع ست این باید نیاز	تا ازین ره بشنوی بانگ نماز
نور خود اندر تبع می آیدت	نیت آنرا کن که آن می بایدت

شیخ امت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بقصد حج و عمرہ کعبہ تشریف لیجارہے تھے مگر وہ جس شہر مین جاتے سب سے پہلے اہل اللہ کو تلاش کرتے اور چار دن طرف چکر لگاتے کہ دیکھین اس شہر مین کون ہی جو بصیرت کو اپنا تکیہ گاہ بنائے ہوئے ہی یعنی صاحب بصیرت و معرفت کون ہی اور وجہ اسکی یہ تھی کہ حق سبحانہ نے بذریعہ الہام انسے فرمایا تھا کہ تم سفر مین جہان کہین جاؤ تمکو چاہیے کہ سب سے پہلے اہل اللہ کو تلاش کرو اور واقع مین ہونا بھی یہی چاہیے کہ مقصود جز انہ ہو رہا نفع و نقصان جو سفر سے ایک درجہ مین مقصود ہی وہ فرع ہی مقصود اصلی کی جو کہ تبعاً حاصل ہو سکتا ہی کیونکہ جو شخص کھیتی کرتا ہی اوسکو گیہون مقصود ہوتے ہین اور بھس تبعاً حاصل ہو جاتا ہی۔ لیکن اگر تم جو بوؤ گے یعنی غرض دنیاوی کو مطمح نظر اور مقصد اولے بناؤ گے تو اس سے گیہون یعنی ثمرات محمودہ اخرویہ حاصل نہین ہو سکتے۔ لہذا مقصد اعلے و اہم تلاش اہل اللہ ہونا چاہیے اسکو ایسا سمجھنا چاہیے جیسے سفر کعبہ کہ جب حج کا وقت ہو تو سفر کعبہ سے زیارت کعبہ و افعال حج مقصود ہونے چاہئین۔ رہی سیر مکہ سو وہ خود بخود تبعاً حاصل ہو جاویگی۔ اسکو مطمح نظر نہ بنانا چاہیے۔ ورنہ یا تو حج ہی نہو سکے گا یا ثواب سے محروم رہوگے اسی بنا پر جناب رسول اللہ صلعم کا معراج سے مقصود اعلی حق سبحانہ کا دیکھنا تھا۔ رہی سیر عرش و ملائک سو وہ بھی بالتبع حاصل ہو گئی۔ اور راز اسکا یہ ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی انما الاعمال بالنیات پس اگر نیت اچھی ہی تو وہ عمل طاعت ہی اور اگر نیت بری ہی تو عمل برا۔ لہذا اگر

تمکو سفر سے مقصود طلب اہل اللہ ہوگی تو یہ سارا سفر تمہارا طاعت اور مثمر برکات ہوگا اور تیری نیت خیر سے بہت سے عمدہ نتائج پیدا ہونگے ورنہ علی حسب النیت معاملہ کیا جائیگا۔ یاد رکھو کہ نیت خیر بہت اعلی درجہ کی چیز ہے چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کی صرف نیت خیر اوسکے محض عمل سے بہتر ہے۔ کیونکہ اول طاعت ہے اور ثانی طاعت نہین اب ہم اوسکے مناسب ایک حکایت بیان کرتے ہین ایک شخص نیا مرید ہوا تھا اوسنے ایک گھر بنایا اوسکے پیر صاحب تشریف لائے اور مکانکو دیکھا دیکھکر شیخ نے اپنے اوس نئے مرید سے امتحاناً پوچھا کہ بھائی۔ یہ روزن دیوار یا چھت مین کیون رکھا گیا ہے اوسنے عرض کیا اسلیئے رکھا گیا ہے تاکہ روشنی مکان مین آسکے شیخ نے فرمایا اگر تم کو اس سے طاعت کی نیت چاہیے تھی کہ اذان کی آواز آسکے روشنی تو فرعی تھی وہ بھی آسکتی تھی اصل مقصد ہونا چاہیے جو اصل مقصود ہے رہی روشنی وہ خود بخود آجائیگی۔

شرح شبیری

حضرت بایزید بسطامیؒ کا حج کے لئے جانا راستہ مین ایک بزرگ کی خدمت مین پہونچنا اور اُن بزرگ کا اون سے یہ کہنا کہ مین کعبہ ہون میرا طواف کر

سوئے کعبہ الخ۔ یعنی شیخ امت حضرت بایزیدؒ کعبہ کی طرف حج اور عمرہ کے لیے جارہے تھے تو اونکی یہ حالت تھی کہ۔

او بہر شہر الخ۔ یعنی جس شہر مین وہ تشریف لیجاتے اول اولیاء اللہ کو تلاش فرماتے۔

گرد میگشتے الخ۔ یعنی گرد شہر کے پھرتے کہ شہر مین ایسا کون ہے جو کہ ارکان بصیرت پر متکی ہو۔ مطلب یہ کہ اہل بصیرت کی تلاش فرماتے کہ کون ہین۔

گفت الخ۔ یعنی حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سفر مین جہان جاؤ چاہیے کہ اول کسی مرد حق کے طالب ہو۔ قرآن شریف مین اسکے متعلق کوئی آیت صریح تو ہے نہین لیکن آیت ہو الذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی مناکبہا وکلوا من رزقہ سے یہ مضمون مستنبط ہوتا ہے اسلیے کہ بعض مفسرین نے یبتغون اموالہم کی تفسیر مین یہ لکھا ہے اے لیفیضون المعانی تو اس سے معلوم ہوا کہ جیسا مولانا کا اور صوفیہ کا قاعدہ ہے کہ بعض امور بطن قرآن شریف سے نکالتے ہین اسیطرح یہان معنی ظاہری تو یہ ہین کہ سفر کرو اور رزق ظاہری کو حاصل کرو اور بطن آیت کے یہ معنی ہونگے کہ جب سفر کرو تو رزق معنوی یعنی انوار اور فیوض اولیاء حاصل کرو۔ اس سے ایک تاویل بعید سے معلوم ہوتا ہے کہ تلاش اولیاء بھی اسمین داخل ہے لہذا ممکن ہے کہ مولانا کا اشارہ اسیطرف ہو واللہ اعلم بالصواب۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

قصد گنجے الخ۔ یعنی ایک خزانہ کا قصد کرکہ دنیا کا نفع نقصان تو تبعاً خود آجاویگا تم اُسکو فرع سمجھو مطلب یہ کہ ہر کام مین رضاء حق مطلوب ہونا چاہیے اور اس سے جو نفع یا نقصان ظاہری وابستہ ہے وہ تو ہوکر ہی رہیگا۔ جیسے کہ مثلاً روٹی کھانے بیٹھے تو اوس سے اگر مقصود یہ ہے کہ اس سے پیٹ بھریگا تب تو صرف پیٹ بھرتا ہے نفع حاصل ہوا اور اگر مقصود یہ ہے کہ اس سے قوت عبادت ہوگی تو پیٹ تو اب بھی بھریگا مگر ثواب بھی ملگیا۔ لہذا اصل مقصود تو رضاء حق اور طاعت سمجھو اور اوس کے تابع ہوکر امور دنیا وی بھی حاصل ہو جاوین گے آگے اپنی عادت کے موافق مثالین دیتے ہین کہ۔

سوئے کعبہ شیخ امت بایزید + او بہر شہرے کہ رفتے از نخست + گرد میگشتے کہ اندر شہر کیست + گفت حق اندر سفر ہر جا روی + قصد گنجے کن کہ این سود و زیان +
از برائے حج و عمرہ می دوید + مر عزیزان را بکردے باز جست + کو بر ارکان بصیرت متکی است + باید اول طالب مردے شوی + در تبع آید تو آنرا فرع دان +

ہر کہ کار الخ۔ یعنی جو کوئی بوتا ہی اوسکا مقصود تو گیہون ہوتا اور بہوسہ تبعاً آہی جاتا ہی۔

گر بکاری الخ۔ یعنی اگر تم جو بوؤ تو گیہون حاصل نہونگے کسی آدمی کو تلاش کرو آدمی کو۔ مطلب یہ کہ اگر تمنے نیت اچھی نہ کی تو یقیناً اوس سے عمدہ پھل حاصل نہونگے لہذا جب سفر کرو تو اوس سے مقصود اگر تلاش اولیا رہو تو جانکا قصد ہی وہان تو پہونچ ہی جاؤگے مگر اسکا ثواب بھی مل رہے گا۔

قصد کعبہ کن الخ۔ یعنی جب وقت حج کا ہو تو قصد کعبہ کا کرو جب تم پہونچ جاؤگے تو شہر مکہ بھی دیکھا جاویگا۔ مطلب یہ کہ جب حج کو جاؤ تو نیت زیارت بیت اللہ کی کرو جس سے ثواب ہوگا پھر جب وہان پہونچوگے تو تم کو مکہ شہر کی بھی سیر ہوجاویگی۔ لیکن اگر گھر ہی سے مکہ یا مِنیٰ کی سیر کا قصد کیا تو سیر تو ہو گئی مگر دوسرا مقصود یعنی ثواب حاصل نہین ہوا۔

قصد الخ۔ یعنی معراج مین مقصود تو حق تعالیٰ کی تجلی کی دیدار تھا اور تبعاً عرش و ملائک کو بھی دیکھ لیا۔

سید الاعمال الخ۔ یعنی سردار صلی اللہ علیہ وسلم نے الاعمال بالنیات فرمایا ہی اور تیری نیت خیر نے بہت سے غنچے کھلائے ہین حدیث مین ہی کہ الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی رواہ البخاری تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر اعمال مین نیت درست ہو تو پھر دیکھو کسقدر غنچہ معنی کھلتے ہین اور اس عمل مین کسقدر فیوض و برکات حاصل ہوتے ہین اور اگر نیت درست نہین ہی تو وہ عمل ہی بیکار ہی جیسا کہ ظاہر ہی۔

نیت مومن الخ۔ یعنی مومن کی نیت عمل سے بہتر ہی اسی طرح سلطان دل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی حدیث مین ہی کہ نیت المومن خیر من عملہ رواہ المواہب وضعفہ ورواہ الطبرانی وسکت عنہ اس سے معلوم ہوگیا کہ یہ حدیث موضوع تو نہین ہی اگرچہ ضعیف ہی اور مولانا ضعیف سے بھی استدلال فرمالیتے ہین لہذا اسی طرح یہان بھی مولانا استدلال فرمارہے ہین کہ مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہی لہذا نیت کو درست رکھنا چاہیے۔ آگے ایک حکایت لاتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ ایک شخص نے مکان بنایا تو اپنے شیخ کو اول اوسکے اندر لایا اوسمین ایک جگہ روزن بھی رکھا تھا شیخ نے پوچھا کہ یہ روشندان کس لئے رکھا ہی اوسنے عرض کیا کہ تاکہ روشنی آوے فرمایا کہ اگر یہ نیت ہوتی کہ اسمین سے اذان کی آواز آویگی تو تجھے روشنی تو حاصل ہو ہی جاتی مگر ثواب بھی ملتا۔ لہذا نیت کی درستی تمام اعمال مین ضروری ہی اب حکایت سنو۔

ایک سید کے گھر بنانے اور شیخ کے مرید کا امتحان لینے کی حکایت

خانہ الخ۔ یعنی ایک مرید نے ایک نیا گھر بنایا تو پیر صاحب آئے اور اوسکے گھر کو ملاحظہ کیا۔

گفت الخ۔ یعنی شیخ نے اپنے اس نئے مرید سے کہا اور اس نکو اندیش کا امتحان کیا یہ کہا کہ۔

روزن الخ۔ یعنی اے رفیق تونے یہ روشندان کس لیے رکھا ہی تو بولا کہ تاکہ اس راستہ سے نور آوے۔

گفت آن الخ۔ یعنی اوس شیخ نے کہا کہ یہ تو فرع ہی یہ نیت چاہیے تھی کہ اس راستہ سے اذان کی آواز آویگی۔

نور خود الخ۔ یعنی نور تو تبعاً تیرے پاس آہی جاتا تجھے وہ نیت کرنی چاہیے تھی جسکی تجھے ضرورت تھی۔ بس اب اوس حکایت کو تو ختم کردیا آگے پھر حضرت بایزید کی حکایت فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

گفت آن فرعست این باید نیاز ✦ نور خود اندر تبع می آیدت ✦

تا اذان ...

بایزید اندر سفر جستے بسے تا بیابد خضر وقت خود کسے

دید پیرے با قدے ہمچون ہلال بود در وے فر و گفتار رجال

دیده نابینا و دل چون آفتاب ہمچو پیلے دیده ہندستان بخواب

چشم بستہ خفتہ بیند صد طرب چون کشاید آن نہ بیند این عجب

بس عجب در خواب روشن میشود دل درون خواب روزن میشود

وانکہ بیدارست و بیند خواب خوش عارف ست و خاک او در دیده کش

بایزید او را چو از اقطاب یافت مسکنت بنمود و در خدمت شتافت

پیش او بنشست و می پرسید حال یافتش درویش و ہم صاحب عیال

گفت عزم تو کجا اے بایزید رخت غربت را کجا خواہی کشید

گفت قصد کعبہ دارم از پگہ گفت ہین با خود چہ داری زاد رہ

گفت دارم از درم نقره دویست نک ببستہ سخت بر گوشہ ردیست

گفت طوفے کن بگردم ہفت بار وین نکوتر از طواف حج شمار

وان درمہا پیش من نہ اے جواد دانکہ حج کردی و شد حاصل مراد

عمره کردی عمر باقی یافتے صاف گشتی بر صفا بشتافتے

حق آن حقے کہ جانت دیده است کہ مرا بر بیت خود بگزیده است

کعبہ ہرچندے کہ خانہ بر اوست خلقت من نیز خانہ سر اوست

تا بکرد آن خانہ را در وے نرفت واندرین خانہ بجز آن حی نرفت

چون مرا دیدی خدا را دیدۂ گرد کعبہ صدق بر گردیدۂ

خدمت من طاعت و حمد خداست تا نپنداری کہ حق از من جداست

چشم نیکو باز کن در من نگر تا ببینی نور حق اندر بشر

کعبہ را یکبار بیتی گفت یار گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار

بایزیدا کعبہ را دریافتے صد بہا و عز و صد فر یافتے

بایزید این نکتہا را ہوش داشت ہمچو زرین حلقہ اش در گوش داشت

آمد از وے بایزید اندر مزید منتہی در منتہی آخر رسید

بایزید اپنے سفر مین بہت تلاش کرتے تھے کہ کوئی صاحب اپنے وقت کے خضر ملجاوین بالآخر اونھون نے دیکھا کہ ایک بڑے میان ہین جنکی کمر ہلال کیطرح خمیدہ ہو ان مین ایک شان وشوکت شاہانہ ہے اور انکی گفتگو مردانہ ہے گو آنکھین بے نور ہین مگر دل آفتاب کیطرح روشن ہے اور یادِ وطن اصلی مین یون مست ہین جیسے ہاتھی اپنے وطن اصلی ہندوستان کو خواب مین دیکھکر مست ہوتا ہے کما ہو المشہور تعجب کی بات ہے کہ سونے والا آنکھین بند ہونیکی حالت مین تو مزہ کی باتین سیکڑون دیکھتا ہے کیونکہ اسکو اس حالت مین عالم غیب سے ایک گونہ تعلق ہوجاتا ہے اور جب آنکھین کھولتا ہے تو وہ باتین

نہین دیکھہ سکتا منشا تعجب یہ ہی کہ آنکھہ بند ہونیکی حالت مین دیکھتا ہی اور آنکھہ کھلنے پر نہین دیکھہ سکتا حالانکہ معاملہ برعکس تھا
یہ شخص خواب مین بہت سے عجائبات کا مشاہدہ کرتا ہی اور دل کو خواب مین عالم غیب سے ایک تعلق پیدا ہو جاتا ہی گویا کہ عجائبات
کے لیے دل مین ایک راستہ پیدا ہو جاتا ہی اور جو شخص جاگتا ہو اور جو جاگنے مین اچھے اچھے خواب دیکھے یعنی عجائبات عالم کا مشاہدہ
کرے وہ عارف ہی اوسکی خاک بجائے سرمہ کے آنکھون مین لگانا چاہیئے۔ القصہ بایزید نے جب اون کو قطب وقت پایا تو اونکے
سامنے عجز و انکسار اختیار کیا اور خدمت مین دوڑنے اون کے سامنے باادب بیٹھے حالت دریافت کی تو معلوم
ہوا کہ بیچارے نادار ہین اور اسکے ساتھ عیالدار بھی ہین۔ شیخ نے پوچھا بایزید کہا نکا قصد ہی اور آپکا سامان سفر کہان چلیگا
اونھون نے کہا کہ ہمیں سے خانہ کعبہ کا ارادہ ہوا ہی۔ آپنے فرمایا دیکھو تو تمھارے پاس زادراہ کیا ہی اونھون نے فرمایا کہ دوسو درم
ہین جو میری چادر کے پلہ مین بندھے ہوئے ہین آپنے فرمایا کہ سات بار میرے گرد گھوم جاؤ اور اسکو طواف حج سے بہتر سمجھو اور درم
میرے حوالہ کرو اور سمجھو کہ گویا کہ تمنے حج ہی کر لیا اور تمھارا مقصد حاصل ہو گیا اور تمکو عمر باقی ملگئی تو گویا عمرہ کر لیا اور صاف ہو گئے
تو گویا صفا ہی پر دوڑ لئے اُس ذات حقہ کی قسم جسکا نور معرفت تمکو حاصل ہی مجھے اوسنے بیت اللہ پر فضیلت دی ہی کیونکہ
مین بحمد اللہ مومن کامل ہون اور مومن کامل کا خانہ کعبہ سے افضل ہونا نص نبوی ثابت ہی یہ ضرور ہی کہ انکی طاعت کا گھر ہی۔
لیکن میری خلقت اوسکے اسرار کا گھر ہی ایک فرق مجھہ مین اور خانہ کعبہ مین یہ ہی کہ جب سے حق سبحانہ نے خانہ کعبہ کو پیدا کیا ایک
مرتبہ بھی اوس مین ان تجلیات کا ورود نہین ہوا جنکا مجھہ مین ہوا ہی اور مجھہ مین انکا ورود سیکڑون مرتبہ ہوا ہی بلکہ یون
کہیئے کہ میرا دل صرف انہین تجلیات سے معمور ہی۔ جب تمنے مجھے دیکھہ لیا تو گویا خدا کو دیکھہ لیا کیونکہ جو معاملہ بندگان خاص
حق سبحانہ کے ساتھ کیا جاتا ہی وہ گویا کہ حق سبحانہ ہی کے ساتھ کیا جاتا ہی اور جب تم میرے گرد گھوم لئے تو گویا تم ایک کعبۂ صدق
کے گرد گھوم لئے۔ میری خدمت حق سبحانہ کی طاعت اور اوسکی حمد ہی تمکو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ حق سبحانہ مجھسے جدا ہین لہذا انکے
ساتھ جو معاملہ کیا جاویگا وہ خود حق سبحانہ کے ساتھ نہو گا بلکہ واقعی بات وہی ہی جو مین کہتا ہون۔ چشم باطن سے بنظر غور مجھے
دیکھنا چاہیئے تاکہ تم کو نور حق سبحانہ آدمی کے اندر دکھلائی دے مجھ مین اور خانہ کعبہ مین ایک فرق یہ ہی کہ حق سبحانہ نے خانہ کعبہ
کو ایک مرتبہ اپنا مکان کہا یعنی بیتی کہا اور مجھے یا عبدی ستر بار یعنی بکثرت کہا کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ جب بندہ حق سبحانہ کو
پکارتا ہی اور ایک مرتبہ یا اللہ کہتا ہی تو وہان سے ستر مرتبہ یا عبدی جواب ملتا ہی (یا یون کہو کہ عالم معاملہ مین یہ خطاب ہوا ہی۔)
اسلئے اے بایزید جب تمنے مجھے پالیا تو گویا خانہ کعبہ ہی کو پالیا اور سیکڑون رونق۔ عزتین اور سیکڑون شوکت عند اللہ تمکو حاصل
ہو گئین بایزید نے ان تمام نکتون کو بہت غور سے سنا اور سونے کی بالی کی طرح اون کو آویزۂ گوش بنایا اور اس سے بایزید رحمۃ اللہ
علیہ کے بہت سے مراتب طے ہو گئے اور گو اضافی منتہی تھے مگر اب اس سے اعلیٰ انتہا پر پہونچ گئے۔

(ف) اس حکایت مین بعض امور تشریح طلب ہین تاکہ ناواقف مغالطہ مین نہ پڑ جاوین اول یہ کہ اون بزرگ نے ان کو حج سے
کیون روکا۔ اسکا۔ جواب یہ ہی کہ یا تو بایزید علیہ الرحمۃ پر حج فرض ہی نہوا ہو گا۔ کیونکہ دو سو درم حج کے لیے کافی نہوتے۔
یا فرض ہو چکا ہو گا اور اسکو وہ ادا بھی کر چکے ہونگے۔ بہر حال یہ حج نفل ہو گا۔ جناب شیخ نے دیکھا کہ میری خدمت بہ
نسبت حج نفل کے انکا زیادہ فائدہ ہے اِس لیے روکدیا۔ گو اسوقت اون کو وہ برکات نہ حاصل ہو سکین جو مخصوص ہین
خانہ کعبہ کے ساتھ مگر انسے بڑھ کر برکات حاصل ہوئین جو انکی حالت کے لحاظ سے شیخ کے اجتہاد مین زیادہ مناسب تھین
دوم یہ کہ ان بزرگ نے اپنے گرد طواف کیسے کرایا اور اسکو قائم مقام طواف کعبہ کیونکر قرار دیا۔ اسکا جواب یہ ہی کہ طواف

تعظیمی وتعبدی نہ تھا بلکہ جوش شوق ومحبت سے گرد گھومتا تھا۔ اور شیخ نے اسکو حقیقۃ مغنی عن طواف کعبہ نہین قرار دیا بلکہ مقصد یہ تھا کہ جو برکات تمکو طواف سے حاصل ہوتین گو وہ برکات حاصل نہون مگر اُن سے بڑھکر برکات حاصل ہونگی جو تمھاری حالت کے زیادہ مناسب ہین اور منشا ان برکات کا صورت طواف نہ تھی بلکہ صحبت ومحبت تھی جو گرد گھومنے مین حاصل تھی رہا اس صورت کا اختیار کرنا سو وہ بنا بر مشاکلت اور تطییب قلب کے لیے تھا۔

اس مقام پر تتمیما للفائدہ وہ مضمون بھی نقل کیا جاتا ہے جو حضرت مجدد الملۃ والدین دامت معالیہ نے خود قلمبند فرمایا ہے وھو ہذا۔

توجیہ حکایت بایزید باشیخے کہ بطواف خود امر فرمود

توجیہش چنانچہ بخاطر فاتر می رسد آنست کہ مقصود شیخ بایزیدؒ ازین سفر تحصیل برکات وانوار یکہ خاصۂ بیت معظم ست نبود خواہ فریضہ ادا کردہ باشد یا فریضہ نشدہ بود زیرا کہ آن خاصہ در محل دیگر اگرچہ فرضا بوجہ کلی یا خیری افضل ازان باشد مفقود ست ور نہ خاصہ خاصہ نمی ماند وہذا خلف۔ بلکہ مقصودش بطریق منع الخلو یکے از امور سگانہ بود علی اختلاف نیۃ الطالب یا حوالۃ یا مطلق ثواب عظیم کما یقصدہ اہل الشریعۃ ودرینجا بسبب معیل بودن آن کامل الاتفاق وتصدق موجب زیادت اجر وثواب بود کما حقق فی محلہ ویا اصلاح نفس بمجاہدہ این سفر کما یریدہ اہل الطریقۃ۔ ودر بعضے احیان صحبت کمل سبب زیادۂ اصلاح می باشد۔ ویا مطلق مشاہدۂ تجلیات محبوب کما یریدہ اہل الحقیقۃ پس آن شیخ کامل بتصرف قوی تجلیات را بر قلب او وارد نمودہ ورنہ یقینی ومتفق علیہ بین اہل الظاہر والباطن ہست کہ طواف انسان کامل اگرچہ تجلیات کعبہ راہم جامع باشد مغنی از طواف کعبہ نتوان شد وکیف کہ در کعبہ انچہ مفصل ہست در انسان مجمل ست و التفصیل مالیس بالاجمال اما توجیہ طواف پس عذرش علیہ حال ست۔ واسرار وحدۃ ومعیۃ محلہ لیس ہہنا ذاک۔

شرح شبیری

بایزید الخ یعنی بایزید رحمۃ اللہ سفر مین بہت تلاش کرتے تھے تا کہ کسی اپنے وقت کے خضر کو پالین۔ دید پیرے الخ۔ یعنی انھون نے ایک بوڑھے کو جنکا قد کہ ہلال کی طرح خمیدہ تھا دیکھا اور ان بڑے میان مین مردونکی سی باتین تھین۔ مطلب یہ کہ انکی باتون سے مرد راہ حق معلوم ہوتے تھے اور محقق اور بصیر معلوم ہوتے تھے۔

دیدہ الخ۔ یعنی آنکھین تو نابینا تھین اور دل آفتاب کی طرح روشن مثل ہاتھی کے کہ ہندوستانکو خواب مین دیکھا ہو۔ چونکہ ہاتھی ہندوستانکا جانور ہے اسلئے اگر کبھی باہر چلا جاتا ہے اور پھر خواب مین ہندوستان کو دیکھتا ہے تو لوگ کہتے ہین کہ نہایت سرور ہوتا ہے اسلئے فرماتے ہین کہ۔ ہاتھی کی طرح آنکھین تو بند تھین مگر خوش وخرم تھے آگے فرماتے ہین کہ۔

چشم بستہ الخ۔ یعنی یہ تعجب کی بات ہے کہ سونے والا آنکھین بند کرکے تو سیکڑون عمدہ باتین دیکھتا ہے اور جب آنکھ کھول دے تو کچھ بھی نظر نہین آتا۔ حالانکہ عکس موافق قیاس کے ہے۔

بس عجب در خواب الخ۔ یعنی بہت سی عجائبات خواب مین روشن ہوجاتی ہین اور دل خواب مین ایک روشندان ہوجاتا ہے۔ کہ اس مین مختلف قسم کے انوار نظر آتے ہین یہ حالت تو عوام کی بھی ہے اور اس کو اطبا نے بھی لکھا ہے کہ جب انسان سوتا ہے تو اسکا نفس ملاء اعلی کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ آگے اولیاء اللہ کی حالت کو بیان فرماتے

وانکہ الخ۔ یعنی اور وہ کہ بیدار ہے اور عمدہ خواب دیکھ رہا ہے وہ عارف ہے اسکے خاک قدم کو آنکھ مین لگا۔ مطلب یہ کہ

جسکی یہ حالت ہو کہ بیداری مین بھی اوسکو انوار حق اور عجائبات کا مشاہدہ ہوتا ہو اُس کے تو غلام ہو جاؤ۔ اور اُسکی اطاعت مین مرمٹو۔ آگے پھر قصہ حضرت بایزید کا فرماتے ہین کہ۔

بایزید الخ۔ یعنی حضرت بایزید رحمہ اللہ نے جب اون کو اقطاب مین سے پایا تو اون کے سامنے عاجزی کی اور ان کی خدمت مین جلدی کی۔

پیش الخ۔ یعنی حضرت اون کے سامنے بیٹھے اور حال بھی پوچھا تو اونکو غریب اور عیالدار پایا۔

گفت عزم الخ۔ یعنی اون بزرگ نے کہا کہ اے بایزید کہان کا سفر ہے اور اس سامان کو کہان کھینچے۔

گفت قصد الخ۔ یعنی حضرت نے عرض کیا کہ مین شوق کیوجہ سے قصد کعبہ کا رکھتا ہون تو اوںھون نے فرمایا کہ اچھا تو اپنے ساتھ زاد راہ کیا رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ تیرے پاس کیا زاد راہ ہے۔

گفت دارم الخ۔ یعنی حضرت نے عرض کیا کہ مین دو سو درم رکھتا ہون اور وہ یہ چادر کے کونہ مین مضبوط بندھی ہوئی ہین

گفت طوف الخ۔ یعنی اون بزرگ نے کہا کہ تو تم میرے گرد سات مرتبہ طواف کرو اور اسکو طواف حج سے اچھا جانو۔

وان الخ۔ یعنی اور اے سخی اون درمونکو میرے آگے رکھدو اور جان لو کہ تم نے حج کر لیا اور مراد حاصل ہو گئی۔ یہان بزرگ کے کلام سے اول تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ اونھون نے اپنا طواف کرایا اور اسکو طواف حج سے بہتر بتایا۔ دوسری یہ کہ درم مانگے جو کہ حرص کی بیّن دلیل ہے۔ اور حضرت بایزیدؒ کے اوپر دباؤ ڈالنا ہے۔ توجیہ انکی یہ ہے کہ اصل مین حضرت بایزید رحمہ اللہ پر حج فرض نہ تھا یا تو اسلئے کہ پہلے کر چکے ہون اور یا اسلئے کہ اون کے پاس زاد راہ کافی نہو بلکہ صرف شوقیہ نکل کھڑے ہوئے ہون تو یہ حج تو نفل ہوتا۔ اور یہ معلوم ہے کہ یہ شخص غریب اور عیالدار تھے۔ انکی خدمت کرنا بھی عبادت تھی پھر حج کا ثواب تو لازم صرف حضرت بایزید ہی تک تھا اور انکی خدمت کا ثواب متعدی تھا اور نوافل مین نفع لازم سے نفع متعدی افضل ہے اسلئے اونھون نے یہ کہا کہ تم حج مت کرو کہ تم کو ثواب مقصود ہے وہ میری خدمت کرنے سے حاصل ہو جاویگا بلکہ اس سے افضل ثواب ملیگا۔ جیسا کہ معلوم ہوا کہ یہ نفع متعدی ہے اسلئے اسکو حج سے افضل فرمایا۔ رہا طواف کا حکم دینا تو یہ غلبہ حال مین ہو گیا ہے اصل مین تو اون کا مقصود یہ ہے کہ میری اطاعت کرو غلبۂ حال مین ادا ہو سکی یہ صورت نکالی جسمین کہ کوئی ملامت نہین ہے اور درمون کا مانگنا حرص تو اس لئے نہین ہے کہ اون کو معلوم تھا کہ حضرت بایزیدؒ سمجھدار اور صاحب بصیرت ہین وہ جانتے ہین کہ مین حرص کیوجہ سے نہین مانگتا بلکہ یہ جو کچھ کہ رہا ہون واقع ہے اور اسی سلئے اون پر بوجھ بھی نہین پڑ سکتا اس لیئے کہ وہ جانتے تھے کہ جب میرا مقصود حاصل ہے اور وہ انکو دینے ہی سے ہو سکتا ہے لہذا دیدینا چاہیئے اب بالکل صاف ہو گیا کوئی اشکال باقی نہین رہا۔ اسکے متعلق خود حضرت مولانا دام ظلہم نے ایک تقریر ۱۷؍ ۱۳ مین لکھی تھی اسکو انشاء اللہ آخر حکایت مین نقل کر دیا جاویگا۔ آگے بھی اون بزرگ ہی کا قول ہے کہ۔

عمرہ کردی الخ۔ یعنی جان لے کہ تو نے عمرہ کر لیا اور عمر باقی کو پا لیا اور تو صاف ہو گیا اور صفا پر دوڑ گیا۔ اسلئے کہ جب یہ روپیہ دیا تو اوس سے قلب دکھا اور اس سے صفائی قلب حاصل ہوئی اور حیات ابدی کا حاصل ہونا ظاہر ہے۔

حق آن الخ۔ یعنی قسم ہو اوس حق کی کہ جسکو تیری جان نے دیکھا ہے کہ اوسنے مجھے اپنے گھر پر برگزیدہ کیا ہے۔ حدیث مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے کعبہ کو خطاب کر کے کہا تھا کہ بے شک تجھے حق تعالیٰ نے شرف دیا ہے مگر مومن تجھ سے زیادہ اشرف ہے حق تعالیٰ

کے نزدیک۔ لہذا یہ کہنا کہ حق تعالیٰ نے بیت اللہ پر مجھے شرف دیا ہے کسی قسم کی بے ادبی وغیرہ نہیں ہے۔

کعبہ ہر چندے الخ۔ یعنی ہر چند کہ کعبہ اوسکی عبادت کا گھر ہے مگر میری خلقت بھی اوسکے اسرار کا گھر ہے۔ لہذا میں کہ مومن ہوں کعبہ سے کم نہیں بلکہ افضل ہوں۔

تا بکرد الخ۔ یعنی جب سے اس گھر کو بنایا ہے اوس میں کبھی تشریف نہ لے گئے اور اس گھر میں (یعنی قلب مومن میں) سوائے اوس حی کے اور کوئی نہیں گیا ہے۔ یہاں بظاہر ایک اشکال ہوتا ہے کہ اگر کعبہ میں جانے سے مراد تحیز و تمکن ہے اور مقصود یہ ہے کہ حق تعالیٰ چونکہ اس سے پاک ہیں لہذا وہاں تشریف لیجانا صادق نہیں ہوسکتا اور کعبہ مکان محیط حق نہیں ہو سکتا تو یہ بات تو قلب میں بھی ہے کہ یہاں بھی تمکن اور تحیز کے طور پر حق تعالیٰ کبھی بھی تشریف نہیں لائے اور اگر یہ کہا جاوے کہ مراد تعلق ہے تو کعبہ اور دل دونوں سے تعلق ہے پھر قلب میں آنیکی ہی کیا تخصیص ہے جواب اسکا یہ ہے کہ مراد تعلق ہی ہے لیکن چونکہ حق تعالیٰ کو قلب مومن سے جو تعلق ہوتا ہے وہ اس درجہ کا ہوتا ہے کہ اوسکے سامنے تعلق مع بیت اللہ کالعدم سمجھا گیا ہے اسلئے فرمایا کہ اس میرے قلب سے تو حق تعالیٰ کو وہ تعلق ہے کہ جسکے سامنے اوسکا تعلق بالکل کالعدم ہے فلا اشکال۔

چون مرا دیدی الخ۔ یعنی جبکہ تو نے مجھے دیکھہ لیا تو (گویا کہ) خدا کو دیکھہ لیا اور کعبۂ صدق کے گرد پھر لیا۔ مطلب یہ کہ چونکہ مجھمیں اور خدا میں عینیت مصطلحہ ہے (جو اکثر بیان کیگئی ہے) اسلئے میرا دیکھہ لینا گویا کہ خدا کا دیکھہ لینا ہے۔

خدمت من الخ۔ یعنی میری خدمت کرنا حق تعالیٰ کی طاعت و حمد کرنا ہے تو ہرگز یہ مت سمجھنا کہ حق مجھ سے جدا ہے۔ مطلب یہ کہ چونکہ میرا یہ مرتبہ ہو گیا کہ مجھے عینیت مصطلحہ ذات باری کے ساتھ ہوگئی ہے اور بی یسمع اور بی یبصر اور بی ینطق کا مصداق بنگیا ہوں تو میری خدمت کرنا گویا کہ خدمت حق ہے۔

چشم نیکو الخ۔ یعنی آنکھ کو اچھی طرح کھول اور میرے اندر دیکھہ تاکہ تو حق تعالیٰ کا نور بشر میں دیکھے مطلب وہی ہے کہ چونکہ عینیت مصطلحہ مجھے حاصل ہے اسلئے میرے اندر بھی نور حق متجلی ہے۔

بایزید الخ۔ یعنی اے بایزید آپ نے کعبہ کو پالیا اور آپ نے سیکڑوں رونقیں اور سیکڑوں عزتیں اور سیکڑوں دبدبہ پائے مطلب یہ کہ بتھا دے لئے چونکہ حج نفل ہے اسلئے میری خدمت کرنا اور میری صحبت میں رہنا حج سے بھی افضل ہے لہذا اب گویا کہ تمنے حج ہی کرلیا اور اسکی تمام برکات کو حاصل کرلیا۔

کعبہ را یکبار الخ۔ یعنی کعبہ کو تو حق تعالیٰ نے ایک ہی مرتبہ بیتی کہا ہے اور مجھے تو یا عبدی ستر بار کہا ہے مطلب یہ کہ چونکہ کعبہ تو مکلف باحکام نہیں ہے اسلئے اوسکو تو ایک مرتبہ اپنی طرف منسوب کرنیکے لئے بیتی کہدیا اور چونکہ بندہ سے احکام متعلق ہیں اسلئے اوسکو ہر حکم کے ساتھ خطاب یا عبدی موجود ہے لہذا معلوم ہوا کہ بندہ سے بہ نسبت کعبہ کے زیادہ تعلق ہے اور میں بندہ ہوں لہذا مجھ سے بھی کعبہ سے زیادہ تعلق ہوا۔ آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

بایزید الخ۔ یعنی حضرت بایزید نے اون نکتوں کو یاد رکھا اور سونے کے بالے کی طرح کانمیں رکھا مطلب یہ کہ اون بزرگ کی باتیں خوب غور سے سنکر اون کو یاد رکھا کہ کام کی باتیں تھیں۔

آمد الخ۔ یعنی اون سے حضرت بایزید زیادتی میں آئے اور منتھی منتھے کے آخر (مرتبہ) کو پہونچگیا مطلب یہ کہ اون کی صحبت سے حضرت بایزید کو بہت ہی نفع ہوا اور اون کے مراتب میں بے انتہا ترقی ہوئی اور وہ پہلے سے منتہی اور کامل تو تھے ہی مگر اب اکمل ہوگئے اب اس حکایت کی توجیہ کے متعلق حضرت دام ظلہم کی تقریر سنو۔

توجیہ حکایت بالا از حضرت والا دام ظلہم العالی بالفاظہم

دو توجیہش چنانچہ بخاطر فاتر می رسد آنست کہ مقصود شیخ بایزید از ین سفر تحصیل برکات و انوار یکہ خاصۂ بیت معظم ست بنود خواہ فریضہ ادا کردہ باشد یا فرضیۃ نشدہ باشد زیرا کہ آن خاصۂ در محل دیگر اگرچہ فرضًا بوجہ کلی یا جزئی افضل ازان باشد مفقود ست دگر نہ خاصہ خاصہ نمی ماند و ہذا خلف بلکہ مقصود شیخ بطریق منع الخلو یکے از امور سہ گانہ بود علی اختلاف نیۃ الطالب و احوالہ یا مطلق ثواب عظیم کما القصدہ اہل الشریعۃ و در ینجا بسبب معیل بودن آن کامل اتفاق و تصدق موجب زیادت اجر و ثواب بود کما حقق فی محلہ و یا اصلاح نفس بمجاہدہ این سفر مبارک کما یرومہ اہل الطریقۃ و در بعضے احیان صحبت کمل بسبب زیادت اصلاح می باشد و یا مشاہدہ مطلق تجلیات محبوب کما یریدہ اہل الحقیقۃ پس آن شیخ کامل بتصرف قوی تجلیات را بر قلب او وارد نمود و در نہ نقلی و متفق علیہ بین اہل الظاہر و الباطن است کہ طواف انسان کامل اگرچہ تجلیات را ہم جامع باشد مغنی از طواف کعبہ نتوان شد و کیف کہ در کعبہ آنچہ مفصل ست در انسان مجمل ست و للتفصیل مالیس بالاجمال اما توجیہ طواف پس عذرش غلبۂ حال ست اما اسرار وحدت دمعیتہ فمحلہ لیس ہہنا لکن ۲۰ رمضان ۱۳۱۷ھ ہجری ۱۱

الحمد للہ کہ اب کوئی اشکال اس حکایت کے متعلق نہیں رہا وللہ درہ ثم للہ درہ۔

آگے پھر عیادت کے قصہ کیطرف رجوع فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

دانستن پیغمبر کہ سبب رنجوری آن شخص گستاخی بودہ است در دعا

چون پیمبر دید آن بیمار را	خوش نوازش کرد یار غار را
زندہ شد چون او پیمبر را بدید	گوئی آندم حق مرا او را آفرید
گفت بیماری مرا این بخت داد	کامد این سلطان بر من بامداد
تا مرا صحت رسید و عافیت	از قدوم این شہ پر خاصیت
اے خجستہ رنج و بیماری و تب	اے مبارک درد و بیداری شب
نک مرا در پیرے از لطف و کرم	حق چنین رنجوریئے داد و سقم
درد پشتم داد تا من ہم ز خواب	بر جہم ہر نیم شب لابد شتاب
تا نخسپم جملہ شب چون گاومیش	دردہا بخشید حق از لطف خویش
زین شکستن رحم شاہان جوش کرد	دوزخ از تہدیدشان خاموش کرد

جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیمار کو دیکھا تو اپنے مخلص دوست پر بیحد کرم فرمایا جب اون صحابی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو یہ حالت ہوئی کہ گویا خدا نے اوسکو ابھی پیدا کیا ہی یعنی سب تکالیف و رنج بھول گیا اور کہا کہ بیماری ہی کی برکت سے مجھے یہ بات نصیب ہوئی ہی کہ سلطان دو عالم آج صبح میرے پاس تشریف لائے جس کا

نتیجہ یہ ہوا کہ مین اس بادشاہ پرخاصیت کی برکت سے بالکل صحیح وسالم ہوگیا - ارے یہ تکلیف وبیماری اور بخار اور درد اور رات کا جاگنا بڑے مبارک ہین - ایک وجہ تو یہ کہ خدا نے یہ بیماری اور درد وغیرہ اپنی مہربانی سے مجھے ایسے وقت مین عطا کئے جس مین بوجہ کاہلی وسستی کے اعمال صالحہ نہین کرسکتا تھا یعنی بڑھاپے مین تاکہ ان تکالیف کے سبب آدھی رات کے وقت ضرور اٹھ جایا کرون اور چونکہ حق سبحانہ کو منظور یہ تھا کہ مین رات بھر بھینس کی طرح نہ سوتا رہون - اسلئے مجھے حق سبحانہ نے یہ تکلیفین اپنی مہربانی سے عطا کین - دوسری وجہ یہ ہے کہ میری اس شکستگی سے مرحمت خسروانہ کو جوش ہوا کہ میرے گھر تشریف لائے اور دوزخ کو مجھے دھمکی دینے سے خاموش کردیا - یعنی جناب والا کی تشریف آوری میری نجات کا ذریعہ ہوگئی -

شرح شبیری

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جاننا کہ یہ شخص دعا مین گستاخی کرنیکی وجہ سے بیمار ہے

چون الخ - یعنی جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیمار کو دیکھا تو اس یار غار پر خوب نوازش کی -
زندہ شد الخ یعنی وہ شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر زندہ ہوگئے گویا کہ حق تعالیٰ نے اُسی وقت اونکو پیدا کیا ہے -
گفت الخ - یعنی وہ شخص کہنے لگے کہ بیماری نے مجھے یہ حصہ دیا کہ ایسے بادشاہ میرے پاس صبح ہی تشریف لائے ؎
یہ کہان تھی مری قسمت کہ رکھین دلپہ وہ ہاتھ ٭ آ کلیجے سے لگا وُن تجھے بیمار دل ٭
تا مرا صحت الخ یعنی یہانتک کہ مجھے صحت حاصل ہوگئی اور عافیت اس بادشاہ پرخاصیت کی تشریف آوری سے -
اے خجستہ الخ - یعنی یہ تکلیف اور بیماری اور بخار مبارک ہے اور یہ درد اور راتون کا جاگنا مبارک ہے کہ جسکی بدولت قدوم میمنت لزوم سے مین اور میرا گھر مشرف ہوا ؎ وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے ٭ کبھی ہم اون کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین ٭
تک مرا در الخ - یعنی اس بڑھاپے مین لطف وکرم سے حق تعالیٰ نے مجھے ایک ایسی تکلیف اور بیماری دی -
درد پشتم الخ - یعنی مجھے درد پشت دیا یہان تک کہ مین نیند سے ہر آدھی رات کو جلدی سے ضرور اُٹھ بیٹھتا ہون اور جب آنکھ کھلجاتی ہے تو لامحالہ مسلمان آدمی تو ذکر ہی مین مشغول ہوگا تو دیکھئے اس ذکر وغیرہ کا سبب وہ درد ہی ہے لہذا وہ بھی نعمت ہوا -
تا نخسپم الخ - یعنی تاکہ مین بھینسے کی طرح رات بھر نہ سو سکون مجھے حق تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے درد بخشے تو دیکھو ان دردو سے فائدہ ہوا کہ رات بھر نیند نہ آویگی تو ذکر اللہ مین مشغول رہینگے - اور ایک فائدہ یہ ہوا کہ -
زین شکست الخ - یعنی اس شکستگی کیوجہ سے اُس بادشاہ (یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) کے رحم نے جوش کیا اور دوزخ کو میرے عذاب دینے سے خاموش کیا - مطلب یہ کہ میری اس بیماری ہی کی خبر سنکر تو حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مجھپر رحم آیا اور آپ تشریف لائے تو ایک تو آپکی تشریف آوری کی برکت سے دوسرے آپنے دعائے مغفرت فرمائی اوس سے میرے گناہ معاف ہوے اور دوزخ سے بالکل ہی بچاؤ ہوگیا - آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

شرح حبیبی

رنج گنج آمد کہ رحمتہا درو ست ٭ مغز تازہ شد کہ بخراشید پوست

اے برادر موضع تاریک وسرد — صبر کردن بر غم و سستی و درد
چشمۂ حیوان و جام مستی است — کان بلندیہا ہمہ در پستی است
آن بہاران مضمرست اندر خزان — پر بہارست این خزان مگریز ازان
ہمرہ غم باش با وحشت بساز — می طلب در مرگ خود عمر دراز

یہان سے مولانا بمناسبت قصۂ مذکورہ مضمون ارشادی شروع کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ یاد رکھو کہ تکلیف کے اندر بہت سی رحمتین ہین اسلئے یہ رحمت الٰہی کا خزانہ ہے اس سے اخلاق ذمیمہ دور ہوتے ہین گناہ معاف ہوتے ہین اور آدمی ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اسکی نظیر حیات مین بھی موجود ہے دیکھو جب کسی پھل کو چھیلا جاتا ہے جس سے کہ اوسکو تکلیف پہونچتی ہے تو اوسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اندر سے صاف وستھرا اور تازہ تازہ مغز نکل آتا ہے پس خوب سمجھ لو کہ اس ہیوقا اور تیرہ وتار مقام دنیا مین غم اور سستی اور تکلیف پر صبر کرنا حیات تازہ بخشنے والا اور مثل آب حیوان ہے اور گویا کہ شراب محبت الٰہی کا ایک جام ہے جس سے مستی پیدا ہوتی ہے اور راز اسکا یہ ہے کہ صبر بمقتضائے عبودیت ہے اور عبودیت تمام مراتب عالیہ کا منشاء ہے اور یہ بہارین اسی خزان مین مضمر ہین لہذا یہ خزان بہارون سے بڑھ کر ہے یعنی ان مشقتون مین بڑی راحتین ہین تم کو ان سے بھاگنا نہ چاہیے بلکہ بشوق ورغبت برداشت کرنا چاہیے۔ غم کا رفیق ہونا چاہیے وحشت سے میل کرنا چاہیے اور اپنی موت مین عمر دراز کو ڈھونڈھنا چاہیے یعنی انہین ریاضات ومجاہدات مین مرجانا چاہیے اس سے تمکو حیات روحانی عطا ہوگی جو ابدی ہے اور جسکے لیے کبھی فنا نہین۔

شرح شبیری

رنج گنج الخ۔ یعنی رنج تو ایک خزانہ ہے کہ اوسکے اندر بہت سی رحمتین ہین۔ مغز تازہ ہوجاتا ہے جبکہ پوست کو چھیل ڈالا جاوے مطلب یہ کہ چونکہ مرض اور تکلیف کیحالت مین رحمت حق نازل ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اس مریض کی حالت شکستگی پر رحم فرماتے ہین تو یہ مرض وغیرہ ہی سبب اس رحمت کا ہوا۔ لہذا تکلیف اور مرض مین بھی رحمت حق پوشیدہ ہے اور اوسکی ایسی مثال ہے کہ جیسے زخم کے اوپر جو خراب کھال آجاتی ہے اگر اوسکو اوسی طرح رہنے دیا جاوے تو زخم گل جاتا ہے سڑ جاتا ہے اور اگر جراح نشتر سے اوسکو کاٹ کر الگ کردے تو پھر اندر سے اور عمدہ کھال نکلتی ہے تو دیکھو اگرچہ جراح کے کاٹنے مین کلفت ہوتی مگر اسمین ایک راحت اور آرام مستتر ہے کہ وہ زخم اچھا ہوجاویگا۔ اور عمدہ اور نئی کھال نکل آویگی۔ اسیطرح مرض کے بعد راحت ہوتی ہے۔

اے برادر الخ۔ یعنی اے بھائی تاریک وسرد جگہ مین غم اور سستی اور درد پر صبر کرنا (یہ شعر مبتدا ہے اور شعر آئندہ اسکی خبر ہے)۔

الخ۔ یعنی چشمۂ حیوان اور جام مستی ہے کہ وہ بلندیان ساری پستی مین ہین۔ مطلب یہ کہ تکالیف پر صبر کرنا ہی موجب حیات ابدی کا ہے اور یہی شئے ہے کہ جو موصل الی المطلوب ہوتی ہے۔ اور یہ عاجزی اور تواضع ہی ایسی شئے ہے کہ جو سبب علو مراتب کا ہوتی ہے۔

آن بہاران الخ۔ یعنی ان خزان مین بہار پوشیدہ ہے اور یہ خزان پر بہار ہے اس سے بھاگو مت اسلئے کہ جب خزان کے بعد بہار آویگی تو گویا کہ خزان تو طلیعہ وتمہید ہے بہار کی اسلئے خزان مین بہار پوشیدہ ہے لہذا ایسی خزان سے بھی گریز نہ کرنا چاہیے کہ اوسکے بعد تجلی محبوب ہی ہے۔

ہمرہ غم الخ۔ یعنی غم کی ہمراہ رہو اور وحشت کے ساتھ موافقت کرو۔ اور اپنی موت مین عمر دراز کے طالب رہو۔ مطلب یہ کہ غموم

اور تکالیف سے گھبراؤ مت بلکہ اون مین صبر کرو اسلئے کہ اگر انتہا ہی کو پہونچین تو یہ ہوگا کہ مرجاؤگے تو اس موت مین بھی تمکو عمر باقی اور حیات ابدی حاصل ہوگی تو اس حیات مستعار سے تو وہ حیات ابدی لامحالہ بہتر ہی ہی ہان ان تکالیف اور مصیبتون پر تیرا نفس بیشک صبر نکریگا بلکہ وہ تمکو اسکے خلاف تعلیم دیگا اسلئے کہ اوسکو تو اسمین کلفت ہی کلفت ہی لہذا تو اوسکا کہا مت مانیو اور وہ جو کہے اوسکے خلاف ہی کیجیو آگے اسیکو فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

انچه گوید نفس تو کاینجا بد ست — مشنوش چون کار او ضد آمد ست
تو خلافش کن که از پیغمبران — اینچنین آمد وصیت در جہان
مشورت در کارها واجب شود — تا پشیمانی در آخر کم بود
حیلها کردند بسیار انبیا — تا که گردان شد برین سنگ آسیا
نفس میخواهد که تا ویران کند — خلق را گمراہ و سرگردان کند
گفت امت مشورت با کہ کنیم — انبیا گفتند با عقل امیم
گفت اگر کودک در آید یا زنے — کو ندارد عقل و راے روشنے
گفت با او مشورت کن وانچه گفت — تو خلاف آن کن و در راہ افت
نفس خود را زن شناس از زن بتر — زانکه زن جزو ست نفست کل شر
مشورت با نفس خود گر می کنی — ہر چه گوید کن خلاف آن دنی
گر نماز و روزہ می فرمایدت — نفس مکارست مکرے زایدت
مشورت با نفس خویش اندر فعال — ہرچه گوید عکس آن باشد کمال
بر نیائی با وے واستیز او — رو بر یارے بگیر آمیز او
عقل قوت گیر و از عقل دگر — نیشکر کامل شود از نیشکر
من ز مکر نفس دیدم چیزها — کو برد از مکر خود تمیزہا
وعدها بدہد ترا تازہ بدست — کو ہزاران بار آنہارا شکست
عمر اگر صد سال خود مہلت دہد — اوت ہر روزے بہانہ نو نہد
اگرم گوید وعدہاے سرد را — جادوے مردے به بندد مرد را

یہ ضرور ہے کہ ایسا کرنا تمھارے نفس کو ناگوار ہوگا۔ اور وہ کبھی تمھین ایسا کرنے کی راے نہ دیگا۔ لیکن تم اس کی بات نہ سننا کیونکہ اس کا کام تو مخالفت کرنا ہی ہے۔ پس تمکو اوسکی مخالفت کرنا چاہیئے۔ عالم مین پیغمبرون کی یہ وصیت ہی چونکہ اول تو عقلاً بھی مشورہ ضروری ہی تاکہ آخر مین پشیمانی نہو دوسرے پیغمبرون نے جو طرح طرح عالم مین بڑی بڑی کوششین کی ہین جنکا نتیجہ یہ ہوا کہ دین کی چکی اس روش پر چل رہی ہی جسکو تم دیکھ رہے ہو اور وجہ یہ تھی کہ نفس کا مقصود یہ ہے کہ وہ عالم کو ویران کردے اور مخلوق کو گمراہ کرے اور اسی گمراہی مین اون کو چکر دیتا رہے لہذا اسکی

مزاحمت ضروری تھی پس اونھون نے اوسکی مزاحمت کے لیے بڑی بڑی کوششین کین اور انہین مساعی جمیلہ مین مشورہ کا حکم بھی دیا اس لئے نقلاً بھی مشورہ ضروری ہوا پس جبکہ مشورہ عقلاً بھی ضروری ہوا اور نقلاً بھی تو لوگون نے انبیاء علیہم السلام سے دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہین جن سے مشورہ کیا جاوے اونھون نے فرمایا کہ مقتدایان دین کی عقول سے مشورہ ہونا چاہیے۔ اونھون نے پھر عرض کیا کہ اگر اُسوقت کامل العقل لوگ نہون بلکہ ناقص العقل یعنی لڑکے اور عورتین ہی ہون تو پھر کس سے مشورہ کیا جاوے اونھون نے فرمایا کہ ان مین سے جو موجود ہو اُسی سے مشورہ کرو۔ اور وہ جو کچھ رائے دے اسکے خلاف کرو۔ اور خلاف راستہ پر پڑلو۔ اب مولانا فرماتے ہین کہ دلالت نص سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ نفس کے مشورہ کے خلاف پر عمل ہونا چاہیے۔ کیونکہ نفس تو عورت سے بھی بدتر ہے اسلئے کہ وہ تو تابع نفس ہے اسلئے بمنزلہ جزو کے ہے۔ اصل اور ہر فساد کی جڑ اور بمنزلہ کل کے تو یہ نفس ہی ہے پھر اسکی موافقت کیسے جائز ہوگی۔ پس حاصل یہ نکلا کہ اگر نفس سے مشورہ کرو تو جو کچھ وہ کہے اوسکے خلاف کرو اور یاد رکھو کہ اگر وہ نماز و روزہ کا بھی تمکو حکم دیگا تو اوس مین بھی اسکی کوئی چال ہے تمکو متنبہ رہنا چاہیے یہ مطلب نہین کہ نماز روزہ چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ وہ تو فی الحقیقت نفس کے خلاف ہے ہی اور وہ جو ان کا حکم کرتا ہے تو اوسکا مقصد یہ ہے کہ تم کو اپنے مطمئنہ ہونیکا اطمینان دلادے اور اسطرح دوسرے موقعہ پر تمکو دھوکا دیکر معاصی مین مبتلا کردے۔ پس تم کامون مین نفس سے مشورہ کرو اور جو کچھ وہ کہے اسکے خلاف کرو کمال اور خوبی یہ ہے۔ لیکن اگر تم مین خود اوسپر غالب اور اوسکی مخالفت کو دبانے کی قابلیت نہو تو کسی اہل اللہ کو تلاش کرو اور اس سے میل کرو اور اوسکی عقل سے مدد لو کہ ایک عقل کو دوسری عقل سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح ایک گنے کو دوسرے گنون سے مدد ملتی ہے کہ جو گنا گنون کے بیچ مین ہوتا ہے وہ ادھر ادھر دونون سے زیادہ شیرین ہوتا ہے کیونکہ وہ شیرینی حاصل کرتا ہے (کما ہو المشہور) مین جو تمسے یہ کہتا ہون تو محض عقلاً نہین کہتا بلکہ میرا تجربہ ہے۔ مین نے نفس کے عجیب عجیب مکر دیکھے ہین جو کہ اپنے جادو سے عقل و تمیز کو سلب کر لینے والے ہین۔ مثلاً دیکھو تم کو اسکی مکاری اس سے واضح ہوجاویگی کہ تم سے بار بار ہی وعدہ کرتا ہے جبکو وہ بارہا توڑ چکا ہے پس تم کو اسکے وعدون اور اسکی باتون پر ہرگز مطمئن نہونا چاہیے۔ خوب سمجھ لو۔ کہ اگر سو برس کی بھی عمر ہو تب بھی یہ تم سے ہر روز ایک نیا بہانہ کریگا یا اپنے جھوٹے وعدون کو سچا بناتا ہے اور اون سے آدمی کو پست ہمت کردیتا ہے اسلئے یہ منتر اسکا ایسا ہے جیسا کہ قوت مردی کو باندھ دینے والا جادو کہ وہ مرد کو باندھ کر نامرد بنا دیتا ہے۔

شرح شبیری ہرچہ گوید الخ یعنی جو کچھ کہ تیرا نفس کہے کہ یہ برا ہے تو اُسکو مت سن جبکہ اوسکا کام اولٹا آتا ہے مطلب یہ کہ جب وہ ہمیشہ اوندھی ہی سمجھاتا ہے تو تم اوس کے پھندے مین ہرگز مت آنا اور جو کہے اوس کے خلاف ہی کرنا۔

تو خلاف نفس الخ۔ یعنی تو اوسکے خلاف کر کہ پیغمبرون سے یہی وصیت منقول ہے جہان مین مطلب یہ کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام اصول مین تو سب متفق ہین اسلئے فرماتے ہین کہ سب انبیا علیہم السلام نے مخالفت نفس ہی کی تعلیم دی ہے لہذا ہمیشہ اسکے خلاف ہی کرنا اب آگے بھی مولانا کو مخالفت نفس کی تعلیم اور اوسکے مکائد سے احتراز کے ضروری ہونیکو بتانا مقصود ہے لیکن اس کے لئے ایک تمہید اول لاتے مین اوسکے بعد اس مضمونکو بیان فرمادینگے اُس تمہید اور مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تو معلوم ہے کہ مشورہ کرنا اچھی بات ہے اور حدیث مین بھی اور خود قرآن مین بھی مشورہ

کی فضیلت آئی ہے مگر جب حضور نے مشورہ کرنے کی تعلیم فرمائی تو ایک صحابی نے پوچھا کہ ہم کو مشورہ کس سے کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی مقتدا اور بڑے آدمی سے اونھوں نے عرض کیا کہ اگر ایسا کوئی موجود نہو بلکہ کوئی بچہ یا عورت ہو تو اُسوقت کیا حکم ہے ارشاد ہوا کہ اُس وقت اس بچہ یا عورت ہی سے مشورہ کر لو اور وہ جو مشورہ دین اسکے خلاف کرو۔ چونکہ یہ لوگ ناقص العقل ہوتے ہین لہٰذا انکی مخالفت اور ان کے خلاف کرنے مین ہی بہتری ہے اس تمہید کے بعد مولانا فرماتے ہین کہ اسی طرح چونکہ نفس بھی عورت اور بچہ ہی کی طرح ہے لہٰذا اسکی بھی مخالفت ہی کرو اور یہ جو کہے اوسکے خلاف کرو کہ اسی مین فلاح ہے اب اسکا ربط ماقبل سے بالکل صاف ہے کہ چونکہ اوپر بھی نفس کی مخالفت کا ذکر تھا لہٰذا یہان بھی بعد ایک تمہید کے مخالفت نفس ہی کا ذکر ہے اب اشعار سے سمجھ لو۔

مشورت الخ۔ یعنی (دیکھو) مشورہ کامون مین واجب ہوتا ہے تاکہ آخر مین پشیمانی کم ہو (یہ تو سبکو معلوم ہی ہے)۔

سعیہا الخ۔ یعنی انبیاء علیہم السلام نے بہت سی کوششین کی ہین یہانتک کہ اس پتھر پر یہ چکی پھرنے لگی۔ مطلب یہ کہ دیکھو انبیاء علیہم السلام نے بھی اسقدر کوششین کی ہین اور ظاہر ہے کہ انمین مشورے بھی کئے ہین تب کہین یہ دین اس دنیا مین ہر چہار طرف پھیلا ہے۔

نفس میخواہد الخ۔ یعنی نفس چاہتا ہے کہ ویران کر دے اور مخلوق کو گمراہ اور سرگردان کر دے۔ مطلب یہ کہ نفس اس دین کو ویران کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ خلق گمراہ ہو جاوے لہٰذا اسکا کہنا نہ ماننا چاہیئے۔

گفت امت الخ۔ یعنی امتیون نے کہا کہ ہم مشورہ کس سے کرین تو انبیاء علیہم السلام نے کہا کہ عقل امام کے ساتھ مطلب یہ کہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ مشورہ ضروری ہے اور انبیاء علیہم السلام خود بھی کیا ہے جس مین تعلیم فعلی ہے اور قرآن مین ہونا مستغنی عن البیان ہے تو اب لوگون نے عرض کیا کہ حضرت مشورہ کس سے کیا کرین تو ارشاد فرمایا کہ کسی امام اور مقتدائے عقل سے مشورہ کیا کرو کہ وہ نافع اور مفید ہوگا۔

گفت اگر الخ۔ یعنی اُس امتی نے عرض کیا کہ اگر کوئی بچہ یا عورت ہو کہ وہ عقل اور رائے روشن نہین رکھتا (تو کیا کرنا چاہیئے)

گفت با او مشورت الخ۔ یعنی ارشاد فرمایا کہ اُس ہی سے مشورہ کر لو اور وہ جو کچھ کہے تم اوسکے خلاف کرو اور کام شروع کرو (در راہ افتادن کنایہ ہے کام شروع کرنے سے) لہٰذا معلوم ہوا کہ چونکہ بچہ اور عورت ناقص العقل ہوتے ہین لہٰذا مشورہ تو ان سے بھی کرنا چاہیئے مگر اون کے مشورہ پر عمل نہو۔ بلکہ جو یہ کہین اوسکے اولٹے پر عمل کرو کہ اسی مین خیر ہے۔ اب آگے مولانا فرماتے ہین کہ

نفس خود را زن الخ۔ یعنی تم اپنے نفس کو عورت جانو بلکہ عورت سے بھی بدتر اسلئے کہ عورت تو (شر کے اندر) جزو ہے اور تیرا نفس تو شر مجسم ہے لہٰذا یہ عورت اور بچہ سے بھی زیادہ ناقص العقل اور کم سمجھ ہے۔

مشورت الخ۔ یعنی اگر تم اپنے نفس سے مشورہ کرتے ہی ہو تو وہ جو کچھ کہے اوس کمینہ کے خلاف ہی کرو۔ اب چونکہ یہ ایک قاعدہ کلی بتایا تھا کہ جب نفس سے مشورہ کرو تو اوسکے خلاف ہی کرنا تو بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ نفس نماز روزہ اور طاعات کی تعلیم کرتا ہے اگرچہ اسمین بھی اسکا کید ہی ہوتا ہے مگر پھر بھی آخر تعلیم تو خیر کی ہے اور اس قاعدہ کا مقتضا یہ ہے کہ اوسکے خلاف کیا جاوے لہٰذا آگے فرماتے ہین کہ۔

گر نماز الخ۔ یعنی اگر نماز روزہ کی تجھے تعلیم کرے تو (سمجھ لے) کہ نفس مکّار ہے تیرے لئے کوئی مکر پیدا کیا ہے مطلب یہ کہ جب وہ نفس نماز روزہ کا حکم کرتا ہے تو دیکھو کہ اوسکا اصل مقصود کیا ہے تو اصل مقصود اوسکا نماز روزہ کی تعلیم نہین ہے بلکہ اصلین وہ تمکو ایک مکر سے

طریق سے جدا کرتا ہی لہذا اوسکا جو مکر ہی اوسکے خلاف کرو اور اسمین مکر یہ ہی کہ کچھ روز کے لئے وہ تعلیم صوم وصلوٰۃ کرتا ہی تو شبہ یہ ہوتا ہی کہ اب تو نفس مطمئنہ ہوگیا ہی یہ سمجھکر سالک مجاہدات وریاضات کو ترک کردیتا ہی اور اس سے غافل ہوجاتا ہی بس جب اوسنے اس شخص کو غافل دیکھا فوراً اوسکی گردن دبائی اور پھر اچھی طرح تباہ اور برباد کرتا ہی۔ تو اسکے کہنے پر عمل نہ کرنا یہ ہی کہ اس خبیث سے ہرگز غافل نہ ہونا چاہیئے خواہ کتنا ہی انسان اپنے کو طاعات کی طرف راغب دیکھے مگر اوسکے مکائد سے بے فکر نہو یہی غضب ہی۔ بلکہ جبکہ انسان خود اپنے نفس کو مطمئنہ جانتا ہی تو وہ مطمئنہ ہی کہان اسلئے کہ اگر مطمئنہ ہوتا تو اوسکو تو اپنے لئے یہ خیال بھی نہوتا خوب سمجھ لو جو نفس کہ مطمئنہ ہوتا ہی وہ خود کو ایسا نہین سمجھتا ہان فی الواقع ایسا ہوتا ہی مگر وہ خود یہی سمجھتا ہی کہ مین ابتک امارہ ہی ہون جیسا کہ ظاہر ہی اور فرماتے ہین کہ۔

مشورت الخ۔ یعنی کامون مین نفس سے مشورہ کرنا جو کچھ کہ وہ کہے اوسکا عکس کمال ہوگا۔ مطلب یہ کہ نفس سے مشورہ کرو مگر یاد رکھو کہ اوسکے قول کے عکس مین کمال ہی اور خیر ہی لہذا ہمیشہ اوسکے خلاف ہی کرو آگے فرماتے ہین کہ۔

بر نیائی الخ۔ یعنی تو اوس سے اوسکی لڑائی مین غالب نہین آسکتا تو جا کسی یار کے پاس اور اوسکا اتباع اختیار کرلے۔ مطلب یہ کہ اگر تمکو خود قدرت اوسکے خلاف کرنیکی نہو تو یہ کرو کہ کسی محقق کامل کو تلاش کرکے اوسکا اتباع شروع کرو کہ وہ اوسکے مکرون کو خوب جانتا ہی وہ اوسکے کیدون کو ظاہر کرکے تمکو اوسنے بچالیگا آگے فرماتے ہین کہ۔

عقل قوت الخ۔ یعنی ایک عقل دوسری عقل سے ملکر قوت حاصل کرتی ہی گنا گنے سے کامل ہوتا ہی۔ مطلب یہ کہ جب کسی محقق کامل عارف کا اتباع شروع کروگے تو اسکی ساتھ ملکر تمھاری عقل بھی کامل اور درست ہوجاویگی۔ دوسرے مصرعہ مین مثال فرماتے ہین کہ جسطرح بیج کا گنا دوسرونکی نسبت شیرین ہوتا ہی اسیطرح اوس محقق کے ساتھ ملکر تم بھی کامل ہوجاؤگے یہ مشہور ہی کہ جس گنے کو کہ چارون طرف سے اور گنے گھیرے ہوئے ہون وہ میٹھا بہت ہوتا ہی اسلئے کہ چارون طرف گنون کی شیرینی کا اثر بھی اوسکے اندر ہوتا ہی۔ اور جو گنا کہ کنارہ کا ہوتا ہی وہ پھیکا ہوتا ہی اسی بنا پر فرمایا ہی کہ اگر دوسری عقل شیخ کی تمھارے ساتھ ملجاویگی تو پھر دونون ملکر کامل ہوجاوینگے اور تمھارے اندر بھی کمال آجاویگا۔ لہذا اگر خود ہمت نہو تو کسی شیخ کا دامن پکڑلو اور اس کے تعلیمات پر عمل کرو کہ وہ نفس وشیطان کے مکائد سے خوب واقف ہوتا ہی وہ تمکو اس سے بچالیگا۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

من ز مکر الخ۔ یعنی مین نے نفس کے مکرون مین سے بہت سی چیزین دیکھی ہین کہ وہ جادو کی وجہ سے خود تمیز کو لیجاتا ہی۔ مطلب یہ کہ یہ نفس وہ بلا ہی اور اسکے کید اسقدر سخت ہین کہ یہ حق وباطل مین تمیز کو کھو دیتا ہی اور انسان کے اندر سے مادہ تمیز مین الحق والباطل جاتی رہتی ہی اور یہ کیسی کہی ہوئی اور سنی سنائی نہین کہتے بلکہ فرماتے ہین کہ ہم نے تو خود دیکھا ہی۔ اس سے بہت بچنا ضروری ہی۔ آگے اسکا ایک مکر بتاتے ہین جو کہ اورون سے سخت ہی کہ پیرایہ مین دین کے ہی اور پھر ہلاک کرتا ہی فرماتے ہین کہ۔

وعدہا الخ۔ یعنی وہ تازے وعدے تیرے ہاتھ مین دیتا ہی کہ اوسنے اون کو ہزارون بار توڑدیا ہی۔ مطلب یہ کہ اوسکی یہ خاصیت ہی کہ وعدہ تو دیتا ہی کہ بس ایک مرتبہ اس گناہ کو دل بھرکے کرلو پھر عمر بھر تو نام بھی نہ لونگا۔ یا اور اسی قسم کے وعدے کرتا ہی جس سے انسان دھوکہ مین آکر اوس فعل کا ارتکاب کرلیتا ہی نتیجہ ہلاکت اور بربادی ہوتی ہی کہ نہ اسنے کبھی وعدہ کو پورا کیا ہی اور نہ آئندہ کریگا۔ لہذا بچنا اسکے کہ پھر توڑ دے اور کیا ہو سکتا ہی۔ لہذا اسکے وعدہ پر ہرگز اعتماد نہ چاہیے اسلئے کہ۔

عمر گر صد سال خود مہلت دہد ۔ اوش ہر روزے بہانہ نو دہد
گرم گوید وعدہ ہائے سرد را ۔ جادوی مردی ببندد مرد را

عمر گر صد سال الخ یعنی اگر عمر سو برس کی بھی ہو تو وہ تجھے ہر روز نیا بہانہ دیگا۔
گرم الخ۔ یعنی پرانے وعدون کو تازہ بتازہ کرکے کہتا ہی اور مردانگی کا جادو آدمی کو باندھ دیتا ہی۔ مطلب یہ ہی کہ یہ وہ خبیث ہی کہ اگر سیکڑون برس کی بھی عمر ہو جب بھی یہ بہکانے سے اور اپنے مکرون سے ہرگز باز نہ آوے اور جو وعدے بار ہا کر چکا ہی اور اون کو توڑ چکا ہی آج پھر اون وعدون کو تلبیس کرکے ملمع سازی سے سامنے پیش کرتا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ وعدہ نیا ہی اور اسکو ضرور پورا کریگا۔ مگر وہ تو اپنی اُسی عادت مستمرہ پر رہتا ہی لہذا خدا کے لیئے کبھی اسکا اعتبار مت کرنا۔ اب چونکہ مولانا نے یہان مکائد نفس کو بیان کیا ہی اور اس سے اجتناب کو ضروری فرمایا ہی لہذا آگے کہہ کر مولانا حسام الدینؒ کو پکارنے لگے۔ کہ دستگیری فرمائیے توجہ فرماکر اس نفس کے ہاتھوں سے بچائیے اسلئے کہ یہ تو پہلے ہی معلوم ہو چکا ہی کہ مولانا حسام الدینؒ مولانا رومیؒ کے پیر بھائی ہین مگر مولانا انکا بہت ہی ادب کرتے ہین اور اون کو اسطرح رکھتے ہین کہ ظاہر نظر مین وہ شیخ معلوم ہوتے ہین مگر اصل مین پیر بھائی ہین اور سچ یہ ہی کہ بھائی تو ہی ہی وہ شئے کو خواہ چھوٹا ہی ہو لیکن ایک نعمت غیر مترقبہ ہوتی ہی وہ مصیبت مین وہی کام آتا ہی اسی لئے مولانا بھی انکو متوجہ کرنے کے لیئے فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا ۔ کہ نروید بے تو از شورہ گیا
از فلک آویختہ شد پردہ ۔ از پئے نفرین دل آزردہ
این قضا را ہم قضا داند علاج ۔ عقل خلقان در قضا گیج است و کاج
اژدہا گشتست آن مار سیاہ ۔ آنکہ کرمے بود افتادہ براہ
اژدہا و مار اندر دست تو ۔ شد عصا اے جان موسیٰ مست تو
حکم خذہا لاتخف دادت خدا ۔ تا بدستت اژدہا گردد عصا
ہین ید بیضا نما اے بادشاہ ۔ صبح نو بکشا ز شبہائے سیاہ
دوزخے افروخت بروے دم فسون ۔ اے دم تو از دم دریا فزون
بحر مکارست و بنمودہ کفے ۔ دوزخ ست از مکر بنمودہ تفے
زان نماید مختصر در چشم تو ۔ تا زبون بینیش جنبد خشم تو
آنچنانکہ لشکرے انبوہ بود ۔ مر پیمبر را بچشم اندک نمود
تا برایشان زد پیمبر بیخطر ۔ ور فزون دیدے ازان کردی حذر
آن عنایت بود و فضل ایزدی ۔ احمدا ورنہ تو بیدل می شدی
کم نمود او را و اصحاب ورا ۔ آن جہاد ظاہر و باطن خدا
تا میسر کرد یسرے را بر او ۔ تا ز عسرے او نگرداند رو

اب مولانا نفس کی فسکاریون سے دق ہو کر فرماتے ہین کہ بھائی ضیاء الحق حسام الدین ہماری کوششین تو اسکی مزاحمت مین بالکل بیکار ثابت ہوئین تم آؤ اور مدد کرو کہ بغیر تمھارے ہماری سعی لاحاصل بار آور نہین ہو سکتی کیونکہ

تقدیر الٰہی نے نفس کو حقیقت بینی سے مانع بنا کر مجھ دل آزردہ کی ملامت کے لیے مثل ایک پردہ کے بنا دیا ہی جو میری کوششون پر ملامت کرتا ہی اور کہتا ہی کہ تو اپنے مقصد مین کامیاب نہین ہو سکتا۔ کیونکہ سعی لاحاصل کرتا ہی اور اس قضا کا علاج قضاء الٰہی ہی سے ہو سکتا ہی۔ ہم لوگون کی عقول تو اس معاملہ مین پریشان اور احول و غلط بین ہین اور وہ قضاء الٰہی تمہارا تصرف ہی پس تم تصرف کرو اور اس پردہ کو دور کرو۔ میرا نفس جو اول کمزور کیڑا تھا اب یہ کالا ناگ اژدہا ہو گیا ہی اور حق نے تمہارے ہاتھ مین خاصیت رکھی ہی کہ اژدہا لاٹھی ہو جاتا ہی اور یہ صفت تمہاری ایسی ہی ہی کہ جیسے موسے بھی غش ہین اور نہایت پسند کرتے ہین۔ حق نے تمکو حکم دیا ہی کہ خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولے یعنی آپ نفس پر اپنا تصرف فرمائیے اور اسکی قوت سے گھبرائیے نہین ہم اسکو مطمئنہ بنا دینگے اور اس بنا پر آپ کے تصرف سے نفس امارہ مطمئنہ بنجاتا ہی۔ پس تم اپنے اس تصرف سے میرے اس اژدہے کو لاٹھی بنا دو۔ یعنی اس نفس امارہ کو مطمئنہ اور بے ضرر بنا دو نیز آپ کو حق نے ید بیضا عطا کیا ہی یعنی آپ کو روشن ضمیر بنایا ہی پس آپ اپنا ید بیضا دکھلائیے اور روشن ضمیری سے کام لیجیے اور ہماری بداعمالیون کی تاریک راتون کو دور کر کے صبح امید ظاہر کیجیے اور ہمارے دلون کو مثل صبح منور فرمائیے۔ اژدہائے نفس کی شعلہ افشانیون نے جان کو دوزخ بنا رکھا ہی آپ کی پھونک مین حق سبحانہ نے اطفاء شعلہائے اژدہائے نفس کے بارہ مین دریا سے زیادہ خاصیت رکھی ہی پس آپ اسپر پھونک ماریے اور اسکو بجھائیے۔ فی الحقیقت نفس شرارتو نکا ایک سمندر ہی۔ لیکن یہ اسکی مکاری ہی کہ جھاگ دکھائی دیتا ہی اور درحقیقت یہ ایک دوزخ ہی جو معمولی حرارت معلوم ہوتا ہی اسکی مختصر نمائی مین ایک مصلحت بھی ہی وہ یہ کہ آپ اسکو حقیر سمجھین اور آپ کے غصہ کو ہیجان ہو کہ یہ ہی کیا چیز جو اتنا پریشان کر رہا ہی۔ اسکو مین ایک دم مین فنا کر دونگا۔ اور یہ بعینہ ایسا ہی جیسا کہ کفار مکہ کا لشکر بہت بڑا تھا۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کم دکھلایا گیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بے کھٹکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونپر حملہ کر دیا اور اگر زیادہ دکھلایا جاتا تو آپکو اون پر حملہ کرنے مین جھجک ہوتی۔ پس انکا کم دکھلانا حق سبحانہ کی عنایت اور اون کا فضل تھا ورنہ حضور والا بیدل ہو جاتے اسلئے خود آپکے لئے اور اون کے اصحاب کے لیے جہاد ظاہر و باطن کو مختصر کر کے دکھلایا گیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو فی الحقیقت معمولی تھا وہ بھی اون کے لئے معمولی ہو گیا اور جو حقیقت مین دشوار تھا وہ بسبب کم نمائی کے سبب اوس سے بھی منہ نہ پھیرا۔ اور اسکو بھی انجام دیا۔ پس جسطرح ان کو کم دکھلانے مین یہ مصلحتین تھین یون ہی آپکو کم دکھلانے مین بھی یہی مصلحتین ہین لہذا آپ اسکو ایک حقیر اور ناقابل التفات خیال نفرمائین اور اسکی سرکوبی کیطرف متوجہ ہون۔

شرح شبیری

اے ضیاء الخ۔ یعنی اے ضیاء الحق حسام الدین آئیے کہ آپکے بغیر شورہ زمین سے گھاس نہین اوگتی۔ مطلب یہ کہ حضرت ذرا توجہ فرمائیے اسلئے کہ ہمارا قلب پژمردگی مین شور زمین کیطرح ہو گیا ہی اور علوم و معارف کا اسمین کہین گذر ہی نہین ہوتا آپکی توجہ ہی سے بارآور ہو سکتا ہی اور اسمین علوم و معارف اسی وقت پیدا ہو سکتے ہین جبکہ آپکی توجہ بھی منعطف ہو اسلئے کہ۔

از فلک الخ۔ یعنی آسمان سے ایک پردہ اس آزردہ دل کی نفرین کے لیے لٹکا دیا گیا ہی۔ مطلب یہ کہ عالم غیب سے یہ نفس ہمارے اوپر مسلط کر دیا گیا ہی تو اسکا علاج بھی ادھر ہی سے ہو تو ہو۔

این قضا الخ یعنی اس قضا کے لیے قضا ہی علاج آئی ہی اور قضا مین مخلوق کی عقل تو فضول اور بیکار ہی۔ مطلب یہ کہ جب

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا + از فلک آویختہ شد پردۂ + این قضا را ہم قضا آمد علاج +
کہ نروید بے تو از شورہ گیا + از پئے نفرین دل آزردۂ + عقل خلقان در قضا گیج ست کاج +

یہ نفس اس عالم غیب ہی سے مسلط کیا گیا ہی تو اسکا رفع بھی ادھر ہی سے ہوگا اور آپکو اوس عالم سے تعلق ہی لہذا آپ توجہ فرمائیے کہ یہ نفس بیڈھب ترقی پکڑ گیا ہی اور اسنے بہت ہی ہاتھ پیر نکالے ہین۔

اژدہا گشت الخ۔ یعنی وہ سیاہ سانپ اور وہ ذرا سا کیڑا جو کہ راستہ مین پڑا ہوا تھا (آج) بہت بڑا اژدہا ہوگیا ہی۔

اژدہا و مار الخ۔ یعنی اژدہا اور سانپ آپ کے ہاتھ مین عصا ہوجاتے ہین اے وہ کہ موسےٰ علیہ السلام کی جان آپکی مست ہی مطلب یہ کہ یہ نفس جو کہ پہلے بہت ہی ضعیف اور کمزور شئے معلوم ہوتی تھی آج قوت پکڑتے پکڑتے اسقدر قوی ہوگیا ہی کہ اب قابو سے نکل گیا ہی۔ مگر آپکی تو ایسی مثال ہی کہ جیسے حضرت موسےٰ علیہ السلام کہ جب تک کہ اون کا عصا زمین پر رہتا تھا اسوقت تک تو وہ اژدہا رہتا تھا اور جب اونھون نے اوسپر ہاتھ ڈالا تو وہ عصا ہوا اسی طرح جب تک کہ یہ نفس آپسے دور ہی یہ بہت ہی قوی اور زور آور معلوم ہوتا ہی۔ لیکن اگر آپکی ذرا سی توجہ بھی اسطرف ہوئی تو اسکا سارا زور نکل جاوے اور بالکل ہی بے ضرر ہوجاویگا اور پھر کوئی ضرر نہ پہونچا سکے گا بلکہ بالکل تابع ہوجاویگا۔ اور جان موسےٰ کے مست ہونے سے یہ مراد ہی کہ جب آپکے اندر بھی حضرت موسےٰ علیہ السلام جیسی خصلت اور قوت ہی تو اون کو بھی آپسے تعلق اور محبت ہی اس محبت اور تعلق ہی کو مولانا جان موسےٰ کے مست ہونے سے تعبیر فرما رہے ہین۔ اب چونکہ نفس کو عصا موسےٰ سے تشبیہ دی ہی لہذا آگے اوسی قسم کے احکام بھی اوسکے لئے ثابت کر رہے ہین کہ۔

حکم خذہا الخ۔ یعنی حق تعالیٰ نے آپکو خذہا ولا تخف کا حکم کیا ہی تاکہ آپکے ہاتھ مین اژدہا عصا ہوجاوے مطلب یہ کہ جسطرح حق تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا تھا کہ خذہا ولا تخف سنعیدہا سیرتہا الاولیٰ کہ آپ اس اژدہا کو پکڑ لیجئے ڈریے مت کہ ہم اسکو اسکی پہلی سیرت (صورت عصا) کی طرف لوٹا دینگے تو جسطرح وہان وہ اژدہا عصا ہوجاتا تھا اسی طرح حق تعالیٰ نے تمھین اصلاح خلق کے لئے مامور فرمایا ہی اور تمکو مسند ارشاد پر متمکن کیا ہی لہذا تم اس نفس سرکش کی طرف توجہ کرو تاکہ یہ اپنی پہلی حالت یعنی فطرت کی طرف لوٹ آوے اور اسکے اندر صلاحیت اور استعداد قبول حق کے پیدا ہوجاوے اور فرماتے ہین کہ۔

ہین ید بیضا الخ۔ یعنی ہان اے بادشاہ (معنوی) ید بیضا تو دکھائیے اور ان سیاہ راتون مین سے صبح نو کو نکالو۔ مطلب یہ ہی کہ حضرت ذرا اپنی تجلی اور اپنے انوار کا تھوڑا فیض فرمائیے۔ اور ہمارے اندر جو ظلمات بھرے پڑے ہین اون کو الگ فرما دیجئے اور ہماری ان ظلمات کو دفع فرماکر ہمارے قلوب کو بھی منور اور روشن فرما دیجئے۔

دوزخے الخ۔ یعنی اسنے ایک دوزخ بھڑکا رکھی ہی آپ کچھ دم فرما دیجئے کہ آپکا دم تو دریا کے دم سے بھی زیادہ ہی۔ مطلب یہ ہی کہ اس نفس نے آتش شہوت و غضب کو برانگیختہ کر رکھا ہی خدا کے لیے توجہ فرمائیے اور اس آگ کو بجھائیے ورنہ یہ آگ وہ ہی کہ ہمکو تو جلا کر خاک سیاہ کر دیگی اور کسی مصرف کا نہ چھوڑے گی۔

بحر مکار است الخ۔ یعنی یہ ایک دریائے مکار ہی اور جھاگ دکھا رکھے ہین اور ایک دوزخ ہی اور مکر کیوجہ سے ایک لپٹ ظاہر کر رکھی ہی مطلب یہ ہی کہ نفس کمبخت اصل مین بڑا موذی ہی مگر ظاہر مین بہت ہی ذرا سا معلوم ہوتا ہی اور اوسکی یہی تلبیس دھوکے مین ڈالنے والی ہی کہ ظاہر کو دیکھکر انسان اس سے بچنے کی کوشش نہین کرتا مگر پھر یہ خوب گل کھلاتا ہی۔

زان الخ۔ یعنی تمھاری نظر مین اسلیے چھوٹا دکھلائی دیتا ہی تاکہ تم اوسکو حقیر جانو اور تمھارا غصہ حرکت کرے مطلب یہ ہی کہ اصل مین تو یہ نفس بڑا مکار ہی اور بہت موذی ہی مگر آپکی نگاہ مین یہ مختصر اور عاجز اور حقیر ہی اور حق تعالیٰ نے

آپ کو اسلئے حقیر دکھلایا ہی تاکہ آپ اسکو حقیر سمجھکر اسکے عاجز کرنیکے درپے ہوجاوین ورنہ اگر شیخ کی نظر مین بھی اسکی عظمت ہوجاوے اور شیخ بھی اسکو قوی سمجھنے لگین توپھر تو علاج مشکل ہو اور شیخ بھی اس سے گھبراجاوین لہذا حق تعالی کی مصلحت اسی مین ہی کہ شیوخ کی نظر مین تو یہ حقیر اور عاجز ہوتا ہی لہذا وہ اسکا خوب علاج فرما دیتے ہین آگے اسکی ایک مثال ہی کہ

ہمچنانکہ الخ۔ یعنی اسیطرح کہ لشکر ایک جماعت تھا اور پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مین تھوڑا دکھائی دیا۔ مطلب یہ کہ غزوۂ بدر مین جبکہ مسلمانونکی تعداد صرف تین سو تیرہ یا اسی کے قریب قریب تھی اور کفار قریب ایکہزار کے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جماعت کفار کم معلوم ہوتی تھی اور جو اون کی اصلی تعداد تھی اسکے مطابق دکھلائی نہ دیتی تھی جیساکہ قرآن شریف مین ہی اذ یریکہم اللہ قلیلا الخ۔

کہ وہ تھے تو زیادہ لیکن ہم تمہین کم دکہارہے تھے کہ کہین تم بزدلی نکرو ورنہ اگر مسلمان اونکی پوری تعداد اور قوت کے موافق اون کو دیکھتے اور اپنی طرف ضعف دیکھتے تو شاید بزدل ہوکر بھاگ جاتے اور حملہ ہی نہ کرتے۔ لہذا اس مین یہ مصلحت تھی کہ اون کو کم سمجھ کر مسلمان حملہ آور ہوئے اور پھر فتح مقدر نصیب ہوئی آگے اسیکو فرماتے ہین کہ۔

تا بر ایشان الخ۔ یعنی یہان تک کہ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اونپر بے دھڑک حملہ کیا اور اگر زیادہ دیکھتے تو اونسے بچتے۔

آن عنایت الخ۔ یعنی وہ فضل حق تعالی کی عنایت تھی اے احمدؐ ورنہ تم بزدل ہوجاتے۔

کم نمود الخ۔ یعنی آپ کو اور آپکے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کم دکھایا اس جہاد ظاہر اور باطن کو حق تعالی نے مطلب یہ ہی کہ حق تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس جہاد ظاہری مین بھی کفار کو کم دکھایا اور جہاد باطن مین بھی نفس بد کے ساتھ جہاد کو بھی حقیر اور بیقدر دکھایا پس اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ حضرات کمر ہمت باندھکر اوٹھے اور سب کام ہوگیا ورنہ اگر وہ لوگ ہمت ہار دیتے تو کسطرح کام چل سکتا تھا۔

تا میسر کرد الخ۔ یعنی یہانتک کہ مشکل کو اون کے لئے آسان کردیا اور یہان تک کہ اونھون نے مشکل سے منہ نہین پھیرا۔ مطلب یہ کہ اون کو اسقدر ہمت اور جرأت دی کہ ساری مشکلین آسان ہوگئین اور کیسا ہی کٹھن سے کٹھن کام آپڑا وہ ہٹے نہین جمے رہے یہ ساری اسکی برکت تھی کہ اونکی جرأت حق تعالی نے بڑھا رکھی تھی۔

شرح حبیبی

کم نمودن مر ورا پیروز بود	زان نمودن روز را او نوروز بود
کم نمودن بس خجستہ روز بود	کہ حقش یار و طریق آموز بود
آنکہ حق پشتش نباشد از ظفر	وای گر گربہ نماید شیر نر
وای گر صد را یکے بیند ز دور	تا بچاہش اندر آید از غرور
زان نماید ذو الفقارے حربۂ	زان نماید شیر نر چون گربۂ
تا دلیر اندر فتد احمق بجنگ	اندر آرد شان بدین حیلت بچنگ
تا بپائے خویش باشد آمدہ	آن فلیوان جانب آتشکدہ
کاہ برگے می نماید تا تو زود	پف کنی اورا برانے از وجود

ہین کہ آنکہ کو بہا بر کندہ است | زو جہان گریان و او در خندہ است
می نماید تا بہ کعب این آب جو | صد چو عوج ابن عنق شد غرق او
می نماید موج خونش تل مشک | مینماید قعر دریا خاک خشک
خشک دید آن بحر را فرعون کور | تا درو راند از سر مستی و زور
چون درآید در تگِ دریا بود | دیدۂ فرعون کے بینا بود
دیدہ بینا از لقاے حق شود | حق کجا ہمراہ ہر احمق شود
قند بیند خود شود زہر قتول | راہ بیند خود بود آن بانگ غول

غرض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی جمعیت کا کم دکھلانا یہ اون کی کامیابی کے لیے تھا اور یہ کم نمائی اُنکے لیے باعث خوشی تھی اور یہ کم نمائی اُنکے لیے نہایت مبارک تھی یہ سب کچھ اسلئے تھا کہ حق سبحانہ اون کے ممد و معاون اور معلم و راہبر تھے لیکن جنکی فتح کے لیے حق سبحانہ ممد و معاون نہون جیسے کہ کفار کہ اگر ان کو کم دکھلائین اور وہ شیر نر کو بلی سمجھین اور سو کو ایک دیکھین جسکا نتیجہ یہ ہو کہ وہ دھوکہ سے لڑائی مین پھنس جائین تو ایسے لوگون کی حالت نہایت قابل افسوس ہی انکو ذوالفقار سی شمشیر بران (کما ہو المشہور) معمولی ہتھیار اور شیر نر بلی اسلئے دکھلایا گیا ہی کہ یہ احمق دلیرانہ جنگ مین کود پڑین اور اس تدبیر سے شیر کے پنجہ مین پھنس جائین اور تاکہ یہ بوالفضول اپنے پاؤن سے آتشکدہ مین آپڑین اے بد قسمت غیر مؤید من اللہ تجھے تیرا حریف نفس و شیطان تنکا اور پتا اسلئے معلوم ہوتا ہی کہ تو جلدی سے پھونک مارے اور اوسکو معدوم کرنیکی کوشش کرے لیکن سمجھ رکھ کہ جسکو تو نے تنکا سمجھا ہی وہ حقیقت مین اتنا قوی ہی کہ اوسنے پہاڑون کو جڑ سے اوکھیڑ کر پھینکدیا ہی اور بڑے بڑے مقدس لوگون کو نہتا کر دیا اور دنیا بھر اُس سے روتی ہی اسلئے کہ اُسپر غالب آنیکی کوشش کرتی ہی لیکن ناکام رہتی ہی اور وہ اپنی کوششون مین علی العموم الا ماشاء اللہ کامیاب ہو کر ہنستا اور خوش ہوتا ہی اور یہ نہر تجھے ٹخنون تک معلوم ہوتی ہی لیکن سو عوج بن عنق سے قد آور اس مین غرق ہو چکے ہین اور تجھے یہ موج خون مشک کا ٹیلہ معلوم ہوتی ہی اور قعر دریا خشکی دکھلائی دیتا ہی یہ تیری بدبختی ہی چنانچہ اس سے پیشتر ایسا ہو چکا ہی دیکھو اندھے فرعون نے دریا کو خشکی سمجھا اور گھوڑا ڈالدیا لیکن جب آگیا تو دریا کی تہہ مین پہونچ گیا۔ یعنی دریا دونون طرف سے ملگیا اور وہ ڈوب گیا۔ وجہ یہ تھی کہ ازل کا اندھا تھا اوسنے یہ نہ سمجھا کہ یہ خشکی خرق عادت کے طور پر ہی معمولی خشکی نہین لہذا اس مین نہ جانا چاہیے اور جب حق بینی سے آدمی اندھا ہو تو حق سبحانہ اسکی کب اعانت کرتے ہین اور جب حق سبحانہ اعانت نہین کرتے تو یہ نتائج اوسکے لئے لازمی ہین کہ زہر ہلاہل کو قند جانے اور آواز غول کو راہ نما سمجھے (ف) اس بیان سے مولانا نے اوس شبہ کا ازالہ کر دیا جو ماسبق سے پیدا ہوتا تھا۔ کہ کم نمائی ہر جگہ مفید ہی اور بتلا دیا کہ ہر جگہ مفید نہین بلکہ وہین مفید ہی جہان مدد حق شامل حال ہو اور کبھی کم نمائی کا منشاء خذلان ہوتا ہی اور خذلان کا منشاء ترک معرفت حق۔ لہذا معرفت حق حاصل کرنا چاہیے تاکہ خذلان سے بچے اور کم نمائی و غلط بینی سے خسران مین نہ مبتلا ہو۔ آگے مولانا عام حالت کو تباہ دیکھکر بنا بر عرف عام و عادت اہل محاورہ فلک کو خطاب کرتے ہین اسکو موثر سمجھ کر اور اصل مقصود مناجات حق سبحانہ ہی رہا تیر الفاظ کا استعمال سو وہ مخاطب ظاہری کی رعایت سے اور عادت اہل عرف کی بنا پر ہی فرما گئے ہین۔

شرح شبیری **الم نمودن الخ** - یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کم دکھانا مبارک تھا اور اُس دکھانے سے اونکا دن نوروز تھا - مطلب یہ ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مین جو وہ کم دکھلائی دیتے تھے یہ مبارک تھا اس لئے کہ اسکی برکت ہی سے جرأت ہوئی اور آپنے حملہ کیا اور فتح حاصل ہوئی۔

کم نمودن الخ - یعنی کم دکھائی دینا بہت ہی مبارک تھا اسلئے کہ حق تعالیٰ اوسکے مددگار اور طرق کے سکہانے والے تھے مطلب یہ ہی کہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار کو کم دیکھنا تو مبارک تھا کہ اون کو دیکھکر ہمت بڑہی اور پھر اسلام کو فتح حاصل ہوئی اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار اور راستہ دکہانے والا تو حق تعالیٰ تھا لہذا بہتر اور مبارک ہوا یہان تک تو مولانا نے کاملین کا نفس کی شرارتون کو کم دیکھنے کی وجہ اور مصلحت بیان فرمائی آگے معاندین او محجوبین کے زیادہ دیکھنے کی وجہ اور خرابی کو بیان فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ محجوبین کی نظر مین جو نفس قوی معلوم ہوتا ہی اوسکی وجہ تو یہ ہوتی ہی کہ مدد حق تعالیٰ کی اونکی ساتھ نہین ہوتی اس لئے وہ اوسکو بہت قوی جانتے ہین اور نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ اُس سے خائف ہو جاتے ہین اور پھر وہ اونکی خوب خبر لیتا ہی اب سمجھو کہ فرماتے ہین کہ۔

آنکہ حق الخ - یعنی جسکا کہ حق تعالیٰ فتح کی رو سے مددگار نہو جان لو کہ خرگوش اوسکو شیر نر دکہائی دیگا - آگے محجوبین کے کم دیکھنے کو بیان فرماتے ہین کہ اگر کہین اوسکو کمزور جانتے ہین تو اسمین یہ خرابی ہوتی ہی کہ اوسپر حملہ آور ہوتے ہین اور پھر مارے جاتے ہین - لہذا اولیاء اللہ کی نظر مین اگر مکائد نفس کم معلوم ہوتے ہین تو وہ اونکے ازالہ مین قوی ہو جاتے ہین اور اگر عوام نے کہین اونکو کم سمجھا تو بس تباہ ہی ہو گیا اسلئے کہ وہ اس سے بیفکر ہو جاویگا - اور وہ اس کا کام تمام کردیگا اسی کو فرماتے ہین کہ -

واے گر صدرا الخ - یعنی بڑے افسوس کی بات ہی کہ اگر سو کہ ایک دیکھے دور سے یہانتک کہ غرور کیوجہ سے اونکی لڑائی کے لیے مستعد ہو جاوے اور پھر ہلاک ہو۔

زان نماید الخ - یعنی ذوالفقار کو ایک ذرا سا چہرا اسلئے دکھاتا ہی اور اسلئے شیر نر کو بلی کیطرح دکہاتا ہی۔

تا دلیر اندر را الخ - یعنی تاکہ دلیرانہ احمق لڑائی مین بڑے اور انکو اس حیلہ سے لڑائی مین لاوے۔

تا بپاے الخ - یعنی تاکہ وہ احمق اپنے پانون سے آتشکدہ کی طرف آیا ہوا ہو - مطلب یہ کہ حق تعالیٰ اوس محجوب کو اس لئے حقیر دکہا رہا ہی تاکہ ذرا دلیر ہوکر خود ہی آوے اور اُس سے مقابلہ کرے اور پھر ہلاک ہو اور انکو حجت بھی باقی نہ رہے اسلئے کہ وہ تو خود اپنے ارادہ سے ہی تو آیا ہی۔

کوہ برگے الخ - یعنی پہاڑ ایک پتا دکہائی دیتا ہی تاکہ تو جلدی سے پہونک مارے اور اسکو وجود سے علیحدہ کردے مگر وہ تو ایسا ہی کہ تجھے بھی لیکر ٹلیگا۔

ہان کہ الخ - یعنی ہان وہ شخص کہ جسنے پہاڑون کو اُکھاڑ دیا ہی اوس سے ایک جہان رو رہا ہی اور وہ ہنس رہا ہی مطلب یہ کہ تم تو اتنی قوت نہین رکھتے کہ اس نفس کو پست کرسکو مگر ہان جو کہ کامل اور قوی ہی اور جسنے کہ لاکھون کو زیر کیا ہی وہ ایسا کرسکتا ہی اور اوسکی تو یہ شان ہوتی ہی کہ لوگ اوس سے پریشان ہوتے ہین اور وہ خوش ہوتا ہی جیسا کہ کفار کہ انبیاء علیہم السلام سے حسد کرتے تھے اور جلتے تھے مگر اون حضرات کو ذرا بھی اسکی پرواہ نہ تھی بلکہ وہ اسی طرح خوش خرم رہتے تھے کاملین تو ایسا کرسکتے ہین مگر ناقصین اس نفس کا مقابلہ نہین کرسکتے - آگے پھر اس پہلے مضمون کیطرف رجوع ہی کہ۔

می نماید تا بہ الخ۔ یعنی اس ندیکا پانی ٹخنون تک دکھائی دیتا ہی مگر سیکڑون عوج بن عنق جیسے اسمین ڈوب چکے ہین عوج بن عنق ایک شخص بے انتہا طویل القامت کہ سورج مین مچھلی کو بھون کر کہاتا تھا مشہور ہی مگر یہ روایت صحیح نہین ہی مولانا نے صرف بنائے علی المشہور ایسا لکھدیا ہی ورنہ مولانا کا مقصود اس روایت کی صحت یا عدم صحت سے نہین ہی مطلب یہ ہی کہ یہ نفس بظاہر بہت ہی حقیر معلوم ہوتا ہی مگر حضرت اصل مین بہت ہی قوی اور مکار ہی اس سے اگر خدا ہی بچاوے تو بچ سکتا ہی۔

می نماید الخ۔ یعنی اوسکے خون کی موج ایک مشک کا ٹیلہ دکھائی دیتی ہی اور قعر دریا خشک دریا دکھائی دیتا ہی مطلب یہ کہ اس نفس کی ظاہری صورت سے دہوکا ہوتا ہی اور جب انسان اسمین پھنس جاتا ہی تو پھر نکلنا محال ہوجاتا ہی اور اسمین ختم ہوجاتا ہی آگے دریا کو خشک دیکھنے کی ایک مثال فرماتے ہین کہ۔

خشک دید الخ۔ یعنی فرعون اندھے نے دریا کو خشک دیکھا تاکہ اسمین سرمستی اور زور سے (سواری کو) چلاوے۔

چون الخ۔ یعنی جب آوے تو وسط دریا مین ہووے اور فرعون کی آنکھ کب بینا ہوگی مطلب یہ کہ چونکہ حقیقت سے تو اندھا تھا اسلئے وہ حقیقت کو نہ دیکھ سکا اور صرف اوسکی صورت ظاہر یکو دیکھکر خشک ہی سمجھا کہ میرے لئے بھی خشک ہی ہی آخر کار جو انجام ہوا وہ ظاہر ہی۔ مولانا فرماتے ہین کہ بھلا فرعون کی آنکھ کب بینا ہوسکتی ہی۔ وہ تو اندھا تھا اور اندھا رہا آگے فرماتے ہین کہ

دیدہ بینا الخ۔ یعنی دیدۂ بینا تو لقائے حق سے ہوتا ہی اور حق تعالیٰ ہر احمق کی ہمراہ کب ہوتے ہین اور جسکے ساتھ کہ حضرت حق تعالیٰ نہون وہ یقیناً تباہ و برباد ہوگا۔

قند بیند الخ۔ یعنی وہ شکر دیکھتا ہی اور وہ خود زہر قاتل ہوتا ہی اور راہ کو دیکھتا ہی اور وہ آواز غول ہوتی ہی مطلب یہ کہ جسکی ساتھ مدد حق تعالیٰ کی نہین ہوتی اوسکی آنکھ حقیقت شئے کو نہین دیکھتی اور ہمیشہ ظاہر پر نظر ہونے سے وہ تباہ و برباد ہوتا ہی۔ چونکہ عوام مین مشہور ہی اور شاعرون کا دستور ہی کہ فلک کی گردش کو سبب تغیر عالم کا کہتے ہین اگرچہ عقیدہ یہ نہین ہوتا اسلئے اوسی مشہور کی بنا پر مولانا بھی ان تغیرات کو دیکھکر کہ بعض اشیا کی حقیقت کچھ اور ظاہر اور ہے اور ہم اوسمین تباہ ہوتے ہین۔ فلک کو پکارنے لگے اور فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

اے فلک در فتنۂ آخر زمان	تیز میگردی بدہ آخر امان
خنجر تیز تو اندر قصد ماست	نیش زہر آلودہ در فصد ماست
اے فلک از رحم حق آموز رحم	بر دل موران مزن چون مار زخم
حق آنکہ چرخۂ چرخ ترا	کرد گردان بر فراز این سرا
کہ دگرگون گردی و رحمت کنی	پیش از آنکہ بیخ ما را بر کنی
حق آنکہ دایگی کردی نخست	تا نہال ما ز آب و خاک رست
حق آن شہ کہ ترا صافت آفرید	کرد چندین مشعلہ در تو پدید
آنچنان معمور و باقی داشتت	تا کہ دہری از ازل پنداشتت
شکر دانستیم آغاز ترا	انبیا گفتند آن راز ترا

اگر ماہیت اسکی عقل ہوگی اور حقیقۃً وہ ذوی العقول مین سے ہوگا تم کو استبعاد نہ ہونا چاہیے کہ کیڑے کی ماہیت عقل کیونکر ہوسکتی ہے اور وہ ذوی العقول مین سے کیسے ہوسکتا ہے اس لیے کہ عقل کی ذاتی تو کوئی صورت بھی نہین بلکہ اپنی حد ذات مین وہ پری کیطرح بے رنگ اور بے صورت ہے بلکہ پری کی اوس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہین وہ تو اپنے تجرد کے سبب فرشتون پر بھی تفوق رکھتی ہے مگر با اینہمہ وہ الوان مختلفہ وصور متخالفہ سے متعلق ہوکر ان سے رونما ہوسکتی ہے اس مین کسی خاص رنگ اور مخصوص صورت کی تخصیص نہین پھر استبعاد کی کون وجہ ہے اسپر دہری کہہ سکتا تھا کہ مین بھی تو ذوی العقول مین سے ہون - اور عقل رکھتا ہون - پھر مین حدوث عالم سے کیون نہین واقف ہوسکتا - اسکا جواب یون دیتے ہین کہ بیشک تو ذوی العقول مین سے ہے لیکن تو مگس پست ہمت اور منہمک فی الشہوات واللذات ہے اور تیری دوڑ لذات وشہوات ہی تک ہے اسلئے حقائق ومعارف تک تیری رسائی نہین ہوسکتی - تیری عقل ضرور بلندی کیطرف مائل اور اقتناص حقائق ومعارف کی طالب ہے مگر تیرا مرغ تقلید پستی ہی سے غذا حاصل کرتا ہے یعنی اتباع نفس تجھے لذات وشہوات مین مبتلا رکھتا ہے اس لئے عقل کو بلند پروازی حاصل نہین ہوسکتی اور اقتناص حقائق سے محروم رہتی ہے - کسقدر غلطی ہے کہ علم تقلیدی باوجودیکہ حقیقت مین وبال جان اور عارضی ہے مگر لوگ سمجھتے ہین کہ یہی علم اصلی اور حقیقی ہے اور اس کو مثل اپنی ملک کے سمجھ کر اوسی پر مطمئن بیٹھے ہین ایسی عقل ناقص سے تو جاہل ہونا ہی بہتر ہے اور ایسی عقلمندی سے تو دیوانہ بننا ہی بہتر ہے پس جس چیز کو تو اپنی اس عقل کے ذریعہ سے مفید سمجھے اس سے بھاگ اور جو تجھے زہر معلوم ہو اسے پی لے اور جو آبحیات معلوم ہو اُسے پھینکدے اور جو تیری تعریف کرے تو بجائے خوش ہونے کے تو اسے برا بھلا کہہ - غرض یہ منافع تو انہین کو دیدے جو اس کے طالب ہون تو تو بیخوفی کو چھوڑکر خوف کی جگہ رہ عزت وآبرو چھوڑکر ذلت اختیار کر غرض جو فتوے تجھے عقل ناقص دے اوسکے خلاف کر مین نے تو اس نام کی دوراندیش عقل کو بہت کچھ آزمایا لیکن ہمیشہ نقصان ہی اُٹھایا - ابتو مین دیوانہ بنتا ہون اور اس عقل کو چھوڑتا ہون - اور وہی کہتا ہون جو دلقک نے کہا تھا جسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک رات دلقک سے اوس کے آقا نے کہا کہ ارے تو نے نکاح کرنے مین بہت عجلت کی کہ رنڈی سے کرلیا - مجھسے کہنا چاہیئے تھا تاکہ مین کسی پردہ نشین سے تیری شادی کرادیتا - اُسنے کہا جناب والا نو پردہ نشین اور پاکدامن عورتون سے شادی کرچکا ہون لیکن سب رنڈیان ہوگئین اور مین رنج مین گھلگیا اب مین نے جان بوجھکر چاہا کہ رنڈی سے شادی کرون دیکھون اس کا کیا حشر ہوتا ہے - پس یونہی مین بھی کہتا ہون کہ مین عقل کو تو بہت کچھ آزما چکا اب تو جنون کا کھیت تلاش کرتا ہون اور بہلول کیطرح اپنے کو دیوانہ بناتا ہون - آگے بہلول کا قصہ بیان فرماتے ہین جن کی دیوانگی کا فائدہ ظاہر ہوگا -

شرح شبیری آدمی الخ - یعنی آدمی تو جانتا ہے کہ گھر حادث ہے نہ کہ مکڑی جوکہ اوس مین کھیل رہی ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا کی مثال تو آدمی جیسی ہے اور ہم مکڑی کیطرح ہین تو جسطرح مکان مین مکڑی جالا لگاتی ہے تو وہ مکان اوسکی پیدائش سے پہلے ہی کا ہوتا ہے اور اوسی مین اوس کا خاتمہ

ہو جاتا ہے تو وہ تو اوس مکان کو ازلی ابدی ہی خیال کرتی ہے۔ برخلاف آدمی کے کہ وہ اگرچہ کسی مکان مین پیدا ہوا ہو اور وہ اوس سے پہلے کا بنا ہوا ہو اور اوس کے مرنے کے بعد تک باقی رہا ہو مگر وہ اوسکی حقیقت کو جانتا ہے اور کہتا ہے کہ مکان کی کبھی ابتدا ہوئی ہے اور یہ حادث ہے اسی طرح عوام خلق تو اس آسمان کو دیکھکر متحیر ہوتے ہین اور جب اس کی ابتدا اور انتہا کو اپنے سے پہلے اور بعد تک دیکھتے ہین تو اوسکی ازلیت کے قائل ہو جاتے ہین لہذا انبیاء علیہم السلام چونکہ حقیقت سے واقف تھے اس لئے اون کو اس سے دہوکا نہین ہوا بلکہ اونھون نے اس کی حقیقت کو ظاہر کردیا سبحان اللہ کیا خوب مثال ہے آگے ایک اور مثال ہے کہ۔

پشہ کے دائد الخ۔ مچھر کیا جانے کہ یہ باغ سے کب ہے کہ وہ بہار مین تو پیدا ہوا ہے اور ماہ خزان مین اوسکی موت ہے لہذا اوسکو باغ کی ابتدا انتہا کی کیا خبر۔ ہان جسنے لگایا ہے یا جو کہ اوسکی حقیقت سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ ہذا حادث آگے ایک اور مثال ہے کہ۔

کرم کاندر الخ۔ یعنی جو کیڑا کہ لکڑی مین بالکل ضعیف اور سست حال پیدا ہوا ہے اوسکو لکڑی کے تازگی کے وقت کی کیا خبر ہو سکتی ہے وہ تو اوسکو ہمیشہ سے اور آیندہ ہمیشہ رہنے والی سمجھیگا یہان پہ شبہ ہوتا تھا کہ عوام اور اولیاء اللہ بھی تو آخر حقایق و معارف سے آگاہ ہو ہی گئے ہین اور اوپر معلوم ہوا ہے کہ عوام کو یہ علوم میسر ہو ہی نہین سکتے اسکا جواب فرماتے ہین کہ۔

در بدا اندکرم الخ۔ یعنی اور اگر کیڑا اوس لکڑی کی ماہیت کو جان لے تو وہ تو عقل مجسم ہو گا اور کیڑا صرف صورت ہو گی اسی طرح جو لوگ کہ ان علوم و معارف سے واقف ہو گئے ہین وہ اب عوام ہی نہ رہے بلکہ اب تو وہ خواص ہو گئے وہ ہمارے اس کہنے سے ہی خارج ہین اور فرماتے ہین۔

عقل خود را الخ۔ یعنی عقل اپنے کو قسم قسم کے رنگون مین دکہاتی ہے اور جن کی طرح اوس سے فرسنگون دور ہے مطلب یہ کہ الوان عقل مختلف ہوتے ہین اوس پشہ مین بھی اگر عقل ہے اور وہ عقیل ہو گیا ہے تو اوس سے شبہ نہ کرو اسلئے کہ عقل تو عالم مجردات سے ہے اور وہ تو ایسی شے ہے کہ جنات جیسے لطیف الجسم بھی اوسکا ادراک بالکلیہ نہین کر سکتے تو بھلا انسان تو کیا شے ہے آگے اس سے ترقی کر کے فرماتے ہین۔ کہ

از ملک بالاست الخ۔ یعنی وہ تو فرشتہ سے بھی بالا ہے چہ جائے کہ جن اور تو کہ مکھی کے پر کیطرح ہے تو تو پستی مین اڑ رہا ہے مطلب یہ کہ اوس عقل کا ادراک تو فرشتون سے جو کہ جنات سے بھی لطیف ہین نہو سکا اسلئے کہ آخر وہ بھی تو مادی ہین اور عقل مجردات سے ہے اور یقیناً مجردات مادیات سے اعلے ہوتے ہین لہذا معلوم ہوا کہ عقل کی حقیقت کو دریافت کرنا عوام کی طاقت مین نہین ہے آگے فرماتے ہین کہ۔

گرچہ عقلت الخ۔ یعنی اگرچہ تیری عقل عالم بالا کیطرف اڑ رہی ہے مگر مرغ تقلید تیرا پستی مین چر رہا ہے مطلب یہ کہ اگرچہ تیری عقل کا مقتضا تو یہ ہے کہ تو عالم بالا کیطرف جاوے اور عالم غیب سے تعلق پیدا کرے مگر تیرے اندر جو مقتضیات انسانی ہین وہ تجھے کب چھوڑتے ہین وہ تو ہمیشہ تجھے پستی ہی کیطرف مائل رکھتے ہین۔ اور اس نفس و شیطانکی تقلید وہ تقلید ہے کہ تجھے برباد کر دیگی۔

علم تقلیدی الخ - یعنی علم تقلیدی ہماری جانکا وبال ہے اور وہ عاریت ہے اور ہم بیٹھے ہوئے ہین کہ وہ ہمارا ہے حالانکہ یہ ہماری کسقدر سخت غلطی ہے جو کچھ ہے وہ خدا کا ہے -

زین خرد الخ - یعنی ایسی عقل سے تو جاہل رہنا چاہیے اور دیوانگی کو اختیار کرنا چاہیئے - مطلب یہ کہ اس عقل سے تو بہتر ہے کہ یہ عقل نہو بلکہ اسکی ضد جو ہے وہ حاصل ہو جاوے اگرچہ بادی النظر مین وہ دیوانگی ہی ہو

ہر چہ بینی الخ - یعنی جس چیز مین کہ اپنا نفع سمجھو اوس سے بھاگو اور زہر پیو اور آب حیوان کو گرا دو - مطلب یہ ہے کہ جو چیز کہ ظاہر مین تمکو نافع معلوم ہو رہی ہے مثل روپیہ پیسہ وغیرہ کے اوسکو تو چھوڑ دو اور اوس سے الگ رہو اور ظاہری تکالیف کو برداشت کرلو اور یہان کی راحت و آرام کو الگ کرو کہ یہ بہت ہی موذی ہین اور خدا سے دور کرنے والی اشیا ہین -

ہر کہ بستاید الخ - یعنی جو کوئی کہ تیری تعریف کرے تو اوس کو گالی دے اور پونجی اور نفع مفلس کو قرض دیدے مطلب یہ ہے کہ ان دُنیا دارونکی تعریف سے مغرور مت ہو اور اوس کا اعتبار مت کرو اور اس ظاہری روپیہ پیسے کے نفع اور اصل سرمایہ کو سیکوان علوم و معارف کے مفلس کو دیدو کہ جن کو یہ تو میسر ہے نہین خیر وہی سہی مگر تمکو اسکی کیا ضرورت ہے تمکو تو طلب حق ہونی چاہیے (خطاب بہ سالک ہی) -

ایمنی بگذار الخ - یعنی (ظاہری) بیخوفی کو چھوڑ دو اور خوف کیجگہ رہو اور ننگ و ناموس سے الگ ہو جاؤ - اور بالکل رسوا ہو جاؤ مطلب یہ کہ اس دنیا کی عزت و حرمت سے قطع تعلق کرو اور یہان کے خوف اور بیخوفی سب سے الگ زجاؤ اور بس اوس طرف لگی رہو اگرچہ وہ اسطرف سے کچھ خلاف ہی ہو اور اوس مین تکالیف ہی ہون مگر اوسکی پرواہ مت کرو۔ آگے فرماتے ہین کہ -

آزمودم الخ - یعنی مین نے اس عقل دور اندیش کو آزمالیا ہے اور اسکے بعد اپنے کو دیوانہ بنایا ہے مطلب یہ کہ اس عقل انسانی کی آزمایش کرچکا ہون مگر اسکو بالکل فضول اور بیہودہ اور باعد عن الحق پایا تو اب اسکو ترک کرکے اس عقل کی طرف سے دیوانہ ہوگیا ہون اگرچہ اصل مین وہی عقل ہے آگے اس آزمایش پر ایک مثال لاتے ہین کہ ایک ڈوم نے ایک کسبی سے نکاح کرلیا تو ایک سردار نے اوس سے کہا کہ تو نے ہم سے نہ کہا کہ ہم تیرا نکاح کسی پارسا عورت سے کردیتے تو اوسنے کہا کہ حضور نو نکاح ایسی عورتون سے لئے مگر آخر کار سب بدکار ہوگئین اور تجربہ سے سب فاحشہ ثابت ہوئین تو اب مین نے فاحشہ سے نکاح کیا ہے کہ دیکھئے یہ کیسی نکلتی ہے اسپر مولانا فرماتے ہین کہ ہم اس عقل کو آزما چکے ہین یہ تو بیکار ثابت ہوئی - اب دیوانگی کو اختیار کیا ہے دیکھئے اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے اب اشعار سمجھو کہ فرماتے ہین کہ -

ایک ڈوم کا اپنے آقا سے ایک فاحشہ سے نکاح کر لینے کی نسبت عذر کرنا

گفت با دلقک الخ - یعنی ڈوم سے ایک رات کو آقا نامدار نے کہا کہ تو نے کسبی سے جلدی ہی نکاح کرلیا

با من این الخ - یعنی مجھ سے تجھے کہنا چاہیئے تھا تاکہ مین کسی پردہ نشین کو تیری بیوی بنا دیتا -

گفت نہ مستورہ الخ۔ یعنی اوس نے کہا کہ تو پردہ نشین نیک سے نکاح کیا مین سنے وہ ساری فاحشہ ہوگئیں اور مین غم سے گُھلا کرتا تھا۔

خواستم این الخ۔ یعنی اب مین نے اس فاحشہ سے باوجود جاننے کے نکاح کیا ہے تاکہ دیکھون کہ اسکا انجام کیا ہوتا ہے آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

عقل راہم الخ۔ یعنی مین نے عقل کو بھی بہت آزمالیا ہے اوسکے بعد مین نے جنون کو جائے پناہ ڈھونڈھا ہے آگے مولانا حضرت بہلول کی حکایت لاتے ہین کہ جس طرح اصل مین تو وہ عاقل تھے مگر اونھون نے اپنے کو دیوانہ بنا رکہا تھا اسی طرح ہم بھی کہتے ہین کہ اس دیوانگی کو حاصل کرنا چاہیے نہ کہ یہ مطلب ہے کہ مجنون ہی بنجاؤ اور کوئی دوا ایسی کہا لو کہ اُس سے جنون ہوجاوے نہین بلکہ جنون اصطلاحی ہونا چاہیے کہ ظاہر مین مجنون ہی ہون اور نفس الواقع تو ایسے عاقل ہونگے کہ ہفت اقلیم کے بادشاہ کو بھی وہ عقل اور فہم نہوگا جو ایسے دیوانون کو ہوتا ہے جیساکہ خود حضرت بہلول کی حکایت سے معلوم ہوتا ہی۔

شرح حبیبی

بہ حیلت در سخن آوردن سائل شیخ بہلول را کہ خود را دیوانہ ساختہ بود

آن یکے می گفت خواہم عاقلے ۔ مشورت آرم بدو در مشکلے
آن یکے گفتش کہ اندر شہر ما ۔ نیست عاقل جز کہ آن مجنون نما
بر نئے گشتہ سوارہ نک فلان ۔ می دواند در میان کودکان
گوئے می باز د بروزان وشبان ۔ در جہان گنج نہان جان جہان
صاحب رائے ست وآتش پارۂ ۔ آسمان قدرست واختر پارۂ
فر او کرّوبیان را جان شدہ است ۔ او درین دیوانگی پنہان شدہ است
لیک ہر دیوانہ را جان نشمری ۔ سر منہ گوسالہ را چون سامری
چون ولیے آشکارا با تو گفت ۔ صد ہزاران غیب واسرار نہفت
مر ترا آن فہم وآن دانش نبود ۔ واندانستی تو سرگین راز عود
از جنون خود را ولے چون پردہ ساخت ۔ مر ورا اے کور کے خواہی شناخت
گر ترا بازست آن دیدہ یقین ۔ زیر ہر سنگے یکے سرہنگ بین
پیش آن چشمے کہ باز ورہبرست ۔ ہر گلیمے را کلیمے در برست
مرد لی را ہم ولی شہرہ کند ۔ ہر کرا او خواست با بہرہ کند
کس نداند از خرد او را شناخت ۔ خاصہ او مر خویش را دیوانہ ساخت
چون بدزدد دزد بینا رخت کور ۔ ہیچ یابد دزد را اعمی بزور

	کور نشناسد کہ دزد او کہ بود چون گزد سگ کور صاحب ژنده را		گرچہ خود بر وے زند دزد عنود کے شناسد آن سگ درندہ را	

ایک شخص کہہ رہا تھا کہ مجھے ایک عاقل کی ضرورت ہے جس سے میں ایک اہم کام میں مشورہ کروں کسی نے کہا کہ بہت سے شہر والوں میں اُس مجنون نما عاقل سے زیادہ کوئی عاقل نہیں ہے جو کہ بانس پر سوار ہو کر لڑکوں میں دوڑتا پھرتا ہے۔ اور رات دن گیند کھیلتا ہے بہلول اوسکا نام ہے عالم میں چھپا ہوا خزانہ ہے اور عالم کی جان ہے یہ شخص صاحب رائے اور آتش کا پرکالا ہے آسمانکی بانند رفیع المنزلت ورگویا کہ ستارہ پر سوار ہے۔ وہ اپنی شوکت سے فرشتوں کا محبوب ہے لیکن وہ اس دیوانگی میں پوشیدہ ہو گیا ہے۔ مگر یہاں تمکو اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ بہلول کی حالت کو دیکھکر ہر دیوانہ کو ولی نہ سمجھ بیٹھنا اور سامری کیطرح ہر گوسالہ کے سامنے سر نہ جھکا دینا۔ یعنی عوام کے معتقد نہ ہونا خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب ہم اصل مضمون کی طرف عود کرتے ہیں اہل اللہ کے اپنے کو دیوانہ بنانے کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی ولی صاف طور پر تم سے عالم کی ہزاروں باتیں اور مخفی اسرار بیان کر دیتا ہے تو تم سمجھتے نہیں ہو اور گوبر اور عود یعنی حق و باطل میں امتیاز نہیں کرتے اور اس بیچارہ کو بدنام کرتے ہو پس وہ ولی بیچارہ اپنے لئے جنون کو مثل پردہ کے بنا لیتا ہے اور اے کور باطن محجوب تو اوسکو پہچان نہیں سکتا۔ اگر تیری چشم بصیرت کھلی ہوئی ہو تو یقین جان تجھے ہر پتھر کے نیچے بکثرت یہ سردار یعنے ولی اللہ ملیں گے اور چو چشم باطن کہ کھلی ہوئی اور راہ نما ہو اوسکو معلوم ہو گا کہ ہر کمبل اپنے اندر ایک کلیم یعنی مقرب حق سبحانہ کو لئے ہوئے ہے یعنی اُسے بکثرت اولیاء اللہ ملیں گے۔ ولی اپنے کو خود ہی ظاہر کر سکتا ہے اور جسکو چاہے اپنے فیض سے بہرہ ور کر سکتا ہے لیکن کوئی شخص اپنی عقل سے گو کتنا ہی عاقل ہو اوسکو نہیں پہچان سکتا۔ بالخصوص اسوقت جبکہ اُسنے اپنے کو دیوانہ بھی بنا لیا ہو۔ مثلاً اگر کوئی آنکھوں والا چور ایک اندھے کا مال چرا لے تو اندھا اپنی قوت سے چور کو ہرگز نہیں پکڑ سکتا اگر وہ اوسکی بغل میں بھی بیٹھ جاوے تب وہ نہیں معلوم کر سکتا۔ کہ اوسکا چور کون ہے نیز اگر کوئی کتا کسی اندھے گدڑی والے کے کاٹ لے تو وہ اندھا اوس کاٹنے والے کتے کو نہیں پہچان سکتا کتے کے اندھے کے کاٹنے کے ذکر پر مولانا کو ایک واقعہ یاد آگیا اوسکو ذکر کرتے ہیں اور اس سے عمدہ نتائج استخراج کریں گے۔

شرح شبلیری

ایک سائل کا حضرت بہلول کو جو کہ مجنون بنے ہوئے تھے ایک بہانہ سے باتوں میں لگانا

آن یکے میگفت خواہم عاقلے ✻ مشورت آرم بدو در مشکلے

آن یکے الخ۔ یعنی ایک شخص کہہ رہا تھا کہ مجھے ایک عاقل کی ضرورت ہے کہ میں اوس سے ایک مشکل (باطنی) میں مشورہ لوں۔ مطلب یہ کہ کسی سالک کو کوئی مشکل باطنی پیش آگئی تھی تو وہ پوچھتا پھرتا تھا کہ یہاں کوئی ایسے

شخص بھی ہین جو تعلیم تلقین کرتے ہون۔
آن یکے الخ۔ یعنی اوس سے ایک شخص نے کہا کہ ہمارے شہر مین بجز اوس مجنون نما کے اور کوئی عاقل نہین ہے۔
بر نئے گشتہ الخ۔ یعنی وہ فلان شخص ایک بانس پر سوار ہوکر لڑکون کے درمیان دوڑ رہا ہے۔
گوے می باز د الخ۔ یعنی رات دن گیند کھیلتے ہین اور جہان مین ایک پوشیدہ خزانہ ہین اور جان جہان ہین
صاحب رائے الخ۔ یعنی صاحب رائے ہین اور آتش کا پرکالہ ہین اور آسمان جیسے قدر والے ہین اور ستارہ ہیم
سوار ہین۔ مطلب یہ کہ بہت بلند قدر اور بلند مرتبہ بزرگ ہین۔
فر او کروبیان الخ۔ یعنی انکا بدبہ کروبیون کے لئے جان ہوگیا ہے اور وہ اس دیوانگی مین پوشیدہ ہو رہے
ہین۔ مطلب یہ کہ ویسے تو وہ اتنے بڑے بزرگ ہین کہ کروبی جو کہ فرشتے ہین مقرب حق تعالی کے انکی ہی جان ہین
مگر مجنون بنکر اپنے کو چھپا رکھا ہے آگے مولانا فرماتے ہین۔
لیک ہر دیوانہ الخ۔ یعنی لیکن ہر دیوانہ کو جان مت شمار کرنا اور سامری کی طرح بچھڑے کے آگے سر مت رکھنا مطلب
یہ ہے کہ یہ سنکر کہ حضرت بہلول مجنون تھے ہر مجنون کو بزرگ مت سمجھنا اسلیئے کہ بعض مرتبہ بزرگ تو مجنون بنجاتے ہین مگر
مجنون بزرگ نہین ہوا کرتے یاد رکھو۔
چون ولیئے الخ۔ یعنی جب کسی ولی نے ظاہر طور پر تمسے لاکھون غیب اور اسرار پوشیدہ تم سے کہدئے۔
مر ترا آن الخ۔ یعنی تجھے اوسکے لائق فہم اور عقل نہ تھی تو تو نے عود کو اور گوبر کو متمیز نہ کیا (لہذا وہ بزرگ پوشید ہو گئے)
مطلب یہ ہے کہ جب بزرگان دین نے دیکھا کہ ہماری باتونکے سمجھنے کی کسی مین صلاحیت نہین ہے اور لوگ بالکل کم
عقل اور کم سمجھ ہوگئے ہین تو اون حضرات نے پوشید رہنے ہی کو مناسب سمجھا اسلیئے کہ اگر اب بھی وہ اسرار کو ظاہر
کرتے تو ظاہر تھا کہ خلق گمراہ ہوتی اور کفر اور ارتداد پھیلتا لہذا وہ پوشیدہ ہو گئے۔
از جنون الخ۔ یعنی جنون سے اپنے کو ولی نے پردہ کی طرح بنالیا ہے تو اے اندھے تو اوسکو کب پہچانے گا۔ مطلب
یہ کہ تمہارے پاس تو چشم حقیقت بین نہین ہے اور اون حضرات نے اپنے کو پوشید کر رکھا ہے پھر اب جو تم اون کو پہچانو
تو کس طرح ظاہر ہے کہ ہرگز بھی نہین پہچان سکتے۔
گر ترا الخ۔ یعنی اور اگر تمھاری چشم یقین کھلی ہوئی ہے تو ہر پتھر کے نیچے ایک پیادہ کو دیکھو۔ مطلب یہ کہ اگر تمکو
چشم حقیقت بین میسر ہے تو پھر تو ہر شخص مین تمکو قدرت حق کا مشاہدہ ہوگا خواہ وہ ظاہر مین کیسے ہی ہون۔
پیش آن الخ۔ یعنی جو آنکھ کہ کھلی ہوئی اور رہبر ہے اوسکے سامنے ہر کمبل کے اندر ایک کلیم پوشیدہ ہین مطلب یہ ہے
کہ جسکی آنکھ کھلی ہوئی ہو وہ تو ہر شئے مین تجلی جمال حق کا مشاہدہ کریگا۔
مرد لی را ہم الخ۔ یعنی ولی کو وہ ولی ہی خود مشہور کرتا ہے اور وہ جسکو چاہتا ہے با بہرہ کرتا ہے۔ مصرعہ اولے
مین ولی ثانی واضع مظہر موضع مضمر ہے۔ مطلب یہ ہے۔ اگر بزرگ خود اپنے کو ظاہر کردین تب تو عوام کو معلوم ہوجاتا ہے
کہ یہ بزرگ ہین ورنہ عوام کو جو اندھے ہین کیا پتہ چل سکتا ہے۔
کس نداند الخ۔ یعنی اوس ولی کو عقل سے کوئی نہین پہچان سکتا جبکہ اوسنے اپنے کو دیوانہ بنا رکھا ہو۔ مطلب یہ
جب وہ خود پوشیدہ رہنا چاہتا ہے تو عوام اوسکو نہین پہچان سکتے آگے پھر نفس کے مکائد سے احتراز کی تعلیم کیطرف

قصہ بالا سے مولانا نتیجہ نکالتے ہین اور کہتے ہین کہ دیکھو جس کتے کو علم حاصل ہوگیا وہ سمجھتا ہے کہ شکار کے قابل گور خر ہے نہ کہ اندھا اور یہ علم سے بے بہرہ کتا اندھے کو ملنا چاہتا ہے جو شکار نہین ہے یہ فرق ہے علم اور جہل مین اور علم ایسی چیز ہے کہ جب کتے کو حاصل ہوگیا تو وہ غلطی سے رہائی پاگیا اور سمجھنے لگا کہ کیا چیز شکار کے قابل ہے اور کیا نہین نتیجتاً وہ جنگل مین حلال شکار کرنے لگا۔ اور آدمیونکو نہین پھاڑتا۔ پس جب کتا واقف ہوگیا تو تیز اور چالاک ہوگیا اور جب اوسکو معرفت حاصل ہوئی تو اصحاب کہف مین شامل ہوگیا۔ اور علم کے ذریعہ سے وہ پہچاننے لگا کہ شکاری کون ہے اب مولانا فرماتے ہین کہ اے اللہ وہ نور کیا شے ہے جس سے کتون کو یہ تمیز حاصل ہوجاتی ہے کہ وہ مناسب اور نامناسب مین امتیاز کرنے لگتے ہین اور اپنے آقا کو پہچاننے لگتے ہین یہ دولت تو ہمکو بھی عطا کر۔ مولانا نے اس واقعہ کو بیان کرکے اس سے فضیلت علم و معرفت ثابت کی اور اخیر مین ترغیب دی کہ یہ دولت حاصل کرنے کے قابل ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ کتے تو بیجا اور بجا مین امتیاز کرین اور اپنے مالک کو پہچانین۔ بلکہ معرفت الٰہی حاصل کرکے اصحاب کہف مین داخل ہوجائین اور آدمی کے اندر یہ باتین نہون۔ بڑے شرم کی بات ہے۔ آگے اون لوگون کی غلطی کا منشا بیان فرماتے ہین جو قابل فعل اور قابل ترک اشیا مین تمیز نہین کرتے اور حق سبحانہ کو نہین پہچانتے اور رکتے ہین۔

شرح شبیری آن سگ الخ۔ یعنی اوس عالم کتے نے تو گور خر کا شکار کیا اور اس بے مایہ کتے نے قصد اندھے کا کیا۔ مطلب یہ کہ جو کتا سکھایا ہوا تھا وہ تو گور خر کا شکار کر رہا ہے اور چونکہ یہ کتا بے علم ہے اسلئے اندھون کو ستاتا ہے آگے مولانا علم کی تعریف فرماتے ہین کہ دیکھو کتے نے علم سیکھا تو اوسکو بھی پہچان ہوگئی اور اپنے آقا کے کہنے پر چلنے لگا۔ تو انسان کو بھی چاہیے کہ علم سیکھے اور اس سے اپنے مالک حقیقی کو پہچانے فرماتے ہین کہ۔

علم چون الخ۔ یعنی جب علم سیکھ لیا تو کتا گمراہی سے چھوٹ گیا اور جنگلون مین حلال شکار کرنے لگا۔

سگ چو عالم الخ۔ یعنی کتا جب عالم ہوگیا تو چست و چالاک ہوگیا اور کتا جب عارف ہوگیا تو اصحاب کہف سے ہوگیا۔ اسلئے کہ جب کتا اوسکو بھلے اور برے کی پہچان تھی جب ہی تو اوس نے اچھون کا اتباع کیا اس سے اوسکا مرتبہ بلند ہوگیا۔ اور وہ بھی اون ہی مین سے شمار کیا گیا۔

سگ شناسا شد الخ۔ یعنی کتا پہچاننے لگا کہ امیر شکار کون ہے (تو اسی کا اتباع کرتا ہے آگے مولانا دعا فرماتے ہین) کہ اے خدا وہ نور (پہچاننے والا) کہان ہے (ہمکو بھی عطا فرما کہ ہم بھی اپنے آقا اور مالک حقیقی کو پہچانین)

شرح حبیبی

کو نشناسد از بے چشمی است — بلکہ این زانست کز جہل مست

نیست خود بے چشم تر کور از زمین — این زمین از فضل حق شد خصم بین

نور موسیٰ دید و موسیٰ را نواخت — خسف قارون کرد و قارون را شناخت

رجعت کرد اندر ہلاک ہر دعی — فہم کرد از حق کہ یا ارض ابلعی

خاک و باد و آب و نار با شرر	بیخبر از ما و از حق با خبر
ما بعکس آن ز غیر حق خبیر	بیخبر از حق با چندین نذیر
لاجرم اشفقن منها جمله شان	کند شد ز آمیز حیوان حیلہ شان
گفت بیزاریم جمله زین حیات	کو بود با خلق حی با حق موات
چون بماند از خلق گردد او یتیم	انس حق را قلب می باید سلیم

اندھا ہے کے نہ پہچاننے کی یہ وجہ نہیں کہ وہ آنکھون سے اندھا ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ اعمی القلب ہے کیونکہ اگر وہ آنکھون کا اندھا ہے تو زمین سے زیادہ تو اندھا نہیں لیکن زمین بفضلہ تعالے اپنے دوست و دشمن سے واقف ہے ۔ دیکھو موسے علیہ السّلام کا نور اسنے دیکھا ان کی وقعت کی اون کے حکم کو مانا۔ پس اگر وہ جانتی نہوتی تو اون کا حکم کیونکر مانتی اور قارون کو دھنسا لیا لہذا اوسکو پہچاننا بھی ثابت ہوا ہر شریر کو زلزلہ سے ہلاک کیا اور حق سبحانہ کے حکم یا ارض ابلعی مائک کو سمجھا۔ پس اوسنے دوست اور دشمن مین بھی تمیز کی اور اپنے مالک کو بھی جانا۔ اوسکی اطاعت بھی کی باوجودیکہ اسکی متعارف آنکھین نہین تو معلوم ہوا کہ اندھے کے پہچاننے کی وجہ ظاہری آنکھون کا نہونا نہین۔ بلکہ بصیرت کا نہونا ہے۔ افسوس مٹی ہوا پانی آگ سب کے سب مخلوق سے غافل اور خدا سے باخبر ہین۔ لیکن برخلاف ان کے ہماری یہ حالت ہے کہ غیر حق سے تو باخبر ہین اور باوجودیکہ اتنے انبیا علیہم السلام متنبہ کر چکے ہین مگر حق سے ہم پھر بھی بیخبر ہین چونکہ یہ حیوانیت کا اثر ہے اسی لئے جسوقت امانت سپرد کرنیکے لئے ان کی مرضی دریافت کی گئی تو وہ اوسکے قبول کرنے سے ڈر گئین اور حیوانیت جسکی قبول کی امانت کے بعد ضرورت ہوتی اسکے اختلاط کے خیال سے اون کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اور صاف کہدیا کہ ہمکو اس حیات کی ضرورت نہین جس سے مخلوق کے ساتھ تو ہم زندہ ہون اور خالق کے ساتھ مردہ۔ یعنی مخلوق سے باخبر اور خالق سے بیخبر۔ اور جسکے سبب ہمکو مخلوق مین اتنا انہماک ہو کہ جب مخلوق سے علیحدہ ہو جاوین تو ایسے ہو جائین کہ گویا ہم ایک بیکس یتیم ہین۔ حیوانیت کے ساتھ رہکر ہمارے لئے حق کے ساتھ تعلق رکھنا نہایت دشوار ہے کیونکہ اسکے لئے قلب سلیم کی ضرورت ہے اور نیت کے ساتھ سلامت قلب دشوار ہے لہذا ہمکو معذور رکھا جاوے۔

شرح شبیری کور نشناسد الخ۔ یعنی اندھا جو پہچانتا نہین تو یہ آنکھ نہونیکی وجہ سے نہین ہے بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ جہل کیوجہ سے مست ہو رہا ہے اسلئے حقایق اوس سے پوشیدہ ہین۔

نیست خود بے الخ۔ یعنی زمین سے زیادہ بے آنکھون والا اندھا کوئی نہین ہے مگر یہ زمین بھی فضل حق سے دشمن کو دیکھنے والی ہے یعنی اسکو بھی دشمن اور دوست کی شناخت ہے آگے اس شناخت کی ایک فرد کو بیان فرماتے ہین کہ نور موسیٰ الخ۔ یعنی اس زمین نے موسے علیہ السلام کا نور دیکھا اور اون کی عزت کی اور قارون کو خسف کیا اور اوسکو پہچانا مطلب یہ کہ دیکھو جب زمین کو حضرت موسے علیہ السلام نے قارون کی بابت حکم خذیہ دیا ہے تو اوس نے پہچانا کہ یہ حکم ایک نبی کا ہے اسلیے اوسکو مان لیا اور بجا لائی اور چونکہ قارون کو جانتی تھی کہ یہ نافرمان ہے اسلئے اوسکو اپنے اندر دھنسا دیا تو دیکھو زمین کہ جو بالکل ہی اندھی بے چشم ہے اوسکو بھی ادراک و شعور ہے معلوم ہوا کہ حقائق اور علوم کا مدرک ہونا ان چشم ظاہری ہی پر موقوف نہین ہے بلکہ بے انکے بھی اون کا ادراک ہوسکتا ہے ۔ ہان اگر علم نہین اور

شعور نہین ہے تب بیشک نہین ہو سکتا اور بعض لوگ قائل ہوئے ہین کہ یہ خسف قارون زمین سے بسبب حکم موسے علیہ السلام کے اضطراراً سرزد ہوگیا اوسکے شعور کو اس مین دخل نہ تھا مگر محققین کا یہی مسلک ہے کہ اوسنے اپنے شعور سے اوسکو اپنے اندر لے لیا اور اسمین کوئی استحالہ نہین ہے۔

رجعت کرد الخ۔ یعنی ہر حرامزادہ کے ہلاک کرنے مین متزلزل ہوئی اور حق تعالیٰ سے یا ارض ابلعی کو سمجھا۔ مطلب یہ کہ جسوقت بعد طوفان کے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یا ارض ابلعی ماءک تو اوسکو سنکر اوسنے تعمیل ارشاد کی آخر یہ بھی علم اور شعور ہی کی بدولت تھا اور فرماتے ہین کہ۔

خاک و باد الخ۔ یعنی خاک اور ہوا اور پانی اور آگ شعلون والی ہمسے تو بیخبر ہے اور حق تعالیٰ سے باخبر ہے مطلب یہ کہ خاک و باد و آتش وغیرہ ہماری نسبت تو بےشک بے شعور اور بے حس ہین مگر حق تعالیٰ کے احکام کے سامنے سب باخبر ہین اور سبکو شعور بھی ہے اور علم بھی ہے۔

بالعکس الخ۔ یعنی ہم بالعکس ان کے غیر حق سے تو خبردار ہین اور حق تعالےٰ سے باوجود اتنی نذیرون کے بےخبر ہین مطلب یہ ہے کہ سخت افسوس اور حسرت کی بات ہے کہ زمین و آسمان جو کہ جمادات محضہ ہین وہ تو حق تعالیٰ کی عظمت وجلال سے باخبر ہون اور ہم جو کہ عاقل کہلاتے ہین اس سے مطلقاً بےخبر ہون افسوس صد افسوس۔

لاجرم الخ یعنی آخر کار وہ ساری اوس سے ڈر گئین اور حیوان کی آمیزش سے اونکا حملہ کند ہوگیا۔ قرآن شریف مین ہے انا عرضنا الامانة علی السموٰت والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا تو مطلب یہ ہے کہ چونکہ زمین و آسمان کو ادراک عظمت باریتعالےٰ کا تھا اسلیئے اس امانت کے اوٹھانے سے سب ڈر گئے اور اگرچہ حضرت انسان بھی اسی زمین ہی سے بنے ہین مگر اونکے اندر یہ جہل اور عدم شعور آمیزش حیوانیت کیوجہ سے آگیا ورنہ اصل ہی تھا کہ اسمین بھی شعور اور ادراک تھا۔

گفت بیزاریم الخ۔ یعنی سبنے کہا کہ ہم ایسی حیات سے بیزار ہین کہ مخلوق کے ساتھ تو زندہ ہون اور حق تعالیٰ سے مردہ یعنی مخلوق کی عظمت وجلال تو پیش نظر ہے اور حق تعالیٰ سے غافل ہوجاوین ایسی حیات کو سلام ہے اور اگر اونکے اندر یہ حیات حیوانی ہوتی تو اونکی بھی یہی حالت ہوتی اسلیئے یہ حیات تو ابتلا اور آزمائش کے لیئے ہے لہٰذا اون سب نے اس سے پناہ مانگی اور اپنی اوسی حالت مین رہنے کو پسند کیا یہ علم ہی کی برکت ہے۔

چون الخ۔ یعنی جبکہ وہ خلق سے مشابہ ہوگیا تو وہ یتیم رہ گیا حق تعالیٰ کے انس کے لیئے قلب سلیم کی ضرورت ہے اور اگر قلب سلیم نہین ہے تو حق تعالیٰ سے مناسبت اور تعلق کب پیدا ہو سکتا ہے آگے پھر اوپر کے مضمون کی طرف رجوع ہے اوپر فرمایا تھا کہ ع چون بدزدد دزد و بیند اختر کور۔ الخ یعنی جب کوئی ہوشیار چور کسی اندھے کا مال لیجاوے تو اوسکو خبر نہین ہو سکتی۔ اسی طرح جبکہ نفس جلاد کا مال و متاع باطنی چھین لے تو اون کو بھی بوجہ ناواقفی کے حقیقت سے خبر نہین ہو سکتی۔ آگے اوسیکی طرف انتقال ہے فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

چون زکور سے دزد دزد د کالۂ	می کند آن کور عمیا نالۂ

تا نگوید دزد او را کان منم — گز تو دزدیدم که دزد پر فنم
کے شناسد کور دزد خویش را — چون ندارد نور چشم و آن ضیا
چون بگوید هم بگیر او را تو سخت — تا بگوید او علامتہائے رخت
پس جہاد اکبر آمد عصر دزد — تا بگوید کہ چہ برد آن زن بمزد
اولاً دزدید کحل دیدہ ات — چون ستانی باز یابی تبصرت
کالۂ حکمت کہ گم کردہ دل است — پیش اہل دل یقین آن حاصل ست
کور دل با جان و با سمع و بصر — می نداند دزد شیطان را اثر
ز اہل دل جو از جماد آن را مجو — کہ جماد آید خلایق پیش او

جب کسی اندھے کا کوئی چور مال چورالیتا ہے۔ تو وہ اندھا اندھا دھند نالہ و فریاد کرتا ہے۔ کہ مین لٹ گیا مجھے لوٹ لیا اور جب تک چور نہ کہدے کہ مین ہون جسنے تمھارا مال چورایا ہے کیونکہ مین بڑا چالاک چور ہون اسوقت تک اندھا اپنے چور کو نہین پہچان سکتا۔ کیونکہ وہ بینائی اور روشنی تو رکھتا ہی نہین جس سے پہچانے ایسے اندھا کو چاہیے کہ جب وہ اقرار کرلے کہ مین نے چرایا ہے تو اوسکو خوب دباتے تاکہ وہ سامان انکا پورا پتہ دیدے اب تم یہ سمجھو کہ چور (شیطان و نفس) کا دبانا ہے۔ جہاد اکبر ہے تاکہ اوسکے ذریعہ سے وہ بھرط و اکہدے کہ مین فلان شئے لے گیا ہون۔ خیر وہ تو جب بتائیگا تب ہی بتائیگا۔ ہمین تم کو بتائے دیتے ہین۔ اولاً اوسنے تمھاری بصیرت کا سرمہ یعنی حکمت چرائی ہے جب یہ تم اوس سے واپس لیلوگے اور حکمت حاصل کرلوگے تمکو بصیرت حاصل ہوجاویگی اب ہم یہ بھی بتائے دیتے ہین کہ وہ کیونکر ملیگی سنو تمھارا اسامان حکمت جو چوری گیا ہے وہ تمکو اہل دل کے یہان یقیناً ملجاویگا۔ رہے وہ لوگ جو محجوب اور کور باطن ہین ان کو تو اوس چور یعنی شیطان کا پتہ بھی نہین تم اہل دل کے یہان جاکر لو وہ سب وصول کرادینگے اور جمادات سے مت اسکے طالب ہو۔ کیونکہ وہ تو چور ہی کو نہین جانتے بس وہ کیا دلاسکتے ہین اور جماد سے ہماری مراد عامۂ خلائق ہین کہ یہ اہل دل کے مقابلہ مین جماد محض ہین۔

شرح شبیری چون الخ۔ یعنی جبکہ کسی اندھے سے کوئی چور کسی اسباب کو چورانے تو وہ اندھا چوبٹ لٹا ہی کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر نفس تمھارے علوم و معارف کو تم سے علیحدہ کردے اور چورالیجاوے تو بسبب تمھاری حقیقت سے اندھے ہونے کے تم بجز اسکے کہ واویلا کرو اور کچھ بھی علاج نہین کرسکتے۔

تا نگوید دزد الخ۔ یعنی جب تک کہ چور خود نہ کہے کہ مین ہون کہ جسنے تجھ سے چورایا ہے اس لئے کہ مین ایک پرفن چور ہون۔

کے شناسد الخ۔ یعنی اندھا اپنے چور کو کب پہچان سکتا ہے جبکہ وہ نور چشم اور روشنی ہی نہین رکھتا لہذا اب اوسکے ملنے کی دو ہی صورتین ہین یا تو خود وہ چور کہدے یا کسی نے اوسکو چوراتے ہوئے دیکھا ہو وہ بتادے غرضکہ اگر کسی طرح سے وہ ملجاوے اور اسکا پتہ چلجاوے تو اب اوسکی تدبیر بتاتے ہین کہ۔

چون بگوید الخ۔ یعنی کہ جب وہ اپنے کو بتادے تو اوسکو خوب مضبوط پکڑلو یہان تک کہ وہ اسباب کی علامتین بتادے مطلب یہ کہ جب کبھی یہ نفس قابو مین آجاوے تو پھر اسکو چھوڑو مت اور اوسکو مجاہدہ در یاضت سے خوب کمزور

کہان مین کہان مین تیری ساتھ کیون جاؤن اوسنے کہا تو مست ہے چل حوالات مین تجھے حد لگائی جاویگی - اوسنے کہا محتسب صاحب معاف کیجئے اور تشریف لیجایئے ننگے سے کپڑے کوئی گرو نہین رکہتا کیونکہ اوسکے پاس ہین ہی نہین (مطلب یہ ہے کہ جو کام جس سے نہو سکے اوسکی اوسکو تکلیف نہین دیجا سکتی) آپ خیال تو فرما دین کہ اگر مین چل سکتا تو اپنے گھر نہ جاتا اسحالت مین کیون ہوتا - پس مین بھی یون کہتا ہون کہ اگر مین عاقل اور صاحب قدرت راز گوئی ہوتا تو اس حالت مین کیون ہوتا - دوکان پر ہوتا - میرے لئے بھی یا جھولی اور گداگری ہوتی - جیسے بعض فقرا کے لئے حق سبحانہ کی طرف سے شریعت کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ مجاہدہ تجویز ہوتا ہی - یا مجھے نذرانہ اور تحفہ تحائف ملتے - جیسا کہ اور فقرا کو ملتے ہین - بھائی تمکو دہوکا ہوا تم مجھے چھوڑو اور کسی خانقاہ مین جاؤ اور کسی بڑی ڈاڑہی والے کو ڈھونڈھو -

شرح شبیری باز میگردیم الخ - یعنی کہ ہم پھر اُس راز جو کی طرف لوٹتے ہین تاکہ وہ راز گو کے ساتھ ہم شورت ہو مشورت الخ - یعنی مشورہ کا تلاش کرنے والا اون کے پاس آیا کہا ارے بابا جو کہ لڑکا بن گیا ہے ایک بات تو بتا -

گفت رو الخ - یعنی اونہون نے کہا کہ چل یہان سے کہ یہ دروازہ کھلا ہوا نہین ہی اور لوٹ جا کہ آج راز بتانے کا دن نہین ہے -

گر مکا نرا الخ - یعنی اگر مکانکو لامکان مین رستہ ہوتا تو مین بھی دوسرے شیخونکی طرح ایک دوکان پر ہوتا - مطلب یہ کہ اگر اس عالم ناسوت سے تعلق رکہتا ہوتا اور میرے سپرد خدمت خلق ہوتی تو مین بھی شیخ المشائخ بنا ہوا ایک دوکانکی طرح لگائے ہو بیٹھا ہوا ہوتا مگر میری حالت اوسکے مناسب نہین ہی لہذا تم یہان سے جاؤ آگے اسکے مناسب ایک حکایت لاتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ ایک محتسب نے ایک مست کو دیکھا کہ وہ نشہ مین پڑا ہوا ہی تو اوسکو اوسنے جھڑک کر کہا کہ کمبخت تو نے شراب پی ہی تو جیلخانہ چل تو اوسنے کہا کہ اگر میرے اندر اتنی طاقت ہوتی کہ جیلخانہ تک جاؤن تو مین اپنے گھر ہی نہ چلا جاتا اتنی نوبت ہی کیون آتی کہ تم مجھے دیکھتے تو اسیطرح حضرت بہلول نے بھی کہدیا کہ اگر میری حالت اسکے قابل ہوتی تو مین بھی ایک دوکان لگائے ہوئے ہوتا - اب حکایت سنو -

محتسب کا ایک مست کو جیلخانہ مین بلانا اور اُسکا جواب

محتسب الخ - یعنی آدہی رات کو محتسب ایک جگہ پہونچا تو ایک دیوار کی جڑ مین ایک مست کو سوتا ہوا دیکھا -

گفت ہے الخ - یعنی محتسب نے کہا کہ ارے تو مست ہے تو نے کیا کہا یا ہی بتا اوسنے کہا کہ مین نے وہ کہایا ہی جو کہ گھڑے مین ہے

گفت آخر الخ - یعنی اوس محتسب نے کہا کہ آخر گھڑے مین کیا ہی بتا تو وہ بولا کہ وہ ہی جو مین نے پیا ہی تو اوسنے کہا کہ یہ بھی تو گول بات ہے (صاف کہہ اور بتا) -

گفت آنچہ الخ - یعنی اوس محتسب نے کہا کہ تو نے جو پیا ہی آخر وہ ہی کیا تو بولا کہ جو کچھ کہ گھڑے مین ہے پوشیدہ ہی -

دور می الخ - یعنی اس سوال اور جواب مین دور ہو رہا تھا تو وہ محتسب گدہے کیطرح کیچڑ مین رہگیا - یعنی متحیر ہوا کہ آخر اس سے کسطرح دریافت کرون -

گفت او را الخ - یعنی محتسب نے اوس سے کہا کہ اب افسوس کر (کہ جیلخانہ چلنا ہوگا) تو مست نے باتون مین ہو ہو

کرنا شروع کیں۔

گفت گفتم الخ۔ یعنی محتسب نے کہا کہ مین نے کہا تھا کہ آہ کر۔ اور تو ہو ہو کرتا ہی تو بولا کہ مین تو خوش ہون اور تو غم کی وجہ سے دُبلا اور کمزور ہو رہا ہی۔

آہ از درد الخ۔ یعنی افسوس تو درد و غم اور ظلم کیوجہ سے ہوتا ہے اور میکشون کی ہو ہو خوشی کی وجہ سے ہوتی ہی۔

محتسب گفت الخ۔ یعنی محتسب نے کہا کہ مین یہ نہین جانتا اب اوٹھیے بہت بزرگی مت بگھاریے اور اس لڑائی کو چھوڑو

گفت الخ۔ یعنی وہ مست بولا کہ جا تو کہان اور مین کہان تو اوس محتسب نے کہا کہ تو مست ہے اوٹھ جیلخانہ تک آ۔

گفت مست الخ۔ یعنی مست نے کہا کہ اے محتسب چھوڑ اور جا ننگے سے تو رہن کو کب لے سکتا ہی۔ مطلب یہ کہ مجھسے تجھکیا ملیگا بہائی تو اپنا کام کر جا چلا جا۔

گر مرا خود الخ۔ یعنی اگر مجھے چلنے کی طاقت ہوتی تو مین اپنے گھر ہی نہ جاتا یہ بات ہی کاہے کو ہوتی۔ کہ آپ تشریف لاکر مجھے دق کرتے آگے حضرت بہلول کا قول نقل فرماتے ہین کہ۔

من اگر الخ۔ یعنی اگر مین عقل اور امکان کی ساتھ ہوتا تو شیخون کیطرح کسی دکان پر ہوتا۔ مطلب یہ کہ اگر مین بھی اس کام کا ہوتا تو دوسرون کی طرح مشہور ہوتا مگر مین تو علحدہ رہتا ہون مین رائے وغیرہ دینے کے قابل نہین ہون نہ مجھے کچھ آوے۔

گر مرا رائے الخ۔ یعنی اگر میرے اندر رائے اور تدبیر ہوتی تو پیر جیون کی طرح میری بھی عزت اور توقیر ہوتی

ہم مرا الخ۔ یعنی میرے پاس بھی ایک زنبیل اور بھیک ہوتی اور نذر اور ادرار تمام دونکا ہوتا۔ اہل قصص نے لکھا ہی کہ بعض بزرگون کی یہ شان ہوئی ہی کہ اونھون نے توکل کیا تو اون کو حکم دیا گیا کہ خود جاکر جھولی لیکر مانگو اور بعض نے توکل کیا تو عوام نے قلوب کو انکی طرف مائل کر دیا کہ لوگ اونکی خدمت کرتے تھے غرضکہ فرماتے ہین کہ اگر میرے سپرد خدمت خلق ہوتی تو مین بھی یا اس طریق کو اختیار کرتا یا اوسکو جب مجھے کوئی طریقہ بھی حاصل نہین ہی لہذا معلوم ہو گیا کہ مین رائے وغیرہ دینے کے کام کا نہین ہون۔

بگذر از من الخ۔ یعنی مجھے چھوڑ اسلیے کہ تو رستہ بھول گیا ہی کسی لمبی ڈاڑھی والے کو اور خانقاہ کو تلاش کر کہ وہان تجھے ایسے لوگ ملین گے جو تیری مشکل کو حل کر دین گے ورنہ مین کچھ نہین جانتا یاد رکھ۔ جب اوسنے دیکھا کہ یہ تو کسیطرح قابو مین آتے ہی نہین تو اوسنے دوبارہ دوسرے پہلو سے بات شروع کی جس سے کہ وہ کھلجاوین اوسکے بعد مطلب کی بات کہیگا آگے مولانا اسیکو فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

باردوم بہ سخن آوردن سائل آن بزرگ را تا حال باقی معلوم تر گردد

گفت آن سائل کہ آخر یک نفس راند سوئے او کہ ہین زد تر بگو	اے سوارہ برنے این سوران فرس کاسپ من بس توسن است و تندخو

تا لگد بر تو نکوبد زود باش — از چه میپرسی بیانش کن تو فاش
او مجال راز دل گفتن ندید — زو برون شو کرد و در لاغش کشید
گفت میخواهم درین کوچه زنی — کیست لایق از برای چون منی
گفت سه گونه زنانند اندر جهان — آن دو رنج و این یکی گنج روان
آن یکی را چون بخواهی کل تراست — وین دگر نیمی ترا نیمی جداست
وان سوم هیچ او ترا نبود بدان — این شنیدی دور شو رفتم روان
تا ترا اسپم نه پراند لگد — که بیفتی بر نخیزی تا ابد
شیخ راند اندر میان کودکان — بانگ زد بار دگر او را جوان
که بیا آخر بگو تفسیر این — این زنان سه نوع گفتی برگزین
راند سوی او و گفتش بکر خاص — کل ترا باشد ز غم یابی خلاص
وانکه نیمی آن تو بیوه بود — وانکه هیچ آن عیال با ولد
چون ز شوی اولش کودک بود — مهر کل خاطرش آن سو رود
دور شو تا اسب نندازد لگد — سم اسب توسنم بر تو رسد
ها و هوی کرد شیخ و باز راند — کودکان را باز سوی خویش خواند
باز بانگش کرد آن سائل بیا — یک سوالم ماند ای شاه کیا
باز راند این سو بگو زوتر چه بود — که ز میدان آن بچه گویم ربود
گفت ای شه با چنین عقل و ادب — این چه شیدست اینچه فعلست ای عجب
تو ورای عقل کلی در بیان — آفتابی در جنون چونی نهان
گفت این اوباش رایی میزنند — تا درین شهر خودم قاضی کنند
دفع میگفتم مرا گفتند نی — نیست چون تو عالمی صاحب فنی
با وجود تو حرامست و خبیث — که کم از تو در قضا گوید حدیث
در شریعت نیست دستوری که ما — کمتر از تو شه کنیم و پیشوا
زین ضرورت گیج و دیوانه شدم — زین گروه از عجز بیگانه شدم
ظاهر اشوریده و شیدا شدم — لیک در باطن همانم که بدم
عقل من گنج است و من ویرانه‌ام — گنج اگر پیدا کنم دیوانه‌ام
اوست دیوانه که دیوانه نشد — این عسس را دید و در خانه نشد
دانش من جوهر آمد نی عرض — این بهایی نیست بهر هر عرض
کان قندم نیستان شکرم — هم ز من میروید و من میخورم

سائل نے کہا کہ اے سوار تھوڑی دیر کے لیے ذرا اپنا گھوڑا ادھر بڑھا لائیے یہ سنکر اونھون نے ادھر گھوڑا

بڑھایا اور کہا اچھا جلد کہو جو کہنا ہے کیونکہ میرا گھوڑا بہت سرکش اور کٹر وا ہے ایسا نہو تمہارے لات مار دے جلدی کہو اور جو کچھ پوچھنا ہی صاف کہو۔ یہ سنکر اوسنے اصلی راز بیان کرنے کا تو موقع نہ سمجھا لہذا اوسکو چھوڑ کر ایک فضول بات مین اون کو اوجھا لیا اور کہا کہ مجھے آپکی جناب مین ایک عورت کے متعلق دریافت کرنا ہی آپ فرمائیے کہ مجھ سے شخص کے لایق کون عورت ہی۔ آپ نے فرمایا کہ مین تعیین تو کرتا نہین مگر تفصیل بتائے دیتا ہون اون مین جو عورت تمکو پسند ہو اوس سے شادی کرلو۔ دنیا مین تین قسم کی عورتین ہین بعض تو ان مین نہایت مرغوب اور دولت کی طرح آرام جان ہے اور بعض وبال جان۔ ان مین ایک تو وہ ہی کہ اگر تم اس سے شادی کرو تو وہ کل تمہاری ہوگی اور دوسری وہ ہی جو آدھی تمہاری ہو اور آدھی دوسرے کی تیسری وہ ہی جو بالکل بھی تمہاری نہین۔ بس تم سن چکے اب جلد دور ہو مین اٹھ کھڑا ہوتا ہون دیکھ گھوڑا لات نہ مار دے کہ تو ایسا گرے کہ پھر اوٹھنا بھی نصیب نہو۔ یعنی مر جاوے۔ یہ کہکر شیخ گھوڑے کو اوڑاتے ہوئے لڑکون مین پہونچ گئے۔ اس شخص نے ان کو پھر بلایا۔ اور کہا کہ ذرا ادھر تو تشریف لائیے یہ تو آپ معما کہہ گئے ذرا اسکی شرح تو کر دیجئے جو تین قسم کی عورتین آپنے بیان کی ہین اونکو مفصل تو بیان کیجئے شیخ نے اسکی طرف پھر گھوڑا بڑھایا اور کہا کہ خاص باکرہ تو ایسی ہے جو کل تیری ہے اور تجھے اوسکے ذریعہ سے غم سے نجات مل سکتی ہے اور وہ جو آدھی تیری ہے وہ بیوہ لاولد ہے اور وہ جو بالکل تیری نہین وہ صاحب اولاد بیوہ ہے۔ کیونکہ جب پہلے خاوند سے اوسکی اولاد ہے تو اسکی دلی محبت کل پہلے خاوند سے ہوگی۔ اچھا اب بھاگ جا تاکہ گھوڑا لات نہ مار دے اور میرے سرکش گھوڑے کا پاؤن تجھ تک نہ پہونچ جاوے یہ کہکر شیخ نے پھر دیوانہ وار ہاؤ ہو کی اور گھوڑے کو بڑھایا اور بچون کو اپنی طرف بلایا کہ آؤ رے لڑکو کھیلین اس سائل نے پھر آواز دی کہ جناب میرا ایک سوال اور رہگیا اسکا بھی جواب دیدیجئے مین چلا جاؤنگا شیخ نے پھر گھوڑا بڑھایا اور کہا کہ جلد کہو کیا سوال ہی کہ لڑکا میدان مین سے میری گیند لیگیا مین جاکر اس سے چھینونگا اوسنے کہا کہ آپ تو اسقدر عاقل اور دانا ہین پھر یہ کیا مغالطہ دہی ہے اور یہ آپ کی کیا حرکت ہے مجھے سخت حیرت ہے آپ تو بیان مین عقل کل سے بھی بڑھے ہوئے ہین پھر آفتاب ہوکر ابر جنون مین کیون پوشیدہ ہین آپ نے فرمایا اے عزیز اصل بات یہ ہی کہ عوام مین مشورے ہورہے تھے کہ مجھے قاضی شہر بنا دین بالآخر مجھ سے کہا گیا مین ان کو ٹالتا رہا۔ لیکن اونھون نے منظور نہ کیا اور کہا کہ آپکی مثل کوئی شخص عالم اور صاحب فن نہین ہے لہذا آپ کے ہوتے ہوئے حرام اور ناجائز ہے کہ کوئی کم درجہ کا شخص قضا مین گفتگو کرے کیونکہ شریعت کی اجازت نہین کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول قاضی ہو۔ پس ہم حکم شریعت سے مجبور ہین اور آپ سے کم کو اپنا حاکم اور مقتدا نہ بناوینگے اس ضرورت سے مین پاگل اور دیوانہ بن گیا اور مجبور ہوکر اس گروہ سے علیحدگی اختیار کی کیونکہ مین اپنے اندر اس بار گران کے تحمل کی قوت نہ پاتا تھا۔ اور عوام میری کمزوری کو سمجھتے نہ تھے۔ اور مجبور کرتے تھے گو مین بظاہر دیوانہ اور مجنون ہوگیا لیکن باطن مین وہی ہون جیسا کہ تھا۔ میری عقل مثل خزانہ کے ہے اور اپنی ظاہری خستگی کے سبب مثل دیوانہ کے ہون۔ اور وہ خزانہ اس ویرانہ مین پوشیدہ ہے۔ بس مین دیوانہ نہین کہ اس خزانہ کو ظاہر کرکے نقصان اٹھاؤن وہ دیوانہ ہی جو باوجود تحقیق دیوانہ نہو وہ جو کہ اور کوتوال (عوام) کو دیکھکر گھر مین (یعنی جنون مین) نہ چھپ جاوے۔ میری عقل جوہر ہے عرض نہین ہے (یعنی پختہ اور مضبوط ہے کمزور نہین) اور یہ اس قابل نہین کہ اسکو ہر سامان (حطام دنیا) کے بدلہ مین دیدیا

جاوے یعنی جاہ و مال پر اسکو قربان کردیا جاوے۔ مین تو کان قند اور نیشکر کا کھیت ہون پس شکر مجھی سے پیدا ہوتی ہے اور مین بھی اون سے متمتع ہوتا ہون۔ یعنی اپنی علوم و معارف سے خود ہی لذت اُٹھاتا ہون۔ مجھے اسکی ضرورت نہین کہ کوئی قدردان ہو۔

شرح شبیری

اوس سائل کا اُن بزرگ کو دوبارہ باتون مین لگانا تاکہ حال باقی معلوم ہوجاوے۔

گفت آن الخ۔ یعنی اوس سائل نے کہا آخر تھوڑی دیر کو اے بانس سوار ذرا ادھر گھوڑا چلا دو۔

راند سوئے الخ۔ یعنی اوسکی طرف چلایا کہ ہان جلدی سے کہہ اسلئے کہ میرا گھوڑا بہت قوی اور تیز ہے۔ (لیکر بھاگ جائے گا لہذا جو کہنا ہے جلدی کہہ دے۔ ایسی باتین شروع کردین تاکہ مجنون معلوم ہون)۔

تا لگد برا الخ۔ یعنی تیرے کہین لات نہ مار دے جلدی کہہ تو کیا پوچھتا ہے جلدی ظاہر کر۔ سبحان اللہ بانس کا گھوڑا اور لات مار دے یہ ساری باتین اسلئے کہین کہ یہ شخص مجنون ہی سمجھے۔

او مجال الخ۔ یعنی اوس شخص نے بات کہنے کی مجال نہ دیکھی تو اوس سے الگ ہوکر اوسکو مذاق مین کھینچا۔ مطلب یہ کہ جب اوس شخص نے دیکھا کہ یہ بات نہ سنین گے اور اسی طرح ٹالتے رہینگے تو اوسنے مذاق شروع کیا تاکہ ہنسی مذاق کرنے سے ذرا یہ کھلجاوین گے تو اسنے اصل مقصود کو بھی ظاہر کردنگا تو اوسنے یہ سوچکر یہ کہنا شروع کیا کہ۔

گفت میخواہم الخ۔ یعنی اوسنے کہا کہ مین یہان ایک عورت کرنا چاہتا ہون تو مجھ جیسے کے لائق کون ہے۔ اصل مقصود تو اس شخص کا کسی مشکل باطنی کا حل تھا۔ مگر اوسکو چھوڑکر یہ باتین شروع کین یہ سنکر حضرت بہلول نے جواب دیا کہ

گفت سہ گونہ الخ۔ یعنی حضرت بہلول نے فرمایا کہ دنیا مین عورتین تین قسم کی ہوتی ہین دو تو خراب اور ایک خزانہ جان ہے۔

آن یکے را جوا الخ۔ یعنی اوس ایک کو اگر تو کرے تو وہ تو ساری تیری ہی ہے اور دوسری آدھی تیری اور آدھی الگ

وآن سوم الخ۔ یعنی اور وہ تیسری تیری نہین ہے جان لے یہ سنلیا تو اب بھاگ مین جاتا ہون۔

تا ترا الخ۔ یعنی تاکہ کہین میرا گھوڑا تیرے لات نہ مار دے۔ کہ تو گر جاویگا اور پھر کبھی اوٹھ نہ سکیگا اوپر۔ چونکہ باتین عقل کی کہی تھین اوسکے بعد ایک یہ بات کہ دیکھو میرا گھوڑا لات نہ مار دے ایسی کہدی کہ جس سے جنون معلوم ہو غرضکہ یہ کہکر حضرت چلدیئے۔

شیخ راند الخ۔ یعنی شیخ نے لڑکون کے اندر گھوڑا چلایا۔ تو اوس شخص نے پھر انکو آواز دی۔

کہ بیا آخر بگو الخ۔ یعنی ذرا یہان تشریف لاکر اسکی تفسیر تو کر دیجئے ابھی ان تینون قسمون نے سے جہانٹ تو دیدیجئے۔

راند سوئے الخ۔ یعنی اوسکی طرف پھر تشریف لائے اور اوس سے کہا کہ خاص کنواری تو ساری تیری ہی ہے اور تو غم سے چھوٹ جاویگا یعنی اوس سے نکاح کرکے تو کسی قسم کا غم ہی نہین مرے کرو۔

وآن کہ نیمی الخ یعنی اور جو کہ آدھی تیری ہے وہ تو بیوہ بے اولاد ہے اور جو کہ بالکل تیری نہین ہے وہ بیوی با اولاد۔

چون زشوے الخ - یعنی جبکہ پہلے خاوند سے اوسکے بچے ہونگے تو اوسکے دلکا میلان کلی اوسی طرف ہوگا۔ اور تیری طرف مطلق متوجہ نہوگی، یہ مضمون حدیث کا ہی - اسی طرح حدیث مین بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **شریف النساء ثلثۃ واحدۃ لک وواحدۃ علیک وواحدۃ لک وعلیک اما التی لک فھی الجاریۃ البکر تقلبھا وحبھا لک واما التی علیک فالمتزوجۃ ذات ولد تاکل مالک وتبکی علی الزوج الاول واما التی لک وعلیک فالمتزوجۃ التی لاولد لھا فان کنت لھا خیرا من الاول فھی لک والا فھی علیک**

ان اشعار مین بھی بعینہ یہی مضمون ہی غرض کہ حضرت بہلول نے اوسکو حدیث کیموافق بتادیا آگے فرماتے ہین کہ۔

دور شو تا الخ - یعنی دور ہوجا تاکہ میرا گھوڑا لات نہ ماردے اور میرے قوی گھوڑے کا سم تجھے بیوبخ نجادے - ساری باتین کہکر ایک بات ایسی فرمادیتے ہین عجیب حالت ہی۔

ہائے ہوئے الخ - یعنی شیخ نے ہاے ہوے کی اور پھر گھوڑا چلادیا اور لونڈون کو اپنی طرف بلایا - غرضکہ حضرتکی حالت بالکل لونڈون جیسی ہورہی تھی کہ ایک بانس پر سوار ہین اور لڑکونمین کھیلتے پھرتے ہین۔

باز بانگش کرد الخ - یعنی اوس سائل نے پھر آواز دی کہ حضرت تشریف تو لائیے اجی عقلمند شاہ صاحب میرا ایک سوال اور رہگیا ہے۔

باز راند الخ - یعنی پھر اسکی طرف تشریف لاسکے ہان جلدی سے کہکیا ہی اسلئے کہ میدان مین وہ لونڈا میری گیند لے بھاگتا ہو (سبحان اللہ کیا شان ہی) زود تر مخفف ہی زود تر کا یعنی بہت جلدی۔

گفت اے شہ الخ - یعنی اوس سائل نے کہا کہ اجی حضرت باوجود اس عقل و ادب کے یہ کیا مکر ہے اور کیا حرکت ہے تعجب کی بات ہے۔

تو ورائے الخ - یعنی آپ تو بیانمین عقل کل سے بھی آگے ہین اور آپ تو آفتاب ہین آپ اس جنون مین کسطرح پوشیدہ ہین مطلب یہ کہ آپ نے اسطرح اپنے کو کیون کر رکھا ہے ماشاء اللہ عاقل سمجھ دار ہین - اسپر جواب ارشاد ہوا کہ

گفت این الخ - یعنی یہ اوباش لوگ رائے نکالتے تھے کہ مجھے اپنے اس شہر مین قاضی کرین۔

دفع میگفتم الخ - یعنی مین دفع کرتا تھا - تو مجھسے کہتے تھے کہ نہین آپ جیسا تو کوئی صاحب فن عالم اور ہی نہین

باوجود تو الخ - یعنی آپکے ہوتے ہوئے تو حرام اور خبیث ہی یہ بات کہ آپسے کم ہوکر قاضی ہوکر بات کرے مطلب یہ کہ آپکے ہوتے ہوئے اور کوئی قاضی بن ہی نہین سکتا۔

در شریعت نیست الخ - یعنی شریعت مین یہ کوئی قاعدہ نہین ہی کہ تم سے کم کو بادشاہ و پیشوا بنادین (جب آپ موجود ہین تو آپ ہی پیشوا ہین -)

زین ضرورت الخ - یعنی اس ضرورت سے باولا اور دیوانہ ہوگیا ہون اور اس گروہ سے عاجز ہوکر بیگانہ ہوگیا - مطلب یہ کہ اون لوگونکے ایسے خیالات کو دیکھکر باولا بنکر انسے علیحدہ ہوگیا ورنہ قاضی بننا پڑتا - تو کون علت مول لیتا -

اب چونکہ حضرت بہلول نے اوسکو طالب صادق دیکھا اسلئے فرماتے ہین کہ۔

ظاہر ا الخ - یعنی ظاہر مین باولا اور دیوانہ ہوگیا ہون - لیکن باطن مین وہی ہون جو کہ تھا۔

عقل من الخ - یعنی میری عقل ایک خزانہ ہی اور مین (مثل) ایک جنگل کے ہون تو اگر مین خزانہ کو ظاہر کردون

تو پاگل ہون مطلب یہ کہ میرے علوم و معارف اور عقل ایک خزانہ کی طرح ہین اور مین ایک جنگل کی طرح تو خزانہ کو تو جنگل مین اسلئے دفن کرتے ہین کہ کسیکو خبر نہو پھر اگر سب پر ظاہر کرتا پھر دن اور بتاتا پھر دن کہ میرے اندر یہ خزانہ مدفون ہی تو کیا مین بالکل پاگل تھوڑی ہون۔

اوست دیوانہ الخ۔ یعنی وہ دیوانہ ہے جو کہ (ایسا) دیوانہ نہو اور اس کو توال کو دیکھکر گھر مین نہ گیا۔ مطلب یہ کہ جو ہین دیوانگی کو چھوڑکر غافل رہا اور عقل ظاہری پر ہی مغرور رہا تو فی الحقیقت تو وہ دیوانہ ہی اور جنے کہ ایسے لوگون کو جلاوسکو پکڑتے پھرتے ہین اور کام مین لگاتے ہین دیکھا اور چھپ نہ گیا وہ دیوانہ ہے پس چاہیئے کہ ان سب سے علیحدہ ہوکر اپنے کو چھپائے ہان اگر کسیکے سپرد خدمت خلق ہے تو اوسکی اور بات ہی یہ اون لوگون کا ذکر ہی کہ جنکے سپرد حق تعالی کی طرف سے یہ خدمت نہین کیگئی۔ بلکہ صرف نماز روزہ کرلو اور مزہ سے یاد خدا مین لگے رہو۔

دانش من الخ۔ یعنی میری عقل جوہر ہے عرض نہین ہے تو یہ ہر عرض کی قیمت نہین ہی۔ مطلب یہ کہ میری حالت اسکے مناسب نہین ہے جو کہ لوگ کہتے ہین لہذا مین الگ ہو گیا۔

کان قندم الخ۔ یعنی مین قند کی کان ہون اور شکر کی نیستان ہون اور مجھ ہی سے پیدا ہوتی ہی اور مین ہی کھالیتا ہون مطلب یہ کہ علوم و معارف کا مین خزانہ ہون میرے ہی اندر سے پیدا ہوتے ہین اور ان سے مین ہی لطف حاصل کرتا ہون مجھے اسکی ضرورت نہین ہی کہ کوئی قدر بھی کرے۔ بلکہ اون سے مین خود ہی حظ حاصل کرتا ہون۔

شرح حبیبی

علم تقلیدی و تعلیمی است آن ۔۔۔ کز نفور مستمع دارد فغان

چون پے دانہ نہ بہر روشنی است ۔۔۔ ہمچو طالب علم دنیائے دنی است

طالب علم است بہر عام و خاص ۔۔۔ نے کہ تا یابد ازین عالم خلاص

ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد ۔۔۔ نیست مرغے از ہمہ سوراخ فرد

ہمچو موشے ہر طرف سورا خہا ۔۔۔ می کند غافل ز انوار نعا

چونکہ سوئے دشت و نورش رہ نبود ۔۔۔ ہمدران ظلمات جہدے مینمود

گر خدایش پر دہد پر خرد ۔۔۔ برہد از موشے و چو مرغان پرد

ورنہ جوید پر بماند زیر خاک ۔۔۔ نا امید از رفتن راہ سماک

علم گفتار ی کہ او بیجان بود ۔۔۔ عاشق روئے خریداران بود

گرچہ باشد وقت بحث علم زفت ۔۔۔ چون خریدارش نباشد مرد و رفت

مشتری من خدا ایست او مرا ۔۔۔ می کشد بالا کہ اللہ اشتری

خونبہائے من جمال ذوالجلال ۔۔۔ خونبہائے خود خورم کسب حلال

این خریداران مفلس را بہل ۔۔۔ چون خریداری کنند یکمشت گل

گل مخور گل را مخور گل را مجو ۔۔۔ زانکہ گل خوار ست دائم زرد رو

دل بجز تا دائما باشی جوان ۔ از تجلی چہرہ ات چون ارغوان
طالب دل شو کہ تا باشی چو گل ۔ تا شوی شادان و خندان ہمچو گل
دل نباشد آنکہ مطلوبش گل است ۔ این سخن را روئے با صاحبدل است

وہ علم تقلیدی و تعلیمی ہی جو سامعین کی ناقدر دانی سے شکوہ و شکایت کرنے لگے۔ اور وہ علم طلب رزق کی نیت سے ہے
نہ کہ نور معرفت حاصل کرنیکے لئے اور ایسے علم کا طالب ایسا ہی ہی جیسا طالب علم دنیاوی۔ وہ لوگو نکے لئے علم طلب کرتا ہی
اوسکا مقصود خود دانی رہائی نہین ہی کہ وہ خود اخلاق ذمیمہ اور ملکات ردیہ سے نجات پا جاوے وہ اس چوہے کی مانند ہی
جو ہر طرف طلب رزق کے لیئے سوراخ بناتا ہی اور رزق کے ذرائع کو محدود سمجھتا ہے اور اس پرند کی مثل نہین جو تمام
سوا خون سے مبرا اور رزق کی ایک نامحدود فضا اپنی ساتھ دیکھ رہا ہی یہ احمق چوہے کی طرح ہر طرف سوراخ کرتا ہی اور طلب
رزق مین ہمہ تن ساعی اور منہمک ہی لیکن انوار خورشید لقا (حق سبحانہ) سے غافل ہی اور منشا اسکا یہ ہی ہی کہ رزق کے ذرائع
نامحدود اور نور معرفت تک تو اسکی رسائی ہی نہین اسلئے مجبوراً تاریکی جہل مین پھنسا ہوا سرگرم جد و جہد ہے لیکن اگر خدا
اوسکو پر ہائے عقل بخشے اور اوسکی عقل کو نور معرفت عطا کرے جو عروج روحانی کا ذریعہ ہی تو ہرگز وہ چوہا بن نکرے بلکہ پروان
کی طرح بلند پروازی کرے۔ اور علو ہمت و عالی حوصلگی اختیار کرے اور سمجھے کہ ذرائع رزق نامحدود ہین اسکا حصول کچھ
ہماری سعی نا جائز پر موقوف نہین پس اوسکو یہ پر (نور معرفت) حاصل کرنے چاہئین اگر وہ ایسا نکریگا تو ہمیشہ مبتلائے
ظلمات جہل رہیگا اور ترقی سے مایوس اور محروم ہو جاویگا علم قال جسمین روح معرفت و حال نہو اور قدر دانونکا طالب ہو۔
ایسا علم اگرچہ بحث و مباحثہ کے وقت بڑا معلوم ہوتا ہے مگر فی نفسہ بہت حقیر اور ناچیز ہے کیونکہ اسکی بقا رطالبین
کی رغبت پر موقوف ہی اگر طالبین بے رغبتی کرین تو بہت جلد فنا اور رخصت ہو جاتا ہے اور میرا علم عام قدر دانونکا
محتاج نہین میرا قدر دان اور خریدار خود حق سبحانہ ہی وہی اپنی قدر دانی سے مجھے عروج دیتا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ
خود فرماتا ہی ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم جسطرح مجھے عام لوگون کی قدر دانی کی ضرورت
نہین یون ہی اسکی بھی ضرورت نہین کہ اسکو تحصیل رزق کا ذریعہ بناؤن بلکہ مین اپنے کو اوسکی راہ مین فنا
کر چکا ہون اور اسکا خونبہا دیدار جمال حق سبحانہ پا چکا ہون۔ پس مین اپنے اسی خونبہا کو کھاتا ہون جو کہ میرا
کسب حلال ہے یعنی مشاہدہ جمال حق سے غذائے روحانی حاصل کرتا ہون پس میری طلب تو یہ ہے باقی رہی غذائے
جسمانی سو مین اسکا طالب و جویان نہین ہون وہ مجھکو حق سبحانہ کیطرف سے خود ملتی ہے اے عالم علم قال کہتا مان ان عام
خریدارون کو چھوڑ انسے تو اپنی دولت کی کیا قیمت حاصل کرتا ہی یہ تو ننگے ہین وہ خود بھی ایک مشت خاک ہین اور
اون کی قیمت بھی خاک ہے ایک مشت خاک کیا خریداری کر سکتی ہے۔ نہ مٹی کھا۔ نہ مٹی خرید نہ مٹی تلاش کر تجھے
معلوم نہین مٹی کھانے والونکی کیا حالت ہوتی ہی مٹی کھانے والا (طالب دنیا) ہمیشہ زرد رو در حق سبحانہ کے سامنے شرمندہ)
ہوتا ہی اے دل خریدار دولت باطنی حاصل کرتا کہ تو ہمیشہ جوان اور قوی القلب ہے اور نور حق سبحانہ سے تیرا چہرہ
سرخ اور روشن ہو۔ بس ہم پھر کہتے ہین کہ دل طلب کر۔ اور حقیقت علم حاصل کرتا کہ تو گل اور محبوب
و مرغوب ہو۔ اور شراب کی طرح شادان و فرحان ہو شراب کو شادان و فرحان کہنے کی غالباً وجہ
یہ معلوم ہوتی ہی کہ وہ دوسرون مین نشاط و سرور پیدا کرتی ہی پھر خود کیون شادان و فرحان نہوگی

یا یہ کہ وہ سرخ ہوئی ہے اور سرخی خوشی کا رنگ ہے واللہ اعلم خوب سمجھ لینا چاہیے جو دل اشیاء دینیہ اور حطام دنیاوی یعنی مال وجاہ طلب کرے وہ دل کہلانے کا مستحق نہین کیونکہ اسمین دل کی صفات نہین ان باتون کو وہی سمجھ سکتا ہے جو صاحبدل ہو عوام کی سمجھ مین نہین آئینگی لہذا ہمارے مخاطب ارباب دل ہی ہین۔

شرح شبیری علم تقلیدی الخ۔ یعنی وہ علم تقلیدی اور تعلیمی ہے جو سننے والون کی نفرت سے فغان کرے مطلب یہ کہ جس علم کے لئے ضرورت اسکی ہے کہ اوسکی قدر دان ہین تو وہ باقی اور اوسکو رونق اور ترقی ہے ورنہ زائل ہے تو وہ علم تقلیدی ہے اور جو علم تحقیقی ہوتا ہے اوسکو اسکی ضرورت نہین ہے کہ کوئی قدر دان بھی ہو بلکہ وہ تو خود بخود بڑھتا ہے اور صاحب علم اوس سے محظوظ ہوتا ہے تو فرماتے ہین کہ ہمارا علم تحقیقی ہے تقلیدی نہین ہے اسلئے اگر ہم مجنون ہوگئے اور اسحالت مین ہمارا کوئی قدر دان نہ بھی رہا تب بھی ہم خوش اور مگن ہین۔

چون پے الخ۔ یعنی جبکہ دانہ کے لئے ہے روشنی کے لئے نہین ہے تو مثل دنیائے کمینی کا علم طلب کرنے والی کی طرح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی علم دین کو دنیا کے لئے سیکھے وہ طالب علم دین نہین ہے بلکہ ایسا ہی کہ جیسے دنیا ہی کا علم سیکھ لیا اسلئے کہ جب مقصود اس سے دنیا ہی تو وہ دنیا ہی کا ہوگیا۔ اگرچہ بظاہر دین کے لئے ہے۔

طالب علم است الخ۔ یعنی وہ ایک طالب علم ہی خاص و عام کے لئے نہ اس لئے کہ وہ اس عالم سے چھوٹ جاوے۔ مطلب یہ کہ جو شخص کہ دنیا کے لئے علم حاصل کر رہا ہے تو اوسکا نفع دوسرون کو تو پہونچیگا مگر اوسکو خاک بھی نفع نہو گا۔ آگے ایسے طالب علم کی مثال ہے کہ۔

ہمچو موشے الخ۔ یعنی چوہے کی طرح ہر طرف سوراخ کئے ہین اور وہ پرند نہین ہے کہ تمام سوراخون سے مستغنی ہو مطلب یہ کہ جسطرح چوہا ہر طرف سوراخ کرتا ہے کہ زمین ہی مین سے کبھی اسطرف سے غذا لایا اور کبھی اودھر سے اسی طرح یہ طالب علم ہے کہ ہر جگہ کھانے ہی کی فکر ہے اور جو پرند ہوتا ہے اوسکو سوراخون کی ضرورت نہین ہے بلکہ وہ تو ہر جگہ جاکر غذا کو حاصل کرسکتا ہے اسی طرح جو بزرگان دین ہین اور طالب دین ہین اون کو ان اسباب ظاہری کی ضرورت نہین ہوتی اور اونکو بے ان اسباب ظاہری کے ملتا ہے اور انکی مثال کیمیاگر کی خوب ہے کہ کیمیاگر اسی مین خوش ہوتا ہے کہ اوسکو کوئی نہ جانے کہ یہ کیمیاگر ہے اور جب اوسکو کوئی جان لیتا ہے تو وہان سے چل دیتا ہے بعینہ یہی حالت ہے ان حضرات کی اور اون کے علوم کی کہ یہ اسی مین خوش ہین کہ ان کو کوئی نہ جانے اور جہان کسیکو انکے کمال کی اطلاع ہوئی اور یہ وہان سے بھاگے۔

ہمچو موشے الخ۔ یعنی چوہے کی طرح چارون طرف بہت سے سوراخ وہ کرتا ہے جو انوار لقاء حق سے غافل ہوتا ہے۔

چونکہ سوئے الخ۔ یعنی جب اوسکو جنگل اور نور کی طرف راہ نہ تھی تو اوسی ظلمات مین کوشش کرتا رہا۔

گر خدایش الخ۔ یعنی کہ خدا اوسکو پر دے عقل کے پر کہ وہ اس چوہے پن سے چھوٹ کر پرندون کی طرح چرے مطلب یہ کہ وہ اس کوشش مین ہے کہ حق تعالیٰ اوسکو نور بصیرت عطا فرمادے تو وہ اسحالت سے نکلکر محقق بنجاوے جب وہ کوشش کرتا ہے تو ایکدن ہو بھی جاتا ہے۔

ورنہ جوید پر الخ۔ یعنی اگر پر نہ ڈھونڈھے تو خاک کے نیچے ہی رہتا ہے سماک کے راستہ کے چلنے سے ناامید رہتا ہے مطلب یہ کہ اگر طلب ہی نہو تو پھر تو کبھی بھی تحقیق میسر نہین ہو سکتی ہمیشہ اسی طرح ٹھوکرین کھاتے اور بھٹکتے گذر جاوی گی۔

علم گفتاری الخ- یعنی علم قولی کہ وہ بیجان ہوتا ہی وہ عاشق خریدارون کے منہ کا ہوتا ہی -اگر قدردان ہین تو وہ بھی ہی ورنہ کچھ بھی نہین -

اگرچہ باشد الخ- یعنی اگرچہ علم بحث کے وقت توبہت قوی ہوتا ہی مگر جب اوسکا خریدار نہو تو مرجاتا ہی اور جلد بیتا ہی اوس علم تقلیدی کی تو یہ حالت ہے کہ اگراو سکے خریدار ہین تو اوس مین ترقی بھی ہی اور اوسکو قیام بھی ہی اور اگر قدردان نہین ہی تو ترقی تو درکنار باقی بھی نہین رہتا جیسا کہ ظاہر ہے کہ علوم کسبی کو اگر پڑھنے والے ہون تب تو وہ باقی رہتا ہے ورنہ بالکل ڈہول ہو جاتا ہی مگر جو علم کہ وہبی ہوتا ہی اوسکو بے کسی خریدار اور قدردان کے بروقت بقا اور ترقی ہی اسلئے کہ اوسکا تعلق تو عطاء حق پر ہوتا ہی اور عطا ہر وقت ہے لہذا اوسکو بھی ہر وقت ترقی ہی اوسکو کسی قدردان ظاہر کی ضرورت نہین بلکہ اوسکا خریدار تو حق تعالی ہے اسیکو فرماتے ہین کہ -

مشتری من الخ- یعنی میرا خریدار تو خدا ہے اور وہ مجھے بالا کی طرف کہینچ رہا ہی کہ اللہ نے خرید لیا ہی قرآن شریف مین ہی **ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ** - تو یہ حق تعالی کی خریداری ہمکو عالم غیب کی طرف کہینچتی ہی اور حق تعالی نے ہمین خرید لیا ہی -

خونبہائے من الخ- یعنی میرا خونبہا حق تعالی کا جمال ہی اور مین اپنا خونبہا کھاتا ہون -اور کسب حلال ہی مطلب یہ ہین جو حق تعالی نے خریدا ہے تو اوسکی قیمت مین ہمکو اپنا جمال مبارک دکہایا ہی بس ہمنے اوسکے بدلے مین اپنی جان بھی فدا کردی -اور تعجب تو یہ ہی کہ جمال سے جو کہ ہمارے خونبہا مین ملا تھا اور جسکے عوض مین ہمنے اپنے کو فنا کر دیا تھا اوسی سے خود ہی لطف حاصل کر رہے ہین اور بالکل کسب حلال ہی کیسے تعجب اور حیرت کی بات ہی اور فرماتے ہین کہ -

این خریداران الخ- یعنی ان مفلس خریدارون کو چھوڑ دے اسلئے کہ ایک مٹھی خاک کیا خریداری کر سکتی ہی مطلب یہ کہ تیرے علوم کے جو آدمی قدردان ہین اون کو اور اونکی قدردانی کو چھوڑ اسلئے کہ یہ یکمشت خاک تمہارے سامنے کیا خریداری کر سکتے ہین اور کیا قیمت دے سکتے ہین لہذا اپنا خریدار خدا کو بناؤ اور ان سے سب سے قطع تعلق کرو -

گل مخور گل الخ- یعنی نہ مٹی کو کھاؤ اور نہ اوسکو خریدو اور نہ تلاش کرو اسلئے کہ مٹی کھانے والا ہمیشہ زرد رہتا ہی

دل بخر تا الخ- یعنی دل کو خریدو تاکہ تم ہمیشہ جوان رہو اور تجلی کیوجہ سے تمہارا چہرہ ارغوان کی طرح رہے -

طالب دل شو کہ الخ- یعنی دل کے طالب ہو تاکہ تم گل کی طرح رہو اور تاکہ تم شراب کی طرح خوش خرم رہو -

دل بنا شد الخ- یعنی وہ دل ہی نہین ہوتا جسکا مطلوب کہ مٹی ہو اور راسیات کا رو صاحب دل کی طرف ہی مطلب یہ ہے اس عالم مادی اور سفلیات مین مت رہو بلکہ اہل دل اور قلب سلیم کی تلاش کرو کہ وہی کام کی چیز ہی اور فرماتے ہین کہ اسکا روئے سخن بھی جو صاحب دل ہو اوسکی طرف ہی ورنہ دوسرا اسکو سمجھ بھی نہین سکتا - چونکہ مولانا کا قاعدہ ہے کہ جہان بہت پریشان ہوا کرتے ہین وہان دعا کرنے لگتے ہین تو یہان کہا تھا کہ عالم سفلی سے قطع تعلق کر کے عالم غیب سے تعلق پیدا کرو اور یہ اپنے قبضہ مین نہ تھا اسلئے آگے دعا فرماتے ہین کہ -

شرح حبیبی

یارب این بخشش نہ حد کار ماست	لطف تو لطف خفی را خود سزاست

دستگیر از دست ما ما را بخر — پرده را بردار پرده ما مدر
باز خر ما را ازین نفس پلید — کاردش تا استخوان ما رسید
از چو ما بیچارگان این بند سخت — که گشاید اے شہ بے تاج و تخت
اینچنین قفل گران را اے ودود — کہ تواند جز کہ فضل تو گشود
ما ز خود سوئے تو گردانیم سر — چون توئی از ما بما نزدیک تر
با چنین نزدیکیئے دوریم دور — در چنین تاریکیئے بفرست نور
این دعا ہم بخشش و تعلیم تست — ورنہ در گلخن گلستان از چہ رست
درمیان خون و روده فہم و عقل — جز ز اکرام تو نتوان کرد نقل
از دو پارہ پیہ این نور روان — موج نورش می زند تا آسمان
گوشت پارہ کہ زبان آمد ازو — میرود سیلاب حکمت جو بجو
سوئے سوراخے کہ نامش گوشہاست — تا بباغ جان کہ نامش ہوشہاست
شاہراہ باغ جانہا شرع اوست — باغ و بستانہائے عالم فرع اوست
اصل سرچشمہ خوشی آنست آن — زود تجری تحتہا الانہار خوان
قصہ رنجور گو با مصطفےٰ — ز انکہ لطف حق ندارد منتہا
شکر نعمت چون کنی چون شکر تو — نعمت تازہ بود ز احسان او
عجز تو در شکر آمد تمام — فہم کن در باب قدر تم الکلام

چونکہ طلب دنیا اقتضائے نفس سے ناشی ہے اور نفس کے پنجہ سے رہائی دشوار ہے اسلئے حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور التجا کرتے ہین چنانچہ فرماتے ہین اے اللہ یہ موہبت کبریٰ (دنیا سے بے رغبتی) ہماری طاقت سے باہر ہے (گو ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی سی کوشش کرین اور کوتاہی نہ کرین) اسلئے تیرا لطف وعطائے دولت اسکا مستحق ہے کہ وہ محض میرے فضل خفی سے ناشی ہو اور ہماری جد و جہد پر مبنی نہو۔ اے اللہ تو ہماری دستگیری کر اور ہم جو اپنے ہاتھ بکے ہوئے اور اپنے نفسون کے غلام ہین تو ہمکو ہمارے ہاتھ سے خرید لے۔ اور تیرے اور ہمارے درمیان مین جو پردہ حائل ہے اوسکو اٹھا دے اور ہمکو رسوا نکر ہمکو ہمارے نفس سے خرید لے اوسکی چھری ہماری ہڈی تک پہونچ گئی اور اوسکی تعدی انتہا کو پہونچ گئی۔ اے اللہ تاج و تخت سے مستغنی بادشاہ تیرے سوا اس بند سخت کو ہم بیچارون سے کون الگ کر سکتا ہے اور اے اللہ اس بھاری قفل کو تیرے فضل کے سوا کون کھول سکتا ہے اب ہم اپنے سے رخ پھیر کر اور اپنی کوششونکو ناکافی سمجھکر تیری طرف رخ کرتے ہین تو ہم سے ہماری جانون سے زیادہ نزدیک ہے مگر افسوس کہ ہم اس نزدیکی و قرب پر بھی تجھ سے بہت دور ہین پس تو ہماری تاریکی مین نور پیدا کر اور ظلمات نفس سے چھڑا کر اپنا نور معرفت عطا فرما۔ ہم اعتراف کرتے ہین کہ یہ دعا بھی تیری ہی عطا اور تیری ہی تعلیم کردہ ہے ورنہ ہمارے بھاڑ مین باغ کب اُگتا ہے اور ہمارے گندہ نفس مین یہ خیالات نفیسہ کہان پیدا ہو سکتے ہین تو ہی اپنے فضل سے خون اور آنتون وغیرہ (جسم) مین فہم و عقل پیدا کرتا ہے اور دو چربی کے ٹکڑون (آنکھون) نور بصر جسکی موجین آسمان سے ٹکر کھاتی

ہین تیرے ہی ذریعہ سے جاری ہی اور ایک گوشت کا ٹکڑا جسکو زبان کہتے ہین اس سے سیلاب حکمت کی ندیان اُن سوراخون کی طرف جن کو کان کہتے ہین باغ جان تک جسکے میوہ ادراکات و افہام ہین تو ہی جاری کرتا ہے اور اس سیلاب کا رستہ شاہراہ باغ جان ہی اور وہی اوسکے بہنے کی جگہ ہی اور عالم کے باغ سب اسی سیلاب کی فروع اور اسی سے تماشی ہین اور خوشی کی اصل اور اسکا سرچشمہ یہ ہی سیلاب حکمت سے ہے باور نہو تو فوراً **جنت تجری من تحتها الانہار** پڑھے۔ یعنی یہ نص کہ ظاہر سے تو جنات و انہار حسیہ ہی پر دلالت کرتی ہی مگر بطن سے جنات وانہار معنویہ و معارف الٰہیہ پر دلالت کرتی ہی چونکہ حق سبحانہ کی الطاف غیر متناہی ہین لہذا وہ شمار مین نہین آسکتین **ان تعدوا نعمۃ اللّٰہ لا تحصوھا** لہذا اپنے عجز کا اقرار کرکے اُس مریض کی طرف متوجہ ہونا چاہیے کہ ان کا جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا قصہ ہوا۔ تم اوسکی نعمتون کا کیونکر شکر کرسکتے ہو جبکہ یہ شکر خود بھی اسکی ایک نعمت ہی اگر اسکا شکر کروگے وہ شکر بھی ایک نعمت ہی اسکا بھی شکر واجب ہی وعلیٰ ہذا اغرض تم کسی طرح اوسکے شکر سے عہدہ برآ نہین ہو سکتے۔ پس ایسی حالت مین یہ ہی خیر ہے کہ کہا جاوے لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک اور اپنے عجز کا اقرار کیا جاوے فتدبر تفہم۔ قصہ ختم ہوا۔

شرح شبیری **یا رب این الخ**۔ یعنی اے اللّٰہ یہ عنایت ہماری طاقت کی حد سے تو باہر ہے آپ ہی کا لطف لطف خفی کو سزاوار ہی۔

دستگیر از الخ۔ یعنی دستگیری کیجیے اور ہمکو ہمارے ہاتھ سے خرید لیجیے اور پردہ کو اُٹھا دیجیے اور ہماری پردہ دری نہ کیجیے۔ یعنی آپکے دیدار کے جو حجاب مانع ہین اونکو اُٹھا دیجے اور ہماری پردہ دری نہ کیجیے۔

باز خر مارا الخ۔ یعنی پھر ہمکو اس نفس پلید سے خرید لیجیے کہ اسکی چھری ہماری ہڈی تک پہونچ گئی ہی۔

از چو ما الخ۔ یعنی اے شہ بے تاج و تخت ہم سے اس قید سخت کو کون کہول سکتا ہے۔

اینچنین الخ۔ یعنی اے ودود اس جیسے قفل گرانکو سوائے آپکے فضل کے اور کون کہول سکتا ہی۔

ماز خود سوئے الخ۔ یعنی ہم اپنے سے آپکی طرف متوجہ ہوتے ہین جبکہ آپ ہماری نسبت ہم سے زیادہ نزدیک ہین جیسا کہ ارشاد ہی ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔

با چنین نزدیکئے الخ۔ یعنی باوجود اس نزدیکی کے ہم دور ہی ہین دور آپ ایسی تاریکی مین نور بھیجیے (جس سے ہماری آنکھین کھلین)۔

این دعا ہم بخشش الخ۔ یعنی یہ دعا بھی آپ ہی کی بخشش اور تعلیم ہی ورنہ گھوڑی پر باغ کہان اوگتا ہی مطلب یہ کہ ہمارے اندر یہ باتین کہان تھین یہ بھی آپ ہی کا فضل ہی۔

در میان الخ۔ یعنی بیٹے خون کے درمیان مین سمجھ اور عقل بجز آپکے اکرام اور کون نقل کرسکتا ہی مطلب یہ کہ دماغ مین جو کہ خون دریدہ ہی اس سمجھ اور عقل کا رکھدینا یہ بھی آپ ہی کا فضل ہے۔

از دو پارہ الخ۔ یعنی چربی کے دو ٹکڑون سے یہ نور جاری ہی کہ اوسکے نور کی موج آسمان تک جاری ہی۔ مراد آنکھ ہے کہ دیکھو دماغ مین سے یہ نور آتا ہے جس مین کہ حیرت ہوتی ہی اور قدرت حق معلوم ہوتی ہی کہ اللّٰہ اکبر کیا شئے ہے کہ جسمین یہ نور ہے سبحان اللّٰہ۔

گوشت پارہ الخ- یعنی ایک گوشت کا ٹکڑا کہ جسکا نام زبان ہے کہ اس سے علوم کے رودنی کی طرح بہتے ہین-
سوئے سوراخیکہ الخ- یعنی اس سوراخ کی طرف کہ اسکا نام کان ہے باغ جان تک کہ اوسکا میوہ ہوش ہے-
شاہراہ الخ- یعنی ایک شاہراہ ہے کہ اوسکی جان کا باغ اوسکی شرع ہے اور اس عالم ظاہری کے باغ وبستان اوسکی فرع ہین-
اصل وسرچشمہ الخ- یعنی اصل اور سرچشمہ تو وہی ہے تم جلدی سے تجری تحتہا الانہار پڑھو مطلب یہ ہے کہ دیکھو حق تعالیٰ کی قدرت مین عقل دنگ ہے کہ دماغ مین جو کہ گوشت پوست اور خون کا بنا ہوا ہے عقل جیسی لطیف شے رکھی آنکھون کا نور بھی اس چربی وغیرہ مین رکھا کانو مین سننے کی طاقت دی وغیرہ وغیرہ تو اصل مین ان چیزونکو اوسی کی راہ مین خرچ کرنا چاہیے اسلئے کہ اور اشیاء دنیوی سب اونکی فرع ہین اور راہ حق وہی اصل اور سرچشمہ ہے آگے فرماتے ہین کہ-
قصہ رنجور الخ- یعنی اوس بیمار کا قصہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیان کرو اسلئے کہ لطف حق کی تو کوئی انتہا ہی نہین-
شکر نعمت چون الخ- یعنی تم اوسکی نعمتون کا شکر کسطرح کر سکتے ہو جبکہ تمہارا یہ شکر بھی اوسکے فضل سے ایک نئی نعمت ہے- مطلب یہ کہ ہمارا شکر کرنا بھی تو ایک نعمت خداداد ہے کہ اوسی نے توفیق دی ورنہ کسکو توفیق ہو سکتی تھی لہذا اگر بالفرض پہلی نعمتون کا شکر ادا بھی ہو گیا تب بھی یہ جو شکر کیا اسکا شکر کہان ادا ہوا اگر اسکا ادا کیا تو اُسکا جواب کیا کہان ادا ہوا- ہکذا الی غیر النہایۃ بس معلوم ہو گیا کہ حق تعالیٰ کی نعمتونکا شکر کوئی ادا نہین کر سکتا- بس سہ شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو + عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما ٭ اب چونکہ طالب کو سخت پریشانی ہوتی ہے کہ آخر کس طرح شکر ادا کرنا چاہیے اور تم کہتے ہو کہ ادا ہوتا ہی نہین تو اب کیا کرین اوسکی تدبیر فرماتے ہین کہ
عجز دتو از شکر الخ- یعنی تمہارا شکر سے عاجز ہونا ہی پورا شکر ہے سمجھ لو اور پالو بات پوری ہو چکی- مطلب یہ کہ یہ کہدینا کہ اے اللہ ہم تیری نعمتون کے شکر کرنے سے عاجز ہین یہی خود شکر ہے اور اسی سے شکر ادا ہوتا ہے کہ اوس درگاہ مین عجز کو ظاہر کرد و اللہم لا نحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک- آگے اون صحابی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قصہ بیان فرماتے ہین-

شرح حبیبی

تتمہ نصیحت کردن رسول صلی اللہ علیہ وسلم آن بیمار را و دعا آموزیدن اورا

گفت پیغمبر مر آن بیمار را	چون عیادت کرد یار زار را
کہ مگر تو سُغے دعائے کردۂ	از جہالت زہر بائے خوردۂ
یاد آور چہ دعائے گفتۂ	چون ز مکر نفس مے آشفتۂ
گفت یادم نیست الا ہمتے	دار با من یا دم آید ساعتے

از حضور نور بخش مصطفیٰ
پیش خاطر آمد او را آن دعا
همت پیغمبر روشنکده
پیش خاطر آمدش آن گم شده
تافت زان روزن که از دل تا دلست
روشنی کو فرق حق و باطلست
گفت اینک یادم آمد اے رسول
آن دعا که گفته ام من بو الفضول
چون گرفتار گنه مے آمدم
غرق گشته دست و پائے میزدم
بر گنه باب کشایش می زند
غرقه دست اندر حشائش میزند
از تو تهدید و وعیدے می رسید
مجرمان را از عذاب بس شدید
مضطرب می گشتم و چاره نبود
بند محکم بود و قفل ناگشود
نے مقام صبر و نے راه گریز
نے امید توبه نے جائے ستیز
نے بغیر حق تعالیٰ یار من
اینچنین دشوار آمد کار من
من چو هاروت و چو ماروت از حزن
آه میکردم که اے خلاق من

ذکر دشواری عذاب آخرت و سختی آن

از خطر هاروت و ماروت آشکار
چاه بابل را بکردند اختیار
تا عذاب آخرت اینجا کشند
گربزند و عاقل و ساحروشند
نیک کردند و بجائے خویش بود
سهل تر باشد ز آتش رنج دود
حد ندارد وصف رنج آنجهان
سهل باشد رنج دنیا پیش آن
اے خنک آنکو جهادے میکند
بر بدن زجرے و دادے میکند
تا ز رنج آنجهانے وا رهد
بر خود این رنج عبادت می نهد

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بیمار صحابی سے اونکی عیادت کے وقت فرمایا کہ شاید تونے کوئی دعا کی ہے جسکا یہ نتیجہ ہے اور اپنی نادانی سے زہر آلود شوربا کھایا ہے۔ اور اپنے پاؤن پر خود کلہاڑی ماری ہے اچھا یاد کرو کہ جب تم نفس سے پریشان ہوئے تمنے کیا دعا کی تھی۔ اونھون نے عرض کیا کہ مجھے تو یاد نہین آتا حضور کچھ میرے قلب کی طرف توجہ فرمائین تاکہ یاد آجاوے۔ غرض کہ حضور کی دلون کو منور کرنے والی موجودگی کے سبب ان کو وہ دعا یاد آگئی اور معدن نور پیغمبر کی توجہ سے وہ بھولی ہوئی دعا ذہن مین آگئی۔ کیونکہ وہ روشنی جو حق و باطل مین امتیاز کرنے والی ہے اُس راہ سے جو ایک دل سے دوسرے دل تک ہوتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان صحابی تک پہونچی۔ اور یہ روشنی اوسکے یاد آنیکا سبب ہوگئی اُسوقت ان صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دعا جو مجھ لغو آدمی نے کی تھی یاد آگئی قصہ یہ ہے کہ جب مین کسی گنہ مین مبتلا ہوتا تھا تو مین مثل غریق کے ہاتھ پاؤن مارتا تھا اور نجات کی تدبیر کرتا تھا چنانچہ قاعدہ ہے کہ گنہگار نجات کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے یعنی صورت رہائی سوچتا ہی ہے جیسا کہ ڈوبنے والا تنکے کا سہارا ڈھونڈھتا ہے اسطرح تو مجھے نجات کی فکر ہوتی تھی اودھر حضور والا کی جانب سے گنہگارون کے لئے سخت عذاب کی دہمکیان

اور وعیدین سنتا تھا اس سے مین پریشان ہوگیا۔ اور کوئی تدبیر رہائی کی میری سمجھ مین نہ آئی۔ بیڑی مضبوط تھی اور قفل کھلنے والا نہین تھا کیونکہ نہ تو مین اپنے اندر عذاب آخرت کے تحمل کی قوت دیکھتا تھا۔ اور نہ اس سے بھاگنے اور جان بچانیکی کوئی صورت میرے ذہن مین تھی۔ نہ توبہ کی امید تھی۔ اور نہ حق سبحانہ سے مقابلہ ہی کرسکتا تھا اور نہ خدا کے سوا کوئی یار و مددگار تھا۔ غرض مین اس سخت مصیبت مین گرفتار تھا۔ اس وجہ سے مین حق سبحانہ سے ہاروت وماروت کی طرح محزون ہوکر اور آہ وزاری کرکے دعا کرتا تھا۔ ہاروت وماروت نے عذاب آخرت کے خوف سے چاہ بابل کو اختیار کرلیا۔ تاکہ آخرت کے عذاب کے عوض دنیا ہی مین عذاب بھگت لین۔ واقعی بڑے ہوشیار عقلمند اور ساحر دش ہین۔ یہ کارروائی اونھون نے بہت خوب کی اور بہت ٹھیک تھی۔ کیونکہ آگ کی تکلیف سے دھوئین کی تکلیف کا برداشت کرنا سہل ہے۔ اور اُس جہانکی تکلیف ناقابل بیان ہے۔ اور دنیا کی تکلیف اوسکے سامنے آسان ہے۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ شخص بڑے مزے مین ہے جو مجاہدہ کرتا ہے اور اپنے جسم پر تنبیہ اور اوسکے ساتھ عدل کرتا ہے یعنی اوسکو معاصی سے روکتا اور اوسکو صدور معاصی پر سزائے مناسب دیتا ہے اور آخرت کی تکلیف سے نجات پانے کے لیے اوسکو عبادت کی تکلیف مین گرفتار کرتا ہے۔ آگے مولانا اصل قصہ کی طرف رجوع فرماتے ہین۔ اور کہتے ہین۔

شرح شبیری

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس مریض کو نصیحت فرمانا اور دعا سکھانا

گفت پیغمبر الخ۔ یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اوس مریض یا بیمار کی عیادت کی تو اونکو یہ ارشاد فرمایا کہ مگر نوعے الخ۔ یعنی کہ شاید تمنے کسی قسم کی دعا کی ہے۔ اور جہالت کی وجہ سے زہر آلود کوئی شے کھالی ہے۔ مطلب یہ کوئی ایسی دعا جو کہ نقصان دہ تھی تمنے اپنے لئے کی ہے۔

یاد آور چہ الخ۔ یعنی یاد کرو کہ تمنے کیا دعا کی ہے جبکہ مکر نفس کی وجہ سے پریشان ہوئے ہو۔

گفت یادم الخ۔ یعنی اونھون نے عرض کیا کہ مجھے یاد نہین ہے مگر آپ توجہ رکھئے مجھے ایک گھڑی مین یاد آجاویگی۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

از حضور الخ۔ یعنی مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے نور بخش حضور کیوجہ سے وہ دعا اونکے دل کے سامنے آگئی۔

ہمت پیغمبر الخ۔ یعنی پیغمبر روشنگر صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے اون کے دلکے سامنے وہ گم شدہ شئے آگئی۔

تافت زان الخ۔ یعنی اس روزن سے جو کہ دل سے دل تک ہے وہ روشنی جو کہ حق اور باطل مین فرق کرنیوالی ہے چمکی

گفت اینک الخ۔ یعنی عرض کیا کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دعا یاد آگئی جو کہ مینے نادانی سے کی تھی۔

چون گرفتار الخ۔ یعنی جبکہ مین گرفتار گناہ ہو رہا تھا اور (بحر عصیان مین) ڈوبے ہوئے ہاتھ پاؤن مار رہا تھا۔

بہر گناہ یاب الخ۔ یعنی گناہ سے بھرا ہوا کشائش کے دروازہ کو کھولتا ہے اور ڈوبتا ہوا ہاتھ تنکون مین مارتا ہے۔ یعنی کہ مشہور ہے کہ الغریق یتشبث بکل حشیش اسی طرح مین بھی ذرا ذرا سی بات سے سہارا لیتا تھا اور گناہون سے بچنے کی تدبیر بھی سمجھ مین آتی تھی کرتا تھا۔

از تو تہدید الخ - یعنی آپسے تہدید اور وعیدین معلوم ہوتی تھین مجرمونکے لئے عذابات شدید کی -
مضطرب گشتم الخ یعنی مین مضطرب ہوتا تھا اور کوئی علاج نہ تھا ایک مضبوط قید تھی اور ایک نہ کھلنے والا قفل تھا -
نے مقام صبر نے الخ - یعنی نہ تو صبر کا مقام نہ بھاگنے کی جگہ نہ امید (قبولیت) توبہ کی نہ جھگڑنے کی جگہ -
نے بغیر الخ - یعنی حق تعالی کے سوا اور کوئی میرا یار نہ تھا میرا کام کچھ ایسا دشوار ہو گیا تھا - مطلب یہ ہے کہ گناہون مین مبتلا تھا اور وعیدین اون پر آپ سے سنتا تھا تو اب پریشان ہوا کہ کیا کرون کچھ سمجھ مین نہ آیا تو یہ دعا کرلی جس کا آگے خود ذکر کرینگے -
ہمچو ہاروت الخ - یعنی ہاروت اور ماروت کی طرح غم کی وجہ سے مین آہ کر رہا تھا کہ اے میرے خالق - وہ دعا تو آگے بیان کرینگے چونکہ بیان ہاروت و ماروت کی حالت سے تشبیہ دی ہے اسلئے آگے کچھ اون کا ذکر فرماتے ہین - محققین کے نزدیک تو یہ قصہ ہاروت ماروت کا جو مشہور ہے غلط ہے مگر مولانا بنا بر علی المشہور اسکو بیان فرماتے ہین -

عذاب آخرت کی دشواری اور اوسکی سختی کا بیان

از خطر الخ - یعنی خوف کی وجہ سے ہاروت اور ماروت نے ظاہر طور پر بابل کے کنوین کو اختیار کیا - قصہ انکا مشہور ہے مطلب یہ ہے کہ جب اون سے سوال ہوا کہ عذاب آخرت چاہتے ہو یا قید بابل تو اونھون نے چاہ بابل ہی کو اختیار کیا تھا -
تا عذاب الخ - یعنی تاکہ عذاب آخرت کا یہین بھگت لین وہ ہوشیار تھے اور عاقل اور ساحر تھے -
نیک کردند الخ - یعنی اونھون نے اچھا کیا اور ٹھیک کیا اسلئے کہ دنیا کی تکلیف آگ سے کم ہوتی ہے - یعنی اونھون نے جو عذاب دنیا کو اختیار کرلیا یہ بہتر کیا اسلئے کہ وہان کی تکلیف کے مقابلہ مین یہانکی کلفت اور عذاب اور رنج تو کوئی شئے ہی نہین آگے خود ہی فرماتے ہین -
حد ندارد الخ - یعنی اوس جہان کے تکالیف کے بیان کی تو کوئی حد نہین ہے (بس یہ سمجھ لو کہ) کہ دنیا کی تکلیف اوسکے سامنے بہت سہل ہے -
اے خنک الخ - یعنی وہ اچھا ہے جو کہ جہاد کرتا ہے اور بدن ہی پر سختی اور ظلم کرتا ہے - مطلب یہ کہ جو دنیا ہی مین تکالیف برداشت کرلیتا ہے اور مجاہدہ کرتا ہے وہی اچھا ہے اسلئے کہ وہان کی کلفت سے چھوٹ جاتا ہے -
تا ز رنج الخ - یعنی تاکہ اوس جہان کی تکلیف سے چھوٹ جاوے اپنے اوپر عبادت کی تکلیف کو رکھ لیتا ہے - یہان تک فرماکر پھر اون صحابی کی دعا کا ذکر فرماتے ہین کہ -

شرح حبیبی

من ہمی گفتم کہ یارب آن عذاب	ہم درین عالم بران بر من شتاب
تا دران عالم فراغت باشدم	در چنین درخواست حلقہ میزدم
اینچنین رنجوریی پیدام شد	جان من از رنج بے آرام شد

مانده ام از ذکر واز اوراد خود	بیخبر گشتم زخویش و نیک و بد
گرنمی بینم کنون من روے تو	اے خجستہ وی مبارک خوی تو
می شدم از دست من یکبارگی	کردیم شاہانہ این غمخوارگی
گفت ہے ہے این دعا دیگر مکن	بر مکن تو خویش را از بیخ و بن
تو چہ طاقت داری اے مور نژند	کہ نہد بر تو چنان کوہے بلند
گفت توبہ کردم اے سلطان کہ من	از سر جلدی بنا فم ہیچ فن
این جہان تیہ ست و تو موسے و ما	از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا
سالہا رہ میرویم و در اخیر	ہمچنان در منزل اول اسیر

ہاروت و ماروت کیطرح مین بھی کہتا تھا کہ اے اللہ وہ عذاب جو آخرت مین ملنے والا ہے اسی عالم مین جلدی مجھے دیدے تاکہ اسی عالم مین فارغ ہوجاؤن اور اسی قسم کی درخواست سے حق سبحانہ کے باب اجابت کی زنجیر کھٹکھٹاتا تھا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی قسم کی بیماری مجھے لاحق ہوگئی جسکی تکلیف سے میری جان بیکل ہوگئی۔ مین اسکے سبب اذکار و وظائف سے بھی رہگیا۔ اب نہ مجھے اپنی خبر ہے اور نہ بھلے برے کی۔ اے مبارک چہرہ اور اے مبارک خو اگر مین آپکی صورت نہ دیکھتا تو مین ہاتھ سے جاتا رہا تھا یعنی مرچکا ہوتا۔ لیکن دفعۃً حضور والا نے میری شاہانہ غمخواری کی کہ عیادت کو تشریف لائے اس سے مین بچگیا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھ خبردار ایسی دعا پھر نکرنا اور اپنے کو بیخ وبن سے نہ اوکھاڑنا یعنی تباہ نہو جانا یہ تباہی کی بات ہے اے حقیر چیونٹی تیری کیا طاقت ہے کہ حق سبحانہ تجھ پر اتنا بڑا مصیبت کا پہاڑ ڈالین اونھون نے عرض کیا کہ حضور مین توبہ کرتا ہون کہ اسقدر جلد کوئی کام نہ کرونگا بلکہ سوچ سمجھکر اور مشورہ وفتوی لیکر کرونگا۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ یہ جہان ہمارے لئے مثل وادی تیہ کے ہے اور حضور ہمارے موسے ہین اور ہم اپنی شامت اعمال کی بدولت اس تیہ مین پھنسے ہوئے ہین۔ ہم برسون خدا کا رستہ قطع کرتے ہین اور ریاضات ومجاہدات کرتے ہین لیکن پھر کوئی نہ کوئی گناہ ہوجاتا ہے اور پھر وہین کے وہین آجاتے ہین جہان سے چلے تھے۔

شرح شبیری ۔ **من ہمی گفتم الخ** ۔ یعنی مین کہا کرتا تھا کہ اے اللہ وہ عذاب مجھپر اسی عالم مین جلدی سے فرما دیجئے ۔ **تا در ان الخ** ۔ یعنی تاکہ اوس عالم مین مجھے فراغت حاصل ہوجاوے تو مین اس درخواست مین کوشش کر رہا تھا۔

اینچنین رنجوری الخ ۔ یعنی مجھے ایسی بیماری پیدا ہوگئی اور میری جان تکلیف کیوجہ سے بے آرام ہوگئی۔

ماندہ ام الخ ۔ یعنی اب مین اپنے ذکر سے اور وظیفون سے عاجز ہوگیا ہون اور اپنوں سے اور برے بھلے سب سے بے خبر ہوگیا ہون۔

گر نمی دیدم الخ ۔ یعنی اگر مین اب آپکے چہرۂ انور کی زیارت نہ کرلیتا ۔ اے وہ ذات کہ آپکے خصائل بہت ہی مبارک ہین۔

می شدم الخ ۔ یعنی مین تو بالکل ہاتھ سے ایک دفعہ ہی چکا تھا آپنے میرے ساتھ یہ شاہانہ غمخوارگی فرمائی مطلب

یہ کہ مین تو یہ دعا کر کے اپنے ہاتھون برباد ہو چکا تھا مگر اب حضرت کی تشریف آوری سے کچھ تسلی ہوئی اور امید ہی کہ ہدایت ہو جاوے اور مغفرت کی امید ہو گئی ہی۔

گفت ہی ہی الخ۔ یعنی ارشاد فرمایا کہ ارے ارے یہ دعا ہرمت کرنا تو اپنے آپ کو جڑ ہی سے مت اوکھاڑ۔ مطلب یہ کہ اس طرح ایسی دعا کر کے اپنے ہاتھون تباہ مت ہو خبردار ایسی دعا ہرگز کبھی مت کرنا۔

تو چہ طاقت الخ۔ یعنی اے کمزور چیونٹی تجھے کیا طاقت ہی کہ تجھپر ایسا بڑا پہاڑ رکھدیا جاوے مطلب یہ کہ تمنے جو دعا کی کہ مجھے دنیا ہی مین عذاب دے لو تو خواہ دنیا مین ہو یا آخرت مین عذاب تو ہے پھر تمھارے اندر عذاب حق کی کہان طاقت

گفت توبہ الخ۔ یعنی اونھون نے عرض کیا کہ اے میرے بادشاہ مین توبہ کرتا ہون اب کبھی جلدی سے ایسے بات نہ کہونگا۔

این جہان الخ۔ یعنی یہ جہان وادی تیہ (کی طرح) اور آپ موسے (کی طرح) ہین اور ہم گناہ کیوجہ سے تیہ مین مبتلا ہوئے ہین

سالہا رہ الخ۔ یعنی برسون تنگ راستہ چلتے ہین اور اخیر مین اوسی طرح اول منزل مین قید ہین۔ مطلب یہ ہی کہ ہماری تو گناہون مین ایسی حالت ہی کہ بارہا توبہ کرتے ہین اور اُس سے کچھ ترقی حاصل ہوتی ہی اور قلب کی درستی ہوتی ہی مگر پھر اوس توبہ کو توڑ دیتے ہین اور جہان کے تہان رہجاتے ہین جسطرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم تھی کہ دن بھر وہ رستہ کی تلاش مین پھرتے تھے اور شام کو وہین موجود ہوتے تھے جہان سے کہ چلے تھے۔ آگے مولانا قوم موسے علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

ذکر قوم موسے علیہ السلام و پشیمانی ایشان

قوم موسیٰ راہ می پیمودہ اند — آخر اندر گام اول بودہ اند
گر دل موسے ز ما راضی بدے — تیہ را راہ و کران پیدا شدے
در بجل بیزار بودے او ز ما — کے رسیدے من و سلوی از سما
کے ز سنگے چشمہا جوشان شدے — در بیابان تا امان جان شدے
بل بجائے خوان خود آتش آمدے — اندرین منزل لہب بر ما زدے
چون دو دل شد موسے اندر کار ما — گاہ خصم ماست گاہے یار ما
خشمش آتش میزند در رخت ما — حلم او رد میکند تیر بلا
کے بود کہ حلم گردد خشم نیز — نیست این نادر ز لطفت ای عزیز
مدح حاضر وحشت ست ازبہر این — نام موسے می برم قاصد چنین
ورنہ موسے کے روا دارد کہ من — پیش تو یاد آورم از ہیچ تن

(یہ مقولہ صحابی بیمار ہے اور اشعار بالا کا تتمہ ہے اون کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہیے) ان صحابی نے یہ بھی فرمایا کہ موسے علیہ السلام کی قوم روزانہ چلتی تھی۔ لیکن جہان سے چلتی تھی پھر وہین آجاتی تھی وہ کتنی تھی کہ حالت موجودہ تبلا رہی

گفت ہی ہی این دعا دیگر مگو + بر مکن تو خویش را از بیخ و بن + تو چہ طاقت داری ای مور نژند + گفت توبہ کردم ای سلطان من + این جہان تیہ است و تو موسی و ما + سالہا رہ میرویم و در آخرش
کہ نہد بر تو چنان کوہ بلند + از سر جلدی نخواہم لاف زد + از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا + ہمچنان در منزل اول اسیر

کہ موسے ہمپر کچھ ناخوش ہین اور کچھ مہربان کیونکہ اگر بالکل راضی ہوتے تو اس تیہ کے اندر ہمکو رستہ ملجاتا اور یہ طے ہو جاتا اور اگر بالکل ناخوش ہوتے تو حق سبحانہ کی جانب سے بے مشقت غذائے من وسلوے ہمکو نہ ملتی اور نہ پتھر سے چشمے نکلتے جنہون نے ہماری جان بچائی ہی بلکہ خوان نعمت کے بجائے آتش قہر نازل ہوتی اور اسی جگہ ہمکو پہونک دیتی پس چونکہ موسے علیہ السلام ہمارے معاملہ مین یکسو نہین ہین بلکہ کبھی ہمارے مخالف اور ہم سے ناخوش ہین اور کبھی موافق اور خوش اسلئے اونکی آتش خشم تو ہمارے سامان کو جلاتی ہی یعنی اسکے باعث ہمکو مصیبت پہونچتی ہی اور انکا حلم تیر بلا کو روکتا ہی اور ہمپر بجائے مصیبت کے انعام ہوتا ہی وہ دن کب ہوگا کہ ان کا غصہ بھی حلم بنجاوے۔ اور یہ کچھ انکے الطاف بیکران سے بعید نہین یہ جو کچھ مین نے قوم موسے اور موسی علیہ السلام کی متعلق بیان کیا ہی اس سے مقصود مجھکو اپنی حالت زبونکا اظہار ہی اور جناب والا کی تعریف اور حضور سے رحم کی التجا ہی اور یہ عنوان محض ایک پردہ ہی اس پردہ کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ خود حضور کے سامنے حضور کی تعریف کرنا حضور کی ناخوشی کا باعث ہوگا۔ ورنہ خود موسے علیہ السلام بھی اسکو گوارا نہ کرینگے کہ حضور کے سامنے اُنکی تعریف کیجاوے یہانتک جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرکے آگے حق سبحانہ سے مناجات کرتے ہین۔

شرح شبیری

موسیٰ علیہ السلام کی قوم اور اونکی پشیمانی کا ذکر

قوم موسے الخ۔ یعنی قوم موسے علیہ السلام راستہ کو ناپتی تھی اور آخر کار پھر قدم اول ہی رہتے تھے (یعنی جہان سے چلتے تھے وہین پر شام کو موجود ہوتے تھے)۔

راز میگفتند الخ۔ یعنی سارے مرد اور عورتین اور بڈھے اور جوان ظاہر طور پر اور پوشیدہ طور پر سرگوشیان کرتے تھے کہ۔

گر دل موسے الخ۔ یعنی اگر موسے علیہ السلام کا قلب ہم سے راضی ہوتا تو تیہ کا راستہ اور کنارہ ظاہر ہو جاتا۔

ور بکل الخ۔ یعنی اور اگر بالکل ہم سے بیزار ہوتے تو من وسلوے آسمان سے کب آتا۔ آسمان سے آنیسے مراد خوان لگکر آنا نہین ہی اسلئے کہ ایسا نہوتا تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ بے تعب کے یہ دونون چیزین ملجاتی تھین ترنجبین درختو نپر سے اور بٹیر جنگل سے ہاتھ آجاتی تھین تو گویا کہ آسمان ہی سے آتا تھا۔ اسلئے کہ اونکو توجہ کرنا ہی نہ پڑتا تھا۔

کے ز سنگے الخ۔ یعنی ایک پتھر سے چشمے کب اوبلتے کہ بیابان مین وہ جان کے لئے امن ہوتے۔ مطلب یہ کہ اگر وہ راضی ہوتے تب تو اس قید مین ہم کیون پہنستے اور اگر ناراض ہوتے تو ہمکو روزانہ یہ نعمتین کیسے میسر آتین غرض کچھ پتہ نہ چلتا تھا اور کہتے تھے کہ۔

بل بجائے الخ۔ یعنی بلکہ بجائے خوان نعمت کے خود آگ آتی اور اس شعلہ مین ہمپر پڑتی مطلب یہ کہ وہ اس کشمکش و پیچ مین تھے کہ اگر موسے علیہ السلام راضی ہین تو اس تیہ مین بھٹکنا کیا اور اگر ناراض ہین تو یہ نعمتین کیسی ملکہ اور غضب نازل ہونا چاہیے اور کہتے تھے کہ۔

چون دو دل الخ یعنی ہمارے معاملہ مین موسے علیہ السلام دو دل کیون ہو رہے ہین کہ کبھی ہمارے دشمن ہین (کہ راستہ

نہین ملتا) اور کبھی دوست ہین (جسکا اثر ہی کہ نعمتین مل رہی ہین)۔

خشم تو آتش الخ۔ یعنی اونکا غصہ تو ہمارے اسباب مین آگ لگا دیتا ہی اور اونکا حلم تیر بلا کو رد کر دیتا ہی۔ جب اس مصیبت مین مبتلا ہین تو اب حق سے دعا کرتے ہین کہ۔

کے بود کہ الخ۔ یعنی اے اللہ یہ کب ہوگا کہ غصہ بھی حلم ہوجائے اور آپکے لطف سے یہ کچھ عجب نہین ہی۔ مطلب یہ ہی کہ چونکہ موسے علیہ السلام کی خفگی تو اسی سئے تھی کہ حق تعالی ناراض تھے اسلئے دعا کرتے ہین کہ اے اللہ ہمپر یہ نعمتین کہ من وسلوے بلا تعب حاصل ہوجاتا ہی آپنے نازل فرمادی ہین مگر اسکی ساتھ مین جو یہ اثر غضب کا ہی کہ راستہ نہین ملتا خدا کے لیے اسکو بھی مبدل بہ رحمت فرما دیجئے اور راستہ عنایت فرمادیجئے غرضکہ اون صحابی نے یہ عرض کیا کہ جسطرح کہ یہ لوگ اس تیہ مین مبتلا تھے اور جہان کے تہان شام کو واپس آجاتے تھے۔ اور نکلنا نصیب نہوتا تھا یہی حالت ہماری ہی کہ توبہ کرتے ہین اور حق تعالی کی رضامندی کو حاصل کرتے ہین کہ جس سے راہ حق طے ہوتی ہی مگر پھر توبہ توڑ دیتے ہین اور جیسے تھے ویسے ہی ہوجاتے ہین اور پھر ناراضگی حق تعالی کی عود کر آتی ہی جس سے کہ موسے علیہ السلام کی طرح آپ بھی ناراض ہوجاتے ہین اور اوسکا اثر یہ ہوتا ہی کہ توفیق اعمال صالحہ کی نہین رہتی۔ اسلئے خدا کے لیئے ایسی نظر رحمت فرمائیے کہ پھر گمراہی نہو اور پھر کبھی توبہ شکنی کی نوبت نہ آوے اور اعمال صالحہ کی توفیق مدت العمر باقی رہے آمین یارب العالمین۔ اب چونکہ ان صحابیؓ نے حضورؐ سے رحم کی درخواست اسطرح کی کہ اپنے گناہ مین مبتلا ہوئے کو قوم موسے کے وادی تیہ مین سرگشتہ ہونیسے اور حضور کو موسے علیہ السلام سے تشبیہ دی اور پھر اُن کے قول کو اپنے لئے بھی چاہا حالانکہ ممکن تھا کہ یہ ساری باتین خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے عرض کرلیتے تو ایسا نکرنیکی وجہ آگے وہ خود فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہی کہ وہ صحابی عرض کرتے ہین کہ چونکہ کسی شخص کی مدح اگر اوسکے سامنے کیجاوے تو اوسکو ایک قسم کی پریشانی ہوتی ہے اور وہ اوس سے اُکتا تا ہی اور پھر ایک قسم کی خوشامد اور ریا بھی ہوتی ہی۔ اسلئے مین نے حضرت موسے علیہ السلام کا قصہ بیان کرکے اوس سے آپکو تشبیہ دی اور پھر اپنی حالت کو بھی عرض کردیا۔ انتہی اب سنو کہ فرماتے ہین کہ۔

مدح حاضر الخ۔ یعنی مدح حاضر کی چونکہ وحشت پیدا کرنیوالی ہوتی ہی اس لئے مینے قصداً اس طرح موسے علیہ السلام کا نام لیا۔

ورنہ موسے کے الخ۔ یعنی ورنہ موسے علیہ السلام خود کب جائز رکھتے تھے کہ مین آپکے ہوتے ہوئے کسی اور کو یاد کرون مطلب یہ کہ میرا موسے علیہ السلام کے قصہ کو لانا صرف اسلئے ہی کہ اپنی تعریف سنکر کہین آپ اُکتا نہ جاوین اسلئے اونکی صفات بیان کرکے اونکی نسبت اسطرح عرض کردیا۔ کہ بس یہی حالت ہماری اور آپکی ہی ورنہ بھلا مین تو کیا موسیٰ علیہ السلام بھی اسکو روا نہ رکھتے کہ آپکے ہوتے ہوئے اور اونکی تعریف کیجاوے نعوذ باللہ بلکہ صرف مقصود یہ تھا کہ آپکو ہماری حالت معلوم ہوجاوے بس اسکو فرماکر آگے پھر استقبال ہی اور یہ جو دعا فرمائی تھی کہ یارب این بخشش نہ حد کار ماست الخ اب آگے بھی مولانا درگاہ باری مین دعا فرماتے ہین کہ۔

	شرح حبیبی	

خشم تو آتش بزد در رخت ما ... کے بود کز حلم گردد خشم تیز ... مدح حاضر وحشت است از بہر این ... ورنہ موسے کے روا دارد کہ من
از درد و ملامت ... یارب این بخشش ... نام موسے ... قاصد چنین ... پیش تو یاد آورم از ہیچ تن

عہد ما بشکست صد بار و ہزار ⁂ عہد تو چون کوہ ثابت بر قرار
عہد ما کاہ و بہر بادے زبون ⁂ عہد تو کوہ و ز صد کہ ہم فزون
حق آن رحمت کہ بر تلوین ما ⁂ رحمتے کن اے امیر لونہا
خویش را دیدیم و رسوائے خویش ⁂ امتحان ما مکن اے شاہ بیش
تا فضیحتہائے دیگر را نہان ⁂ کردہ باشی اے کریم مستعان
بیحدی تو در جمال و در کمال ⁂ در کژی ما بیحدیم و در ضلال
بیحدی خویش بگمار اے کریم ⁂ بر کژی بیحد مشتے لئیم
ہین کہ از تقطیع ما یک تار ماند ⁂ مصر بودیم و یکے دیوار ماند
البقیہ البقیہ اے خدیو ⁂ تا نگردد شاد کلی جان دیو
مہربانی بہر آن لطف نخست ⁂ کہ تو کردی گمرہان را باز جست
چون نمودی قدرتت بنمائے رحم ⁂ اے نہادہ رحمہا در شحم و لحم
زین دعا گر خشم افزاید ترا ⁂ تو دعا تعلیم فرما مہترا
آنچنان کادم بیفتاد از بہشت ⁂ رجعتش دادی کہ رست از دیو زشت

اے اللہ ہمارا عہد اطاعت کامل سیکڑون بلکہ ہزارون بار ٹوٹ چکا ہے اور تیرا عہد انعام واکرام ہنوز پہاڑ کی طرح ثابت و برقرار ہے ہمارا عہد تو ایک تنکے کی مثل اور ہر باد ہوائے نفس سے متزلزل اور کمزور ہو جاتا ہے۔ تیرا عہد پہاڑ ہے بلکہ سو پہاڑون سے بھی بڑھکر ہے۔ تجھے اس قدرت کی قسم جو تجھکو ہماری تلوین و تغیر پر حاصل ہے ہم پر رحم کر۔ ہمنے اپنے کو بھی دیکھ لیا۔ اور اپنی رسوائی کو بھی دیکھ لیا اے شہنشاہ اس سے زیادہ ہمارا امتحان نکر دیکھ ہماری دیگر رسوائیونکو چھپا لینا ہم مین اب برداشت کی قوت نہین ہے اول ہذا وجہ ما قال ملا علی القاری بل ہو صواب وما قالہ یاباہ السباق والسیاق فتدبر تو جمال وکمال مین بیحد ہے اور ہم بھی کج گمراہی مین بیحد ہین۔ پس اپنی بیحدی کو اس نا چیز کی کجی بیحد پر مسلط کر کہ وہ اوسکو زائل کر دے دیکھ ہمارے کپڑے کا ایک تار باقی رہگیا ہے اور ہم ایک شہر تھے اب صرف ایک دیوار باقی رہگئی ہے یعنی ہم بہت تباہ و برباد ہو چکے اب ہماری کامل تباہی مین تھوڑی ہی کسر باقی ہے پس اے اللہ تو اس بقیہ کی حفاظت کر۔ اور اسکو فنا ہونے سے بچا ایسا نہو کہ ہم بالکل تباہ ہو جاوین اور شیطان کو پوری خوشی حاصل ہو جاوے تو یہ ہمارے لئے نکر کیونکہ ہم تو اس قابل نہین کہ ہم پر کچھ رحم کیا جاوے۔ بلکہ تو اپنی اس لطف قدیم پر نظر کر کے ایسا کر جس نے گمراہون کی دوبارہ دستگیری فرمائی ہے اور ان کی ہدایت کے لیے پیغمبر کو بھیجا ہے۔ اے اللہ تو گوشت پوست مین رحم پیدا کرنیوالا ہے تو اپنی قدرت دکھلا چکا اور ہم دیکھ چکے اب رحم کر کہ ہم مین اس سے زیادہ تاب نہین ہے اگر میری دعائے سابق کی طرح یہ دعا بھی تجھے ناپسند ہو تو اے سردار تو کوئی اور دعا تعلیم فرما۔ جس طرح تونے حضرت آدمؑ کو توبہ کی تعلیم فرما کر شیطان کے پنجہ سے چھڑا دیا تھا۔ جبکہ آدم علیہ السلام بہشت سے نیچے اتارے گئے تھے۔ (تنبیہ) یہ مناجات جسطرح صحابی کی ہو سکتی ہے یون ہی مولانا کی بھی ہو سکتی ہے گو دل محمد نکار کرتا ہے اور اسکا مخاطب جناب رسول اللہؐ کو بناتا ہے لیکن اسکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ٹھیرانا

تو باطل ہی - اور مناجات مولانا ہونے سے انکار غیر موجہ بلکہ اسکا مناجات مولانا ہونا ہی اظہر ہی - واللہ اعلم -

شرح شبیری عہد ما بشکست الخ - یعنی ہمارا عہد تو سیکڑون اور ہزارون مرتبہ ٹوٹتا ہی اور اے اللہ آپکا عہد اوسی طرح ثابت اور برقرار ہی -

عہد ما کاہ الخ - یعنی ہمارا عہد تو ایک تنکا ہی کہ ہر ہوا سے مغلوب ہے اور آپکا عہد ایک پہاڑ ہی بلکہ سیکڑون پہاڑون سے بھی زیادہ (مضبوط ہی) -

حق آن الخ - یعنی اے مالک احوال اُس قوت (عہد) کے طفیل مین ہماری اس تلوین (عہد) پر رحم فرمائیے (اور ہماری حالت کو مبدل باستقامت و دوام فرما دیجئے) -

خویش را دیدیم الخ - یعنی ہم نے اپنے آپکو اور اپنی رسوائی کو دیکھ لیا ہو اب اے شہنشاہ ہمارا زیادہ امتحان نہ کیجیے اس لیے کہ -

تا فضیحتہائے الخ - یعنی تاکہ اے کریم مستعان وہ رسوائیان جنکو کہ آپنے ہم سے پوشیدہ کیا ہی ظاہر نہو جاوین اس لیے جو ہولیا ہولیا آیندہ معاف فرمائیے اور ہماری حالت تلوین کو استقامت اور دوام علی الطاعت سے مبدل فرما دیجئے -

بیحدی تو الخ - یعنی آپ تو جمال اور کمال مین بیحد ہین اور ہم گمراہی اور کجی مین بیحد ہین -

بیحدی خویش الخ - یعنی اے کریم اپنی بیحدی کو ایک مٹھی خاک لئیم کی بیحد کجی پر مقرر فرما دیجئے - مطلب یہ کہ اپنے لطف و کرم بیحد کو ہماری اس گمراہی اور بیحد کجی پر مقرر فرما دیجئے تاکہ ہماری اصلاح ہو جاوے -

ہین کہ از تقطیع الخ - یعنی اب تو ہماری لباس (تقوی) مین سے ایک دہاگا رہگیا ہی اور ہم ایک شہر تھے اور اب ایک دیوار باقی رہگئی ہی -

البقیہ البقیہ الخ - یعنی اے شہنشاہ باقی ہی کی حفاظت فرمائیے تاکہ کہین اس شیطان کی جان پوری طرح خوش نہو - البقیہ البقیہ کی تقدیر ہی احفظ البقیہ احفظ البقیہ - مطلب یہ ہی کہ ہماری حالت بہت ردی ہوگئی اور تقوی کی اور اوس استعداد فطری کو بہت کمی کر چکے ہین - لیکن اگر اب بھی آپ دستگیری فرما دین گے اور آپکا لطف شامل ہوگا تو امید ہے کہ پھر کچھ سنبھل جاوین ورنہ خوف ہی کہ کہین اس استعداد کو بالکلیہ ہی نہ کھو بیٹھین اور خدانخواستہ نوبت کفر تک آجاوے نعوذ باللہ - اور پھر شیطان کو پوری طرح خوش ہونیکا موقعہ ملجاوے - لہذا رحم فرمائیے اور دستگیری کیجیے -

پھر بلانے پھر آن الخ - یعنی ہماری وجہ سے نہین بلکہ اوس لطف ازلی کے طفیل سے جس سے کہ آپنے گمراہون کو ہدایت فرمائی ہے -

چون نمودی الخ - یعنی جب آپنے اپنی قدرت دکھائی ہی تو رحم کو بھی دکھائیے - اے وہ ذات کہ آپ نے رحم کو گوشت پوست مین رکھا ہی مطلب یہ ہی کہ جب آپنے تغیر احوال مین اپنی قدرت کا ظہور فرمایا ہی کہ ہمکو جسطرح چاہا بدل دیا تو اب رحم فرمائیے اور اسکا بھی ظہور فرمائیے آپکی تو وہ ذات ہی کہ آپنے انسان مین جو کہ گوشت پوست سے بنا ہوا ہی - رحم کی صفت ودیعت رکھدی ہی تو پھر آپ تو بدرجہ اولے رحم فرما دین گے - اب چونکہ انسان تو حق تعالی کے آگے کوئی نسبت ہی نہین رکھتا نہ اوسکو آداب کی خبر ہے نہ کہین کی بلکہ جو کچھ ہی اوس بغات حق کا سکھلایا ہوا ہی اور پھر اوس مین بھی کوتاہیان ہو جاتی ہین اسلیے کہتے ہین کہ -

این دعا گر خشم افزاید الخ - یعنی اگر یہ دعا آپکے غصہ مین ترقی کرے تو اے اللہ آپ ہی کوئی دعا بھی تعلیم فرمائیے۔
آنچنان کادم الخ - یعنی جسطرح کہ آدم علیہ السلام بہشت سے گر پڑے تھے تو آپنے اونکو رجوع فرما دیا تھا کہ وہ اس شیطان ملعون سے چھوٹ گئے تھے اسیطرح ہمکو بھی رجوع فرمالیجیے اور ہمکو بھی آپ ہی دعا سکھا دیجیے آگے فرماتے ہین کہ

شرح حبیبی

دیو کہ بود کو ز آدم بگذرد ۔ بر چنین نطعے ازو بازی برد
در حقیقت نفع آدم شد ہمہ ۔ لعنت حاسد شد آن بد مدمہ
بازیے دید و دو صد بازی ندید ۔ پس ستون خیمۂ خود را برید
آتشے زد شب بکشت دیگران ۔ باد سوئے کشت او کردش روان
چشم بندے بود لعنت دیو را ۔ تا زیان خصم دید آن ریو را
ہم زیان جان او شد ریو او ۔ خود تو گوئی بود آدم دیو او
لعنت این باشد کہ کژ بینش کند ۔ حاسد و خودبین و پرکینش کند
تا بداند کہ ہر آن کو بد کند ۔ عاقبت باز آید و بر وے زند
جملہ فرزین بندہا بیند بعکس ۔ مات بر وے گردد و نقصان و نکس
زانکہ گر او ہیچ بیند خویش را ۔ مہلک و ناسور بیند ریش را
درد خیزد زین چنین دیدن درون ۔ درد او را از حجاب آرد برون
تا نگیرد مادران را درد زہ ۔ طفل در زادن نیابد ہیچ رہ
این امانت در دل و جان حاملہ است ۔ این نصیحتہا مثال قابلہ است
قابلہ گوید کہ زن را درد نیست ۔ درد باید درد کودک را رہیست
آنکہ او بیدرد باشد رہزنست ۔ زانکہ بے دردے انا الحق گفتن است
آن انا بیوقت گفتن لعنت است ۔ وین انا در وقت گفتن رحمت است
آن انا منصور را رحمت بدہ ۔ وین انا فرعون را لعنت بدہ
لاجرم ہر مرغ بے ہنگام را ۔ سر بریدن واجبست اعلام را
سر بریدن چیست کشتن نفس را ۔ در جہاد و ترک گفتن لمس را
آنچنان کہ نیش کژدم برکنی ۔ تا کہ یابد او ز کشتن ایمنی
برکنی دندان پر زہرے ز مار ۔ تا رہد مار از بلائے سنگسار

یعنی مولانا فرماتے ہین کہ شیطان کی کیا مجال ہے کہ آدم علیہ السلام پر غالب ہو جاوے اور اس بساط پران سے بازی لیجاوے گو وہ سمجھتا تھا کہ مین آدم کو نقصان پہونچا رہا ہون۔ لیکن فی الحقیقت آدم علیہ السلام کو اس سے کچھ ضرر نہین پہونچا بلکہ اونکو سراسر نفع ہوا ہان وہ فریب خود اس حاسد کیلیے موجب مزید بعد عن الحق ہو گیا۔ اوسنے

صرف ایک چال دیکھی - لیکن حق سبحانہ کی سیکڑون تدبیرونکو اوسنے بالکل نظر انداز کردیا اسلئے اوسنے اپنے خیمہ کا ستون
خود اوکھیڑ ڈالا اور اپنا نقصان خود کرلیا - اوسنے رات کو دوسرونکی کھیتی مین آگ لگائی لیکن ہوا اسکو خود اسکی کھیتی
کی طرف لیگئی - لہذا اس تدبیر سے خود اسی کا نقصان ہوا لعنت مقدرۂ حق سبحانہ نے اوسکی آنکھون کو بند کردیا تھا کہ اوسنے
اپنے مکر مین دوسریکا نقصان دیکھا اور اپنا ضرر نہ سمجھا بس وہ مکر خود اوسکی جانکا وبال ہوگیا - لہذا یون کہنا چاہیئے
کہ شیطان نے آدم کو نقصان نہین پہونچایا بلکہ آدم نے شیطانکو نقصان پہونچایا وہ لعنت مقدرہ ہی ہے جسنے اوسکو غلط بین
خود بین اور دشمن بنایا تاکہ اوسے معلوم ہوجاوے کہ جو شخص برائی کرتا ہے انجام کار وہ برائی اوسیکی طرف لوٹتی
اور اسی کو لاحق ہوتی ہے - وہ اپنے تمام داؤن پیچ نکو منقلب پاتا ہے اور اوسیکو مات ہوتی ہے - اوسیکو ضرر ہوتا ہے
وہی سرنگون ہوتا ہے - لعنت ظاہرہ مسبّب از خود بینی وما یتفرع منہ اور لعنت مقدرہ سبب خود بینی وما یتفرع منہ اسلئے
ہے کہ اگر وہ اپنے کو ہیچ سمجھے اور اپنے معمولی زخم کو بھی ناسور اور مہلک سمجھے اور تھوڑی برائی کو بھی بہت خیال کرے
تو اوسکے اندر سوز وگداز پیدا ہو اور وہ اوسکو حجاب سے نکالکر مقرب بنادے پھر وہ ملعون کاہے کو ہو - پس معلوم ہوا کہ
خود بینی وما یتفرع منہ کا لازمی نتیجہ لعنت ہے - آگے مولانا درد کی ضرورت اور خود بینی کا منشا بیان فرماتے ہین
اور فرماتے ہین کہ درد کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک ماؤن کے لیے دردزہ عارض نہین ہوتا بچہ ہرگز پیدا نہین
ہوتا پس یون ہی سمجھو کہ نتائج محمودہ دل وجان کے اندر مضمر ہین اور وہ ان سے حاملہ ہین اور نصیحتین
بمنزلہ دائی کے ہین پس نصیحتونکے موثر ہونے اور نتائج محمودہ کے پیدا ہونیکے لئے درد کی ضرورت ہے اگر درد دل نہو تو
نصائح کار آمد نہین ہوسکتین کیونکہ وہ کہین گے کہ ہمتو دائی ہین عورت کو دردزہ ہی نہین ہم بچہ کسطرح پیدا کرین -
لہذا ثابت ہوا کہ درد دلکی ضرورت ہے اور درد دل ہی نتائج محمودہ کے پیدا ہونیکا ذریعہ ہے اور جس مین وہ درد نہین
وہ رہزن ہے کیونکہ بے دردی سبب ہے انا الحق کہنے اور خود بینی کا اور خود بینی سبب ہے رہزنی کا پس معلوم ہوا کہ بیدرد
رہزن ہے اسپر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ انا الحق تو منصور نے بھی کہا تھا پھر وہ بیدردی سے ناشی کیون نہ تھا - کیونکہ مقصود یہ ہے
کہ انا الحق بیوقت کہنا بیدردی سے ناشی اور موجب لعنت ہے - رہا وقت پر انا الحق کہنا سو وہ درد سے ناشی ہے اور موجب رحمت ہے
چنانچہ منصور نے اپنے کو فنا کرکے انا الحق کہا لہذا وہ اونکے لئے رحمت ہوگیا اور فرعون نے خود بینی سے انا الحق کہا وہ اوسکے
لئے لعنت ہوگیا اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بے وقت اذان دینے والے مرغ کی طرح بیوقت انا الحق کہنے والے خود بین
کا سر اڑا دینا واجب ہے - مقصد یہ ہے کہ منشا انا الحق کہنے اور خود بینی کا نفس ہے لہذا اسکو مجاہدات سے مار ڈالنا چاہیے
اور شہوت رانی وغیرہ مقتضیات نفس کو خیرباد کہنا چاہیے تاکہ یہ ہلاک ابدی سے بچ جاوے جسطرح کہ بچھو کا ڈنک اسلئے
توڑ دیا جاتا ہے کہ وہ مارے جانے سے بچ جاوے اور زہریلے سانپ کے دانت اسلئے توڑ دئے جاتے ہین کہ وہ سنگساری
سے محفوظ رہے اسکے بعد مولانا نفس کشی کی تدبیر ارشاد فرماتے ہین -

ہیچ نکشد نفس را جز ظل پیر	دامن آن نفس کش را سخت گیر
چون بگیری سخت آن توفیق ہوست	در تو ہر قوت کہ آید جذب اوست
ما رمیت اذ رمیت راست دان	ہر چہ دارد جان بود از جان جان
دست گیرندہ وی است و بردبار	دمبدم آن دم ازو امید دار

نیست غم گر دیر بے او ماندۂ	دیر گیرد سخت گیرش خواندۂ
دیر گیرد سخت گیرد رحمتش	یک دمت غائب ندارد حضرتش
ور تو خواہی شرح این فضل و ولا	از سر اندیشہ میخوان والضحیٰ

جب ہم تم کو نفس کشی کی ضرورت بتلا چکے اور یہ بھی بتلا چکے کہ یہ مجاہدہ و ریاضت سے حاصل ہوتی ہے تو اب سمجھو کہ مجاہدہ و ریاضت بدون پیر کے مکمل نہین ہو سکتا۔ کیونکہ بدون شیخ کامل کے مجاہدہ مین ضرر کا اندیشہ ہے اس سے ثابت ہوا کہ نفس کشی بدون شیخ کامل کی تربیت کے نہین ہو سکتی۔ پس تمکو چاہیے کہ اس نفس کشی کا دامن مضبوط پکڑو اور جب تم دامن مضبوط پکڑ لو تو تمکو عجب مین مبتلا نہ ہونا چاہیے بلکہ سمجھنا چاہیے کہ یہ توفیق ہے حق سبحانہ کی اور تم مین جو قوت محمودہ پیدا ہو اوسکو اودھر ہی کا جذب سمجھنا چاہیے چنانچہ حق سبحانہ فرماتے مین مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمے یعنی اے رسول یہ کنکریان مارنا خود تمھاری ذاتی قدرت سے نہین تھا بلکہ یہ بھی ہماری ہی توفیق تھی اور اسپر جو نتیجہ مرتب ہوا وہ بھی تمھارا فعل نہین بلکہ ہمارا فعل ہے لہذا یون کہنا چاہیے کہ گویا تم نے نہین پھنکین بلکہ ہمنے پھنکین ہین لہذا یہ بالکل سچ ہے کہ تمکو اسکی تصدیق کرنا چاہیے اور دیگر امور کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ جان کے اندر جو بات پیدا ہو وہ حق سبحانہ ہی کی طرف سے ہے وہی مددگار ہے۔ اور بڑا مہربان ہے تم کو ہر وقت اوس سے جذب کا امیدوار رہنا چاہیے۔ اگر جذب مین تاخیر ہو گئی ہے اور تم اوس سے عرصہ تک جدا رہے ہو اور اسلئے تمنے اوسکو پریشان ہو کر اور گبھرا کر دیر تک گرفت کرنے والا اور سخت گرفت کرنے والا سمجھا ہے تو کوئی فکر کی بات نہین تمکو مایوس نہ ہونا چاہیے یہ صحیح ہے کہ کبھی کبھی بمقتضائے حکمت و مصلحت دیر تک پکڑتے مین اور سخت گرفت کرتے مین لیکن یہ عتاب ظاہری ہوتا ہے ورنہ اوسکی رحمت تمکو ایک لحظہ کے لیئے بھی اوسکے حضور سے جدا نہین ہونے دیتی۔ اگر تمکو اس عنایت و محبت کی شرح کی ضرورت ہے تو غور سے والضحیٰ پڑھو اس مین قسم کھا کر فرمایا گیا ہے ما ودعک ربک وما قلیٰ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ جسکا حاصل یہ ہے کہ مفارقت ظاہری اسلئے نہین تھی کہ ہمنے تمکو چھوڑ دیا ہو اور تم سے بغض رکھا ہو بلکہ اس مین تمھاری مصلحت تھی۔

شرح شبیری

دیو کہ بود الخ۔ یعنی دیو کیا ہے کہ وہ آدم علیہ السلام سے بڑھ جاوے اور ایسے بساط شطرنج پر اونسے بازی لیجاوے۔ مطلب یہ کہ جب آپکی عنایت حضرت آدم علیہ السلام کے شامل حال تھی تو پھر اوس شیطان لعین کی کیا ہمت تھی کہ اونسے بڑھ جاتا اور جیت جاتا بلکہ۔

درحقیقت الخ۔ یعنی وہ سارا مکر و فریب حقیقت مین آدم علیہ السلام کا تو نفع ہو گیا اور حاسد کی لعنت کا سبب ہو گیا۔

بازی دید الخ۔ یعنی اوسنے ایک بازی تو دیکھ لی اور دو سو اور بازیان نہ دیکھین لہذا اپنے خیمہ کے ستونکو کاٹ ڈالا یہ مثال ہے مطلب یہ ہے کہ اوس شیطان لعین نے یہ تو دیکھا کہ میرے اس حنطہ کے کھلا دینے سے یہ جنت سے نکل جاوینگے مگر اوسکو اسکی خبر نہ تھی کہ اوسکے اندر بہت حکم و مصالح پوشیدہ ہین کہ اوسکے ذریعہ سے آدم علیہ السلام کو ظہور اسماء جلالیہ کا ہو گیا مثلاً و علیٰ ہذا لہذا اسکی ایسی مثال ہو گئی کہ کسی شخص نے خیمہ کا بانس کاٹ ڈالا تا کہ فلان دوسرا شخص جو اوسکے اندر ہے مر جاوے بس ایک بات پر تو نظر ہوئی مگر اسمین جو اور مصلحتین تھین اوسکی ان حضرت کو خبر ہی نہ ہوئی اور نہ اسکی خبر ہوئی کہ میرا بھی نقصان ہے کہ خیمہ بیکار ہو جاویگا۔

آتشے الخ۔ یعنی دوسرونکے کھیت مین رات کو آگ لگائی تھی ہوا نے خود اوسکے کھیت کی طرف آگ کو روانہ کر دیا۔ بجھا

ن ہو مطلب یہ ہی کہ اوسکی ایسی مثال ہوگئی کہ کسی نے دوسرے کے کہیت مین آگ لگائی اور اوسکی نقصان دہی کے لیے
ہولتے اوس آگ کو اوٹھا کر اوسکے کہیت مین لاڈالا تو اس شیطان نے چاہا تھا حضرت آدم علیہ السلام کا نقصان اور ہوگیا خو
کا نقصان خسر الدنیا والآخرہ نعوذ باللہ منہ۔

م بندی الخ۔ یعنی اوس دیو کی لعنت کا سبب اوسکی چشم بندی تھی یہانتک کہ اوسنے اوس مکر کو اپنے مقابل کا نقصان
مطلب یہ کہ چونکہ یہ حقیقت سے اندھا تھا اسلیے یہ ملعون ہوا ورنہ سمجھ جاتا کہ اونکا کوئی نقصان نہین بلکہ نفع ہی اور سراسر
ہی نقصان ہی تو یہ حقیقت سے آنکھ بند ہونیکی وجہ سے ہوا۔

زیان الخ۔ یعنی اوسکا مکر اوس ہی کی جان کے نقصان کا باعث ہوگیا جیسے کہ تم کہو کہ آدم ہی اوسکے گمراہ کنندہ ہوگئے
لیکن آخر سبب ظاہری تو آدم علیہ السلام ہی ہوئے۔

ت آن باشد الخ۔ یعنی لعنت وہ ہوتی ہی کہ اوسکو (ملعون کو) کج بین کر دیتی ہی اور حاسد اور خود بین اور پر کینہ
کو کر دیتی ہی۔

بد اند الخ۔ یعنی تاکہ جان لے کہ جو کوئی برائی کرتا ہی یقیناً وہ واپس ہوکر اوسی پر پڑتی ہی (جیسے کہ مثل مشہور ہی کہ چاہ
را چاہ در پیش) اسی کا مصداق ہو جاتا ہی۔

ل فرزین الخ۔ یعنی ساری فرزین کی قیدین بالعکس ہو جاتی ہین اور بات ایسے شخص پر پڑتی ہی اور نقصان اور سرنگونی
ین شطرنج کے وزیر کو کہتے ہین چونکہ اوسکے قید کر لینے سے دوسرے کو مات ہو جاتی ہی اسلیے کہتے ہین کہ فرزین کی ساری
ین اولٹی ہونگی اور فرزین کی قید سے مراد تدبیر ہے۔ اب مطلب یہ ہی کہ جب حق تعالی کی طرف سے کسی پر لعنت ہوتی
تو اوسکا یہ اثر ہوتا ہی کہ وہ شخص کج بین ہو جاتا ہی اور اوسکو حقیقت کی خبر ہی نہین رہتی اور جو تدابیر کہ دوسرے کے
مان کی سوچتا ہی وہ خود اوسی پر پڑتی ہین۔ آگے لعنت کی وجہ سے تدبیر کے اولٹے ہونیکی وجہ فرماتے ہین کہ۔

نکہ گر او ہیچ الخ۔ یعنی اسلیے کہ اگر وہ اپنے کو ہیچ دیکھتا اور اپنے زخم کو مہلک اور ناسور جانتا۔

د خیزد الخ۔ یعنی اس دیکھنے سے دلمین درد اوٹھتا اور درد اوسکو حجاب سے باہر لاتا مطلب یہ ہی کہ اگر لعنت حق نہوتی
اوس سے حق تعالی خوش ہوتے اور اوس خوشی کا اثر یہ ہوتا کہ حقائق اشیا اوسپر منکشف ہوتین اور جب حقائق اشیا
شف ہوتین تو اون کی طلب ہوتی اور طلب مین درد پیدا ہوتا۔ تو یہ درد اور طلب اس حجاب باطن سے اوسکو چھڑا دیتے
ل تدابیر راس آتین مگر اب جبکہ لعنت ہی تو نہ رحمت ہی اور نہ اوسکا اثر ہی لہذا ساری تدابیر اولٹی ہوتی ہین آگے
د کی فضیلت بیان فرماتے ہین کہ مطلق درد ظاہری کی بہت سی برکات ہین اور اوس سے بہت سے فائدے ہین تو جو درد
ق تعالی کے لیے ہوگا اوس مین کیونکر فائدے نہونگے فرماتے ہین کہ۔

نگیرد الخ۔ یعنی جب تک کہ مانکو درد زہ نہو تو بچہ کو پیدا ہونیکا کوئی راستہ ہی نہین مل سکتا تو اسی طرح جب تک کہ
ب مین درد نہو اسوقت تک اوس سے علوم و معارف و حقائق پیدا نہین ہوتے۔

ن امانت الخ۔ یعنی یہ امانت دل اور جان مین حاملہ ہی اور یہ نصیحتین دائی کی طرح ہین۔

ملہ گوید کہ زن الخ۔ یعنی دائی کہتی ہی کہ عورت کے درد ہی نہین ہی اور درد چاہیے اسلیے کہ درد ہی بچہ کے لیے راستہ
ے مطلب یہ کہ یہ علوم و معارف تو دل اور جان مین ایسے ہین جیسے کہ حاملہ کے اندر بچہ ہوتا ہی اور یہ نصیحتین دائی کی طرح

اسی طرح ہین اور دایہ صرف معین و مددگار رہتی ہے کہ جب بچہ پیدا ہوا اور نکلنا چاہے تو وہ سنبھال لے اور بچہ جب درد ہو تو اوسوقت خود ہی پیدا ہوتا ہے اسیطرح یہ علوم و معارف بھی اسوقت پیدا ہوتے ہین جب دلمین درد ہو اور اگر درد نہو تو یہ نصائح و پند بھی سب بے سود ہین۔ اسلئے کہ یہ تو صرف معین و مددگار ہین اگر کوئی شئے پیدا ہونا چاہے تو اوسکی مدد کر سکتے ہین اور اوسکو سنبھال سکتے ہین۔

آنکہ او بے درد الخ۔ یعنی جو شخص کہ بے درد ہوگا وہ رہزن ہے اسلئے کہ بیدردی انا الحق کہنا ہے۔ مطلب یہ کہ جسکے دلمین درد نہین وہ خود تو گمراہ ہے ہی اور ونکا بھی رہزن ہے اسلئے کہ اس بیدردی کا یہ اثر ہوگا کہ اس سے طلب تو ہوگی نہین لہذا خود بینی وغیرہ آثار پیدا ہونگے۔ اور اوسوقت بوجہ حقیقت ناشناسی کے وجود مستقل اپنا سمجھے گا کہ جس سے خود گمراہ ہوگا اور اوروں کو گمراہ کریگا۔ اور جب حال نہو تو انا الحق کے بھی یہی معنی ہین۔ جیسا کہ فرعون نے اپنے وجود کے استقلال کی وجہ سے انا ربکم الاعلی کہا تھا۔ اب یہان ظاہر الفاظ سے یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ جب انا الحق کہنا گمراہی ہے تو پھر منصور نے بھی تو کہا تھا وہ بھی خدا نخواستہ گمراہ ہوئے تو چونکہ مولانا محقق اور شیخ کامل ہین لہذا اسکا بھی جواب فرماتے ہین۔

آن انا بیوقت الخ۔ یعنی وہ انا بیوقت کہنا تو موجب لعنت کا ہے اور یہ انا وقت کے اندر کہنا موجب رحمت ہے اور وہ وقت وہ ہے کہ جب اپنے وجود کا اضمحلال اور اوسکا کالعدم ہونا پیش نظر ہو اسوقت انا الحق کہنا رحمت ہے کہ اوسکے اندر وجود حق کا استقلال اور اپنے وجود کا اضمحلال ہے اور اگر یہ حالت نہین ہے بلکہ اپنے وجود کے استقلال کے اظہار کے لیے کہہ رہا ہے تو موجب لعنت ہونا ظاہر ہے آگے دو نونکی نظیرین بیان فرماتے ہین۔ کہ

آن انا منصور الخ۔ یعنی وہی انا منصور کے لیے تو موجب رحمت تھا اور وہی انا فرعون کے لیے موجب لعنت تھا۔ اسلئے کہ ایک نے تو اپنے وجود کے عدم کے لیے کہا تھا وہ تو رحمت ہوگیا اور دوسرے نے اپنے وجود کے استقلال کے لیے کہا تھا وہ موجب لعنت ہوا۔

لاجرم ہر مرغ الخ۔ یعنی بس ہر مرغ بے ہنگام کا سر کاٹنا اعلان کے لیے ضروری ہوا۔ کسی زمانہ مین رسم تھی کہ جو مرغ کہ بیوقت اذان دیتا تھا اوسکو ذبح کر دیتے تھے اسلئے اوس سے مثال دیکر مولانا فرماتے ہین کہ جس طرح اوس کے بیوقت اذان دینے کی وجہ سے گردن ماری جاتی تھی۔ اس کے بیوقت انا الحق کہنے کی وجہ سے چاہیے کہ سر کاٹ ڈالین آگے فرماتے ہین کہ۔

سر بریدن الخ۔ یعنی سر کاٹنا کیا ہے نفس کا مار ڈالنا ہے مجاہدہ مین اور لذات کے ترک مین۔ لہذا جب تم نفس کشی کر لوگے تو اس سے پھر خودبینی پیدا نہوگی۔

آنچنان کہ الخ۔ یعنی جسطرح کہ بچھو کا ڈنک اوکھاڑ دو تو وہ مارے جانے سے بیخوف ہوجاتا ہے۔

بر کنی دندان الخ۔ یعنی سانپ کے زہر کے بھرے ہوئے دانت اوکھاڑ دو تاکہ وہ سنگساری کی بلا سے چھوٹ جاوے تو اسی طرح جب تم نفس کشی کر لوگے تو اور تو اسکے شر سے بچین ہی گے مگر اسکو بھی یہ فائدہ ہوگا کہ سرزنش سے بچ جاویگا جیسا کہ اوپر کی دونون مثالون سے واضح ہے۔ آگے فرماتے ہین۔

ہیچ نکشد الخ۔ یعنی نفس کو سوائے پیر کے سایہ کے اور کوئی مار نہین سکتا۔ تو تم اوس نفس کے مارنے والے کے دامن کو مضبوط پکڑ لو۔

چون توگیری الخ - یعنی جب تو مضبوط پکڑے گا تو وہ توفیق حق ہوگی اور جان لے کہ تجھ مین جو قوت بھی آوے وہ جذب حق ہے اور اوسکی توفیق ہے - بلکہ شیخ کو تو ایسا سمجھو کہ -

ما رمیت اذ رمیت الخ - یعنی ما رمیت اذ رمیت کو درست جا تو وہ جو کچھ کہ رکھتا ہے وہ جان جان ہی سے ہے - مطلب کہ اسکے جو تصرفات ہین وہ تصرفات حق ہی ہین اسلیئے کہ وہ تو بی یسمع اور بی یبصر اور بی ینطق کا مصداق ہو گیا ہے -

دست گیرندہ الخ - یعنی ہاتھ پکڑنے والا تو وہی ہے اور بردبار تو دمبدم اوس دم کی اوس سے امید رکھہ - اور چونکہ بعض مرتبہ سالک کو وصول مین دیر ہوتی ہے تو وہ اُکتا جاتا ہے اسلیئے فرماتے ہین کہ -

نیست غم گر دیر بے الخ - یعنی اگر دیر تک تم بے اوسکے رہے ہو تو کوئی غم نہین ہے اسلیئے وہ دیر مین پکڑتا ہے مگر اوسکو سخت گیر پڑھا ہے مطلب یہ کہ اگرچہ دیر مین حاصل ہو مگر جب ملجاتا ہے تو پھر ایسا مضبوط پکڑتا ہے کہ پھر نہین چھوڑتا جیسا کہ مسئلہ تصوف کا ہے کہ الفانی لا یرد تو جب تمکو معلوم ہے کہ دیر گیر دے سخت گیرد تو پھر گھبرانیکی کون بات ہے -

دیر گیرد الخ - یعنی اوسکی رحمت دیر مین پکڑتی ہے مگر سخت پکڑتی ہے پھر ایکدم کے لیئے اپنی بارگاہ سے تجھے غائب نکرےگی -

در تو خواہی الخ - یعنی اور اگر تو اس فضل اور بخشش کی شرح چاہتا ہے تو ذرا سوچ سمجھکر والضحیٰ کو پڑھ لو - مطلب یہ کہ والضحیٰ مین ہے ما ودعک ربک وما قلیٰ تو دیکھو جب وحی مین دیر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہوئے تو یہی ارشاد ہوا جب پکڑ لیتے ہین تو چھوڑتے نہین ہین لہذا گھبرانیکی بات نہین ہے تو اسی طرح اگر دیر بھی ہو تو پریشان مت ہو -

شرح حبیبی

ور تو گوئی ہم بدیہا از ویست	لیک آن نقصان فضل او کی است
آن بدی دادن کمال اوست ہم	من مثالے گویمت اے محتشم

مثال در بیان معنی ان تومن بالقدر خیرہ وشرہ

کرد نقاشے دو گونہ نقشہا	نقشہاے صاف و نقش بے صفا
نقش یوسف کرد و حور خوش سرشت	نقش عفریتان و ابلیسان زشت
ہر دو گونہ نقش اوستادی اوست	زشتی او نیست آن رادی او
خوب را در غایت خوبی کند	حس عالم چاشنے از دی چشند
زشت را در غایت زشتی کند	جملہ زشتیہا بگرد او تنند
تا کمال دانشش پیدا شود	منکر استادیش رسوا شود
ور نہ تا ند زشت کردن ناقص است	زین سبب خلاق گبر و مخلص است
پس ازین رہ کفر و ایمان شاہد اند	بر خداوندیش ہر دو ساجد اند
لیک مومن دانکہ طوعا ساجد است	زانکہ جویاے رضا و قاصد است
ہست کرہا گبر ہم یزدان پرست	لیک قصد او مراد دیگر ست

قلعهٔ سلطان عمارت میکند	لیک دعوی امارت میکند
گشت باغی تا کہ ملک او را بود	عاقبت خود قلعه سلطان را شود
مومن آن قلعه برای پادشاه	میکند معمور نے از بہر جاه
زشت گوید اے شہ زشت آفرین	قادری بر خوب و بر زشت مہین
خوب گوید اے شہ حسن و بہا	پاک گردانیدیم از عیبہا
حمد لک والشکر لک یا ذوالمنن	حاضری و ناظری بر حال من
حاصل آنشد کو ہر آنچہ خواست کرد	خوب را و زشت را چون خار و ورد
اوست بر ہر پادشا ہے پادشا	کارساز یفعل اللہ ما یشا

اگر تم یہ سوال کرو کہ جان کے اندر جو بات بھی پیدا ہو سبکو اوسکی طرف سے سمجھو تو اس سے لازم ہی کہ برائیان بھی اوسکی طرف سے ہون اور یہ اوسکا نقص ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ برائیان بھی اوسکی طرف سے ہین مگر ہم کہتے ہین کہ یہ اوسکا نقص نہین بلکہ عین کمال ہی ہم اس مضمونکو ایک مثال سے سمجھاتے ہین تم حق سبحانہ کو ایک مصور فرض کرو اوسنے اچھی اور بری ہر قسم کی صورتین بنائی ہین یوسف و حور عین کی تصویرین بھی اوسی نے بنائی ہین اور دیو اور شیطانونکی صورتین بھی اوسی نے بنائی ہین اب کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ یہ اسکا نقص ہے ہرگز نہین بلکہ یہ اوسکی عین اوستادی اور کمال ہی یہ اوسکی برائی نہین بلکہ عین حکیمی اور صناعی ہی وہ اچھے کو نہایت اچھا بناتا ہی کہ عالم کے حواس اس سے کھڑی لیتی ہین اور برے کو نہایت برا بناتا ہی گویا تمام برائی اوسمین جمع کر دیتا ہے یہ اسلئے کہ اسکا کمال علم و صنعت ظاہر ہو اور اسکی اوستادی کا منکر ذلیل ہو ہم تو کہتے ہین کہ اگر برے کو نہ پیدا کر سکے تو یہ اوسکا نقص ہے اسی لئے اوسنے مومن و کافر دونون کو پیدا کیا۔ تاکہ نقص کا الزام اسپر عائد نہو سکے اسی لئے کافر و مومن ہر ایک اُسکی خدائی کے شاہد اور اوسکے سامنے سرافگندہ ہین مگر انمین فرق کیا ہی وہ فرق یہ ہی کہ مومن تو طوعاً منقاد ہی کیونکہ وہ طالب و قاصد رضائے حق ہی اور کافر قہراً خدا پرست ہی۔ مگر مقصود اوسکا دوسرا ہی یعنی انکار و مخالفت۔ اسلئے اسکی مثال ایسی ہی جیسے ایک باغی کہ وہ بغاوت کے لیئے قلعہ بناتا ہی اور امارت کا دعوے کرتا ہی۔ اور بغاوت اسلئے کرتا ہی کہ ملک پر قبضہ کر لے لیکن نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ وہ مغلوب ہوتا ہی اور قلعہ بادشاہ کے قبضہ مین چلا جاتا ہی تو اسنے حقیقۃً بادشاہ ہی کے لیئے قلعہ بنایا تھا مگر چونکہ مقصود اوسکا اطاعت نہ تھا بلکہ مخالفت تھا اسلئے مردود ہوا۔ اور مومن اپنی وجاہت کے لیئے قلعہ نہین بناتا بلکہ وہ بادشاہ کی بادشاہی کو تسلیم کرتا ہی۔ اور اسی کے لیئے وہ قلعہ بناتا ہی لہذا مقرب ہی غرض کہ اچھے ہون یا برے خواہ بزبان حال ہون یا بزبان قال سب اُسکے مداح ہین اور اوسکی اوستادی و کمال کی داد دیتے ہین برا کہتا ہی کہ اے برے کے پیدا کرنے والے تو اچھے پر بھی قادر ہی اور برے پر بھی۔ اچھا کہتا ہی کہ اے شہ حسن و بہا تونے مجھے عیبون سے پاک کیا اے محسن تیرا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہی تو حاضر و ناظر ہی میری حالت واقعی طور پر تیرے کمال کی داد دے رہی ہی۔ خلاصۂ کلام یہ ہی کہ اچھون کو اچھا بھی اسی نے بنایا اور برون کو برا بھی اوسی نے بنایا جسطرح کہ کانٹا بھی اسی نے بنایا اور پھول بھی اوسی نے اور باقتضائے حکمت جیسا چاہا ویسا بنایا کسیکو اوسپر اعتراض کا حق حاصل نہین کیونکہ منصب اوسکا ہے جو خدا پر حاکم ہو۔ اور خدا پر کوئی حاکم نہین بلکہ وہ خود احکم الحاکمین ہی اوسکی شان یہ ہے لا یسئل ع

یفعل وہم یسئلون لہٰذا وہ فاعل مختار و حلیم ہی باقتضائے حکمت جو چاہتا ہی کرتا ہی۔

شرح شبیری ورتو گوئی الخ۔ یعنی اور اگر تم کہو کہ یہ برائیاں بھی اوسی سے ہین لیکن وہ اوسکے فضل کی الٰہی کسب سے مطلب یہ ہی کہ اگر شبہ ہو کہ یہ جو گناہ وغیرہ برے کام پیدا کئے اگر اونکو پیدا نفرماتے تو بہتر تھا۔ اسلئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ خود حق تعالیٰ مین نعوذ باللہ کوئی نقص ہی جو ایسی بری چیزین اوس سے صادر ہوئین تو یہ شبہ بالکل فضول ہے اسلئے کہ اونکے پیدا کرنے سے اوئین نقصان کب ثابت ہوا بلکہ۔

آن بدی الخ۔ یعنی وہ بدی دینا بھی اوسکا کمال ہی اور مین ایک مثال تم سے بیان کرتا ہون اے محتشم۔ کہ اوس سے تمکو معلوم ہو جاوے کہ خلق معاصی وغیرہ دلیل نقص نہین ہی بلکہ دلیل کمال ہی ہے

ایمان بالقدر خیرہ وشرہ کے بیان کرنے مین ایک مثال

کرد نقاشی الخ۔ یعنی کسی نقاش نے دو طرح کے نقش بنائے کچھ صاف نقش اور کچھ نقوش بے صفا (یعنی خراب) **نقش یوسف الخ**۔ یعنی یوسف جیسا نقش بنایا اور ایک خوبصورت حور کا اور کچھ دیو وغیرہ اور شیطانان مردود کے۔ **ہر دو گونہ الخ**۔ یعنی دونون نقش اوسکی اوستادی ہین اور وہ اوسکی برائی نہین نہین بلکہ وہ اوسکی دانائی (کی دلیل) ہین۔ مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے برے اور بھلے دونون طرح کی مخلوق پیدا فرمائی ہی مگر برونکو پیدا کرنا اور ناقصین کا ایجاد مستلزم اوسکے نقص اور برائی کو نہین ہی بلکہ دونونکا ایجاد دلیل ہی اوسکے کامل ہونیکی کہ کیا قدرت ہی کہ جیسا چاہے بنادے ورنہ اگر سب مخلوق یکسان ہی پیدا ہوا کرتی تو پھر تو وہ امر اضطراری ہو جاتا جیسا کہ مشین ہوتی ہی کہ جب اوسکو چلا دیا گیا تو وہ ایک ہی سی چیز بناتی چلی جاویگی بخلاف کاریگر اور صناع کامل کے کہ وہ ہر شئے کو جب دوبارہ بناویگا تو یقیناً پہلے سے اوسمین فرق ہوگا۔ اسکی ایک مثال حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے۔ سبحان اللہ عجیب مثال ہی فرماتے تھے کہ اس زشت وخوب کی تخلیق کی ایسی مثال ہی جیسے کہ کاتب کی کتابت اسلئے کہ دیکھو اگر میر پنجہ کش جیسا کاتب کہ جو اپنے فن مین کامل ہین ایک بہت نفیس وصلی لکھکر دکھاوین تو کوئی تعجب نہین ہی اسلئے کہ یہ تو اونکا کام ہی ہی اسطرح تو وہ بالکل بے تکلف لکھ سکتے ہین کمال تو جب ہی کہ لکھین تو قلم برداشتہ مگر لکھین ایسا جیسا کہ گویا کسی سیکھتے بچے کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہی اس سے معلوم ہوگا کہ اسقدر بڑا کامل ہی کہ جو چاہے اور جس طرح چاہے لکھدے کسی ایک طرز اور ایک روش کا پابند نہین ہی اسی طرح چونکہ حق تعالیٰ جمیل ہین (جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ ان اللہ جمیل یحب الجمال) وہ اگر جمیل اور حسن کو پیدا فرماوین تو اسقدر تعجب نہین ہے جیسا کہ زشت کا بنانا تعجب کی بات ہی کہ اللہ اکبر وہ ذات جسکی کہ یہ شان ہی اور وہ یہ صورتین پیدا کرے پس سوائے اسکے کہ منکر سے منکر بھی اور ملحد سے ملحد بھی پکار اوٹھے کہ وحدہٗ لاشریک ہی بے شک قادر مطلق ہی اور کوئی بات نظر نہین آتی تو دیکھو وہ شئے کہ جو بظاہر ذات باری تعالیٰ مین نقص معلوم ہوتا تھا بحمد اللہ وہی موجب کمال ہوگیا اور ہو کیا گیا پہلے سے تھا اب ظاہر ہوگیا۔ وللہ الحمد۔ اسکو مولانا فرماتے ہین۔ کہ ؎ زشتی او نیست آن رادی اوست ؎ سبحان اللہ اور اوسکی وہ قدرت ہی کہ۔

خوب سا الخ۔ یعنی اچھے کو انتہا درجہ کا اچھا بناتا ہی کہ ایک جانکنی حسن اوس سے جانفشانی جلکتی ہی۔ مطلب

یہ کہ اچھا بناتا ہی تو وہ ایسا کہ ایک عالم محظوظ ہوتا ہی۔

زشت را۔ الخ۔ یعنی برے کو انتہا درجکا برا کرتا ہی کہ ساری برائیونکو اوسکے گرد تن دیتا ہی۔ مطلب یہ کہ اگر برا بنادے تو ایسا کہ اوسکے مقابلہ کی اور کوئی شئے دنیا مین بری نہین ہوسکتی۔

تا کمال الخ۔ یعنی تاکہ اوسکی دانش کا کمال ظاہر ہوجاوے اور اوسکی اوستادی کا منکر رسوا ہو (اسلیئے وہ اسطرح مختلف صور سے اپنی قدرت کا اظہار کرتے ہین)۔

گر نتاند الخ یعنی اگر برا نہ بنا سکے تو ناقص ہی اسی سبب سے حق تعالی مومن اور کافر کے خالق ہین اسلیئے کہ وہ تو کامل ہین لہذا دونون طرح بنا سکتے ہین)۔

پس ازین الخ۔ یعنی پس اسیوجہ سے (کہ سب مخلوقات حق ہی کی ہین) کفر اور ایمان (دونون) اوسکی خداوندی کے شاہد ہین اور سب اوسیکو سجدہ کرتے ہین مگر اسقدر فرق ہی کہ۔

لیک مومن الخ۔ یعنی لیکن مومن تو خوشی سے عبادت کر رہا ہی اسلیئے کہ وہ تو رضائے حق کی تلاش مین ہی اور اوسی کا قاصد ہے۔

ہست کرہاً الخ۔ یعنی کافر بھی ہی تو حق پرست ہی مگر قصد مین اوس کی مراد اور ہے۔ مطلب یہ ہی کہ مومن تو خوشی سے اور قصداً عبادت حق ہی کرتا ہی اور اوس کی رضا کا جویا ہوتا ہی بخلاف کافر کے کہ وہ اپنے قصد سے تو عبادت حق نہین کرتا بلکہ دوسرے کو سجدہ کر رہا ہی۔ مگر باعتبار آئندہ کے یہ عبادت زبردستی عبادت حق ہی کر لیجاویگی۔ آگے اوس کی مثال فرماتے ہین کہ۔

قلعہ سلطان الخ۔ یعنی کوئی ایک قلعہ شاہی بنا رہا ہی۔ لیکن خود امیر ہونیکا دعوے کرتا ہی۔

گشتہ یاغی الخ۔ یعنی وہ باغی ہوگیا ہے تاکہ ملک اوس کا ہوجاوے آخر کار خود قلعہ سلطان ہی کا ہوجاتا ہی۔ مطلب یہ ہی کہ ایک شخص شاہی زمین مین قلعہ بنا رہا ہی اور کہتا ہی کہ یہ میرا ہی اور مین بادشاہ ہون یا یہ کہ کسی دوسرے بادشاہ کی اطاعت کرتا ہی اور اوسکا دم بھرتا ہی تو نتیجہ یہ ہی کہ باغی کہلاویگا۔ اور ایک روز بادشاہ اوسکو قلعہ سے نکال باہر کریگا اور جو قلعہ دوسرے کے لیے یا اپنے لئے بنایا تھا آج پھر وہ بادشاہ ہی کا ہوگیا۔ تو اسی طرح یا تو کافر عبادت دوسرے کی کرتا ہی جیسا کہ عوام کفار کی حالت ہے یا خود اپنی ہی عبادت کرتے ہین یا حکم عبادت کرتے ہین جیسے کہ فرعون وغیرہ تو بس ایک دن وہ ہوگا کہ اس ملک شاہی سے انکو نکال باہر کیا جاویگا۔ اور اون کی ساری محنت برباد ہوجاویگی۔ اور جو سجدے کہ اون کی کملائی تھی وہ حق تعالی کی ہوجاویگی جیسا کہ ظاہر ہی یہ تو مثال کافر کی ہی کہ جسکی عبادت کرہاً عبادت حق ہوگی آگے مثال مومن کی بیان فرماتے ہین جو کہ طوعاً عبادت حق مین مشغول ہی فرماتے ہین کہ۔

مومن آن الخ۔ یعنی مومن اوس قلعہ کو خاص بادشاہ کے لیے عمارت کر رہا ہی نہ کہ اپنی جاہ کے لیے۔ مطلب یہ کہ اوسکی ایسی مثال ہی کہ جیسے بادشاہ کسی معمار کو حکم دے کہ ایک قلعہ بناؤ تو یہ بھی قلعہ بنا رہا ہی مگر اوسکی نشا خاص اللہ کے واسطے ہے تو قلعے تو انجام کار دونون بادشاہ ہی کے ہون گے مگر اسقدر فرق ہے کہ اوس باغی سے قلعہ لیا گیا اور اوسکو سزا بھی دی گئی کہ دائم الحبس کیا گیا اور اس معمار سے قلعہ لے لیا گیا مگر اوسکی مزدوری اور مزید انعام و اکرام بھی عطا ہوا بس یہی حالت مومن و کافر کی ہی۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

[redacted] یعنی بُرا آدمی تو کہتا ہی کہ بادشاہ برُے کو پیدا کرنے والے تو اچھے پر بھی قادر ہے اور اس دلیل زشت پر بھی
خوب گوید اے الخ - یعنی اچھا کہہ رہا ہی کہ اے شاہ حسن وجمال تو نے مجھے عیبوں سے پاک فرمایا ہی -
حمد لک الخ - یعنی اے اللہ تیرا شکر ہی اور تیرے ہی لئے حمد ثابت ہے تو میرے حال کا حاضر وناظر ہی کہ تو نے مجھے
کیسا اچھا بنایا ہی مطلب یہ ہے کہ جو بُرا ہے اور کافر ہے وہ اگر تعریف بھی کرتا ہے اور حق تعالیٰ کی قدرت کو بھی یاد کرتا ہی
تو چونکہ بُرا ہے بُرائی ہی کو یاد کرتا ہی اور کہتا ہی کہ یا الٰہی تیری وہ قدرت ہے کہ تو ایسی بڑی بڑی بُری چیزیں پیدا فرماتا ہی - اور
جو اچھا ہے اور مومن ہے وہ تعریف کرتا ہے تو اسطرح سے کہ یا الٰہی تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے عیب سے پاک بنایا - اچھی چیز ونکو
پیدا کیا اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو دیکھو جو جیسا تھا اوسنے ویسے ہی حق تعالیٰ کی حمد اور تعریف بھی کی - آگے اس تقریر
کا حاصل بیان فرماتے ہین کہ -
حاصل آن الخ - یعنی حاصل یہ ہے کہ اوسنے جو چاہا کیا اچھا اور بُرا پھول اور کانٹے کیطرح -
اوست بر سر الخ - یعنی وہ ہر بادشاہ کے اوپر بادشاہ ہے جو چاہے وہ وہی کرے - مطلب یہ کہ وہ قادر مطلق ہی کوئی
اوس کی روک ٹوک کرنیوالا نہین اسلئے کہ اوس سے بڑا ہی کوئی نہین ہی - غرض کہ اوسکی وہ شان ہی کہ
ہست سلطانی مسلم مر ورا نیست کس را زہرۂ چون وچرا - آگے پھر قصہ صحابی مریض اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف رجوع ہے -

شرح حبیبی

دعا و توبہ آموختن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آن بیمار را

گفت پیغمبر مر آن بیمار را	این بگو کہ سہل کن دشوار را
آتنا فی دار دنیا نا حسن	آتنا فی دار عقبا نا حسن
راہ را بر ما چو بستان کن لطیف	منزل ما خود تو باشی ای شریف

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون صحابی کو یہ دعا سکھلائی کہ یون کہو کہ ہماری مشکل آسان کر - ہمکو دنیا مین
بھی اچھائی عطا کر - اور آخرت مین بھی اور اپنے راستہ کو ہمارے لئے باغ کی طرح دلچسپ کر دے - اور ہماری منزل
مقصود اور ہمارا مطلوب تو ہو جا - آگے مولانا راہ را بر ما چو بستان کن لطیف سے پلصراط پر عبور کی حالت بیان فرماتے
ہین اور کہتے ہین کہ -

مومنان در حشر گویند اے ملک	نے کہ دوزخ بود راہ مشترک
مومن و کافر بر و یابد گذار	ما ندیدیم اندرین رہ دود و نار
نک بہشت و بارگاہ ایمنے	پس کجا بود آن گذرگاہ دنی
پس ملک گوید کہ آن روضۂ خضر	کان فلان جا دیدہ اید اندر گذر
دوزخ آن بود و سیاستگاہ سخت	بر شما شد باغ و بستان و درخت

چون شما این نفس دوزخ خوی را | آتشی دگبر و فتنہ جوے را
جہد ہا کردید تا شد پُر صفا | نار را کشتید از بہر خدا
آتش شہوت کہ شعلہ میزدی | سبزۂ تقوے شد و نور ہدی
آتش خشم از شما ہم حلم شد | ظلمت جہل از شما ہم علم شد
آتش حرص از شما ایثار شد | وان حسد چون خار بُد گلزار شد
چون شما این جملہ آتشہائے خویش | بہر حق کشتید جملہ پیش پیش
نفس ناری را چو باغے ساختید | اندرو تخم وفا انداختید
بلبلان ذکر و تسبیح اندرو | خوش سرایان در چمن بر طرف جو
داعی حق را اجابت کردہ اید | در جحیم نفس آب آوردہ اید
دوزخ ما نیز در حق شما | سبزہ گشت و گلشن و برگ و نوا
چیست احسان را مکافات ای پسر | لطف و احسان و ثواب معتبر
نے شما گفتید ما قربانیم | پیش اوصاف شما ما فانیم
ما اگر قلاش و گر دیوانہ ایم | مست آن ساقی و آن پیمانہ ایم
بر خط فرمان او سر مے نہیم | جان شیرین را گروگان میدہیم
تا خیال دوست در اسرار ماست | چاکری و جان سپاری کار ماست

اس دعا کا اثر قیامت مین یون ظاہر ہوگا کہ پلصراط پر عبور آسان ہوگا۔ دوزخ گلزار بنجادیگی اور جنت جو انوار و تجلیات ربانیہ کا محل ہے وہ مسکن ہوگا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مومن لوگ قیامت مین کہین گے کہ اے فرشتو یہ تو بتلاؤ دوزخ تو ہمارا اور کافرون کا مشترک راستہ تھا کیونکہ حق سبحانہ نے فرمایا ہے ان منکم الا وارد ہا مگر ہمکو رستہ مین نہ دہوان ملا اور نہ آگ یہ کیا بات ہے۔ بہشت اور مقام امن تو آگیا۔ دوزخ کہان رہگئی۔ فرشتے اس کے جواب مین کہین گے کہ وہ فلان سرسبز باغ جو تم نے راستہ مین فلان مقام پر دیکھا تھا وہ تھا دوزخ اور سخت سیاستگاہ تمھارے لیے وہ باغ و بستان اور درخت بن گیا تھا چونکہ تم نے اس دوزخ خصلت اور آتش شہوت سے لبریز کافر فتنہ جو نفس کو مجاہدات سے صاف ستھرا کردیا تھا۔ اور خدا کے لیے تمنے اسکی آتش شہوات کو بجھا دیا تھا جس سے کہ آتش شہوت جو شعلہ زن تھی۔ سبزہ تقوے اور نور ہدایت سے مبدل ہوگئی تھی۔ اور تمھاری آتش خشم حلم بنگئی تھی اور ظلمت جہل مبدل بہ نور علم ہوگئی تھی۔ اور آتش حرص ایثار سے بدل گئی تھی۔ اور خار حسد گلزار ہوگیا تھا۔ چونکہ تم ان سب آتشون کو خدا کے لیے پہلے ہی بجھا چکے تھے اور تمنے نفس ناری کو ایک باغ بنا دیا تھا جسمین تمنے اطاعت حق سبحانہ کا بیج بو دیا تھا۔ اور جس مین ذکر الٰہی اور تسبیح حق سبحانہ کی بلبلین انہار فیوض الٰہیہ کی ملابس ہوکر [illegible] اور چونکہ تمنے داعی حق یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اجابت کی اور دوزخ نفس سے [illegible] تمنے بنا یا ان [illegible] ہمارا دوزخ بھی تمھارے حق مین سبزہ اور گلشن وغیرہ بنگیا۔ کیونکہ احسان کا بدلا [illegible] احسان اور ثواب ہے

کیا تمنے یہ نہین کہا تھا کہ ہم فدائی ہین اور حق سبحانہ کے اوصاف کے مقابلہ مین ہم فانی ہین ہم کو اہل دنیا کی نظرین بے نام و ننگ اور دیوانہ ہین لیکن ہم تو حق سبحانہ کی شراب محبت سے مست ہین ہمکو اس دنیاوی نام و ننگ و عقل کی کیا پرواہ ہے ہم تو اوسکے فرمان و حکم کے مطیع ہین اور اپنی جان شیرین کو اسی کیلیے محسوس کرتے ہین جب تک دوست کا خیال ہمارے اندر ہے بندگی اور جانکو اوس کے حوالہ کردینا ہمارا کام ہے جب تم نے ایسا کیا تھا تو حق سبحانہ اوسکا معاوضہ تم کو کیون نہ دیتے لہذا اوسنے تمکو اسکا بہتر معاوضہ دیا جسمین سے ایک یہ بھی ہے کہ اوسنے تمہارے لئے نار کو گلزار کردیا۔

شرح شبیری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس بیمار کو دعا اور تو بہ سکھلانا

گفت پیغمبر الخ یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مریض سے فرمایا کہ یون کہو کہ دشوار کو سہل فرمادیجئے مطلب یہ ہے حق تعالی سے تو یہ دعا کرو کہ وہ مشکل کو آسان کردے نہ یہ کہ آسان کو مشکل کردے اور یہ کہو کہ۔

اتنا فی دار دنیانا الخ یعنی اے اللہ ہمکو ہماری دنیامین بھی بہتری دے اور اے اللہ ہمکو ہماری آخرت مین بھی بہتری عنایت فرما۔ یہ ترجمہ ہے بعینہ اوس دعا کا جو قرآن شریف مین ہے کہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار غرضکہ ارشاد ہوا کہ عافیت دوجہان کی طلب کرو۔ یہ کیا کہ اے اللہ جو عذاب دینا ہے یہین دیدیجئے یون کہو کہ یہان بھی عافیت دے اور وہان بھی عذاب مت فرما اور یون عرض کرو کہ۔

راہ را بر ما الخ۔ یعنی اے اللہ ہماری راہ کو باغ کی طرح لطیف اور آسان فرمادیجئے اور ہماری منزل (مقصود) خود آپ ہی ہوجایئے غرض کہ عافیت اور وصل اور لقاء حق کے طالب ہو۔ اب چونکہ بیان کیا تھا کہ یون دعا کرو کہ اے اللہ ہماری راہ کو بستان کردے تو آگے گویا کہ اسکا مفہوم اور مطلب بیان فرماتے ہین ایک قصہ سے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب قیامت کے روز مسلمان بہشت مین پہونچ جاوینگے تو وہ فرشتون سے دریافت کرینگے کہ ہم نے دنیا مین سُنا تھا کہ مومن اور کافر سب پلصراط پر سے گذرین گے اور وہ جہنم پر ہے مگر ہمکو راستہ مین جہنم ملا نہین اور اب جنت مین ہین کہ یہان سے اور کہین جانیکی امید نہین ہے اسلئے یہ تو بتاؤ کہ آخر یہ بات کیا ہے تو وہ فرشتے فرمادین گے کہ تمکو راستہ مین جو ایک سبز ہرا بھرا باغ ملا تھا جہنم وہی تھا۔ چونکہ تمنے دنیا مین اپنے اخلاق ذمیمہ کو مجاہدہ و ریاضت کرکے زائل کردیا تھا اور شہوت و غضب کی آگ کو بجھادیا تھا آج اوسکی برکت ہوئی کہ تمہارے لئے دوزخ کی آگ بھی بجھ گئی اور تمھارے لئے وہ سرسبز باغ ہوگیا تو مولانا کا مقصود یہ ہے کہ حق تعالی سے دعا کرو اوس راہ پلصراط کو باغ بنادیجئے۔ اب سنو فرماتے ہین کہ۔

مومنان در حشر الخ یعنی قیامت مین مومن کہین گے کہ اے فرشتو کیا دوزخ ایک راہ مشترک (بین الکافر والمومن) نہ تھی استفہام انکاری ہے مومن اور کافر کے لیئے تو دوزخ ہی راہ مشترک تھی اور سب کو اوسی پر سے گذرنا تھا۔

مومن و کافر بر او الخ۔ یعنی مومن اور کافر سب اوسپر سے گذرین گے (مگر) ہم نے تو اس راہ (جنت) مین نہ آگ دیکھی نہ دہوان۔

تک بہشت و الخ۔ یعنی یہ بہشت ہے یہ خوف کی جگہ (اب یہان سے کہین جانا ہوگا نہین) پس وہ گذرگاہ فانی کہان ہے۔

پس ملک گوید کہ الخ۔ یعنی پس فرشتہ کہیگا کہ وہ سرسبز باغ جو کہ فلان جگہ تمنے راستہ مین دیکھا تھا۔

دوزخ آن بود الخ۔ یعنی دوزخ وہی تھی اور سخت سیاست کی جگہ تھی مگر تم پر وہ باغ اور بستان اور درخت ہوگیا۔

چون شما الخ۔ یعنی جبکہ تمنے اس دوزخ خوے نفس کو آتشی کو اور گبر کو اور فتنہ جو کو۔

جہد ہا کردید الخ۔ یعنی تمنے مجاہدے کئے یہان تک کہ وہ پر صفا ہوگیا اور تمنے نار (شہوت و غضب) کو خدا کے واسطے ملا

آتش شہوت الخ۔ یعنی آتش شہوت کہ شعلہ مار رہی تھی وہ سبزہ تقوی اور نور ہدایت ہوگئی۔

آتش خشم از الخ۔ یعنی تمھاری اندرونی آتش خشم حلم ہوگئی اور جہل کی ظلمت تمھاری علم ہوگئی۔

آتش حرص الخ۔ یعنی تمھاری آتش حرص (مبدل) بہ ایثار ہوگئی اور وہ حسد جو خار کی طرح تھا گلزار ہوگیا۔

چون شما این الخ۔ یعنی جبکہ تمنے اپنی ان ساری خواہشات کو حق تعالی کے واسطے پہلے ہی سے مار دیا تھا۔

نفس ناری الخ۔ یعنی تمنے نفس ناری کو ایک باغ بنا لیا تھا اور اوسکے اندر تخم وفا ڈالا تھا۔

بلبلان ذکر الخ۔ یعنی اوس باغ مین ذکر و تسبیح کی بلبلین نہر کے کنارہ پر خوب گا رہی تھین۔

داعی حق الخ۔ یعنی داعی حق کی تم نے اجابت کی تھی اور دوزخ نفس سے تم نے پانی نکالا تھا یعنی اوسکی صفات جو کہ مشابہ نار کے تھین اون کو دوسری صفات حسنہ سے بدل دیا تھا جو کہ مثل پانی کے تھین تو گویا کہ آگ مین سے پانی نکالا تھا جب تم نے دنیا مین یہ کیا تھا تو۔

دوزخ الخ۔ یعنی ہماری دوزخ بھی تمھارے حق مین سبزہ ہوگئی اور گلشن اور پتے اور بخشش ہوگئی۔

چیست احسان را الخ۔ یعنی اے صاحبزادہ احسان کا بدلا کیا ہی لطف اور احسان اور ثواب ہی ہو را ابتداءً تمنے دنیا مین احسان کیا تھا اور معاصی سے بچے تھے اسلئے حق تعالی نے تمپر احسان کیا) چونکہ یہ سوال بھی سب مومن کرینگے تو جواب بھی سبکے لئے ہوگا۔ اسلئے یہان تک جواب عباد و زہاد کے لیئے تھے کہ دیکھو تمنے یہ اعمال کئے اونکی یہ برکت ہوئی۔ آگے اون کی طرف سے الگ ہوکر خطاب ہے عشاق کو جنہون نے کہ یاد مین حق تعالی کی اپنے کو فنا کر دیا تھا اور بالکل مر مٹے تھے اون کو تمام بنا کر بطور استفہام انکاری کے کہتے ہین کہ۔

نے شما گفتید الخ۔ یعنی کیا تمنے نہ کہا تھا کہ ہم قربانی ہین اوکا اوصاف بقا کے سامنے ہم تو فانی ہین۔ اور یہ کہا تھا کہ

ما اگر قلاش و گر الخ۔ یعنی ہم خواہ مفلس ہین اور خواہ دیوانہ ہین مگر ہین تو اوسی ساقی اور پیمانہ کے مست غرضکہ جیسے بھی ہین اوسکے ہین۔

بر خط و فرمان الخ۔ یعنی اوسکے ارشاد اور فرمان پر سر رکھتے ہین اور اپنی جان شیرین کو دوسرون کے قبضہ مین یون دیتے ہین کہ اون کے پاس بطور رہن کے ہو جاتی ہے اور یہی شان ہے عشاق اہل فنا کی اور تم اس طرح کہا کرتے تھے کہ۔

تا خیال دوست در الخ۔ یعنی ہمارے نفس مین جبتک کہ خیال دوست ہے تو چاکری اور جانسپاری ہمارا کام ہے۔

شرح حبیبی

هر کجا شمع بلا افروختند — صد هزاران جان عاشق سوختند
عاشقانی کز درون خانه اند — شمع روے یار را پروانه اند
اے دل آنجا رو که با تو روشن اند — وز بلاها مر ترا چون جوشن اند
در میان جان ترا جا مے کنند — تا ترا پر باده چون جامے کنند
در میان جان ایشان خانه گیر — در فلک کن خانه اے بدر منیر
چون عطارد دفتر دل وا کنند — تا که بر تو سرها پیدا کنند
پیش خویشان باش چون آواره — بر مه کامل زن ار مه پاره
جزو را از کل خود پرهیز چیست — با مخالف اینهمه آمیز چیست
جنس را بین نوع گشته در روش — غیبها بین گشته عین از پرتوش
تا چو زن عشوه خری اے بے خرد — از دروغ و عشوه کے یابی مدد
چاپلوس و لفظ شیرین و فریب — می ستانی می نهی چون زن بجیب
مر ترا دشنام و سیلی شهان — بهتر آید از ثنائے گمرهان
صفع شاهان خور مخور شهد خسان — تا کسے گردی ز اقبال کسان
زانکه زیشان خلعت و دولت رسد — در پناه روح جان گردد جسد
هر کجا بینی برهنه و بینوا — دانکه او بگریخته از اوستا
تا چنان گردد که میخواهد دلش — آن دل کور بد بے حاصلش
گر چنان گشتی که استا خواستے — خویش را و خویش را آراستے
هر که از استا گریزد در جهان — از دولت میگریزد این بدان
پیشه آموختی در کسب تن — چنگ اندر پیشه دینی بزن
در جهان پوشیده گشتی و غنی — چون برون آئی ازینجا چون کنی
پیشه آموز کاندر آخرت — اندر آید دخل کسب مغفرت
آن جهان شهریست پر بازار و کسب — تا نپنداری که کسب اینجاست حسب
حق تعالی گفت کین کسب جهان — پیش آن کسب است لعب کودکان
همچو آن طفلے که بر طفلے تند — شکل صحبت کن مساسے میکند
آن مساس طفل چه بود با زنے — اجتماع رسمی و غازی
کودکان سازند در بازی دکان — سود نبود جز که تعطیل زمان
شب شود در خانه آید گرسنه — کودکان رفته بمانده یک تنه

اینهمان بازی گرست دمر گشت — بازگردی کیسہ خالی پرتعب
سوئے خانہ گور تنہا ماندہ — با فغان واحسرتا بر خواندہ
کسب دین عشق است وجذب اندرون — قابلیت نور حق دان اے حرون
کسب فانی خواہدت این نفس خس — چند کسب خس کنی بگذار بس
نفس خس گر جویدت کسب شریف — حیلہ و مکرے بود آنرا ردیف

عشاق خداوندی نے جس جگہ شمع عشق روشن کی ہی ہزارون جانون کو جلا دیا یعنی اون کو بھی اپنا ہی سا عاشق بنا لیا ہی جو عاشق کہ درگاہ خداوندمین باریاب ہین وہ شمع روئے خداوندی کے پروانہ ہین اور مشاہدۂ جمال خداوندی مین مصروف ہین غرض کہ اون کی ذاتی حالت بھی اچھی ہی اور دوسرون کے ساتھ بھی انکا معاملہ اچھا ہی۔ آگے انسے تعلق پیدا کرنیکی ترغیب ہی چنانچہ فرماتے ہین۔ اے دل تو وہین جا جہان تیری ساتھ کشادہ روئی کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہی اور جو تیری بلاہاے دینوی واخروی کے تبعًا یا قصدًا دفع کرنے والے ہین اور جو تجھے اپنی جان اندر جگہ دیتے ہین تاکہ تجھے شراب محبت الٰہی سے جام کی طرح لبریز کردین تو ان کی ہی جان کے اندر گھر کر تو تو اصالۃً بدر منیر ہی تیرا گھر تو فلک ہونا چاہیے۔ یعنی اہل اللہ کی جان رفیع مین تجھکو گھر کرنا چاہیے۔ یہ حضرات دبیر فلک عطارد کی طرح تیری کتاب دلکو کھولینگے تاکہ تجھپر راز ہاے نہانی حق سبحانہ ظاہر کرین ارے تو آوارہ کیون ہوتا ہے اپنون مین رہ اگرچہ تو مہ پارہ ہے (دیکھیا کہ واقعی امر ہے) تو چاند سے مل کیونکہ جزو کو اپنے کل سے ملنے سے کچھ بہتر نہین ہوتا۔ تو بیگانون اور نااہلون سے ملتا ہی یہ نہایت نامناسب بات ہی۔ اپنون سے مل پھر دیکھنا کہ اب تو تو انکا ہمجلس ہے۔ پھر ہم نوع ہو جاویگا۔ اور اب تو تجھکو ان سے بہت بعد ہے پھر کمال قرب ہو جاوے گا اور دیکھنا کہ جو اسرار الٰہی اسوقت تجھپر ظاہر نہین بلکہ مخفی ہین اون کے پرتو سے وہ تجھپر کھلجاوینگے سارے جھوٹ اور فریب سے تیرا کب کام چل سکتا ہی بس تو کب تک۔ عورتون کی طرح انکا طالب رہیگا۔ تو چاپلوسی۔ میٹھی میٹھی باتین اور فریب کو لیتا ہی۔ اور عورتون کی طرح جیب مین رکھتا ہی یعنی تو ان خرافات کو پسند کرتا ہی جسطرح عورتین انکو پسند کرتی ہین حالانکہ تجھکو شاہون راہل اللہ کے جیبت اور برا بھلا کہنا زیادہ مفید ہی بہ نسبت گمراہون کی تعریف کے۔ پس تو ان بادشاہون کے جیبت کھا اور ان ذلیل نااہلون کا شہد نہ کھا۔ تاکہ ان السانون کے اقبال اور اون کی برکت توجہ سے تو بھی ایک آن آدمی بنجاوے۔ کیونکہ یہ بادشاہ ہین یہ اگر ایک وقت مین مارینگے تو دوسرے وقت مین خلعت اور دولت معنویہ بھی دینگے۔ تو دیکھتا نہین کہ کاملین کی صحبت کا کیا اثر ہوتا ہی۔ دیکھو جسم ایک بیجان چیز ہی لیکن جب روح کی پناہ مین آجاتا ہی تو زندہ ہو جاتا ہی اور دولت وخلعت حیات سے مشرف ہو جاتا ہی۔ یاد رکھ کہ جہان کہین تجھے کوئی خلعت باطنی سے ننگا اور دولت باطنی سے بے بہرہ ہی تو سمجھ لینا کہ استاد کامل کی صحبت سے گریزان ہوا ہی یہ اسکا سبب ہے اسکے بھاگنے کی وجہ یہ ہے کہ اوس کا وہ دل جو اندھا۔ بد اور بے حاصل ہی جس چیز کو چاہتا ہی وہ حاصل ہو جو اسکی صحبت مین حاصل نہین ہوتی۔ لیکن یہ اوسکی بدقسمتی ہے اگر وہ ویسا بنتا جیسا کہ اوستاد چاہتا ہے تو وہ اپنے کو آراستہ وپیراستہ کر لیتا۔ سمجھ لو کہ جو استاد سے بھاگتا ہی وہ فی الحقیقت بڑی دولت سے بھاگتا ہی تو نے وہ پیشہ تو سیکھ لیا جس سے پرورش جسم کر سکے لیکن اب تجھ کو پیشہ دینی بھی سیکھنا چاہیے جس سے دین درست ہو

دنیا مین تو صاحب کرّ و فر اور غنی ہو گیا لیکن جب اس دنیا سے باہر جاویگا اسوقت کیا کریگا - وہ پیشہ بھی تو سیکھ جس سے آخرت مین اپنے کسب کی آمدنی اور مغفرت حاصل کر سکے تو یہ نہ سمجھنا کہ کسب کی صرف یہین ضرورت ہی نہین بلکہ وہ جہان بھی بازار کسب کا ایک بہت بڑا شہر ہی - جو مال آدمی وہان لیجاتا ہی اوسکی نہایت انصاف کے ساتھ جانچ ہوتی ہی - اگر اچھا ہوتا ہی تو عمدہ قیمت ملتی ہی اور نکما ہوتا ہی تو اوسکا ویسا ہی معاوضہ ملتا ہی - حق سبحانہ فرماتے ہین کہ انما الحیوۃ الدنیا لعب و لهو یعنی یہ کسب دنیوی کسب اخروی کے مقابلہ مین بچون کا کھیل ہی اور کوئی حقیقت نہین رکھتا - اس کی ایسی مثال ہی جیسے ایک بچہ دوسرے بچہ کے ساتھ بشکل جماع مساس کرے تم سمجھ سکتے ہو کہ اوس بچہ کا مساس ایک مرد کے جماع کے مقابلہ مین بجز کھیل کے اور کیا ہو سکتا ہے - دیکھیے آپس مین کھیل کے طور پر دوکان بناتے ہین اور خرید و فروخت کرتے ہین لیکن اوسکا نتیجہ بجز وقت ضائع کرنے کے کچھ نہین ہوتا - وہ بچہ جو دن کو سوداگری کرتا تھا رات کو گھر بھوکا آتا ہے لڑکے سب رخصت ہو جاتے ہین اور یہ تنہا رہجاتا ہی اور یہ سوداگری اُسے کوئی نفع حقیقی پہنچاتی اب تم سمجھو کہ یہ دنیا کھیل کا مقام ہی اور مکاسب دنیویہ بچون کی سوداگری اور موت رات ہے - پس آدمی عمر بھر مکاسب دنیویہ مین مصروف رہتا ہی لیکن جب مرتا ہی تو وہ مکاسب اسکے کچھ کام نہین آتے تھیلی اس کی خالی ہوتی ہی اور خود تھکا ماندہ ہوتا ہی - خانہ گور مین تنہا ہوتا ہی اور آہ و زاری کرتا ہوتا ہے کیونکہ توشہ کچھ نہین ہوتا جو اوس کے کام آوے یہ تو تمکو معلوم ہو گیا کہ کسب دین کی ضرورت ہے اب سمجھو کہ کسب دین کیا ہی وہ عشق حق سبحانہ اور جذب باطنی ہی اس کے علاوہ دیگر مکاسب اسی سے متفرع ہین اور اصل سب کی یہی ہے لہذا اس کو حاصل کرنا چاہئے جب یہ حاصل ہو جاویگا تو اور سب حاصل ہو جاوینگے اور تجھ مین جو عشق حق سبحانہ کی استعداد اور قابلیت ہے یہ حق سبحانہ کا نور ہے تو اپنی سرکشی سے اسے مت کھو - اور اس کی قدر کر - یہ رذیل نفس اوس کسب کو مقتضی ہے جو فنا ہو جانے والا ہی لہذا اوس کو چھوڑ - آخر یہ ذلیل کسب کب تک اختیار کریگا اسے چھوڑ اور کسب شریف اختیار کر اس مقام پر ایک ضروری بات تبلا دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہی - وہ یہ کہ اگر نفس اپنی ناشائستگی کی حالت مین کسی کسب شریف کو مقتضی ہو تو سمجھو کہ ضرور اوس کے ساتھ کوئی حیلہ و مکر ہی لہذا خوب تحقیق کر کے اوس کام کو کرنا چاہیے - اس کو ہم ایک واقعہ سے واضح کرتے ہین سنو -

شرح شبیری ہر کجا شمع بلا الخ - یعنی جہان کہین شمع بلا کو دکارکنان قضا و قدر نے روشن کیا وہین لاکھون عاشقون نے جانین جلادین مطلب یہ کہ تمھاری وہ حالت تھی کہ ذرا بھی تجلی او رضائے حق کی امید ہوئی بس اسکی امید مین لاکھون عاشق خدا فنا ہو گئے -

عاشقان کز درون الخ - یعنی وہ عاشق کہ گھر کے اندر تھے وہ شمع روئے یار کے پروانہ تھے جب یہ حالت تھی تو تمکو مراتب بھی ویسے ہی حاصل ہوئے اب آگے ایسے حضرات کی صحبت اختیار کرنیکی ترغیب دیتے ہین کہ

اے دل آنجا رو کہ الخ - یعنی اے دل اوس جگہ جا کہ جو تیرے ساتھ صاف ہین اور بلاؤن سے تیرے لئے جوشن کی طرح ہین - مطلب یہ کہ اون کی خدمت کرنی چاہیے کہ جن کو کسی قسم کے فیوض کے دینے سے دریغ ہی نہین ہی اور نفس و شیطان سے ہمیشہ امن مین رکھنے والے ہین اور اونکی یہ حالت ہی کہ -

ہر کجا شمع بلا افروختند * صد ہزاران جان عاشق سوختند
عاشقان کز درون خانہ اند * شمع روی یار را پروانہ اند
اے دل آنجا رو کہ با تو روشنند * وز بلاہا مر ترا چون جوشن اند +

درمیان جان الخ - یعنی جان کے اندر تیری جگہ کر لیتے ہین یہان تک کہ تجھے ایک جام کی طرح پر بادہ کر دیتے ہین مطلب یہ ہو کہ اُن کی تو یہ شان ہوتی ہے کہ طالب کو اپنے دل مین جگہ دیتے ہین اور پھر اوسے بھرپور کر دیتے ہین

درمیان جان الخ - یعنی اون کی جان کے اندر گھر کر کے فلک مین گھر بنا تو اے بدر منیر مطلب یہ کہ اون سے تعلق پیدا کر کے پھر عالم غیب سے تعلق پیدا کر لو۔

چون عطارد دفتر الخ - یعنی عطارد کی طرح کے دفتر کو کھولتے ہین یہان تک کہ تجھ پر اسرار کو ظاہر فرما دیتے ہین

پیش خویشان الخ - یعنی اپنون کے پاس رہ اگر تو آوارہ ہے - اور چاند کے پاس جا اگر تو چاند کا ٹکڑا ہو - مطلب یہ کہ جب تیرے اندر بھی استعداد قبول حق کی موجود ہو اور وہ حضرات مقبولین ہین ہی تو آخر تجھے بھی تو اون سے کچھ مناسبت ہی ہی لہذا اون کے پاس جا اسلئے کہ۔

جزو را از الخ - یعنی جزو کو اپنے کل سے پرہیز ہی کیا ہو اور مخالف کے ساتھ یہ میل جول کیون ہی مطلب یہ کہ جبکہ وہ کامل ہین اور تم ناقص ہو تو دونون جزو اور کل کی طرح ہوئے پھر ایک دوسرے سے گبھراتے کیون ہو اور دوسرون سے میل کیون پیدا کرتے ہو اُنہون ہی مین رہو۔

جنس را بین الخ - یعنی اوس کے پاس تو جنس کو دیکھو کہ نوع ہو گئی ہے اور مغیبات کو دیکھو کہ وہ ظاہر ہو گئے ہین۔ مطلب یہ ہو کہ دیکھو جنس کہتے ہین ایک کل کو جسکا اطلاق کثیرین مختلف بالحقائق پر آوے اور نوع کہتے ہین جس کا اطلاق متفقین بالحقائق پر آوے تو اب مولانا کا مقصود یہ ہو کہ وہ عشاق فانی جن کا اوپر ذکر ہوا ہو اون کی یہ کیفیت ہوتی ہو کہ ساری مختلف اشیاء ایک ہو جاتی ہین اسلئے کہ اونکی نظر مین تو صرف ایک ہی ہو باقی کو تو وہ فنا ہی کر چکے ہین سبحان اللہ کیا تعبیر ہو بس قربان جائیے سبحان اللہ ثم سبحان اللہ۔

تا چو زن عشوہ الخ - یعنی اے بیوقوف عورت کی طرح کب تک دہوکہ اور فریب کو خریدیگا اور مکر اور فریب سے کب تک مدد دیا دیگا - مطلب یہ کہ نفس و شیطان تجھے فریب دیتے ہین تو اون کے دہوکہ مین کب تک رہیگا۔

چاپلوسی لفظ الخ - یعنی پھسلانے کو اور لفظ شیرین اور فریب کو تو لے رہا ہے اور عورت کی طرح جیب مین رکھ رہا ہی یعنی اوس سے مغرور ہو رہا ہو یہ سراسر تیری غلطی ہو کہ اون کی اس خوشامد اور چاپلوسی کو اچھا جانتا ہو اور بزرگون سے گبھراتا ہے کہ وہ دشمنی کرتے ہین اسلئے کہ۔

مر ترا دشنام الخ - یعنی تیرے بادشاہ کا برا بھلا کہنا اور اوس کا چپت مارنا گمراہون کی تعریف کرنے سے بہت رہے۔

صفع شاہان الخ - یعنی بادشاہون کے چپت کھائے مگر کمینون کا شہد مت کھا تاکہ تو آدمیون کے اقبال سے آدمی ہو جاوے۔

زانکہ ایشان الخ - یعنی اسلئے کہ اون سے خلعت اور دولت بھی تو پہونچتا ہے - اور روح کی پناہ مین جان جسم ہو جاتی ہے - مطلب یہ کہ ان حضرات کی سختی اور دنگی [illegible] بہتر ہی کہ [illegible] وقت سختی کرتے ہین تو دوسرے وقت [illegible] باطنی سے بھی تو مالا مال کر دیتے ہین جو کہ خلاف ... [illegible] ... استاد و شیخ کی سختی [illegible] نافع اور اون سے بھاگنے کے مضار بیان فرماتے ہین کہ۔

درمیان جان ترا جا می کنند

[illegible]

ہر کجا بینی الخ - یعنی جہان کہین تم کسی غریب ننگے کو دیکھو تو جان لو کہ وہ اوستاد سے بھاگا ہے (جو اس حالت کو پہونچا ہے) -
تا چنان گردد کہ الخ - یعنی (وہ اوستاد سے بھاگا تھا) تاکہ وہ ہو جاوے اوسکا وہ اندھا اور بے حاصل اچا رہتا ہے - اور اوس کا دل لہو ولعب کو چاہتا تھا - لہذا اوسکا نتیجہ ظاہر ہے کہ یہی ہوتا -
گر چنان گشتے کہ الخ - یعنی اگر اوس طرح ہو جاتا کہ جس طرح اوستاد نے چاہا تھا تو (آج) اپنے کو اور ایک مخلوق کو سنوارتا
ہر کہ از اوستا گریزد الخ - یعنی جو کہ دنیا مین اوستاد سے بھاگتا ہے تو جان لو کہ وہ دولت (عقبی) سے بھاگتا ہے - آگے فرماتے ہین کہ -
پیشہ آموختی الخ - یعنی تو نے بدن کے لیے کمانے کا پیشہ سیکھ لیا ہے مگر دین کے پیشہ مین بھی چنگل مار مطلب یہ کہ اگر تو نے اطاعت اوستاد کی کرکے دنیا کمانا سیکھ بھی لیا ہے تو خیر وہ بھی اچھا ہے مگر اب اوستادونکے اطاعت کرکے اوس سے ہی کچھ حاصل کرو -
در جہان الخ - یعنی دنیا مین تو تم بڑے صاحب کر و فر اور از حد گذشتہ ہو گئے ہو (مگر) جب یہان سے باہر ہو گے اسوقت کیا کرو گے مطلب یہ کہ اگر کسب دنیا کرکے تمنے بہت ترقی کر بھی لی مگر یہ تو سوچو کہ جب اس دنیا سے جاؤ گے اسوقت کیا ہوگا اسوقت کے لیے بھی تو کچھ حاصل کرو کہ وہان کر و فر حاصل ہو -
پیشہ آموز کاندر الخ - یعنی وہ پیشہ سیکھو جو کہ آخرت مین کام آوے اور وہ آمدنی مغفرت کی ہے اس کو حاصل کرو
آنجہان شہریست الخ - یعنی وہ جہان بھی ایک شہر ہے پر بازار اور پر کسب تاکہ تم یہ نہ جانو کہ کسب بس یہین ہے جیسا کہ ارشاد ہے - قل ما عند اللہ خیر من اللہو ومن التجارۃ لہذا اوس جہان کی کمائی کے لیئے بھی تیار رہو جاؤ -
حق تعالی گفت الخ - یعنی حق تعالی نے فرمایا ہے کہ اس جہانکا کسب اوس جہان کے کسب کے سامنے بچونکا کھیل ہے قرآن شریف مین ہے وما الحیوۃ الدنیا الا لہو ولعب آگے اس کسب دنیا کی مثال فرماتے ہین کہ -
ہمچو آن الخ - یعنی جیسے کہ ایک بچہ دوسرے بچہ پر چڑھے تو اوسکو صحبت کی شکل فرض کر لو کہ ایک مساس کر رہا ہے (باقی تا ندہ کچھ بھی نہین) اسی طرح دنیا کا کسب ہے کہ شکل تو آمدنی اور کسب کی ہے مگر حقیقت کسب کی نہین ہے اور دوسری مثال ہے کہ -
کودکان الخ - یعنی بچے کھیل مین دکان بناتے ہین مگر اوس سے کوئی نفع نہین ہوتا سوائے وقت کے برباد کرنے -
شب شود در الخ - یعنی رات ہو جاوے اور وہ گھر مین بھوکا ہی آوے - بچے گئے اور یہ تنہا رہگیا - تو دیکھو کہ اوس بچے نے دن بھر تجارت کی اور رات کو بھوکا گھر آیا کچھ بھی ہاتھ لیے نہ پڑا - بس یہی حالت انسان کی کسب دنیا مین ہے آگے خود اسی کو فرماتے ہین کہ -
اینجہان بازی گہ الخ - یعنی یہ جہان تو کھیل کی جگہ اور موت رات ہے - کھیل سے لوٹے تو خالی تھیلی اور رنج و تعب
سوئے خانہ الخ - یعنی قبر کے گھر کی طرف تو تنہا رہگیا ہے اور بلا آواز سے وا حسرتا پڑھ رہا ہے مطلب یہ کہ جس طرح بچون نے کھیل بنایا تھا اسی طرح اس دنیا مین تو نے بھی ایک تماشا اور کھیل بنا رکھا ہے اور جس طرح

کہ رات کو بیچ چلے گئے تھے اور یہ کان دار بچہ تنہا رہگیا تھا اور پاس پلہ کچھ نہ تھا اسی طرح تو بھی موت سے کے بعد تنہا رہجاویگا اور ہاتھ پلہ کچھ نہوگا اور اسوقت افسوس کریگا جو کہ بالکل بے سود ہوگا۔ لہذا جو دن ملین اون کو غنیمت سمجھ۔

کسب دین عشق الخ۔ یعنی کسب دین تو عشق (کا حاصل ہونا) ہے اور جذب قلبی ہے اور قابلیت کو نور حق جان اے سرکش۔

کسب فانی خواہدت الخ۔ یعنی یہ تیرا نفس تو کسب دنیا چاہتا ہے مگر تو کب تک کسب دنیا کریگا اب تو بس کر اور چھوڑ دے۔

نفس خس گر جویدت الخ۔ یعنی تیرا نفس خس اگر کسب شریعت کو تلاش کرے تو یہ حیلہ اور مکر اوس کی ساتھ ہوگا۔ مطلب یہ کہ نفس کا کام اصل تو کسب دنیا ہی ہے اب اگر کبھی طاعات کی طرف رغبت دلادے تو سمجھ لو کہ اس مین ضرور اوس کا کوئی دہوکا ہے اور یہ ضرور کوئی بڑا ضرر اس صورت سے پہونچانا چاہتا ہے لہذا اس کے دہوکہ مین مت آنا۔ آگے حضرت معاویہؓ کی اور شیطان کی حکایت بیان فرماتے ہین کہ شیطان نے آکر اون کو جگایا کہ اوٹھکر نماز پڑھ لیجے بیوقت ہوا جاتا ہے اوٹھون نے اس سے کہا کہ تو تو ہرگز طاعات کی ترغیب نہین دے سکتا سچ بتا کہ تونے ایسا کیون کیا اول تو بہت مکر و فریب کئے مگر آخر تو وہ کامل تھے وہ اوس کے پھندے مین نہ آئے تو اوسنے اپنے اوس مکر کا اقرار کیا آگے خود معلوم ہوجاویگا اب حکایت سنو۔

شرح حبیبی

بیدار کردن ابلیس معاویہؓ را کہ برخیز کہ وقت نماز بیگاہ شد

در خبر آمد کہ خال مومنان — بود اندر قصر خود خفتہ شبان
قصر را از اندرون در بستہ بود — کز زیارتہائے مردم خستہ بود
ناگہان مردے ورا بیدار کرد — چشم چون بکشاد پنہان گشت مرد
گفت اندر قصر کس را رہ نبود — کیست این گستاخی و جرأت نمود
گرد برگشت و طلب کرد آن زمان — تا بیابد زان نہان گشتہ نشان
از پس در مدبرے را دید کو — در پس پردہ نہان میکرد رو
گفت ہے تو کیستی نام تو چیست — گفت نامم فاش ابلیس شقی است

روایت ہے کہ خال المومنین امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ رات کو اپنے مکان مین سو رہے تھے اور مکان کا دروازہ بند تھا وجہ یہ تھی کہ لوگون کے ملنے جلنے سے تھک گئے تھے۔ لہذا ضرورت تھی کہ کچھ دیر اطمینان کے ساتھ آرام فرمالین۔ دفعۃً ایک شخص نے اون کو جگایا جب اونھون نے آنکھ کھولی تو وہ شخص چھپ گیا۔ امیر المومنین نے دلمین کہا مکان مین آنے کا تو راستہ نہ تھا کیونکہ بند تھا پھر یہ کون ہے کہ اسنے یہ جرأت کی ہے اپنے اس کی تلاش مین

مکان کا چکر لگایا اور ڈھونڈھنا شروع کیا تاکہ اس چھپنے والے کا پتا لگائیں تو آپنے دیکھا کہ ایک بدبخت دروازہ کے پیچھے آڑ مین چھپا ہوا ہے آپنے فرمایا ارے تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے اوس نے جواب دیا کہ میرا مشہور نام ابلیس شقی ہے
ف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خال المومنین اس لئے کہا ہے کہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔

جواب گفتن ابلیس معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ را

گفت بیدارم چرا کردی بجد — راست گو با من مگو بر عکس و ضد
گفت هنگام نماز آخر رسید — سوی مسجد زود میباید دوید
عجلوا الطاعات قبل الفوت گفت — مصطفی چون در معنی را بسفت
گفت نی نی این غرض نبود ترا — کہ بخیری رہ نما باشی مرا
دزد آید از نہان در مسکنم — گویدم کہ پاسبانی می کنم
من کجا باور کنم آن دزد را — دزد کے داند ثواب و مزد را
خاصہ دزدے چون تو قطاع الطریق — از چہ رو گشتی چنین بر من شفیق

امیر المومنین نے سوال کیا کہ سچ سچ بتا دیکھ غلط اور خلاف نہ کہنا کہ تو نے مجھے اس کوشش سے کیون جگایا اوسنے جواب دیا کہ میری غرض یہ تھی کہ نماز کا وقت ختم ہونیکو ہے۔ نماز کے لیے جلدی مسجد جانا چاہیئے۔ کیونکہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معانی عالیہ بیان فرماتے ہین تو اون مین یہ بھی فرمایا کہ عبادات کو اون کے فوت ہونیسے پیشتر ادا کر لینا چاہیئے۔ اور تمہاری نماز فوت ہونیکو تھی لہذا مین نے اوٹھا دیا۔ امیر المومنین نے فرمایا نہ تیرا مقصد یہ ہرگز نہین ہو سکتا کہ تو مجھے اچھی بات کی طرف رہنمائی کرے بھلا اگر ایک چور چھپکر میرے مکان مین گھس آئے اور یہ کہے کہ مین پہرہ دینے آیا ہون تو مین کیسے مان لون گا۔ کیونکہ وہ پاسبانی کے معاوضہ اور اُجرت کو کیا جانے اور وہ اس کی کیا قدر کر سکتا ہے کہ اس کے لالچ مین وہ پاسبانی کرے بالخصوص تجھ سا ڈاکو کہ تو سب چورون سے بڑا ہو اور سب سے زیادہ معاوضہ اور اُجرت کا ناقدردان ہے تو کیا پاسبانی کریگا۔ اس مین ضرور کوئی تیری غرض فاسد تھی سچ سچ بتا کیا بات تھی کہ تو نے مجھپر ظاہری شفقت کی۔

بار دوم جواب گفتن ابلیس معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ را

گفت اول ما فرشتہ بودہ ایم — راہ طاعت را بجان پیمودہ ایم
سالکان راہ را محرم بدیم — ساکنان عرش را ہمدم بدیم
پیشۂ اول کجا از دل رود — مہر اول کے ز دل بیرون شود
در سفر گر روم بینی یا ختن — از دل تو کے رود حب الوطن
ما ہم از مستان این می بودہ ایم — عاشقان درگہ وے بودہ ایم
ناف ما بر مہر او ببریدہ اند — عشق او در جان ما کاریدہ اند

روز نیکو دیدہ ایم از روزگار ۔ آب رحمت خوردہ ایم اندر بہار
نے کہ ما را دست فضلش کاشت ست ۔ از عدم ما را نہ او برداشت ست
اے بسا گز وے نوازش دیدہ ایم ۔ در گلستان رضا گردیدہ ایم
بر سر ما دست رحمت مے نہاد ۔ چشمہائے لطف بر ما می گشاد
در گہ طفلی کہ بودم شیر جو ۔ گاہوارم را کہ جنبانید او
از کہ خوردم شیر غیر از شیر او ۔ کہ مرا پرورد جز تدبیر او
خون کان در شیر رفت اندر وجود ۔ کے توان او را ز مردم وا گشود
گر عتابے کرد دریائے کرم ۔ بستہ کے گردند درہائے کرم
اصل نقدش لطف و داد و بخشش است ۔ قہر بر وے چون غبارے از غش است
از برائے لطف عالم را بساخت ۔ ذرہا را آفتاب او نواخت
فرقت از قہرش اگر آبستن است ۔ بہر قدر وصل او دانستن است
تا دہد جان را فراقش گوشمال ۔ جان بداند قدر ایام وصال
گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است ۔ قصد من از خلق احسان بودہ است
آفریدم تا ز من سودے کنند ۔ تا ز شہدم دست آلودے کنند
نے برائے آنکہ تا سودے کنم ۔ وز برہنہ من قبائے بر کنم
چند روزے کہ ز پیشم راندہ است ۔ چشم من در روے خوبش ماندہ است
کز چنان روئے چنین قہر اے عجب ۔ ہر کسے مشغول گشتہ در سبب
من سبب را ننگرم کان حادث است ۔ زانکہ حادث حادثے را باعث است
لطف سابق را نظارہ می کنم ۔ ہرچہ آن حادث دو پارہ میکنم
ترک سجدہ از حسد گیرم کہ بود ۔ آن حسد از عشق خیزد نز جحود
ہر حسد از دوستی خیزد یقین ۔ کہ شود با دوست غیرے ہمنشین
ہست شرط دوستی غیرت پزی ۔ ہمچو شرط عطسہ گفتن دیر زی
چونکہ بر نطعش جز این بازی نبود ۔ گفت بازی کن چہ دانم در فزود
آن یکے بازی کہ بد من باختم ۔ خویشتن را در بلا انداختم
در بلا ہم میچشم لذات او ۔ مات اویم مات اویم مات او
چون رہاند خویشتن را اے سرہ ۔ ہیچکس در شش جہت زین ششدرہ
جزو شش از کل شش چون وا رہد ۔ خاصہ کہ بیچون مرادرا کج نہد
ہر کہ از شش در در دون آتش است ۔ اوست برہاند کہ خلاق شش است
خود اگر کفرست اگر ایمان او ۔ دست باف حضرت است و آن او

ابلیس نے جواب دیا کہ ہم اعمال و اطاعت کے لحاظ سے مثل فرشتون کے تھے اور بجان و دل اطاعت حق سبحانہ بجالاتے تھے ہم سالکان راہ حق سبحانہ کے محرم راز تھے کیونکہ خود بھی سالک تھے اور ساکنان عرش کے ہمدم تھے جب ہماری ابتدائی حالت یہ تھی تو تم سمجھ سکتے ہو کہ پہلا کام دل سے نہین نکل سکتا ہی اور ابتدائی جبلی محبت کبھی جاتی ہی وہ دل سے کہین جاتی ہی کیونکہ وہ پہلی محبت اور بیشتر کی حالت بمنزلہ وطن اصلی کے ہی اور دیگر عوارض طاریہ و عارضہ مثل سفر روم و ختن کے - پس اگر کوئی شخص روم و ختن کا سفر کرے یعنی عوارض طاریہ مین مبتلا ہو تو اوس کے دل سے وطن اصلی یعنی حالت اولے کی محبت نہین جا سکتی پس ہم بھی اسی شراب محبت حق سے مست تھے اور اوس کی درگاہ کے عاشق تھے ہمارے دل سے وہ محبت کیونکر مٹ سکتی ہی - ہم کو بھی زمانہ مین اچھے دن نصیب ہوے ہین اور ہمکو بھی زمانہ بہار و زمانۂ طاعت مین آب رحمت پینا نصیب ہوا ہے کیا ہم اوس کے فضل سے نہین پیدا ہوئے اور کیا حق سبحانہ نے ہمکو معدوم سے موجود نہین کیا ہی کیون نہین بیشک اوسنے ہمکو پیدا کیا ہی اور وہی ہمکو عدم سے وجود مین لایا سارے ہمپر اوس کی بڑی بڑی عنایتین ہین اور اوس کے گلشن رضا مین ہم بہت سیر کر چکے ہین وہ ہمارے سر پر دست رحمت رکھتا تھا اور بچشم لطف ہمکو دیکھتا تھا اور زمانہ طفولیت مین جبکہ ہم شیر خوار تھے وہی ہماری گھوارہ جنبانی کرتا تھا - وہی ہمکو دودھ پلاتا تھا - غرض مین نے اوسکی تدبیر و تربیت مین پرورش پائی ہے اور یہ قاعدہ ہی کہ جو خصلت ابتدائے طفولیت مین کسیکے اندر پیدا ہو جاتی ہی وہ اوس سے جدا نہین ہو سکتی پس وہ محبت حق سبحانہ جو میرے دلمین ابتدا ہی سے پیدا ہو چکی ہی اور گویا دودھ کے ساتھ پیوست ہو گئی ہی وہ کیونکر جا سکتی ہی یہ ضرور ہی کہ مین حق سبحانہ کا معتوب ہون لیکن اگر اوس دریائے کرم نے مجھپر عتاب کیا ہی تو اس سے اوس کے کرم کے دروازے بند نہین ہو سکتے - یہ عتاب محض عارضی ہی جو ایک دن زائل ہو جاویگا اوس کے لطف و قہر کی ایسی مثال سمجھنی چاہیے جیسے سونا - اور رذیل دہاتکا جھول - پس اوس کا لطف و سخاوت و بخشش مثل سونے کے ہین - اور قہر مثل رذیل دہات کی جھول کے - پس جس طرح جھول عارضی ہوتا ہی یون قہر عارضی ہی - کیون نہو خلقت عالم کا منشا ہی اظہار لطف ہی اور اس لیئے ناچیز اور معدوم ممکنات پر اوسنے اپنے آفتاب وجود کا پرتو ڈالکر اون کو خلعت وجود سے سرفراز فرمایا ہی - اسپر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ جب مقصود لطف وصل تھا تو قہر فراق کیسا کیونکہ گو فراق قہر کو متضمن ہے مگر اسمین بھی لطف پنہان ہی وہ یہ کہ وصل کی قدر معلوم ہو اور اوس کی وقعت ہو کیونکہ بضدہا تتبین الاشیا پس جان کو مبتلائے فراق اس لئے کیا جاتا ہی کہ اوس کو زمانہ وصال کی قدر معلوم ہو میرے اس کلام کی دلیل یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مخلوق کو پیدا کرنے سے میرا مقصود انپر احسان کرنا ہی - اور مین نے ان کو اس لئے پیدا کیا ہی کہ ان کو نفع پہونچاؤن اور وہ میرے شہد کرم سے ہاتھ سانین یعنی اس سے منتفع ہون میرا یہ مقصد نہین کہ خود انسے کچھ فائدہ حاصل کرون کیونکہ ان سے فائدہ حاصل کرنا ایسا ہی جیسا ننگے کی اچکن اُتارنا یعنی لغو اور بے معنی ہی جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ جب سے اوس نے مجھے اپنے سے دور کیا ہی مین برابر اوس کا منہ دیکھ رہا ہون - کہ اللہ یہ منہ اور اتنا غصہ - اور مین سراسر مسبب پر نظر رکھتا ہون لیکن دوسرے لوگ سبب ہی مین پھنسے ہوئے ہین اور ان کی نظر قہر الہی ہی تک محدود ہی جو سبب بعد ہی - مین سبب کو ہرگز نہین دیکھتا کیونکہ وہ حادث اور فانی ہی اور دلیل حدوث یہ ہی کہ وہ میرے فعل سے پیدا ہوا ہی اور میرا فعل حادث ہے

لہذا قہر بھی حادث ہے کیونکہ حادث حادث ہی کا سبب ہو سکتا ہے مین تو اوس کے لطف قدیم پر نظر رکھتا ہون۔ کہ کسی حادث پر مبنی نہین۔ اور جو حادث ہے اوس کو چاک کرتا ہون مین نے مانا کہ میرا سجدہ نکرنا حسد کی بنا پر تھا لیکن یہ بھی تو دیکھو کہ اس حسد کا منشا کیا تھا صرف عشق حق سبحانہ نہ کہ مخالفت حق جل شانہ۔ کیونکہ حسد کا منشا عشق ہی ہوتا ہے کیونکہ عاشق گوارا نہین کرتا ہے دوست کا ہمنشین غیر ہو۔ اس لئے وہ حسد کرتا ہے۔ مین تو کہتا ہون کہ رشک دوستی کے لیئے شرط ہے اگر غیرت نہین تو دوستی بھی نہین اور غیرت دوستی کے لیے یون ہی لازم ہے جس طرح چھینک اور الحمد للہ کے بعد یرحمک اللہ کہنا (کذا فی الحواشی) اور ظاہر یہ ہے کہ اوس زمانہ مین رواج ہوگا کہ چھینک کے بعد دیر تک کہتے ہون گے۔ گو شرعًا اس کی کوئی اصل نہین مگر بہت سے رواج ایسے بھی ہوتے ہین جن کی شریعت مین کوئی اصل نہین ہوتی۔ پس خواہ مخواہ اوس کو شریعت پر منطبق کرنا تکلف ہے) پس اول تو یہ حسد کچھ مذموم نہین تھا کیونکہ دلیل محبت اور لازم محبت تھا پھر اگر بالفرض مذموم بھی ہو تو بھی میرا قصور نہین چونکہ بساط تقدیر پر میرے لئے بجز اس چال کے اور کوئی رستہ ہی نہین تھا یعنی میرے لئے یہی مقدر تھا۔ لہذا جب حکم ہوا کہ چال چل تو مین وہی چال چلا جو چل سکتا تھا مین ترقی کیا چاہتا ہون یعنی میرے امکان مین کب تھا کہ مین تقدیر الٰہی کو بدلتا۔ اور دوسری چال چلتا۔ اور اگر ایسا کرتا بھی تو یہ بھی مخالفت تھی حق سبحانہ کی پس جو چال مقرر تھی وہی چلا اور اپنے کو مصیبت مین پھنسایا مگر اس بلا مین بھی مزہ لیتا ہون۔ کہ میرے محبوب نے مجھے مات دی اور اس کا جی خوش ہوا۔ تم خیال تو کرو کہ جو ہر طرف سے گھرا ہوا ہو اور مقید ہو وہ اپنے کو اس قید سخت سے کیونکر نکال سکتا ہے اور ششدر مین پھنسا ہوا ششدرہ سے کیونکر نکل سکتا ہے بالخصوص وہ مہرہ جس کو حق سبحانہ ہی نے بیکار کیا ہو اور پیدا ہی اوس کو بیکار کیا ہو وہ کیونکر بچ سکتا ہے اور جو شخص چھیون طرف سے آگین گھرا ہوا ہے اوس کو بجز اوس کے جس نے آگ کو پیدا کیا ہے آگ سے کون نکال سکتا ہے۔ غرض کہ بندہ کا خواہ ایمان ہو یا کفر جو کچھ ہے اسی کا مخلوق ہے جس کے اندر جو صفت چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اوس کی کوئی مزاحمت نہین کر سکتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ مین حق سبحانہ سے اب بھی تعلق رکھتا ہون اور اوس کے لطف کا امیدوار ہون میرا معتوب ہونا محض عارضی ہے جو ایک دن زائل ہو جاویگا۔ اور وہ عتاب بھی میرے قصور پر نہین ہے کیونکہ مین مجبور تھا۔ ایسی حالت مین [illegible]

شرح شبیری

شیطان کا حضرت معاویہ کو بیدار کرنا اور کہنا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قصہ [illegible]

[illegible] آیا۔

[illegible]

گفت اندر قصر الخ - یعنی فرمایا کہ محل میں تو کسیکی آنیکی راہ نہ تھی یہ کون تھا کہ جس نے یہ گستاخی اور جرأت کی
گرد برگشت و طلب الخ - یعنی چاروں طرف پھرے اور اسیوقت تلاش کیا تاکہ اوس چھپے ہوئے کا کوئی نشان ملے
از پس در دید بسرے الخ - یعنی دروازہ کی آڑ مین ایک بدبخت کو دیکھا کہ وہ ایک پردہ کے پیچھے منہ چھپا رہا ہے -
شیطان کو یہ بھی قدرت ہے کہ وہ بالکل غائب رہے اور نظر بھی نہ آوے جیسا کہ ظاہر ہے کہ وہ ملعون کسیکو بھی
نظر نہین آتا - مگر یہ حضرت معاویہؓ کی کرامت تھی کہ وہ اوسپر قادر نہوا اور غائب نہو سکا - غرض کہ جب اوسکو
دیکھا تو بولے کہ -
گفت ہی تو کیستی الخ - یعنی فرمایا کہ اے تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے تو بولا کہ میرا نام ظاہر ہے کہ ابلیس بدبخت
ہوں - لعنۃ اللہ -

ابلیس کا معاویہؓ کو جواب دینا

گفت بیدار ت الخ - یعنی فرمایا تو نے مجھے جگایا کیون سچ بتا الٹا اور خلاف واقعہ تو بتانا مت -
گفت هنگام الخ - یعنی بولا کہ نماز کا وقت آخر ہو گیا ہے مسجد کی طرف جلدی ہی جانا چاہیے -
عجلوا الطاعات الخ - یعنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عجلوا الطاعات قبل الفوت فرمایا ہے جبکہ وحدت کے
(طاعات کو فوت ہونیسے پہلے ادا کر لو)
موتی پروئے ہین -
گفت نے نے الخ - یعنی اونھوں نے فرمایا کہ نہین نہین تیری یہ غرض نہین تھی کہ تو مجھے کسی اچھی بات
کی طرف رہنما ہوتا -
دزد آید از نہان الخ - یعنی (تیری رہنمائی کرنیکی تو ایسی مثال ہے کہ) رات کو پوشیدہ ہو کر کوئی چور گھر مین آجاوے
اور مجھسے کہے کہ مین پاسبانی کر رہا ہون تو اوسکی بات کو کسطرح باور کیا جاویگا -
من کجا باور الخ - یعنی مین اوس چور کا کب یقین کرونگا اسلئے کہ چور کیا جانے ثواب کے کام کو اور مزدوری کو - (وہ
تو بس چوری ہی جانتا ہے وہی کریگا بھی) -
خاصہ دزدے الخ - یعنی خاصکر تجھ جیسا چور ڈاکو کہے کہ مین حفاظت کرونگا تو کسطرح یقین کیا جاوے لہذا
[illegible] سبب سے میرے اوپر اسقدر شفیق ہوئے ہو -

شیطان کا حضرت معاویہؓ کو دوسری بار جواب دینا

گفت ما اول الخ - یعنی بولا کہ ہم اول فرشتہ تھے اور راہ طاعت کو دل و جان سے ہم نے ناپا [illegible]
[illegible]
[illegible] سالکان راہ حق کے ہم رہبر تھے اور ساکنان عرش کے ہم ہمدم تھے -
پیشہ اول الخ - یعنی اول پیشہ دل سے کب نکلتا ہے اور پہلی محبت کب دل سے زائل ہوتی ہے کبھی کبھی یاد آتا ہے تو
[illegible] محروم کو نالہ کرتے ہی رہیگا کہ دین آئے دن کے انتظار [illegible] ہے -

درسفر گر روم الخ- یعنی دیکھو سفر مین خواہ روم کو دیکھو یا ختن کو مگر دل سے حب وطن کب زائل ہوتی ہی اسی طرح چونکہ اول ہمکو وہ مزہ حاصل ہوچکا ہی اسلئے اوسکو کب بھول سکتے ہین-

ما ہم از مستان الخ- یعنی ہم بھی اوس شراب وحدت کے مست تھے اور اوس درگاہ کے عاشق ہم بھی تھے-

ناف ما بر مہر او الخ- یعنی ہماری آون نال کو اوس کو محبت ہی پر قطع کیا ہی اور اوس کے عشق کو ہماری جان کے اندر بویا ہی مطلب یہ کہ شروع پیدائش سے حب حق ہمارے اندر ہی اور وہی ہماری اصلی صفت ہی تو وہ زائل کب ہو سکتی ہی اگرچہ اسوقت اوسپر عمل نہین ہی- خدا اس کے مکرون سے بچادے- کیسا صوفی پرہیزگار اور عاشق حق بنتا ہے خبیث اور کہتا ہے کہ-

روز نیکو دیدہ ایم الخ- یعنی ہمنے بھی زمانہ کے ایام خوب دیکھے ہین اور اس ندی مین سے آب رحمت کو پیا ہی-

نے کہ مارا دست الخ- یعنی کیا اوس کے دست فضل نے ہمکو نہین بویا ہی اور کیا اوس نے عدم سے ہمکو ظاہر نہین کیا ہی استفہام انکاری ہی یعنی ایسا ہوا ہی تو ہمکو تو اوس سے بہت بڑی مناسبت ہی-

اے بسا کز دے الخ- یعنی ہم نے بہت مرتبہ اوس سے نوازش اور کرم دیکھا ہی اور رضا کے باغ مین بہت پھرے ہین-

بر سر ما دست الخ- یعنی ہمارے سر پر دست رحمت رکھتے تھے اور لطف کے چشمے ہمپر کھولتے تھے-

وقت طفلی ام کہ الخ- یعنی بچپن مین جبکہ مین شیر خوار تھا میرا گہوارہ کون ہلاتا تھا وہی یعنی اوسی نے مجھے پالا پرورش کیا-

از کہ خوردم شیر الخ- یعنی مین کس کا دودھ پیتا تھا سوائے اوس کے دودھ کے اور مجھے کون پالتا تھا سوائے اوس کی تدبیر کے-

خوئے کان با شیر الخ- یعنی جو خصلت کہ دودھ کے ساتھ جسم مین گئی ہو اوس کو آدمی سے کب الگ کرسکتے ہین اور میرے اندر دودھ کے ساتھ حب حق گئی ہی لہذا وہ مجھسے کب زائل ہوسکتی ہی-

گر عتابے کرد الخ- یعنی اگر دریائے کرم نے عتاب بھی کیا مگر وہ دریائے کرم کب بند ہوسکتے ہین-

اصل نقدش لطف الخ- یعنی اصل نقد تو اوس کا لطف اور کرم اور بخشش ہی ہے اور قہر اوس کے اوپر ایک غبار ہی کھوٹ کی طرح-

از برائے لطف الخ- یعنی لطف ہی کر اسنے عالم کو پیدا کیا اور اوس کے آفتاب نے ذرون کو نوازا اور اونکو بڑھایا-

فرقت از قہرش الخ- یعنی فرقت اگر اوس کے قہر کی حالت ہی مگر اوس کے وصل کی قدر جاننے کے لیے ہی-

تا دہد جان را فراقش الخ- یعنی تاکہ اوس کا فراق جان کو تنبیہ کرے اور جان کو ایام وصل کی قدر معلوم ہوجاوے-

گفت پیغمبر کہ حق الخ- یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے کا ارشاد ہے کہ میرا قصد پیدا کرنے سے احسان کرنا ہی-

آفریدم تا زمن الخ- یعنی مین نے پیدا کیا تاکہ مجھسے نفع حاصل کرین اور تاکہ میرے شہد سے ہاتھ آلودہ کرین یعنی اوس کو حاصل کرین-

گر عتابے کرد دریائے کرم + اصل نقدش لطف داد و بخشش است + از برائے لطف عالم را بساخت + فرقت از قہرش اگر آبستن است + تا دہد جان را فراقش گوشمال + گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
بستہ کے گردند درہائے کرم + قہر بر وے چون غبارے از غش است + ذرہ ہا را آفتاب او نواخت + بہر قدر وصل او دانستن است + جان بداند قدر ایام وصال + قصد من از خلق احسان بودہ است

نے بہائے الخ - یعنی اس لئے نہین کہ مین اپنا کچھ نفع کرون اور تنگون سے قبا اُتاردون یعنی بندون سے کیا لون -
چند روز یکہ الخ - یعنی تھوڑے روز ہوئے اوسنے اپنے سامنے سے مجھے نکال دیا ہی مگر میری آنکھ اوس کے چہرہ ہی پر لگی ہوئی ہی مطلب یہ کہ لوگ تو سبب کو دیکھ رہے ہین اور مین مسبب کو دیکھ رہا ہون - کہ
کز چنان روئے الخ - یعنی کہ ایسے چہرہ سے اور یہ غصہ تعجب کی بات ہی ہر شخص سبب کو دیکھ رہا ہی (کہ اس غصہ کا کیا سبب ہوا ہے) -
من سبب را الخ - یعنی مین سبب کو نہین دیکھتا اس لئے کہ وہ حادث ہی اور حادث تو دوسرے حادث ہی کو پیدا کریگا - اور حق تعالی قدیم ہین اور ان کی صفات بھی قدیم تو انکی صفت غضب کا سبب حادث شے کیسے ہوسکتی ہے -
لطف سابق الخ - یعنی مین لطف ازلی کا نظارہ کررہا ہون اور جو حادث ہی اوسکو قطع کررہا ہون - غرضکہ نالایق بڑا ہی صوفی بنتا ہی اب یہان اعتراض پڑا کہ جب تو اسطرح فنا ہوگیا ہی تو کمبخت سجدہ کرنے مین امتثال کیون نہ کیا وہان انکار کیون کیا تو اوسکا جواب بطور دفع دخل مقدر کے کہتا ہی کہ -
ترک سجدہ الخ - یعنی ترک سجدہ حسد کی وجہ سے ہی فرض کرتا ہون کہ تھا مگر وہ حسد عشق کیوجہ سے پیدا ہوا تھا نہ کہ انکار کی وجہ سے مطلب یہ کہ وہ حسد نہ تھا بلکہ رقابت تھی -
این حسد از دوستی الخ - یعنی یہ حسد تو دوستی ہی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی کہ دوست کی ساتھ کوئی دوسرا ہمنشین ہو -
ہست شرط الخ - یعنی دوستی کی شرط غیرت مندی ہی جیسے کہ چھینک کے بعد عمر درازی کی دعا دینا لازمی ہی - دوسرے مصرع مین ایک مثال کے طور پر کہدیا کہ جیسے وہان اکثر کہتے ہی ہین اسیطرح دوستی کے لئے غیرت مندی بھی ضروری ہی ضرور رشک ہوتا ہی -
چونکہ بر نطعش الخ - یعنی جبکہ بساط شطرنج پر سوائے اسکے اور کوئی بازی نہ تھی تو مجھ سے کہا کہ کھیل مین حکم عدولی کرنا کیا جانون اسقدر بدمعاش ہی کہ دیکھو کیسی باتین بنا رہا ہی ارے کمبخت تو نے جب سجدہ نہ کیا تھا اسوقت تجھے خبر تھوڑا ہی تھی کہ میری قسمت مین یہ ہی اسوقت تو بدمعاشی ہی تھی اب معلوم ہوا کہ قسمت مین تھا پھر عذر کیسے مسموع ہوسکتا ہی ملعون خبیث جھوٹا مکار -
آن یکے بازی الخ - یعنی وہ ایک بازی جو تھی مین نے کھیل لی اور اپنے کو بلا مین ڈال لیا - یعنی اونکی مرضی کو مقدم سمجھا اور خود مردود بنگیا ایسے ہی تو سیدھے ہین بدمعاش کہین کا -
در بلا ہم الخ - یعنی اس بلا مین بھی اوس کی لذتون کو چکھ رہا ہون - آخر اوسی کا مغلوب ہون اوسی کا ہون اوسی کا ہون -
چون رہاند الخ - یعنی اے سردار اپنے کو کوئی شخص چار خانہ مین چارون طرف سے پھنسکر کب بچا سکتا ہی لہذا چونکہ اوسکی مرضی یون ہی تھی مین کب بچ سکتا تھا -
جزو شش الخ - یعنی چار خانہ کا جز وکل سے کیونکر چھوٹ سکتا ہی خاصکر کہ بیچون نے کج رکھا ہو - یعنی جو مہرہ کہ چار خانہ کا جز ہو وہ اوس سے کب نکل سکتا ہی اسلئے کہ وہ محیط ہی اور یہ محاط ہی اسیطرح حکم حق تو مجھے محیط تھا مین کسطرح اوس سے نکل جاتا اور علحدہ ہوجاتا جبکہ حق تعالی ہی نے میری قسمت مین مردود ہونا لکھا تھا -

ہر کہ در شش الخ۔ یعنی جو کہ شش جہت سے آگ مین ہو اوسکو تو وہی چھڑا سکتا ہو جو کہ شش جہت کا پیدا کرنے والا ہی اور اوس نے چھڑانا چاہا نہین لہٰذا نہ چھوٹ سکا اور پھنس گیا۔
خود اگر کفرست الخ۔ یعنی خواہ کفر ہو اور خواہ اوس کا ایمان ہو اوسکے پیدا کئے ہوئے ہین اور اوسکی ملک ہین لہٰذا اگر ہم سے ایسا فعل صادر ہو بھی گیا تو نیا تعجب ہی۔ اس مکار فریبی کی ان سب باتو نکا باطل ہونا اور کذب ہونا اظہر من الشمس ہی یہ سنکر حضرت معاویہؓ نے جواب ذیل دیا۔

شرح جیبی

باز تقریر کردن معاویہؓ مکر ابلیس با او

گفت امیر او را کہ اینہا راست است / لیک بخش تو از اینہا کاست است
صد ہزاران را چو من تو رہ زدی / حفرہ کردی در خزینہ آمدی
آتشی از تو نسوزم چارہ نیست / کیست کز دست تو جامہ اش پارہ نیست
لعنت این باشد کہ سوزانت کند / اوستاد جملہ دزدانت کند
با خدا گفتی شنیدی رو برو / من چہ باشم پیش مکرت ای عدو
معرفتہای تو چون بانگ صفیر / بانگ مرغانست لیکن مرغ گیر
صد ہزاران مرغ را آن رہ زدہ ست / مرغ غرہ کاشنائی آمدہ است
در ہوا چون بشنود بانگ صفیر / از ہوا آید شود اینجا اسیر
قوم نوح از مکر تو در نوحہ اند / دل کباب و سینہ شرحہ کردہ اند
عاد را باد دادی در جہان / در فگندی در عذاب و اندہان
از تو بود آن سنگسار قوم لوط / در سیاہابہ ز تو خوردند غوط
مغز نمرود از تو آمد ریختہ / ای ہزاران فتنہ ہا انگیختہ
عقل فرعون ذکی فیلسوف / کور گشت از تو نیابید او وقوف
بولہب ہم از تو نااہلی شدہ / بوالحکم ہم از تو بوجہلی شدہ
ای بر این شطرنج بہر یاد را / مات کردہ صد ہزار استاد را
ای ز فرزین بندہای مشکلت / سوختہ دلہا سیہ گشتہ دلت
بحر مکری تو خلائق قطرہ / تو چو کوہی وین سلیمان ذرہ
کی رہد از مکر تو ای مختصم / غرق طوفانیم الا من عصم
بس ستارہ سعد از تو محترق / بس سپاہ [illegible] از تو مفترق
[illegible] از تو [illegible] / [illegible]

	بس جو برصیصا ز تو کافر شده	بس جو بلعم از تو نومید آمده	

یہ تقریر سنکر حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا یہ باتین تو ٹھیک ہین۔ لیکن تجھکو ان سے بہرہ نہین اور یہ تیرا حال نہین بلکہ محض قال ہی اور مقصد دھوکا دینا ہی تو میری طرح سیکڑون کی راہ مار چکا ہی اور سرنگ لگاکر خزانہ مین گھس گیا یعنی خفیہ خفیہ دولت ایمان اڑا لے گیا ہی تو تو آگ ہی پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین تجھ سے نہ جلون اور متضرر نہ ہون لہذا میرا تجھسے متضرر ہونا لازمی ہی اور کچھ مجھ ہی پر موقوف نہین تمام مخلوق تیرے ہاتھ سے پریشان ہی اے آگ تیرا تو مقتضی طبع ہی جلانا اور نقصان پہونچانا ہی یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ تو کچھ نہ جلائے اور تیری اس خاصیت کی اصل وجہ یہ ہی کہ تو ملعون کامل ہی لہذا جلانا اور نقصان پہونچانا تیرا مقتضی طبیعت ہو گیا ہی اور تو تمام چورون کا اوستاد ہو گیا ہی تو وہ شریر ہی کہ حق سبحانہ کے روبرو تو نے بیباکانہ گفتگو کی تھی۔ پھر مین تیرے مکر کے سامنے کیا چیز ہون اور جو تو تصوف بھگار رہا ہی مجھے اسکی بھی حقیقت معلوم ہی یہ ایسا ہی جیسا کہ شکاری جانور کی آواز بولتا ہے وہ ضرور جانورون کی آوازون کے مشابہ ہوتی ہی لیکن حقیقت مین جانورون کی آواز نہین بلکہ اون کو پھانسنے کا آلہ ہے اُسنے لاکھون جانورون کو دھوکا دیا ہی وہ سمجھتے ہین کہ ہمارا آشنا اور ہمارا ہم جنس آیا ہی اس لئے جب وہ ہوا مین جانور کی بولی سنتے ہین تو وہ برغبت آتے ہین اور جال مین پھنس جاتے ہین۔ یون ہی تو نے بھی باتین بنا بنا کر اور اپنے کو لوگون کا دوست ظاہر کر کے مخلوق خدا کو دام تزویر مین پھنسایا ہی۔ چنانچہ قوم نوحؑ تیرے مکر سے رو رہی ہی ان کا دل جلکر کباب ہو گیا ہی سینہ پارہ پارہ ہے۔ عاد کو تو نے تباہ ہی کر دیا۔ اور اوس کو عذاب الٰہی اور سیکڑون طرح کے رنج و غم مین پھنسا ہی دیا۔ قوم لوط کو سنگسار تیرے ہی سبب کیا گیا اور اونھون نے کیچڑ مین تیرے ہی سبب غوطہ کھایا۔ نمرود کا بھیجا تیرے ہی سبب نکلا۔ اے تو نے ہزارون فتنے اوٹھائے ہین۔ مین کہان تک بیان کرون۔ فرعون سا عاقل اور حکیم تیری بدولت اندھا ہوا اور حق سبحانہ کو نہ سمجھ سکا۔ ابولہب تیری ہی سبب نالائق ہوا ابوالحکم تیری ہی بدولت ابوجہل بنا۔ غرض بساط شطرنج امتحان پر تو نے ہزارون ماہرون کو شکست دی ہی اور تیرے سخت داؤن پیچون سے مخلوق کے دل کباب ہو گئے ہین اور تیرا دل بھی یہ ظلم کرتے کرتے سیاہ ہو گیا ہی۔ تو مکر کا ایک سمندر ہی اور تمام مخلوق ایک قطرہ تو مکر کا ایک پہاڑ ہی اور یہ سیدھے سادے لوگ ایک ذرہ۔ پھر یہ بیچارے تیرے مکر سے کیونکر چھوٹ سکتے ہین۔ لہذا ہم تیرے مکر کے سمندر مین ڈوبے ہوئے ہین بجز اون لوگون کے جن کی حق سبحانہ نے دستگیری فرمائی اور کہدیا۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان بہت سے نیک ستارے یعنی اچھے آدمی تجھسے منحوس ہو گئے اور متقی بن گئے اور بہت سے مجمع لشکر تیرے ہاتھون تتر بتر ہو گئے۔ بہت سے سیدھے سادھے لوگون نے تیری بدولت اپنا دین برباد کر دیا۔ اور سر کے بل قعر دوزخ مین چلے گئے۔ بہت سے آدمی بلعم کی طرح تیرے ہاتھون رحمت حق سے ناامید ہو گئے اور برصیصا کی طرح بہت سے لوگ تیرے ہاتھون کافر ہو گئے۔

(ف) بلعم باعور قوم بنی اسرائیل کا ایک مشہور آدمی ہی اور برصیصا بنی اسرائیل کا ایک نیک آدمی تھا اتفاقاً اُس سے زنا ہو گیا اور زنا سے حمل رہ گیا اوس نے خوف رسوائی سے عورت کو قتل کر دیا۔ تحقیقات کے بعد مجرم کا سراغ لگ گیا اور پھانسی کا حکم ہو گیا۔ اُسوقت شیطان نے کہا کہ اگر تو اسوقت مجھے سجدہ کرے تو مین تجھے بچا لون اوسنے شیطان کو سجدہ کیا اور فوراً پھانسی ہو گئی اور کافر ہو کر مرا۔ واللہ اعلم۔

شرح شبیری

پھر حضرت معاویہ رضؓ کا ابلیس کے مکر کی تقریر کرنا

گفت امیر او را الخ- یعنی حضرت امیرؓ نے اوس سے فرمایا کہ یہ سب سچ ہے لیکن تیرا حصہ اس سے کم ہے۔ مطلب یہ کہ یہ بالکل درست ہے کہ جو کوئی کہ مردود ہو جاوے تو حق تعالی سے اوسکو ہمیشہ امید رکھنی چاہیئے وغیرہ وغیرہ مگر تو تو مردود و ملعون مطلق ہے تیرے لائق یہ باتین نہین ہین۔

صد ہزاران الخ- یعنی مجھ جیسے لاکھون کی تونے رہزنی کی ہے اور نقب لگاکر تو خزانہ مین آگیا ہے۔ (اور وہان سے علوم ومعارف کو چرا کر لیگیا ہے)۔

آتشے از تو الخ- یعنی تو ایک آگ ہے مین تجھسے جلجاؤن تو اس کا کوئی علاج نہین ہے اور وہ کون ہے کہ جس کا جامہ (تقوی) تیرے ہاتھ سے دریدہ نہین ہے۔

طبعت اے الخ- یعنی تیری طبیعت اے آتش جب جلانیوالی ہے تو جب تک کسی شے کو جلا نہ لیگی (اسوقت تک) کوئی علاج ہی نہین ہے یعنی تو تو اضطراراً نقصان پہونچاویگا اس لئے کہ یہ تو تیری سرشت مین ہے۔

لعنت این باشد الخ- یعنی لعنت وہ شے ہے کہ تجھے سوزان کردیا اور تمام چورون کا اوستاد تجھے کردیا۔ مطلب یہ کہ جب لعنت ہوئی اوسیوقت تونے اضرار واضلال شروع کیا تو لعنت سبب ہے اس اضرار کا اسلئے فرماتے ہین کہ دیکھے تجھے سوزان کردیا اور سب چورون کا گرو گھنٹال کردیا ہے کہ وہ تو جان مال ہی لیتے ہین مگر آپ کا دھاوا ایمان پر ہوتا ہے۔

با خدا گفتی شنیدی الخ- یعنی تونے خدا کے سامنے تو گفت وشنید کی ہے تو مین تیرے مکر کے آگے کیا چیز ہون اے عدو۔ مطلب یہ کہ جب اللہ تعالی کے سامنے بھی تو چپ نہوا بلکہ اوسی طرح زبان چلتی رہی تو پھر ہم تو کیا ہی چیز ہین جو تو ہم سے چپ ہوگا۔

معرفتہائے تو چون الخ- یعنی تیری یہ معرفت کی باتین سیٹی کی آواز کی طرح ہین کہ ہے تو (مثل) آواز مرغ کے مگر (حقیقت مین) جانور کو پھنسانے والی ہے۔ بانگ صفیر کہتے ہین اوس سیٹی کی آواز کو جس کو صیاد بجاتا ہے اور اوس سے جانورون کی آوازین پیدا ہوتی ہین تو اوس کے ہمجنس جانور اوس کو سنکر آتے ہین اور جال مین پھنس جاتے ہین اسی طرح یہ شیطان کی باتین بظاہر تو بہت ہی چکنی چپڑی معلوم ہوتی ہین مگر حقیقت مین بلا مین ڈالنے والی ہین۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔

قوم نوح از الخ- یعنی تیرے مکر کی وجہ سے قوم نوح مصیبت مین ہین دل کباب اور سینہ پارہ پارہ ہین۔

عاد را بر باد الخ- یعنی قوم عاد کو تونے ہی جہان مین برباد کیا ہے اور اون کو عذاب اور تکالیف مین ڈالا ہے۔

از تو بود این الخ- یعنی تیری ہی وجہ سے یہ قوم لوط کی سنگساری ہوئی تھی۔ کہ وہ عذاب مین تیری وجہ سے غوطہ لگا رہے ہین۔

گفت امیر او را کہ اینہا راست است ✦ لیک بخش تو ازینہا کاست است ✦ صد ہزاران را چو من تو رہ زدی ✦ حفرہ کردی در خزینہ آمدی ✦ آتشی از تو نسوزم چارہ نیست ✦ کیست کز دست تو جامہ‌اش پارہ نیست ✦ طبعت ای آتش چو سوزانیدنیست ✦ تا نسوزانی تو چیزی چارہ نیست ✦ لعنت این باشد کہ سوزانت کند ✦ اوستاد جملہ دزدانت کند ✦ با خدا گفتی شنیدی روبرو ✦ من چہ باشم پیش مکرت ای عدو ✦ معرفتہای تو چون بانگ صفیر ✦ بانگ مرغانست لیکن مرغ گیر ✦ قوم نوح از مکر تو در نوحہ اند ✦ دل کباب و سینہ شرحہ شرحہ اند ✦ عاد را تو باد دادی در جہان ✦ در فکندی در عذاب و اندہان ✦

از تو بود این سنگسار قوم لوط ✦
در سیاہ آبہ ز تو خوردند غوط ✦

مغز نمرود الخ۔ یعنی نمرود کا دماغ تیری ہی وجہ سے پارہ پارہ ہوا ہے ارے تونے ہزارون فتنے اٹھائے ہین۔

عقل فرعون ذکی الخ۔ یعنی فرعون ذکی اور فیلسوف کی عقل تیری وجہ سے اندھی ہوگئی اور اونسنے واقفیت نہ پائی۔

بولہب ہم از تو الخ۔ یعنی بولہب تیری ہی وجہ سے ایک نااہل ہوگیا۔ اور بوالحکم بھی تیری ہی وجہ سے بوجہل بنگیا ابوجہل کی اصل کنیت ابوالحکم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کنیت رکھی ہے مگر اب تو یہی مشہور ہے۔ ابوالحکم کو کوئی جانتا بھی نہین کہ کس کیست کی بتھوی ہین اور ان لوگون کا شیطان کی وجہ سے معذب ہونا اور تباہ ہونا ظاہر ہے کہ انہین حضرت نے بہکایا تب ہی تو وہ غارت ہوئے اس لئے حضرت معاویہؓ فرما رہے ہین کہ تو نے تو ایسے ایسے عقلمندون کو اور بڑے بڑے مدعیان عقل کو بہکایا ہے تو بھلا مین تو کیا شئے ہون کہ جو تو مجھے بہکاتا ضرور اسمین کوئی بات ہے کہ تو مجھے جگاتا ہے اور فرماتے ہین کہ۔

ای برین الخ۔ یعنی ارے تونے یادگاری کے واسطے اس شطرنج (دنیا) پر ہزارون اوستادون کو مات کیا ہے۔

ای ز فرزین الخ۔ یعنی ارے تیری ان مشکل تدابیر سے جانین جلگئی ہین اور تیرا دل سیاہ ہوگیا ہے۔

بحر مکری تو الخ۔ یعنی تو تو مکر کا ایک دریا ہے اور دیگر مخلوق (مثل) ایک قطرہ کے ہے اور تو ایک پہاڑ کی طرح ہے اور یہ سیدھے سادے لوگ ایک ذرہ کی مثل ہین۔ مطلب یہ کہ تیری تدابیر اور مکر کے سامنے کسیکی نہین چلتی تو وہ کمبخت ہوشیار رہے۔

کے رہد از مکر الخ۔ یعنی ارے جھگڑالو تیرے مکر سے وہ مخلوق کب چھوٹ سکتی ہے (جبکہ تیری یہ حالت ہے) ہم تو طوفان (بلا) مین ڈوب گئے ہین مگر جو کہ بچا یا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ اب تو تیرے قابو مین پڑگئے ہین خدا ہی بچائے تو اس سے چھوٹ سکتے ہین۔

بس ستارہ الخ۔ یعنی بہت سے سعد ستارے تیری وجہ سے نحس ہوگئے ہین اور بہت سے سپاہیون کی جماعت تیری وجہ سے الگ ہوگئی ہے مطلب یہ کہ تیری وہ ذات ہے کہ تیری وجہ سے لاکھون اچھے آدمی برے بنگئے ہین اور دلون مین حسد اور کینہ وغیرہ بیٹھ گیا ہے۔

بس مسلمان الخ۔ یعنی بہت سے مسلمانون نے تیری وجہ سے دین کو ہار دیا ہے اور اوندھے ہوکر قعر دوزخ تک پہونچ گئے ہین۔

بس چو بلعم الخ۔ یعنی بہت سے لوگ بلعم کی طرح تیری وجہ سے ناامید ہوگئے ہین اور بہت سے برصیصا کی طرح تیری وجہ سے کافر ہوگئے ہین۔ برصیصا ایک عابد بنی اسرائیل ہے اس نے ایک عورت سے زنا کیا اوس سے حمل رہا تو خوف رسوائی سے اوس کو یا اوس کے بچہ کو مار ڈالا اور پھر اس کے بعد مرتد ہوگیا۔ تو دیکھو باوجودیکہ ایک بہت بڑا عابد تھا مگر اس شیطان کی بدولت یون گمراہ ہوا تو بھلا پھر ہم تو کیا اوس کا مقابلہ کرسکتے ہین اور کہان اوس سے بازی لیجا سکتے ہین آگے پھر ابلیس جواب دیتا ہے۔ کہ

شرح حبیبی

باز جواب ابلیس مر معاویہ را در اخفاے مکر

گفت ابلیسش گشا این عقد را / من محکم قلب را و نقد را

امتحان شیر و کلبم کرد حق / امتحان نقد و قلبم کرد حق

قلب را من کی سیه رو کرده ام / صیرفیم قیمت او کرده ام

نیکوان را رهنمائی می کنم / مر بدان را پیشوائی می کنم

صالحان را مقتدا و مامنم / طالحان را نیز یاری می کنم

باغبانم شاخ تر می پرورم / شاخهای خشک را هم می برم

این علفها می نهم از بهر چیست / تا پدید آید که حیوان جنس کیست

سگ چو از آهو بزاید بچگی / در سگی و آهوئی دارد شکی

تو گیاه و استخوان پیشش بریز / تا کدامین سو کند او گام تیز

گر بسوی استخوان آید سگ است / ور گیا خواهد یقین آهو رگ است

قهر و لطفی جفت شد با همدگر / زاد ازین هر دو جهانی خیر و شر

تو گیاه و استخوان را عرضه کن / قوت نفس و قوت جان را عرضه کن

گر غذای نفس خواهد ابتر است / ور غذای روح خواهد سرور است

گر کند او خدمت تن هست خر / ور رود در بحر جان یابد گهر

گرچه این دو مختلف خیر و شراند / لیک این هر دو بیک کار اندراند

انبیا طاعات عرضه می کنند / دشمنان شهوات عرضه می کنند

نیک را چون بد کنم یزدان نیم / داعیم من خالق ایشان نیم

خوب را چون زشت سازم رب نیم / زشت را و خوب را آئینه ام

سوخت هندو آئینه از درد را / کاین سیه رو می نماید مرد را

گفت آئینه گناه از من نبود / جرم او را نه که روی من زدود

او مرا غماز کرد و راست گو / تا بگویم زشت کو و خوب کو

من گواهم بر گوا زندان کجاست / اهل زندان نیستم یزدان گواست

هر کجا بینم نهال میوه دار / تربیتها میکنم من دایه وار

هر کجا بینم درخت تلخ و خشک / می برم من می شناسم پشک و مشک

خشک گوید باغبانا ای فتا / مر مرا چه می بری بی سر خطا

باغبان گوید خمش ای زشت خو / بس نباشد خشکی تو جرم تو

خشک گوید راستم من کژ نیم / تو چرا بیجرم می بری پیم

باغبان گویا اگر مسعودیے ۔۔۔ کاشت گر بودیے و تر بودیے
جاذب آب حیاتے گشتیی ۔۔۔ اندر آب زندگی آغشتیی
تخم تو بد بودہ است و اصل تو ۔۔۔ با درخت خوش بنودہ وصل تو
شاخ تلخ ار با خوشے وصلت کند ۔۔۔ آن خوشے اندر نہادش بر زند
گر ترا بیدار کردم بہر دین ۔۔۔ خوئے اصل من ہمین است و ہمین

ابلیس نے امیر المومنین سے کہا کہ آپ ناحق مجھپر اضلال کی تہمت لگاتے اور بوجہ مجھسے کینہ رکھتے ہین آپ اپنے دل سے ان گرہون کو کھولیے کیونکہ مین مضل نہین بلکہ کھرے کھوٹے کی کسوٹی ہون حق سبحانہ نے مجھے شیر حق اور سگ دنیا کے امتحان کا آلہ بنایا ہی اور کھرے کھوٹے کی جانچ کا ذریعہ قرار دیا ہی - پس جو کھوٹا ثابت ہوتا ہی اوس کو مین کھوٹا نہین بناتا - کیونکہ کھوٹ تو اوس کی ذات مین ہی - مین تو صراف ہون اوس کی قدر و قیمت ظاہر کرتا ہون مین نیکون کی بھی رہنمائی کرتا ہون کہ ان کو اچھا راستہ بتاتا ہون (ولا تلتفت الی ما قال ولی محمد فانہ اعتراف بالاضلال والشیطان یتبرأ منہ) اور بدون کی بھی پیشوائی کرتا ہون کہ اون کو غلط راستہ بتاتا ہون اور وہ اوس پر چلنے لگتے ہین لہذا مین نیکون کا بھی مقتدا اور رامن ہون اور بدون کا بھی معین و مددگار غرض جو جس قابل ہوتا ہی مین اوس کی ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہون لہذا میری مثال ایسی ہی جیسے باغبان کہ شاخ تر کی پرورش کرتا ہی اور خشک کو کاٹتا ہی یون ہی مین بھی اہلون کی تربیت کرتا ہون اور نا اہلون کی جڑ کاٹتا ہون مین اُن کے سامنے اچھے بُرے چارے رکھتا ہون کیون فقط اس لئے کہ معلوم ہو جائے کہ یہ کس قسم کا جانور ہے - اسلئے کہ یہ قاعدہ ہی کہ جب ہرن اور کتے کے میل سے بچہ پیدا ہوتا ہی تو اوس کے ہرن یا کتے ہونے مین شک ہوتا ہی پس اگر تمکو ضرورت ہی کہ ایک جانب متعین کرو تو گھاس اور ہڈی دونون قسم کا چارہ اوس کے سامنے ڈالو اور دیکھو کہ کسکی طرف دوڑتا ہی اگر ہڈی کی طرف دوڑے تو سمجھو کہ کتا ہی اور اگر گھاس کا طلبگار ہی تو سمجھو کہ ہرن ہے - اب مولانا انتقال فرماتے ہین اور کہتے ہین کہ یون ہی قہر و لطف حق سبحانہ کے اختلاط سے یہ عالم خیر و شر پیدا ہوا ہے اب اگر تمکو ضرورت ہی کہ کیسکی خیریت و شریت معلوم کرو تو ہڈی اور گھاس سامنے ڈالکر دیکھو یعنی غذائے نفس و غذائے روح دونون اس کے سامنے رکھو اگر طالب غذائے نفس (شہوات و لذات) ہو تو سمجھ لو کہ شر ہے اور اگر طالب غذائے روحانی ہی تو سمجھ لو کہ بہتر ہی اگر وہ تن پرور ہے تو سمجھ لو کہ خر ہے اور اگر بحر جان مین غوطہ لگاتا ہی اور طالب حق ہی تو سمجھ لو کہ گوہر معرفت حاصل کریگا جب یہ معلوم ہو گیا تو سمجھو کہ انبیائ تو طاعات پیش کرتے ہین اور اباسہ شیاطین شہوات پیش کرتے ہین اگرچہ یہ دونون آپس مین یون اختلاف رکھنے والے کہ ایک فریق طاعات پیش کرتا ہی اور دوسرا شہوات خیر و شر ہین - باین معنی کہ جو فریق طاعات پیش کرتا ہی خیر ہی اور جو شہوات پیش کرتا ہی شر ہے - مگر نتیجہ کے لحاظ سے دونون ایک ہی کام کرتے ہین یعنی تمیز بین السعید والشقی اور ان مین جو فرق خیریت و شریت ہی اس کی بنا نیت و قصد ہے - کہ ایک کا مقصد یہ ہی کہ یہ لوگ طاعات کو قبول کرکے اچھے ہو جائین اور دوسری کا مقصد یہ ہی کہ شہوات کو قبول کر کے برے ہو جائین لہذا اول خیر ہے اور دوسرا شر ف پس سمجھو کہ وہ گرچہ این دو "الخ مضمون کے لحاظ سے مؤخر ہے اور "انبیا طاعات" الخ مقدم مگر ذکر مین۔

ترتیب بدلی ہوئی ہے اس لئے ناظرین کو دھوکھا ہوتا ہے فتدبر) - مولانا اس مضمون کو یہان ختم کرکے پھر گفتگوئے ابلیس کی طرف عود فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ شیطان کہتا ہے کہ درحقیقت مین اچھے اور برے لوگون مین تمیز کرتا ہون مین نیک کو بد نہین کرتا کیونکہ یہ کام خدا کا ہے سو مین خدا نہین مین تو محض داعی ہون مین پھر کہتا ہون کہ مین اچھے کو برا نہین کرتا کہ یہ کام رب العلمین کا ہے اور مین رب العالمین نہین بلکہ اچھے اور برون کے لئے آئینہ ہون - میرے ذریعہ سے اچھون کی اچھائی اور برون کی برائی ظاہر ہو جاتی ہے ایک ہندوستانی نے آئینہ سے اس لئے کبیدہ خاطر ہو کر کہ وہ اوس کو کالا منہ دکھلاتا ہے جلا دیا تھا - تو اوس آئینہ نے کہا تھا کہ میرا قصور نہین - اگر قصور ہے تو اوس کا ہے جسنے آئینہ بنایا - اوسی نے مجھے چغلخور اور سچا بنایا ہے تاکہ مین صاف کہدون کہ کون برا ہے اور کون اچھا ہے پس یون ہی مین کہتا ہون کہ مین آئینہ ہون اچھے کی اچھائی اور برے کی برائی ظاہر کرتا ہون - میرا کچھ قصور نہین - کیونکہ حق سبحانہ ہی نے مجھے ایسا بنایا ہے اگر قصور ہو سکتا ہے تو خدا کا - جب خدا کا بھی قصور نہین کیونکہ وہ مالک و مختار ہے جسکو جیسا چاہے بنائے تو میرا کیا قصور مین تو گواہ ہون لوگونکی اچھائی اور برائی کا - گواہ کو بھی کہین جیلخانہ ہوا ہے مین تم سے قسم کہا کر کہتا ہون کہ مین جیلخانہ کا مستحق نہین - لہذا تم میری برائیکا خیال چھوڑ دو - اور مجھے برا نہ سمجھو مین تو جہان کہین میوہ دار درخت دیکھتا ہون اور جسکو صلاحیت پاتا ہون اوس کی دایہ کی طرح تربیت کرتا ہون -

ہان جہان درخت تلخ اور خشک یعنی ناقابل اصلاح آدمی پاتا ہون اوس کی جڑ کاٹتا ہون - غرض مین مینگنی اور مشک مین تمیز کرتا ہون - اچھے برے کو پہچانتا ہون جیسا کوئی ہوتا ہے ویسا ہی اوس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہون اگر برا مجھپر اعتراض کرے تو اوس کا اعتراض بیہودہ ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ خشک لکڑی باغبان سے کہتی ہے کہ مرد آدمی تو میرا سر بقصور کیون کاٹتا ہے - اوس کا جواب باغبان یہ دیتا ہے کہ چپ رہ کیا خشک ہوتا تیرا کافی گناہ نہین ہے کیا اس کے علاوہ کسی اور گناہ کی بھی ضرورت ہے اور پھر خشک لکڑی کہتی ہے کہ مین تو سیدھی ہون ٹیڑھی بھی نہین پھر بقصور تو میری جڑ کیون کاٹتا ہے - تو باغبان اس کا یہ جواب دیتا ہے کہ کاش تو مسعود ہوتی تر ہوتی کہ آب حیات کو جذب کر سکتی اور آب زندگی سے آلودہ ہو سکتی گو کج ہوتی - لیکن تیرا تو تخم ہی برا ہے اور جڑ ہی اچھی نہین نہ تیرا کسی اچھے درخت سے پیوند ہے - اگر یہ بھی ہوتا تو بھی مین تجھے نہ کاٹتا - کیونکہ اگر شاخ تلخ کسی خوش درخت مین لگا دی جاوے تو اوس کی خوش مزگی اس مین اثر کر جاتی ہے جب یہ بھی نہین تو مین تجھے کس امید پر رکھ سکتا ہون - یون ہی سمجھنا چاہیے کہ جب کوئی اپنی ذات سے برا اور ناقابل اصلاح ہوتا ہے اور کسی نیک کی صحبت مین بھی نہین ہوتا تو مین اوس کو ہی نقصان پہونچاتا ہون - نہ کہ اچھون کو یا اون کی صحبت والون کو - جب میری یہ حالت ہے تو اگر مین نے تم کو ایک دین کے کام کے لیے جگایا تو تم کو تعجب نکرنا چاہیے اور بدگمان نہونا چاہیے کیونکہ اصل خصلت میری یہی ہے -

شرح شبیری

شیطان کا حضرت معاویہؓ کو مکر کے چھپانے کے لئے پھر جواب دینا

گفت ابلیسش الخ - یعنی شیطان نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ اس گرہ کو دجو تمھارے قلب مین میری جانب سے پڑ گئی ہو) کھول دو اسلئے کہ مین تو بھلے برے کی کسوٹی ہون - مطلب یہ ہی کہ چونکہ میری وجہ سے بھی بھلے برے کا امتیاز ہوتا ہی جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام کی ذات سے ہوتا ہی تو میرا وجود بھی رحمت ہی لہذا مجھ سے ناراض نہو جئے - اور اس سے بھلے برے کا متمیز ہونا ظاہر ہی -

امتحان شیر یعنی حق تعالی نے مجھے شیر اور کتے کا امتحان بنایا ہی اور مجھے کھوٹے کھرے کا امتحان بنایا ہی - کہ میری ہی وجہ سے معلوم ہو جاتا ہی یہ برا ہی اور یہ اچھا ہی -

قلب را من الخ - یعنی کھوٹے کو مین نے سیہ رو کب کیا ہی مین تو صراف ہون مین نے اوس کی قیمت لگادی ہی مطلب یہ ہے کہ جب میری مثال کسوٹی اور صراف جیسی ہی تو کسوٹی یا صراف سونے کو کھوٹا کھرا تھوڑا ہی کر دیتے ہین - بلکہ صرف بتا دیتے ہین کہ یہ کھوٹا ہی یہ کھرا - اور وہ صفت اوس مین پہلے سے ہوتی ہی - اسیطرح صفات ذمیمہ اور حمیدہ جو بھی ہون انسان مین خود پہلے سے ہوتی ہین میری وجہ سے صرف اون کا ظہور ہو جاتا ہی اس لئے میری کیا خطا ہان اگر مین کیسکو برا بھلا بناتا تو بیشک مجھپر الزام تھا -

نیکوا نرا الخ - یعنی نیکون کی تو رہنمائی کرتا ہون اور بدون کی بھی پیشوائی کرتا ہون غرضکہ جو جیسا ہو اوس کو اوسمین لگا دیتا ہون باقی خود کچھ نہین کرتا -

صالحا نرا الخ - یعنی صالحون کا مین مقتدا ہون اور جائے پناہ ہون اور بدبختون کی بھی مین مدد کرتا ہون -

باغبانم شاخ الخ - یعنی مین تو باغبان ہون شاخ تر کی تو پرورش کرتا ہون اور خشک شاخون کو بھی کاٹتا ہون - غرضکہ جو جیسا ہو اوس کی ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہون - آگے کہتا ہی کہ میری تو ایسی مثال ہی کہ جیسے ایک کتے اور ہرن کی جفتی سے ایک بچہ پیدا ہوا اور لوگون مین اختلاف ہوا کہ یہ ہرن ہی یا کتا - تو اس کا امتیاز کسی نے اس طرح کیا کہ اول اسکے سامنے گھاس رکھا اگر گھاس کھا لیا معلوم ہو گیا کہ ہرن ہی اگر نہ کھایا تو ہڈی رکھی اگر وہ کھالی تو معلوم ہو گیا کہ کتا ہی اسی طرح اس دنیا مین برائی بھلائی ملکر ایک چیز پیدا ہوئی ہی اور وہ انسان ہی اب اختلاف ہوا کہ یہ برا ہے یا بھلا تو مین نے اوس کے سامنے دونون راستہ رکھدیے اگر برا ہی تو برائی کی طرف گیا اور اگر اچھا ہے تو بھلائی کی طرف جاویگا - تو جب مین تمیز دینے والا ہون تو اس مین خود میری کیا خطا بتاؤ - اب سمجھو کہ بکتا ہی کہ -

این علفہامی نہم الخ - یعنی مین غذائین رکھ رہا ہون بھلا کس لئے (اس لئے کہ) تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ جانور کسکی جنس سے ہے -

سگ چو از آہو الخ - یعنی کتے کے ایک ہرن سے بچہ پیدا ہوا تو اوس کے کتے ہونے مین اور ہرن ہونے مین کوئی شک رکھے -

تو گیاہ و استخوان الخ - یعنی تو گھاس اور ہڈی اوس کے سامنے ڈال تاکہ معلوم ہو کہ کسکی طرف وہ رغبت کرتا ہے -

گر بسوے الخ - یعنی اگر ہڈی کی طرف آوے تب تو وہ کتا ہی اور اگر گھاس کو تلاش کرے تو آہو نسل ہی - اسی طرح دنیا مین بھی ہو رہا ہی کہ -

قہر و لطف الخ - یعنی قہر اور لطف دونون ایک دوسرے کے ساتھ جفت ہوئے تو ان دونون سے دنیا بھلی بری پیدا ہوئی - تو اس بھلے برے کی تمیز کی یہ صورت ہو کہ -

تو گیاہ و استخوان الخ - یعنی تو گھاس اور ہڈی دونون کو پیش کردے (آگے اسی ہڈی اور گھاس کا بیان ہو یعنی) نفس اور روح دونون کی روزی کو پیش کردے الخ -

گر غذائے الخ - یعنی اگر غذا نفس کی تلاش کرے تب تو وہ برا ہو اور اگر غذا روح کی چاہے تو سردار ہو تو مین یہی تو کرتا ہون کہ دونون راہین سامنے کر دین جس راہ سے مناسبت ہوئی اوسی کو اختیار کر لیتا ہو -

گر کند او خدمت الخ - اگر وہ تن کی پرورش مین لگی وے تب تو گدہا ہو اور اگر دریائے جان مین جا وے تو موتی پاوے - مطلب یہ کہ اگر کوئی شخص شہوت وغضب وغیرہ اخلاق ذمیمہ کو اختیار کرے تب تو وہ بیوقوف ہو اور سمجھ لو کہ اس مین صلاحیت خیر کی نہین ہو اور اگر پرورش روح کی کرے تو اوس کو علوم و معارف حاصل ہون گے آگے کہتا ہو کہ -

گرچہ این الخ - یعنی اگرچہ یہ دونون مختلف خیر و شر ہین لیکن یہ دونون ہین ایک ہی کام مین اور وہ کام یہ ہو کہ دونون ممیز ہین اگر شیطان ہو تو وہ بھی ممیز ہو اور اگر انبیاء علیہم السلام ہین وہ بھی ممیز ہین ہان اسقدر فرق ہے کہ -

انبیا طاعات الخ - یعنی انبیاء علیہم السلام تو طاعات کو پیش کرتے ہین (اور اُس سے نیک و بد مین تمیز ہوتی ہو) اور دشمن (دین) شہوات کو پیش کرتے ہین (اوس سے فرق ہوتا ہو مگر کام دونون کا انبیا و شیاطین کا ایک ہی ہوا یعنی نیک و بد مین فرق کرنا -) اور کہتا ہو کہ -

نیک را من بد کنم الخ - یعنی مین جو نیک کو بد کردون تو خدا تو نہین ہون - مین تو داعی ہون اون کا خالق تو نہین ہون

خوب را من زشت الخ - یعنی مین بھلے کو برا بنا دون مین کوئی خدا تو نہین ہون برے بھلے کا آئینہ ہون - مطلب یہ ہو کہ میری قدرت مین یہ تو نہین ہو کہ برے کو بھلا اور بھلے کو برا کردون اس لیے کہ یہ تو خدا کا کام ہو ہان صرف اسقدر ہے کہ میرے ذریعہ سے نیک و بد معلوم ہو جاتا ہو تو اس مین میری کیا خطا ہو اس لئے کہ اگر آئینہ مین بُری صورت بری معلوم دے تو آئینہ کی کیا خطا وہ صورت ہی بُری ہو ہان جو سمجھے گا نہین وہ آئینہ کی خطا بتا دیگا جیسے کہ ایک شخص بدصورت نے آئینہ دیکھا جب کالی کلوٹی صورت نظر آئی تو اوس کو آگ مین ڈالدیا کہ اس کمبخت نے میری صورت بری کر دی ہے بطور تمثیل کے اوسی کا قصہ بیان کرتا ہو کہ -

سوخت ہندو الخ - یعنی ایک ہندی آدمی نے آئینہ کو تکلیف کیوجہ سے جلا دیا - کہ یہ آدمی کو سیاہ رو دکھاتا ہو - مطلب یہ ایک ہندی نے اپنی صورت آئینہ مین دیکھی تو وہ جیسی بھی تھی ویسی معلوم ہوئی تو آپ نے غصہ مین آکر اوسکو آگ مین ڈال دیا کہ یہ تو کمبخت انسانکی صورت بگاڑ کر دکھاتا ہو - لہذا اسکو ناپید کر دینا چاہیے -

گفت آئینہ گنہ الخ - یعنی آئینہ بولا کہ میری خطا نہین ہو اوسکی خطا بتا کہ جسنے آئینہ بنایا ہو -

ادہر اغماز الخ - یعنی اوس نے غماز سچ بولنے والا بنایا ہو تا کہ مین بتا دون کہ اچھا کون ہو اور برا کون ہو مطلب یہ ہو کہ آئینہ نے کہا کہ بھائی میری کیا خطا ہو جسنے مجھے اسقدر صاف اور مصقل بنایا ہو اوس کی خطا ہے باقی

ادہر اغماز کردہ راست گو + تا بگویم زشت کو و خوب کو

مجھے تو چونکہ صیقل کر دیا ہی اس لئے تجھے چغلخور بنا یا غمازی کرتا ہون مگر سچی جو بات واقعی ہوتی ہی اوس کو ظاہر کر دیتا ہون اگر کوئی اچھا ہی تو اوس کی اچھائی کو اور اگر کوئی بُرا ہی تو اوس کی برائی کو ظاہر کر دیتا ہون - تو شیطان کہتا ہی کہ مین تو زشت و خوب کے لیئے آئینہ کی طرح ہون - جیسا ہوتا ہی میرے اندر نظر آجاتا ہی تو یہ میری خطا تو نہین ہی بلکہ جسنے مجھے ایسا بنایا ہی یعنی حق تعالیٰ نے اوس کی خطا ہو سکتی ہی اور اون کی خطا ہونا محال اور میری خطا ہون گئی لہذا کسیکی بھی خطا نہین ہی خود انسان ہی کی خطا ہی کہ وہ بُرا ہوتا ہی - اور کہتا ہی کہ -

من گواہم الخ - یعنی مین تو گواہ ہون اور گواہ کہ قید خانہ نہین ہوتا - مین قید یون مین سے نہین ہون خدا گواہ ہی

ہر کجا بینم الخ - یعنی جہان کہین کہ مین کوئی میوہ دار درخت دیکھتا ہون تو اوس کو دایہ کی طرح پالتا ہون -

ہر کجا بینم درخت الخ - یعنی جہان کہین کہ کوئی درخت تلخ اور خشک دیکھتا ہون اوس کو کاٹ ڈالتا ہون اس لئے کہ مین مشک اور مینگنی کو پہچانتا ہون مطلب یہ ہی کہ مین بھلے برے کو خوب جانتا ہون جو اچھا ہوتا ہی اوس کی پرورش کرتا ہون اور جو بُرے ہوتے مین اون کو خوب اچھی طرح تباہ و برباد کر دیتا ہون - آگے کہتا ہی کہ -

خشک گوید باغبان را الخ - یعنی وہ خشک باغبان سے کہتا ہی کہ اے نوجوان میرا سر بیخطا کیون کاٹ رہا ہی -

باغبان الخ - یعنی باغبان کہتا ہی کہ اے زشتخو چپ رہ کیا تیرا خشک ہونا جرم کافی نہین ہی - مطلب یہ کہ تیرے کاٹنے کے لیے اور کسی جرم کے ثبوت کی ضرورت نہین ہی صرف یہ جرم کافی ہی کہ تو خشک ہی - اسی طرح جب مین (شیطان) کسیکو جہنم واصل کرتا ہون اور وہ کہے کہ کیون مجھے برباد کر رہا ہی میری کیا خطا ہی تو کہتا ہون کہ یہ تیری بدی اور بُرا ہونا کیا کچھ کم گناہ ہی تیرا تو یہی بہت بڑا گناہ ہی کہ تو بُرا ہی

خشک گوید الخ - یعنی وہ خشک کہتا ہی کہ ارے مین تو سیدھا ہون ٹیڑھا بھی نہین ہون تو کیون بیخطا میری جڑ کاٹ رہا ہی -

باغبان گوید الخ - یعنی باغبان کہتا ہی کہ اگر تو نیکبخت ہوتا تو کاش کہ کج ہو مگر تر ہوتا -

جاذب آب الخ - یعنی تو آب زندگانی کا جاذب ہوتا اور آب زندگی مین ملا ہوا ہوتا - تو اسی طرح جب کوئی بُرا کہتا ہی کہ مجھے کیون برباد کیا ہی مین نے کیا خطا کی مین تو ظاہر مین کیسا اچھا ہون تو وہ کہتا ہی کہ ہان ظاہر مین تو اچھا ہی مگر یہ تیری بھلائی کسی کام کی نہین ہی کاش کہ تو بظاہر خوبصورت نہوتا مگر تیری سیرت بھلی ہوتی اور تیرے اندر قابلیت علوم و معارف کے حاصل کرنیکی ہوتی - اور کہتا ہی کہ -

تخم تو بد بودہ الخ - یعنی تیرا تخم بُرا ہی اور تیری اصل بھی اور تیرا میل کسی اچھے درخت کے ساتھ نہ ہو سکتا - اس لیئے تجھے قطع کیا جاتا ہی اس لیئے کہ اگر تر ہوتا تب تو کسی شاخ شیرین مین پیوند کر دیا جاتا اور اوس سے تیرے اندر بھی شیرینی آجاتی مگر اب جب کہ خشک ہی اب تو تو کسی کام ہی کا نہین ہی -

شاخ تلخ ار الخ - یعنی اگر شاخ تلخ (تر) ہی اچھے کے ساتھ پیوند ہو جاتی ہی تو وہ اچھا نہین اثر کرتا ہی مگر چونکہ خشک ہی تیرے اچھے ہو نیکی کوئی تدبیر ہی نہین لہذا اب تیرا نہونا ہی بہتر ہی تو شیطان کہتا ہی کہ جس طرح باغبان اوس خشک کو قطع کر دیتا ہی مین بھی یہی کرتا ہون اور اوسکو جہنم رسید کر دیتا ہون - یہ ساری تحقیقات بیان کر کے آگے خبیث پھر حضرت معاویہؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہی کہ -

اگر ترا بیدار الخ - یعنی اگر آپ کو مین نے دین کے لیئے جگا بھی دیا تو میری اصل خو تو یہی ہی یہی رکھیئے تعجب کیون ہی۔ جب حضرت معاویہ رضی نے دیکھا کہ یہ یون نہ بتاویگا تو سختی شروع کردی اور فرمایا کہ۔

شرح حبیبی

عنف کردن معاویہ رضی اللہ عنہ با بلیس علیہ اللعنۃ

گفت امیر ای راہ زن حجت مگو / مر ترا رہ نیست در من رہ مجو

رہزنی و من غریب و تاجرم / ہر لباساتی کہ آری کی خرم

گرد رخت من مگرد از کافری / تو نۂ رخت کسے را مشتری

مشتری نبود کسے را راہزن / ور نماید مشتری مکرست و فن

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ارے ڈکیت زیادہ دلیل مکر مجھ سے اور تیرا رستہ نہین تو میرے اندر رستہ نہ تلاش کر - یعنی مین تیری باتون مین نہ آؤنگا مجھ سے نہ اڑ تو ڈکیت ہی اور مین مسافر تاجر ہون صاحب بصیرت ہون لہذا مین تیرے ہر مکر و زور کے لباس کو نہین خرید سکتا - بلکہ مین پہچان لونگا کہ اس مین نقص ہی خریدنے کے قابل نہین یعنی مین تیری بناوٹ کو سمجھتا ہون لہذا مین نہین مان سکتا - تو میرے متاع ایمان کے گرد بے ایمانی سے نہ پھر مین جانتا ہون کہ تو چور ہی مال اڑانا چاہتا ہی - نہ کہ خریدار و قدردان - ڈکیت مشتری نہین ہو سکتا - اگر وہ اپنے کو مشتری ظاہر کرے تو یہ اوس کا مکر و فریب ہی -

نالیدن معاویہ رضی اللہ عنہ بحق تعالیٰ از مکر ابلیس و نصرت خواستن

تا چہ دارد این حسود اندر کدو / اے خدا فریاد رس ما زین عدو

گر یکے فصل دگر در من دمد / در رباید از من این رہزن نمد

این حدیثش ہمچو دودست اے الہ / دست گیر ار نہ گلیمم شد سیاہ

من بحجت بر نیایم با بلیس / کوست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس

آدمے کو علم الاسما بگست / در تگ چون برق این سگ بے تگست

از بہشت انداختش بر روے خاک / چون سمک در شست او شد از سماک

نوحہ انا ظلمنا مے زدے / نیست دستان و فسونش را حدے

اندرون ہر حدیث او شرست / صد ہزاران سحر در وے مضمرست

مردی مردان ببندد در نفس / در زن و در مرد افروزد ہوس

اے بلیس خلق سوز فتنہ جو / برچہ بیدارم کردی راست گو

زانکہ حیلت [illegible] / ہین غرض را در میان نہ سبب [illegible]

گر ترا بیدار کردم بہر نماز [illegible]

آخر کار ابلیس کی چالاکی سے پریشان ہوکر حضرت امیر معاویہ حق سبحانہ کی درگاہ مین مناجات کرتے ہین اور فرماتے ہین اے خدا تو میری فریاد سُن اور اس دشمن کے مکر سے چھُڑا نہین معلوم اسکے اس فعل مین کیا چال مضمر ہے - اگر ایک مرتبہ اور یہ مجھ سے گفتگو کریگا تو یہ رہزن میرا نقدِ ایمان اُڑالیگا - اے اللہ یہ اس کی گفتگو دھوین کی مثل ہے تو میری دست گیری کر ورنہ میرا گلیم سیاہ کر دیگا - یعنی میرے دل پر بُرا اثر ہوگا - مین ابلیس پر حجت سے غالب نہین آ سکتا کیونکہ یہ تو پہلے بڑے سب لوگون کو فتنہ مین ڈالنے والا ہے - آدم علیہ السلام جن کو علم الاسمار کا تمغہ عطا ہوا تھا اس کتے کی برق رفتاری کے مقابلہ مین عاجز رہگئے - اور یہ اُن سے بازی لے گیا اون کو بہشت سے زمین پر پہونچا دیا اور وہ سماک (مرتبہ عالیہ) سے جدا ہوکر اس کی شست مین مچھلی کی طرح پھنس گئے - بالآخر ربنا ظلمنا انفسنا کہہ کہہ کر روتے تھے اے اللہ اس کے منتر اور فریب کی تو کوئی حد ہی نہین - اس کی ہر بات مین کوئی نہ کوئی شر ہے بلکہ ہزارون لاکھون جادو اس مین مستتر ہین - یہ تنجت (؟) بڑے بڑے ہمت والون کی ہمت ایک پھونک مین پست کر دیتا ہے اور مرد و عورت مین آتش ہوس افروختہ کرتا ہے یہان تک حق سبحانہ سے دعا کرکے پھر ابلیس کی طرف مخاطب ہوتے ہین اور فرماتے ہین - اے خلقت کو جلانے والے اور فتنہ کے ڈھونڈھنے والے ابلیس سچ بتلا تو نے مجھے کیون جگایا - کیونکہ تیری چالاکی میرے سامنے نہین چل سکتی دیکھ بناوٹ نکر - اور اصلی غرض بیان کردے -

باز تقریر ابلیس تلبیس خود را با معاویہ رضی اللہ عنہ

گفت ہر مردے کہ باشد بدگمان … نشنود او راست را با صد نشان

ہر درونے کہ خیال اندیش شد … چون دلیل آری خیالش بیش شد

چون سخن در وے رود علت شود … تیغ غازی دزد را آلت شود

پس جواب او سکوت است و سکون … ہست با ابلہ سخن گفتن جنون

تو ز حق ترس و ز حق جو قطع نفس … کہ تو از شرش بماندستی بحبس

تو ز من با حق چہ نالی اے سلیم … تو بنال از شر این نفس لئیم

تو خوری حلوا ازان دُمَل شود … تپ بگیرد طبع تو مختل شود

بے گنہ لعنت کنی ابلیس را … چون نہ بینی از خود آن تلبیس را

نیست از ابلیس از تست اے غوی … کہ چو روبہ سوے دنبہ میروی

زان ندانی کت ز دانش دور کرد … میل دنبہ چشم عقلت کور کرد

حبک الاشیاء یعمیک و یصم … نفسک السوء قد جنت لا تختصم

تو گنہ بر من منہ کژ مژ مبین … من ز بد بیزارم و از حرص و کین

من بدی کردم پشیمانم ہنوز … انتظارم تا شبم گردد تموز

حرص و کین است از طباع مختلف … مر مرا ہم چار صد شد مکتنف

ہم امیدے می پزم با درد و سوز … تا کہ کے گردد شب دیجور روز

متہم گشتم میان خلق من	فعل خود بر من نہد ہر مرد و زن
گرگ بیچارہ اگر چہ گرسنہ است	متہم باشد کہ او در طنطنہ است
چونکہ نتواند ز ضعف او راہ رفت	خلق گوید تخمہ است از لوت زفت

شیطان نے جواب دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ جو شخص بدگمان ہوتا ہے وہ سچی بات سو دلیلوں کی ساتھ بھی نہیں مانتا۔ اور جس دلپر توہمات کا غلبہ ہوتا ہے جب تم اوس کے سامنے کوئی دلیل بیان کروگے تو اوس کے توہمات مین ترقی ہوگی۔ جب کوئی معقول بات اوس مین پہونچتی ہے مادہ فاسدہ بنجاتی ہے اور اوس کی ایسی مثال ہوجاتی ہے جیسے غازی کی تلوار جو فی الحقیقت آلۂ اصلاح ہے ڈاکو کے ہاتھ مین جاکر آلۂ فساد بنجاتی ہے ایسے شخص کا جواب سکوت اور خاموشی کے سوا کچھ نہین کیونکہ بیوقوف کے ساتھ گفتگو کرنا جنون ہے تم کو چاہیئے کہ خدا سے ڈرو اور اوس سے اس کی درخواست کرو کہ وہ تم کو نفس سے جدا کرے کہ تم اوس کے شر سے خرابیون مین گرفتار ہو۔ خدا کے سامنے میری کیا فریاد کرتے ہو۔ تم کو اس خبیث نفس کی شرارت سے فریاد چاہیے۔ دیکھو تم مٹھائیان کہاتے ہو اس سے تمہارے دل نکل آتا ہے اور بخار چڑھتا ہے اس لئے تمہاری طبیعت بگڑجاتی ہے یہ ہوتے تو محض نفس کے سبب سے ہین مگر بیقصور اور بلا وجہ ابلیس پر لعنت کرتے ہو۔ اس فریب کو اپنے نفس کی طرف سے کیون نہین سمجھتے۔ ابلیس کی جانب سے یہ فعل نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اس مین اس کا کوئی فائدہ نہین بلکہ خود تمہارے نفس کی طرف سے ہے کہ وہ لومڑی کی طرح خوش خوش دنبہ کی طرف جاتا ہے اور اوس کو اپنے لئے نافع سمجھتا ہے مگر جبکہ وہ دنبہ کو سبزہ مین دیکھکر اوس کی طرف جاتا ہے تو یہ نہین سمجھتا کہ وہ جال ہے جو مضرت پہونچائیگا۔ تم اس نقصان کو اس لئے نہین جان سکتے کہ مرغوب شے کی رغبت نے تمکو سمجھ سے بالکل الگ کردیا ہے اور تمہاری چشم عقل کو اندھا کردیا ہے۔ اس لئے کہ عام قاعدہ ہے کہ ایک شے کی محبت اندھا اور بہرا کردیتی ہے کہ نہ وہ مضرت کو دیکھ سکتا ہے اور نہ کسیکی نصیحت سنتا ہے۔ جب یہ تم کو معلوم ہوگیا تو سمجھو کہ تمہارا نفس بڑا ہی مجرم ہے تم دوسرون سے نہ لڑو تم غلط بین نہ بنو اور خواہ مخواہ مجھے الزام نہ دو۔ مجھے تو برائی سے حرص سے عداوت سے سخت نفرت ہے پھر ایسی باتون کی ترغیب کیون دینے لگا۔ [illegible] اور مخالفت تو مختلف طبیعتون کے اجتماع سے پیدا ہوتی ہین مجکو ان سی چار عنصرین کیسے جیسے [illegible] ہوتا ہے تو اس [illegible] مرکب ہے [illegible] غالب [illegible] اختیار ہے کہ دیکھئے کہ [illegible] ساتھ امید لگا رہا ہون کہ [illegible] خوش [illegible] ہوگی۔ میری تو یہ حالت ہے لیکن [illegible] فعل کو میرے ہی سر منڈھتا ہے۔ [illegible] لوگ [illegible] کوئی تو بی غدا کا ان سے جس سے آشنا [illegible] نہین جاتا۔

شعر شبیری

حضرت معاویہ رض کا ابلیس سے سختی کرنا

گفت امیر اے الخ۔ یعنی حضرت امیرؓ نے فرمایا کہ اے ڈاکو دلیل مت بھگار مجھے کوئی رستہ نہین ہے میرے اندر راستہ مت تلاش کر۔ مطلب یہ کہ تو مجھے نہین بہکا سکتا اس لئے ذرا مجھ پر رحم فرمائیے اور جو سیدہی سیدھی بات ہے کہدیجئے ورنہ خبر لیجاویگی آگے اپنی اور ابلیس کی ایک مثال فرماتے ہین کہ۔

رہزنی الخ۔ یعنی اے تو تو ڈاکو ہے اور مین غریب تاجر ہون تو تو جو لباس لاویگا مین کب خریدونگا۔ مطلب یہ ہے کہ تو ڈاکو ہے اور مین تاجر ہون اگرچہ کم درجے کا اور غریب ہی ہون مگر آخر پھر بھی کچھ تو مجھے بھی پہچان ہے اسلئے مین تیرے دہوکون مین آنیوالا نہین ہون۔

گرد رخت من الخ۔ یعنی میرے اسباب کے پاس کافری کی صحبت سے ذامت پھر داس رہئے کہ تو تیرے اسباب کو خریدنے والا نہین ہی بلکہ صرف دہوکہ دہی کے لیے سوداگر بنا پھرتا ہے تاکہ لوگون کو خوب اچھی طرح سے ٹھگے۔

مشتری نبود الخ۔ یعنی ڈاکو کسی کا خریدار نہین ہوتا اور اگر اپنے کو خریدار ظاہر کرے تو وہ مکر ہے اور حیالاکی ہے۔ لہذا تو جو کہتا ہے کہ مین نے تمھین دین کے لیے جگایا ہے بالکل غلط اور زور ہے۔ غرضکہ جب گفتگو اس حد تک پہونچی تو حضرت معاویہ رض نے حق تعالیٰ سے دعا کی اور مدد چاہی کہ یا الٰہی اسکے مکر کو ظاہر فرما دے اور مجھے بچا۔

حضرت معاویہ رض کا حق تعالےٰ کی درگاہ مین نالہ وزاری کرنا اور مدد چاہنا

تا چہ دارد الخ۔ یعنی یہ حاسد اپنے باطن مین کیا رکھتا ہے اے خدا ہمارے فریاد کو اس عدو کے مقابلہ مین پہونچیے

گر یکے الخ۔ یعنی اگر یہ ایک بھی اور پھونک میرے اندر مار دے تو یہ رہزن میرا گندہ بھی اُڑا لیگا۔ مطلب یہ کہ اگر اسی طرح [illegible] بات تو مجھے خوف اپنے ایمان کا ہے۔

این حدیثش الخ۔ یعنی یا الٰہی یہ اس کی باتین دہوئین کی طرح مین رحم فرمائیے ورنہ میرا کمبل تو سیاہ ہو جاویگا۔ مطلب یہ کہ مجھ مین [illegible] یہ فسون اور باتین اثر نہ کر جاوین خدا کے لیے رحم کیجیے۔

من بحجت [illegible] یعنی مین شیطان کی ساتھ مناظرہ مین تو غالب نہین آ سکتا اس لئے کہ وہ تو ہر بھلے اور برے [illegible] فتنہ ہے۔

آدم کے [illegible] یعنی وہ آدم جو کہ علم الاسماء والے ہین اسکی بجلی جیسی چال کے آگے بے تگ ہین۔ مطلب یہ کہ وہ آدم علیہ السلام کہ [illegible] علم الاسماء آیا ہے اور اسقدر بڑے اور عالم اور حقیقت شناس تھے اس نالائق کی چال [illegible] سے اور آخر یہ نتیجہ ہوا کہ۔

از بہشت [illegible] ان کو بہشت سے روئے زمین پر لا ڈالا۔ اور وہ اوس کی چال مین سماک سے مچھلی کی طرح [illegible]

نوحہ [illegible] ظلمنا الخ۔ کا نوحہ کرتے تھے اس شیطان کے مکر وفریب کی تو کوئی حد ہی نہین۔ مطلب یہ کہ جب وہ [illegible] مین مبتلا ہو گئے تو اب بجز اس کے کہ حق تعالیٰ سے دعا کرتے تھے اور کچھ بھی نہوا۔

اس خبیث سے بازی نہ لیجا سکے۔

مردیٔ مردان الخ۔ یعنی اوس کی ہر بات مین شر ہے اور اوس کے اندر لاکھون جادو پوشیدہ ہین۔

مردیٔ مردان الخ۔ یعنی مردون کی مردانگی کو ایکدم مین باندھ دیتا ہی اور مرد و عورت مین ہوس کو بڑھاتا ہی۔ ایک جادو ہوتا ہے جس سے مرد عنین ہوجاتا ہی تو فرماتے ہین کہ یہ شیطان وہ ہی کہ اسکے جادو سے بڑے بڑے مردان خدا نامرد اور کم ہمت ہوگئے بس اس کمبخت کے ہاتھ سے خدایا مجھے بچا بس یہ دعا کرکے اب پھر اوس خبیث کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہین کہ۔

اے بلیس الخ۔ یعنی اے شیطان خلق کو جلانے والے فتنہ کے ڈھونڈھنے والے تو نے کس وجہ سے مجھے جگایا سچ بتا

زانکہ حیلت الخ۔ یعنی اس لیئے کہ میری ساتھ حیلہ نہین سماتا ہان بات کو بیان کردے بے کسی دہوکے کے۔ یہ سنکر خبیث کہتا ہی کہ۔

پھر ابلیس کا اپنی تلبیس کی حضرت کے سامنے تقریر کرنا

گفت ہر مردیکہ الخ۔ یعنی کہنے لگا کہ جو آدمی کہ بدگمان ہوتا ہی وہ سچ بات کو باوجود سونتا تیون کے بھی نہین سنتا۔ مطلب یہ کہ چونکہ آپ کو مجھ سے بدگمانی ہوگئی ہی اس لئے آپ میری سچ بات کو بھی غلط ہی جانتے ہین۔

ہر درونے الخ۔ یعنی جو دل کہ خیال کا سوچنے والا ہوگیا جب تم دلیل لاؤ گے اوسکا خیال زیادہ ہی ہوگا۔ مطلب یہ کہ جب کسی کو بدگمانی ہوجاوے تو اوس سے جتنی باتین کرو وہ بدگمان زیادہ ہی ہوتا ہی۔

چون سخن الخ۔ یعنی جب اوس بدگمان مین کوئی بات جاوے وہ بھی علت ہوجاوے جیسا کہ غازی کی تلوار چور کے لیے آلہ (چوریکا) ہوجاتی ہی مطلب یہ ہی اوس خبیث نے کہا کہ چونکہ تمکو بدگمانی میری طرف سے ہی اسلئے ساری باتون کو غلط ہی سمجھتے ہو ورنہ مین بالکل صحیح کہہ رہا ہون۔

پس جواب الخ۔ یعنی پس جواب اوس بدگمان کا سکوت ہی اور سکون اسلئے کہ بیوقوف کے ساتھ بات کرنا جنون ہے خبیث رافضی معلوم ہوتا ہی جو حضرت معاویہؓ کو برا بھلا کہہ رہا ہی۔

تو ز حق ترس الخ۔ یعنی تو حق تعالی سے ڈر اور حق تعالے سے اس نفس کا قطع ہونا چاہ کہ تو اوس کے ہی شر سے جس مین ہے

تو ز من الخ۔ یعنی ارے بھلے آدمی تو حق کے سامنے میری وجہ سے کیا روتا ہی اس مرد و نفس کے شر سے رد۔ مطلب یہ ہے کہ مین تو اسقدر شریر ہون بھی نہین جتنا کہ تیرا نفس ہی اس لئے میری وجہ سے کیا حق تعالی سے پناہ مانگ رہا ہے اس نفس سے جسکو کہ بغلمین لئے بیٹھا ہی پناہ مانگ بعض بزرگون نے لکھا بھی ہو کہ نفس زیادہ پریشان کرتا ہی شیطان اسقدر نہین کرتا۔ اور اس بات کو جس کا دل چاہے آزما دیکھ لے پہچان اس کی یہ لکھی ہی کہ دیکھو جو وسوسہ آرہا ہی آیا ایک وسوسہ ہی بار بار آتا ہی یا کہ نئے نئے وساوس آتے ہین۔ اگر بار بار آتا ہی وہ تو نفس کا ہی اور یہی اکثر ہے کہ ایک وسوسہ آیا اوسکو دفع کیا تو پھر وہی موجود ہی اور اگر نئے نئے وسوسے آدین تو سمجھ لو کہ وساوس شیطانی ہین اور نئے وساوس بہت کم آتے ہین اور یہ اسلئے ہی کہ شیطان تو صرف اضرار اور اضلال چاہتا ہی

تو جب وہ ایک وسوسہ کو دیکھتا ہی کہ اس سے کام نہین چلا تو دوسرا وسوسہ لاتا ہی - اور نفس کا مقصود ہوتا ہی حصول حظ مزا لینا تو جب وہ اس قصد سے وسوسہ ڈالتا ہی اور اوسکو کوئی کل کل کردے تو اوس کو لذت تو آئی ہی نہین اسلئے وہ اوسی کو پھیر لاتا ہو اور یہ قاعدہ بھی کلی نہین بلکہ اکثری اور اس کے ضمن مین مولانا کو یہ بھی بتلانا ہے کہ اس شیطان سے تو بچتے ہو مگر اس سے بڑہکر دشمن تو تمھاری بغل مین دہرا ہوا ہی غرضکہ شیطان نے کہا کہ مجھ سے کیا پناہ مانگتے ہو اپنے نفس سے پناہ مانگو -

خود خوری حلوا الخ - یعنی تو خود تو حلوا کھاوے اور تیرے دمل ہو جاوے اور بخار آوے اور طبیعت خراب ہو جاوے +

بے گنہ لعنت الخ - یعنی بیچارہ شیطان کو لعنت کرتے ہو تم اس تلبیس کو اپنے ہی اندر سے کیون نہین دیکھتے - مطلب یہ کہ خود تو برا کام کیا اور لعنت شیطان پر بھلا اس کے کیا معنی ہین ارے بھائی یہ تو خود تمھارے اندر سے ساری باتین پیدا ہوتی ہین - اسی مضمونکو اوستاد ذوق نے لکھا ہو کہ ؎ مجھکو آتی ہی ہنسی ان حضرت انسان پر + فعل بد تو خود کرین لعنت کرین شیطان پر +

نیست از ابلیس الخ - یعنی ارے گمراہ یہ ابلیس کی طرف سے نہین بلکہ تیری ہی طرف سے ہی کہ تو لومڑی کی طرح دبنہ کی طرف جا رہا ہے -

چونکہ در سبزہ الخ - یعنی اے لومڑی جبکہ تو سبزہ مین دبنہ کو دیکھتی ہی وہ جال ہوتا ہی تجھے اس کی خبر نہین ہی - شاید لومڑی کے پکڑنیکے لئے دبنہ وغیرہ کو سبزہ مین باندہتے ہون گے - اوس پر وہ آتی ہوگی تو جال مین پھنس جاتی ہوگی - اس لئے فرماتے ہین کہ اے کمبخت نفس جو لومڑی کی طرح مکار ہی تو جو ان علوم و معارف کے شکار کرنیکے لئے جا رہا ہی تجھے یہ بھی خبر ہی کہ وہان جال ہی اور جہنم مین جا کر گریگا -

زان ندانی الخ - یعنی تو اس لئے نہین جانتا کہ تجھے عقل سے دور کر دیا ہے اور دبنہ کی خواہش نے تیری عقل کو اندھا کر دیا ہے -

حبک الاشیا الخ - یعنی محبت اشیار کی تجھے اندہا اور بہرا کر دیتی ہے تیرے نفس برے نے جنایت کی ہے تو اس سے جھگڑا مت کر

تو گنہ بر من الخ - یعنی تو مجھ پر گناہ مت رکھ اور ٹیڑھا میڑھا مت دیکھ مین برے آدمی سے بیزار ہون اور حرص سے اور کینہ سے -

من بدی کردم الخ - یعنی مین نے ایک گناہ کیا ہی تو اب تک پشیمان ہون اور انتظار مین ہون کہ میری رات دن سے بدلجاوے -

حرص و کینہ الخ - یعنی حرص اور کینہ مختلف طبائع سے آتا ہی اور مجھے بھی چار ضدون نے ترکیب دی ہی -

ہم امیدے الخ - یعنی مین بھی امید کر رہا ہون درد و سوز کے ساتھ کہ میری شب دیجور (دیکھئے) کب روز ہوتی ہے -

متہم گشتم میان الخ - یعنی مین ساری مخلوق مین متہم اور بدنام ہو گیا اور ہر مرد و عورت میرے اوپر اپنے فعل

انگور کہہ دیتے ہین۔

گرگ بیچارہ الخ۔ یعنی بھیڑیا بیچارہ اگرچہ بھوکا ہو مگر بدنام ہوگا کہ اکڑ مین ہی۔

چونکہ نتواند الخ۔ یعنی جبکہ وہ ضعف کی وجہ سے چل نہ سکے تو لوگ کہتے ہین کہ پیٹ بھر غذا کی وجہ سے تخمہ ہوگیا ہے اسی طرح مین اگرچہ کیسا ہی سنگین ہون مگر سب مجھ ہی کو بدنام کرتے ہین۔ خیر اپنے منہ سے گرگ تو بنا خبیث مردود۔

شرح حبیبی

باز الحاح کردن معاویہؓ مر ابلیس را و جواب او

گفت غیر راستی نرہاندت ‌‌ داد سوی راستی میخواندت
راست گو تا وارہی از چنگ من ‌‌ مکر ننشاند غبار جنگ من
گفت چون دانی دروغ و راست را ‌‌ ای خیال اندیش و پُر اندیشہا
گفت پیغمبر نشانی دادہ است ‌‌ قلب نیکو را محک بنہادہ است
گفتہ است الکذب ریب فی القلوب ‌‌ باز الصدق طمانین و طروب
دل نیارامد ز گفتار دروغ ‌‌ آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ
در حدیث راست آرام دلست ‌‌ راستیہا دانۂ دام دلست
دل مگر رنجور باشد بد دہان ‌‌ کو نداند چاشنی این و آن
چون شود از رنج و علت دل سلیم ‌‌ طعم صدق و کذب را باشد علیم
حرص آدم چون سوی گندم فزود ‌‌ از دل آدم سلیمی را ربود
پس دروغ و عشوہ ات را گوش کرد ‌‌ غرہ گشت و زہر قاتل نوش کرد
گندم از کژدم نداند آن نفس ‌‌ می برد تمییز از مست ہوس
خلق مست آرزو اند و ہوا ‌‌ زان پذیرا اند دستان ترا
ہر کہ خود را از ہوا خو باز کرد ‌‌ گوش خود را آشنای راز کرد
ہمچنانکہ در حکایت گفتہ اند ‌‌ بشنو آنرا تا کشاید بستہ بند

شکایت قاضی از آفت قضا و جواب نائب او

قاضیی بنشاندند و میگریست ‌‌ گفت نائب قاضیا گریہ زچیست
این نہ وقت گریہ و فریاد تست ‌‌ وقت شادی و مبارکباد تست
گفت آہ چون حکم راند بیدلی ‌‌ در میان آن دو عالم جاہلی
آن دو خصم از واقعۂ خود واقف اند ‌‌ قاضی مسکین چہ داند زان دو بند

جاہلست و غافلت از حال شان
گفت خصمان عالم اند و علتے
زانکہ تو علت نداری در میان
وان دو عالم را غرض شان کور کرد
جہل را بے علتے عالم کند
تا تو رشوت نستدی بینندۂ
از ہوا من خوے را وا کردہ ام
چاشنی گیر دلم شد با فروغ

چون رود در خون شان و مال شان
جاہلے تو لیک شمعے ملتے
آن فراغت ہست نور دیدگان
علم شان را علت اندر گور کرد
علم را علت ژدلہا بر کند
چو ان طمع کردی ضریر و بندۂ
لقمہائے شہوتے کم خوردہ ام
راست را داند حقیقت از دروغ

اس کے جواب مین امیر معاویہؓ نے پھر فرمایا کہ سچ کے سوا کوئی چیز تجھے نہین چھڑا سکتی انصاف تجھے راستی کی طرف بلاتا ہی یعنی انصاف اسی کا مقتضی ہی کہ تو سچ بولے پس تو سچ کہدے تاکہ میرے پنجہ سے نجات پائے ورنہ مکر و فریب میری منازعت کو نہین دبا سکتا۔ شیطان نے کہا کہ تم تو وہی ہو آخر یہ تو بتاؤ کہ تمہارے پاس کیا معیار ہی جس سے تم جھوٹ اور سچ مین تمیز کر سکتے ہو اور جس کے بنا پر میرے بیان کو جھوٹ کہتے ہو۔ اونھون نے جواب دیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ اور جھوٹ کی ایک شناخت تبلائی ہی اور اوس کو کھرے کھوٹے کی پہچان کے لیئے معیار قرار دیا ہی۔ وہ یہ ہی کہ آپنے فرمایا الصدق طمانینۃ والکذب ریبۃ یعنی جھوٹی بات سے دلکو تسکین نہین ہوتی۔ (جس طرح کہ تیل مین پانی کی آمیزش سے روشنی نہین بڑھتی) اور سچی بات سے دل کو سکون ہوجاتا ہی اور سچی باتین دل کے لیئے دانہ دام ہین۔ بجز اس دل کے جو بیمار ہو۔ اور جس کے منہ کا ذائقہ خراب ہوگیا ہو۔ کیونکہ وہ بیشک دونون مین امتیاز نہین کرسکتا۔ لیکن جب دل امراض سے صحیح و سالم ہوتا ہی تو وہ صدق و کذب کے مزہ کو ضرور جان لیتا ہی۔ اگر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ پھر آدم علیہ السلام نے میرے جھوٹ کو کیون نہ پہچان لیا کیونکہ اس کی وجہ یہ ہی کہ جب اون کے دلمین دانہ گندم کھانیکی حرص بڑھی تو اسی حرص نے ان کی دل کے مزاج کو اعتدال سے کسیقدر منحرف کردیا۔ لہذا اونھون تیرا مکر و فریب سن لیا اور دہوکہ کھاگئے اور سم قاتل کو کھالیا اور اون کو امتیاز نہوا کہ یہ دانہ گندم ہی یا حقیقت مین کژدم ہی کیونکہ قاعدہ ہی کہ ہوس مست ہوس کی تمیز کو کھو دیتی ہی۔ نیز چونکہ مخلوق ہوا و ہوس مین مبتلا ہی اسلیئے وہ تیرے فریب کو قبول کرلیتے ہین لیکن جو شخص اپنی خصلت ہوا و ہوس سے جدا کرچکا ہی۔ وہ حقیقت پر مطلع ہوتا ہی اور ہرگز دہوکہ نہین کھاتا جیسا کہ ایک حکایت مشہور ہی تو اسکو سن تاکہ یہ عقدہ حل ہوجاوے اور تجھے میرے قول کی صداقت معلوم ہوجاوے لوگون نے ایک شخص کو قاضی بناکر بٹھلایا تو وہ رونے لگا اوس کے نائب نے کہا قاضی صاحب آپ کیون روتے ہین یہ آپ کے رونے پیٹنے کا وقت نہین ہے۔ بلکہ آپ کے لیئے خوشی اور مبارکباد کا وقت ہی۔ قاضی نے فرمایا کہ بھائی مین اس لیئے روتا ہون کہ ایک متردد اور ناواقف شخص دو واقفون کا فیصلہ کیونکر کرسکتا ہی مدعی و مدعا علیہ تو حقیقت حال سے واقف ہین قاضی بیچارہ جو دو قیدون مین پھنسا ہوا ہی ایک جہل دوسری غفلت وہ ان دو قیدون کے باعث حقیقت حال کیونکر جان سکتا ہی اور جبکہ یہ اون کی حالت سے بالکل ناواقف اور بیخبر ہی پھر یہ اون کے خون و مال مین مداخلت کیونکر کرسکتا ہے نائب نے کہا کہ بیشک وہ دونون مدعی و مدعا علیہ واقف ہین۔ مگر مریض

ہواوہوس مین اس لئے جاہل ہین - اور آپ گونا واقف ہین - مگر بااینہمہ شمع ملت ہین - چونکہ آپ کی کوئی غرض نہین ہی لہذا آپکا غرض سے خالی ہونا آپکی دل کی آنکھون کو منور کرنے والا ہی - اور اس کی بدولت آپ حقیقت حال سے واقف ہوسکتے ہین اور مدعی و مدعا علیہ کی اغراض نے ان کو اندہا کردیا ہی اور آپ کے علم کو خاک مین ملادیا - پس بغیرضی سے جہل مبدل بعلم ہوجاتا ہی - اور غرض علم کو دل سے نکال دیتی ہی - پس جب تک آپ رشوت نہ لینگے آپ بینا رہینگے - اور جب رشوت لینگے تو نابینا - اور بندۂ غرض ہوجاوینگے - آپ کو حق ناحق کچھ نہ دکھلائی دیگا - محض وہ غرض پیش نظر ہوگی جبکہ تو یہ قصہ سن چکا اور تجھے معلوم ہوگیا کہ ہوا و ہوس ہی وہ شئے ہے جو چشم دل کو اندہا کردیتی ہی تو اب سمجھ کہ مین نے اپنے آپ کو ہوائے نفسانی سے بالکل الگ کرلیا ہی اور غذائے ہوا و ہوس نہین کہائی ہی اسلئے میرا اسرار و معارف کا مزہ چکہنے والا دل منور ہی اور مین سچ اور جھوٹ مین امتیاز کرسکتا ہون -

شرح شبیری

پھر حضرت معاویہؓ کا ابلیس سے بالحاح سوال کرنا اوس کا جواب

گفت غیر راستی الخ - یعنی حضرت نے فرمایا کہ سوائے سچ کے تجھے کوئی چھڑا نہین سکتا انصاف سے تجھے راستی کی طرف بلا رہا ہے -

راست گوتا الخ - یعنی سچ کہدے تاکہ تو میرے جنگل سے چھوٹ جاوے اسلئے کہ مکر میری لڑائی کے غبار کو فرو نکریگا مطلب یہ کہ مکر سے مین تجھے چھوڑونگا نہین سچ کہدے تو خیر چھوڑ بھی دونگا -

گفت چون دانی الخ - یعنی شیطان نے کہا کہ تم جھوٹ سچ کو کسطرح جانو گے اے بدگمان اور بڑا اندیشہ - مطلب یہ کہ اگر مین نے سچ کہا بھی تب بھی یقین کیسے خبر ہوگی کہ مین سچ ہی بول رہا ہون -

گفت پیغمبر نشانے الخ - یعنی امیر نے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نشانی دی ہی نیک قلب کو کسوٹی بنایا ہے لہذا اگر تو سچ بولیگا تو میرا قلب اوسکو فوراً قبول کریگا -

گفتہ است الکذب الخ - یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جھوٹ سے قلب مین ایک شبہ رہتا ہی اور پھر صدق قلوب کے اندر اطمینان اور خوشی ہوتی ہے - حدیث مین ہے الصدق طمانینۃ والکذب ریبۃ اسی طرف اشارہ ہے -

دل نیارامد الخ - یعنی جھوٹ سے قلب کو آرام نہین ملتا - پانی اور تیل کب روشنی بڑھا سکتے ہین - اسیطرح جھوٹ کب قلب مین سکون پیدا کرسکتا ہی تو اگر مجھے اطمینان ہوگیا تو سمجھونگا کہ سچ ہی -

در حدیث الخ - یعنی حدیث مین ہے کہ سچ آرام دل کا ہی اور راستیان دام دلکا دانہ ہین - یعنی جب سچ بولا اور قلب کو اطمینان ہوا اور قلب مسخر ہوا -

دل مگر رنجور الخ - یعنی دل جوکہ بیمار اور بد دہان ہوتا ہی وہ ہر ایک کی چاشنی کو نہین جانتا - مطلب یہ کہ جو قلب کہ سلیم نہ ہو اوسکو تو بیشک صدق و کذب مین تمیز نہین ہوتی - ورنہ ضرور ہوتی ہے

گفت غیر راستی نرہاندت + داد سوئے راستی میخواندت +
راست گوتا وارہی از چنگ من + مکر ننشاند غبار جنگ من +
گفت چون دانی دروغ و راست را + اے خیال اندیش و پُر اندیشہا +
گفت پیغمبر نشانے دادہ است + قلب نیکو را محک بنہادہ است +
گفتہ است الکذب ریب القلوب + باز الصدق طمانین و طروب +
دل نیارامد بگفتار دروغ + آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ +
در حدیث راست آرام دلست + راستیہا دانۂ دام دلست +

دل مگر رنجور باشد بد دہان + کہ نداند چاشنی این و آن +

چون شود از الخ - یعنی جبکہ رنج وعلت سے دل سلیم ہوجاوے وہ صدق وکذب کے مزے سے واقف ہوجاتا ہے
حرص آدم الخ - یعنی آدم علیہ السلام کو حرص نے جب گندم کی طرف بڑہایا تو آدم علیہ السلام کے دل سے سلیمی جاتی رہی
پس دروغ وعشوہ الخ - یعنی پس اونھون نے تیرے مکر اور جھوٹ کو سن لیا اور دہوکہ مین آگئے اور زہر قاتل کو پی لیا -
کژدم از گندم الخ - یعنی اسوقت بچھو مین اور گیہون مین فرق نہین جانتا اور وہی حرص مست ہوس سے تمیز کو لیجاتی ہے -
خلق مست الخ - یعنی چونکہ مخلوق حرص دہوا مین مست ہین اسلئے تیرے مکر کو قبول کرلیتے ہین -
ہر کہ خود را الخ - یعنی جسنے کہ ہوا وہوس سے اپنے کو چھڑالیا اوسنے اپنے کان کو آشنا راز کا کیا - مطلب یہ کہ اوسکو اسرار وحقائق حق پر اطلاع ہوگئی -
ہمچنانکہ الخ - یعنی جیسے کہ حکایت مین بیان کیا ہی لوگون نے ذرا تم اوس کو سنو تاکہ یہ بندہا ہوا بند کہلجاوے -
آگے ایک قاضی کی حکایت لاوینگے جس کا حاصل یہ ہی کہ ایک شخص کو لوگون نے قاضی بنادیا تو وہ مسند پر بیٹھکر رونے لگا - نائب نے دریافت کیا کہ حضرت روتے کیون ہین تو اونھون نے کہا کہ بات یہ ہی کہ اصل واقعہ سے تو فریقین ہی مطلع ہوتے ہین اور مین ناواقف محض - تو کیا خبر ہی کہ کیا فیصلہ کردون اس لئے رورہا ہون کہ دیکھئے انجام کیا ہوتا ہی تو اوس نائب نے کہا کہ اگر آپ کی نیت بخیر ہے اور آپ کو کسی قسم کی حرص نہین ہی تب تو خواہ کچھ بھی فیصلہ کردو وہ بھی درست ہی اور مواخذہ نہین ہی اور اگر حرص ہی تو پھر درست بھی کرد تب بھی مواخذہ ہی تو اس حکایت کو اسپر لاتے ہین کہ - ہر کہ خود را از ہوا خو باز کرد الخ کہ دیکھو اوس نے بھی کہا کہ اگر آپ کو حرص نہین ہے تو کچھ غم نہین ہے اب حکایت سنو -

ایک قاضی کا آفت قضا کی شکایت کرنا اور اُسکے نائب کا جواب

قاضی بہ نشاندند الخ - یعنی ایک قاضی کو لوگون نے مسند پر بٹھایا اور وہ رورہے تھے تو نائب نے کہا کہ اجی قاضی صاحب رونے کسلئے ہو -
این نہ وقت گریہ الخ - یعنی یہ وقت تو آپ کی گریہ وفریاد کا نہین ہی بلکہ خوشی اور مبارک بادی کا وقت ہے
گفت آہ چون الخ - یعنی قاضی نے کہا کہ افسوس ایک بیدل کس طرح حکم چلادے دو عالم (اصلی معاملہ) کے اندر ایک جاہل - یعنی فریقین تو عالم ہین اصل معاملہ سے اور مین جاہل تو دو عالمون مین ایک جاہل کیا فیصلہ کریگا -
آن دو خصم از الخ - یعنی وہ دونون فریق خود تو واقعہ سے واقف ہین اور بیچارہ قاضی اون دونون باتون کو کیا جانے -
جاہلست وغافل الخ - یعنی اون کی حالت سے بالکل غافل اور جاہل ہے تو اون کے خون اور مال مین کس طرح دخل دے -

گفت خصمان الخ - یعنی نائب نے عرض کیا کہ دونون فریق بے شک عالم ہین مگر غرض مند ہین - اور رحم باوجودیکہ جاہل ہو مگر شمع ملت ہو -

زانکہ تو علت الخ - یعنی اسلئے کہ تم کوئی علت ہی درمیان نہین رکھتے ہو اور نور دیدہ کے لیے یہ کافی ہو -

وان دو عالم الخ - یعنی وہ دونون عالم ہین مگر غرض نے اون کو اندہا کردیا ہو اور اون کی اس علت نے اون کے علم کو گور مین گرادیا ہو -

جہل را بے علتی الخ - یعنی بے غرضی تو جہل کو بھی عالم بنا دیتی ہو اور غرض علم کو بھی دلون سے نکال دیتی ہو - آگے حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہین کہ -

تا تو رشوت الخ - یعنی جب تک کہ تو رشوت نہ لے تو بینا ہو اور جب تو نے طمع کی تو تو اندہا ہو اور قیدی ہو - پس جب معلوم ہوگیا کہ حرص و ہوا وہ شئے ہو کہ انسان کو حقیقت بینی سے اندہا کردیتی ہے اور اگر یہ نہو تو حقیقت اشیاء کو انسان جانتا ہی لہذا بہ برکت فیض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرص و ہوا تو میرے اندر ہی نہین لہذا اگر تو سچ بولیگا تو مجھے فوراً معلوم ہوجاوے گا -

از ہوا من الخ - یعنی حرص و ہوا کو مین نے اپنی خصلت سے باہر کردیا ہو اور شہوتی لقمے مین نے بہت کم کھائے ہین لہذا مجھے حقیقت کی پہچان ہو -

چاشنی گیر الخ - یعنی میرا چاشنی گیر دل با فروغ ہوگیا ہو وہ سچ کی حقیقت کو کذب سے جان لیتا ہو - مطلب یہ کہ چونکہ لطف حق کی چاشنی کو یہ میرا قلب بھی چکھ چکا ہو اسلیے یہ حقایق اشیاء کو پہچان لیتا ہو لہذا اگر تو سچ بولیگا تو میرا دل فوراً قبول کرلیگا - یہ فرماکر حضرت امیرؓ کو جلال آگیا اور اس سے سختی فرماکر اقرار کرا ہی لیا آگے مولانا اسکو بیان فرماتے ہین کہ -

شرح حبیبی

باقرار آوردن معاویہؓ ابلیس لعین را

اے سگ ملعون جواب من بگو — راست پیش آور دروغے را مجو
تو چرا بیدار کردی مر مرا — دشمن بیداری تو اے دغا
ہمچو خشخاشے ہمہ خواب آورے — ہمچو خمرے عقل و دانش می بری
چار میخت کردہ ام من راست گو — راست را دانم تو حیلتہا مجو
من ز ہر کس آن طمع دارم کہ او — صاحب آن باشد اندر طبع و خو
من ز سرکہ می نجویم شکرے — در مخنث می نجویم لشکرے
ہمچو گبران می نجویم از بتے — کہ بود حق یا ز حق او آیتے
من ز سرگین می نجویم بوئے مشک — من در آب جو نجویم خشت خشک

من بخجیم پاسبانی راز دُزد	کار نا کرده بخواہم ہیچ مُزد
من زشیطان می نه جویم کوست غیر	کہ مرا بیدار گرداند بخیر

امیر نے فرمایا کہ او سگ ملعون میری بات کا جواب دے اور سچ سچ بتلا جھوٹ کو مت ڈھونڈھ کہ بے سود ہے بتا تو نے مجھے کیون جگایا - اے سراپا دغا تو بیداری کا دشمن ہے پھر کیا وجہ تھی کہ تو ا... ب... کی طرح نیند لاتا ہی اور شراب کی طرح عقل وفہم کو زائل کر دیتا ہی پھر کیا سبب ہے کہ تو نے اپنی اس خاصیت کو چھوڑ کر اس کی ضد اختیار کی ہے دیکھہ تو حیلے تلاش نکرنا کیونکہ مین سچ کو پہچانتا ہون میرے سامنے حیلہ نہ چلیگا تو سچ سچ بیان کر دے تو میرے شکنجہ مین ہی مین تجھکو بدون سچ سکے نہ چھوڑونگا مین ہر شخص سے اوسی بات کی توقع رکھتا ہون جو اوس کی طبیعت وسرشت مین ہی لہذا مین سرکہ سے شکر ہونیکی توقع نہین رکھتا اور مخنث سے سپاہگری کا امیدوار نہین ہوتا - مین کافرون کی طرح بت مین خدائی یا نشانی خدا نہین ڈھونڈھتا مین گوبر مین بوے مشک نہین تلاش کرتا اور ندی کے پانی مین خشک اینٹ نہین ڈھونڈھتا مین چور سے پاسبانی کی توقع نہین رکھتا اور بیدون کام کئے مزدوری کا امیدوار نہین ہوتا علی ہذا مین شیطان سے بھی اس کا متوقع نہین کہ وہ مجھے کسی بہتری کے لئے جگائے کیونکہ وہ نا اہل ہے -

شرح شبیری

حضرت معاویہؓ کا ابلیس لعین سے اقرار کرالینا

اے سگ الخ - یعنی ارے ملعون کتے میرا جواب دے سچ کہدے کسی جھوٹ مین راستہ مت ڈھونڈھ -

تو چرا الخ - یعنی تو نے مجھے کیون جگایا ارے دغاباز تو تو بیداری کا دشمن ہی -

ہمچو خشخاشے الخ - یعنی افیون کی طرح تو تو بالکل نیند اور غفلت ہی لاتا ہی اور شراب کی طرح تو تو عقل ودانش کو بھی لیجاتا ہی - جب تیرے یہ کام ہین تو اب بجائے غفلت لانے کے تیرا بیدار کرنا خالی از علت نہین ہے جلد بتا کہ کیا بات ہے -

چار میخت کردہ الخ - یعنی مین نے تجھے محبوس کر لیا ہے اب سچ بتا دے مین تو سچ کو جانتا ہون تو بہت حیلے مت ڈھونڈھ -

من ز ہر کس الخ - یعنی مین ہر شخص سے وہی امید رکھتا ہون جو کہ اوسکی طبیعت اور خصلت کے اندر ہو یعنی اگر کوئی صحیح بولے تو مجھے معلوم ہو جاتا ہی اور جھوٹ کہے تب معلوم ہو جاتا ہی لہذا ٹھیک ٹھیک بتا دو -

آگے مثالین ہین کہ -

من ز سرکہ الخ - یعنی مین سرکہ سے شکر ہونیکو نہین ڈھونڈھتا اور ہر مخنث کو مین لشکری نہین بناتا -

ہمچو گبران الخ - یعنی کافرون کی طرح مین بت سے اس امر کا امیدوار نہین ہون کہ وہ خود حق ہوگا یا حق تعالے کی جانب سے کوئی نشانی ہوگی مطلب یہ کہ مین اصل واقعی امر کو جانتا ہون مجھے کوئی دھوکا نہین دے سکتا -

من ز سرگین الخ - یعنی مین گوبر مین سے مشک کی بو نہین تلاش کرتا اور پانی مین خشک اینٹ نہین ڈہونڈہتا
من نجویم الخ - یعنی مین چوسے پاسبانی کا متلاشی نہین ہون اور ایسے کام کئے ہوئے مین حرد و ریکا متلاشی نہین ہون - غرضکہ مطلب یہ کہ مین بے جوڑ کام نہین کرتا کہ تو کہے تو غلط اور مین اوسکو صحیح سمجھون - بلکہ غلط کہیگا تو غلط اور درست کہیگا تو درست سمجھونگا -
من ز شیطان الخ - یعنی مین شیطان سے اس کا متلاشی نہین ہون کہ وہ مجھے بہلائی کے لیے بیدار کریگا اسلئے کہ وہ تو غیر ہے غرضیکہ اوس سے یہی کہا کہ بس خیر اسی مین ہی کہ سچ بول دو تب اوس نے جو دل کی بات تھی وہ کہدی -

شرح حبیبی

راست گفتن ابلیس ضمیر خود را با معاویہ

گفت بسیار آن بلیس از مکر و عذر — میر ازو نشنید و کرد استیز و صبر
از بن دندان بگفتش بہر آن — کردمت بیدار میدانی ای فلان
تا رسی اندر جماعت در نماز — از پئے پیغمبر دولت فراز
گر نماز از وقت رفتے مر ترا — این جہان تاریک گشتے بے ضیا
از غبین و درد رفتے اشکہا — از دو چشم تو مثال مشکہا
ذوق دارد ہر کسے در طاعتے — لاجرم نشکیبد ازوے ساعتے
آن غبین و درد بودے صد نماز — کو نماز و کو فروغ آن نیاز

شیطان نے بہت کچھ عذر کئے اور بہت دہوکے دیئے لیکن امیر نے ایک بھی نہ سُنی اور لڑتے رہے اور یون ہی جھگڑتے اور تردید کرتے رہے - آخر ش مجبور ہوکر اوسنے کہا کہ مین نے تمکو اس لئے جگایا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز وجماعت مین پہونچ جاؤ - کیونکہ اگر تمھاری نماز باجماعت فوت ہوجاتی تو یہ جہان تمھاری نظر مین فرط غم سے تیرہ و تار ہوجاتا - اور اس خسارہ اور تکلیف کے باعث تمھاری آنکھون سے مشکون کی طرح آنسو جاری ہوتے - کیونکہ ہر شخص کو ایک طاعت کے ساتھ خاص دلچسپی ہوتی ہی اور وہ اسکے بغیر دم بھر صبر نہین کرسکتا ہی چنانچہ مین نے دیکھا کہ تمکو نماز سے زیادہ دلچسپی ہی اگر تمھاری نماز فوت ہوگئی تو یہ تمھاری نظر مین بہت بڑا خسارہ ہوگا اور بہت بڑی تکلیف وہ بات ہوگی اور یہ خسارہ و تکلیف تمھارے لئے اجر کے لحاظ سے سو نمازون کے برابر ہوجاتی - پھر کجا ایک نماز اور کجا وہ فروغ نیاز - جو سو نمازون کی برابر ہو چنانچہ ایک مرتبہ ایسا ہو بھی چکا ہی - جسکی تفصیل یہ ہی -

شرح شبیری

ابلیس لعین کا حضرت معاویہؓ سے اپنا راز دل کہدینا

گفت بسیار آن الخ۔ یعنی شیطان نے بہت سے مکر اور عذر کئے مگر حضرت امیرؓ نے کوئی نہ سُنا اور سختی اور زجر فرمایا
ازبن دندان الخ۔ یعنی صدق دل سے اون سے عرض کیا کہ جناب مین نے اسلیے جگایا تھا کہ۔
تارسی الخ۔ یعنی تاکہ تم نماز کے لیے جماعت مین حضرت پیغمبرؐ دولت بلند کے پیچھے پہونچ جاؤ۔
گر نماز الخ۔ یعنی اگر آپ کی نماز بے وقت ہو جاتی تو یہ جہان آپ کی نظر مین تاریک ہو جاتا۔
از غبین و درد الخ۔ یعنی رنج اور کلفت کیوجہ سے بہت آنسو نکلتے آپ کی آنکھون سے مشک کی طرح مطلب یہ کہ اگر آپکی نماز فوت ہو جاتی تو آپ کو رنج ہوتا اور آپ روتے اور اس سے ترقی درجات کی ہوتی۔ اس لئے مین نے جگادیا کہ خیر جتنے ہین اوسی قدر مراتب رہین بڑہین تو نہ۔ اللھم احفظنا من مکائدہ۔ بھلا کوئی بتادے کہ حضرت معاویہؓ ہی کا ظرف تھا کہ جو اونھون نے اس کے کہنے کو نہ مانا اور برابر پوچھتے ہی رہے ورنہ کسکا ذہن ہے جو اسقدر دور پہونچے اللھم احفظنا۔
ذوق دارد الخ۔ یعنی ہر شخص ایک طاعت مین ایک ذوق رکھتا ہے اور ضرور اوس سے ایک گھڑی کو صبر نہین پا سکتا۔
آن غبین الخ۔ یعنی وہ رنج اور درد سو نماز کی برابر ہو جاتا کہان تو وہ نماز اور کہان فروغ اس نیاز کا۔ یعنی اس کا مرتبہ بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ آگے ایک حکایت اس عاجزی اور نیاز کی فضیلت کی مظہر لاتے ہین

شرح حبیبی

فضیلت حسرت خوردن آن شخص بر فوت نماز جماعت

آن یکی میرفت در مسجد درون	مردم از مسجد ہمی آمد برون
گشت پرسان کہ جماعت را چہ بود	کہ ز مسجد می برون آیند زود
آن یکی گفتش کہ پیغمبر نماز	با جماعت کرد و فارغ شد ز راز
تو کجا در میروی اے مرد خام	چون پیمبر باز داد آخر سلام
گفت آہ و درد زان آمد برون	آہ می داد از دل او بوئے خون
آن یکی گفتا بدہ این آہ را	وین نماز من ترا بادا عطا
گفت دادم آہ و پذرفتم نماز	او ستد آن آہ را با صد نیاز
باز نیاز و با تضرع باز گشت	باز بود و در پے شہباز گشت
شب بخواب اندر بگفتش ہاتفے	کہ خریدی آب حیوان و شفے
حرمت این اختیار و این دخول	شد نماز جملہ خلقان قبول

ایک شخص صحابی مسجد مین جارہا تھا اور لوگ باہر نکل رہے تھے۔ اوسنے دریافت کیا کہ جماعت کیا ہوئی۔ کہ لوگ اسقدر جلد مسجد سے نکلکر جارہے ہین کیا آج جماعت نہوگی کسی نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت اور راز ونیاز باحق سبحانہ سے فارغ ہوچکے ہین۔ جبکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی سلام پھیر چکے ہین تو تم اسوقت جماعت کی توقع مین مسجد مین کیسے جارہے ہو۔ یہ سنکر اوس نے ایک آہ کی جسکی ساتھ اوس کے جلتے ہوئے دل سے دہوان نکلا اوس کی آہ سے بوے خون آتی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دل پُرخون سے نکلی ہے کسی نے کہا اچھا اگر تجھکو فوت نماز باجماعت کا اسقدر ملال ہی تو اس آہ کا ثواب مجھے دیدے۔ اور مین نے اپنی نماز باجماعت کا ثواب تجھے دیا۔ اوسنے کہا اچھا مین نے آہ کا ثواب دیا اور جماعت کا ثواب لیا۔ اوسنے اوس آہ کا ثواب لیلیا۔ جو نہایت خشوع کے ساتھ کیگئی تھی اور اس نیاز و خشوع کا ثواب لیکر واپس لوٹا۔ اس سے اوس کو اتنی ترقی ہوئی کہ پہلے باز تھا اب شہباز سے لگا کھانے لگا۔ رات کو ہاتف نے خواب مین کہا کہ تو نے تو آبحیات اور سراسر شفا خریدلی۔ تیرے اس اختیار اور اس دخول فی العقد کے سبب تمام مخلوق کی نماز مقبول ہوگئی اس سے تو سمجھ سکتا ہے کہ تیرا یہ فعل کتنا مکرم عنداللہ ہے۔

شرح شبیری

ایک شخص کا جماعت کی نماز فوت ہوجانے پر حسرت کہانا

آن یکے الخ۔ یعنی ایک شخص مسجد کے اندر جارہے تھے اور لوگ مسجد سے نکل رہے تھے۔

گشت پرسان الخ۔ یعنی وہ پوچھنے لگے کہ جماعت کو کیا ہوا کہ مسجد سے جلدی ہی باہر آرہے ہین۔

آن یکے گفتش کہ الخ۔ یعنی ایک نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز پڑھ لی اور مناجات سے فارغ ہوگئے ہین۔

تو کجا در می الخ۔ یعنی اے مرد خام تو کہان جارہا ہی جبکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا ہی مطلب یہ کہ جماعت کی طلب مین فضول جارہے ہو ورنہ مسجد کے جانے نہین روکتے۔

گفت آہ الخ۔ یعنی اوس نے ایک آہ کی اور اُس سے دہوان نکلا اور اوس کی آہ دل سے خون کی بو آتی تھی

آن یکے گفتا بدہ الخ۔ یعنی ایک شخص نے اس سے کہا کہ اس آہ کا ثواب تو مجھے دیدے اور میری باجماعت نماز کا ثواب حق تعالی تجھے دیدے۔

گفت دادم الخ۔ یعنی اوسنے کہا کہ مین نے آہ دی اور نماز قبول کی تو اس دوسرے اوس آہ کو سونیاز کے ساتھ لیلیا۔ مطلب یہ کہ اوسکے ثواب کو اوسنے بہت شوق سے لیلیا۔

با نیاز و با الخ۔ یعنی وہ با نیاز اور با تضرع واپس چلے گئے وہ باز تھے اور شہباز کے پیچھے گئے مطلب یہ کہ اول تو ان کا درجہ اتنا نہین تھا مگر جب اس تضرع و زاری کا اون کو ثواب ملگیا تو ایک بہت بڑی شے ہاتھ آگئی اور اوسکو لیکر وہ چلے گئے۔

شب بخواب الخ۔ یعنی رات کو ایک ہاتف نے اوس آہ لینے والے سے کہا کہ تو نے تو آب حیوان اور شفا کو خرید لیا۔
حرمت این الخ۔ یعنی اس اختیار اور اس فعل کی برکت سے تمام لوگون کی نماز بھی قبول ہوگئی۔ مطلب یہ کہ اس آہ کی وہ برکت تھی کہ اوس کی برکت سے اور لوگون کی نماز بھی سبکی قبول ہوگئی۔ تو چونکہ نماز کے فوت ہونے مین یہ درجات عالیہ حاصل ہوتے تھے اس لئے اس شیطان لعین نے حضرت امیر کو بیدار کیا تھا آگے اوسی کا تتمہ ہی فرماتے ہین کہ

شرح حبیبی

تتمہ اقرار ابلیس با معاویہؓ مکر و فریب خود را

پس عزازیلش بگفت اے میر راد
مکر خود اندر میان باید نہاد

گر نمازت فوت میشد آن زمان
میزدی از درد دل آہ و فغان

من ترا بیدار کردم از نہیب
تا نسوزاند چنان آہے حجیب

تا چنان آہے نباشد مر ترا
تا بدان راہے نباشد مر ترا

من حسودم از حسد کردم چنین
من عدوم کار من مکرست و کین

عزازیل نے کہا اے حلیم امیر اب مین تجھکو اپنے مکر کا حقیقی راز بھی بتائے دیتا ہون وہ یہ کہ جب مین ایک واقعہ ایسا دیکھ چکا تھا تو مین نے خیال کیا کہ اگر تمھاری نماز فوت ہوجاتی تو اسوقت تم درد دل سے آہ و فغان کرتے اور وہ تاسف وہ آہ وہ خشوع وہ دو سو رکعت سے بڑھ جاتا لہذا مین نے تمکو اس خوف سے جگا دیا کہ مبادا ایسے آہ اس حجاب کو نہ جلادے جو ہنوز تمھارے اور حق کے درمیان باقی ہی اور قرب کامل تمکو نہ حاصل ہوجاوے اور تاکہ تم کو یہ نصیب نہو۔ اور اس آہ تک تمھاری رسائی نہ ہوسکے۔ مین فی الحقیقت حاسد ہون اور یہ جو کچھ مین نے کیا ہی حسد سے کیا ہے مین فی الحقیقت دشمن ہون اور میرا کام مکر و عداوت ہی ہی۔

شرح شبیری

حضرت معاویہؓ کے سامنے ابلیس لعین کا اپنے مکر و فریب سے اقرار کر لینے کا تتمہ

پس عزازیلش الخ۔ یعنی پس عزازیل نے اون سے عرض کیا کہ اے جوانمرد اب اپنے مکر کو درمیان رکھنا چاہیے۔ مطلب یہ کہ اب خلاصی اسی مین ہی کہ جو بات ہی اصل وہ ظاہر کر دینی چاہیے۔
گر نمازت الخ۔ یعنی اگر اسوقت آپ کی نماز فوت ہوجاتی تو آپ درد دل کی وجہ سے آہ و فغان کرتے۔
آن تاسف الخ۔ یعنی اوس افسوس اور فغان اور نیاز کا ثواب دو سو رکعت نماز سے بھی بڑھ جاتا اس لئے کہ

اصل تو تضرع وزاری ہی اور جبکہ نماز کا تدارک اوس کی قضا سے ہوجاتا اور تضرع وزاری اسدرجہ ہوتی تو ظاہر ہے کہ ثواب بہت زیادہ ہوجاتا۔

من ترا بیدار الخ۔ یعنی مین نے تمکو اس خوف سے جگادیا کہ کہین ایسی آہ حجاب کو نہ جلادے۔ مطلب یہ کہ مجھے خوف ہوا کہ اس افسوس وغیرہ مین تمکو عروج ہوگا اور وصل ہوگا اور جسقدر کہ پردے درمیان مین ہون وہ سب مرتفع ہوجاینگے لہذا مین نے چاہا کہ جو مرتبہ حاصل ہی خیر وہی سہی اور تو نہ بڑھے۔

تا چنان الخ۔ یعنی تاکہ تمکو وہ آہ نہ مل سکے اور تاکہ اوس درجہ تک تمکو راہ نہ مل سکے مطلب یہ کہ کہین وہ آہ تمکو مفید ہوجاتی اور وہ درجہ حاصل ہوجاتا اسلیے مین نے جگادیا۔

من حسودم الخ۔ یعنی مین تو حاسد ہون مین نے ایسا حسد کیا جبسے کیا ہی اور مین تو دشمن ہون میرا کام ہی مکر اور کینہ ہی۔ آگے نالائق نصیحت کرتا ہی کہ۔

مکر من دیدی الخ۔ یعنی تمنے میرا مکر دیکھہ لیا اب مجھ سے بیخوف مت رہنا تاکہ زمانہ مین تم صدر جہان رہو۔ اور اگر کہین میرا اتباع کیا یا مجھ سے بیخوف ہوگئے تو بہت خرابی ہو۔ جب اوس نے یہ کہا تب حضرت امیرؓ نے بھی تصدیق فرمائی

شرح حبیبی

تصدیق کردن معاویہؓ ابلیس را دران قول

گفت اکنون راست گفتی صادقی ۔ از تو این آید تو این را لایقی

عنکبوتی تو مگس داری شکار ۔ من نیم اے سگ مگس زحمت میار

باز اسپیدم شکارم شہ کند ۔ عنکبوتے کے بگرد من تند

کار تو اینست اے دزد لعین ۔ سوئے دوغ آری مگس را از انگبین

رو مگس می گیر تا تانی ہلا ۔ سوئے دوغے زن مگسہا را صلا

ور بخوانی تو بسوئے انگبین ۔ ہم دروغ و دوغ باشد آن یقین

تو مرا بیدار کردی خواب بود ۔ تو نمودی کشتیم گرداب بود

تو درین خیرم ازان میخواندی ۔ تا ز خیر بہترم می راندی

یہ سنکر امیر نے فرمایا کہ ہان اب تو نے صحیح کہا ہی اور اب تو سچا ہی یہی بات تیرے مناسب ہے اور تجھے یہی ہوتا تھا۔ لیکن یہ مین تجھکو سمجھائے دیتا ہون کہ تو ایک مکڑی ہی اور مکھیون کا شکار کرنا تیرا کام ہے اور ضعیف الایمان لوگون کو بہکا سکتا ہی مین مکھی اور ضعیف الایمان نہین ہون میرے پھانسنے کی تکلیف نہ اوٹھا ورنہ محروم ہوگا۔ مین حق سبحانہ کا باز ہون اور وہی میرا شکار کرتا ہی۔ مکڑی کی مجال نہین کہ میرے اوپر جالا تن دے اسے ملعون چور تیرا کام یہ ہی کہ تو مکھیون اور ضعیف الایمان لوگون کو شہد اور نافع و مرغوب چیز سے ہٹاکر چھاچھ اور نامرغوب شئے کی طرف لائے۔ بس جا جہان تک تجھ سے ہوسکے مکھیون ہی کو پکڑتا رہ۔ دیکھ چھاچھ یعنی

مصنوعی نامرغوب اشیاء کی طرف مکھیوں اور ضعیف الایمان لوگوں ہی کو بلانا مجھ باز کی طرف رُخ بھی نہ کرنا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر تو شہد کی طرف بھی بلائیگا اور اچھی بات کی بھی ترغیب دیگا تو وہ بھی جھوٹ اور نامرغوب ہوگا۔ گو بادی النظر میں شہد اور اچھی بات معلوم ہو تو نے مجھے بیدار کیا لیکن یہ بیدار کرنا کوئی نفسہٖ بیدار کرنا تھا مگر بلحاظ سُلانے کے سُلانا تھا اور تو نے مجھے کشتی دکھلائی گو وہ واقع میں کشتی نہ تھی لیکن وہ بلحاظ اس کشتی کے جو دوسری صورت میں مجھے ملتی گرداب تھی اسلئے کہ تو نے مجھے ایک بہتری کی طرف بُلایا۔ تاکہ تو مجھے اس بہتر فعل سے دور کردے۔

شرح شبیری

حضرت امیرؓ کا ابلیس کے اس قول میں تصدیق فرمانا

گفت اکنون الخ۔ یعنی فرمایا کہ اب تو نے سچ کہا اور اب تو سچا ہی اس لئے کہ تجھ سے تو ایسی ہی بات آتی ہے اور تو تو اسیکے لائق ہے۔

عنکبوتی تو مگس الخ۔ یعنی تو ایک مکڑی (کی طرح جال تانے ہوئے) ہے اور مکھیوں کا شکار کر رہا ہے تو ارے کتے میں مکھی نہیں ہوں محنت مت کر۔ مطلب یہ ہے کہ تو اور تیرے مکر سب ضعیف ہیں اور تو ضعفاء اور ناقصین ہی کو جال میں پھنسا سکتا ہے اور الحمد للہ میں قوی اور کامل ہوں لہذا فضول محنت مت کر میں تیرے جال میں پھنسنے والا نہیں ہوں۔

باز اسپیدم الخ۔ یعنی میں تو سفید باز ہوں میرا شکار تو بادشاہ کرتا ہے اور کوئی مکڑی میرے گرد کیا جال تن سکتی ہے۔ مطلب یہ کہ جو کہ خود ہی ضعیف ہو وہ کسی قوی کو کیا مغلوب کر سکتا ہے۔

کار تو انیست الخ۔ یعنی ارے ملعون چور تیرا تو کام ہی یہ ہے کہ مکھی کو شہد سے چھاچھ کی طرف لاتا ہے۔ مطلب یہ کہ تو تو لوگوں کو بہکا کر عمدہ سے ارذل کی طرف لاتا ہی ہے تیرا تو کام ہی یہ ہے پس اگر تو نے میری ساتھ ایسا کیا تو کیا عجب ہے۔

رو مگس را گیر تا الخ۔ یعنی جا مکھیوں کو پکڑ جب تک کہ تجھ سے ہو سکے اور چھاچھ کی طرف مکھیوں کو آواز دے مطلب یہ کہ ضعفاء اور ناقصین کو بہکا اور ان کی ساتھ کذب کا معاملہ کر میں تیرے قابو کا نہیں ہوں۔

ور بخوانی ہم الخ۔ یعنی اور اگر تو شہد کی طرف بھی بلادے تو وہ بھی یقیناً کذب اور دروغ ہی ہوگا مطلب یہ کہ اگر تو کبھی داعی الی الخیر بھی ہو جاوے تب بھی یقیناً اوسمیں کوئی نہ کوئی دھوکا اور مکر ہوگا جیسا کہ خود اس قصہ میں ہے کہ اٹھایا نماز کے لئے اور کسقدر عظیم مکر نکلا۔

تو مرا بیدار الخ۔ یعنی تو نے مجھے (بظاہر) جگایا اور وہ (فی الواقع) خواب تھا اور تو نے (بظاہر) کشتی دکھائی اور (فی الواقع) وہ گرداب تھا۔ مطلب یہ کہ اسمیں بھی غفلت عن الحق تھی اسلئے کہ اگر تو نہ جگاتا تو اوس تضرع وزاری سے اور مرتبہ بلند ہوتا تجھ کمبخت کا بیدار کرنا بھی منحوس ہی ہے جیسا کہ خود ہے۔

تو درین الخ۔ یعنی تو اس بھلائی میں مجھے اسلئے بلا رہا تھا کہ ایک اچھی خیر سے مجھے ہٹا دے۔ چنانچہ کامیاب ہوا آگے ایک حکایت لاتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک چور کے پکڑنے کو اوس کا تعاقب کیا اور قریب تھا کہ ایک خبث کر کے اسکو

پکڑ لے جب اوس چور نے ساتھی نے دیکھا کہ میرا ساتھی پکڑا جاتا ہی تو اس متعاقب کو آواز دی کہ ارے کمبخت یہان آ دیکھہ کیا آفت برپا ہی یہ سمجھا کہ شاید اور چور میرے گہر مین گہس گئے ہین وہ اوس چور کا تعاقب چھوڑ کر لوٹا کہ بتا کیا ہی؟ تو وہ بولا کہ دیکھ چور کے نشان قدم یہ ہین ان پر چلا جا اور اوسکو پکڑ لینا اوسنے کہا خدا تجھے غارت کرے تو نشان قدم بتاتا ہے اور مین نے اوس ذات ہی کو پکڑ لیا تھا تو دیکھو اوس نے بظاہر ایک خیر کی طرف بلایا تھا مگر فی الواقع وہ شر تھا اور اس سے ایک بہت بڑی چیز کھودی اسی طرح یہ شیطان بظاہر ایک خیر کیطرف بلاتا ہی مگر اوسکے اندر بہت بڑا اضرر مضمر ہوتا ہی - اب حکایت سنو-

شرح حبیبی

گریختن دزد از دست صاحبخانہ بآواز شخص دیگر

این بدان ماند کہ شخصے دزد دید ‖ درد وثاق اندر پئے او می دوید
تا دو سہ میدان دوید اندر پیش ‖ تا در افگند از تعب اندر خویش
اندر آن حملہ کہ نزدیک آمدش ‖ تا بدو اندر جہد دریابدش
دزد دیگر بانگ کردش کہ بیا ‖ تا بہ بینی این علامات بلا
زود باش و باز گرد اے مرد کار ‖ تا بہ بینی حال اینجا زار زار
چون شنید این مرد گشت اندیشناک ‖ گفت باخود گشتہ گیر این جامہ چاک
گفت باشد کان طرف دزدی بود ‖ گر نگردم زود او بر من دود
بر زن و فرزند من دستے زند ‖ کشتن این دزد سودم کے کند
این مسلمان از کرم میخواندم ‖ گر نگردم زود پیش آید ندم
بر امید شفقت اونکخواہ ‖ دزد را بگذاشت باز آمد براہ
گفت اے یار نکو احوال چیست ‖ این فغان و بانگ تو از دست کیست
گفت اینک بین نشان پائے دزد ‖ این طرف رفت است دزد زن بمزد
نک نشان پائے دزد قلتبان ‖ در پے او رو بدین نقش و نشان
گفت اے ابلہ چہ میگوئے مرا ‖ من گرفتہ بودم آخر دزد را
دزد را از بانگ تو بگذاشتم ‖ من تو خر را آدمی پنداشتم
اینچہ ژاژ است وچہ ہرزہ اے فلان ‖ من حقیقت یافتم چہ بود نشان
گفت من از حق نشانت میدہم ‖ این نشانست کز حقیقت آگہم
گفت طراری تو یا خود ابلہی ‖ بلکہ تو دزدے ازین حال آگہی
خصم خود را می کشیدم مو کشان ‖ تو رہا ندی مرا کاینک نشان

تو جهت گو من بر دنم از جهات | د ر [redacted] ت
صنع بیند مرد محجوب از صفات | در صفات آنست کو گم کرده ذات
واصلان چون غرق ذات اندای پسر | کے کنند اندر صفات او نظر
چونکہ اندر قعر جو باشد سرت | کے برنگ آب افتد منظرت
ور برنگ آب باز آئی ز قعر | پس بلا سے بستدے دادی تو شعر
طاعت عامه گناه خاصگان | وصلت عامه حجاب خاص دان

تمثیل

گر وزیرے را کند شه محتسب | شه عدوے او بود نبود محب
هم گناهے کرده باشد آن وزیر | بے سبب نبود تغیر ناگزیر
وانکه زاول محتسب بد خود ورا | بخت و روزے آن بدست از ابتدا
لیک آن کاول وزیر شه بدست | محتسب کردن سبب فعل بدست
چون ترا شه ز آستانه پیش خواند | باز سوئے آستانه باز راند
تو یقین میدان که جرمے کرده | جبر را از جهل پیش آورده
گر ترا روزی و قسمت آن بدست | پس چرا دے بودت این دولت بدست
قسمت خود خود بریدی تو ز جهل | قسمت خود را فزاید مرد اهل

تیرے اس فعل کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک شخص نے مکان کے اندر چور کو دیکھا اور اوس کے پیچھے دوڑا غرض دو تین میدان اوسکے پیچھے دوڑا حتے کہ پسینہ پسینہ ہوگیا جس دوڑ مین کہ وہ اوس کے پاس پہونچ گیا اور کودکر اوسکو پکڑ لینیکو ہوا دفعتہً ایک چورنے آواز دی کہ ادہر آ تا کہ مصیبت کے نشان دیکھے - اے مصروف کار شخص فوراً لوٹ آ - اور یہان کی حالت زار دیکھ جب اوس شخص نے یہ بات سنی تو اوس کو سوچ ہوئی اور اپنے دل مین کہا کہ اس چور کو تو مرنے دو اور ادہر چلو ممکن ہی کہ اوس طرف کوئی اور چور رہا ہو اور مجھ پر دوڑ پڑے یا میرے بیوی بچو نپر ہاتھ صاف کرے اگر اس چور کو مار بھی دیا تو ایسی حالت مین کیا مفید ہوسکتا ہی یہ مسلمان اپنی بھلائی سے مجھے بلا رہا ہے اگر مین فوراً واپس نہین ہوتا ہون تو ممکن ہے کہ مین پشیمان ہون اس بظاہر نیکخواہ آدمی کی شفقت کے بہروسا اوسنے چور کو تو چھوڑ دیا اور خود پلٹ پڑا اور جاکر پوچھا کہ میان یہ شور و فریاد تمھاری کسکے دست تعدی سے تھی اوسنے کہا مجھے یہ کہنا مقصود تھا کہ یہ چور کا نقش قدم ہی اور وہ دیوث چور سطرف کو گیا ہی یہ اوس دیوث چور کے نشانات قدم ہین پس تم ان نشان پر اس چور کا تعاقب کرو - اوسنے کہا ارے احمق تو کیا کہہ رہا ہی مین نے تو چور کو پکڑ ہی لیا تھا تیری آواز سنکر اور گہبرا کر چھوڑ دیا - مین تو سمجھا تھا کہ تو کوئی آدمی ہوگا گر تو تو گدہا نکلا - ارے یہ کیا ہرزہ درآئی اور بیہودہ سرائی ہی نشان کسکو کہتے ہین مینے تو حقیقت کو پا لیا تھا - اوسنے کہا مین آپ کو بہت صحیح نشان دے رہا ہون مین خوب واقف ہون یہ آپکے لئے نشان ہی اس نشان سے

آپ اس تو یلر سے سنتے ہین اس سے کہتا تو یا تو کوئی مخرف ہو یا احمق - بلکہ معلوم ہوتا ہو کہ تو بھی چور ہو کہ مین اس چور کو موسے پیشانی پکڑ کر لاتے ہی کو تھا تو نے دہو کہ دیکر اوسے چھڑا دیا اور اب کہتا ہو کہ یہ نشان ہو - اب مولانا ایک محجوب کو مخاطب بنا کر فرماتے ہین کہ تو وجوہات بیان کرتا ہو اور مین وجوہ و دلائل سے بالاتر ہون مجھے وصال و مشاہدۂ ذات حاصل ہو کیونکہ وصال مین بھی آیات و بینات کار آمد ہوتے ہین قاعدہ ہو کہ جو صفات سے محجوب ہوتا ہو وہ افعال کو دیکھتا ہو اور صفات مین وہ مصروف ہوتا ہو جسکی ذات تک رسائی نہین - جو واصل ہین وہ تو مشاہدہ ذات مین مستغرق ہین وہ صفات کی طرف التفات نہین کرتے - گو معتقد صفات ہین اور ان کا بھی اعتراف کرتے ہین اس کو یون سمجھو کہ جب ندی کی تہ مین تمھارا سر ہو تو رنگ آب پر تمکو نظر نہو گی گو تم رنگ کے نافی بھی نہ ہو گے - لیکن اس حالت مین اگر تم مین سے رنگ کی طرف متوجہ ہو - تو تم بہت خسارہ مین ہو کہ پشمینہ دیکر ٹاٹ خرید ا - اور اصل چھوڑ کر تابع پر نظر کی یون ہی ذات کو چھوڑ کر صفات پر نظر کرنے والے کی حالت سمجھو - اس سے تمکو یہ راز معلوم ہوا ہو گا - کہ عام لوگو نکی طاعتین خواص کے معاصی ہین اور عوام کا وصال خواص کا حجاب ہے - اسکو ہم ایک اور مثال سے واضح کرتے ہین دیکھو اگر کسی وزیر کو بادشاہ محتسب بنا دے تو اس سے معلوم ہو گا کہ بادشاہ اس سے ناخوش ہو اور خوش نہین اور اوسنے کوئی قصور کیا ہو جسکی یہ سزا دیگئی ہو کیونکہ یہ تغیر بلا وجہ نہین ہو سکتا - اور جو پہلے ہی سے محتسب ہے اوسکے لیے یہ ابتدا ہی سے خوش قسمتی ہو - لیکن جو شخص پہلے وزیر تھا اوسکو محتسب بنا دینا یہ اس کے جرم کا نتیجہ ہے پس اگر تمکو بادشاہ حقیقی نے آستانہ سے اپنی حضور مین بلالیا ہو اور بعد سے قرب عطا فرمایا ہو اور پھر قریب سے بعید کر دیا اور آستانہ پر پہونچا دیا ہو تو تمکو یقین کرنا چاہیئے کہ تمنے کوئی قصور کیا ہو لیکن اسوقت تم اپنی جہالت سے جبر کا عذر پیش کرتے ہو مگر یہ تمھاری غلطی ہو اگر تمھارے مقدر ہی مین یہ تھا تو کل وہ دولت تمکو کیسے ملگئی تھی پس بات یہ ہے کہ تم نے اپنے حصہ کو اپنی نادانی سے خود قطع کر دیا - اسلیے تم اہل نہین ہو دیکھو جو اہل ہوتے ہین وہ اپنے حصہ کو بڑھاتے ہین قطع نہین کرتے ہین -

شرح شبیری

ایک صاحبخانہ کے ہاتھ سے ایک چور کا بھاگ جانا ایک دوسرے شخص کے آواز دینے کی وجہ سے

این بدان الخ - یعنی یہ تو اوسکے مشابہ ہو کہ ایک شخص نے گھر مین چور دیکھا - تو وہ اوسکے پیچھے دوڑا -

تا دو سہ میدان الخ - یعنی دو تین میدان تک تو اوسکے پیچھے بھاگا یہانتک کہ اوس چور نے تعب کیوجہ سے اوسکو پسینہ مین ڈالدیا -

اندر آن الخ - یعنی اوس حملہ مین کہ اوسکے نزدیک آ گیا کہ ایک دو مرتبہ کودے تو اوسکو پالے -

دزد دیگر الخ - یعنی ایک اور چور نے اس متعاقب کو آواز دی کہ اے یہان آ تا کہ تو علامات مصیبت کو دیکھے -

زود باش الخ - یعنی جلدی کر اور لوٹ اے مرد کار تا کہ تو یہانکا حال بتر اور خراب دیکھے -

چون شنید الخ - یعنی جب اُسنے یہ سُنا تو اندیشہ ناک ہو گیا اور اپنی بی بی کہا کہ یہ عجیب ماجرا ہے کہ ... کو چھوڑ دو کہ یہ سمجھو جیسے یہ تھا ہی نہین۔

گفت باشد الخ - یعنی اپنے دل مین کہنے لگا کہ شاید سطرف کوئی چور ہو تو اگر مین جلدی نہ لوٹون تو وہ مجھپر حملہ کر بیٹھے۔

در زن الخ - یعنی میری بیوی پر جو تیرہ حملہ کرے تو اس چور کا مار ڈالنا مجھے کیا فائدہ دیگا۔

این مسلمان الخ - یعنی یہ مسلمان کچھ کرم کیوجہ سے مجھے بلا رہا ہی تو اگر مین جلدی سے واپس ہونگا تو مجھے سخت ندامت ہوگی۔

بر امید شفقت الخ - یعنی دس نیکخواہ کی شفقت کی امید پر چور کو چھوڑ دیا اور راستہ پر لوٹ آیا۔

گفت اے یار الخ - یعنی اوسنے کہا کہ ارے یار کیا حال ہی یہ فغان و آواز کسکے ہاتھ سے ہے۔

گفت اینک الخ - یعنی وہ آواز دینے والا بولا کہ یہ چور کے نشان قدم ہین کہ اسطرف کو وہ بھر بھاگ گیا ہی۔

نک نشان پائے الخ - یعنی اوس چور قلتبان کے پاؤن کے یہ نشان ہین تو اوسکے پیچھے جا اس نقش و نشان پر۔

گفت اے ابلہ الخ - یعنی اوس صاحبخانہ نے کہا کہ ارے بیوقوف تو مجھے کیا کہہ رہا ہی آخر مین تو اوس چور کو پکڑ ہی لیا تھا۔

دزد را الخ - یعنی تیری آواز کیوجہ سے اوس چور کو مین نے چھوڑ دیا اور مین نے تجھ گدھے کو آدمی سمجھا۔

اینچہ ژاژ الخ - یعنی ارے یہ کیا بیہودگی اور بدتمیزی ہے مین نے تو خود حقیقت کو پالیا تھا نشان کیا چیز ہوتی ہے۔

گفت من الخ - یعنی اُس داعی نے کہا کہ مین تجھے بالکل ٹھیک نشان بتا رہا ہون اور یہ اُس امر کی نشانی ہی کہ مین حقیقت سے آگاہ ہون۔

گفت طراری الخ - یعنی اُس صاحبخانہ نے کہا کہ ارے تو گرہ کٹ ہی یا کوئی بیوقوف ہی بلکہ تو تو خود چور ہے اور حقیقت حال سے آگاہ ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اُسی کا ساتھی ہی۔

خصم خود را الخ - یعنی مین تو اپنے دشمن کو بال کھینچتا ہوا لاتا تو نے اُسکو چھڑا دیا کہ یہ اُسکا نشان قدم ہے تو اب بتا کہ اُسکے نشان قدم کو لیکر کیا چاٹون۔

تو جہت گو من الخ - یعنی تو تو جہات بتا رہا ہی اور مین جہات سے باہر ہون وصال مین آیات ہون یا بینات رب ہون مطلب یہ کہ وہان تک پہونچ چکا تھا۔ اب جو تو مجھے یہ نشانیان بتا رہا ہی یہ تو میرے لئے بالکل بیسود ہی یہان مولانا کو یہ بھی بتانا مقصود ہی کہ جو اولیا اللہ فنا ہو جاتے ہین اور جنکو فنا رکامل حاصل ہو جاتی ہی پھر اونکی نظر آیات پر یا بینات پر یا صفات پر نہین رہتی بلکہ اونکی نظر محض ذات کی طرف رہتی ہی جسکو شاہد ذاتی اور معائنہ کے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہی اسکو آگے بھی بیان فرماتے ہین کہ۔

صنع بیند الخ - یعنی فعال تو وہ ہے کہ جو صنعت سے محجوب ہے اور صفات مین وہ رہیگا جو ذات سے گم ہو مطلب یہ ہی کہ تجلی فعالی تو اوسے ہوتی ہے جسے تجلی صفاتی نہین ہوتی اور تجلی صفاتی اوسے جسے تجلی ذاتی نہین ہوتی اور جسے تجلی ذاتی اور معائنہ ہو گیا وہ تو واصل حق اور فنا فی الذات ہو گیا اوسے ان اشیا کی طرف نظر کرنے کی چندان ضرورت نہین ہی۔

واصلان الخ - یعنی جو صاحبزادہ واصلین حق کہ ذات حق مین فنا ہین وہ صفات مین کب نظر کرتے ہین آگے اسکی مثال ہے کہ۔

چونکہ اندر الخ - یعنی جبکہ قعر ندی مین تیرا سر ہو تو پھر پانی کے رنگ کب تیری نظر پڑیگی یعنی اگر پانی کے اندر کوئی ڈوبا ہوا ہو تو ظاہر ہے کہ اوسکو پانی کے اوپر کا سطح بالکل نظر نہ آویگا تو اسیطرح جو حضرات کہ ذات مین فنا ہو گئے ہین اونکی نظر بھی ظاہر پر اور صفات پر نہین رہتی۔

ور برنگ الخ۔ یعنی اور اگر رنگ آب پر تو قمر سے واپس آوے تو ایسا ہی جیسے تشنہ دیگر بات لیلیا۔ مطلب یہ کہ اگر اوس حالت تمکین رجوع ہوا اور تجلی ذاتی یا افعالی ہونے لگی تو یہ سمجھ کہ بہت بڑی شے کہو دی لور کم قیمت شے لیلی تو اسیطرح یہ صاحب بھی اوسوقت تک پہنچ چکا تھا مگر اوسنے بلالیا تو اوسکو حرکت کردیا تو کسقدر سخت نقصان ہوا اسیطرح اس راہ مین نفس و شیطان اسی طرح راہزن ہوتے ہین اور نزول کرادیتے ہین لہذا انکے دہوکہ سے بچے رہنا۔

طاعت عامہ الخ۔ یعنی عوام کی طاعت خاص لوگونکے لئے گناہ ہے اور عوام کا وصل خواص کا حجاب ہے تو اسکے معنی یہ ہین کہ حسنات الابرار سیئات المقربین جو عوام ہین اور کم درجے ہین انکے لئے تو تجلی افعالی صفاتی ہی بہت بڑی شے ہے اور اونکی معراج ہے مگر جنکو تجلی ذاتی ہو چکی ہے انکے لئے تجلی افعالی یا صفاتی ہونا موت ہے اور اونکا نزول ہے آگے اسکی ایک مثال فرماتے ہین سبحان اللہ کیا مثال ہے فرماتے ہین کہ۔

گر وزیرے الخ۔ یعنی اگر کسی وزیر کو بادشاہ محتسب بنا دے تو بادشاہ اوسکا دشمن ہے دوست نہین ہے۔

ہم گناہے الخ۔ یعنی اس وزیر نے ضرور کوئی گناہ کیا ہوگا بلا کسی سبب کے ایسا نامعقول تغیر تو نہوگا۔

وانکہ زاول الخ۔ یعنی جو شخص کہ اول سے محتسب ہے خود اوسکی یہ بخت اور روزی ہے ابتدا ہی سے۔

لیک کان الخ۔ یعنی لیکن جو کہ اول سے وزیر تھا اوسکو محتسب کردینا کسی فعل ہی کیوجہ سے ہے اسلئے کہ احتساب کا مرتبہ تو وزارت سے کم ہی ہے تو ایک ہی درجا ایک کے لیے تو اچھا اور دوسرے کے لئے برا ہوتا ہے آگے ایک اور مثال ہے۔

ہوتا ہے مگر ایک بزرگ کیلئے اچھا اور دوسرے کے لیے بُرا ہوتا ہے آگے ایک اور مثال ہے۔

چون تراشاہ الخ۔ یعنی جبکہ تجھے بادشاہ نے آستانہ سے سامنے بلالیا اور پھر آستانہ ہی کی طرف لوٹادیا۔

تو یقین میدان الخ۔ یعنی تو یقیناً جان لے کہ کوئی جرم تو نے کیا ہے اور جہل کیوجہ سے جبر کو سامنے لایا ہے تو یعنی کیا تو خود ہے اور جہل کیوجہ سے کہتا ہے کہ کیا کرین تقدیر مین ہی اسطرح تھا اور کہتا ہے کہ۔

کہ مرا روزی الخ۔ یعنی کہ میری روزی اور قسمت یہی تھی (مولانا فرماتے ہین کہ) پس کل کیلئے یہ دولت تیرے ہاتھ مین تھی۔

قسمت خود الخ۔ یعنی اپنی قسمت کو خود تو نے ہی جہل کیوجہ سے قطع کردیا ہے اور جو کہ اہل ہوتے ہین وہ اپنی قسمت کو بڑہاتے ہین اور تو ایسا کمبخت ہے کہ اور گھٹاتا ہے تو معلوم ہوگیا کہ بعض مقامات ایسے ہین کہ جو ایک کے لیئے موجب زیادتی درجہ ہین اور دوسرے کے لئے موجب کمی درجہ کے ہین آگے فرماتے ہین کہ۔

یک مثال دیگر الخ۔ یعنی ایک اور مثال کجروی کے اندر چاہیئے کہ نقل قرآن سے سنے تو۔ یہ پھر ماقبل کیطرف رجوع ہے اور فعل شیطانی کجی پر چوری اور صاحبخانہ کی مثال لائے تھے اب یہ دوسری مثال اوسی مضمون پر فرماتے ہین۔

قد تم الربع الثالث

من الدفتر الثانی

والله الحمد

الربع الرابع من کلید المثنوی شرح الدفتر الثانی

شرح حبیبی

یک مثال دیگر اندر کژروی	شاید ار از نقل قرآن بشنوی
اینچنین کژبازیی در جفت و طاق	با نبی می باختند اهل نفاق
کز برای عز دین احمدی	مسجدی سازیم و بود آن مرتدی
اینچنین کژبازیی می باختند	مسجدی جز مسجد او ساختند
فرش و سقف و قبه اش آراستند	لیک تفریق جماعت خواستند
نزد پیغمبر بلابه آمدند	همچو اشتر پیش او زانو زدند
کای رسول حق برای محسنی	سوی آن مسجد قدم رنجه کنی
تا مبارک گردد از اقدام تو	تا قیامت تازه بادا نام تو
مسجد روز گل است و روز ابر	مسجد روز ضرورت وقت صبر
تا غریبی یابد آنجا خیر و جاه	تا فراوان گردد این خدمت سرا
تا شعار دین شود بسیار و پر	زانکه با یاران شود خوش کار مر
مسجد و اصحاب مسجد را نواز	تو مهی ما شب دمی با ما بساز
ساعتی آنجایگه تشریف ده	تزکیه ما کن ز ما تعریف ده
تا شود شب از جمالت جمله روز	ای جمالت آفتاب جان فروز

اے دریغا کان سخن از دل بدی — تا مراد آن نفر حاصل شدی

لفظ کاید بے دل وجان بر زبان — ہمچو سبزہ تون بود اے دوستان

ہم ز دورش بنگرو اندر گذر — خوردن و بورا نشاید اے پسر

سوئے لطف بے وفایان ہین مرو — کان پل ویران بود نیکو شنو

گر قدم را جاہلے بر وے زند — بشکند پل وان قدم را بشکند

ہر کجا لشکر شکستہ مے شود — از دو سہ سست و مخنث می بود

در صف آید با سلاح و مرد وار — دل برو بنہند کاینک یار غار

رو بگرداند چو بیند زخم را — رفتن او بشکند پشت ترا

این دراز ست و فراوان میشود — آنچہ مقصود ست پنہان می شود

جس طرح ہم نے امیر معاویہؓ کا قصہ بیان کیا ہے یون ہی بحزیں سے متعلق ایک اور قصہ ہے اگر تو نقل قرآنی سے سننا چاہتا ہے تو سن وہ قصہ شیطان الجن کا تھا یہ شیاطین الانس کا ہے بات یہ ہے کہ جسطرح شیطان امیر معاویہ کے ساتھ ٹیڑھی چال چل رہا تھا یون ہی منافقین داؤن پیچ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹیڑھی چال چل رہے تھے یعنی انھون نے ظاہر کیا کہ ہم دین احمدی کی عزت کے لیے ایک مسجد بنانا چاہتے ہین حالانکہ منشا و اسکا کفر تھا دوسری ٹیڑھی چال یہ چلے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے علاوہ ایک مسجد بنا ڈالی اور اسکی چھت فرش اور گنبد وغیرہ کو خوب سجایا۔ اس سے انکو ظاہر تو اعزاز دین کرنا تھا مگر اصل مقصد تفریق جماعت تھی۔ اس مقصد کی تکمیل کیلیے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین از راہ چاپلوسی حاضر ہوئے۔ اور اونٹ کی طرح گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اور کہا کہ اے رسول خدا براہ کرم اس مسجد کی طرف قدم رنجہ فرمائیے تاکہ آپکے قدمون سے وہ متبرک ہو جاوے خدا کرے آپکا نام تا قیامت تازہ رہے یہ مسجد اسلیے بنائی گئی ہے کہ گارے کیچڑ مین نماز پڑھنے مین آسانی ہو جس دن ابر ہو تو یہان نماز پڑھ لیجاوے غرض کہ جب کوئی شدید ضرورت و مجبوری پیش آئے تو اس مسجد سے کام نکالا جاوے اسمین ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ مسافر آرام کر سکتا ہے اور اوسکو کھانا وغیرہ مل سکتا ہے اور یہ بھی غرض ہے کہ مسجدین زیادہ ہون اور شعار دین زائد ہون اسلیے کہ جو کام ناگوار ہوتا ہے دوستون کے ساتھ وہ کام بھی گوارا ہو جاتا ہے پس جب دوسرے لوگ دیکھین گے کہ ایک مسجد اور بنی ہے تو اور لوگ بھی مسجدین بنائینگے۔

لہذا جناب والا خود مسجد کی بھی عزت افزائی فرمائین اور مسجد والون کی بھی۔ آپ چاند ہین اور ہم رات آپ تھوڑی دیر ہمارے ساتھ بھی گذارین تو مناسب ہے تاکہ ہم بھی آپ کے فیض سے مستفیض ہون آپ ہان تشریف لے چلیے اور ہم کو پاک کیجیے اور وعظ و نصیحت فرمائیے تاکہ ہماری ظلمت دور ہو کر روشنی پیدا ہو جاوے کیونکہ آپکا جمال وہ آفتاب ہے جو جانون کو روشن کرتا ہے۔ اب مولاناؒ فرماتے ہین کہ تقریر نہایت پاکیزہ اور مضمون نہایت پسندیدہ ہے لیکن اے کاش یہ تقریر دل سے ہوتی۔ تاکہ انکا مقصد حاصل ہوتا۔ لیکن یہ الفاظ دل و جان سے نہ تھے اور جو الفاظ دل سے نہ نکلین انکی مثال ایسی ہے جیسے کوڑی پر سبزہ کہ بس دور سے دیکھ لو اور چلے جاؤ نہ کھانیکے

کام کا ہے نہ سونگھنے کے بلکہ محض دل خوش کن ہے فائدہ کچھ نہین پس مناسب مقام ہم تم کو ایک نصیحت کرتے ہین خوب کان کھول کر سُن لو وہ یہ کہ بیوفاؤن کی ظاہری مہربانی پر ہرگز نہ جانا اسلئے کہ وہ ایسی ہے جیسے بوسیدہ پل کہ جب کوئی ناواقفیت سے اوسپر ازراہ اعتماد قدم رکھے تو فوراً ٹوٹ جاوے اور پاؤنکو بھی توڑدے۔ پس جب کوئی انکے لطف ظاہری پر اعتماد کریگا نقصان اوٹھائیگا دوسری مثال اور سنو جب کبھی لشکر کو شکست کھاتا ہے تو اوسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اسمین دو تین مخنث ہوتے ہین اور وہ ہتھیار سجا کر مردانہ صف جنگ مین شریک ہوجاتے ہین لوگ انپر اعتماد کرتے ہین اور اونکو اپنا معین و مددگار سمجھتے ہین لیکن جب اونکے کوئی زخم لگتا ہے یا دوسرون کے زخمون کو دیکھتے ہین تو بھاگ نکلتے ہین اور اونکا بھاگنا تمام فوج کی کمر توڑ دیتا ہے۔ یہ نتیجہ کیون ہوا اسلئے کہ اونھون نے اُن بیوفاؤن کی ظاہری مہربانی پر اعتماد کیا خیر یہ گفتگو بہت طویل ہے اور اسکو طول ہوتا جاتا ہے اور جو اصل مقصود ہے وہ مخفی ہوا جاتا ہے لہذا اسکو چھوڑ کر اصل مقصود کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

منافقون کا اور اُن کی مسجد ضرار بنانے کا قصّہ

شرح شبیری ۔ اینچنین الخ۔ یعنی اسیطرح کی کجبازی حقیت اور طاق مین اہل نفاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھیلتے تھے۔ مطلب یہ کہ حضرت کے ساتھ منافقین شرارتین اور دہوکہ کرتے تھے۔ اور وہ یہ تھا کہ کہتے تھے کہ۔

کز برائے الخ۔ یعنی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی عزت کے لئے ہم ایک مسجد بناتے ہین اور وہ (فی الواقع) ارتداد تھا۔ اسلئے کہ مسلمانون کے مقابلہ مین ایسا کرتے تھے۔

اینچنین الخ۔ یعنی اس قسم کی ٹیڑھی چال اون کے ساتھ چلتے تھے اور ایک مسجد اونکی مسجد کے علاوہ بناتے تھے۔

فرش الخ۔ یعنی اوسکا فرش اور چھت اور گنبد سنوارتے تھے لیکن وہ جماعت کی تفریق چاہتے تھے۔

نزد الخ۔ یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شرارت سے آئے اور اونٹ کیطرح اون کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ

کاے الخ۔ یعنی کہ اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرم کیوجہ سے اوس مسجد کیطرف قدم رنجہ فرمائیے۔

تامبارک الخ۔ یعنی تاکہ وہ آپ کے قدمون کی بدولت مبارک ہوجاوے آپکا نام مبارک قیامت تک تازہ رہے۔

مسجد الخ۔ یعنی وہ مسجد کیچڑ کے دن کی ہے اور ابر والے دن کی اور ضرورت کے دن اور صبر کے وقت کی مطلب یہ کہ مسجد قبا دور ہے اسلئے بارش وغیرہ مین جانے مین دقّت ہوتی ہے لہذا یہان قریب نماز ہوجایا کریگی جبکہ ضرورت ہوگی اور یہ مصلحت ہے کہ۔

تاغریبے الخ۔ یعنی تاکہ کوئی مسافر اس جگہ آرام اور جگہ پاوے اور تاکہ یہ خدمت کا گھر زیادہ ہوجاوے کہ دو ہوجاوینگے ایک مسجد قبا اور ایک اور یہ مصلحت ہے کہ۔

تاشعار الخ۔ یعنی تاکہ دین کا شعار زیادہ ہوجاوے اور مشکل کام دوستون پر آسان ہوجاوے کہ بارش وغیرہ مین وہان جانا مشکل ہے یہان جانا آسان ہوگا۔

ساعتے الخ۔ یعنی ایک گھڑی اوس جگہ تشریف لیجلیے اور ہمارا تزکیہ فرمایئے اور کچھ دیر وعظ فرما دیجیئے۔

مسجد الخ۔ یعنی مسجد کو اور اصحاب مسجد کو نواز دیجیئے آپ چاند ہین اور ہم راتین ہین ہمارے ساتھ موافقت فرمایئے تو ہم بھی منور ہوجاوین۔

تاسود الخ ۔ یعنی تاکہ رات آپ کے جمال کی وجہ سے دن ہوجاوے اسے وہ کہ آپکا جمال جہان کا روشن کردینے والا ہے ۔ مطلب یہ کہ ہمارے قلوب سیاہ جو شب کی طرح ہین وہ منور ہوجاوین آگے مولانا فرماتے ہین کہ ۔

اے الخ ۔ یعنی کاش کہ وہ بات دل سے ہوتی تاکہ اوس جماعت کی مراد حاصل ہوجاتی ۔

لفظ الخ ۔ یعنی جو لفظ کہ بیدلی سے زبان پر آوے تو اے دوستو اوسکو کوڑی کے سبزہ کی طرح سمجھو کہ اوپر تو اچھا ہے اور اندر سے غلاظت بھری پڑی ہے ۔

ہم الخ ۔ یعنی اوسکو دور ہی سے دیکھ لو اور چلے جاؤ وہ کہانے اور سونگھنے کے لائق نہین ہے اے صاحبزادہ ۔

سوئے الخ ۔ یعنی بیوفاؤن کی مہربانی کیطرف ہرگز مت جاکہ وہ ٹوٹا ہوا پل ہے اچھی طرح سن لو ۔

گر قدم الخ ۔ اگر کوئی جاہل قدم کو اوس پر مارے تو وہ پل بھی ٹوٹ جاوے اور اُسکے قدم کو بھی توڑ دے ۔ تو اسیطرح جو شخص کہ ایسے مکارون کے ساتھ رہتا ہے تو یہ خود بھی غارت ہوتے ہین اور اوسکو بھی غارت کردیتے ہین آگے ایک مثال ہے کہ

ہر کجا الخ ۔ یعنی جہان کہین کہ لشکر کو شکست ہوتی ہے وہ دو تین سست اور مخنثون کی بدولت ہوتی ہے ۔

در صف الخ ۔ یعنی صف مین ہتھیارون کے سمیت مردون کی طرح آتا ہے ۔ تو اوسپر دل رکھتے ہین کہ یہ ہے یار غار ۔ یعنی لڑائی مین وہ نامرد آتا تو اس طرح ہے کہ لوگ جانتے ہین کہ بس جو ہے یہی ہے اور کام یہی کریگا اور کون کرے گا اور جب مقابلہ ہوتا ہے تو یہ حالت ہوتی ہے کہ ۔

رو الخ ۔ یعنی جب زخم کو دیکھا تو منہ پھیر لیتا ہے اور اوسکا بھاگنا تمھاری کمر بھی توڑ دیتا ہے ۔ اور سارا لشکر ہمت ہار دیتا ہے اور بھاگ پڑ جاتی ہے ۔

این الخ ۔ یعنی یہ مضمون تو بہت دراز ہے اور طویل ہوتا جاتا ہے اور جو مقصود ہے وہ پوشیدہ ہوتا جاتا ہے مطلب یہ کہ اسکو تو جہان تک بیان کیا جاویگا طویل ہی ہوتا رہیگا مگر ہمین جو مقصود قصہ منافقون کا بیان کرنا تھا سو وہ رہا ہی جاتا ہے آگے پھر وہی قصہ بیان فرماتے ہین کہ ۔

شرح حبیبی

چاپلوسی و فسونها خواندند — نزل دستان سوی حضرت راندند

آن رسول مهربان رحم کیش — جز تبسم جز بلی ناورد پیش

شکرهای آن جماعت یاد کرد — در اجابت قاصدان را شاد کرد

می نمودی بکر ایشان پیش او — یک بیک زان سان که اندر شیر مو

موی را نادیده میکرد آن لطیف — شیر را شاباش میگفت آن ظریف

صد هزاران مکر موی و دمدمه — چشم خوابانید آن دم از همه

راست میفرمود آن بحر کرم — من شما را از شما مشفق ترم

من نشسته بر کنار آتشی — با فروغ و شعله بس ناخوشی

ہمچو پروانہ شما آسودہ دان — ہر دو دست من شدہ پروانہ ران

چون بران شد تا روان گردد رسول — غیرت حق بانگ زد مشنو ز غول

کاین خبیثان مکر و حیلت راندہ اند — جملہ مقلوبست انچہ آوردہ اند

قصد ایشان جز سیہ روئی نبود — خیر دین کے جست ترسا و یہود

مسجدے بر جسر دوزخ ساختند — با خدا نرد دغل مے باختند

قصد شان تفریق اصحاب رسول — فضل حق را کے شناسد ہر فضول

تا جہودے را ز شام اینجا کشند — کہ بوعظ او جہودان سرخوشند

گفت پیغمبر کہ آرے لیک ما — بر سر راہیم و بر عزم غزا

زین سفر چون باز گردم آنگہان — سوے آن مسجد روان گردم روان

دفع شان گفت و بسوی غزو تاخت — با دغایان از دغا نردے بباخت

یہان سے مولانا قصۂ مسجد ضرار کیطرف عود فرماتے ہین لیکن جس تفصیل کے ساتھ مولانا نے اسکو بیان فرمایا ہے وہ کسی روایت صحیحہ سے ثابت نہین۔ مولانا کو کسی نامعتبر طریق سے معلوم ہوا ہوگا۔ مولانا نے اوسکو معتبر سمجھکر نقل فرمادیا۔ لہذا جو باتین اسمین ایسی ہین جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر الزام عائد ہوتا ہے اونکا جواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دینے کی تو ضرورت نہین کیونکہ اس جواب کی تو اسوقت ضرورت ہے جبکہ ثابت ہوجاوے کہ یہ واقعہ سچا ہے۔ اور ثابت ہے نہین تو جواب کی بھی ضرورت نہین انکا جواب صرف اسیقدر ہے کہ یہ ثابت نہین۔ ہان مولانا کی طرف سے جواب کی ضرورت ہے کہ انھون نے اسکی تصدیق کیسے کرلی۔ سو اسکا جواب اپنے محل پر ذکر کیا جاویگا اس تفصیل کے بعد حل مثنوی سنو۔

ان منافقون نے خوشامدین کین اور مکر و فریب کے منتر بہت کچھ پڑھے۔ اور حیلہ و خداع سے آپکی مہمانی کی۔ جناب رسول اللہ جو نہایت ہی مہربان تھے اور رحم جنکا شیوہ تھا اس مکر کو سمجھ تو گئے (اقول ہو لیس بثابت) مگر با اینہمہ بنا بر شفقت آپ مسکراتے رہے۔ اور درست اور بجا ہی فرماتے رہے (یہ اس بنا پر تھا کہ آپکو منافقین کے افشاے راز کا ہنوز حکم نہ ہوا تھا بلکہ یہی حکم تھا کہ ان سے مسلمانون کا سا برتاؤ کیا جاوے اور آپکا یہ فرمانا جھوٹ بھی نہین تھا کیونکہ درست و بجا دو طرح کہا جاتا ہے کبھی تصدیق کے لیے اور کبھی تکذیب کے لیے۔ درحقیقت یہ درست و بجا تکذیب کے لیے تھا۔ مگر چونکہ انکے افشائے راز کا ابھی حکم نہ تھا اسلئے وہ لہجہ نہ تھا جس سے تکذیب ظاہر ہو۔ اور وہ سمجھ جائین لہذا یہ درست و بجا توریہ کے طور پر تھا) اور اس جماعت کا شکریہ ادا کیا اور انکی درخواست کو قبول فرما کر اون کے دل کو خوش کیا اونکا آپکے ساتھ مکر آپکو ان چکنی چپڑی باتون مین یون معلوم ہوتا تھا جسطرح دودھ مین بال۔ مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بال کو یون ظاہر فرماتے تھے جیسے آپ دیکھتے ہی نہین اور اپنی ظاہری تصدیق سے آپ اس دودھ اور چکنی چپڑی باتون کی تعریف فرماتے تھے اوس مین سیکڑون مکر و فریب اور بال تھے۔ لیکن اسوقت آپ سب سے چشم پوشی

بر رسول حق فسونها خواندند + رخش دستان و حیل می راندند + چاپلوسی و فسونها خواندند + از پئے خدمت سوئے حضرتؐ راندند +

فرمائے ہے تھے - اور اون پر اپنے سمجھ جانے کو ظاہر نہونے دیتے تھے کہ یہ دل شکستہ ہو جاوینگے - واقعی اس بحر کرم نے نہایت ہی صحیح فرمایا ہے کہ مین تم پر تم سے زیادہ مشفق ہون - کہ آتش روشن اور تاؤ اور طور پر شعلہ زن آگ کے کنارہ پر بیٹھا ہوا ہون - تم پروانون کی طرح اوس طرف دوڑتے ہو اور مین اپنے دونون ہاتھون سے تمکو ہٹا رہا ہون - جب آپ بمقتضائے شفقت وغیرہ اس طرف چلنے پر آمادہ ہو گئے اور چلنے کو بالکل تیار ہو گئے تو حق سبحانہ کو غیرت آئی - اور حکم ہوا کہ ان راہزنون کی باتین نہ سنو - ان شریرون نے چال اور فریب کیا ہے اور جو باتین انھون نے بیان کی ہین سب اولٹی ہین اونکا مقصود صرف اپنا مُنہ کالا کرنا ہے وجہ یہ ہے کہ یہ جماعت یہود کی ہے اور ابو عامر راہب کی پیر تھے بھلا یہودی و نصرانی دین الٰہی کے کیا خیر خواہ ہو سکتے ہین ان لوگون نے اپنی مسجد کو دوزخ کے پل پر تعمیر کیا ہے اور اسکی بدولت یہ دوزخ مین جائینگے کیونکہ خدا کیساتھ یہ لوگ فریب کی چالین چلتے ہین انکا مقصد جماعت صحابہؓ کی تفریق ہے لیکن یہ یہود سے فضل حق سبحانہ کو نہین جانتے جو صحابہ پر مبذول ہے کہ وہ انکو ہر ضرر سے بچائیو اللہ ہے اور کبھی گوارا نہین کرتا کہ انکو ضرر پہونچے اور غرض اونکی یہ ہے کہ اوس یہود کی طرح سخت دشمن کافر نصرانی ابو عامر راہب کو جسکے وعظ سے یہ پھولے ہوئے ہین ہر قل سمیت مدینہ پر چڑھا لائین - حق سبحانہ کا یہ حکم سنکر آپنے اپنی رائے کو ملتوی فرما دیا - لیکن چونکہ آپ بغایت شفقت اونکو رسوا کرنا نہین چاہتے تھے اور رسوائی کا حکم بھی نہوا تھا لہذا آپنے فرما دیا کہ اسوقت تو ہم کو سفر درپیش ہے اور غزوہ تبوک کو جا رہے ہین جب اس سفر سے لوٹین گے انشاء اللہ اسوقت چلین گے یہ فرما کر آپنے اونکو ٹالدیا اور غزوہ تبوک کو تشریف لیگئے اور ان دغابازون کے ساتھ آپنے بھی دغا کی چال چلی یعنی آپکو دغا مقصود نہ تھی بلکہ یہ آپکی تدبیر مشابہ دغا تھی - بنا بر مشاکلت اسکو دغا کہدیا گیا ہے - اس تقریر سے نہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹا وعدہ فرمانیکا الزام ہے اور نہ مولانا پر اسکی تصدیق کا کیونکہ اول تو واقعہ اس صورت سے ثابت ہی نہین دوسرے وعدہ معلق بمشیت الٰہی تھا - لہذا جھوٹا نہ تھا اور جب جھوٹا نہ تھا تو مولانا پر بھی الزام نہین کہ انھون نے جھوٹے وعدہ کی نسبت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیونکر سچ سمجھ لیا - اور اگر وعدہ کو بصورت حتمی سمجھا جاوے کہ ہم ضرور آئینگے تو اسوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو کوئی الزام نہین کیونکہ واقعہ ثابت ہی نہین - ہان مولانا پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ اونھون نے اس واقعہ کو کیونکر سچا سمجھ لیا - سو اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ مولانا دھوکے کے مقابلہ مین دھوکے کو جائز رکھتے ہونگے - بالخصوص اسوقت جبکہ اس دھوکے سے دوسرے کو ضرر پہونچانا مقصود نہو بلکہ اپنا تحفظ مدنظر ہو اور یہان ایسا ہی تھا کہ ان کے شر سے بچنا مقصود تھا نہ کہ انکو نقصان پہونچانا اور ماخذ اس خیال کا ممکن ہے الحرب خدعۃ یا جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ہو ویؤیدہ ما قال مولانا فی الابیات السابقۃ - ؎

ہر دروغے را دروغے شد جزا + کاسہ زن کوزہ بخور اینک سزا + اسوقت مولاناؒ سے بھی اعتراض دفع ہو گیا -

منافقون کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پھسلانا تاکہ مسجد ضرار مین تشریف لیجاوین

شرح شبیری - بر رسول الخ - یعنی حق تعالےٰ کے رسول پر بہت افسون پڑھ رہے تھے اور مکر اور حیلہ کا گھوڑا چلا رہے تھے -

چاپلوسی الخ - یعنی چاپلوسی اور افسون پڑھ رہے تھے اور خدمت کی مہمانی کو بارگاہ کی طرف چلا رہے تھے مطلب

یہ کہ مکروچاپلوسی اور خوشامد کر رہے تھے۔ اور اپنی ان باتون کو بطور تحفہ کے اور نزل خدمت کے بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین پیش کر رہے تھے۔

آن الخ۔ یعنی وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مہربان اور رحم کیش سوائے تبسم کے اور بہت بہتر کے کچھ سامنے نہ لاتے تھے۔ مطلب یہ کہ وہ تو مکر سے حضور کو پھسلا رہے تھے اور آپ باوجودیکہ آپکو معلوم تھا کہ یہ جھوٹے ہین (جیسا کہ لتعرفنہم فی لحن القول سے معلوم ہوتا ہے) غایت لطف وکرم کی وجہ سے یہی فرماتے تھے کہ بہتر ہے بہت اچھا آجاؤنگا۔

شکرہائے الخ۔ یعنی اوس جماعت کے شکریہ کو یاد کیا اور قبول فرمالینے مین قاصدون کو شاد کیا مطلب یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکا شکریہ ادا فرمایا کہ تم نے مجھے بلایا اور اسکے بعد بلانے والون سے آنے کا وعدہ کرلیا تاکہ وہ بھی خوش ہوجاوین۔

می نمود الخ۔ یعنی اونکا مکر آپ کے سامنے ایک ایک اس طرح دکھائی دیتا تھا کہ جیسے دودھ مین بال۔۔

موے الخ۔ یعنی بال کو بے دیکھا ہوا کر رہے تھے وہ لطف وکرم والے اور دودھ کی تعریف کر رہے تھے وہ دانا۔ مطلب یہ ہے کہ باوجودیکہ اون کے مکر اونکے اقوال مین اسطرح سے ظاہر تھے کہ جیسے کہ دودھ مین بال مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اون مکرون سے اس طرح چشم پوشی فرمارہے تھے کہ گویا اونکو خبر ہی نہین اور اونکے اس بنا مسجد کی تعریف اور خود اونکا شکریہ ادا کر رہے تھے اور یہ اسلئے تھا کہ اول تو حق تعالے کی طرف سے یہی حکم تھا کہ یہ اگرچہ دل سے کافر ہین مگر چونکہ زبان سے اسلام کا دعوی ہے لہذا اون سے برتاؤ مسلمانون ہی جیسا کیا جاوے اسیوجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے تو اقرار فرما لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود بھی یہی تھا کہ تشریف لیجاوینگے مگر بدل نجاتا تھا اور وہان جانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشاشت نتھی اب یہان شبہ نہین ہوسکتا کہ حضور نے خدا نخواستہ جھوٹ بولا نہین وعدہ کیا اور اوسکے ایفا کا بھی قصد تھا مگر دل تنگی سے اور یہ ضروری نہین ہے کہ جو وعدہ کیا جاوے اور اوسکو پورا کیا جاوے وہ بشاشت ہی سے ہوا کرے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے ساتھ یہ برتاؤ فرمایا ہے

صدہزاران الخ۔ یعنی لاکھون مکر اور افسونون کے پاس تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے چشم پوشی کی آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کی تعریف اور حالت کو بیان فرماتے ہین کہ۔

پراست الخ۔ یعنی اس بحر کرم نے درست فرمایا ہے کہ مین تمپر تمسے زیادہ شفیق ہون یہ مضمون قرآن شریف کا ہے کہ آیا ہے النبی اولے بالمؤمنین من انفسہم اور خود حدیث مین بھی یہی مضمون آیا ہے لہذا فرماتے ہین کہ دیکھو حدیث مین ہے کہ فرماتے ہین مین تمپر تم سے زیادہ شفیق ہون۔ آگے یہی حدیث ہی کا مضمون ہے فرماتے ہین کہ۔

من الخ۔ یعنی مین ایک آگ کے کنارہ پر بیٹھا ہوا ہون جو کہ با فروغ ہے اور بہت بڑے شعلون والی ہے مطلب یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ میری تمھاری ایسی مثال ہو کہ جیسے ایک آگ ہے اور اوسکے کنارہ مین بیٹھا ہوا ہون

ہمچو الخ۔ یعنی تم پروانہ کیطرح اوس آگ کی طرف دوڑ رہے ہو اور میرے دونون ہاتھ پروانہ کو ہٹانے والے ہین اس حدیث کے الفاظ یہ ہین مثلی کمثل رجل استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہا جعل الفراش وہذہ الدواب التی تقع فی النار یقعن فیہا وجعل یحجزہن ویغلبنہ فیقتحمن فانا آخذ بحجزکم عن النار وانتم تقتحمون تو دیکھو کہ اس مثال سے غایت لطف وکرم ثابت ہوتا ہے

شان اللہ یارب تو کریمی و رسول تو کریم + صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم۔

چون الخ - یعنی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسپر مستعد ہوئے کہ روانہ ہون تو غیرت حق نے آواز دی کہ ان عملون کی
مت سنو مصرعہ اولی کی عبارت مین تھوڑی تقدیم تاخیر ہے عبارت صاف یہ ہے کہ چون رسول بران شد تا رود ان
گرد غیرت حق الخ غرضکہ آپکا قصد تو جانیکا تھا ہی لہذا وحی آگئی کہ -

کائین الخ یعنی کہ ان خبیثون نے مکر اور حیلہ کیاہے اور یہ جو کچھ کہ لائے ہین سب اولٹا ہے - (اور بیہودہ ہے)

قصد الخ - یعنی انکا مقصد اس سے سوائے سیہ روئی کے کچھ نہین ہے اسلئے کہ نصرانی یا یہودی دین کی خیر کب ڈھونڈھتے ہین -

مسجدے الخ - یعنی دوزخ کے پل پر ایک مسجد بناتے تھے اور حق تعالے کے ساتھ دہوکہ کی نرد کھیلتے تھے - یہ اشارہ اوس آیت - علی شفا جرف ہار فانہار بہ الخ مطلب یہ کہ چونکہ اونکی غرض فاسد تھی جسکا انجام کہ دخول نار تھا اسلیے گویا کہ وہ اونھون نے اوس مسجد کو کنارہ دوزخ ہی پر بنایا تھا -

قصد شان الخ - یعنی اونکا مقصود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین تفریق تھی مگر فضل حق کو ہر فضول کب بچان سکتا ہے - مطلب یہ ہے کہ اون کو کیا خبر تھی کہ اسمین رحمت حق مضمر ہے اور جسمین کہ یہ تفریق کرانا چاہتے تھے اون حضرات پر رحمت حق تھی اسلیے حق تعالے نے اون کو بتادیا -

تا جہودے الخ - یعنی تاکہ ایک یہودی کو شام سے اس جگہ لاوین کیونکہ اوسکے وعظ سے یہودی خوش ہین قصہ اسکا یہ ہے کہ ایک شخص ابن عامر نامی نصرانی شام مین تھا اور مدینہ منورہ مین اکثر یہودی منافق تھے تو اس ابن عامر نے ان لوگون کو لکھا کہ تم ایک بیٹھک مسجد کے طور پر بناؤ تاکہ اوسکے اندر سب سلاح و مشورے ہوا کرین اسکے بعد ہرقل سے لشکر لیکر ان لوگون کو نکال دیا جاوے گا لہذا ان منافقون نے یہ مسجد اسلئے بنائی تھی لہذا فرماتے ہین کہ اونکا مقصد یہ تھا کہ اوس یہودی کو یہان بلالین -

گفت الخ - یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان لیکن اب ہم سر راہ پر ہین اور لڑائی کے قصد مین ہین مطلب یہ ہے کہ حضور نے تشریف لانے کا وعدہ فرمایا اور یہ فرمایا کہ ابھی تو ہم سفر مین ہین اور لڑائی کو جارہے ہین اوس کے بعد آوینگے اسلیئے کہ اسوقت غزوہ تبوک کی تیاری تھی یہان یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ اول تو مولانا نے وحی کی ممانعت کا ذکر کیا اوس کے بعد اسکو بیان کیا کہ حضور نے وعدہ فرمایا تو کیا بعد وحی وعدہ فرمایا تھا بات یہ ہے کہ اول تو مولانا نے قصہ کو مجمل طور پر بیان فرمادیا تھا اور اب اوسکو مفصل طور پر بیان فرماتے ہین آگے فرماتے ہین کہ -

نزین الخ - یعنی آپنے فرمایا کہ اس سفر سے جبکہ مین واپس ہونگا اسوقت اوس مسجد کی طرف آؤنگا اب دیکھو کہ اس فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ دل سے حضور کو بشاشت نہ تھی ورنہ کیا مشکل تھا کہ چند قدم تشریف لیجاتے مگر اوسوقت یہی چاہا کہ ٹال دین -

دفع الخ - یعنی آپ نے اون کو ٹالا اور غزوہ کی طرف تشریف لے گئے دغابازون کے ساتھ دغا کی ایک بازی کھیلی - اس دغا سے مراد مکر وفریب نہین ہے بلکہ یہ مکروا ومکر اللہ کے قبیل سے ہے جیساکہ وہان مکر حق تعالے کیطرف منسوب ہے اسیطرح یہان دغا بھی حضور کی طرف نسبت کردی گئی ہے مقصود یہ ہے کہ اون کے کرتوت کا بدلا آپ نے بھی دیا -

شرح حبیبی

چون بیاید از غزا باز آمدند
طالب آن وعدهٔ ماضی شدند

گفت حقش کای پیمبر فاش گو
عذر آور جنگ باشد باش گو

گفت ای قوم دغل خامش کنید
تا نگویم رازهاتان تن زنید

گفتتان بس بد درون و دشمنید
من نخواهم آمد ازمن بگذرید

چون نشان چند از اسرارشان
درمیان آورده بد شد کارشان

قاصدان زو باز گشتند آنزمان
حاش لله حاش لله دم زنان

هر منافق مصحفی زیر بغل
سوی پیغمبر بیاورد از دغل

بهر سوگندان که ایمان جنه ایست
زانکه سوگندان کژان را سنتی است

چون ندارد مرد کژ در دین وفا
هر زمانی بشکند سوگند را

راستان را حاجت سوگند نیست
زانکه ایشان را دو چشم روشنی است

نقض میثاق و عهود از احمقی است
حفظ ایمان و وفا کار تقی است

گفت پیغمبر که سوگند شما
راست گیرم یا که سوگند خدا

باز سوگندی دگر خوردند قوم
مصحف اندر دست و بر لب مهر صوم

که بحق این کلام پاک راست
که بنای مسجد از بهر خدا است

اندر آنجا هیچ مکر و حیله نیست
قصد ما زان صدق و ذکر یاربیست

گفت پیغمبر که آواز خدا
می رسد در گوش من همچون صدا

مهر بر گوش شما بنهاد حق
تا بآواز خدا نارد سبق

نک صریح آواز حق می آیدم
همچو صاف از درد می پالایدم

همچنانکه موسی از سوی درخت
بانگ حق بشنید کای مسعود بخت

از درخت انی انا الله می شنید
با کلام انوار می آمد پدید

چون ز نور وحی وا می ماندند
باز نو سوگندها میخواندند

چون خدا سوگند را خوانده سپر
کی نهد اسپر ز کف پیکارگر

باز پیغمبر بتکذیب صریح
قد کذبتم گفت با ایشان فصیح

تا یکی یاری ز یاران رسول
در دلش انکار آمد زان نکول

کاینچنین پیران باشیب و وقار
می کنندشان این پیمبر شرمسار

تو کرم تو ستر پوشی تو حیا / صد هزاران عیب پوشند انبیا
باز در دل زد که استغفار کرد / تا نگردد زاعتراض او روی زرد
لیک آن نقش نجس از دل نرفت / مهر بد از طبع بیحاصل نرفت
شومی یاری اصحاب نفاق / کرد مومن را چو ایشان زشت و عاق
باز می زارید کای علام سر / مر مرا مگذار بر کفران مصر
دل بدستم نیست همچون دید چشم / ورنه دل را سوزمی این دم زخشم
اندرین اندیشه خوابش در ربود / مسجد ایشانش پر سرگین نمود
سنگهاش اندر حدث جای تباه / می دمید از سنگها دود سیاه
دود در حلقش شد و حلقش بخست / از نهیب دود تلخ از خواب جست
در زمان در رو فتاد و میگریست / کای خدا اینها نشان منکریست
خلم بهتر از چنین حلم ای خدا / که کند از نور ایمانم جدا

جبکہ آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو منافق طلب وفاء وعدۂ گذشتہ کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے۔ اسوقت حق سبحانہ نے فرمایا کہ آپ حیلہ حوالہ سے کام نہ لیجیے بلکہ صاف انکار کر دیجیے۔ لڑائی ہوگی بلا سے ہو کچھ پرواہ نہ کیجیے اُس پر آپ نے فرمایا کہ مکارو چپ رہو کیون اپنے راز کھلواتے ہو۔ تم بڑے بدباطن اور دشمن ہو مجھے معاف رکھو مین نہ آؤنگا لو تمکو کچھ اتے پتے کی باتین بتائے دیتا ہون اور یہ کہکر آپ نے کچھ پتے دینے شروع کیے یہ سنکر اونکے حواس باختہ ہوگئے اور چلدیے۔ پھر یہ خیال آیا کہ یہ تو الزام ہمنے اپنے سر لیلیا اور گویا کہ اونکے بیانات کو تسلیم کر لیا بہت برا ہوا یہ خیال کرکے حاش للّٰہ حاش للّٰہ کہتے ہوئے پھر لوٹے اور بڑی پختگی کے ساتھ آئے گویا کہ ہر منافق بغل مین ایک قرآن دبائے ہوئے ہے۔ غرض اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے قسمین کھانے کی غرض سے خوب تیار ہوکر آئے۔ کیونکہ قسمین جھوٹون کی سپرین اور اونکا یہی شیوہ ہے جو لکہ ٹیڑھے لوگ دین مین وفا تو رکھتے نہین اسلئے ہر وقت قسم کو توڑتے ہین اور جھوٹی قسمین کھاتے ہین سچے لوگون کے لیے فضول قسمون کی ضرورت نہین کیونکہ خدا نے اونکو دو باطنی روشن آنکھین عطا کی ہین جن سے وہ ان قسمون کی لغویت کو محسوس کرتے ہین۔ عہد و پیمان کو توڑنا حماقت کا کام ہے اور قسمون کو لغویت سے محفوظ رکھنا اور بات کا پکا ہونا یہ متقی کا کام ہے۔ یہ مضمون بمناسبت مقام تبعاً بیان ہوگیا ہے۔ اب ہم پھر اصل مقصد کیطرف عود کرتے ہین۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی قسمون کو سنکر فرمایا کہ تمھین بتاؤ کہ مین تمھاری قسمون کا اعتبار کرون یا حق سبحانہ کی قسم کا۔ اونھون نے پھر نہایت پختگی کے ساتھ قسم کھائی جیسے کہ کوئی شخص قرآن ہاتھ مین لیکر اور مُنھ مین روزہ رکھ کر کہتا ہو کہ اس کلام پاک کی قسم جو آپ پر نازل ہوا ہے کہ ہم نے مسجد خدا ہی کے لیئے بنائی ہے اسمین کوئی مکر اور کوئی حیلہ نہین اور ہمکو سوائے خلوص اور ذکر اللہ کے اور کچھ مقصود نہین۔ اور آپ جو فرماتے ہین کہ حق سبحانہ اسکی تکذیب کرتے ہین شاید جناب کے سننے یا سمجھنے مین کچھ خلل واقع ہوا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہ کی آواز میرے کانون مین

آرہی ہے۔ تمھارے کانون پر حق سبحانہ کی مہر ہے اسلیے تم نہین سن سکتے۔ اور تمھارے کان اس آواز تک نہین پہونچ سکتے۔ اگر ایسا نہوتا تو تم خود بھی سن سکتے تھے۔ مجھے بالکل مغالطہ نہین ہوا بلکہ حق سبحانہ کی صاف اور صریح آواز ہے جو میرے لیے حق و باطل کو بالکل جدا کر رہی ہے۔ چونکہ وہ لوگ نور وحی سے بالکل الگ تھے اسلیئے اسپر بھی قسمین کھائے جاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ صاحب ہم اپنے قصد و ارادہ سے خود واقف ہین پھر ہم کیسے کہین کہ واقعی ہمارا ارادہ مکر اور فریب کا تھا بات یہ ہے کہ حق سبحانہ قسم کو سپر فرما چکے ہین۔ پھر یہ جنگجو ڈھال کو ہاتھ سے کیسے رکھ سکتے تھے اسلیئے پھر قسمون کو آڑ بنایا کیئے۔ آخر تنگ ہو کر آنحضرت نے صاف فرما دیا کہ تم یقیناً جھوٹے ہو اور تمھاری بات مین سچ کا احتمال بھی نہین اور اس شد و مد سے انکار کیا کہ اس انکار سے ایک صحابی کے دلمین بھی انقباض پیدا ہوا کہ ایسے بڈھے اور معزز لوگون کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یون شرمندہ فرماتے ہین۔ اسوقت آپکی کرم طبعی اور پردہ پوشی وحیائے جبلی کو کیا ہوا۔ انبیا تو ہزارون عیب چھپاتے ہین۔ پھر فوراً ہی دلمین توبہ استغفار کی کہ پیغمبر کی نسبت میرے دل مین کیسا گندہ خیال آیا۔ ایسا نہو اس اعتراض سے مین حق سبحانہ کی جناب مین نادم ہون لیکن اب بھی وہ بیہودہ وسوسہ اون کے دل سے بالکل نہ نکلا۔ اور اونکی طبیعت سے منافقین کی بڑی محبت بالکل زائل نہوئی دیکھو منافقین کی دوستی کی شامت نے ایک مومن کو بُرا اور نافرمان بنا دیا ولائے کفار یہ بد بلا ہے اس سے بچنا چاہیئے خیر پھر وہ حق سبحانہ کی حضور مین گڑگڑائے کہ اے واقف راز تو نے مجھے اس کفران پر مصر مت چھوڑ اور میرے دل سے اس وسوسہ کو دور کر دے جسطرح آنکھ سے دیکھنا میرے قبضہ مین ہے یون دل کا خیال میرے قبضہ مین نہین ورنہ مین اس دل سے اتنا بیزار ہون کہ اسکو آگ لگا دیتا اسی خیال مین انکو نیند آگئی۔ اور انھون نے خواب مین دیکھا کہ وہ مسجد گوبر پر بنائی گئی ہے جسمین اشارہ تھا اسکی طرف کہ یہ اغراض خبیثہ پر بنائی گئی ہے اور اوسکے پتھر گوہ مین سنے ہوئے ہین اور ان سے کالا کالا دھوان نکل رہا ہے اس سے اشارہ تھا کہ یہ عمارت ان اغراض سے بنی ہے جو دوزخ مین لیجانے والی ہین وہ دھوان انکے حلق مین بھی پہونچا جس سے انکے گلے مین سوزش پیدا ہو گئی اسمین اشارہ اسطرف تھا کہ دیکھو تم بھی ان لوگون کی خیر خواہی مین آکر سزا کے مستحق ہو گئے۔ اب وہ اس تلخ دھوین کے خوف سے بیدار ہو گئے اور فوراً سجدہ مین گئے۔ اور رو کر کہا کہ اے اللہ یہ میرے انکار کی بیہودگی کی نشانی ہے اب مین سمجھ گیا کہ میرا انکار نہایت بیہودہ تھا اے اللہ واقعی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سختی جسکو برا سمجھتا تھا آپکے حلم سے بہتر ہے جسکو مین اچھا سمجھتا تھا وہ حلم جسکو مین اچھا سمجھتا تھا ہرگز اچھا نہین کیونکہ وہ تو مجھکو قید ایمان سے علیحدہ کرنے والا ہے اسلیئے کہ جب مین اس حلم کو اچھا سمجھونگا اور وہ پایا نہ جائیگا بلکہ اوسکی ضد پائی جائیگی تو لامحالہ اوس ضد کو برا سمجھونگا اور یہ میرے سلب ایمان کا باعث ہوگا۔ تو لامحالہ وہ حلم برا ہوگا۔

شرح شبیری - چون الخ - یعنی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس تشریف لائے تو وہ لوگ پھر حاضر ہوئے اور اس گذرے ہوئے وعدہ کے ایفا کے طالب ہوئے۔

گفت الخ - یعنی حق تعالے نے آپ سے فرما دیا کہ ظاہر طور پر آپ فرما دیجیے اور عذر کر دیجیے لڑائی ہوگی تو ہونے دیجیے مطلب یہ کہ اب ان سے اس کی ضرورت نہین ہے کہ ان کے ساتھ برتاؤ چاپلوسی کا کیا جاوے بلکہ آپ تو صاف فرما دیجیے کہ ہم نہ آوینگے اب اگر یہ مخالف بھی ہو جاوین تو ہو جانے دیجیے۔ کچھ

وہ نہین ہے

گفت الخ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قوم مکار بس خاموش رہو کہین مین تمہارے راز نہ کہدون اُس سے بس چپ ہی رہو اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت والذین اتخذوا مسجداً ضراراً الخ تو پڑھ ہی دی تھی مگر خود اونکے منھ پر کھلم کھلا کہتے ہوئے لجتے تھے۔ اسلیے فرمایا کہ بس چپ ہی رہو ورنہ پھر سب کہنا پڑے گا۔

گفت الخ۔ یعنی تم بس بدباطن اور دشمن ہو مین ہرگز نہ آونگا مجھسے درگذر کرو۔

چون الخ۔ یعنی جبکہ اونکے اسرار مین سے چند نشانیان بیان مین لائے تو اونکا سارا کام خراب ہوگیا۔ اسلیے کہ جو سوچا تھا اوسکے بالکل خلاف ہوا۔

قاصدان الخ۔ یعنی وہ قاصد اوسی وقت وہان سے حاش للہ حاش للہ کہتے ہوئے واپس ہوگئے مطلب یہ کہ اپنے ہم خیال تفریق وغیرہ سے تبریہ کرتے تھے کہ توبہ توبہ بھلا ایسا خیال ہو بھی سکتا ہے استغفراللہ۔

ہر الخ۔ یعنی ہر منافق ایک قرآن شریف بغلین دابے ہوئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف دکھو کے کیوا سطے لایا۔

تاخورد۔ یعنی تاکہ وہ قسم کہاوے کہ قسمین تو ڈہال ہین اسلئے کہ قسمین کج لوگون کا طریقہ ہین یعنی جو لوگ کجرو ہوتے ہین وہ تو ذرا ذرا سی بات مین قسم کھایا کرتے ہین اور اونکا تو طریقہ یہی ہے لہذا وہ بھی قسمین کھانے کو ایکایک مصحف بغل مین دبائے ہوئے چلے آئے۔

چون الخ۔ یعنی جبکہ کجرو آدمی دین مین وفا نہین رکھتا تو وہ ہر گھڑی ایک قسم کو توڑتا ہے۔

راستان را الخ۔ یعنی سچون کو حاجت قسم کھانے کی نہین ہے اسلئے کہ اون کی دونون آنکھین روشن ہین مطلب یہ کہ جو کجرو ہین اون کو تو اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ ہر ہر بات پہ قسم کھاوین مگر جو سچے ہوتے ہین اونکو حاجت قسم کی نہین ہوتی۔ اس لیے کہ اون کی تو دونون آنکھین روشن ہین اور وہ ہر بات کو کالمعاینہ دیکھ رہے ہین اور اون کے قلب کا اثر دوسرون پر بھی پڑتا ہے لہذا اون کو قسم کھانے کی حاجت نہین ہوتی یہ تو کذابون ہی کا طریقہ ہوتا ہے آگے فرماتے ہین کہ۔

نقض الخ۔ یعنی میثاق اور عہد کا توڑنا احمق پن کی بات ہے اور قسمون کی حفاظت اور اونکو پورا کرنا متقی آدمی کا کام ہے۔

گفت الخ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمہاری قسم کو سچ سمجھون یا کہ حق تعالے کی قسم کو کہ فرماتے ہین واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون۔

باز الخ۔ یعنی پھر لوگون نے دوسری قسم کھائی کہ قرآن تو ہاتھ مین اور منھ پر مہر روزہ کی یعنی قسم کھاتے تھے کہ ہم اس قرآن کی قسم کھاتے ہین اور ہمارے منھ مین روزہ ہے کہ ہم سچے ہین خود فرماتے ہین کہ۔

کہ بحق الخ۔ یعنی کہ قسم ہے اس کلام پاک اور سچے کی کہ اس مسجد کی بنا خدا ہی کے واسطے ہے اور کہتے تھے کہ۔

اندر آنجا الخ۔ یعنی اس جگہ کوئی مکر اور حیلہ نہین ہے بلکہ ہمارا مقصد اس بنانے سے صدق اور ذکر اور یارب کہنا ہے مطلب یہ کہ صرف ذکر اللہ کی غرض سے بنائی ہے اور کوئی غرض فاسد نہین ہے۔

گفت پیغمبر الخ۔ یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی کی آواز میرے کان مین صدا کیطرح آ رہی ہے مطلب یہ کہ مین اوس ممانعت کو اسوقت بھی سن رہا ہون گویا کہ ابھی تک یہی آواز آرہی ہے کہ لا تقم فیہ ابدا اب اونکو یہ شبہ ہوا

کہ ہمکو تو کہین بھی سنائی نہین دیتی اوسکا جواب فرماتے ہین کہ۔

مہر الخ۔ یعنی حق تعالے نے کانون پر مہر لگادی ہے تاکہ آواز خدا تم تک سبقت نہ لاوے۔ مطلب یہ کہ تم پر خدا کی پھٹکار ہے اسلئے تم سن نہین سکتے ورنہ آواز برابر آرہی ہے۔

تک الخ۔ یعنی یہ صریح حق تعالے کی آواز مجھے آرہی ہے اور صاف کی مثل دُرد سے مجھے صاف کررہی ہے۔ آگے فرماتے ہین کہ یہ آواز آنا کچھ جائے تعجب نہین ہے اسلیے کہ پہلے انبیا کو بھی بلاواسطہ آواز آئی ہے جیسے کہ حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام تھے اسی کو فرماتے ہین کہ

چون الخ۔ یعنی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کیطرح کہ وہ درخت کیطرف سے حق تعالے کی آواز کو سن رہے تھے کہ اے مسعود نصیب والے قرآن شریف مین جو ہے کہ حق تعالے کی آواز آئی یا موسے انی انا اللہ تو اس ندا یا موسے کو اسطرح تعبیر کردیا۔

از درخت الخ۔ یعنی درخت سے آواز انی انا اللہ کو سنتے تھے اور کلام کے ساتھ انوار ظاہر ہو رہے تھے۔ غرضکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہ حالت ہے تو مین تمھارے کہنے کو کس طرح مان لون آگے فرماتے ہین کہ۔

چون الخ۔ یعنی جبکہ نور وحی سے وہ عاجز رہتے تھے تو پھر نئی قسمین کھاتے تھے۔ یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب اسقدر اون کی تکذیب کردی گئی تھی تو اب اونکو کیا امید تھی کہ اونکی تصدیق کیجاویگی۔ تو پھر وہ اسقدر قسمین کیون کھاتے تھے۔ مولانا اسکی وجہ فرماتے ہین کہ۔

چون الخ۔ یعنی جبکہ قرآن شریف مین حق تعالے نے قسم کو ڈھال فرمایا ہے تو بھلا لڑنے والا سپر کو ہاتھ سے کب رکھتا ہے قرآن شریف مین ہے اتخذوا ایمانہم جنۃ تو دیکھو جب کوئی لڑتا ہے تو اگرچہ یقین ہو کہ مین ہار جاؤنگا مگر تب بھی طبعاً بے اختیار سپر سامنے آہی جاتی ہے تو اسی طرح اون کو اگرچہ یقین تھا کہ ہماری باتین سب غلط ثابت ہونگی مگر وہ قسمین کھا ہی رہے تھے کہ شاید یقین آجاوے۔

باز الخ۔ یعنی پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تکذیب صریح سے قد کذبتم اون سے صاف طور پر فرمادیا۔ آگے مولانا ایک اور قصہ اس کے متعلق فرماتے ہین کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر اونکو کاذب فرمادیا۔ تو ایک صحابی کو یہ وسوسہ ہوا کہ اگرچہ وہ کاذب ہی تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح صاف طور پر نہ فرمانا چاہیے تھا۔ کہ اسمین اون کی دل شکنی ہے اسپر حق تعالے نے اونپر نیند کو غالب کیا اور اوس مین اونکو اوس مسجد کو پُرگند کی دکھادیا تب انھون نے اس وجہ سے توبہ کی اور اسی مین مولانا یہ بھی فرماتے ہین کہ ایسے ایسے وسوسے سب صحابہ کو آئے مگر ہم بیان نہین کرتے اسلیئے کہ شاید کسی کو اون حضرات کی طرف سے بدگمانی ہوجاوے مگر یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ سارا قصہ مسجد ضرار کا جسطرح کہ مولانا نے بیان کیا ہے کہین مذکور نہین ہے اور پھر یہ قصہ صحابی کا تو کہین ہے ہی نہین۔ تو انھون نے یہ قصہ کہان سے نقل کیا ہے اسکی توجیہ یہ کیجاسکتی ہے کہ یہ حدیث سامی تو بیان کررہے ہین ممکن ہے کہ ان پر یہ سب حالات اسطرح سے منکشف ہوئے ہون کہ یون ہوا ہے اور خوب محتاج تعبیر ہوتا ہے مگر انھون نے تعبیر نہین دی بلکہ اوسکو واقعہ ہی سمجھکر یہان ذکر کردیا۔ اور چونکہ یہ قصہ ایسا ہے کہ بغیر [illegible]

تو ہے نہین نہ کوئی حکم اس سے نکلتا ہے اس لیے اگر اسکو روایت اپنے لفظ نہین بھی کر دیا جاوے تب بھی مضائقہ نہین ہے اگرچہ یہ ایک سالو جیسے بھی ہو مگر چونکہ بزرگون سے حسن ظن ہے اس لیے بنایا جاوے گا ورنہ کہین یہ قصہ نظر سے تو گذرا نہین اور ممکن ہے کہ مولانا نے کسی سیر کی کتاب مین دیکھا ہو اور اوس سے نقل کیا ہو اب سنو کہ فرماتے ہین ۔

ایک صحابی کا سوچنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لحاظ کیون نہین کرتے

تا یکے الخ ۔ یعنی حضور نے اسقدر صریح طور پر انکار فرمایا) کہ یاران رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک یار کے دل مین اس انکار سے شبہ پیدا ہوا ۔

کاین الخ ۔ یعنی کہ ایسے باوقار بوڑھون کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم شرمندہ فرما رہے ہین ۔

کو کرم الخ ۔ یعنی کہان ہے کرم اور کہان ہے عیب پوشی اور حیا اسلیے کہ انبیا تو لاکھون عیوب کو چھپاتے ہین ۔

باز الخ ۔ یعنی پھر جلدی سے دل مین استغفار کی تاکہ اس اعتراض سے پھر شرمندہ ہو ۔

لیک الخ ۔ یعنی لیکن وہ نقش کج اوس کے دل سے نہ گیا اور وہ بیہودہ وسوسے بے حاصل طبیعت سے زائل نہوئے ۔

شومی الخ ۔ یعنی اصحاب نفاق کی صحبت کی نحوست نے مومن کو بھی اپنی طرح برا اور عاق بنا لیا ۔

باز می الخ ۔ یعنی وہ پھر روتے تھے کہ اے واقف رازہاے پوشیدہ مجھے اس ناشکری پر مصر نفرمائیے ۔

دل الخ ۔ یعنی دل میرے قبضہ مین نہین ہے مثل آنکھ کے دیکھنے کے ورنہ اسوقت تو غصہ کی وجہ سے دل کو جلا ڈالتا مطلب یہ ہے کہ جسطرح کہ آنکھ کا کھولدینا تو کچھ قبضہ مین ہے مگر یہ کہ وہ دیکھے بھی یہ قبضہ مین نہین ہے ۔ اسیطرح دل بھی قبضہ مین نہین ورنہ اسکو غارت کر دیتا کہ اسمین اسقدر عظیم الشان وسوسہ آتا ہے ۔

اندرین الخ ۔ یعنی اس سوچ مین ادنکو نیند آ گئی تو اونکی مسجد کو گوبر سے بھرا ہوا دیکھا ۔

سنگہاش الخ ۔ یعنی اوسکے پتھر ناپاکی مین اور جگہ خراب اور اوسکے پتھرون مین سے سیاہ دھوان نکل رہا تھا ۔

دود الخ ۔ یعنی اونکے حلق مین دھوان گیا تو ادنکا حلق گھٹا تو اوس دھوین کی سختی سے نیند سے اوٹھ بیٹھے ۔

در زمان الخ ۔ یعنی اوسیوقت سجدہ مین گر پڑے ۔ اور روتے تھے کہ ۔ الٰہی یہ تو منافقی کی نشانی ہے ۔

حلم الخ ۔ یعنی ایسے حلم سے تو نفرت ہی بہتر ہے جو کہ مجھے نور ایمان سے جدا کر دے یعنی بے شک وہ اسکے سزاوار تھے اور اس حلم سے یہ حلم اور نفرت ہی بہتر ہے آگے مولانا فرماتے ہین کہ

شرح حبیبی

گر بکاوے کوشش اہل مجاز ۔ تو بتو گندہ بود ہمچون پیاز

ہر یکے از دیگرے بے مغز تر ۔ صادقان را یک ز دیگر نغز تر

صد کمر بستہ بکہ آن قوم سست ۔ از نفاق و زرق و دین نادرست

صد کمر آن قوم بستہ بر قبا ۔ بہر ہدم مسجد اہل قبا

سرگین ... + سنگہاش اندر حدث جائے تباہ + می دمید از سنگہا دود سیاہ + دود در حلقش شد و حلقش بخست + از نہیب دود تلخ از خواب جست + در زمان در رو فتاد و می گریست کاے خدا اینہا نشان منکریست + حلم بہتر از چنین حلم اے خدا + کہ کند از نور ایمانم جدا + گر بکاوے کوشش اہل مجاز + تو بتو گندہ بود ہمچون پیاز + ہر یکے از دیگرے بے مغز تر + صادقان را یک ز دیگر نغز تر صد کمر بستہ بکہ آن قوم سست + از نفاق و زرق و دین نادرست + صد کمر آن قوم بستہ بر قبا + بہر ہدم مسجد اہل قبا ۔

ہیچو آن اصحاب فیل اندر حبش	کعبۂ کردند حق آتش زدش
قصد کعبہ ساختند از انتقام	حالشان چون شد فرو خوان از کلام
مر سیہ رویان دین را خود جہیز	نیست الا حیلت و مکر و ستیز

واقعی بات یہ ہے کہ جو لوگ دین کا جھوٹا دعوے کرتے ہین اون کی کوششین سراسر گندہ ہوتی ہین۔ اور سا تو نکی کوششون مین یون گندگیون کی تہین لگی ہوتی ہین جسطرح پیاز کے چھلکے۔ اونمین سے ہر ایک دوسری سے گندی ہوتی ہے برخلاف اون لوگون کے جو سچے ہین اونکی ہر کوشش دوسری سے عمدہ ہوتی ہے جب یہ استطرادی مضمون ختم ہو چکے تو اب اصل مضمون کی طرف انتقال کرتے ہین۔ ان لوگون نے اپنے نفاق اور دغا اور بد دینی کے سبب سیکڑون مکر کے پٹکے اپنی کمر پر باندھ رکھے تھے۔ اور مسجد قبا کے ویران کرنے کے لیے ہزارون جد و جہد کین لیکن سب غارت ہو گئین جسطرح اصحاب فیل نے حبشہ مین خانۂ کعبہ بنایا اور خدا نے اوسکو اپنے ایک نیک بندے کے ہاتھون آگ لگا دی تھی۔ اور پھر اونھون نے اس کے انتقام کے لیے خانۂ کعبہ کو مسمار کرنے کی کوشش کی لیکن تم کلام اللہ مین اسکا حال بھی پڑھ لو۔ کہ کیا ہوا۔ غرض بد دین لوگون کا سرمایہ سوائے مکر و حیلہ و مخالفت کے اور کچھ نہین ہوتا۔ اسی سے وہ اطفاءً نور حق کی کوشش کرتے ہین۔ و یابی اللہ الا ان یتم نورہ۔

شرح شبیری گر بکاوی الخ۔ یعنی اگر تم اہل مجاز کی کوشش مین کاوش کرو تو اسی طرح تہ برتہ گندگی پیاز کیطرح دیکھو

ہر یکے الخ۔ یعنی اہل مجاز تو ایک دوسرے سے بے مغز ہی زیادہ ہوتے ہین اور صادق ایک دوسرے سے اچھے ہوتے ہین آگے پھر اون منافقون کا قصہ ہے کہ۔

صد کمر الخ۔ یعنی قوم سست نفاق اور مکر اور دین نادرست مین خوب مستعد تھی۔

صد کمر الخ۔ یعنی اوس قوم نے بغا پر سو کمرین باندھ رکھی تھین اہل قبا کی مسجد کے ہدم کے واسطے۔ مطلب یہ کہ خوب مستعد تھے آگے اون کی اس مسجد کی ایک مثال فرماتے ہین۔

ہیچو الخ۔ یعنی مانند اصحاب فیل کے کہ اونھون نے حبش مین ایک کعبہ بنایا تھا اور حق تعالے نے اوسمین آگ لگا دی تھی قصہ اوسکا مشہور و معروف ہے۔

قصد الخ۔ یعنی اون اصحاب فیل نے قصد کعبہ کا انتقام کی وجہ سے کیا تو جو اونکا حال ہوا اوسکو قرآن شریف سے پڑھ لو کہ آیا ہے۔ الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل الخ آگے مولانا فرماتے ہین۔

مر سیہ الخ۔ یعنی سیہ رویان دین کے لیے خود کوئی اور سامان ہی نہین ہے مگر حیلہ اور مکر اور لڑائی کہ اون کے پاس یہی سامان ہے۔

شرح حبیبی

ہر صحابی دید زان مسجد عیان	واقعہ باشد یقین شان سر آن
واقعات ار باز گویم یک بیک	پس یقین گردد صفا بر اہل شک

لیک می ترسم ز کشف راز شان	نازنینانند و زیبد ناز شان
شرع بے تقلید مے پذرفتہ اند	بے محک آن نقد را بگرفتہ اند
حکمت قرآن چو ضالہ مومن ست	ہر کسے در ضالۂ خود موقن است

ہر صحابی نے اس مسجد سے ایسے واقعات دیکھے جنسے کہ اس مسجد کی حقیقت منکشف اور متیقن ہو گئی اگر مین ایک ایک واقعہ کو بیان کردن تو اہل قلب کو انکی صفائی قلب متیقن ہو جاوے ۔ لیکن اونکے رازونکو کھولتے ہوئے ڈرتا ہون مبادا کوئی اپنی کجی طبع سے شبہ مین نہ پڑ جائے ۔ اور صحابہ کی نسبت یہ خیال نہ کرے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے تھے ۔ اور آپکی تصدیق نہ کرتے تھے ۔ حالانکہ یہ سب باطل ہے اور بالکل غلط ہے اون کا اگر کوئی اعتراض بھی ہو تو وہ حقیقت مین اعتراض نہین بلکہ ناز ہے اور یہ لوگ نازنین ہین محبوب خدا اور رسول ہین انکا ناز بجا ہے انکی حالت یہ ہے کہ بدون تقلید کے اونھون نے شرع کو قبول کیا ہے اور بلا استدلالات کی کسوٹی پر جانچے ہوئے اس سونے کو لیا ہے اس پر کوئی شبہ نہ کرے کہ جب اونھون نے دین الٰہی کی حقانیت دلیل سے معلوم نہین کی تو ضرور تقلید ہی تھی پھر کیسے کہا جاتا ہے کہ تقلید بھی نہ تھی کیونکہ تصدیق تقلیدی و استدلالی مین منحصر نہین ۔ بلکہ اس کا ایک طریق مشاہدہ بھی ہے پس چونکہ حکمت قرآن یعنے حق مومن کی گم شدہ اونٹنی ہے جسکو وہ روز الست سے جانتا ہے لیکن عوارض کے سبب کبھی وہ مخفی ہو جاتا ہے ۔ اسلئے جب اسکا سامنا ہوتا ہے اور عوارض زائل ہو جاتے ہین تو وہ فوراً اوس کو پہچان لیتا ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ ہر کوئی اپنی کھوئی ہوئی چیز کو دیکھکر پہچان لیتا ہے ۔

شرح شبیری ۔ ہر صحابی الخ ۔ یعنی ہر صحابی نے اوس مسجد کا ظاہر طور پر ایک واقعہ دیکھ لیا تھا تاکہ اون پر اوس کا سب بھید ظاہر ہو گیا ۔

واقعات الخ ۔ یعنی اگر ایک ایک کرکے واقعات کو بیان کردن تو اہل شک کو صاف طور پر یقین ہو جاوے ۔

لیک الخ ۔ یعنی لیکن مین اونکے راز کے اظہار سے ڈرتا ہون اسلئے کہ وہ نازنین ہین اور انکا ناز انپر بھیتا ہے اور اگرچہ اب بھی یہ تو معلوم ہو گیا کہ اونکو شبہ ہوا مگر جب ہر ایک کا شبہ الگ الگ بیان کیا جاویگا تو وہ بڑی بات ہے اسلئے فرماتے ہین کہ مین اور زیادہ اظہار نہین کرتا ۔

شرع الخ ۔ یعنی شریعت کو بے تقلید و استدلال کے قبول کر لیا ہے اور بے کسوٹی کے اوس نقد ایمان کو حاصل کیا ہے مطلب یہ کہ اونکو استدلال کی ضرورت نہین ہوئی بلکہ اونکو تو عین الیقین ہو گیا ۔ اور بالکل ظاہر طور پر اونھون نے ایمان کی باتون کو دیکھ لیا ۔ اور اونکو قبول کر لیا ۔ آگے فرماتے ہین کہ ۔

حکمت الخ ۔ یعنی حکمت قرآنی مومن کی گم شدہ شے کی طرح ہے اور ہر شخص اپنی گم شدہ شے مین یقین کرنے والا ہے مطلب یہ ہے کہ اون حضرات نے بغیر استدلال کے ایمان کو قبول کر لیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی یہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے اسلئے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ کل مولود یولد علی الفطرة تو ہر شخص کے اندر استعداد قبول حق کی ہوتی ہے اور جب وہ شے جسکی قبولیت کی استعداد ہے سامنے آتی ہے تو

وہ استعداد ظاہر ہوتی ہے اور یہ شخص پہچان لیتا ہے کہ ہاں یہ وہی شے ہے کہ جو اب تک میرے قلب میں پوشیدہ تھی اور جسکا ظہور نہوا تھا اور اسوقت ظاہر ہوا ہے ورنہ دیکھو غور کرنے کی بات ہے کہ اگر اوس کو اوس شے کے متعلق کچھ بھی اطلاع نہوتی اور پہلے سے کچھ خبر نہوتی تو یہ جو سنتے ہی بشاش ہو جاتا ہے اور اوسکو قبول کر لیتا ہے یہ کیون - معلوم ہوتا ہے اس کے اندر پہلے سے ہی وہ شے اجمالی درجہ مین تھی اوس کو سنتے ہی خوش ہوتا ہے کہ الحمد للہ کہ تفصیل کا علم ہو گیا اور یہ بات ہر شخص کو پیش آتی ہے اور اسکی مثال محسوسات مین ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص کی کوئی شے گم ہو گئی وہ خواہ اوس کی تلاش مین تھا - یا تلاش مین بھی نہ تھا بلکہ اچانک سامنے پڑی ہوئی وہ شے مل گئی تو اب اس شخص کو اس کی ضرورت نہین کہ اوس شے کو پہچاننے کے لیے وہ استدلال کرے - کہ چونکہ میری چیز ایسی تھی اور اوسمین یہ علامت تھی وغیرہ وغیرہ اسلیے یہ میری ہے - بلکہ وہ دیکھتے ہی پہچان لیگا کہ یہ میری ہے اسیطرح چونکہ انسان مین استعداد فطری ہوتی ہے اسلیے اوسکے سامنے اسکی استعداد کے موافق جو شے آوےگی وہ اوسکو بے استدلال کے پہچان لیگا - ہان بوجہ تفاوت فی الاستعداد کے یہ ضرور ہوگا کہ جسکی استعداد کامل ہوگی وہ اپنے اشیاء کو شناخت کرے گا اور جسکی ناقص ہوگی وہ ویسی کو مگر ہان پہچان ضرور ہوگی - تو اسی طرح چونکہ حضرات صحابہ کی استعداد کامل تھی اسلیے بلا کسی استدلال کے وہ حضرات علوم و معارف و حقایق کا بالکل معائنہ کرتے تھے اور انکے لیے وہ مثل عین الیقین کے ہو جاتا تھا پھر اونمین بھی جو اکمل تھے اونکو کسی فکر اور سوچ کی بھی ضرورت نہ ہوتی تھی - جیسے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن سلام کہ فرماتے ہین لما رایت وجہہ علمت انہ لیس بوجہ کذاب تو دیکھو اس پہچان لینے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اون کے دل مین پہلے سے بھی کوئی بات تھی اور کوئی علامت مضمر تھی کہ جو دیکھتے ہی اون کو نظر آ گئی آگے اس مثال کو خود واضح فرماتے ہین کہ اشترے الخ - یعنی تم نے اگر ایک اونٹ گم کیا ہے اور اسکو کوشش سے تلاش کر رہے ہو تو جب وہ ملجاوے گا تو تم کسطرح معلوم نہ کر لوگے کہ وہ تمہارا ہے یقیناً جب اوس پر نظر پڑے گی اسوقت کہدوگے کہ یہ میرا ہے اسلیے کہ وہ تمہارے پاس رہا ہے تم نے اوسکو بارہا دیکھا ہے اگرچہ آج بعد ایک مدت کے ملا ہے مگر تمکو دیکھتے ہی اوس کی وہ ساری علامتین معلوم ہو گئین اور اوس کو فوراً ہی پہچان لیا اسی طرح چونکہ علوم و معارف کو تم روز ازل مین دیکھ چکے ہو اور معلوم کر چکے ہو اسلیے یہان سنتے ہی فوراً معلوم ہو گیا کہ آہا یہ تو وہ ہے جو ہم سن چکے ہین ہان اسکا ادراک نہین ہوتا - اسلیے کہ اگر اوسکا ادراک ہو تو وہ بھی ایک استدلال ہو گیا کہ چونکہ ہم نے اوسکو پہلے دیکھا ہے اور فلان جگہ یہ ہمارے پاس رہی ہے لہذا یہ ہماری ہے - نہین بلکہ اول وہلہ مین جو اوسپر نظر پڑی بس معلوم ہو گیا کہ میری ہے کسی فکر اور غور کی ضرورت نہین ہے آگے اسکو ایک قصہ سے واضح فرماتے ہین کہ

شرح حبیبی

اشترے گم کردۂ تو ...	چون بپرسی چون ندانی کان کجاست
ضالہ چہ بود ناقۂ گم کردۂ	از کفت بگریختہ در پردہ
کاروان در بار کردن آمدہ	اشتر تو زمیانہ گم شدہ

می دوی این سو و آن سو خشک لب ... کاروان شد دور و نزدیک ست شب

رخت مانده در زمین در راه خوف ... تو پئے اشتر روان گشته بطوف

کاے مسلمانان که دیدست اشترے ... جسته بیرون بامداد از آخرے

ہر که بر گوید نشان از اشترم ... مژدگانے میدہم چندین درم

باز میجوئی نشان از ہر کسے ... ریشخندت میکنند زین ہر خسے

کاشترے دیدیم میرفت این طرف ... اشترے سرخے بسوئے این علف

آن یکے گوید بریده گوش بود ... وان دگر گوید جلش منقوش بود

آن یکے گوید شتر یک چشم بود ... وان دگر گوید گرے پشم بود

از براے مژدگانے صد نشان ... از گزافه ہر خسے کرده بیان

ایدل اسرار را در گوش کن ... قسم تو گر ہست زین خوش نوش کن

ہمچنان که ہر کسے در معرفت ... میکند موصوف غیبے را صفت

اچھا فرض کرو کہ تمہارا ایک اونٹ گم ہو گیا اور تم نے اوسکو ڈھونڈھنا شروع کیا تو بتلاؤ کہ اگر وہ تمہیں ملجاوے تو تم اوسے کیسے نہ پہچان لو گے کہ یہی میرا مملوک ہے پس تم ضالہ مومن کو بھی اسی اونٹنی کی شل سمجھو جو گم ہو گئی ہے اور تمہارے ہاتھ سے بھاگ کر تمہاری نظر سے اوجھل ہو گئی ہے۔ یہاں سے دوسرے مضمون کی طرف انتقال فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ قافلہ لدنے لگا ہے اور تمہارا اونٹ غائب ہو گیا ہے تم ادھر ادھر دوڑ رہے ہو۔ ہونٹوں پر خشکی آئی ہوئی ہے قافلہ دور نکل گیا ہے رات ہونے کو ہے اسباب زمین پر پڑا ہوا ہے راستہ خطرناک ہے تم یہ حالت دیکھکر اونٹ کے پیچھے نہایت ستعدی کے ساتھ گھوم رہے ہو اور لوگوں سے پوچھتے ہو کہ مسلمانو میرا اونٹ آخور سے کہین نکل گیا ہے کسی نے دیکھا ہو تو بتادو جو میرے اونٹ کا پتا بتائیگا اوسکو اسقدر درہم مزدوری دونگا۔ جب ایک جگہ پتا نہین لگتا تو پھر تم دوسری جگہ تلاش کرتے ہو اور وہان لوگون سے پوچھتے ہو وہ لوگ ہنستے ہین ایک کہتا ہے کہ ہان مین نے دیکھا ہے ایک سرخ رنگ اونٹ اس طرف کو اس چراگاہ کو جا رہا تھا ایک کہتا ہے اوسکا کان کٹا ہوا تھا۔ کوئی کہتا ہے اوس کی جھول منقش تھی کوئی کہتا ہے اونٹ کانا تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ خارش کے سبب وسکی اون اڑ گئی تھی غرض دل لگی کے ساتھ مزدوری کے لالچ مین ہر ذلیل سیکڑون نشانیان کر رہا ہے یہ تو واقعہ ہے لیکن اے دل تو اسے قصہ نہ سمجھ بلکہ اگر تیری قسمت مین ہے تو اس سے عمدہ غذا حاصل کر۔ یہ اون لوگون کی مثال ہے جو معرفت مین اٹکل پچو موصوف غیبی کی صفت بیان کرتے ہین اور حقیقت سے بالکل ناواقف ہین۔

قصہ اس شخص کا کہ گم شدہ اونٹ کا پتا پوچھ رہا تھا

شرح شبیری ضالہ گم یعنی ضالہ کیا ہو ... گم شدہ ناقہ ... ہاتھ سے کہین بھاگ گئی ہو۔

کاروان الخ۔ یعنی قافلہ تو اسباب لاد رہا ہے اور تمہارا اونٹ درمیان مین سے گم ہوگیا ہو۔
می دوی الخ۔ یعنی تم ادھر اودھر دوڑتے پھرتے ہو۔ اور لب خشک ہین کہ قافلہ تو دور چلا گیا ہے اور رات نزدیک ہے
رخت الخ۔ یعنی اسباب تو زمین پڑا ہوا ہے اور راستہ پرخوف ہے اور تم اونٹ کے پیچھے چارون طرف دوڑتے پھرتے ہو کہ شاید کہین ملجاوے۔ اور پوچھتے ہو کہ۔
کاے الخ۔ یعنی کہ اے مسلمانون کسی نے ایک اونٹ دیکھا ہے کہ وہ صبح ہی ایک آخور مین سے چھوٹ گیا ہے
ہر کہ الخ۔ یعنی جو کوئی کہ میرے اونٹ کا پتہ دے گا مین اوسکو اتنے درم مزدوری دونگا۔
باز الخ۔ یعنی پھر تم ہر شخص سے نشانی پوچھ رہے ہو تو اسپر ہر شخص تمہارے اوپر ہنستا ہے۔ اور کہتا ہے کہ۔
کاشتری الخ۔ یعنی کہ ایک اونٹ سرخ ہمنے دیکھا ہے کہ اس طرف کو چراگاہ کیطرف جا رہا تھا۔
آن الخ۔ یعنی ایک کہتا ہے کہ کان کٹا تھا اور دوسرا کہتا ہے کہ ہان اوسکی جھول منقش تھی۔
آن الخ۔ یعنی ایک کہتا ہے کہ اونٹ یک چشم تھا اور دوسرا کہہ رہا ہے کہ خارش کی وجہ سے بے اون کے تھا۔ غرض کہ ہر شخص غلط سلط الکل پچو علامتین بتا رہا ہے۔
از برائے۔ یعنی مزدوری کے لینے کو سیکڑون نشانیان بیہودگی کی وجہ سے ہر کمینہ بیان کر رہا ہے۔ تو دیکھو کہ یہ ساری اوس اونٹ کی نشانیان بیان کر رہے ہین مگر وہ اونٹ کا مالک سب کو جانتا ہے کہ یہ بالکل غلط ہین اور یہ سارے جھوٹے ہین۔ اسیطرح جو کہ طالب حق ہوتا ہے اوسکو حق کی تلاش ہوتی ہے اور لوگ اوسکو بہکاتے ہین کوئی اوسکو دیر کیطرف بلاتا ہے تو کوئی مسجد کی طرف کوئی یہودی ہے تو کوئی نصرانی غرضکہ سب اوسکو بتا رہے ہین کہ حق یہ ہے مگر اوسکا قلب کسیکو قبول نہین کرتا اور وہ جانتا ہے کہ یہ سب جھوٹے ہین اور کوئی بھی حق نہین کہتا۔ اور اگر کسی نے اوس اونٹ والے کے سامنے اوسکے اونٹ کی نشانی درست بتادی تو بس وہ فوراً خوش ہوگیا۔ اور وہ اوسکے پیچھے ہو لیا۔ کہ ہان بیشک میرا اونٹ یہی ہے تو یہ اسلیئے ہے کہ اوسنے اوسے بارہا دیکھا ہے تو اسیطرح جب حق بات اس جوئندہ کو ملی فوراً دلکو لگ گئی اور اسنے پہچان لیا کہ بس حق یہی ہے اور اوسکو قبول کر کے اوس کہنے والے کا اتباع کرتا ہے اسلیئے کہ اوس ... فطرتی کے درجہ مین اوسنے اور سنے حق کو بارہا دیکھا ہے اور سنا ہے جب وہ کان مین پڑی پس پھڑک اوٹھا کہ ہان وہ یہی ہے اسیطرح حضرات صحابہ کے سامنے حق بالکل ظاہر تھا اور جہان آپکے منہ سے حق نکلا۔ اونھون نے اوسکو قبول کیا اور اسی سبب حضرت معاویہ نے شیطان کی باتون کو باور نہ کیا تھا اسلیئے کہ کذب تھا اون کے دل کو نہ لگتا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقون کے اس خلوص کا جو بنا مسجد کے بارہ مین وہ ظاہر کرتے تھے اعتبار نہ کیا آگے فرماتے ہین
اے الخ۔ یعنی اے دل ان اسرار کو کان مین رکھ اگرچہ اچھا ہے تو اس عمدہ گوئی سے مطلب یہ ہے کہ جب معلوم ہوگیا کہ قبول استعداد ... پر موقوف ہے تو آپ فرماتے ہین کہ اے دل اب ذرا سن اور ذرا بڑہ ہے اندر بھی مادہ قبول حق ہے تو قبول کرا۔ آگے فرماتے ہین کہ۔
ہمچنانکہ الخ۔ یعنی جسطرح کہ ہر شخص معرفت مین موصوف غیبی کی صفت کو بیان کر رہا ہے۔ مطلب یہ کہ جسطرح کہ سب محق اور مبطل اپنی اپنی طرح حق تعالے کی صفت کرتے ہین اور اوسکی بابت دیرہ ہین تو بھی الگ اور حق کی تلاش کرا اور

سقین کو ڈھونڈھ اور حق کو باطل سے متمیز کر اور اپنی استعداد فطری کے موافق قبول حق مین کوشش کر۔ اب آگے اسی کو فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

فلسفی از نوع دیگر کردہ شرح	باحثے مرگفت اورا کردہ جرح
وین دگر در ہر دو طعنہ می زند	وان از زرق جانے می کند
ہر یکے زین رہ نشانہا زان دہند	تاگمان آید کہ ایشان زان رہند
این حقیقت دان نہ حق اند اینہمہ	نے بباطل گمرہان اند این رمہ
زانکہ بے حق باطلے ناید پدید	قلب را ابلہ ببوئے زر خرید
گر نبودے در جہان نقدے روان	قلبہا را خرج کردن کے توان
تا نباشد راست کے باشد دروغ	آن دروغ از راست میگیرد فروغ
بر امید راست کژ را مے خرند	زہر در قندے رود آنگہ خورند
گر نباشد گندم محبوب نوش	چہ برد گندم نمائے جو فروش
پس مگو کاین جملہ دمہا باطل اند	باطلان بر بوے حق دام دل اند
پس مگو جملہ خیال است و ضلال	بے حقیقت نیست در عالم خیال
حق شب قدرست در شبہا نہان	تا کند جان ہر شبے را امتحان
نے ہمہ شبہا بود قدر اے جوان	نے ہمہ شبہا بود خالی از ان
در میان دلق پوشان یک فقیر	امتحان کن وانکہ حق است آن بگیر
مومن کیس ممیز کو کہ تا	باز داند پادشا را از گدا
گر نہ معیوبات باشد در جہان	تاجران باشند جملہ ابلہان
پس بود کالا شناسی سخت سہل	چونکہ عیبے نیست چہ نااہل و اہل
ور ہمہ عیب است دانش سود نیست	چون ہمہ چوب است اینجا عود نیست
آنکہ گوید جملہ حق است احمقی است	وانکہ گوید جملہ باطل او شقی است
تاجران انبیا کردند سود	تاجران رنگ و بو کور و کبود
می نماید مارت اندر چشم مال	ہر دو چشم خویش را نیکو بمال
منگر اندر غبطۂ این بیع و سود	بنگر اندر خسر فرعون و ثمود

یہان سے "دہرکے در معرفت میکند موصوف غیبی را صفت" کی قدرے تفصیل فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ فلسفی حق سبحانہ کے اوصاف ایک انداز سے بیان کرتاہے اور صفات خاصہ کی نفی کرتا ہے قدرت کو تسلیم نہین کرتا وغیرہ وغیرہ۔ متکلم اوس کے بیان پر رد و قدح کرتا ہے۔ اور صفات کو مؤول کہتا ہے وغیرہ وغیرہ ایک اور ہے دونون پہ اعتراض کرتاہے اور خود نیا ہی راگ الاپ رہا ہے۔ ایک اور ہے کہ وہ ان سب کے علاوہ دہوم کر رہاہے اور اس ترویج باطل ہین مرا جاتاہے غرض ہر شخص اس رستہ کا پتا بتا رہا ہے تاکہ لوگ یہ سمجھین کہ اس راہ کا جاننے والا ہے۔ مگر یہ حقیقت دانی کے مدعی نہ بالکل حق پر ہین اور نہ بالکل باطل پر۔ کیونکہ بدون وجود حق یا آمیزش حق کے باطل کا ظہور نہین ہو سکتا۔ کیونکہ دیکھو بیوقوف جو کھوٹا سونا خریدتا ہے وہ خالص سونے کے دہوکے مین خریدتاہے۔ اگر خالص سونیکا وجود ہی نہوتا یا اسمین اسکا کچھ بھی شائبہ نہوتا تو یہ اوسکو کبھی نہ خریدتا۔ یون ہی سمجھو کہ اگر حق کا وجود ہی نہوتا یا اس باطل مین اوسکی اصلا آمیزش نہوتی تو خود یہ اہل باطل ہی اوسکو اختیار نہ کرتے پس ان اہل باطل کا اس باطل کو اختیار کرنا ہی دلیل ہے وجود حق فی نفسہٖ کی۔ یا اس باطل مین اسکی قدرے آمیزش کی۔ کیونکہ اگر سکہ رائج عالم مین نہو تو کھوٹے سکے نہین چل سکتے۔ کھوٹے تو کھرون مین ملکر یا کھرون کے دہوکے مین چلتے ہین جب کھرے کا وجود ہی نہین تو دہوکا کیسا۔ یون ہی اگر دنیا مین سچ نہو تو جھوٹ کا وجود بھی نہین ہو سکتا۔ کیونکہ جھوٹ کو راستی ہی سے فروغ ہو سکتا ہے کیونکہ یا تو وہ سچ کے ساتھ مخلوط ہوتا ہے اور سچ اور جھوٹ مین امتیاز ہوتا نہین اسلئے چل جاتا ہے یا سچ کو اوس سے مشابہت ہوتی ہے۔ اسلیے سچ کے دہوکے مین چل جاتا ہے۔ پس اگر سچ کا وجود ہی نہوتا تو جھوٹ کیونکر چلتا۔ علی ہذا مشرکے کو تو راستی ہی کی امید پر خریدتے ہین اور زہر جب قند مین ملتا ہے تب ہی کھاتے ہین۔ یون ہی اگر گیہون نہوتا یا یہ محبوب غذا نہوتا تو گندم نما جو فروش کا دہوکا ہرگز نہین چل سکتا۔ پس جب تمکو معلوم ہوگیا کہ برے کو اچھے ہی کے دہوکے مین اختیار کیا جاتاہے اور برے کا وجود اچھے کے بدون نہین ہو سکتا تو تمکو یہ نہ کہنا چاہیے کہ دنیا بھر کے تمام دین باطل ہین نہین بلکہ انمین بعض ادیان حق بھی ہین جیسے ادیان مین دین اسلام۔ اور فرق اسلامیہ مین فرقہ حقہ اہل سنت وجماعت اور ادیان باطلہ و فرق باطلہ جو لوگون کو اپنی طرف کھینچتے ہین وہ اسی دین و فرقہ حق کے سبب کھینچتے ہین کیونکہ ان لوگون کو علم ہے کہ ان ادیان و ان فرقون مین ایک دین اور ایک فرقہ حق ہے لیکن انکو یہ معلوم نہین کہ وہ کونسا ہے اسلیے کوئی نصرانی ہوجاتا ہے اور کوئی یہودی۔ کوئی مجوسی کوئی رافضی کوئی خارجی وغیرہ وغیرہ لیکن اگر حق کا وجود ہی نہوتا تو کوئی کسی مذہب کو اختیار ہی نکرتا کیونکہ جانتے کہ باطل ہے۔ لہذا تم یہ ہرگز نہ کہنا کہ تمام مذاہب خیالات باطلہ و گمراہی ہین نہین سب باطل نہین بلکہ بعض حق بھی ہین جیسے اسلام دیگر ادیان مین اور فرقہ حقہ اہل سنت وجماعت دیگر فرق اسلامیہ مین اسلیے کہ کوئی خیال عالم مین بدون کسی واقعیت کے موجود نہین ہو سکتا جیسے کہ ہم ویسر مختلف مثالون سے ثابت کرچکے ہین پس سمجھو کہ دنیا کے تمام مذاہب مین ایک سچا مذہب بھی ہے یعنی اسلام اور اس مذہب کے فرقون مین ایک فرقہ حقہ بھی ہے یعنی اہل سنت و جماعت۔ دیکھو شب قدر حق ہے لیکن وہ تمام راتون مین مخفی ہے اور اخفا کا مقصود یہ ہے کہ جان راتون کا امتحان کرے اور پہچانے کہ کونسی رات شب قدر ہے اسی طرح حق سبحانہ نے حق کو باطل کے ساتھ مخلوط کردیا ہے کہ آدمی اپنی سعی سے حق کو جانکر اختیار کرے پس جسطرح نہ تو یہ ہے کہ تمام راتین شب قدر ہون اور نہ یہ ہے

کہ کوئی رات بھی شب قدر نہو۔ یون ہی یہ بھی نہین کہ تمام عالم باطل پرست ہو اور یہ بھی نہین کہ کوئی بھی حق پرست نہو نہین بلکہ کچھ لوگ باطل پرست ہین اور کچھ حق پرست۔ پس یہ جسقدر درویش اور مدعی حق پرستی ہین انمین ایک جماعت واقعی حق پرست بھی ہے۔ لہذا تم جانچ لو اور جانچ کر جو سچا ہو اوسکو قبول کر لو۔ کہان ہے ہوشیار اور حق و باطل مین تمیز کرنیوالا۔ جو بادشاہ اور گدا مین امتیاز کرے۔ اور اہل اللہ کو مدعیون سے ممتاز کر کے اہل اللہ کا دامن پکڑ لے۔ کاش کوئی ایسا ہو کہ تمیز کرے کیونکہ اس تمیز کی ضرورت ہے۔ اور اسلیئے کہ یہ لوگ مدعیون مین مخلوط ہین۔ اور خلط کی ضرورت اسلیئے ہے کہ قوت ممیزہ کی ضرورت اور اسکا فائدہ ظاہر ہو۔ کیونکہ اگر دنیا مین تمام معیوبات ہی ہون تب تو تمام احمق تاجر بنجائین اسلیئے کہ اسوقت مال کو سمجھنا اور اسکا عیب پہچاننا بالکل ہی آسان ہو اور جبکہ عیب ہی نہو تو اہل و نا اہل سب برابر ہو جائین۔ نہ کوئی اہل ہو نہ دوسرا نا اہل نیز اگر سب عیب ہی ہو اور ہنر کا وجود ہی نہو تو عقل بے سود ہے۔ کیونکہ جب سب لکڑیان ہی ہین تو عود موجود ہی نہین کہ اوس کو دانش و عقل کے ذریعہ سے لکڑیون مین سے ممتاز کیا جائے۔ اور عقل کا فائدہ ظاہر ہو۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حق و باطل مخلوط ہین اسلیئے اگر کوئی کہے کہ سب حق ہی ہین وہ احمق ہے اور جو کہے کہ سب باطل ہی ہین وہ شقی و محروم ہے اور حق یہی ہے کہ اچھا اور برا مال اور حق و باطل عالم مین دونون موجود ہین۔ اور اوسکی خرید و فروخت کرنے والے بھی دو قسم کے ہین ایک انبیا ہین جنھون نے اپنی مہارت سے اچھے مال اور حق کو پہچانا۔ اور نفع اوٹھایا دوسرے وہ ہین جنکو کھرے مال کے پہچاننے مین دھوکا ہوا اور ظاہری حالت کو دیکھکر دھوکا کھا گئے۔ یہ لوگ ندے ہین اور خسارہ اوٹھاینگے۔ اے ظاہر پرست دیکھ تجھے سانپ مال دکھائی دیتا ہے۔ آنکھون کو مل اور غور سے دیکھ یہ مال نہین بلکہ مار ہے۔ تو اس ظاہری نفع و منفعت کے رشک کو چھوڑ بلکہ فرعون و ثمود کے خسران کو دیکھ کہ انکے لیئے اس نفع و منفعت کا کیا نتیجہ ہوا۔

مذاہب مختلفہ مین متردد ہونا اور اون سے باہر ہونا اور خلاصی پانا

شرح شبیری فلسفی الخ یعنی فلسفی تو دوسری طرح شرح کرتا ہے اور ایک بحث کرنے والا اوسکے کہنے مین جرح کرتا ہے۔ باحث سے مراد متکلم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دیکھو فلاسفہ جو حق تعالے کی صفت کرتے ہین تو وہ حق تعالے کی صفات کا بالکل ہی انکار کرتا ہے اور ذات بحت کا قائل ہے۔ اور اوسمین کوئی شے نہین ہے کہ صفات بھی نہین متکلمین یہ کہتے ہین کہ نہین تم غلط کہتے ہو بلکہ صفات ثابت ہین مگر وہ بعض صفات کو ثابت کرتے ہین اور بعض مین تاویل کرتے ہین مثلاً ید وجہ وغیرہ مین وہ تاویل کرتے ہین تو حسین کہ وہ تاویل کرتے ہین اونکا گویا انکار کر رہے ہین تو دیکھو متکلمین فلاسفہ کے خلاف ہو گئے۔

وان الخ یعنے وہ دوسرا دونون مین طعنہ کر رہا ہے۔ اور دوسرا مکر کیوجہ سے جانکنی کر رہا ہے۔ [illegible] اول کے وان دگر سے مراد صوفیہ ہین بلکہ بعض انمین صوفیان در ہر دو طعنہ الخ ہے۔ اور مصرعہ ثانی کے وان دگر سے مراد عوام ہین۔ مطلب یہ ہے کہ صوفیہ کرام کا مسلک ان سب سے الگ ہے۔ نہ متکلمین کے موافق نہ [illegible] اسلیئے کہ یہ حضرات کل صفات کو ثابت کرتے ہین۔ ہان یہ کہتے ہین کہ ہین اونکی کیفیت معلوم نہین ہے۔ اور عوام ان سب سے الگ ہین وہ اس لاعلمی مین اور جہل ہی مین مبتلا ہو کر مصیبت اوٹھا رہے ہین تو دیکھو

فلسفی از نوعی دگر کردہ شرح * باحثی مر گفت او را کردہ جرح * وان دگر در ہر دو طعنہ میزند * وان دگر از زرق جانی میکند

سب کے سب الگ نشانیاں بتا رہے ہیں مگر یقین ہے حق ایک ہی ہے اور وہ وہ مسلک ہے جو سلف صالحین کا تھا اور اوس مسلک پر اون حیار دمان میں سے صوفیہ ہیں۔ لہذا اول تو مولانا کا خود صوفیہ میں داخل ہونا ہی اس کی کافی دلیل ہے کہ مولانا کے نزدیک مسلک صوفیہ حق ہے مگر مولانا نے الفاظ سے بھی ظاہر فرمایا کہ فلسفی کا عزم بیان فرما کر متکلم کو اوس میں جارح ٹھیرایا۔ اور ان دونوں میں صوفیہ کو طاعن کہا اور عوام کو جان کنی میں مگر صوفیہ پر کوئی طعن نہیں کیا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی مذہب صوب اور حق ہے مولانا کے نزدیک۔

ہر یکے الخ۔ یعنی ہر ایک اوس راہ کے اس لئے پتے دے رہے ہیں تا کہ گمان ہو کہ یہ سب اوس جگہ کے ہیں

این الخ۔ یعنی یہ حقیقت بیان ہو کہ نہ تو (علی الاطلاق) یہ سارے حق ہیں اور نہ (علی الاطلاق) سارے گمراہ ہیں۔ بلکہ اس باطل میں بھی کچھ حق ہے اسلئے کہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر ضلالتیں ہیں اول سب کی مناشی اول بالکل درست ہوتے ہیں اوس کے بعد خرابیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ ان فرق میں ہی جو اوپر گذرے ہیں دیکھو کہ ایک تو فلاسفہ ہیں اور ایک متکلمین اور دونوں صفات کے منکر ہیں ایک کل کے اور دوسرے بعض کے مگر اصل منشاء اسکا توحید ہے کہ غلبہ توحید میں ان لوگوں نے یہ سمجھکر کہ صفات بھی غیر ہیں انکا بھی انکار کر دیا تو اب یہ گمراہی ہو گئی مگر اصل میں یہ حق ہے اور بات یہی تھی اگر اپنے درجہ پر رہتی۔ تو معلوم ہوا کہ ہر ایک باطل کے ساتھ حق ضرور ہوتا ہے۔ ورنہ وہ باطل حق کی صورت میں رواج پا نہیں سکتا۔ باطل بصورت حق تو جب ہی رواج پاوے گا جبکہ اوس کے اندر بھی کچھ شائبہ حق کا ہو۔ اوسکی مثال آگے مولانا بہت سی فرمادینگے ان میں سے ایک یہاں سمجھ لو۔ کہ دیکھو چاندی کھوٹی جو ہوتی ہے اوسکو جب بازار میں چلاتے ہیں تو کیا کہکر یہ کہکر کہ یہ چاندی ہے اب جو بیوقوف ہے وہ اوس سارے کو چاندی سمجھ لیتا ہے اور جو سمجھدار ہوتا ہے وہ چاندی کو الگ اور کھوٹ کو الگ کر دیتا ہے مگر جو چاندی اسکے اندر بالکل نہوتی تو اوس شخص کی ہمت یہ نہ پڑتی کہ وہ یہ کہہ سکتا کہ یہ چاندی ہے اوسکی ہمت تو جب ہی ہوئی کہ پہلے دیکھ لیا کہ اسمیں چاندی بھی ہے۔ شاید میرا یہ کہنا چل جاوے اسی طرح اگر باطل کا منشا بھی حق نہوتا اور وہ اول سے آخر تک باطل ہی باطل ہوتا تو پھر مبطلین کو یہ کہنے کی ہمت ہی نہوتی کہ یہ حق ہے اونکا اوس کو بصورت حق رواج دینا اسکی دلیل ہے کہ اسکے اندر بھی حق ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ حق و باطل کو تمیز کیا جاوے مگر یہ کل نہ بالکلیہ حق میں نہ بالکلیہ گمراہ ہیں اور یہ ظاہر بات ہے جو مذہب کہ حق ہو وہ تو بالکلیہ حق ہو جیسا کہ سلف صالحین کا۔ مگر بحث ان میں ہے جو باطل ہیں اونمیں بھی حق ہے یا نہیں تو ثابت ہو گیا کہ اون میں بھی حق ہے آگے اسی مضمون کو مع امثال واضحہ کے خود مولانا فرماتے ہیں کہ۔

زانکہ الخ۔ یعنی اس لئے کہ بے حق کے کوئی باطل ظاہر نہیں ہوتا۔ کھوٹے کو بیوقوف سونے کی بو سے خرید لیتا ہے۔ یہ دلیل اوپر کے دعوے کی ہے ایک علامت کی طرح سے فرماتے ہیں کہ دیکھو جہاں کہیں باطل ہے کچھ نہ کچھ حق ضرور ہے اور اسکی ایسی مثال ہے کہ جو بیوقوف ہے وہ چاندی کے ساتھ تو کھوٹ کو اسی قیمت سے خرید لیگا۔ اور اگر بالکل کھوٹ ہو تو اوس کو تو چاندی کے بھاؤ میں کوئی اندھا بھی خرید لے ورنہ ہرگز خرید نہیں سکتا آگے فرماتے ہیں۔

گر نبودی الخ۔ یعنی اگر دنیا میں کھرا مال ہوتا ہو تو کھوٹے کو کب کوئی چلا سکتا۔

تا نباشد الخ۔ یعنی جو ان مین جب تک سچ نہو تو جھوٹ کب ہو سکتا ہے وہ جھوٹ تو سچ ہی سے فروغ پاتا ہے۔ کہ کچھ جھوٹ اور کچھ سچ ملا کر بیان کیا دوسرے کو دہوکا ہو گیا کہ شاید کل صدق ہے۔

بر امید الخ۔ یعنی صدق کی امید پر کج کو خرید لیتے ہین اور زہر جب قند مین ملجاتا ہے اسوقت کھا لیتے ہین۔ ورنہ اگر زہر ہی زہر ہو تو ہرگز کوئی بھی نہ کھاوے۔

گر نباشد الخ۔ یعنی اگر یہ خوش ذائقہ گیہون نہون تو گندم نما جو فروش آدمی کیا لیجاوے۔ اوسکو تو کچھ حاصل ہو ہی نہین سکتا۔ اسلئے کہ جب گندم ہے ہی نہین تو دکھاوے گا کیا۔ آگے تفریع فرماتے ہین۔

پس الخ۔ یعنی پس یہ مت کہو کہ سارے دین (یا کلمہ) باطل ہین کیونکہ باطل لوگ بو سے حق کیوجہ سے دل کو کھینچ رہے ہین۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ اصل فطرت سے تو سب طالب حق ہی ہین اسلئے چونکہ باطل مین شائبہ حق کا بھی ہوتا ہے۔ اسلئے اوسکی طرف دل کو کشش ہوتی ہے۔ ورنہ دل باطل کیطرف کیون کھنچتا۔ اور فرماتے ہین کہ۔

پس الخ۔ یعنی پس یہ مت کہو کہ سب خیال اونکا ایسا ہی ہے اس لیے کہ عالم مین خیال بھی بے حقیقت نہین ہے مطلب یہ کہ دنیا مین کوئی خیال بھی ایسا نہین ہے کہ جس کی کوئی حقیقت نہو۔ اور جس کا کوئی صحیح منشا نہو ہر خیال کا ضرور کوئی صحیح منشا ہوتا ہے اوس کے بعد اوس مین گمراہی آجاتی ہے مگر اصل مین وہ درست ہی تھا آگے اور مثالین دیتے ہین۔

حق الخ۔ یعنی یقیناً شب قدر راتون ہی مین پوشیدہ ہے تاکہ انسان ہر رات کا امتحان کرے۔ مطلب یہ کہ حق تعالے نے شب قدر کو متعین نہین فرمایا بلکہ انہی سا ئر رکھا ہے اور اسمین یہ مصلحت ہے کہ جو شائقین ہین وہ اکثر راتون مین تلاش کرینگے اور بمقتضائے الاعمال بالنیات اون کو شب قدر ہی کا ثواب ملیگا۔ اس سے اون کے درجات بلند ہون گے تو جس طرح ان ساری راتون مین شب قدر ایک ہی رہے اسی طرح ان سارے مذاہب مین مذہب حق ایک ہی ہے مگر ہے ان ہی سب مین۔

نے ہمہ الخ۔ یعنی ... نہ تو ساری راتین ... اور نہ ساری راتین خالی ہوتی ہین۔ اسیطرح نہ تو سارے مذاہب مین حق ... اور نہ سارے ... [illegible]

در میان الخ۔ یعنی ان کی ... [illegible] ... تو تم امتحان کرلو اور جو کہ حق ہو اوس کو لے لو۔ اور یہ تو مولانا نے اسکو بیان کیا تھا ... باطل ... حق کو متعین کریو لیکن اس طریقہ پر عمل کرنے کے ... [illegible] ... کہ دیکھو کامل بھی ان ... ہی مین ہوتا ... [illegible] ... اور جو ناقص ہین اون کو الگ کردو اور ان سے ... تعلق کردو۔

... الخ۔ یعنی ... [illegible] ... اور فرماتے ہین کہ۔

... الخ۔ یعنی ... [illegible] ...

... بود الخ۔ ... [illegible] ... کیونکہ ... [illegible] ... کیا نااہل اور کیا اہل

مطلب یہ کہ اگر دنیا مین عیب دار اشیا نہون تو پھر کیا ہو جو چاہے تاجر ہو اور جسکا دل چاہے مشتری ہو اسلیے کہ اب بوجہ اشیا کے برے بھلے ہونیکے ہی تو دو فرقے ہو رہے ہین کہ بعض اسکے تاجر ہین اور بعض اوسکے ورنہ پھر تو سب اچھی ہی چیزین ہون اور خریداری بہت آسان ہو جاوے۔ معلوم ہوا کہ اچھے کے ساتھ برا اور حق کے ساتھ باطل ملا ہوا ہے۔ یہ تو اسوقت ہی کہ جب عیب ہو ہی نہین۔

درہمہ الخ۔ یعنی اگر کل عیب ہی عیب ہو تو پھر دانش کا کچھ فائدہ نہین اسلیے کہ سب لکڑی ہی لکڑی ہے عود ہے ہی نہین۔

آنکہ الخ۔ یعنی جو کوئی سب کو حق کہے وہ احمق ہے اور جو کہ سب کو باطل کہے وہ بدبخت ہے غرضکہ نہ تو بالکلیہ حق ہی اور نہ بالکلیہ باطل ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

تاجران الخ۔ یعنی انبیا علیہم السلام کے تاجرون نے تو نفع حاصل کیا اور رنگ و بو ظاہری کے تاجر کور و کبود ہین۔

می نماید الخ۔ یعنی سانپ تیری نگاہ مین مال معلوم ہو رہا ہے تو ذرا اپنی ان دونون آنکھون کو اچھی طرح مل دو۔ تاکہ صاف دکھائی دینے لگے مطلب یہ کہ چشم قلب کو کھولو اور اوس سے حقیقت بینی حاصل کرو۔

منگر الخ۔ یعنی ان عیش و عشرت کے رشک کو مت دیکھو بلکہ فرعون و ثمود کے خسران کو دیکھو مطلب یہ کہ اس مال و متاع کو دیکھکر اور دنیا کی آب و تاب کو دیکھکر اسیر فریفتہ مت ہو اور دنیا دارون کو دیکھکر رشک مت کرو اسلیے کہ یہ تو دیکھ کہ جو مال والے ہین اون کا کیا انجام ہوا۔ دیکھو فرعون کسقدر صاحب مال و صاحب قوت ظاہری تھا مگر جو اوس کا انجام ہوا وہ ظاہر ہے۔ اسی طرح اور اقوام کو دیکھو کہ اون کا انجام خسران اور ہلاکت ہی ہوا آگے بھی یہی مضمون ہے کہ ہر شے کی حقیقت پر نظر کرنا چاہیے صرف اوس کے ظاہر کو نہ دیکھنا چاہیے۔ فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

اندرین گردون مکرر کن نظر — زانکہ حق فرمود ثم ارجع بصر

یک نظر قانع مشو زین سقف نور — بارہا بنگر ببین ہل من فطور

چونکہ گفتت کاندرین سقف نکو — بارہا بنگر چو مرد عیب جو

پس زمین تیرہ را دانی کہ چند — دیدن و تمییز باشد در پسند

تا بپالائیم صافان از دُرد — چند باید عقل ما را رنج برد

امتحانہای زمستان و خزان — تاب تابستان بہار ہمچو جان

بادہا و ابرہا و برقہا — تا پدید آرد عوارض فرقہا

تا پدید آرد زمین خاک رنگ — ہر چہ اندر جیب دارد لعل و سنگ

هرچہ دُزدیدست این خاک دژم | ازخزانۂ حق و دریاے کرم
شحنۂ تقدیر گوید راست گو | آنچہ بُردی شرح وادہ موبمو
دُزد یعنی خاک گوید ہیچ ہیچ | شحنہ او را درکشد در پیچ پیچ
شحنہ گاہش لطف گوید چون شکر | کہ برآویزد کند ہرچہ بتر
تا میان قہر و لطف آن خفیہا | ظاہر آید ز آتش خوف ورجا
آن بہاران لطف و شحنۂ کبریاست | وان خزان تہدید و تخویف خداست
وان زمستان چار میخ معنوی | تا تو اے دُزد خفی ظاہر شوی

یہان سے مولانا تمیز بین الحق والباطل کی ضرورت کو بیان کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ حق سبحانہ نے فرمایا ہی فارجع البصر ہل تری من فطور۔ ثم ارجع البصر کرتین یعنی آسمان کو دیکھو اور دیکھو کہ کیا اسمین کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔ اور صرف ایک ہی نظر پر قناعت نکرو۔ بلکہ بار بار دیکھو۔ اور یون دیکھو جیسے کوئی عیب کو تلاش کرتا ہے۔ تاکہ تمکو ہماری صنعت کا استحکام نظر آئے۔ اب تم اس سے نتیجہ نکال سکتے ہو کہ جب حق سبحانہ اپنی حکمت و قدرت کے اعتراف کے لیے حکم دیتے ہین آسمان کو بنظر عیب جوئی دیکھنے کا۔ حالانکہ وہان کوئی عیب بھی نہین تو اوسکی مرضیات و نامرضیات کے معلوم کرنے کے لیئے زمین کو بنظر عیب جوئی دیکھنا۔ جہان عیوب و سئیات واقع مین موجود ہین کیا کچھ ناپسند ہوگا۔ اور جبکہ یہان حق و باطل مخلوط ہین تو حق کو باطل سے جدا کرنے کے لیے ہماری عقل کو کسقدر زحمت اوٹھانیکی ضرورت ہے۔ یہان تک مولانا نے عالم مین نیک و بد کے مخلوط ہونے اور انکی تمیز کی ضرورت کو بیان کیا تھا۔ یہان سے انسان مین صفات نیک و بد کے اختلاط اور اوسکی تمیز کی ضرورت بیان کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ تکوینیات مین قانون خداوندی یون واقع ہے کہ وہ امتحانات جو موسم سرما۔ موسم خزان موسم گرما کی تپش موسم بہار۔ ہواؤن۔ ابر و برق سے کیئے جاتے ہین وہ اسلیے ہین کہ انکے آثار سے اشیا مین امتیاز ہو اور زمین مین جو کچھ لعل اور پتھر مستور ہین اور جو کچھ اسنے حق سبحانہ کے خزانہ سے چرایا ہے وہ نکل آئے۔ شحنۂ تقدیر الٰہی کہتا ہے کہ سچ سچ کہدے اور جو کچھ تو نے حق سبحانہ کے خزانہ سے چرایا ہے صاف صاف بتا دے۔ یہ چور زمین کہتی ہے کہ مین نے کچھ بھی نہین لیا۔ اب کوتوال اوس کو شکنجہ مین کھینچتا ہے کبھی میٹھی میٹھی باتین کرتا ہے اور کبھی اولٹا لٹکاتا ہے۔ اور بری سے بری گت بناتا ہے تاکہ لطف و قہر نرمی و سختی ملکر آتش خوف و آب رجا کے سبب پوشیدہ چیزین ظاہر ہو جائین۔ اب سمجھو کہ شحنہ سے مراد حق سبحانہ ہین۔ اور لطف سے مراد بہار۔ اور ڈرانے دھمکانے سے خزان شکنجہ سے جاڑا اور مقصود یہ ہی کہ چور کا چور ہونا ظاہر ہو جاوے اور اوس کے پاس سے مال برآمد ہو جاوے۔

پس مجاہد را از ماے لطف دل | گیرماے قبض و درد و غش و غل
زانکہ این آب و گلے کابدان ماست | منکر و دزد ضیاے جانہاست
حق تعالے گرم و سرد و رنج و درد | بر تن ما مے نہد اے شیر مرد

خوف و جوع و نقص اموال و بدن — جمله بهر نقد جان ظاهر شدن
این وعید و وعدها انگیخته است — بهر این که نیک و بد آمیخته است

جب مضمون بالا سن چکے تو اب سمجھو کہ مجاہد کو جو دو حالتین پیش آتی ہین یعنی کبھی بسط ہوتا ہے اور کبھی قبض اور تکلیف اور کھوٹ اور نقصان اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا جسم عنصری ہماری جانون کی روشنی چرائے ہوئے اور استعداد فطری کو دبائے ہوئے ہے اور چوری سے انکار کرتا ہے لہذا حق سبحانہ اجسام کو تکالیف مین مبتلا کرتے ہین اور طرح طرح کی زحمتون مین گرفتار کرتے ہین - کبھی خوف طاری کرتے ہین کبھی بھوکا رکھتے ہین کبھی امراض جسمانیہ مین مبتلا کرتے ہین اور کبھی اموال مین نقصان کرتے ہین - یہ سب اسلئے ہے کہ جو مال اسنے جان کا چرایا ہے وہ برآمد ہو جاوے اور یہ جو وعدہ و وعید اس نے کئے ہین یہ سب اسلئے ہین کہ نیک و بد مخلوط ہین - انمین امتیاز ہو جاوے - یہ تو حق سبحانہ نے اپنے بندون پر فضل و احسان کے لیے اپنی طرف سے سامان کیا ہے اس مال کے برآمد ہونیکا - ایک تدبیر اور ہے جو بندون کی اختیاری ہے اوس کو ہم آگے بیان کرتے ہین -

چونکه حق و باطلی آمیختند — نقد و قلب اندر حرمدان ریختند
پس محک می بایدش بگزیده — در حقایق امتحانها دیده
تا شود فاروق این تزویرها — تا بود دستور این تدبیرها

جبکہ تمکو معلوم ہے کہ حق و باطل مخلوط ہین اور کھوٹے کھرے سبکے سب ایک ہی تھیلی مین بھرے ہوئے ہین - تو کھوٹے کھرے کی پہچان کے لیے ضرورت ہے ایک کسوٹی کی جو اعلی درجہ کی - اور جو بہت سے امتحانات مین پاس ہو چکی ہو یعنی شیخ کامل کی تاکہ وہ ان تلبیسات کو بالکل الگ کر دے - اور تاکہ وہ تمہاری تدابیر کا وزیر اعظم بنجاوے کہ جو کچھ تم تدبیر کرو اوس کے حکم سے اور اسکی ماتحتی مین کرو - تمیز حق و باطل کیلیے یہ امر یعنی شیخ کامل کو تلاش کرنا اور اسکی رائے پر عمل کرنا اختیاری ہین -

شیر ده ای مادر موسی ورا — واندر آب افگن میندیش از بلا
هر که در روز الست آن شیر خورد — همچو موسی شیر را تمییز کرد
گر تو بر تمییز طفلت مولعی — این زمان یا ام موسی ارضعی
تا ببیند طعم شیر مادرش — تا فرو ناید بدایه بد سرش
خود بر تو این حکایت روشن است — که غرض زین این حکایت گفتن ست

یہ مضمون بھی تتمہ ہے مضمون ماسبق کا - فرماتے ہین کہ اے سالک جسطرح موسے علیہ السلام کی مان نے انکو دودھ پلا کر صندوق مین بند کر کے دریا مین ڈالدیا تھا - اور اس دودھ کے سبب فرعون کے یہان انھون نے اپنی مان کے سوا کسیکا دودھ نہین پیا تھا - یونہی تو بھی ابتداءً ہی قبل اس کے کہ تو بری دایہ کا دودھ پیئے یعنے نفس کی تعلیمات سے متاثر ہو اپنے دل کو معرفت حق سبحانہ کے دودھ کا ذائقہ چکھا کر دریائے امتحان مین ڈالدے - اور یہ کچھ مشکل نہین کیونکہ جسنے روز الست مین ایک مرتبہ اوسکا ذائقہ چکھ لیا ہو وہ تو اس شیر کو بہت جلد پہچان لے گا بسلامة الاستعداد و لقوة الذائقہ و قرب العہد بین اسوقت چکھانا فی الحقیقت یاد دلانا ہے اس امر کا جس سے ذہول

ہوگیا ہے لہذا اگر تجھے خواہش ہے کہ تیرے تنبیچ کو تیرے بھلے دودھ مین تمیز حاصل ہو جاوے تو تو پیشتر ہی اسکو شیر معرفت حق پکھا دے یعنی اوس سےکھے ہوئے کو یاد دلاوے تاکہ اوس دودھ کا مزہ چکھ کر یعنی معرفت حق سے آشنا ہوکر کسی بری دایہ نفس و شیطان کی طرف منھ نہ بچاوے لیکن اگر تو نے ابتدا ہی مین ایسا نہ کیا اور وہ اس بری دایہ کے دودھ سے آشنا ہوگیا تو پھر زحمت ہوگی اور شیر روز الست کو یاد دلانا مشکل ہو گا لبعد العہد و فساد الذائقہ و الاستعداد تجھے خود معلوم ہو کہ ہم کو موسے علیہ السلام کا قصہ بیان کرنا مقصود نہین بلکہ یہ عنوان ہے اوس مقصود کے اد اکا جسکو تو او پرسن چکا ہے اسکو سن کر تجھکو نصیحت حاصل کرنی چاہیے واللہ اعلم۔

ہر چیز کا امتحان کرنا تاکہ وہ چیز جو اوسمین پوشیدہ ہے ظاہر ہو جاوے

شرح شبیری اندرین الخ۔ یعنی آسمان مین بار بار نظر کر اسلئے کہ حق تعالے نے فرمایا ہے ثم ارجع البصر کرتین۔ یک نظر الخ۔ یعنی اس سقف تو ہین ایک ہی نظر پر قانع مت ہو بلکہ بار بار دیکھو اور دیکھو کہ اوسمین کوئی سوراخ ہے جیسا قرآن شریف مین حکم ہے ثم ارجع البصر ہل ترے من فطور۔

چونکہ الخ یعنی جبکہ حق تعالے نے فرمایا ہے کہ اس سقف نکو مین بار بار عیب جویندہ کیطرح دیکھو۔

پس الخ۔ یعنی پس اس زمین تاریک کو تم کو معلوم ہے کہ کسقدر مرتبہ دیکھنا اور تمیز کرنا پسند حق ہو گا۔

تا پیالائم الخ۔ یعنی تاکہ ہم صاف کو دُردین سے صاف کرلین تو اس کے لیے ہماری عقل کو کسقدر محنت کی ضرورت ہے مطلب یہ کہ تاکہ ہم بھلے برے کو تمیز کرلین تو اسلئے ہمین ضرورت ہے کہ غور و فکر اور مجاہدات و ریاضات کرین تاکہ حقائق و معارف و علوم جو کہ استعداد فطری سے ہمارے اندر ہین ظاہر ہون۔ آگے ایک مثال ہے کہ دیکھو زمین جو کہ بہت سے خزانون کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے جو علوم و معارف کی طرح ہین جب اوسپر سختیان ہوتی ہین یہ سکو اوگل دیتی ہے اور وہ سختیان یہ ہین کہ کبھی جاڑا ہے تو اوس کے اجزا سکڑ گئے ہین اور کبھی گرمی ہے تو ساری زمین جل رہی ہے اور کبھی ہوا ہے تو کبھی ابر ہے غرضکہ مختلف طرح سے شمۂ تقدیر الٰہی اوسکو ستا دیتا ہے تو یہ ساری چیزون کو نکال کر پیش کر دیتی ہے جیسے کہ چور کہ کوتوال کی سختی پر ساری چیزین بتا دیتا ہے تو اسی طرح اگر تم مجاہدہ و ریاضت کروگے تو تمہارے اندر جو علوم و معارف بھرے ہوئے ہین وہ سب ظاہر ہو جاوینگے اور یہ نفس تمہارا اوس استعداد کو ظاہر ہونے سے ہرگز مانع نہوگا۔ یہ حاصل ہے اس ساری شرح کا۔ اب سمجھو کہ فرماتے ہین کہ۔

امتحانہاے الخ۔ یعنی جاڑے کے امتحانات اور خزان کے اور گرمی کی تابش اور بہار جو کہ جان کیطرح ہے۔

بادہا و الخ۔ یعنی ہوائین اور ابر اور بجلیان (یہ ساری مختلف عقوبتین اس لئے ہین) تاکہ اپنے حوادثات کو ظاہر کر دے اور اس لیے ہین کہ۔

تا برون الخ۔ یعنی تاکہ یہ زمین خاکی جو کچھ کہ باطن مین لعل و سنگ سے رکھتی ہے باہر نکال دے۔ لعل و سنگ سے مراد یہ سبزہ وغیرہ ہے مطلب یہی کہ ساری باتین اس لیے ہین کہ تاکہ اپنے مضمر خزانون کو

نکال ڈالے۔ چونکہ اس زمین کو چور سے تشبیہ دیکر اسکے لیے ان تغیرات کو سزا مین ثابت کیا ہے لہذا آگے تقدیر الٰہی کو کوتوال سے تشبیہ دینگے اور اس کے عدم اظہار سبزہ وغیرہ کو چوری سے تشبیہ دیتے ہین فرماتے ہین کہ۔

ہر چہ الخ۔ یعنی اس خاک فسردہ نے جو کچھ کہ خزانہ حق اور دریا ے کرم سے چورایا ہے (اوس کے لیے)

شحنہ الخ۔ یعنی شحنۂ تقدیر کہتا ہے کہ سچ بتا جو کچھ کہ تو لیگئی ہے اوس کی تفصیل بتا اے حیلہ جو۔

دزد۔ الخ۔ یعنی چور یعنی خاک کہتی ہے کہ کچھ نہین کچھ نہین تو شحنۂ تقدیر اوسکو شکنجون مین کھینچتا ہے۔

شحنہ الخ۔ یعنی کوتوال کبھی تو اوس سے شکر کی طرح مہربانی کرتا ہے (مثلاً کہتا ہے کہ بتا دے چھوڑ دینگے) اور کبھی اوسکو لٹکا دیتا ہے اور بد تر سے بد تر حال کرتا ہے۔

تا میان الخ۔ یعنی تاکہ قہر و لطف کے درمیان وہ پوشیدہ چیزین آتش خوف و رجا سے ظاہر ہو جاوین غرضکہ وہ خوب تدبیرین کرتا ہے آگے اس شحنہ کی عقوبات وغیرہ کو منطبق کرینگے۔ فرماتے ہین کہ۔

آن الخ۔ یعنی وہ بہار کوتوال حق کی مہربانی ہے اور خزان تہدید اور تخویف ہے حق تعالے کی جیسے وہان شحنہ کبھی لطف اور کبھی قہر کرتا ہے اسی طرح یہان زمین پر کبھی لطف بہار ہے اور کبھی قہر خزان ہے۔

وان الخ۔ یعنی وہ جاڑا چار میخ معنوی ہے تاکہ تو اے پوشیدہ چور ظاہر ہو جاوے۔ چونکہ جاڑے مین ہر شے سکڑتی ہے زمین کے اجزا بھی سکڑتے ہین اس سکڑنے کو چار میخ سے تشبیہ دی اور معنوی اس لئے کہا کہ یہ حسی تو ہے نہین تو کہتے ہین کہ جاڑا شکنجہ ہے کہ اس زمین کو اس شکنجہ مین کھینچا جاتا ہے۔ آگے اس ساری تشبیہات کو حالت سالک پر منطبق فرماتے ہین کہ۔

پس الخ۔ یعنے پھر مجاہد کو کبھی تو بسط دل ہوتا ہے (جو کہ مشابہ بہار کے ہے) اور کبھی قبض او گھٹن اور درد اور گھوٹ ہے جو کہ مشابہ خزان کے ہے۔ آگے سالک پران احوال مختلفہ کے طیران کی وجہ فرماتے ہین کہ۔

زانکہ الخ۔ یعنی یہ اسلیے کہ یہ آب و گل جو ہمارے بدن ہین ہماری جان کی ضیا اور نور کے منکر ہین۔ لہذا۔

حق تعالے الخ۔ یعنی حق تعلے اس گرم و سرد اور رنج و تکلیف کو ہمارے بدن پر رکھتے ہین اے شیر مرد اور

خوف الخ یعنے خوف اور بھوک اور نقص اموال اور بدن سب کے سب نقد جان کے ظاہر ہونیکے لئے ہے۔

این الخ۔ یعنے یہ وعید اور وعدے جو کہ حق تعالے نے اختیار کیے ہین اس نیک و بدی کے (ظہور کے) لئے ہین جسکو کہ ملا دیا ہے۔

چونکہ الخ۔ یعنی چونکہ لوگون نے حق و باطل کو ملا دیا ہے کھوٹے کھرے کو ایک ہی برتن مین ڈال رکھا ہے۔

پس محک الخ یعنی پس اوسکے لئے ایک کسوٹی چاہئے عمدہ جو کہ حقایق میں امتحانات کو دیکھے ہوئے ہو۔ اور یہ تک تو تعلیم تھی کہ خود مجاہدہ کرو اور اس سے علوم و فنون کو حاصل کرو اس شعر سے تعلیم ہے اتباع شیخ کامل کی کہ اول مجاہدہ و ریاضت کرو اون کے پرکھنے کو کہ آیا درست ہین یا گمراہ کنندہ ہین ایک کسوٹی یعنی شیخ کامل کی ضرورت ہے کہ جو بتادے کہ اب یہ اچھی ہے اور یہ حالت بری ہے۔ لہذا اول تو اوس نفس کی سرزنش کرے اور اس کے درست اور غیر درست ہونے کے لئے شیخ کامل کی تلاش کر۔ جب اُس کو تلاش کر لیا تو اوس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ

تملو سید ہا رستہ بتادیگا اور دوسرے رستہ سے ہٹادیگا دونون کو تمیز کردے گا اسی کو فرماتے ہین کہ -

تاشود - الخ - یعنی تاکہ ان جانون کا تمیز کرنے والا ہو اور تاکہ ان تدابیر کے لیے مدبر بنجاوے یعنی شیخ کامل ان شیطان کے جانون سے راہ حق کو تمیز کردے اور ان ساری تدابیر وصول مین سے ایک تدبیر کو سوچ کر اوسکو عمل مین لاوے آگے مولانا اس امر کو بیان فرماتے ہین کہ شیخ کامل کے لیے ضرورت ہے پہچان کی تو وہ فطرت سلیمہ ہوتی ہے وہ تو چونکہ حق تعالے کے ہان اوس مزہ کو چکھ چکا ہے جس کے پاس اوسکو دیکھیگا فوراً اوسکو قبول کرلے گا - مگر مولانا اوس کو ایک مثال مین بیان فرماتے ہین حاصل اوس کا یہ ہے کہ دیکھو موسے علیہ السلام کی والدہ کو الہام ہوا تھا - کہ تم انکو دودھ پلادو اور اوس کے بعد جب خوف ہو تو دریا مین ڈالدینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اوس کا یہ انجام ہوا کہ حضرت موسے علیہ السلام نے کسی دایہ کا دودھ منھ مین نہ لیا - اس لیے کہ وہ اپنی والدہ کے دودھ کا مزہ چکھ چکے تھے اور جب اون کی والدہ نے دودھ دیا تو اوس کو فوراً پینے لگے اور پہچان گئے کہ یہ وہی دودھ ہے -
اسی طرح جنھے کہ روز ازل مین اسکا مزہ چکھ لیا ہے وہ تو فوراً ہی پہچان لے گا - لہذا اپنی اس استعداد سلیمہ کو معاصی سے برباد مت کرو - کہ اسی کے ذریعہ سے شناخت مرد کامل کی ہوگی - اور اسکو سینہ امر سے تعبیر فرماتے ہین کہ -

شیر دہ الخ - یعنی اے مادر موسے علیہ السلام تم اون کو دودھ پلادو اور انکو پانی مین ڈالدو اور بلا سے مت ڈرو - جیسا کہ قرآن شریف مین ہے واذ اوحینا الی ام موسے ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک الخ تو جس طرح کہ اونکو حکم ہوا تھا اسی لیے کہ تاکہ اون کو اوسکے مزہ کی پہچان ہوجاوے - اسی طرح جسکو وہان شناخت ہوچکی ہے وہ فوراً پہچان لیتا ہے -

ہر کہ الخ - یعنی جس کسی نے کہ روز الست مین وہ دودھ کھالیا - اوس نے موسے علیہ السلام کی طرح دودھ کو شناخت کرلیا - مطلب یہ کہ جنھے کہ یہ چاشنی وہان چکھ لی وہ جسکے پاس وہ شئے دیکھیگا فوراً معلوم کرلے گا - کہ وہی ہے -

خود الخ - یعنی مجھ پر خود یہ بات ظاہر ہے کہ ہماری غرض اس سے حکایت کا بیان کرنا مقصود نہین ہے - چونکہ اوپر موسے علیہ السلام کا تذکرہ تھا تو شاید سامع کو شوق ہو کہ اب حکایت موسے علیہ السلام کی بیان فرماوینگے اسلیے فرماتے ہین کہ مجھے معلوم ہے کہ ہم کو مقصود یہ نہین کہ ہم حکایات کو بیان کرین بلکہ مقصود اس سے اخذ نتیجہ ہوتا ہے لہذا اس کے منتظر مت ہو کہ ہم حکایت موسے علیہ السلام کی بیان کرینگے بلکہ چونکہ ہمارا مطلب صرف اتنی بات سے بھی نکل آیا لہذا آگے بیان کرنے کی ہمکو ضرورت ہی نہین ہے - آگے فرماتے ہین کہ -

گر تو الخ - یعنی اگر تو اپنے بچہ کے پہچان کی حریص ہو تو اے ام موسے اسوقت دودھ پلادو - مطلب یہ ہے کہ اے ام موسے اگر تمھارا دل یہ چاہتا ہے کہ تمھارا بچہ یعنی موسے علیہ السلام تمھارے دودھ کو پہچان لین تو اسوقت دودھ پلادو جب وقت آوے گا فوراً پہچان لینگے - اور مقصود مولانا کا یہ ہے کہ اے سالک اگر تم چاہتے ہو کہ تمھارا نفس حق کو پہچانلے اور شیطان سے بچا رہے تو اس دنیا مین اوسکو مجاہدہ و ریاضت کرکے اس کا مزہ چکھادو جب وہ حق کو پاویگا اوسکو قبول کریگا - اور دوسرون سے اعراض کریگا اوپر تو اسکا بیان تھا کہ جسکی استعداد درست ہوگی وہی شیخ کو قبول کرے گا - اور یہان سے اس کا بیان ہے کہ تم مجاہدات و ریاضات مین اپنے قلب کو شناسند

حق بنالو ـ تو وہ فوراً حق کو قبول کرے گا ـ

تابہ الخ ـ یعنی تاکہ وہ اپنی مان کے دودھ کا مزہ چکھ لے ـ اور تاکہ کسی بری دایہ کے سامنے اوس کا سر نہ جھک جاوے ـ مطلب یہ کہ اوسکو طعم حق چکھادو تاکہ اوس کو تو قبول کرے اور نفس و شیطان کے پھندے مین نہ پھنسے جسطرح موسےٰ علیہ السلام اور دلیون کے دودھ نہ پیتے تھے آگے پھر اوس قصۂ شتر گم کردہ کو پورا ابھی کرتے ہین اور اس کے فائدے بھی بیان کرتے ہین ـ

شرح حبیبی

اشترے گم کردہ اے معتمد — ہرکس از اشتر نشانت می دہد

تو ندانی کہ آن اشتر کجاست — لیک دانی کاین نشانیہا خطاست

وانکہ اشتر گم نکرد او از مرے — ہمچو آن گم کردہ جوید اشترے

کہ بلے من ہم شتر گم کردہ ام — ہرکہ یابد اجرتش آوردہ ام

تا در اشتر با تو انبازی کند — بہر طمع اشتر این بازی کند

او نشان کژ نہ بشناسد ز راست — لیک گفتت آن مقلد را عصاست

ہرچہ را گوئی خطا بود آن نشان — او بتقلید تو مے گوید ہمان

چون نشان راست گوئید و شبیہ — پس یقین گردد ترا لاریب فیہ

آن نشان جان رنجورت شود — مظہر حس چو گنجورت شود

رنگ روئے و قوت بازو شود — خلق و خلق تکتوات صدتو شود

چشم تو روشن شود پایت دوان — جسم تو جان گردد و جانت روان

پس بگوئی راست گفتی اے امین — این نشانیہا بلاغ آمد مبین

فیہ آیات ثقات بینات — این براتے باشد و قدر و نجات

این نشان چون داد گوئی پیش رو — وقت آہنگ ست پیش آہنگ شو

پیروی تو کنم اے راست گو — بوئے بردی ز اشترم بنما کہ کو

پیش آنکس کہ صاحب شتر نیست — کو درین جست شتر ہمرہ نیست

این نشان راست نمودش یقین — جز ز عکس ناقہ جوئے راستین

بوی برد از جد و گرمیہاے او — کہ گزافہ نیست این ہیہاے او

اندرین اشتر نبودش حق ولے — اشترے گم کردہ است او ہم بلے

طمع ناقہ غیر رو پوشش شدہ — آنچہ گرد گم شد فراموشش شدہ

ہرکجا او می دود این می دود — از طمع ہمدرد صاحب مے شود

کاذبے با صادقے چون شد روان — آن دروغش راستی شد ناگہان

اندران صحرا که آن اشتر شتافت — اشتر خود نیز آن دیگر بیافت
چون بدیدش یاد آورد آن خویش — بی طمع شد ز اشتران یار خویش
آن مقلد شد محقق چون بدید — اشتر خود را که آنجا می چرید
او طلبگار شتر آن لحظه گشت — می نجستش تا ندید او را بدشت
بعد ازان تنها روی آغاز کرد — چشم سوئے ناقۂ خود باز کرد
گفت آن صادق مرا بگذاشتی — تا باکنون پاس من میداشتی
گفت تا اکنون فسوسے بوده ام — وز طمع در چاپلوسی بوده ام
این زمان همدرد تو گشتم که من — در طلب از تو جدا گشتم بتن
از توے دزدیدے وصف شتر — جان من دید آن خود شد چشم پر
تا نیابیدم نبودم طالبش — مس کنون مغلوب شد زر غالبش
سیأتم شد همه طاعات شکر — هزل شد فانی و جد اثبات شکر
سیأتم چون وسیلت شد بحق — پس مزن بر سیأتم هیچ دق
مر ترا صدق تو طالب کرده بود — مر مرا جد و طلب صدقے گشود
صدق تو آورد در جستن ترا — جستنم آورد در صدقے مرا
تخم دولت در زمین میکاشتم — سخرۂ و بیگارے پنداشتم
آن نبد بیگار کسبے بد درست — هر یکے دانه که کشتم صد برست
دزد سوئے خانۂ شد زیر دست — چون درآمد دید کان خانۂ خودست
گرم باش اے سرد تا گرمی رسد — با درشتی ساز تا نرمی رسد

مولانا یہانسے پھر قصۂ اشتر کی طرف انتقال فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ تیرا اونٹ گم ہوگیا ہو اور یہ شخص تجھے اوس اونٹ کا پتا بتلا رہا ہے۔ گو تجھے یہ معلوم نہین کہ اونٹ کہان ہے۔ مگر اتنا جانتا ہے کہ یہ اسکے پتے سب غلط ہین ایک ایسا شخص بھی ہے جسکا اوسکے خیال مین کوئی اونٹ گم نہین ہوا۔ مگر اوسکی دیکھا دیکھی وہ اونٹ کو تلاش کرنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ ہان میرا بھی اونٹ کھویا گیا ہے جو شخص پائیگا مین اسکے لیے انعام لایا ہون۔ مین اُسے انعام دونگا۔ اُس کا مقصد اس مکاری سے یہ ہے کہ وہ بھی تمہارے اونٹ مین شریک ہوجاوے۔ اور دعوے کرے کہ یہ اونٹ میرا ہے یہ چال وہ محض طمع کی بناپر کرتا ہے۔ فی الحقیقت نہ وہ جھوٹی نشانی کو جھوٹی جانتا ہے نہ سچی کو سچی محض تیرا بیان اوسکا سہارا ہے جو تو کہتاہے وہ بھی وہی کہتا ہے جس نشان کو تو غلط کہتا ہو وہ بھی کہتاہے کہ ہان میرے اونٹ کی یہ نشانی نہین۔ اور جب لوگ سچا پتا اور صحیح حلیہ بیان کرتے ہین تو اس سے تجھکو تو یقین ہوجاتاہے اور اصلاً شک نہین رہتا اور اس سے تیری ابتلائے رنج جان کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ اور تیرے حواس کو جو کہ محسوسات کے لیے بمنزلۂ خزانچی کے ہین قوت و غلبہ حاصل ہوتاہے اور تیرے منھ پر رونق آتی ہے

اور بازو مین قوت ہوتی ہے۔ جسم اور خصلت مین سو گونہ ترقی ہوتی ہے۔ آنکھ مین روشنی پیدا ہوتی ہے پاؤن مین چستی آتی ہے جسم گویا کہ روح حیوانی بنجاتا ہے اور روح حیوانی روح انسانی ہوجاتی ہے۔ اور تو کہتا ہے کہ تو نے بہت سچ کہا اور یہ نشانیان سراسر کامیابی ہے۔ تیرے اس بیان مین معتبر اور کھلی نشانیان ہین یہ پروانہ ہے حصول مدعا کا اور قابل قدر اور باعث ہے رنج و تشویش سے رہائی کا۔ جب تو نے یہ پتا بتلایا ہے تو چل آگے ہو یہ چلنے کا وقت ہے لہذا تو آگے آگے چل مین تیرے پیچھے پیچھے چلتا ہون۔ اس لیے کہ تو نے میرے اونٹ کا نشان معلوم کر لیا ہے۔ اب مجھے چلکر دکھلا دے کہ کہان ہے۔ برخلاف اسکے جسکا اونٹ اوس کے زعم مین گم نہین ہوا ہے اور جو محض دیکھا دیکھی اور بطمع اونٹ کو تلاش کرنے لگا ہو۔ اوس کو اس نشان سے کچھ بھی یقین نہین بڑھتا۔ بجز اس کے وہ سچے ناقہ جو کی نقل کرے اور جو آثار اوس کے اندر واقعی طور پر پیدا ہوئے ہین اون کو یہ مصنوعی طور پر اور بہ تکلف اپنے اندر پیدا کرے۔ اور یہ سمجھکر کہ صادق کی خوشی بیجا نہین ہے یہ بھی ویسی ہی کوشش اور جد و جہد شروع کرے۔ نیز گو اس اوٹھنی مین اسکا حق نہین تھا مگر حقیقت مین اوس کا اونٹ بھی کھویا گیا تھا اور گو ناقہ غیر کی طمع نے اوس کے منھ پر پردہ ڈال دیا تھا اور جو کچھ اوس کا کھویا گیا تھا اوس کا اوسے خیال بھی نہین تھا مگر جہان وہ جاتا ہے یہ بھی جاتا ہے اور طمع سے اپنے ساتھی کا شریک درد بنتا ہے یعنی اپنے کو بھی اسی مصیبت مین مبتلا کرتا ہے جسمین کہ وہ مبتلا ہے غرض جبکہ ایک جھوٹا ایک سچے کے ساتھ چلتا ہے تو اچانک اوس کا جھوٹ سچ بنجاتا ہے۔ یعنی جس جنگل مین کہ اوس کا اونٹ تھا اپنے اونٹ کو بھی وہین پاتا ہے جب اوسکو اونٹ ملتا ہے اسوقت اپنی ملک یاد آتی ہے اور اپنے ساتھی کے اونٹ سے بے طمع ہو کر اپنے اونٹ کیطرف جاتا ہے اور وہ جو پہلے مقلد اور نقال تھا اب محقق ہوجاتا ہے جبکہ اپنے اونٹ کو وہان چرتے دیکھتا ہے اور جبکہ اوسکو دیکھ لیتا ہے اوس وقت اوس کا طالب رہتا ہے۔ اور جب تک دیکھا نہین تھا اوسوقت تک اسکا طالب نہین تھا۔ اس کے بعد وہ الگ چلنا شروع کرتا ہے۔ اور اپنی اونٹنی کو مطمح نظر بناتا ہے۔ اسوقت یہ طالب صادق کہتا ہے کہ ابتک تو میرا لحاظ رکھتا تھا۔ اب تو نے مجھے چھوڑ دیا۔ اسوقت وہ جواب دیتا ہے کہ اسوقت تک مین بوالہوس تھا اور طمع سے تمھاری خوشامد کرتا تھا اسوقت مین فی الواقع تمھارا شریک درد ہوا ہون۔ جبکہ تم سے طلب مین جدا ہوا ہون اس سے پہلے تو مین اونٹ کے اوصاف تم سے چراتا تھا لہذا تمھاری تقلید کی ضرورت تھی۔ لیکن اب جبکہ مجھے اپنی ملک ملگئی ہے تو اب مین سیر چشم ہو گیا ہون اور مجھے تم سے استغنا ہو گیا ہے۔ جب تک مین نے پایا نہ تھا اسوقت تک مین اوسکا طالب نہ تھا اب تانیا مغلوب ہو گیا ہے اور سونا غالب۔ یعنے صدق غالب ہو گیا ہے۔ اور کذب مغلوب۔ شکر ہے کہ میری تمام برائیان طمع وغیرہ طاعات بنگئین اور ہزل فنا ہو کر جد بنگئی۔ میری برائیان جبکہ موصل الی الحق ہو گئی ہین اب تم کو ان برائیون پر اعتراض اور طعن نہ چاہیئے تمھارا تو صدق ذریعہ طلب بنا تھا اور میری طلب آئینہ صدق ہوئی ہے تم نے تو صدق کی بنا پر طلب شروع کی تھی اور میری طلب نے مجھے صدق تک پہونچایا ہے۔ مین زمین مین دولت کا بیج بو رہا تھا مگر اسکو لغو اور بے سود سمجھتا تھا۔ مگر وہ بیکار نہ تھا بلکہ واقع مین کمائی تھی۔ جو دانہ مین نے بویا اس سے سو پھل پائے۔ میری مثال ایسی ہو گئی جیسے کہ کوئی چور چھپکر کسی گھر مین

جاوے۔ اور بعد کو وہ اوسی کا گھر ثابت ہو۔ خلاصہ یہ کہ حق کے طالب اور واصل بحق دو قسم کے ہین بعض تو ایسے ہین جو کہ حق سبحانہ کو پہچانتے ہین۔ مگر اس تک پہونچنے کا طریق نہین جانتے اسلیے اون کو ایک ہادی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس ہادی کے ذریعہ سے حق سبحانہ تک پہونچتے ہین اور بعض ایسے ہوتے ہین کہ وہ حق کو جانتے نہین مگر کسی غرض فاسد سے وہ طالب صادق کی شکل بناتے ہین اور راہبر کے ساتھ چلتے ہین۔ جب وہ مطلوب تک پہنچ جاتے ہین اسوقت وہ طالب صادق بنتے ہین اور بجائے مقلد کے محقق بنجاتے ہین اسلیے کہ طلب کاذب بھی ہو مگر باقاعدہ ہو تب بھی آدمی محروم نہین رہتا۔ پس آدمی کو چاہیے کہ اگر طلب صادق بھی نہو تو کاذب ہی کی طلب ہونی چاہیے۔ اور مجاہدات و ریاضات کرنے چاہئین۔ تاکہ ایک روز آرام و آسائش حاصل ہو۔

آن دو اشتر نیست آن یک اشترست	تنگ آمد لفظ معنی بس پرست
لفظ در معنی ہمیشہ نارسان	زان پیمبر گفت قد کل اللسان
نطق اصطرلاب باشد در حساب	چہ قدر داند ز چرخ و آفتاب
خاصہ چرخے کاین فلک زو پرّہ ایست	آفتاب از آفتابش ذرّہ ایست

اب ایک شبہ کا جواب دیتے ہین جو ظاہر تمثیل سے پیدا ہوتا ہے تقریر شبہ یہ ہے کہ آپ کی تمثیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلوب دو ہین۔ کیونکہ تمثیل مین مشبہ بہ آپنے دو اونٹ بنائے ہین ایک وہ جو طالب صادق کا مطلوب ہے۔ دوسرا وہ جو طالب کاذب کا مطلوب ہے۔ حالانکہ مطلوب ایک ہے۔ تقریر جواب شبہ مذکور یہ ہے کہ مطلوب دو نہین ہین بلکہ مطلوب ایک ہی ہے معنی جو ہین الفاظ مین سما نہین سکتے۔ اس لیے تعدد کا شبہ ہوتا ہے مگر ہم معذور ہین کیونکہ الفاظ ہمیشہ ناکافی ہوتے ہین اون سے پورا مدعا ظاہر ہو ہی نہین سکتا۔ اسی لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کل اللسان فرمایا ہے۔ یعنی عارف کی زبان کند ہو جاتی ہے وہ اپنے مافی الضمیر کو کما حقہ ادا نہین کرسکتا۔ پھر ہم کیا کرسکتے ہین جہانتک الفاظ مساعدت کرتے ہین ہم بیان کرتے ہین۔ نطق کو حقائق سے وہی نسبت سمجھنی چاہیے۔ جو اصطرلاب کو چرخ و آفتاب سے ہے پس جسطرح اصطرلاب چرخ و آفتاب کے اوصاف کما حقہ بیان نہین کرسکتے۔ یون ہی نطق بھی معارف کو کافی طور پر بیان نہین کرسکتا۔ بالخصوص اس سماء رفعت کی حالت جس کے سامنے یہ چرخ معروف ایک تنکا ہو اور وہ آفتاب حقیقی جسکے سامنے یہ آفتاب مشہور ایک ذرّہ ہے اسکی حالت تو کما حقہ کیا ہی بیان کرسکتا ہے آگے پھر مسجد ضرار کے قصہ کی طرف انتقال فرماتے ہین اور فرماتے ہین

اونٹ تلاش کرنے والے کی حکایت کے فائدہ کی شرح

شرح شبیری اشتر ... اے ... اسے ... تونے ... گم کیا ہے اور لوگ تجھے اوسکی نشانیان بتارہے ہین۔

تو نمی دانی الخ یعنی تجھے اس کی تو خبر نہین کہ وہ شتر کہان ہے لیکن تو یہ جانتا ہے کہ سارے نشانیان غلط ہین اسلیے کہ وہ اونٹ تیرا دیکھا ہوا ہے۔ لہذا ان نشانیہائے غلط کو تو سمجھ رہا ہے کہ ہان یہ غلط ہین اور تو اوس کی تلاش مین

لگاہوا ہے اسی طرح جبکہ حق کی تلاش ہوتی ہے اور مختلف فرق کے لوگ مختلف باتین کہتے ہین۔ تو چونکہ استعداد فطری۔ اسکو مقتضی ہے کہ حق کو قبول کیا جاوے۔ لہذا ہرگز اس کے دل کو وہ اقوال باطل نہین لگتے۔ اگرچہ یہ بھی خبر نہو کہ حق کہان ہو مگر یہ جانتا ہے کہ یہ سب غلط کہتے ہین یہ تو اس کی مثال ہے جو تلاش مین حق کے ہو آگے اوس شخص کی مثال فرماتے ہین جو کہ دیکھا دیکھی لوگون کی طلب حق کرتے ہین مگر اصل مقصود اونکا کچھ اور ہوتا ہے مثلاً یہ کہ بزرگون کی خدمتمین طلب کیلئے جاتے ہین۔ اور مثل طالب صادق کے خود بھی اعتقاد ظاہر کرتے ہین۔ مگر مطلب یہ ہوتا ہے کہ انکے ساتھ رہنگے دعوتین کھانے کو ملین گی یا خوب عزت وجاہ ہوگی کہ فلان حضرت کے خادم ہین تو جس کی کہ یہ فاسد نیت ہوتا ہے کہ اوسکو طلب حق نہین ہے۔ لہذا اوس سے جو کوئی بھی کہے گا کہ حق یہ ہے وہ اوسکو اصل کی تو خبر نہین ہے اسلئے کہ جب وہ طلب نہین کرتا۔ تو اوس کی استعداد بھی مخفی ہے پس وہ کہدیتا ہے کہ ہان یہی ہے غرض ایسے شخص کا اعتبار ہی کیا ہے جس کا دل چاہے اوس کو بہکالے۔ اب اس کی مثال سنو کہ فرماتے ہین کہ

وانکہ الخ ۔ یعنی جسنے کہ شتر گم نہین کیا ہے تو وہ مقابلہ کے لیے اوس گم کردہ اشتر کی طرح ایک شتر کی تلاش مین ہے اور کہتا ہے کہ۔

کہ بلے ۔ الخ ۔ یعنی کہ ہان مین نے بھی ایک اونٹ کو گم کیا ہے اور جو کوئی اوسکو پاوے مین اوسکی اجرت لایا ہون غرضیکہ جو یہ گم کردہ اشتر کہتا ہے اوسی کو وہ دوہرا دیتا ہے اور یہ اسلیے کرتا ہے کہ۔

تا در الخ ۔ یعنی تاکہ اونٹ مین تیرے ساتھ شرکت کرے۔ تو اونٹ کی طمع مین یہ بازی کر رہا ہے۔ جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے کہ وہ اس لیے کہتا پھرتا ہے کہ مین بھی تلاش حق مین ہون تاکہ دعوتین وغیرہ خوب کھانے کو ملین۔ غرضکہ اس حرص وطمع کی وجہ سے وہ بھی اس طالب کے ساتھ ہے اور اوس کی حالت یہ ہے کہ۔

او نشان الخ ۔ یعنی وہ غلط نشانی کو درست نشان سے متمیز نہین کر سکتا۔ لیکن تیرا کہنا اوس مقلد کیلئے سہارا ہے۔ مطلب یہ کہ اوسکا چونکہ شتر گم ہی نہین ہوا ہے تو اسکو کسی نشانی کی ہی خبر نہین۔ بلکہ جو یہ گم کردہ اشتر کہ رہا ہے وہ بھی ہان مین ہان ملارہا ہے اصل اور حقیقت کی اصلا خبر نہین۔

ہر چہ الخ ۔ یعنی جسکو کہ تم کہتے ہو کہ یہ نشانی غلط تھی تو وہ بھی تمھاری تقلید سے وہی کہدیتا ہے۔

چون الخ ۔ یعنی جبکہ کوئی درست نشانی اور مشابہ صحیح نشانی کہین گے تو تم کو یقین ہو جاوے گا اور اوس مین کسی قسم کا شک نہ رہے گا اور یہ حالت ہوگی کہ۔

آن الخ ۔ یعنی وہ تیری جان رنجور کے لیے شفا ہو جاویگی اور تیرے حسن کی جو خزانہ کی طرح ہے مظہر ہو جاویگی

رنگ الخ ۔ یعنی وہ تیرے چہرہ کا رنگ ہو جاوے اور قوت بازو ہو جاوے اور تیرے اعضا اور تیرے اخلاق ایک حصہ سے سو حصہ ہو جاوین۔ مطلب یہ کہ یہ حالت ہو کہ جامہ مین پھولا نہ سماوے۔

چشم الخ ۔ یعنی تیری آنکھ روشن ہو جاوے۔ اور تیرے پاؤن دوڑنے لگین اور تیرا جسم جان ہو جاوے اور تیری جان روان ہو جاوے غرض کہ بوجہ فرط خوشی کی ہر حالتمین ترقی ہو جاوے۔

پس الخ ۔ یعنی پھر تو اوس بتانے والے سے کہے کہ اے امین تو نے ٹھیک کہا وہ نشانیان بالکل درست ہین

فیہ الخ ۔ یعنی اوس مین مضبوط نشانیان ہین ظاہر اور یہ ایک دستاویز ہو جاوے اور موجب قدر اور نجات ہو جاوے

این الخ - یعنی جب اوس نے یہ نشانیان بتایئن تو تونے اوس سے کہا کہ آگے چلو کہ یہ وقت قصد کا ہے تم قصد کے آگے ہو جاؤ -

پیروی - الخ - یعنی اے راست گو مین تیری پیروی کرتا ہون - تونے میرے شتر کی نشانی معلوم کرلی ہے اب بتا کہ کہان ہے یہ تو اوسکی حالت ہوگی کہ جسکا شتر فی الواقع کھوگیا ہے اوس کو تو نشانی کے سُنتے ہی فوراً یقین ہوجاویگا کہ بے شک اس نے میرے اونٹ کو دیکھا ہے آگے اوسکی حالت بیان فرماتے ہین جو کہ صرف دیکھا دیکھی ہی تلاش کررہا تھا - اور اوس کے ساتھ تھا کہ اس نشان راست سے اوس کی یہ حالت ہوگی کہ -

آن الخ - یعنی اوس کو جو کہ صاحب اشتر نہین ہے اور اس تلاش شتر مین صرف مقابلہ کیوجہ سے ہے -

زین الخ - یعنی اس نشان راست سے اوس کو کوئی یقین نہ بڑھے گا سوائے تاقہ جو واقعی کے عکس کہ اوسکو تو یقین کی زیادتی ہوگی - اور اسکو اوسکا زیادہ شک بڑھجاویگا کہ نہ معلوم یہ ہے یا اور کوئی ہے -

بوئے الخ - یعنی اوس کی کوشش اور جوش سے کچھ بوئے گیا کہ یہ پائے ہوئے فضول نہین ہے مطلب یہ کہ جو صرف دیکھا دیکھی تلاش کررہا تھا اوس کو اس نشان راست کے معلوم ہونے سے یقین مین تو کچھ ترقی ہوتی نہین - اسلئے کہ اوس نے دیکھا ہی نہین کہ شتر کیسا ہوتا ہے مگر ہان جب دیکھا کہ وہ صاحب شتر اس نشان کو سُنکر پھولا نہین سماتا اور بے انتہا مسرور ہے - تو یہ بھی سمجھا کہ کوئی بات ضرور ہے اور یہ سمجھکر اسنے بھی غل مچایا کہ ہان ہان صاحب میرا اونٹ بھی ہے جس کی یہ نشانی ہے اسی طرح ایک تو وہ ہے جو کہ طالب حق ہے اور دوسرا وہ جو کہ صرف اس کی دیکھا دیکھی طالب حق بنا ہے - اور اوس کی نیت فاسد ہے تو اس طالب حق واقعی کو تو جب کہین حق ملیگا بے انتہا مسرور ہوگا - اور جو کوئی اس کو موصل الی الحق ہوگا یعنی شیخ کامل فوراً اس کا اتباع کرلے گا کہ بس مجھے تو حاصل ہوگیا - اب خدا کے لیے تشریف لیچلکر مجھے راستہ پر لگادیجیے اور بتا دیجیے کہ میرا مطلوب کہان ہے اور اس دوسرے شخص کو کچھ بھی خبر نہ ہوگی بلکہ اوس دوسرے کو دیکھکر یہ بھی کہیگا کہ بے شک حضرت بڑے مرتبے اور پایئے کے بزرگ ہین بس حضور ہی میری دستگیری فرماوینگے وغیرہ وغیرہ دیکھو اس پہلے نے جو شناخت کرلیا صرف اسی لیئے کہ پہلے روز ازل مین وہ دیکھے ہوئے تھا کہ حق اس کو کہتے ہین - آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

اندرین الخ - یعنی اس مقابل کو اس شتر مین تو کوئی حق نہین ہے مگر اوسنے بھی ایک شتر گم کیا ہے -

طمع الخ - یعنی ناقہ غیر کی طمع اوسکی روپوش ہوگئی ہے - اور اوسکا جو گم ہوگیا ہے وہ اوسکو فراموش ہوگیا ہے -

ہرکجا الخ - یعنی جہان کہین کہ وہ صادق دوڑ رہا ہے (تلاش مین) وہان یہ بھی دوڑ رہا ہے اور طمع کی وجہ سے اپنے ساتھی کا ہمدرد بنتا ہے - مطلب مولانا کا یہ ہے کہ فی الواقع تو اس سے بھی حق زائل ہوگیا ہے اور کھوگیا ہے مگر یہ اوس کو بھول گیا اور اس نے اپنی استعداد کو کمزور کرلیا - کہ اسے یہ بھی یاد نہ رہا کہ میری بھی کوئی شے کھوگئی تھی بلکہ دوسرون کی شے تلاش کرنے مین لگ گیا - مگر بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اس صادق کی صحبت کی برکت سے اوسکے اندر بھی خلوص آجاتا ہے اور صدق پیدا ہوجاتا ہے اور یہ بھی طالب حق ہوجاتا ہے - اور اسکی استعداد مین قوت ہوتی ہے اور یہ بھی تلاش مین لگ جاتا ہے اور اسکو بھی مطلوب ملجاتا ہے اسی کو آگے فرمارہے ہین کہ -

کاذبے الخ - یعنی ایک کاذب جب ایک صادق کے ساتھ چلا تو وہ اوس کا کذب بھی ناگہان صدق ہوگیا -

اندر آن الخ۔ یعنی اوس جنگل مین کہ وہ اونٹ دوڑ رہا تھا اس دوسرے نے بھی اپنا اونٹ وہین پا لیا۔
چون الخ۔ یعنی جب اوس کو دیکھا تو اوس کو اپنی چیز یاد آئی اب وہ دوسرے کے اونٹ سے بے طمع ہوگیا۔
آن الخ۔ یعنی وہ مقلد اب محقق ہوگیا جبکہ اوس نے اپنے اونٹ کو دیکھ لیا جو کہ وہان چر رہا تھا۔
او طلبگار الخ۔ یعنی وہ شتر کا متلاشی اُس وقت ہوا ہے اور جب تک اوسکو جنگل مین دیکھ نہ لیا تھا اوس کو تلاش بھی نہ کرتا تھا۔ مطلب یہ کہ یہ طالب کاذب اوس صادق کے ساتھ تلاش مین تھا اور اوس کی دیکھا دیکھی کہہ رہا تھا کہ مین بھی طالب ہون مگر ابتک بالکل بیخبر تھا حتے کہ اوس صادق کی صحبت کی برکت سے یہ ہوا کہ اچانک اوس کی آنکھین کھل گئین۔ اور اوسکو حق نظر آ گیا اب تو اسکو وہ استعداد فطری یاد آئی اور اوسنے پہچان لیا کہ بیشک یہ وہی ہی جسکو کہ مین اتنے روز سے بھولا ہوا تھا۔ اب یہ خود محقق ہوگیا اور تلاش حق شروع کردی تو اوس پہلے نے تو تلاش پہلے کیا تھا اور ملا بعد مین تھا اور اوسکو ملا پہلے ہی اور تلاش اوس نے بعد مین کیا ہے اس لیے کہ جب مل گیا طلب تو اوسی وقت ہوئی ہے پہلے سے طالب ہی کب تھا۔
بعد از ان الخ۔ یعنی بعد اس کے تنہا چلنا شروع کیا اور اپنے ناقہ کی طرف آنکھ کھولدی مطلب یہ کہ جب اوس کو خود حق واضح ہو گیا تو پہلے تو صرف لوگون کی دیکھا دیکھی تلاش مین تھا اور اب خود اوس کی طرف چلا اور طلب حق مین منفرد ہو گیا۔ اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ اول طلب دوسرون کی حرص سے ہوتی ہے اوسکے بعد خود طلب لگجاتی ہی تو ایک مرتبہ تو اسوقت تنہاروی ہوتی ہے۔ یہان تو تنہاروی صرف ساتھیون اور دیگر طالبین سے ہوتی ہی اوسکے بعد جب یہ شخص خود محقق ہو جاتا ہے تو اب یہ شیخ سے بھی منفرد ہو جاتا ہے۔ اور اپنی تحقیقات پر عامل ہوتا ہے۔ ہان جو کچھ ہے وہ ہے طفیل شیخ ہی کا۔ مگر یہ شخص اس حالت تحقیق مین شیخ سے منفرد ہو جاتا ہے جیسا کہ کئی مرتبہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے۔ غرض کہ اسوقت تو یہ طالب کاذب دیگر طالبین سے ہوکر طلب مین محقق ہو گیا ہے۔
گفت الخ۔ یعنی وہ صادق کہتا ہے کہ تم نے مجھے چھوڑ دیا۔ حالانکہ ابتک تو میرا ساتھ دیا ہے۔
گفت الخ۔ یعنی اس طالب جدید نے کہا کہ اب تک تو مین مسخرہ پن مین تھا اور طمع کی وجہ سے چاپلوسی مین تھا
این الخ۔ یعنی مین اب تیرا اصلی ہمدرد ساتھی ہوا ہون کہ اب طلب مین تجھ سے جدا ہو گیا ہون۔ تو جسطرح کہ تو اسے طالب صادق بے کسی حرص اور تقلید کے تلاش کر رہا تھا اسی طرح اب مین تلاش کر رہا ہون ورنہ اول مین تیرا ساتھی ہی نہ تھا اس لئے کہ میری حالت اور تھی اور تمھاری حالت دوسری تھی۔ اور کہتا ہے کہ۔
از تو الخ۔ یعنی مین تجھ سے شتر کے اوصاف کو چرا رہا تھا۔ اب مین نے خود اپنی مالک کو دیکھ لیا تو اب مین چشم پر ہو گیا مطلب یہ کہ پہلے سے تو تمھاری سنی سنائی اور دیکھا دیکھی طلب کرتا تھا مگر اب میری طلب صادق ہوگئی ہے۔
تا نیابیدم الخ۔ یعنی جب تک کہ مین نے پا نہ لیا تھا مین اوس کا طالب ہی نہ تھا اب تانبا مغلوب ہو گیا اور سونا اوس پر غالب ہو گیا۔ مطلب یہ کہ اول تو کذب اور ریا غالب تھی اور صدق اور خلوص مغلوب تھا۔ مگر بحمد اللہ اب حق غالب ہے اور کذب اور ریا مغلوب ہے۔
سیئاتم الخ۔ یعنی میرے سیئات شکر ہے کہ طاعات بنگئین اور ہزل فانی ہو گیا۔ جد ثابت ہوگئی شکر ہے مطلب یہ کہ پہلے سے تو چونکہ نیت خراب تھی یہ سارے طلب وغیرہ سیئات ہی تھی مگر خدا کا شکر ہے کہ اب موجب طاعت

ہوگئیں بلکہ وہ بھی طاعات ہی ہوگئیں اور پہلے تو صرف ایک مسخرہ پن ہی تھا مگر الحمد للہ کہ وہ سب جد ہو گیا اور اس سے مقصود اور مطلوب حاصل ہو گیا فالحمد للہ۔

سیئاتم الخ۔ یعنی میری سئیات جب وسیلہ حق کا ہوگئیں تو اب سئیات پر کوئی اعتراض مت کرو۔

مرترا الخ۔ یعنی تمہاری تو صدق نے تمکو طالب بنا دیا تھا اور میری کوشش اور طلب نے صدق پیدا کر دیا مطلب یہ کہ تم نے تو اول طلب کیا پھر اوس کو پا لیا اور مجھے اول ملگیا اوسکے بعد میرا اندر طلب و خلوص پیدا ہوا ہے لہذا مین تمہارے اعتبار سے بالعکس ہون۔

صدق الخ۔ یعنی تیرا صدق تجھے طلب مین لایا اور میری طلب نے صدق کو پیدا کر دیا۔ اور وہ کہتا ہے کہ میری یہ حالت تھی کہ۔

تخم الخ۔ یعنی دولت کا بیج مین زمین مین بو رہا تھا اور اوس کو فضول اور بیکار سمجھ رہا تھا۔

آن الخ۔ یعنی وہ بیکار نہین تھا بلکہ ایک اچھی کمائی تھی۔ اور جو دانہ مین نے بویا تھا وہ ایک کے سو ہوگئے ہین۔ مطلب یہ کہ وہ طلب اگرچہ کاذب تھی مگر اخیر مین اوس کا انجام بہتر ہوا۔ اور مجھے حق تعالے نے بے انتہا ثواب عطا فرمایا اور اوس طلب ہی کی بدولت رہنمائی فرمائی۔ آگے اس حالت کی ایک مثال فرماتے ہین۔

دزد الخ۔ یعنی ایک چور ایک گھر مین چھپ کر گیا اور جب اندر آیا تو دیکھا کہ وہ خود اوسی کا گھر ہے۔ تو اسی طرح یہ طالب کاذب تقلید کی وجہ سے اوسکی پیروی اور طلب حق کی کر رہا تھا۔ مگر جب اوس میدان مین پہونچے جہان کہ اوس طالب صادق کا مطلوب تھا تو اب انکی آنکھین بھی کھل گئین اور انکو بھی اپنا مطلوب نظر آگیا۔ اور معلوم ہوا کہ ابا اب تک تو دوسرون کی تقلید مین تھے مگر آج معلوم ہوا کہ خود اپنا مطلوب بھی یہین ہے آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

گرم باش الخ۔ یعنی اے سرد ذرا گرم رہ تا کہ گرمی پہونچے۔ اور درستی کے ساتھ موافقت کرتا کہ نرمی حاصل ہو۔ مطلب یہ کہ ریاضات و مجاہدات مین مشغول ہو کہ اس سے پھر رحمت حق نازل ہوگی۔ اوپر جو کہا تھا کہ ایک تو اپنے شتر کو فی الواقع تلاش کر رہا تھا۔ اور دوسرا اوس کی تقلید کر رہا تھا مگر جب اس کا شتر ملا تو اسکا بھی ملگیا۔ اور حق کو تشبیہ شتر سے دی تھی تو اس سے بظاہر یہ شبہ ہوتا تھا کہ جسطرح وہ شتر دو تھے ایک تو اوس صادق کو ملا اور دوسرا کاذب کو اسی طرح شاید حق بھی دو ہی ہون اور ہر شخص کے لیے حق جدا گانہ ہو۔ لہذا آگے اسکا جواب فرماتے ہین کہ۔

آن دو اشتر الخ۔ یعنی وہ دو اشتر نہین ہین وہ ایک ہی شتر ہے مگر الفاظ تنگ ہین اور معنی بہت بڑے ہین۔ مطلب یہ کہ اس سے کہین حق کو دو مت سمجھنا بلکہ بات یہ ہے کہ نوع مین تو ایک ہین صرف تشخصات باعتبار اختلاف طالب کے الگ الگ ہین اور یہ ظاہر ہے کہ اگرچہ حق ایک عرض ہے مگر قائم بہ کے اختلاف سے اوس مین بھی اختلاف ہوگا۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ کیا کرین اپنے نزدیک تو خوب واضح بیان کیا مگر نطق کا میدان تنگ ہی ہوتا ہے۔ ان الفاظ مین یہ علوم عالیہ اس طرح کہ کوئی شبہ خلاف ظاہر نہ رہے آ نہیں سکتے۔ اور سچ یہ ہے کہ مولانا ہی کی کرامت اور قدرت علی الکلام ہے جو ان علوم کو اس میدان نظم مین لاتے ہین ورنہ دوسرے کو ہرگز اتنی

قدرت نہین جز اسم اللہ خبیر او رحمہم۔

لفظ الخ۔ یعنی معانی۔ کے یے الفاظ ہمیشہ کم ہوتے ہین اسی لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قد کل اللسان یہ قول بعض عارفین سے تو منقول ہے مگر حدیث مین کہین نظر سے نہین گذرا شاید مولانا کو اسکی کوئی سند وغیرہ معلوم ہو خیر معنی اسکے صحیح ہین کہ حق تعالےٰ کی معرفت مین زبان گنگ ہے اس کے دو معنی ہوسکتے ہین ایک تو یہ کہ جب صاحب حال پر یہ غلبہ حال کا ہوتا ہے تو اوسکی زبان بوجہ حیرت کے گنگ ہوجاتی ہے۔ اور وہ کچھ بیان نہین کرسکتا۔ اور دوسرے یہ کہ جب انسان محقق ہوجاتا ہے تو بوجہ عارف ہونیکے زبان بند ہوجاتی ہے اور کچھ منھ سے نکال ہی نہین سکتا۔ تو مولانا فرماتے ہین کہ دیکھو الفاظ مین معرفت حق جو کہ معانی ہین بیان نہین ہو سکتے آگے اوسکی ایک اور مثال ہے کہ۔

نطق الخ۔ یعنی نطق اصطرلاب کی طرح ہے حساب مین تو وہ چرخ و آفتاب کی کیا قدر جانے۔ مطلب یہ کہ دیکھو اصطرلاب ایک وہ شئے ہے کہ جس سے مسافت آسمان وزمین وغیرہ کی معلوم ہوتی ہے۔ مگر کیا اصطرلاب آسمان اور دیگر علویات کو محیط ہوتا ہے۔ ہرگز نہین تو اسی طرح نطق بھی علوم و معارف کو محیط نہین ہو سکتا۔ آگے ترقی کرکے فرماتے ہین کہ۔

خاصہ الخ۔ یعنی خاصکر وہ آسمان جو اس آسمان سے اوس جانب مین ہے کہ یہ آفتاب اوس کے آفتاب کے سامنے ایک ذرہ ہے مطلب یہ کہ جب نطق و اصطرلاب اس آسمان ظاہری کے متعلق بھی کل امور کا احاطہ نہین کرسکتا تو بھلا عالم غیب کے حالات کا تو کیا احاطہ کریگا پس اسی لیے بیان کافی نہو سکا۔ اگرچہ حتی الامکان بہت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے آگے اوسی مسجد ضرار کے متعلق فرماتے ہین۔

شرح حبیبی

چون پدید آمد کہ آن مسجد نبود
پس نبی فرمود کان را بر کنید

خانۂ حیلت بد و دام جہود
مطرحہ خاشاک و خاکستر کنید

صاحب مسجد چو مسجد قلب بود
دانہا بر دام ریزی نیست جود

گوشت کاندر شست تو ماہی ربا ست
آنچنان لقمہ نہ بخشش نے سخاست

مسجد اہل قبا کان بد جماد
آنچہ کفو آن نہ بد راہش نداد

در جمادات اینچنین حیفے نرفت
زد دران ناکفو میر راد تفت

پس حقائق را کہ اصل اصلہاست
دانکہ آنجا فرقہا و فصلہاست

نے حیاتش چون حیات او بود
نے مماتش چون ممات او بود

گور او ہرگز چو گور او مدان
خود چہ گویم حال فرق آنجہان

بر محک زن کار خود اے مرد کار
تا نسازی مسجد اہل ضرار

پس بر آن مسجد کنان تسخر زدی
چون نظر کردی تو خود زایشان بدی

جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ وہ مسجد حقیقت مسجد نہین بلکہ مکر خانہ اور یہودیون کا جال ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسکو منہدم کرا دیا جاوے اور کوڑا کرکٹ اس مقام پر ڈلا جاوے۔ جسطرح کہ وہ مسجد مسجد نہ تھی بلکہ اوس کا عکس تھی یون ہی بانی مسجد بھی درحقیقت بانی مسجد نہ تھے۔ بلکہ برعکس اسکے ہادم مسجد تھے اسپر تم شبہ نکرنا کہ مسجد بنانا ہدم مسجد کیونکر ہو سکتا ہی۔ کیونکہ دیکھو جال پر دانہ ڈالنا بظاہر سخاوت ہے مگر حقیقت مین طمع ہے یون ہی گوشت شست مین مچھلی کے پھانسنے کے لیے لگایا جاتا ہے سو وہ بظاہر تو بخشش و سخاوت ہی مگر فی الحقیقت طمع ہے یون ہی ان کے فعل کو سمجھو کہ بظاہر مسجد بنانا تھا لیکن چونکہ اس سے مسجد قبا کو ویران کرنا بلکہ اسلام ہی کو مٹانا تھا اس لیے وہ فعل ہدم مسجد تھا۔ دیکھو مسجد قبا باوجودیکہ جماد تھی مگر چونکہ مسجد ضرار اسکی کفو اور برابر کی نہ تھی اسلیے اسے اپنے سے لگا نہ کھانے دیا اور اپنا مماثل نہ ہونے دیا۔ اور جمادات مین بھی یہ ظلم نہو سکا کہ ایک غیر کفو دوسرے کے برابر ہوجاوے بلکہ سراپا عدل حق سبحانہ یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مسجد قبا نے اوسمین نفت چھڑک کر آگ لگادی پس حقائق انسانیہ جو ان جمادات کی اصل کی اصل ہین کیونکہ اونکی اصل افعال ہین اور افعال کی اصل افراد انسانیہ۔ وہان تو فرق مراتب اور بعد منازل ہونا ہی چاہیے۔ اسی لیے ایک کی حیات حقیقۃً دوسرے کی حیات کے مثل نہین ہو سکتی۔ گو صورۃً مثل ہو اور اوسکی ممات حقیقۃً اسکی ممات کی مثل نہین ہو سکتی اسکی گور اس کی قبر کی مانند نہین ہو سکتی جب دنیاوی امور مین یہ فصل ہے تو آخرت کے فصل کا تو کیا ہی بیان کرون جبکہ حقائق۔ افعال اور آثار افعال مین باوجود تشابہ صوری کے معنوی فرق و فصل ہے تو تمھارا فرض ہے کہ اپنے کامون کو کسوٹی پر کس لیا کرو تاکہ جو مسجد تم بناؤ وہ مسجد ضرار نہو کیونکہ بسا اوقات تمیز نہ کرنے سے تم غلطی مین مبتلا ہوجاتے ہو اور بانیان مسجد ضرار کا مضحکہ اڑاتے ہو مگر نظر غور کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ تم خود بھی انہی مین سے ہو۔ چنانچہ ہم ایک قصہ سناتے ہین جس سے تم کو اس کی تصدیق ہوگی۔

بیان اس کا کہ ہر نفس مین مسجد ضرار کا فتنہ ہے

شرح شبیری۔ چون پدید الخ۔ یعنی جبکہ ظاہر ہوگیا کہ وہ مسجد نہ تھی بلکہ حیلہ بازی کا گھر اور دام کفر تھا۔

پس الخ۔ یعنی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو اوکھاڑ ڈالو اور خاشاک و خاکستر کی کوڑی بنادو۔

صاحب الخ۔ یعنی جسطرح مسجد والے بھی کھوٹے تھے اور تم دانون کو دام پر ڈالو تو یہ سخاوت تھوڑی ہے۔ مصرعہ ثانی مثال ہے دیکھو اگر تم جال پہ دانہ پھیلاؤ تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ بڑے سخی ہین کہ جانورون کو دانہ کھلاتے ہین ہرگز نہین تو اسی طرح اونھون نے مسجد بنائی۔ مگر چونکہ اوسکے اندر مکر و حیلہ مضمر تھا اس لئے یہ نہین کہہ سکتے کہ اونھون نے مسجد بنائی تھی آگے اور مثال ہے کہ۔

گوشت الخ۔ یعنی جو گوشت کہ تمھاری شست مین مچھلی کو اوچکنے والا ہے تو ایسا لقمہ نہ تو بخشش ہے اور نہ سخاوت ہے تو اسی طرح وہ مسجد بوئی عمل نیک نہ تھا۔

مسجد الخ۔ یعنی مسجد اہل قبائی جو کہ جمادات سے تھی تو چونکہ اوسکی کفو نہ تھی اوسکو اوسنے راہ ندی۔

در جمادات الخ۔ یعنی جمادات مین جبکہ ایسا حسد چلا ہے اور اسی وجہ سے اوس ناکفو مین اوس نے نفت لگا دیا۔

نفت ایک روغن ہوتا ہے جسمین کہ آگ جلدی لگتی ہے مطلب یہ کہ دیکھو جمادات مین بھی یہ حسد پیدا ہوتا ہے کہ مسجد قبا جو کہ جمادات مین سے تھی چنانچہ اوس کے مقابلہ کے لیے دوسری مسجد بنی اور وہ اسکے مقابلہ کی نہ تھی تو اوس نے اوس کو بھی جلنے نہ دیا۔

پس الخ۔ پس وہ حقائق جو کہ اصل الاصول ہین اور جنمین فرق اور فصل ہین۔

نے الخ۔ یعنی نہ تو اون کی حیات جیسی طرح ہوا اور نہ اونکی موت اوس کی موت کیطرح ہو۔

گور او الخ۔ یعنی اوس کی گور کو بھی اوس کی گور کی طرح مت جانو تو اوس جہان کے فرق کا حال تو کیا بیان کرون۔

بر محک الخ یعنی اے مرد کار اپنے کام کو اول کسوٹی پر لگا لو تاکہ تم بھی کہین پل ضرار کی سی مسجد نہ بناؤ۔ مطلب یہ ہے کہ مجکو جمادات مین بھی رشک ہے کہ غیر جنس کو دیکھ نہین سکتے۔ اور آپس مین آپسین کسقدر عظیم الشان فرق ہوتا ہے تو جو کہ حقیقت مین الگ ہین اُن مین تو زمین و آسمان کا فرق ہوگا اور جب دنیا مین اون مین اسقدر فرق ہے تو فرق آخرت کو تو کیا بیان کرین کہ وہ تو بیان سے خارج ہے۔ لہذا اب تم جو کام کرو اوس کو دیکھ بھال لیا کرو اور شیخ سے پوچھا کرو۔ تاکہ وہ تمکو بھلے برے مین فرق بتادے ورنہ کہین تم بھی ظاہر مین تو نیک کام کرو اور وہ اصل مین برائی ہوجاوے۔

پس الخ۔ یعنی یہ اون بانیان مسجد پر تو تم تمسخر کرتے ہو اور جب نظر فکر سے دیکھا تو تم خود بھی اون مین سے تھے لہذا جو کام کرو نورانیت وغیرہ کو دیکھ لو کہین خراب تو نہین ہو ورنہ پھر خرابی واقع ہوگی۔ آگے ایک حکایت لاتے ہین کہ چار آدمی تھے اور ہر ایک دوسرے کے عیوب پر ہنس رہا تھا اگر خود اوسی مین مبتلا تھا۔ فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

چار ہندو در یکے مسجد شدند
ہر یکے بر نیتے تکبیر کردند
موذن آمد زان یکے لفظے بجست
گفت آن ہندوئے دیگر از نیاز
آن سوم گفت آن دوم را اے عمو
آن چہارم گفت حمد اللہ کہ من
پس نماز ہر چہار ان شد تباہ
اے خنک جانے کہ عیبے خویش دید
زانکہ نیمے اوز عیبستان بدست
چونکہ بر سر مر ترا صد ریش ہست
عیب گردن ریش را دارو سے اوست
گر ہمان عیبت نبود ایمن مباش

بہر طاعت راکع و ساجد شدند
در نماز آمد بمسکینی و درد
کاے موذن بانگ کردی وقت ہست
ہے سخن گفتی و باطل شد نماز
چہ زنی طعنہ باو خود را بگو
در نیفتادم بچہ چون این سہ تن
عیب گویان بیشتر گم کردہ راہ
ہر کہ عیبے گفت آن بر خود خرید
وان دگر نیمے ز غیبستان بدست
مرہمت بر خویش باید کار بست
چون شکستہ گشت جائے ارحموا ست
بو کہ آن عیب از تو گردد نیز فاش

درچهان الخ - یعنی جہان مین اوس کی بلند مرتبگی مشہور تھی بلکہ فردوس کہ اب اسکے عکس مشہور ہو گیا -

تا نہ الخ یعنی جب تک کہ تم امین نہین ہو معرفت کو مت تلاش کرو اور اول خوف سے پاک ہو جاؤ پھر امن کی بات کرنا مطلب یہ کہ جب تک کہ حقیقتاً بیخوف نہ ہو جاؤ اس وقت تک عافیت کے طالب مت ہو اول خوف کی باتون سے پاک ہو جاؤ پھر بیخوف رہو -

تا نہ روید الخ یعنی اے خوش ذقن جب تک کہ تمھاری ڈاڑھی نہ نکل آوے دوسرے سادہ رویون پر طعنہ مت کرو کہ آہا دیکھیے آپ کے ڈاڑھی نہین ہے اس لیے کہ ممکن ہے کہ تمھارے بھی نہ نکلے پھر کیا کروگے -

این الخ - یعنی اسکو دیکھو کہ وسکی جان مبتلا ہو رہی ہو اور ایک کنوین مین گر پڑا ہے یہانتک کہ وہ تمھارے لیے نصیحت (اور عبرت) ہو گیا ہے -

تو نیفتاد الخ - یعنی تو نہین گر پڑا ہے کہ اوسکے لیے تو عبرت ہوتا - اوس نے تو زہر پی لیا ہے تو اوس کی قندپی لے مطلب یہ کہ خدا کا شکر کر حق تعالے نے دوسرون کو مبتلاے مصائب کر دیا کہ تو اوس سے نصیحت حاصل کرے اور اگر خدانخواستہ کہین ایسا ہوتا کہ تم مبتلا ہو جاتے اور اوس کے لیے نصیحت ہوتی - تو کیسی بات ہوتی لہذا اونکی سنسومت بلکہ اون سے عبرت حاصل کرو - آگے اسکے متعلق ایک قصہ بیان فرماتے ہین -

شرح حبیبی

آن غزان ترک خونریز آمدند — بہر یغما بر دہی ناگہ زدند

دو کس از اعیان آن دہ یافتند — در ہلاک آن یکی بشتافتند

دست بستندش کہ قربانش کنند — گفت اے شاہان و ارکان بلند

در چہ مرگم چرا می افگنید — از چہ آخر تشنہ خون منید

چیست حکمت چہ غرض در کشتنم — چون چنین درویشم و عریان تنم

گفت تا ہیبت برین یارت زند — تا بترسد او و زر پیدا کند

گفت آخر او ز من مسکین ترست — گفت قاصد کردہ است او را زرست

گفت چون وہمست ما ہر دو یکیم — در مقام احتمال و در شکیم

خود ورا بکشید اول اے شہان — تا بترسم من دہم زر را نشان

پس کرمہای الٰہی بین کہ ما — آمدیم آخر زمان در انتہا

آخرین قرنہا پیش از قرون — در حدیث است آخرون السابقون

تا ہلاک قوم نوح و قوم ہود — عارض رحمت بجان ما نمود

کشت ایشان را کہ ما ترسیم ازو — ور خود این برعکس کردی واے تو

آن غزان الخ یعنی خونریز ترک ایک گاؤن پر لوٹ کے لیے ناگہان آئے [illegible] اون مین سے دو شخص [illegible]
[illegible] کیا اور ایک کو [illegible] کے لیے [illegible] اور [illegible] ذبح کرنے کے لیے اوس کے ہاتھ باندھ دیے

اوس نے کہا کہ اے پادشاہو اور عالی مرتبہ لوگو آخر تم مجھے موت کے کنوین مین کیون ڈھکیلتے ہو۔ اور کس وجہ سے میرے خون کے پیاسے ہو میرے مار ڈالنے مین کیا حکمت اور کیا غرض ہے مین تو فقیر اور ننگا آدمی ہون۔ اونھون نے کہا وجہ یہ ہے کہ تیرے مارنے سے تیرا ساتھی ڈر جائیگا اور مال بتادیگا۔ اوس نے کہا وہ تو مجھسے زیادہ محتاج ہے اونھون نے کہا کہ نہین بلکہ اس نے اپنی یہ حالت قصداً بنائی ہے۔ ورنہ اوس کے پاس روپیہ ہے۔ اوس نے کہا کہ یہ تو آپ لوگون کا محض خیال ہی خیال ہے اس مین ہم دونون برابر ہین دونون مین احتمال اور شبہ برابر ہے پس پہلے تم اوسے مار ڈالو تاکہ مین ڈر کر مال بتادون مجھے کیون مارتے ہو۔ اس سے تم یہ نتیجہ نکالو کہ باوجودیکہ ہم سب برابر تھے اور ہم کو پہلے لوگون پر کوئی ترجیح نہ تھی مگر اوسنے محض اپنے فضل سے ہم کو آخر مین پیدا کیا اور رتبہ مین پہلون سے مقدم کیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین نحن الآخرون السابقون جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم نوح و قوم ہود کی ہلاکت نے ہم کو رحمت حق سبحانہ کا چہرہ دکھلایا۔ یا یون کہو کہ ابر رحمت نے ہمکو ہلاکت قوم نوح و ہود کا مشاہدہ کرایا۔ وہذا ہو الاظہر۔ اور عارض رحمت کا لفظ اس عارض قہر کے لحاظ سے استعمال کیا گیا ہے جو قوم ہود کے قصہ مین قرآن کریم مین استعمال کیا گیا ہے۔ اور اونکو مارا کہ ہم ڈرین لیکن اگر اوس کا معاملہ کرتا تو پھر ہمارا کہان ٹھکانا تھا۔

قوم غزان کا ایک شخص کو قتل کرنیکا قصد کرنا تاکہ دوسرا ڈرے

شرح شبیری ۔ آن الخ۔ یعنی اون غزان ترک نے جو کہ خونریز ہوتے ہین لوٹ کے واسطے ایک گاؤن پر حملہ کیا۔ غزان ترک مین سے ایک قوم کو کہتے ہین۔

دو کس الخ۔ یعنی اوس گاؤن کے چودھریون مین سے دو آدمیون کو اونھون نے پا لیا۔ تو اون مین سے ایک کے ہلاک کرنے مین جلدی کی۔

دست الخ۔ یعنی اون لوگون نے اوس کے ہاتھ باندھے تاکہ اوس کو ذبح کرین تو وہ بولا کہ اے بادشاہو اور اے ارکان بلند۔

در چہ الخ۔ یعنی تم مجھے موت کے کنوین مین کیون ڈالتے ہو اور آخر میرے خون کے تم کیون پیاسے ہو۔

چیست الخ۔ یعنی میرے مارنے مین کیا غرض ہے اور کیا حکمت ہے جبکہ مین ایک فقیر ننگا آدمی ہون مطلب یہ کہ اگر میرے پاس کچھ مال ہوتا تب بھی خیر یہ بھی تھا کہ میرے مارنے سے تمھین مال ملتا۔ مگر اب کیا فائدہ ہے۔

گفت الخ۔ یعنی اوس قاتل نے کہا کہ تاکہ تیرے ساتھی پر ہیبت بیٹھ جاوے اور تاکہ وہ ڈر جاوے اور زر دینا ظاہر کرے

گفت الخ۔ یعنی اوس دست بستہ نے کہا کہ وہ تو مجھسے بھی زیادہ غریب ہے۔ تو وہ قاتل بولا کہ اوس نے یہ حالت بنا رکھی ہے اور اوس کے پاس روپیہ بہت ہے۔

گفت الخ۔ یعنی اوس نے کہا کہ جب شبہ ہے تو ہم دونون برابر ہین اور مقام احتمال اور شک مین ہین مطلب یہ کہ ہم دونون کے پاس شبہ ہے کہ شاید مین مالدار ہون اور شاید یہ ہو جب دونون برابر ہین تو مجھے مت مارو بلکہ

خود الخ۔ یعنی خود اسی کو مار ڈالو اے سرکار تاکہ مین ڈر کر روپیہ کا پتا بتادون یعنی پھر مجھے مت مارو۔ بلکہ اوسکو مار ڈالو

تاکہ اوس کے قتل سے مجھے عبرت ہو اور اسکی کیا ضرورت ہو کہ میرے قتل سے اوسکو عبرت ہو اسلیے کہ حالت تو ہماری دونون ہی کی مشکوک ہے۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

پس الخ یعنی پس حق تعالے کے الطاف دیکھو کہ ہم سب کے بعد آخر زمانہ مین تو آئے ہین۔ اور حالت یہ ہے کہ۔ **آخرین الخ** ۔ یعنی سارے اقران کے آخر مین ہین اور سب سے بڑھے ہوئے ہین حدیث مین ہے نحن آخرون السابقون مطلب یہ کہ دیکھو یہ امت ہے تو سب کے بعد مگر درجہ مین سب سے افضل ہے فالحمد للہ علی ذلک اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حدیث مین ہے نحن آخرون السابقون۔ اور اس اخیر زمانہ مین پیدا کرنے مین یہ لطف اور نعمت ہے کہ پہلے لوگون کو ہمارے لیے عبرت بنایا اور اونکے قصے ہمکو سُنائے۔ تاکہ عبرت حاصل ہو مگر ہمین اون کے لیے عبرت نہین بنایا تو دیکھو کس قدر بڑی رحمت اور فضل ہے اسی کو فرماتے ہین کہ

تا ہلاک الخ ۔ یعنی تاکہ قوم نوح اور قوم ہود کی ہلاکت کو عارض رحمت نے ہمین دکھلایا۔ عارض کہتے ہین اوسکو جو لشکر کو ملاحظہ کے لیے پیش کرے۔ مطلب یہ کہ رحمت حق نے اون کے حالات اور اونکی ہلاکت کے اسباب کو ہمارے سامنے پیش کیا جس سے کہ ہمین عبرت ہوئی۔

کشت الخ ۔ یعنی حق تعالے نے انکو ہلاک کیا تاکہ اوس سے ہم ڈرین اور اگر ہمین اسکا عکس ہوتا تو بڑی خرابی ہوتی۔ آگے پہلے لوگون کی ناشکری و کفر وغیرہ کے حالات کا بیان ہے جو اس امت کو عبرت کے لئے سنائے گئے ہین۔

شرح حبیبی

ہر یکے زا یشان گفت از عیب و گناہ — وز دل چون سنگ وز جان سیاہ

وز سبکساری فرمانہائے او — وز فراغت از غم فردائے او

وز ہوس وز عشق این دنیائے دون — چون زنان مر نفس را بودن زبون

وان فرار از نکتہائے ناصحان — وان رمیدن از لقائے صالحان

با دل و با اہل دل بیگانگی — با شہان تزویر و روبہ شانگی

سیر چشمان را گدا پنداشتن — وز حسدشان خفیہ دشمن داشتن

گر پذیرد چیز تو گوئی گدا ست — ورنہ گوئی مکر و تزویر و دغا است

گر در آمیزد تو گوئی طامع است — ورنہ گوئی در تکبر مولع است

گر تحمل کرد گوئی عاجز ست — ور غیور آمد تو گوئی گریز ست

یا منافق وار عذر آری کہ من — ماندہ ام در نفقۂ فرزند و زن

نے مرا پروائے سر خاریدن است — نے مرا پروائے دین ورزیدن است

اے فلان ما را بہمت یاد دار — تا شویم از اولیا پایان کار

این سخن ہم نے ز سوز و درد گفت — خوابناکے ہرزہ گفت و باز خفت

هیچ چاره نیست از قوت عیال ‏ از بن دندان کنم کسب حلال

چه حلال ای گشته از اهل ضلال ‏ غیر خون تو نمی بینم حلال

از خدا چاره استش و از قوت نی ‏ چاره است از دین و از طاغوت نی

ایکه صبرت نیست از دنیای دون ‏ صبر چون داری ز نعم الماهدون

ایکه صبرت نیست از ناز و نعیم ‏ صبر چون داری ز الله کریم

ایکه صبرت نیست از پاک و پلید ‏ صبر چون داری از آن کت آفرید

ایکه صبرت نیست از آب سیاه ‏ صبر چون داری تو از چشمه آله

ایکه صبرت نیست از فرزند و زن ‏ صبر چون داری ز حیے ذو المنن

ایکه می گوئی خدا بخشد ترا ‏ آن فریب غول میدان بر تر آ

کو خلیلے کو برون آمد ز غار ‏ گفت هذا ربی هان کو کردگار

من نخواهم در دو عالم بنگریست ‏ تا ندانم کاین دو مجلس آن کیست

بے تماشائے صفتهائے خدا ‏ گر خورم نان در گلو گیرد مرا

چون گوارد لقمه بے دیدار او ‏ بے تماشائے گل و گلزار او

جز بامید خدا زین آب خور ‏ که خورد یک لقمه الا گاو و خر

آنکه کالانعام بد بل هم اضل ‏ گرچه پر مکرست آن گنده بغل

مکر او سر زیر او سر زیر شد ‏ روزگاری برد و روزش دیر شد

فکر گاهش کند شد عقلش خرف ‏ عمر شد چیزے ندارد چون الف

آنچه مے گوید درین اندیشه ام ‏ این هم از دستان این نفس است هم

آنچه مے گوید غفورست و رحیم ‏ نیست آن جز حیله نفس لئیم

اے زغم مرده که دست از نان تهی است ‏ چون غفورست و رحیم این ترس چیست

حق تعالے نے پہلی امتون کے جو کچھ عیوب - معاصی - سنگدلی - سیاہ جانی احکام کا استخفاف - آخرت سے بفکری ہوا و ہوس عشق دنیائے دنی - عورتون کی طرح مغلوب نفس ہونا ناصحون کے نصیحتون سے گریز - نیکون کی صحبت سے بھاگنا - قلب روشن اور اہل دل سے لگاؤ نہ ہونا - اہل اللہ کے ساتھ چالبازی اور مکاری - سیر چشمون کو حریص سمجھنا حسد - انکا چھپا دشمن ہونا وغیرہ وغیرہ (یہ سب باتین تمھاری عبرت کے لیے ہین مگر افسوس تم کو متنبہ نہین ہوتا اور اہل اللہ کے ساتھ تمھارا وہی برتاؤ ہے جو انکا تھا - چنانچہ اگر اہل اللہ کوئی تمھارا ہدیہ قبول کر لیتے ہین تو اون پر گداگری کا الزام لگایا جاتا ہے اور اگر قبول نہین کرتے تو اونکو مکار فریبی دغاباز کہا جاتا ہے اگر وہ ملتے ہین تو انکو حریص کہا جاتا ہے اور جو عزلت اختیار کرتے ہین تو ان پر غایت تکبر کا الزام لگایا جاتا ہے اگر وہ تحمل کرتے ہین تو وہ مجبور سمجھے جاتے ہین اور اگر غیرت کو کام مین لاتے ہین تو تند خو بد مزاج کہلاتے ہین کبھی اسکے ساتھ منافقانہ عذر کیا جاتا ہے کہ کیا کہون بیوی بچون کے خرچ سے پریشان ہون مجھے تو سر کھجانے کی

بھی فرصت نہین اور دین کے کامون مین مصروفی کی ذرا بھی مہلت نہین حضور ہمکو دعامین یاد رکھین کہ حق سبحانہ ہمکو بھی دولت باطن عطا فرماوین۔ لیکن یہ بات بھی کچھ سوز و گداز سے نہین ہوتی۔ بلکہ نیند اور غفلت مین ایک بات زبان سے نکل جاتی ہے اور پھر وہی غفلت طاری ہوجاتی ہے۔ تم یہ بھی کہتے ہو کہ مجھے بال بچون کے کھانے پینے کی فکر ہے اور مین نہایت جان کاہی کے ساتھ کسب حلال مین مصروف ہون۔ ارے گمراہ کیسا حلال میرے نزدیک تو تیرا خون حلال ہے اور تو واجب القتل ہے غضب کی بات ہے کہ خدا کے بغیر تو تو رہ سکتا ہے اور کھانے پینے کے بغیر نہین۔ دین کے بغیر تو تو رہ سکتا ہے۔ شیطان کے بغیر نہین۔ ارے تجھکو دنیائے دنی کے بغیر صبر نہین خالق دنیا کے بغیر تجھے کیونکر صبر ہوتا ہے۔ ارے تو ناز و نعم کے بغیر صبر نہین کرسکتا۔ حق سبحانہ کے بغیر تجھے کیونکر صبر ہوتا ہے۔ ارے تجھکو پاک دنیا کے حلال و حرام امتعۂ دنیویہ کے بغیر صبر نہین تجھے اپنے پیدا کرنے والے کے بغیر کیونکر صبر آتا ہے۔ ارے تجھکو جورو اور بچون کے بغیر صبر نہین تو حق سبحانہ کے صاف شفاف چشمۂ فیض کے بغیر کیونکر صبر کرتا ہے ارے تجکو بیوی بچون کے بغیر صبر نہین حی ذوالمنن کے بغیر تجھے کیونکر صبر ہوتا ہے ارے تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھے یون ہی بخشدے گا وسوسۂ شیطان سمجھ۔ کاش کوئی خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح ہو جنھون نے غار سے نکلتے ہی طلب حق شروع کردی تھی اور خدا کو ڈھونڈھنا شروع کردیا تھا اور کہدیا تھا کہ مین عالم علوی و عالم سفلی کیطرف اسوقت تک التفات نکرونگا جب تک یہ نہ معلوم کرون کہ دونون مجلسین کسکی ملک ہین۔ جب تک حق سبحانہ کی صفات کا مشاہدہ نکرونگا روٹی بھی کھاؤنگا تو میرے گلے مین اٹکے گی سمجھ مین نہین آتا کہ بدون اوس کے دیدار کے اور بدون اوس کے گل و گلزار صفات و افعال کے نظارہ کے کیونکر روٹی ہضم ہوتی ہے۔ ہم تو کہتے ہین کہ بغیر وصل حق سبحانہ کی امید کے بجز گاؤ و خر کے یعنی اون لوگون کے جو چوپایون کے مثل ہون۔ بلکہ ان سے بھی گمراہ ہون اگرچہ جالاک ہون کوئی بھی لقمہ نہین کھا سکتا۔ ایسے لوگون کا کر بھی نرگون ہے اور وہ خود بھی سرنگون ہین اون کا زمانہ کار ختم ہوچکا ہے اور دن کا وقت ہوگیا ہے۔ اون کا دماغ پھٹ گیا ہے عقل بھاگ گئی ہے اون کی عمر برباد ہوچکی ہے وہ دو الف خالی ہین اور توشۂ آخرت کچھ بھی اون کے ہمراہ نہین وہ جو کہتا ہے کہ مین زاد آخرت کی فکر مین ہون یہ بھی اوس کے نفس کا مکر ہے اور یہ جو کہتا ہے کہ خدا غفور الرحیم ہے یہ بھی اسکی نفس کی چال ہے۔ اوس سے کوئی پوچھے تو کہ تو جو اس غم سے جان گھلائے دیتا ہے کہ مین خالی ہاتھ ہون میرے پاس کھانے کو نہین یہ کیون جب خدا کو غفور رحیم سمجھتا ہے تو یہ ڈر کیسا۔ پس سمجھ لے کہ یہ سب حیل نفسانیہ ہین اور بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک طبیب کا ایک بڈھے کی شکایت کو ناشی از ضعف بتانا۔ تفصیل اوسکی یہ ہے کہ۔

خود پرستون اور ناشکرون کی حالت کا بیان کہ جنھون نے انبیا علیہم السلام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کے وجود پر شکر نہ کیا۔ اور ان کے حقوق ادا نہ کئے

شرح شبیری۔ ترجمہ الخ۔ یعنی حق تعالی نے جو اون کی حالت بیان کی عیب اور گناہ اور اون کی سنگدلی سے اور جان سیاہ سے۔

وز الخ - یعنی حق تعالیٰ کے احکام کو ہلکا سمجھنا اور غم فردا سے فراغت ہونا -
وز الخ - یعنی اور ہوس سے دنیائے کمینی کے عشق سے اور عورتون کی طرح اس نفس کے تابع ہونے سے -
وان الخ - یعنی اور وہ نفرت ناصحون کی باتون سے اور وہ بھاگنا نیکون کی صحبت سے -
با دل الخ - یعنی دل اور اہل دل کے ساتھ بے گانگی اور (حقیقی) بادشاہون کے ساتھ مکر اور فریب -
سیر چشمان را الخ - یعنی سیر چشم حضرات کو فقیر سمجھنا اور حسد کیوجہ سے اس کو خفیہ دشمن سمجھنا - یہ سب قصے جو سنائے گئے ہین یہ اسلئے ہین کہ ہم عبرت حاصل کرین -
گر بذیرد الخ - یعنی اگر یہ حضرات کوئی شے قبول کر لین تو کہتے ہین کہ فقیر ہے اور اگر نہ قبول فرماوین تو کہو کہ مکر ہے اور دھوکا ہے اور دغا ہے -
گر در آمیزد الخ - یعنی اگر اختلاط کرین تب تو کہو کہ لالچی ہے اور اگر اختلاط نکرین تو کہتے ہین کہ تکبر ہین حریص ہین -
گر تحمل الخ - یعنی اگر تمہاری ایذا دہی پر تحمل کرین تو کہتے ہو کہ عاجز ہین اور اگر غیرت مند ہون (اور تمسے بدلا لین) تو کہتے ہین کہ مکار ہے - غرض کہ کسیطرح اون کو چین نہین لینے دیتے اور ہر حال مین اون کے مخالف اور دشمن ہین یہ تو اون کی حالت ہے جو مخالف ہین آگے موافقین کی حالت کا بیان ہے کہ -
یا منافق الخ - یعنی یا منافقون کی طرح عذر کرتے ہو کہ حضرت یہ خادم فرزند و زن کے نفقہ مین لگا رہتا ہے -
نے مرا الخ - یعنی مجھے سر کھجلانے تک کی فرصت نہین ہے اور نہ دین سیکھنے کی فرصت ہے -
اے فلان الخ - یعنی اجی حضرت مجھے دعا مین یاد فرمایا کیجئے تا کہ مین بھی اولیاء کاملین مین سے ہو جاؤن مولانا فرماتے ہین کہ -
این الخ - یعنی یہ بات بھی درد دل سے نہین کہی بلکہ ایک سوتے ہوئے کی طرح بڑبڑایا اور پھر سوگیا - یعنی خواب غفلت سے ذرا بیدار ہوا تھا کہ پھر سوگیا - اور غافل ہوگیا کاش اگر دعا کی فرمایش ہی دل سے کرتا - تب کچھ بھی شاید کام چل جاتا اب نہ تو خود کچھ کرے اور دوسرون سے کہ تو وہ صرف نام کرنے کو وہ بھی دل سے نہین تو بتاؤ کام چلے تو کس طرح چلے - اور بے حس کرتے ہو کہ -
ہیچ الخ - یعنی بال بچون کے نفقہ سے مجبور ہون - اور نہ دل سے کسب حلال کرتا ہون - چونکہ حلال روزی تو دنیا مین کم ہے اس لئے تمام وقت اسی مصیبت مین کٹ جاتا ہے اب مولانا کو غصہ آگیا - کہ نالائق مکر و فریب کی باتون سے باز نہین آتا - اس لیے فرماتے ہین کہ
چہ حلال الخ - یعنی حلال کیا ہے ارے تو اہل ضلال مین سے ہوگیا ہے - اور مین تو سوائے تیرے خون کے اور کچھ حلال سمجھتا نہین ہون -
از خدا است الخ - یعنی تجھے خدا سے تو چارہ ہے اور روزی سے نہیں اور دین سے تو چارہ ہے اور طاغوت سے نہین ہے مطلب یہ کہ خدا کو تو چھوڑ سکتا ہے مگر کسب کو نہین چھوڑ سکتا - شرم کر شرم -
ایکہ صبرت الخ - یعنی ارے تجھے اس دنیائے کمینی سے تو صبر آتا نہین مگر حق تعالےٰ سے کس طرح صبر آتا ہے -
ایکہ صبرت الخ - یعنی ارے تجھے اس ناز و نعمت دنیاوی سے تو صبر آتا ہی نہین پھر اللہ کریم سے کس طرح صبر آگیا -

ایکہ صبرت الخ ۔ یعنی ارے تجھے اس مجموعہ پاک و پلید سے تو صبر ہوتا ہی نہین پھر اوس سے کسطرح صبر کر لیتا ہے کہ
جس نے تجھے پیدا کیا ۔
ایکہ صبرت الخ ۔ یعنی ارے تجھے آب سیاہ (ذلیل شے) سے تو صبر ہو ہی نہین سکتا پھر حق تعالےٰ کی چشم رحمت سے
کس طرح صبر کرتا ہے ۔
ایکہ صبرت الخ ۔ یعنی ارے تجھے فرزند و زن بغیر تو صبر ہوتا ہی نہین تو پھر ذوالمنن سے کس طرح صبر کرتا ہے ۔
ایکہ میگوئی الخ ۔ یعنی اے تو جو کہہ رہا ہے کہ خدا تجھے بخشدے گا تو اس کو شیطان کا دھوکہ سمجھ اور اس سے آگے
بڑھ یعنی تو جو معاصی مین مبتلا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ الغفور الرحیم ہے وہ بخشدے گا ۔ تو اس کو وسوسۂ شیطان
سمجھو اور اس سے درگذر کر آگے ترقی کرو ۔
کو خلیلے الخ ۔ یعنی کہان ہین خلیل جو کہ غار سے باہر آئے اور کہا کہ ہذا ربی (پھر کہا کہ) ہان کردگار کہان ہے ۔ یہ قصہ
مشہور ہے کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام بچپن سے ایک تہ خانہ مین پلے تھے اور جب نکلے تو ستارون اور آفتاب
وغیرہ کو دیکھکر کہتے تھے کہ ہذا ربی مگر چونکہ فطرت اور استعداد سلیم تھی اس لیئے فوراً اس کے افول سے
بعد طلب حق مین لگ گئے تو اس مشہور کی بنا پر مولانا فرماتے ہین کہ بھلا حضرت خلیل اللہ کی طرح اب کون سلیم الطبع اور
سلیم الفطرت ہو کہ جو خود ہی قدرت حق کی شناخت کرے بلکہ اتو یہی ہو کہ جسکو حق تعالےٰ ہدایت دین اور خود طلب
کرے اوسی کو میسر ہو سکتی ہے آگے بھی اون ہی کے اقوال کی روایت بالمعنی فرماتے ہین ۔
من نخواہم الخ ۔ یعنی مین دونون عالم مین سے کسی کا طالب نہین ہون اس لیئے کہ تحقیق طالب ہونا تنگری ہے
جبتک کہ یہ نہ جان لون کہ یہ دو عالم کس کی ملک ہے مطلب یہ کہ اونھون نے ارشاد فرمایا کہ جب تک کہ یہ تحقیق نہو جاوے
کہ یہ دو عالم کس کی ملک ہے اسوقت تک مین کسیکا بھی طالب نہین ہوتا اور یہ فرمایا کہ ۔
بے تماشائے الخ ۔ یعنی صفات حق کو دیکھے بغیر اگر مین روٹی کھاؤن تو میرے گلے ہی مین اٹک جاوے آگے
مولانا فرماتے ہین کہ ۔
چون الخ ۔ یعنی اوس کے دیدار بغیر اور اوسکے گل و گلزار کے تماشا بغیر کس طرح لقمہ ہضم ہو سکتا ہے ۔
جز الخ ۔ یعنی خدا کی امید بغیر اس دنیا سے سوائے گاؤ خر کے اور کون لقمہ کھا سکتا ہے ۔
آنکہ الخ ۔ یعنی جو کہ حیوانات کیطرح تھا بلکہ اون سے بھی زیادہ گمراہ تو وہ گندہ فعل اگرچہ پُر مکر ہے ۔ مگر
مکر او الخ ۔ یعنی اوسکا مکر بھی ذلیل ہوا اور وہ بھی ذلیل ہوا اور زمانہ اوسکو لے گیا ۔ اور اوسکا دن دیر ہو گیا یعنی
حق تعالےٰ سے الگ ہو کر اور اونکو خفا کر کے بھلا کونسا ہے جو کچھ چین سے رہ سکے ہان جو کہ حیوانات کی طرح ہو بلکہ
اون سے بھی گیا گذرا ہوا وہ ایسا کرتا ہے اور اگرچہ یہ نفس ہی مکار ہو اور چلتا ہوا ہو مگر حق تعالےٰ کے سامنے
کچھ نہین چل سکتا آخر تباہ و برباد ہو گا ۔ اور اوس کی یہ تمام [illegible]
فکر الخ ۔ یعنی اوسکی فکر تباہ کن ہوگئی اور اوسکی عقل خراب ہو [illegible] اوسکی عمر برباد ہو گئی اور الف کیطرح
کچھ بھی نہین رکھتا ۔
آنچہ الخ ۔ یعنی یہ جو کہہ رہا ہے کہ میں اس فکر مین ہون یہ بھی اوس نفس کا فریب ہے یعنی جو کرتا ہے کہ فلان بیٹے کا نکاح

کرون تب اللہ اللہ کرون یہ اس نفس کا مکر ہے اور اس طرح حق تعالے کی طرف مشغولی سے باز رکھتا ہے۔
وانچه الخ۔ یعنی یہ جو کہہ رہا ہے کہ حقتعالے غفور رحیم ہے تو یہ بجز اوس نفس لئیم کے حیلہ کے اور کچھ بھی نہین ہو۔ یعنی تو جو معاصی مین مبتلا ہو اور کہتا ہو کہ اللہ غفور الرحیم ہو بخشدینگے یہ ساری مکاری اس نفس کی مکاری ہو کہ اسطرح معاصی مین مبتلا رکھتا ہو آگے اس غفور الرحیم سمجھنے کا ایک الزامی جواب ہے کہ
اے الخ۔ یعنی ارے تو جو غم سے مردہ ہو رہا ہے کہ روٹی سے ہاتھ خالی ہے تو جب غفور الرحیم ہو تو یہ خوف کیسا ہو یعنی تو جو مرا جا رہا ہے کہ کھانے کو نہین ملتا تو کمبخت جب تو حق تعالے کو غفور الرحیم سمجھتا ہے تو پھر یہ خوف کس بات کا ہے سمجھ لے کہ غفور الرحیم ہے وہ بھوکا تھوڑا ہی رکھے گا دے ہی گا۔ لہذا یہ جسقدر ذکر اللہ مین دیر ہو رہی ہے یہ ساری اس نفس سرکش کی شرارت ہے لہذا اس کا علاج کر۔ آگے ایک حکیم اور بڈھے کی حکایت لاتے ہین کہ اوس بڈھے نے حکیم سے جو شکایت کی حکیم نے سبکو بڈھاپے کی وجہ سے کہدیا تو وہ بڈھا خفا ہو گیا۔ اسی طرح یہ ساری خرابیان ہمارے نفس کی بدولت واقع ہو رہی ہین اور اگر کوئی ہم سے کہتا ہے تو ہمین غصہ آتا ہے تو جسطرح اوس بڈھے کا غصہ بے محل تھا اسی طرح ہمارا غصہ بھی ظاہر ہے کہ بے محل ہے اور اسکا علاج ضروری ہے ورنہ اگر کہین اس کی سرکشی بڑھ گئی تو پھر لاعلاج ہو جاویگا۔ اب حکایت سنو۔

شرح حبیبی

گفت پیرے مر طبیبے را کہ من ٭ در زحیرم از دماغ خویشتن
گفت از پیریست آن ضعف دماغ ٭ گفت در چشمم ز ظلمت ہست داغ
گفت از پیریست اے شیخ قدیم ٭ گفت پشتم درد مے آرد عظیم
گفت از پیریست اے شیخ نزار ٭ گفت ہر چہ میخورم نبود گوار
گفت ضعف معدہ ہم از پیریست ٭ گفت وقت دم مرا دمگیریست
گفت آرے انقطاع دم بود ٭ چون رسد پیری دو صد علت شود
گفت گم شد شہوتم یکبارگی ٭ گفت از پیریست این بیچارگی
گفت پایم سست شد از رہ بماند ٭ گفت کز پیریست در کنجت نشاند
گفت پشتم چون کمانے شد دوتا ٭ گفت کز پیریست این رنج و عنا
گفت تاریک ست چشمم اے حکیم ٭ گفت کز پیریست اے پیر حلیم
گفت اے احمق برین بر دوختی ٭ از طبیبے تو ہمین آموختی
اے مدمغ عقلت این دانش نداد ٭ کہ خدا ہر درد را درمان نہاد
تو خر احمق ز اندک مایگی ٭ بر زمین ماندی ز کوتہ پایگی
پس طبیبش گفت اے عمر تو شصت ٭ این غضب وین خشم ہم از پیریست
چون ہمہ اجزا و اعضا شد نحیف ٭ خویشتن داری و صبرت شد ضعیف
بر نتابد دو سخن زو ہے کند ٭ تاب یک جرعہ ندارد قے کند

وانچه میگوید غفورست و رحیم ٭ نیست جز آن حیلهٔ نفس لئیم ٭ اے ز غم مردہ کہ دست از نان تہی است ٭ چون غفورست و رحیم این ترس چیست ٭

ایک بڑے میان نے کسی طبیب سے کہا کہ مین دماغ سے بہت رنج ہو گیا اوس نے کہا بڑے میان یہ ضعف دماغ بڑھاپے کے سبب سے ہے اوس نے کہا کہ میری آنکھ مین کچھ دھندلا پن ہے اوس نے کہا بڑے میان یہ بھی بڑھاپے سے ہے اوس نے کہا میری کمر مین بھی بہت درد رہتا ہے اوس نے کہا یہ بھی بڑھاپے سے ہے۔ اوس نے کہا کہ کھانا بھی ہضم نہین ہوتا اوس نے کہا ضعف معدہ کا سبب بھی بڑھاپا ہے۔ اوس نے کہا سانس لینے وقت کبھی کبھی مجھے سانس بھی نہین آتا۔ اوس نے کہا کہ بجا ہے بڑھاپے مین انقطاع دم بھی عارض ہو جاتا ہے پیری وصد عیب تو معلوم ہی ہے۔ اوس نے کہا شہوت بھی نہین ہوتی کہا یہ مجبوری بھی بڑھاپے سے ہے۔ اوس نے کہا مجھسے چلا بھی نہین جاتا۔ اوس نے کہا بڑھاپے ہی نے آپکو گوشہ نشین بھی کیا ہے۔ اوس نے کہا کہ میری کمر بھی جھک گئی ہے۔ کہا یہ بھی بڑھاپے سے ہے اوس نے کہا مجھے دکھلائی بھی کم دیتا ہے۔ اوس نے کہا یہ بھی بڑھاپے کے سبب ہے اوس نے کہا کمبخت تو تو ایک ہی بات پر جم گیا۔ کیا طب مین تو نے ایک ہی بات سیکھی ہے۔ ارے بیدماغ تجھے عقل سے اتنا نہین معلوم کہ خدا نے ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے۔ تو احمق گدھا اپنی بے بضاعتی سے اسی پستی مین رہ گیا۔ اور ایک بات کے سوا کچھ سیکھا ہی نہین۔ اوس نے کہا کہ آپ چھین سالہ سے گذر کر ساٹھ سالہ ہو گئے ہین یہ قہر و غضب بھی آپکا بڑھاپے کے سبب ہے۔ چونکہ تمام اعضا مین ضعف آ گیا اسلیے خودداری اور تحمل کمزور ہو گیا ایسا شخص دو بات نہین برداشت کر سکتا۔ اور چلا اٹھتا ہے اور ایک جرعہ بھی نہین پی سکتا۔ فوراً قے کر دیتا ہے۔ پس جس طرح پیری وصد عیب معلوم ہے یون ہی نفس وصد حیلہ بھی سمجھنا چاہیے اور ہمارے اس کہنے پر کہ یہ بھی حیلہ نفس ہے یہ بھی حیلہ نفس ہے کچھ استبعاد نہونا چاہیے۔

ایک بڈھے کا ایک حکیم کے سامنے اپنے امراض کو بیان کرنا اور اس حکیم کا جواب

شرح شبیری - گفت الخ - یعنے ایک بڈھے نے ایک طبیب سے کہا کہ مین اپنے دماغ کی وجہ سے بڑی مشکل مین ہون

گفت الخ - یعنے اوس طبیب نے کہا کہ یہ ضعف دماغ بڑھاپے کی وجہ سے ہے تو اوس بڈھے نے کہا کہ میری آنکھ مین ظلمت کا داغ ہے۔

گفت الخ - یعنی طبیب نے کہا کہ اے پیرانے بڈھے یہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے تو بولا کہ میری کمر مین بھی بہت درد رہتا ہے

گفت الخ - یعنی طبیب نے کہا کہ اے ضعیف بڈھے یہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے تو بولا کہ مین جو کھاتا ہون وہ ہضم بھی نہین ہوتا۔

گفت الخ - یعنی طبیب نے کہا کہ ضعف معدہ بھی بڑھاپے ہی کی وجہ سے ہے تو وہ بولا کہ سانس لینے مین میرا سانس گھٹتا ہے

گفت الخ یعنی حکیم نے کہا کہ ہان سانس کا انقطاع بھی ہوتا ہے اس لیے کہ جب بڑھاپا آتا ہے تو سیکڑون بیماریان ہو جاتی ہین۔

گفت الخ - یعنی اوس بڈھے نے کہا کہ میری شہوت یکبارگی گم ہو گئی ہے تو طبیب نے کہا کہ یہ بیچارگی بھی بڑھاپے ہی کی وجہ سے ہے۔

گفت الخ - یعنی بڈھے نے کہا کہ میرا پاؤں سست ہو گیا اور چلنے سے عاجز ہو گیا - طبیب نے کہا کہ یہ بھی بڑھاپے سے ہے - کہ تجھے ایک کونہ مین بٹھا دیا ہے -

گفت - الخ - یعنی بڈھے نے کہا کہ میری کمر کمان کی طرح دوہری ہو گئی ہے طبیب نے کہا کہ یہ تکلیف اور مجبوری بڑھاپے کی وجہ سے ہے -

گفت - الخ - یعنی بڈھے نے کہا کہ حکیم جی میری آنکھ بھی تاریک ہے طبیب نے کہا کہ اے پیر حلیم یہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے یہ سنکر بڑے میاں کو غصہ آگیا اور بولے کہ -

گفت الخ - یعنی بڈھا بولا کہ ارے احمق تو ایک ہی بات پر سل گیا ہے کیا تو نے طبیبی سے یہی سیکھا ہے اور بولا کہ اے الخ - اسے متکبر عقل نے تجھے اتنی سمجھ نہین دی کہ خدا تعالے نے ہر درد کا علاج رکھا ہے اور تو وہی مرغ کی ایک ٹانگ کیے جا رہا ہے کہ سب بڑھاپے کی ہی وجہ سے ہے -

تو خر الخ - یعنی تو گدھا احمق کم علمی کی وجہ سے اور اپنی کوتاہی کی وجہ سے زمین ہی پر پڑا ہوا رہتا ہے - مطلب یہ کہ وہ بولا کہ گدھے تجھے نہ عقل ہے اور نہ علم ہے ایک بات سیکھ لی وہی ہر بات مین گھسیڑ دیتا ہے کچھ اور بھی سیکھا تھا - یہ سنکر طبیب نے جواب دیا کہ -

پس الخ - یعنی پس طبیب نے کہا کہ اے ساٹھ برس کے بڈھے یہ غصہ اور غضب بھی بڑھاپے ہی کی وجہ سے ہے -

چون ہمہ الخ - یعنی جبکہ سارے اجزا اور اعضا کمزور ہو گئے تو خودداری اور صبر تمہارے اندر کم ہو گیا - لہذا غصہ زیادہ ہو گیا ہے اس لیے مین اسکا بھی برا نہین مانتا -

بر نتابد الخ - یعنی بات مین صبر تو کر نہین سکتا جلدی ہی غل مچانے لگتا ہے اور ایک گھونٹ کی تاب نہین رکھتا بلکہ فوراً قے کر دیتا ہے - مطلب یہ کہ اب ضعیف ہو گئے ہو اسوجہ سے غصہ وغیرہ سب بڑھ گیا ہے تو دیکھو اسی طرح جو معاصی وغیرہ سرزد ہون ان سب کو نفس ہی کی شرارت اور اسی کی طرف سے سمجھو کہ یہ ساری اسی کی حرکتین ہین - جیسے کہ وہان ساری باتین بڑھاپے کی وجہ سے تھین آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

شرح حبیبی

چیز دیگر پیر است کز حق است مست	در درون او حیات طیبہ است
از برون پیر است و در باطن صبی	خود کیانند آن ولی و آن نبی
گر نہ پیدا اند پیش نیک و بد	چیست با ایشان خسان را این حسد
ور نمی دانندشان علم الیقین	چیست این بغض و حیل سازی و کین
ور بدانند جزاے رستخیز	چون زنند خویش بر شمشیر تیز
بر تو می خندد مبین او را چنان	صد قیامت در درونستش نہان
دوزخ و جنت ہمہ اجزاے اوست	ہرچہ اندیشی تو آن بالاے اوست
ہرچہ اندیشی پذیراے فنا است	آنکہ در اندیشہ ناید آن خداست

ملحقہ قولہ بر تو می خندد الخ یہ انتقال ہے مضمون سابق کی طرف [illegible]

بر در این خانہ گستاخی ز چیست	گر ہمی دانند کاندر خانہ کیست
ابلہان تعظیم مسجد مے کنند	در جفاے اہل دل جد میکنند
آن مجاز ست این حقیقت اے خران	نیست مسجد جز درون سروران
مسجدے کان اندرون اولیاست	سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست
تا دل مرد خدا نامد بدرد	ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد
قصد جنگ انبیاے داشتند	جسم دیدند آدمی پنداشتند
در تو ہست اخلاق آن پیشینیان	چون نمی ترسی کہ باشی تو ہمان
عادت آن ناسپاسان در تو رست	نایدت سر بار دلو از چہ درست
آن نشانیہا ہمہ چون در تو ہست	چون تو زیشانی کجا خواہی برست

سب پلیدون کی یہی حالت نہین ہے مگر تجب اس پرستے کے جو حق سبحانہ کی محبت سے شکستہ ہوا ور
جسکے اندر نہایت عمدہ زندگی بھری ہوئی ہے۔ یہ شخص دیکھنے مین بڈھا معلوم ہوتا ہے مگر باطن مین عجب ہے کہ اوسکے
قوے ترقی پر ہین۔ جانتے ہو یہ کون لوگ ہین یہ انبیا و اولیا ہین۔ ہم دعوے کرتے ہین کہ یہ لوگ اپنے کمال
کے لحاظ سے ہر نیک دنیا کے سامنے ظاہر ہین وجہ اوسکی یہ ہے کہ اگر ایسا نہوتا تو کینون کو ان کی کس بات پر
حسد ہوتا اور اگر وہ ان کے کمال کو بعلم الیقین نہ جانتے ہوتے تو یہ عداوت۔ چالبازی کینہ کیون ہوتی
کیونکہ یہ سب تو کمال ہی سے ہوتے ہین۔ پس ثابت ہوگیا کہ انکا کمال واضح ہے اور مخالفین بھی اسکو جانتے
ہین مگر افسوس اون کو اس کے نتیجہ بد کی خبر نہین کیونکہ اگر وہ جانتے ہوتے کہ اس کا نتیجہ قیامت مین کیا ہوگا
تو اپنے کو تلوار سے کیون ٹکراتے۔ اور خود اپنے ہاتھون کیون ہلاک ہوتے اچھا ہم اب پھر مضمون سابق کیطرف
انتقال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر وہ باوجہ نفاق مذکورہ بالا تجھ سے ہنسے تو اوس کو ہنستا ہوا نہ جان
بلکہ سمجھ کہ اس کے اندر سو قیامتین پوشیدہ ہین۔ قیامت کے دوزخ و جنت تو دونون خود وہ اوسکے تمام اجزا ار
دوزخ و جنت ہین اور مظہر ہین قہر و لطف حق سبحانہ کا لہذا وہ سراپا قہر و لطف الٰہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اون کے مقابل
مین تو جو یہ گستاخیان اور چالبازیان اور نفاق کی باتین کر رہا ہے اسپر اگر وہ ہنستے ہین تو اوس کو انکی رضا نہ سمجھنا بلکہ
اس ہنسی مین سو قیامتین پنہان ہین۔ اور جسطرح انکا لطف بیڑا پار کرنے والا ہے یون ہی انکا قہر باطن کو مسخ
کر دینے والا ہے۔ یہ لوگ تمھارے اندیشہ سے بالاتر ہین۔ وجہ یہ ہے کہ جو کچھ تم سوچتے ہو وہ فانی ہے اور جو
اندیشہ سے باہر ہے وہ خدا تعالے ہے اور یہ لوگ متخلق باخلاق اللہ اور باقی ببقاء الحق ہین لہذا یہ بھی تمہارے
اندیشہ سے باہر ہین لیکن تمھین ان کی حالت معلوم نہین۔ کیونکہ اگر تم جانتے ہو کہ یہ کسکا گھر ہے اور کون اپنی تجلی
رکھتا ہے۔ تو اس گھر کے دروازہ پر یہ گستاخی کیسی پس معلوم ہوا کہ لوگ ان کے مرتبہ کو نہین جانتے۔ یہ احمق مسجد
کی تو تعظیم کرتے ہین اور کرنی بھی چاہیئے۔ لیکن زیادتی یہ کرتے ہین کہ اہل دل کو ستاتے ہین حالانکہ مسجد انکے
مقابلہ مین مجازا بیت اللہ ہے اور یہ لوگ اوسکے لحاظ سے حقیقۃً بیت اللہ ہین اس لیے کہ مسجد بھی انھین کے باعث
بیت اللہ ہے کیونکہ اسکی مسجدیت جو منشا ہے اس کے بیت اللہ ہونے کا ان ہی سے مستفاد ہے لہذا اصل مسجد
انھین حضرات کے دل ہین۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حق سبحانہ مطلوب اولیاء اللہ مین ہے۔ یعنی حق سبحانہ کی تجلی

ان سب سے زیادہ اور سب سے خاص اور سب سے متمیز ہے - لہذا سب ساجدین کے سجدہ گاہ قلوب اولیاء اللہ ہی ہوں گے - پس اصل مسجد وہی ہوں گے جب یہ معلوم ہوا کہ اصل مسجد یہی ہیں - اب سمجھو کہ حق سبحانہ کے نزدیک مکرم ہیں کہ حق سبحانہ کسی گناہ کے باعث کسی قوم کو تباہ نہیں کرتے بجز ایذاء اہل اللہ کے - اب تک خدا نے کسی قوم کو اسوقت تک رسوا نہیں کیا جب تک کہ اوس نے کسی باخدا کو ایذا نہیں دی - انکی ایذا کا سبب صرف یہ تھا کہ انھوں نے ان کو جسم سمجھا اور اپنی طرح آدمی خیال کیا اب تم سوچو کہ وہی باتیں تمھارے اندر بھی ہیں - پھر تمکو اندیشہ کیوں نہیں کہ ایسا نہو کہ تمھارا بھی وہی حشر ہو جو انکا ہوا - تمھارے اندر انھیں لوگوں کی سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں یاد رکھو کہ حق سبحانہ ہمیشہ درگذر نہ کرینگے - کبھی پکڑ بھی لینگے - کیونکہ جب تم اپنے اندر وہی نشانیاں رکھتے ہو جو امم سابقہ میں تھیں تو تم بھی اسی نتیجہ کے مستحق ہو جو انکو ملا تھا -

شرح شبیری - جز نگر الخ - یعنی مگر سوائے اوس بڈھے کے کہ جو حق تعالے کا مست ہو کہ اوس کے اندر حیات طیبہ موجود ہے - مطلب یہ کہ یہ حالت مذکورہ بے شک بڈھوں کی ہوتی ہے مگر اون ہی کی جنکو حق تعالے کے ساتھ تعلق اور انکا ؤ نہو ورنہ جسکو حق تعالے سے تعلق ہو اوس کے اندر تو قوت قدسیہ ایسی ہے کہ اسکو اس حالت تک کہ اوس کے حواس تک گم ہو جاویں نہ پہونچنے دے گی گو ظاہری اعضا کمزور ہو جاویں مگر پھر بھی اطاعت حق میں یہ اعضا ظاہری بھی دوسرے تندرستوں اور جوانوں سے بہتر ہوتے ہیں جیسے کہ مشاہد ہے اوسکی تو یہ حالت ہے کہ

از برون الخ - یعنی ظاہر میں تو بڈھا ہے اور باطن میں بچہ ہے اور وہ کیا ہے وہ ولی اور نبی ہے - مطلب یہ کہ اون حضرات کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اگرچہ بظاہر ضعیف معلوم ہوں مگر باطن میں وہ جوان رہتے ہیں اور اونکو باطن میں ہر وقت بچہ کی طرح نشو و نما ہوتا ہے - آگے فرماتے ہیں کہ -

گر نہ الخ - یعنی اگر یہ نیک و بد کے سامنے ظاہر نہیں ہیں تو پھر ان کمینوں کو اون کے ساتھ حسد کیوں ہے - مطلب یہ کہ ان حضرات کی یہ حالت ایسی ہے کہ ہر کس و ناکس جانتا ہے اور فرماتے ہیں کہ اگر ہر شخص کو علم نہوتا تو پھر ان حضرات سے حسد کیوں کرتے معلوم ہوتا ہے کہ اون کے پاس کچھ سمجھتے ہیں جب تو اونکو حسد ہوتا ہے -

ورنہ الخ - یعنی اور اگر وہ علم یقین کے درجہ میں نہیں جانتے تو پھر یہ بغض اور حیلہ سازی اور کینہ کیسا ہے - پس تو یہ یقینی ہے کہ یہ سب جانتے ہیں کہ یہ حضرات کامل ہیں اور اونکے پاس کچھ ہے کہ جو ہمارے پاس نہیں ہے اس کو سب جانتے ہیں مگر یاں جیز کو نہیں جانتے اور وہ یہ کہ -

ورندانسے الخ - یعنی اگر وہ قیامت کے دن کی جزا کو جانتے تو پھر اپنے کو شمشیر تیز پر کیوں مارتے - مطلب یہ کہ اگر وہ جانتے کہ ان بغض و حسد کا نتیجہ قیامت میں یہ ہوگا تو پھر ہرگز ان حضرات سے بغض نہ رکھتے کہ یہ بہت بڑی بلا ہے -

برتو الخ - یعنی وہ تمھاری (باتوں) پر ہنستے تو تم اونکو ویسا ہی مست جانو کہ اونکے اندر سیکڑوں قیامتیں پوشیدہ ہیں - مطلب یہ کہ اگر تم کبھو کوئی بات کسی بات پر ناراض ہوتے ہی نہیں بلکہ خوش رہتے ہیں تو اس سے دھوکہ میں مت پڑو کہ ... حق تعالے اونکا بدلا لے لیتے ہیں - لہذا یاد رکھو کہ اونکی دل شکنی اور دل آزاری سے ہمیشہ پرہیز کرو -

[illegible]

دوزخ - یعنی دوزخ اور جنت سب اُن کے اجزا ہین اور تم جو کچھ سوچو وہ اوس سے بالاتر ہے دوزخ اور جنت کا اوس کے اجزا ہوتے کے یہ معنی ہین کہ جس طرح جسم کی ایذا دہی سے اعضا بدلا لینے کیلئے تیار ہوتے ہین - اسیطرح ان حضرات کی ایذا دہی سے دوزخ اور جنت اوس موذی سے بدلا لے لیتے ہین لہذا گویا کہ یہ دوزخ اور جنت ان حضرات کے اعضا و اجزا ہوئے دوسرے مصرعہ مین جو کہا ہے کہ تم کچھ سوچو اوس سے یہ حضرات بالاتر ہین اس پر بظاہر یہ شبہ ہوتا تھا کہ پھر نعوذ باللہ حق تعالے سے بھی زیادہ ہین اس لیے اس کا جواب بطور دفع دخل مقدر کے فرماتے ہین کہ -

ہر چہ الخ - یعنی تم جو کچھ سوچتے ہو وہ سب فانی ہین اور جو کہ اندیشہ مین نہین آتا وہ حق تعالے ہے مطلب یہ کہ ہم نے کہا ہے کہ جو چیزین کہ تم سوچو اون سب سے یہ حضرات برتر ہین اور حق تعالے اندیشہ اور ذہن مین آ نہین سکتے لہذا وہ اس عموم مین داخل ہی نہین ہین جو اعتراض پڑ سکے -

بر در الخ - یعنی اس گھر کے دروازہ پر گستاخی کیون ہے جبکہ جانتے ہین کہ گھر مین کون ہے مطلب یہ کہ جب لوگ یہ جانتے ہین کہ یہ بزرگ ہین اور مقبولان حق مین پھر یہ گستاخی کیون کرتے ہین یہ بیوقوف اتنا نہین سمجھتے کہ اون کے دلون مین حق تعالے بسے ہوئے ہین اور قلوب خانۂ خدا ہین -

ابلہان الخ - یعنی بیوقوف لوگ صرف مسجد کی تو تعظیم کرتے ہین اور اہل دل کے ستانے مین کوشش کرتے ہین - حالانکہ

آن الخ - یعنی ارے گدھو وہ مسجد (ظاہری) تو مجازی ہے اور یہ (قلوب) مسجد حقیقی ہین اور مسجد تو بجز قلوب سرداران کے اور کوئی شے نہین ہے - اس لیے کہ اصل تو خانۂ خدا اور بیت اللہ قلب مومن ہی ہے کسی نے اسی کو کہا ہے کہ ؎ کعبہ بنگاہ خلیل آذر ست + دل گذر گاہ جلیل اکبر ست -

مسجدے الخ - یعنی وہ مسجد جو کہ اولیاء اللہ کے قلوب ہین وہ سب کے سجدہ گاہ ہین اس لیے کہ اوس جگہ خداوند تعالے ہین اندرون اولیاء اللہ مسجود ہونے کے یہ معنی ہین کہ اولیاء اللہ کے قلوب کے کل اشیاء تابع ہوتے ہین اور مطیع و فرمانبردار ہوتے ہین ... نظر آتا ہے ... بعض بزرگون نے لکھا ہے کہ اونکو منکشف ہوا کہ ایک تخت پر ایک بے کیف نور ہے اور کل مخلوق اوس کے سامنے سربسجود ہین تو اوسکو بعض سالکین نور حق سمجھ گئے حالانکہ وہ نور روح کا تھا چونکہ وہ بھی تو عالم مجردات سے ہے اس لیے اوسکا نور بے کیف نظر آیا - اور وہ سجدہ اوس روح کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار تھا اور اوسکو نور حق سمجھ کر بعض نے اوسکی پرستش کی ہے اللہم احفظنا - سچ یہ ہے کہ بزرگون نے جو کہا ہے کہ کشف آفت ہے بالکل درست کہا ہے - اور اسی لیے ہمارے حاجی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ حجب نورانیہ اشد ہین حجب ظلمانیہ سے اس لیے کہ ظلمانیہ مین انسان یہ تو سمجھتا ہے کہ مین حجاب مین ہون اور اگر حجب نورانیہ ہین پھر تو اپنے کو واصل سمجھنے لگتا ہے بڑی خرابی کی بات ہے خدا بچاوے تو فرماتے ہین کہ ان حضرات کے قلوب تو وہ ہین کہ جنکے تابعدار حق تعالے نے تمام عالم کو بنایا ہے تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ ظاہری بیت اللہ کی تو اسقدر عظمت اور اس بیت اللہ کے ساتھ یہ برتاؤ افسوس صد افسوس - اور فرماتے ہین کہ -

تا دل الخ - یعنی جب تک کہ کسی مرد خدا کا دل درد مین نہ آوے اوسوقت تک حق تعالے کسی قوم کو رسوا نہین

فرماتے ۔ لہذا چاہیے کہ ان حضرات کی دل آزاری سے بچین آگے پھر امم سابقہ کی حالت کو بیان فرماتے ہین ۔
قصد الخ ۔ یعنی وہ لوگ انبیا علیہم السلام کے جنگ کا قصد کرتے تھے اور اُنھون نے صرف جسم کو دیکھا اور صرف آدمی ہی سمجھا اور اون کے کمالات کو نہ دیکھا آگے فرماتے ہین کہ ۔
در تو الخ ۔ یعنی تیرے اندر اون پہلون کے اخلاق ہین تو تو ڈرتا کیون نہین کہ کہین تو بھی اون ہی مین سے نہو جاوے
عادت الخ ۔ یعنی اون ناشکرون کی عادت تیرے اندر بھی پیدا ہوگئی تو پھر دفعہ ڈول کنوین سے درست نہین نکلتا اور وہ عادت وہی دل آزاری اہل اللہ کی ہے تو سمجھ لو کہ اگر ایک بار وبال نہین تو یہ نہین کہ ہر بار نہ آوے ممکن ہے کہ کسی دفعہ ایسا وبال آوے کہ پھر سارا کیا کرایا غارت ہو العیاذ باللہ ۔
آن الخ ۔ یعنی وہ نشانیان جب تیرے اندر ہین اور تو اونہین ہی سے ہے تو اب تو کہان چھوٹ سکتا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ تو انبیا علیہم السلام کو ایذا دیتے تھے اور انکی تکذیب کرتے تھے اور تم اون کے جانشینون کی تکذیب اور دل آزاری کرتے ہو تو جب اس امر مین تم اور وہ دونون شریک ہوئے تو اب بتاؤ کہ اوس عذاب وغیرہ سے جو اون کو ملے گا تم بھی تو نہین چھوٹ سکتے لہذا بہت جلدی استغفار کرو اور ان باتون کو چھوڑ دو کہ انکا وبال سخت ہے اور دوسرونکی باتین اور اون پر وعیدین سنکر خود سبق حاصل کرو اور سمجھو کہ یہ ساری نشانیان خود ہمارے اندر ہین تو کہین خدانخواستہ یہ وعیدین بھی ہمارے ہی لیے ہون جیسے کہ ایک شخص مرگیا تھا تو اوس کا لڑکا نوحہ کرتا جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ابا افسوس تمھین ایک ایسے مکان مین لیے جاتے ہین کہ جہان نہ چراغ ہے نہ فرش ہے وغیرہ وغیرہ یعنی قبر مین تو ایک دوسرا لڑکا اپنے باپ سے بولا کہ ابا یہ تو ساری نشانیان ہمارے گھر کی ہین معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو ہمارے یہان لیے جاتے ہین تو دیکھو دوسرے کی بات سنکر جسطرح اس بچہ نے یہ سمجھا کہ یہ علامات ہمارے گھر کی ہین تم بھی تو سمجھو اور ان علامات سے توبہ کرو اور اونکو چھوڑ دو تاکہ کام بنے اس حکایت کو آگے مولانا فرماتے ہین کہ ۔

شرح حبیبی

کودکی در پیش تابوت پدر	زار می نالید و بر می کوفت سر
کای پدر آخر کجایت میبرند	تا ترا در زیر خاکی آورند
میبرندت خانۂ تنگ و زحیر	نی درو قالی و نی در وی حصیر
نی چراغی در شب و نی روز نان	نی درو بوئے طعام و نی نشان
نی درش معمور و نی سقف و نہ بام	نی درو بہر ضیا ہیچ جام
نی درو از بہر مہمان آب چاہ	نی یکی ہمسایہ کو باشد پناہ
چشم تو کہ بوسہ گاہِ خلق بود	چون شود در خانۂ کور و کبود
خانۂ بے زینہار و جائے تنگ	کہ درو نی روئے میماند نہ رنگ
زین نسق اوصاف خانہ میشمرد	وز دو دیدہ اشکِ خونی می فشرد

گفت جوحی با پدر کای ارجمند — والله این را خانهٔ ما می‌برند
گفت جوحی را پدر ابله مشو — گفت ای بابا نشانیها شنو
این نشانیها که گفت او یک بیک — خانهٔ ماراست بی تزویر و شک
نه حصیر و نه چراغ و نه طعام — نه درش معمور و نه سقف و نه بام
زین نمط دارند در خود صد نشان — لیک کی بینند آنرا طاغیان
خانهٔ آن دل که ماند بی ضیا — از شعاع آفتاب کبریا
تنگ و تاریکست چون جان یهود — بینوا از ذوق سلطان ودود
نه دران دل تاب نور آفتاب — نه گشاد عرصه و نه فتح باب
گور خوشتر از چنین دل مر ترا — آخر از گور دل خود برتر آ
زنده و زنده‌زاد ای شوخ و شنگ — دم نمی‌گیرد ترا زین گور تنگ
یوسف وقتی و خورشید سما — زین چه و زندان برآ و رو نما
یونست در بطن ماهی پخته شد — مخلصش را نیست از تسبیح بد
گر نبودی او مسبح بطن نون — حبس و زندانش بدی تا یبعثون
او به تسبیح از تن ماهی بجست — چیست تسبیح آیت روز الست
گر فراموشت شد آن تسبیح جان — بشنو این تسبیحهای ماهیان
هر که دید الله را اللهی ست — هر که دید آن بحر را او ماهی ست
این جهان دریاست تن ماهی و روح — یونس محجوب از نور صبوح
گر مسبح باشد از ماهی رهید — ورنه در وی هضم گشت و ناپدید
ماهیان جان درین دریا پرند — تو نمی‌بینی که کوری و نژند
بر تو خود را می‌زنند آن ماهیان — چشم بگشا تا ببینی شان عیان
ماهیان را گر نمی‌بینی پدید — گوش تو تسبیحشان آخر شنید
ماهیان جمله روح بی جسد — نی درا ایشان کبر و کین و نی حسد
صبر کردن جان تسبیحات تست — صبر کن کانست تسبیح درست
هیچ تسبیحی ندارد آن درج — صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
صبر چون جسر صراط آنسو بهشت — هست با هر خوب یک لالای زشت
تا ز لالا می‌گریزی وصل نیست — زانکه لالا را ز شاهد فصل نیست
تو چه دانی ذوق صبر ای شیشه‌دل — خاصه صبر از بهر آن نقش چگل
مرد را ذوق از غزا و کر و فر — مر مخنث را بود ذوق از ذکر
جز ذکر نه دین او و ذکر او — سوی اسفل برد او را فکر او

گر برآید تا فلک از وے منرس	گو لقیق سفل آموزید درس
او بسوے سفل سے راند فرس	گرچہ سوئے علو جنبا ند جرس
از علمہائے گدایان ترس چیست	کان علمہا لقمہ نان را رہیست
این سخنہا را بگو در باب تو	ورنہ میدانی شنوا ز باب تو

ایک بچہ اپنے باپ کے تابوت کے سامنے روتا ہوا جا رہا تھا وہ زار زار روتا جاتا تھا اور سر پیٹتا جاتا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ اے باپ یہ لوگ تجھے کہان لیجا رہے ہین - یہ تجھے مٹی کے نیچے دبا دینگے یہ تجھے ایک تنگ اور تکلیف دہ مکان مین لیجا رہے ہین جسمین نہ قالین ہے نہ بوریا نہ رات کو چراغ ہے نہ دن کو روٹی - اوسمین کھانے کا تو نام و نشان بھی نہین نہ اوس مین دروازہ بنا ہوا ہے نہ چھت ہے نہ کوٹھا ہے نہ اوس مین روشندان ہے - نہ اوس مین مہمان کے لیے کنوین کا پانی ہے نہ کوئی پڑوسی ہے جو برے وقت کا ساتھی ہو ارے تیرا جسم جو مخلوق خدا کا بوسہ گاہ تھا اس تیرہ و تار گھر مین کیسے رہیگا - یہ تو ایسا بے پناہ - اور تنگ گھر ہے کہ اسمین نہ منہ باقی رہتا ہے اور نہ رنگ - غرض اسی طرح وہ اس گھر کے اوصاف بیان کر رہا تھا اور آنکھون سے اشک خون بہا رہا تھا - یہ سنکر جوحی نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا اسکو تو ہمارے گھر لیے جاتے ہین اوس کے باپ نے اس سے کہا کہ بیوقوف نہ بنو تمہارے گھر کیون لیجاتے اوسنے کہا آپ نشانیان سن لیجیے اور دیکھیے کہ بالکل ہمارے ہی گھر کی ہین یا نہین جو کچھ اسنے نشانیان بیان کی ہین ایک ایک ہمارے گھر مین موجود ہین اور اسمین کوئی دھوکا یا شبہ نہین نہ ہمارے گھر مین بوریا ہے نہ چراغ ہے نہ کھانا ہے نہ اوس کا دروازہ بنا ہوا ہے نہ اسمین چھت ہے نہ کوٹھا ہے - غرض جسطرح قبر کے نشانات جوحی کے گھر مین موجود تھے یون ہی امم سابقہ کی نشانیان سیکڑون انہین موجود ہین - لیکن یہ گمراہ انکو دیکھتے نہین جو دل کہ شعاع آفتاب کبریا سے منور اور حق سبحانہ کی معرفت رکھتے والا نہو وہ بلا شبہ ارواح یہود کیطرح تاریک اور ذوق معرفت حق تعالیٰ سے بے بہرہ ہے نہ اسمین نور معرفت حق سبحانہ کی چمک ہو نہ اوس مین انشراح ہے اور نہ معارف الدیہ فیوض ربانیہ کے لیے اوس کا دروازہ کھلا ہوا ہے ارے بدنصیب ایسے دل سے تو تیرے لیے قبر بہتر ہے ارے اس قبر قلب سے نکل یعنی اس دل کو چھوڑ جو قبر کی مثل تنگ اور بے نور اوبے در ہو اور اوس کو منور وسیع اور فتوح الغیب بنا آخر تو حیات رکھتا ہی جماد نہین - نیز تو زندہ کی اولاد ہے پھر اس قبر کی مثل تنگ دل سے تیرا جی کیون نہین گھبراتا تو اما نہ یوسف کی طرح حسین اور خورشید چہرہ ہو ارے اس جیلخانہ مین کیون پڑا ہوا ہو اور دل تنگ مین کیون محبوس ہے - ذرا باہر نکل اور اپنی نور فطری کو ظاہر کرکے ناظرین وعارفین کے دل کو خوش کر دیکھ تیرے یونس کو مچھلی نے کھا لیا ہے - اور وہ اس کے اندر گھٹ گئے ہین - لہذا اسکے نکلنے کیلیے تسبیح کی ضرورت ہے اگر یونس علیہ السلام شکم ماہی مین تسبیح نہ کرتے اور لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین - نہ پڑھتے تو قیامت تک اوس کے پیٹ مین رہتے اور نکل نہ سکتے بلکہ سمجھ لے کہ صرف تسبیح ہی اوس سے چھڑانے والی ہے اور تسبیح ہی کی بدولت وہ اس جیلخانہ سے رہا ہوئے - پس تو تسبیح کر وہ تسبیح کیا ہے آیت روز الست یعنی معرفت حق سبحانہ اور اسکی الوہیت اور اپنی عبودیت کا صدق دل سے اقرار اور اسپر قائم رہنا - اگر وہ تسبیح

تجھے یاد نہین تو اون مچھلیون سے سیکھ لے - اب ہم تجھکو بتلاتے ہین کہ وہ مچھلیان کون ہین سمجھ لے کہ جن لوگون نے اللہ کو دیکھا اور اسکی معرفت حاصل کی وہ اللہ والا ہے - اور جس نے اس دریا کی سیر کی وہ مچھلی ہے - خلاصہ یہ کہ وہ مچھلیان اہل اللہ ہین اب ہم یہ بھی بتلاتے ہین کہ یونس سے کیا مراد ہے - اور اون کو کھانے والی مچھلی کون ہے اور دریا کیا ہے سو سن - دریا سے مراد عالم ہے اور یونس سے روح اور مچھلی سے تن پس تیری روح کو تیری تن پروری نے حق سبحانہ سے محجوب کردیا ہے - اب اگر یہ تسبیح کرے تو اس مچھلی سے چھوٹ کر عارف ہو سکتی ہے - ورنہ اوسکے پیٹ مین ہلاک ہوجائیگی - اور خسران ابدی مین مبتلا ہوجائیگی - اوپر ہم نے عارفین سے تسبیح سیکھنے کی ترغیب دی تھی اب ہم بتلاتے ہین کہ یہ عارفین کہان ہین سو جان لے کہ یہ لوگ دنیا ہی مین ہین مگر تو اونکو اپنی کور باطنی کے باعث دیکھ نہین سکتا - یہ لوگ تجھ سے دور بھی نہین بلکہ قریب ہی ہین چشم بصیرت حاصل کرتا کہ تو انکو دیکھ سکے اون کی شناخت یہ ہو کہ وہ سراسر روح ہین اور انہین تن پروری کا نام نہین نہ انہین تکبر ہے - نہ کینہ نہ حسد اور نہ کوئی خصلت ذمیمہ اچھا اگر وہ تجھے دکھلائی بھی نہین دیتے - تو ان کے پند و نصائح تو تیرے کانون مین پڑتے ہین انھین پر عمل کر اور یون ہی تسبیح خوان ہو - اچھا اس تسبیح کا ایک اصول ہم تجھے بتلاتے ہین جب اس اصول پر کاربند ہوگا - تو پوری تسبیح تجھے آجاویگی وہ گر یہ ہے - کہ مخالفت نفس کر اور اسمین جو کچھ تکلیف ہو - اوس پر صبر کر - اصل تسبیح یہی ہے اس کے برابر کوئی تسبیح نہین - جب تو صبر کرے گا تو یہ صبر جلد کشادگیون کا تیرے پاس آپہنچاوے گا لان الصبر مفتاح الفرج صبر کو ایسا سمجھو جیسے پل صراط جس کے پار بہشت ہے جب تو اس مرحلہ کو طے کر لیگا - تو پھر تیرے لیے راحت ہی راحت ہے - الم کا نام نہین - راحت مطلوبہ کو حاصل کرنے کے لیے صبر کی تلخی سے پریشان مت ہو دیکھ تو سہی ہر محبوب کے لیے عموماً ایک زشت رو و زشت خو غلام ہوتا ہے اب اگر تو اس بدرو بدخو غلام سے بھاگے گا تو وصل ناممکن ہے - کیونکہ وہ غلام تو معشوق سے جدا نہین بس اس سے بھاگنا عین معشوق سے بھاگنا ہے - اے ضعیف القلب تجھے صبر کی لذت معلوم نہین بالخصوص وہ صبر جو حق سبحانہ سے محبوب کے لیے ہو اور اوسکو تو جان بھی نہین سکتا کیونکہ ہر کار سے ہر مرد سے - مرد کو جنگ اور کر و فر سے دلچسپی ہوتی ہے اور ہیجڑے کو خایہ سے وہ ہر وقت اسی کا ذکر کرتا ہے اور وہی اسکا دین و ایمان ہو اور اسکی فکر اسکو اس پستی و ذلت کیطرف مائل رکھتی ہے ؏ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست - اگر ایسا شخص آسمان پر بھی پہنچ جاوے اور کیسا ہی عالی رتبہ ہو جاوے مگر تمکو اس سے ڈرنا نہ چاہیے کیونکہ اوس نے تو نیچے ہی رہنے کے شوق کا سبق پڑھا ہے وہ گو کتنی ہی اولوالعزمی کی ڈینگین مارے - لیکن اسکا اسپ ہمت نیچے ہی کیطرف جائے گا اسکی ڈینگون سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہین - کیونکہ وہ سب ظاہری ہین جیسے فقیرون کے جھنڈے کہ وہ دیکھنے مین تو شاہی جھنڈون کے مشابہ ہین مگر واقع مین بالکل بے حقیقت ہین اور نسے فتوحات مقصود نہین بلکہ وہ تو روٹی کمانے کا آلہ ہین ہماری ان باتون کو اچھی طرح سمجھ لے اور اگر اب بھی سمجھ مین نہ آیا ہو تو اسی کے متعلق ایک قصہ سن -

ایک لڑکے کا قصہ کہ وہ اپنے باپ کے تابوت کے آگے روتا جاتا تھا اور ایک جوحی کا قول

شرح شبیری - کو دکے در پیش تابوت پدر ... یعنی ایک لڑکا اپنے باپ کے تابوت کے آگے زار و زار رو رہا تھا -

اور سر کوٹ رہا تھا۔
کاے الخ۔ یعنی کہ اے ابا آخر یہ لوگ تمھیں کہاں لئے جاتے ہیں کیا اسلئے کہ تمکو خاک کے نیچے سونپ دیں۔
می برندت الخ۔ یعنی یہ لوگ تھیں ایک تنگ و تاریک گھر میں لئے جاتے ہیں کہ نہ اوس میں قالین ہے اور نہ بوریے ہی کا فرش ہے۔
نے چراغ الخ۔ یعنی نہ رات کو چراغ ہے اور نہ دن کو روٹی ہے اور نہ اوس میں کہیں کھانے کی بو ہے اور نہ نشان ہے۔
نے درش الخ۔ یعنی نہ اوسکا دروازہ درست اور نہ چھت اور نہ کوٹھا اور نہ اس میں روشنی کیلیے کوئی روشندان ہے۔
نے دران الخ۔ یعنی نہ اوس میں مہمان کے لیے کنوین کا پانی ہے اور نہ کوئی ہمسایہ ہے جو کہ پناہ ہو سکے۔
جسم تو الخ۔ یعنی تیرا جسم جو کہ خلق کا بوسگاہ تھا اوس تنگ و تاریک گھر میں کیسے ہوگا۔
خانۂ الخ۔ یعنی ایک بے پناہ گھر ہے اور جائے تنگ ہے کہ اوس میں نہ رونق رہی اور نہ رنگ۔
زین نسق الخ۔ یعنی اس طرح پر اوس گھر کے اوصاف گن رہا تھا اور دونوں آنکھوں سے اشک خونین جھاڑ رہا تھا۔
گفت الخ۔ یعنی جوحی صاحب اپنے والد سے بولے کہ اے قبلہ خدا کی قسم اوس کو تو ہمارے گھر لیجا رہے ہیں۔
جوحی ایک فرضی نام ہے جیسے کہ شیخ چلی۔
گفت الخ۔ یعنی جوحی سے اوس کے باپ نے کہا کہ اے بیوقوف مت بن تو بولا کہ ابا جان ذرا نشانیاں تو سنیے۔
این الخ۔ یعنی یہ نشانیاں جو اوس نے ایک ایک کرکے بیان کی ہیں یہ تو ساری بے شبہ و شک ہمارے ہی گھر کی ہیں۔
نے حصیر الخ۔ یعنی بوریا ہے اور نہ چراغ ہے اور نہ کھانا ہے اور نہ دروازہ اوس کا درست ہے اور نہ چھت ہے اور نہ کوٹھا ہے آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔
زین نمط الخ۔ یعنی اسیطرح لوگ اپنے اوپر سیکڑوں نشانیاں رکھتے ہیں لیکن سرکش لوگ اونکو کب دیکھتے ہیں۔
خانۂ الخ۔ یعنی وہ خانۂ دل جو کہ آفتاب کبریائی شعاع سے بے روشنی رہ جاتا ہے۔
تنگ الخ۔ یعنی وہ تنگ و تاریک جان یہود کی طرح ہے اور وہ سلطان ودود (حق تعالیٰ) کے ذوق (لطف) سے بے نور ہے۔
نے دران الخ۔ یعنی نہ اوس دل میں نور آفتاب (حق) کی روشنی ہے اور نہ میدان جیسی وسعت ہے اور نہ فتح باب ہے بلکہ ہر وقت تنگی ہی میں گذرتی ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ جب یہ حالت ہے تو اسی پر مولانا فرماتے ہیں کہ۔
گور خوشتر الخ۔ یعنی تجھے ایسے دل سے تو گور بہتر ہے تو آخر کار اپنے اس گور دل سے آگے بڑھ۔ مطلب یہ کہ تونے جو اپنے قلب کو مردہ بنا رکھا ہے اس حالت سے درگذر اور اس حیات ابدی کا مزہ چکھ اور فرماتے ہیں کہ۔
زندہ الخ۔ یعنی اے شوخ و شنگ تو تو خود بھی زندہ ہے اور زندہ زادہ ہے پھر اس گور تنگ (دل تنگ) سے تیرا دم نہیں گھٹتا۔
یوسف الخ۔ یعنی تو تو (باعتبار استعداد فطری کے) یوسف وقت ہے اور خورشید سما ہے لہذا اس چاہ و زندان سے نکل اور ظاہر ہو۔
یونست الخ۔ یعنی تیرا یونس بطن ماہی میں پختہ ہو گیا ہے اور تو اوس کے تخلص کے لیے سوائے تسبیح کے چارہ

نہیں ہے۔ یونس سے مراد استعداد بطن ماہی سے مراد یہ دنیا اور اس کے علائق۔ مطلب یہ کہ اس دنیا مین رہکر تیری استعداد اصلی جاتی رہی ہو تو اب اسکی خلاصی تو طاعات سے ہی ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ یونس علیہ السلام جب بطن ماہی مین قید ہوئے ہین تو اون کی خلاصی بھی تسبیح و تہلیل ہی سے ہوئی تھی۔

گر نبودی الخ۔ یعنی اگر یونس علیہ السلام مسبح نہوتے تو مچھلی کا پیٹ اون کے لیے قیامت تک جیلخانہ بنجاتا۔ اسی طرح اگر تم بھی طاعت کروگے تو نفس اور شیطان کی قید سے چھوٹ جاؤ گے۔

آن الخ۔ یعنی یونس علیہ السلام تن ماہی سے تسبیح کی وجہ سے نکل آئے اور وہ تسبیح کیا ہے وہ روز الست کی نشانی ہے یعنی استعداد فطری ہے کہ اوسی کو درست رکھنے سے سب کام بنتے ہین۔

گر فراموشت الخ۔ یعنے اگر تجھے وہ تسبیح اصل فراموش ہوگئی ہے تو ان مچھلیون کی تسبیح کو سُنو۔ مطلب یہ کہ اگر تمھاری استعداد خراب ہی ہوگئی ہے اور تمکو یاد حق کسی وقت آتی ہی نہین تو یہی دیکھو کہ مچھلیان جو کہ حیوانات ہین وہ کسطرح تسبیح کرتی ہین جیسا کہ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ان من شئے الا یسبح بحمدہ تو بڑے شرم کی بات ہے کہ وہ تو مسبح ہون اور انسان نہو۔ آگے فرماتے ہین۔

ہر کہ دید الخ۔ یعنی جس نے کہ اللہ کو دیکھ لیا وہ اللہ والا ہے اور جس نے کہ اوس دریا کو دیکھ لیا وہ مچھلی ہی ہوگیا۔

این الخ۔ یعنی یہ جہان دریا ہے اور تن ماہی کی طرح ہے اور روح یونس ہین جو کہ نور صبوح سے محجوب ہین۔

گر مسبح الخ۔ یعنی اگر مسبح رہا تب تو مچھلی سے چھوٹ گیا۔ ورنہ اوس مین ہضم اور ناپدید ہوگیا۔ تو اسیطرح اگر تم اس جہان مین رہکر طاعت نکروگے تو یاد رہے کہ اس ماہی کی صورت مین جو کہ دنیا ہے۔ اور نفس و شیطان ہے ہمیشہ پھنسے رہوگے اور اگر طاعت کروگے تو ماہیان حقیقی یعنی اہل اللہ تمھاری مدد کرین گے۔ اور تم کو اس صورت ہی سے نکالین گے۔

ماہیان الخ۔ یعنی ماہیان حقیقی اس دریا مین بہت ہین۔ مگر تجھے دکھائی نہین دیتین۔ اس لیے کہ تو اندھا ہے ارے کمبخت

بر تو خود را الخ یعنی وہ مچھلیان تیر گرہی ہین تم آنکھون کو کھولو تو صاف طور پر دیکھ لوگے۔ مطلب یہ کہ حضرات اہل اللہ تمھارے پاس موجود ہین اور تم ہی مین سے ہین مگر ذرا چشم قلب کو کھولو اندھے کیون بنے ہوتے ہو اگر آنکھین کھولوگے تو تمکو وہ حضرات بالکل ظاہر طور پر نظر آوین گے۔

ماہیان الخ۔ یعنی ایسی مچھلیان جو کہ بالکل روح ہی روح ہین اور بے جسد کے ہین نہ اونمین تکبر ہے اور نہ کینہ ہے اور نہ حسد ہے۔

ماہیان را الخ یعنی اگر تم مچھلیون کو ظاہر طور پر نہین دیکھتے تو تمھارے کان نے آخر اون کی تسبیح تو سنی ہے مطلب یہ کہ اگر دیکھ نہین سکتے مگر اون حضرات کے اقوال تو سن سکتے ہین اون کو سن کر اونپر ہی عمل کرو کہ اسی سے چشم مبصر بھی حاصل ہو جاویگی۔

صبر کردن الخ۔ یعنی صبر کرنا (مجاہدات وغیرہ پر) یہ تمام تسبیحون کی جان ہے لہذا تو صبر کر کہ یہی تسبیح درست ہے مطلب یہ کہ مجاہدہ کرو کہ سب اوریاتون سے جبکہ اون کے ساتھ یہ نہ ہو معہ اون کے یہ بہت نافع ہے۔

ہیچ تسبیحے الخ۔ یعنی کوئی تسبیح یہ درجہ نہین رکھتی (جیسا کہ صبر کا درجہ ہے) تو صبر کر کہ صبر ہی کشادگی کی کنجی ہے

صبر کردن جان تسبیحات تست + ہیچ تسبیحے ندارد آن درج
صبر کن کانست تسبیح درست + صبر کن کالصبر مفتاح الفرج

صبر الخ۔ یعنی صبر راستہ کے پل کیطرح ہے کہ ہو سکے اوس طرف بہشت ہی اور ہر اچھے کے ساتھ ایک لالا لائے زشت لگا ہوا ہے مطلب یہ کہ ان مجاہدات و ریاضات کو ایسا سمجھو جیسے کہ پلصراط کا پل کہ نیچے۔ دوزخ ہی اور اوسپر گذرنا بھی مشکل ہے مگر ساتھ ہی اسطرف بہشت بھی ہے اسیطرح مجاہدات گرچہ کہ نفس پر شاق ہین مگر ان کے بعد عیش دائمی میسر ہے اور بھائی ہر اچھے کے ساتھ ایک برا تو لگا ہی ہوتا ہی جیسے کہ۔ گل کے ساتھ کانٹا۔ لالا کہتے ہین محافظ اور خادم کو تو دیکھو ہر معشوق خوب کے ساتھ ایک محافظ اور خادم سخت اور کالا سیاہ بھی لگا ہوا ہے تو اسی طرح اس نعمت ابدی کے ساتھ یہ مجاہدہ و ریاضت لگی ہوئی ہے۔

تا ز لالاے الخ۔ یعنی جب تک لالاجی سے بھاگوگے وصل نہین ہو سکتا۔ اسلیے کہ لالا تو معشوق سے الگ ہوتا ہی نہین۔ مطلب یہ کہ دیکھو اگر معشوق سے وصل چاہو تو اوسکی یہ صورت ہے کہ اول اوس لالہ صاحب سے دوستی کرو۔ اور اوسکو اپنا بنالو پھر وہ تم کو معشوق تک پہونچا دے گا۔ ورنہ یاد رہے کہ اسیطرح ترسوگے اور وصل حاصل نہوگا۔ اسی طرح اگر مجاہدہ و ریاضت سے جی چراؤگے تو ہمیشہ حق تعالے سے الگ رہوگے اور اگر اوسکی سختی اور گرانی کو جھیل گئے تو عیش ابدی میسر ہے۔

تو چہ الخ۔ یعنی اے نازک دل تجھے صبر کی کیا خبر خاص اوس صبر کی جو اوس نقش کامل کیلیے کرنا پڑے۔ مطلب یہ کہ تمھین ان مجاہدات و ریاضات کی کیا قدر ہے جو راہ حق اور طلب حق مین ہوتے ہین اس لیے کہ ابھی تم نازک دل ہو اس طرح راہ حق طے ہوئی ہے۔ نازپروردہ تنعم نبرد راہ بدوست۔ عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد۔ اور وہ اے ترا خارے بہ پا نشکستہ کے دانی کہ چیست + حال شیران کہ شمشیر بلا سر خورند + آگے مثال ہے کہ۔

مرد را الخ۔ یعنی مرد کو عزت اور شوکت اور دبدبہ مین لطف آتا ہے اور مخنث کو ذکر سے لطف آتا ہے۔ مخنث سے مراد مفعول ہے۔

جز الخ۔ یعنی سوائے ذکر کے نہ اوس کا دین ہے اور نہ کسی کا ذکر ہے اوس کا فکر اوس کو اسفل کیطرف لیگیا ہو

گر بر آید الخ۔ یعنی اگر وہ فلک تک پہونچ جاوے۔ تب بھی اوس سے ڈر دست اس لیے کہ اوس نے تو نیچے پڑنے کا ہی سبق سیکھا ہے

او بسوے الخ۔ یعنی وہ سفل کیطرف کو گھوڑا چلا رہا ہے اگرچہ اوپر کیطرف گھنٹہ ہلا رہا ہے۔ (گھنٹہ ہلنے سے مراد مخفی نہین ہے) مطلب یہ کہ دیکھو جو مرد ہوتا ہے اوس کو تو اس مین لطف آتا ہو کہ اوسکی عزت ہو دبدبہ ہو شوکت ہو مراتب اعلی حاصل ہون اسی طرح جو اہل اللہ ہین اون کو بھی یہی تمنا ہوتی ہے اونکو مراتب عالیہ حاصل ہون۔ حق تعالے کے یہان اون کی عزت ہو اور جو شخص مخنث ہوتا ہے اور اوسکو عادت مفعولیت کی ہوتی ہے نیچے پڑنے اور ذکر سے ہی مزا آتا ہی تو اسی طرح جو لوگ کہ طاعت حق نہین کرتے وہ بھی اسفل ہی مین پڑے رہتے ہین مولانا نے تو دونون کی مثال دیدی۔ اب جسکا دل چاہے وہ مخنث بنے اور جس کا دل چاہے مرد بنے۔ غرضکہ مقصود یہ ہی کہ اس ظاہری تن و توش اور ظاہری عزت و دبدبہ کا اعتبار مت کرو کہ بالکل بیکار ہے جبکہ اندر کچھ نہو آگے اسی کی دوسری مثال ہے۔

از علمہائے الخ - یعنی فقیرون کے جھنڈے سے خوف ہی کیا اس لیے کہ وہ علم تو ایک روٹی کے لقمہ کے تابع ہین - مطلب یہ کہ ظاہرین دیکھو فقیرونکا جھنڈا ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ لڑائی کا جھنڈا اگر دیکھو تو کہ ایک روٹی دیدو سب تابع ہین اس لیے کہ صرف صورت تو اوس علم کی سی ہے مگر حقیقت اوس جیسی نہین ہے -

این الخ - یعنی ان باتون کو اچھی طرح حاصل کرلو اگر تم جانتے نہین ہو تو باپ سے سن لو - آگے ایک حکایت لاتے ہین کہ ایک شخص بظاہر تو بہت موٹا تازہ تھا مگر تھا مخنث تو اوس سے ایک بچہ ڈر گیا تو اوس سے مخنث نے کہا کہ تو درست اس لیے کہ میرا یہ جسم صرف دیکھنے ہی کا ہے اور اصل مین مین ایسا ہون کہ ابھی مین نیچے پڑ ون گا اور تو اوپر ہو گا نعوذ باللہ تو مولانا کا مقصود اس سے یہ ہو کہ ظاہری جثہ اور دبدبہ اور عظمت و شوکت قابل لحاظ نہین ہے بلکہ اگر حقیقت مین کچھ ہے وہی معتبر ہے اور حقیقت اولیاء اللہ کرام ہی کو حاصل ہوتی ہے بندہ اہل مرد وہی ہین اور یہ عوام سب مثل مخنث کے ہین والعیاذ باللہ -

شرح حبیبی

کنگ زفتے کودکے را یافت فرد	زرد شد کودک ز بیم قصد مرد
گفت ایمن باش اے زیبائے من	کہ تو خواہی بود بر بالائے من
من اگر ہولم مخنث دان مرا	ہمچو اشتر بر نشین میران مرا
صورت مردان و معنی اینچنین	از برون آدم درون دیو لعین
آن دہل را مانی اے زفت چو عاد	کہ برو آن شاخ را می کوفت باد
روبہے اشکار خود را باد داد	بہر طبلے ہمچو خیکے پر ز باد
چون ندیدہ اندر دہل او فربہی	گفت خوکے بہ ازین خیکے تہی
روبہان ترسند ز آواز دہل	عاقلش چندان زند کہ لا تقل

ایک سنڈ مسنڈ آدمی جارہا تھا اسکو رستہ مین ایک لڑکا اکیلا ملگیا وہ اوس لڑکے کی طرف بدنیتی سے بڑھا جب لڑکے نے دیکھا کہ اسکی نیت بد ہی تو اسکا منہ فق ہوگیا اور سمجھا کہ خدا خیر کرے آج بڑے زبردست سے پالا پڑا ہے جب اس شخص نے اس لڑکے کی یہ حالت دیکھی تو کہا کہ پریزاد تو ڈر مت مین تیرے اوپر نہ ہون گا بلکہ تو ہی میرے اوپر ہوگا - مین گو دیکھنے مین سنڈ مسنڈ ہون مگر مین ہیجڑا ہون تو مجھپر سوار ہو اور مجھے اونٹ کی طرح ہانک - اس واقعہ سے جسطرح ہمارے بیان بالا کی تصدیق ہوتی ہے یون ہی اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ مصنوعی اہل اللہ کی بھی بالکل یہی حالت ہے کہ دیکھنے مین تو حضرت آدم کی طرح مقدس معلوم ہوتے ہین - اور باطن مین شیطان کی طرح خبیث - اے مدعی اور ہوا کی طرح پھولے ہوئے تیری مثال بالکل ایسی ہے جیسے ڈھول جسکو ایک شخص بجارہا تھا کہ ایک لومڑی نے ہوا سے پھولی ہوئی مشک کے مانند ڈھول کو دیکھکر اپنے شکار کو کھو دیا تھا جب اوس نے دیکھا کہ ڈھول تو بالکل خالی ہے اور اوس کے اندر فربہی نہین جو اوس نے سمجھی تھی - تو اوسنے کہا کہ اس خالی مشک سے تو سور ہی اچھا ہے پس جس طرح ڈھول نے اپنی ظاہری

صورت سے ایک لومڑی کو ڈھول کا دیا تھا یون ہی یہ مصنوعی اہل اللہ اہل دنیا کو دھوکا دے سکتے ہین اور وہ بھی ان سے مرعوب ہو سکتے ہین۔ رہے حقیقت شناس سو وہ تو انکو اوس ڈھول بجانے والے کی طرح اتنا پیٹتے ہین کہ بیان سے باہر ہے۔ اچھا اب ایک اور حکایت سُنو تاکہ مضمون بالا اچھی طرح تمھارے ذہن نشین ہو جاوے۔

ایک لڑکے کا ایک موٹے تازہ آدمی سے ڈرنا اور اس ڈبل آدمی کا اوسکی تسکین کرنا

شرح شبیری کنگ زفت الخ یعنی ایک بڑی ڈبل کنگ نے ایک لڑکے کو تنہا پایا تو وہ بچارا لڑکا اوس کے ارادہ کی وجہ سے زرد ہو گیا سمجھا کہ بس اب کمبختی آئی۔

گفت الخ یعنی وہ کنگر بولا کہ ارے میرے پیارے تو بیخوف رہ اس لیے کہ تو تو میرے اوپر ہو گا۔ نعوذ باللہ۔

من اگر الخ یعنی اگر مین ہولناک ہون تو اوس چیز کو مخنث جان اور اونٹ والے کیطرح مجھپر بیٹھ اور مجھے چلا مولانا فرماتے ہین کہ

صورت الخ یعنی صورت تو مردون کی اور حقیقت ایسی اور باہر سے تو آدمی اور کمبخت باطن مین ملعون شیطان تھا۔ آگے اوس مخنث کی ایک مثال فرماتے ہین کہ

آن دُہل الخ یعنی اسے قوم عاد کی طرح موٹے تازے تو اوس ڈھول کے مشابہ ہو کہ اوس پر ایک شاخ کو ہوا مار رہی تھی۔

روبہے الخ یعنی ایک لومڑی نے اپنے شکار کو ضائع کر دیا واسطے ایک طبل کے مشک کی طرح جو کہ ہو اسے پُر تھا۔ یعنی لومڑی نے سمجھا کہ اس مین آواز بہت ہے تو یہ بہت بڑا شکار ہے اس لیئے جسکو وہ شکار کر رہی تھی اوسکو چھوڑ چھاڑ اس ڈھول کیطرف روانہ ہوئی۔

چون الخ یعنی اوسنے اوس ڈھول مین فربہی نہ دیکھی تو بولی کہ اس خالی مشک سے تو سور بہتر ہے۔ یعنی جب دیکھا کہ صرف آواز ہی آواز ہے اور اندر سے خالی ہے تو بہت پچھتائی اسی طرح عوام بھی بظاہر تو بہت ہی معزز اور مکرم معلوم ہوتے ہین مگر اندر سے بالکل خالی اور کورے ہوتے ہین

روبہان الخ یعنی لومڑیان تو ڈھول کی آواز سے ڈرتی ہین اور عاقل آدمی اوسکو مارتا ہے کہ چپ رہ۔ مطلب یہ کہ ان ظاہری کر و فر والون سے عوام کی تو پھونک نکلی جاتی ہے مگر جو عاقل ہین اون کو پروا بھی نہین ہوتی بلکہ وہ ان کی عزت و آبرو کو ذلت سمجھتے ہین اس لیے کہ صرف ظاہر ہی مین ہے حقیقت اور باطن مین کچھ نہین ہے آگے ایک اور حکایت اسی مضمون کی ہے۔

شرح حبیبی

یک سوارے با سلاح و بس مہیب	می شد اندر بیشہ بر اسپ نجیب

تیر اندازی بحکم او را بدید
تا زند تیری سوارش بانگ زد
ہان وہان منگر تو در نہ فتے من
گفت رو کہ نیک گفتی ورنہ تمثیں
بے رجو بیت چنان تیغے بشت
گر ہوشے تو سلاح رستمان
جان سپر کن تیغ بگذار اے پسر
آن سلاحت حیلہ و مکر توہست
چون نکردی ہیچ سودے زین حیل
چون نکے لحظہ نخوردی بر زفن
چون مبارک نیست بر تو این علوم
چون ملایک گوی لاعلم لنا
حیلہ و مکر اندرین رہ سود نیست
یک حکایت بشنو اے صاحب قبول

کش ز خوف او کمان را بر کشید
من ضعیفم گرچہ زفت تم جسد
کہ کمم در وقت جنگ از پیر زن
بر تو مے انداختم از ترس خویش
بس کسا نزا کالت پیکار کشت
رفت جانت چون نباشی مرد آن
ہر کہ بے سر بود زین شر برد سر
ہم ز تو زائید و ہم جان تو خست
ترک حیلت کن کہ پیش آید دول
ترک فن گو مے طلب رب المنن
خویشتن گور کن و بگذر ز شوم
یا الٰہی غیر ما علمتنا
ہر کہ شد مغرور عقل او کودنیست
درمیان جہل و عقل بو الفضول

ایک مسلح اور بارعب سوار ایک اعلےٰ درجہ کے گھوڑے پر سوار ہوکر ایک جنگل مین جارہا تھا۔ ایک نشانہ باز تیر انداز نے اوسے دیکھا۔ اور یہ سمجھکر کہ ایسا نہو کہ یہ شخص مجھے مارڈالے کمان کھینچ لی اور تیر مارنے ہی کو تھا کہ سوار چلایا کہ ارے مجھے نہ مارنا مین گو سنڈ مسنڈھون مگر واقع مین مین کمزور ہون۔ دیکھ خبردار تو میرے موٹاپے پر نظر نہ کرنا۔ کیونکہ مین تو لڑائی مین ایک بڑھیا سے بھی کمزور ہون۔ اوسنے کہا کہ خیر چلا جا۔ ورنہ مین تو ڈر ہی گیا تھا اور ڈر کر تیر مارنے ہی کو تھا۔ واقعی بات یہ ہے کہ اس ہتھیار باندھنے کی بدولت بہت سے آدمی مارے گئے کیونکہ گو وہ واقع مین ضرر پہونچانیکے قابل نہ تھے مگر اونکے مسلح ہونے سے لوگون کو اپنے ضرر کا خوف ہوا اور اوس سے بچنے کے لیے اونھون نے اون پر وار کیا اور وہ مرگئے اگر یہ ہتھیار نہ باندھتے تو نہ کسیکو ضرر کا شبہ ہوتا اور نہ یہ مارے جاتے۔ یہ خیال تو کرجب آدمی مین مردانگی نہو تو یون ہاتھ مین تلوار لینی چاہیے ہرگز نہین کیونکہ اگر تم بہادرون کی طرح مسلح ہوگے اور واقع مین مرد نہوگے تو تمھاری ہی جان ہی جائیگی۔ اس واقعہ سے جسطرح مذکورہ بالا بیان کی تائید ہوتی ہے یون ہی اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ تو اپنی جان کو سپر بنا۔ اور رضا و تسلیم اختیار کر تلوار کو چھوڑ دے کیونکہ جو شخص مردہ بن گیا اور فنا اختیار کرلی وہی اس میدان کارزار عالم امتحان سے صحیح وسالم بچکر چلدیا جس تلوار کے چھوڑنے کی ہمنے ہدایت کی ہے وہ حیلہ و مکر اور چون وچرا اور متعارف روشن خیالی ہے کہ یہ تجھ ہی سے پیدا ہوتے ہین اور تجھی کو زخمی کرتے اور ضرر دینی پہونچاتے ہین جب تجھے معلوم ہوگیا کہ ان حیلہ و مکر و چون وچرا و روشن خیالی سے تجھے کچھ فائدہ نہین تو انکو چھوڑ۔ تاکہ تجھے بڑی دولتین رضاے حق و قرب حق وغیرہ نصیب ہون۔ اور جبکہ اس دم تائی سے تجھے ایک وقت بھی پیٹ بھر کر روٹی نہین ملی اور کچھ بھی غذاے روحانی سے تو

بہرہ یاب نہین ہوا تو پس یہ ہوشیاری چھوڑ اور حق سبحانہ کو طلب کر اور جبکہ تجھے یہ علوم دنیا دی راس نہین تو اپنے کو احمق بنا اور اس نحوست بعد عن الحق سے نکل جا۔ اور یون کہہ جیسے فرشتون نے کہا تھا کہ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم اسکے احکام پر اپنی عقل سے رائے زنی مت کر کہ یہ مطابق عقل ہو اور یہ مخالف عقل اور یون ہونا چاہیے تھا۔ یون ہونا چاہیے تھا۔ اچھا اب ایک حکایت سن جس سے عقل وجہل کی حالت معلوم ہو اور ظاہر ہو کہ بعض جہل عقل سے اچھے ہین۔

ایک تیر انداز کا قصہ اور اسکا ایک سوار سے ڈرنا جو جنگل مین تھا

شرح شبیری - یک سوارے الخ - یعنی ایک سوار جو ہتھیار ون سے اور بہت ہی ہیبتناک جنگل مین ایک عمدہ گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔

تیر اندازے الخ یعنی ایک حکمی تیر انداز نے اوسکو دیکھا تو اوس کے خوف سے کمان کو کھینچ لیا۔

تا زند الخ - یعنی تا کہ ایک تیر رسید کرے - تو اوس کو سوار نے آواز دی کہ مین کمزور ہون اگرچہ میرا جسم بہت ڈبل ہے۔

ہان الخ - یعنی ارے ارے میرے موٹاپے مین مت دیکھ کیونکہ لڑائی کے وقت بڑھیا سے بھی کم ہون۔

گفت الخ - یعنی تیر انداز نے کہا کہ جا تو نے اچھا ہوا کہ کہدیا۔ ورنہ مین تیرے اوپر اپنے ڈر کی وجہ سے تیر پھینکتا یعنی چونکہ مجھے اپنی جان کا خوف تھا کہ اتنا ڈبل آدمی آگیا ہے مار ڈالے گا اس لئے مین تجھی کو مار ڈالتا - لہذا اچھا ہوا کہ تو نے کہدیا - آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

بے رجولیت الخ - یعنی بے مردانگی کے ایسی تلوار ہاتھ مین لینا سخت بیوقوفی ہے اس لئے کہ بہت سے آدمیونکو لڑائی کے آلات نے قتل کر دیا - یعنی اونھون نے آلات حرب سجائے اون کی وجہ سے اور لوگ لڑے اور مارے گئے اور یہ ایسے خالی رہے جیسے کہ اکثر نامرد بادشاہ ہوتے ہین۔

گر بپوشی الخ - یعنی اگر تو رستمون کے ہتھیار پہنتا ہے تو تیری جان جاویگی جبکہ تو اونکا مرد نہین ہے یعنی جب تم اوسکے اہل نہین ہو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تمھاری جان جاوے گی۔

جان سپر الخ یعنی صاحبزادے جان کو سپر بنا دو اور تلوار ظاہری کو چھوڑ دو اس لئے کہ جو بے سر ہو گیا وہ اس بادشاہ سے غلبہ لے گیا۔

آن الخ - یعنی وہ ہتھیار تیرا حیلہ اور مکر ہے کہ تجھی سے پیدا ہوئے اور تیری ہی جان کو زخمی کیا ہے۔

چون الخ - یعنی جبکہ تجھے ان حیلون سے کچھ فائدہ نہوا تو ان حیلون کو چھوڑ تا کہ دولتین سامنے آوین۔

چون یکے الخ - یعنی جبکہ تو نے ایک گھڑی بھی عقل اور مکر سے پھل نہ کھایا - تو پھر اسکو چھوڑ اور حق تعالے کو طلب کر۔

چون مبارک الخ - یعنی جبکہ تجھے یہ علوم مبارک نہین ہے تو اپنے کو بیوقوف بنا لے اور اس منحوس سے گذر جا۔

چون الخ - یعنی ملائک کی طرح کہدو کہ یا الٰہی ہم اور کچھ نہین جانتے بجز اوس کے کہ جو آپ نے بتا دیا ہے مطلب انکا یہ ہے کہ بس تفویض اختیار کرو اور عجز و تواضع اختیار کرو کہ اسی سے سب کچھ حاصل ہو جاویگا۔

حیله و مکر الخ ۔ یعنی اس راہ (حق) مین حیا اور مکر سے کچھ فائدہ نہین ہے اور جو شخص کہ عقل کا مغرور ہووہ وہ کو دن ہے یک الخ ۔ یعنی اسے صاحب قبول جہل کے اور عقل بو الفضول کے بیان مین ایک حکایت سنو ۔ جس سے کہ معلوم ہوگا کہ اس عقل بیہودہ سے تو جہل ہی بہتر ہے آگے ایک حکایت لاتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک اعرابی مالدار اونٹ پر ایک طرف ریگ اور دوسری طرف اناج بھرے ہوئے جاتا تھا اور ایک عاقل مفلس پیدل جا رہا تھا اوس نے اس اعرابی سے دریافت کیا کہ اسمین کیا ہے اس نے بتایا کہ ایک طرف ریت ہے اور دوسری طرف اناج ہے اُس نے کہا کہ بھلا ریت کیون بھرا ہے وہ اعرابی بولا کہ چونکہ اونٹ پر دونون طرف بوجھ برابر ہونا چاہیے اس لیے ایک طرف اناج بھر کر اوس کے ہموزن ریت بھر لیا ہے اوس عاقل نے کہا کہ اگر اناج ہی کو دونون طرف نصف نصف بھر لیتا تو اونٹ بھی ہلکا رہتا اور بوجھ دونون طرف برابر ہو جاتا ۔ اوس کو یہ بات بہت پسند آئی غرضکہ اسطرح کر کے شکریہ مین اوس عاقل کو شتر پر سوار کر لیا ۔ اثناء گفتگو مین دریافت کیا کہ تمھارے پاس کسقدر اونٹ ہین یا بکریان یا گائین ہین وہ تو مفلس تھا اوس نے سب سے انکار کیا یہ سنکر اوس اعرابی نے اوسکو اونٹ سے اُتار دیا کہ تمھاری عقل جب اسقدر منحوس ہے کہ تمکو مفلس کر رکھا ہے تو اس سے میرا جہل ہی بہتر ہے کہ مین مالدار تو ہون ۔ یہ کہکر پھر اوسیطرح ریت بھر لیا کہ مین تیری بات پر عمل بھی نہین کرتا تو دیکھو ایسی عقل سے جہل ہی بہتر ہے آگے حکایت سُنو ۔

جز این مکر اندرین راه سود نیست + یک حکایت بشنو اے صاحب بیان + در بیان جهل و عقل ابو الفضول +

شرح حبیبی

یک عرابی بار کرده اشترے ۔ یک جوال زفت از گندم پُرے
وان جوال دیگرش از ریگ پُر ۔ هر دو را او بار کرده بر شتر
او نشسته بر سر هر دو جوال ۔ یک حدیث انداز کرد او را سوال
از وطن پرسید و آوردش بگفت ۔ و اندران پرسش بسے دُرها بسفت
بعد ازان گفتش که آن هر دو جوال ۔ چیست آگنده بگو مصدوق حال
گفت اندر یک جوالم گندم است ۔ در دگر ریگے نه قوت مردم است
گفت تو چون بار کردی این رمال ۔ گفت تا تنها نماند آن جوال
گفت نیم گندم آن تنگ را ۔ در دگر ریز از پے فرهنگ را
تا سبک گردد جوال و هم شتر ۔ گفت شاباش اے حکیم اهل حُر
اینچنین فکر دقیق و راے خوب ۔ تو چنین عریان پیاده در لغوب
رحمش آمد بر حکیم و عزم کرد ۔ که برا شتر بر نشاند نیک مرد
باز گفتش اے حکیم خوش سخن ۔ شمهٔ از حال خود هم شرح کن
اینچنین عقل و کفایت که تراست ۔ تو وزیرے یا شهی برگوی راست
گفت این هر دو نیم از عامه ام ۔ بنگر اندر حال و اندر جامه ام

گفت اشتر چند داری چند گاو ‎ گفت نے این و نہ آن ما را مکاو
گفت رختت چیست بارے در دکان ‎ گفت ما را کو دکان و کو مکان
نے ز قوت و نے زخوت و نے ز نانش ‎ نے متاع و نیست مطبخ نیست آتش
گفت پس از نقد پرسم نقد چند ‎ کہ تویی تنہا رو و محبوب پند
کیمیاے مس عالم با توست ‎ عقل و دانش را گہر تو بر توست
گنجہا بنہادہ باشی در مکان ‎ نیست عاقل تر ز تو کس در جہان
گفت واللہ نیست یا وجہ العرب ‎ در ہمہ ملکم وجوہ قوت شب
پا برہنہ تن برہنہ می دوم ‎ ہر کہ نانے میدہد آنجا روم
مر مرا زین حکمت و فضل و ہنر ‎ نیست حاصل جز خیال و درد سر
پس عرب گفتش کہ رو دور از برم ‎ تا نیاید شومی تو بر سرم
دور بر آن حکمت شومت ز من ‎ نطق تو شومست بر اہل زمن
یا تو آن سو رو و من این سو روم ‎ ور ترا رہ پیش من و الپس شوم
یکجوالم گندم و دیگر ز ریگ ‎ بہ بود زین حیلہاے مردہ ریگ
احمقے ام پس مبارک احمقی است ‎ کہ دلم با برگ و جانم متقی است

ایک بدوی نے ایک اونٹ پر دو بڑی گونین لاد رکھی تھین۔ ایک تو گیہون سے بھری ہوئی تھی اور دوسری ریتے سے اور خود دونون گونون کے اوپر بیٹھا ہوا تھا کسی شخص نے ان گونون کی بابت سوال کیا۔ مگر اول وطن پوچھا۔ اور اس طرح اس کو گویا کیا۔ اور اس بوجھ بجھ مین بہت اعلے درجہ کی باتین کین اوس کے بعد پوچھا کہ ان بورون مین کیا بھرا ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ ایک مین تو گیہون ہین اور دوسری مین غذا ے انسانی نہین بلکہ ریت ہے اس نے سوال کیا کہ ریت کیون بھرا ہے۔ اس نے جواب دیا تا کہ ایک گون خالی نہ رہجائے اور لادی نہ جاسکے اوس نے کہا کہ یہ صورت بہت اچھی ہے کہ نصف گیہون ایک گون مین رہنے دو اور نصف دوسری مین بھردو تاکہ گون بھی ہلکی ہوجاوے اور اونٹ پر بھی زیادہ بوجھ نہو۔ اوس نے کہا واہ واہ کیا بات فرمائی ہے بیشک یون ہی ہونا چاہیے۔ اچھا آپ یہ تو فرمائیے کہ آپ کی سمجھ اتنی تو باریک ہے اور آپ کی عقل اسقدر اعلے درجہ کی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ آپ پیادہ ہین اور تھک رہے ہین اوسکو حکیم کی اس بڑی حالت پر رحم آیا۔ اور چاہا کہ اوسکو اونٹ پر سوار کرے مگر قبل سوار کرنیکے اوسنے کچھ اور سوالات شروع کئے اور کہا کہ اے خوش گفتار حکیم آپ ذرا کچھ اپنی حالت بھی تو بیان فرمائین اسقدر عقل اور استغنا جو آپکو حاصل ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کوئی بادشاہ ہین یا وزیر۔ آپ سچ فرمائین کہ آپ کیا ہین اوسنے کہا نہ مین بادشاہ ہون نہ وزیر۔ بلکہ عامی آدمی ہون تم میری حالت اور میرے کپڑے دیکھو نہ۔ اوس نے کہا اچھا بتاؤ کہ تمہارے پاس کتنے اونٹ ہین اور کتنی گائین ہین۔ اوس نے کہا نہ یہ ہین نہ وہ تم میرے متعلق زیادہ تفتیش نکرو۔ اوسنے کہا اچھا آپ یہ فرما دیجیے کہ آپ کی دوکان مین کیا مال ہے۔ اوسنے کہا بھائی

میرے پاس دوکان اور مکان کہان یہان تو نہ کھانا ہے نہ سامان۔ نہ اور کوئی اسباب نہ مال و متاع نہ بادرچخا نہ آش جو وغیرہ خوراک اس نے کہا اچھا اگر آپ کے پاس سامان نہین تو نقدی ہوگی اب بتلاؤ کسقدر نقدی ہے کیونکہ آپ تو یگانۂ روزگار ہین آپکی نصیحت بہت پیاری ہے جو آپ کی عقل و دانش پر دلالت کرتی ہے تمھارے پاس تو ایک ایسی شے ہے جس سے تم دنیا بھر کا سونا سمیٹ سکتے ہو بلکہ وہ ایک ایسی کیمیا ہو جس سے تمام دنیا کو سونا بنا سکتے ہو کیونکہ عقل و دانش کے موتیون کے تمھارے اندر انبار لگے ہوئے ہین پس تم نے اپنے گھر مین بہت سے خزانے بھر رکھے ہون گے کیونکہ تم سے زیادہ کوئی عقلمند نہین اور تم سے کم عقل والون کے یہان سونے کے انبار رہین تو تمھارے یہان بدرجہ اولے ہون گے اس نے کہا اے سردار عرب واللہ میرے ملک مین تو رات کا کھانا بھی نہین میری حالت تو یہ ہے کہ طلب رزق کے لیے ننگے پاؤن ننگے سر دوڑتا پھرتا ہون۔ اور جہان روٹی ملنے کی توقع ہوتی ہے وہان جاتا ہون مجھے تو اس حکمت اور اس فضل و ہنر سے کچھ بھی فائدہ نہین محض خیالی پلاؤ پکانا اور فضول دردسری ہے یہ سنکر عرب نے کہا کہ جلدی میرے پاس سے دفع ہو ایسا نہو کہ تیری نحوست مجھپر سوار ہو جاوے۔ اس اپنی منحوس حکمت کو میرے پاس سے دور لیجا۔ اور مجھ سے بات بھی نکر کہ تیری گفتگو بھی لوگون کے لیے موجب نحوست ہے۔ یا تو تو اوس طرف جا مین اس طرف جاتا ہون۔ اور اگر تجھے آگے ہی جانا ضروری ہے تو مین واپس ہوتا ہون۔ میری ایک گیہون اور دوسری ریتی کی گون تیری اس ذلیل حکمت سے بہتر ہے اور میری حماقت ہی نہایت مبارک ہے۔ کہ میرے دل کو آرام و راحت اور میری جان کو بلاؤن سے نجات حاصل ہے۔

ایک اعرابی کے گون مین ریت بھرنے کی اور ایک دانشمند کے اسکو ملامت کرنے کی حکایت

شرح شبیری۔ یک عرابی الخ۔ یعنی ایک اعرابی ایک اونٹ پر ایک بہت بڑی گون گیہون کی بھری ہوئی لادے ہوئے تھا۔

یک جوال الخ۔ یعنی ایک دوسری گون اوس کی ریت سے بھری ہوئی اور وہ اون دونون کو اونٹ پر لادے ہوئے تھا۔

او نشستہ الخ۔ یعنی وہ خود اون دونون گونون پر بیٹھا ہوا تھا تو ایک بات کرنے والے نے اوس سے سوال کیا۔

از وطن الخ۔ یعنی اوسکا وطن پوچھا اور اوسکو باتون مین لگایا اور اوس پوچھنے مین بہت سے موتی پروئے یعنی چونکہ عقلمند تھا اس لیے اس مین بھی بہت سی کام کی باتین کین۔

بعد از ان الخ۔ یعنی اس کے بعد اوس سے کہا کہ یہ دونون گونین کس چیز سے بھری ہوئی ہین ٹھیک بتا۔

گفت الخ۔ یعنی اعرابی نے کہا کہ اس ایک گون مین تو گیہون ہین اور دوسری مین ریت ہے کوئی کھلنے کی چیز نہین ہے۔

گفت الخ - یعنی وہ عاقل بولا کہ تونے اس ریت کو کیون لادا ہے تو اعرابی نے کہا کہ تاکہ یہ گون دوسری تنہا نہ رہ جاوے اور اگر اکیلی رہجاویگی تو ایک ہی طرف بوجھ ہونے کی وجہ سے گرجاویگی لہذا اس طرف وزن برابر کرنے کو ریت بھر لیا ہے۔

گفت الخ - یعنی عاقل نے کہا کہ اس گون کے نصف گیہون اوس دوسری مین وزن برابر کرنے کے لیے ڈال دے

تا سبک گردد الخ - یعنی تاکہ اونٹ بھی ہلکا ہوجاوے اور گون بھی تو اعرابی بولا کہ اے حکیم اور اہل اور اے حر شاباش (خوب بات کہی)

اینچنین الخ - یعنی باوجود ایسی فکر دقیق اور رائے خوب کے تو اس طرح ننگے پاؤن تھک رہا ہے مطلب یہ کہ ایسا عاقل ہوکر اور اس حالت مین ہے بڑے افسوس کی بات ہے۔

رحمش آمد الخ - یعنی اوس اعرابی کو حکیم پر رحم آیا اور قصد کیا کہ اس کو یہ نیک مرد اونٹ پر بٹھادے دیہ قصد کیا اور بٹھا لیا۔

باز گفتش الخ - یعنی پھر اوس سے کہا کہ اے حکیم خوش سخن کچھ اپنا حال بھی تو بیان کرو۔

اینچنین الخ - یعنی ایسی عقل اور کفایت کہ تجھے ہو تو سچ بتا کہ تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے یہ بچارا سمجھا کہ اتنا عاقل ہے تو ضرور ہے کہ دنیاوی عہدون وغیرہ مین سے ضرور کسی عہدہ ممتاز پر ہے اس لئے پوچھا اوس عاقل نے جواب دیا کہ

گفت الخ - یعنی عاقل نے کہا کہ مین تو دونون مین نہین مین تو عوام مین سے ہون - تو میری حالت کو اور کپڑونکو تو دیکھ جب یہ جواب سنا تو سمجھا کہ خیر وزیر وغیرہ نہین ہے تو رئیس تو ضرور ہے اس لئے پوچھا کہ

گفت اشتر الخ - یعنی اعرابی نے کہا کہ اچھا اونٹ اور گائین کتنی ہین عاقل نے کہا کہ (میرے پاس) نہ یہ ہے اور نہ وہ ہے ہم سے کاوش مت کر جب ریاست سے بھی انکار ہوا تو سمجھا کہ کوئی بڑا تاجر ہوگا اس لیے دریافت کیا۔

گفت الخ - یعنی اعرابی نے کہا کہ اچھا کہ دوکان مین اسباب کسقدر ہے عاقل نے کہا کہ میان ہماری کہان دوکان اور کہان مکان یہان تو کچھ بھی نہین ہے۔

نیست الخ - یعنی نہ روزی ہے اور نہ اسباب ہے اور نہ عمدہ کپڑے ہین اور نہ مال ہے اور نہ باورچیخانہ ہے اور نہ سالن ہے غرض کہ بالکل مفلس کورے ہین - یہ سنکر اوس کو خیال ہوا کہ شاید نقدروپیہ ضرور ہوگا اس لیے سوال کیا کہ

گفت الخ - یعنی اعرابی نے کہا کہ اچھا مین نقد سے سوال کرتا ہون کہ نقد کسقدر ہے اس لیے کہ تو تنہا جارہا ہے اور محبوب بند ہے لہذا ایسے کے پاس کچھ نہ کچھ تو ضروری ہوگا۔

کیمیائے الخ - یعنی تیرے پاس اس عالم کے مس کی کیمیا ضرور ہے جبکہ عقل و دانش کے موتی اسقدر تو پر ہین تو ظاہری موتی اور سونا چاندی تو کسقدر ہوگا۔

گنجہا الخ - یعنی تونے ہر مکان مین خزانے رکھے ہون گے اس لیے کہ تجھسے زیادہ تو کوئی جہان مین عاقل ہی نہین ہے

گفت الخ - یعنی عاقل نے کہا کہ اے عرب کے سردار خدا کی قسم میری ساری ملک مین رات کی روزی بھی نہین ہے۔

پابرہنہ الخ - یعنی مین ننگے پاؤن اور ننگے بدن پھرتا ہون اور جو کوئی روٹی دے دے وہین چلا جاتا ہون۔

مرمرا الخ - یعنی مجھے اس حکمت اور فضل اور ہنر سے بجز خیال اور درد سر کے اور کچھ حاصل نہین ہے۔

بس الخ - یعنی عرب نے کہا کہ میرے پاس سے دور ہو تاکہ تیری نحوست کہین میرے اوپر نہ پڑے -
دور بر آن الخ - یعنی اس اپنی حکمت منحوس کو مجھ سے دور لیجا کہ تیرا علم اہل زمانہ کے لیے منحوس ہے - اگر عاقل یہ جانتا کہ یہ گت بنے گی تو شاید کہدیتا کہ مین بڑا مالدار ہون مگر بیچارہ کو کیا خبر تھی اور یہ اعرابی یا تو اسقدر معتقد تھا جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور یا اسقدر نفرت ہوئی کہ کہتا ہے کہ -
یا تو آن سو الخ - یعنی یا تو تو اس طرف جا تو مین اس طرف جاتا ہون - اور اگر تیرا راستہ آگے ہو تو مین واپس جاتا ہون - غرضکہ اب تو ساتھ چلنا بھی گوارا نہین ہے -
یک الخ - یعنی میری ایک گون گیہون کی اور دوسری ریت کی تیری ان ذلیل باتون سے بہتر ہے - مردہ ریگ اصل مین مال میراث کو کہتے ہین مگر چونکہ مفت ملجانے کی وجہ سے اوسکی قدر کسی کے نزدیک نہین ہوتی اور وہ ذلیل ہوتا ہے اس لیے اب ذلیل بات کو مردہ ریگ کہنے لگے ہین -
کمین جوال الخ - یعنی کہ یہ ایک گون گیہون کی اور ایک ریت کی یقیناً تیرے اس علم سے بہتر ہین اے ذلیل و خوار اس لیے کہ اس کے ذریعہ مجھے روٹی تو ملتی ہے -
احمقی ام الخ - یعنی میری حماقت مبارک حماقت ہے کہ میرا دل خوش ہے میری جان (بلاؤن سے) بچی ہوئی ہے - تو دیکھو جسطرح کہ اس اعرابی کے نزدیک اس شخص کا علم و ہنر سب بے کار تھا اسی طرح اولیاکرام کے نزدیک علم معاش و علم ظاہری بیکار اور فضول ہوتا ہے آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

شرح حبیبی

گر تو خواہی کت شقاوت کم شود — جہد کن تا از تو حکمت کم شود
حکمتے کز طبع آید و زخیال — حکمتِ بے فیض نور ذوالجلال
حکمت دنیا فزاید ظن و شک — حکمت دینی برد فوق فلک
روبہان زیرک آخر زمان — برفزودہ خویش بر پیشینیان
حیلہ آموزان جگرہا سوختہ — حیلہ ہا و مکرہا آموختہ
صبر و ایثار و سخائے نفس وجود — باد دادہ کان بود اکسیر سود
فکر آن باشد کہ بکشاید رہے — راہ آن باشد کہ پیش آید شہے
شاہ آن باشد کہ از خود شہ بود — نے بمخزنہا و گوہر شہ بود
تا بماند شاہیٔ او سرمدی — ہمچو عز و ملک دین احمدی
تا قیامت نیست شرعش را زوال — گشتہ دور از ملک او عین الکمال

جب تجھے حکمت دینی کی حقیقت معلوم ہوگئی کہ یہ جہل دنیوی سے بھی من کل الوجوہ افضل نہین تو اسے حکمت دینی سے تو کیا ہی نسبت ہوسکتی ہے - لہذا اگر تو چاہتا ہے کہ تیری شقاوت دینی کم ہو تو اسکی کوشش کر کہ یہ حکمت اور روشن خیالی کم ہو - یعنی وہ حکمت جو طبع و خیال سے پیدا ہوئی ہے اور جو نور حق سے مستفاد نہین اس لیے

کہ حکمت دنیوی سے تو ظنون فاسدہ اور شکوک و شبہات ہی بڑھتے ہین اور دینی کوئی فائدہ نہین ہوتا۔ ہان حکمت دینی آدمی کو عروج روحانی کے لحاظ سے آسمان ہفتم پر پہونچا دیتی ہے۔ اور دولت باطنی سے مالا مال کر دیتی ہے۔

اس آخر زمانہ کی عقلمند لونڈیون کی یہ کیفیت ہے کہ اپنے کو سلف سے اعلے سمجھتے ہین یہ مکر سیکھنے والے نہایت دل سوزی کر کے حیلے اور مکر سیکھتے ہین اور صبر ایثار امانت نفس سخاوت جو منافع کے لیے اکسیر ہین ان سب کو کھو بیٹھے ہین حالانکہ فکر معاش کوئی حقیقی فکر نہین فکر وہ ہے کہ جس سے رستہ کھلے اور رستہ بھی وہ جس سے کوئی بادشاہ ملے اور بادشاہ وہ ہو جو اپنی ذات سے بادشاہ ہو اور متعارف خزانون اور موتیون سے بادشاہ نہ ہو۔ تاکہ اوسکی سلطنت ازلی و ابدی ہو جسطرح کہ عزت احمدی اور ملک و دین احمدی دائمی ہین کہ اونکی شریعت کو تا قیامت زوال نہین۔ اور انکی سلطنت چشم بد سے بالکل دور ہے۔ اچھا اہل اللہ کی بادشاہت کا ایک قصہ بھی سن تاکہ تجھے بیان بالا کی تصدیق ہو۔

شرح شبیری گر تو خواہی الخ۔ یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ تم سے یہ شقاوت کم ہو جاوے تو مجاہدہ کرو تاکہ یہ علم ظاہری تم سے کم ہو

حکمتے الخ۔ یعنی جو علم کہ طبیعت سے پیدا ہوا ہو وہ خیالات ہین اور جو حکمت کہ بے فیض نور ذو الجلال سے ہو اوسکو مجاہدہ اور ریاضت کر کے نکالدو تاکہ علوم و معارف تمھارے اندر پیدا ہون۔ اور فرماتے ہین کہ۔

حکمت الخ۔ یعنی علم دنیا تو ظن و شک کو بڑھاتا ہے اور حکمت دینی فلک کے اوپر لیجاتی ہے۔

روبہان الخ۔ یعنی یہ آخر زمانہ کی عقلمند لومڑیان اپنے کو سلف سے بڑھاتی ہین مطلب یہ کہ مولانا اپنے زمانہ کے لوگون کو جو علوم دنیا سیکھتے تھے فرماتے ہین کہ یہ مکار لوگ ایسے ہین کہ اپنے کو پہلون سے ترجیح دیتے ہین مولانا تو اپنے زمانہ کے لوگون کو فرماتے ہین مگر سچ یہ ہے کہ آجکل لوگون کی جو تعلیم یافتہ ہین یہی حالت ہے جیسا کہ ظاہر ہو رہا ہے۔

حیلہ الخ۔ یعنی حیلے سکھانے والے اور جگر سوختہ اور خود حیلے اور مکر سیکھے ہوئے ہین۔ جگر سوختہ ہونے سے مراد مشقت کسب دنیا کی کہ ترقی ترقی پکار رہے ہین اور اسکے لیے لاکھون حیلے کرتے ہین اور دوسرون کو سکھاتے ہین آجکل یہ بات بالکل صادق ہے۔

صبر و الخ۔ یعنی صبر ایثار و سخاوت نفس اور بخشش کو برباد کر دیا ہے کہ یہی نفع کی اکسیر تھی مطلب یہ کہ ان لوگون نے اخلاق حمیدہ کو برباد کیا ہے حالانکہ یہی ایسی چیزین ہین جو کہ نافع دین و دنیا ہین اور فرماتے ہین کہ۔

فکر آن الخ۔ یعنی فکر وہ ہوتا ہے جس سے کہ ایک رستہ کھل جاوے اور راستہ وہ ہو کہ اوس کے آگے بادشاہ ملے۔ مطلب یہ کہ اصل فکر تو وہ ہو کہ جس سے راہ حق روشن ہو جاوے اور راستہ ملجاوے کہ جسپر چلنے سے حق تعالے ملجاوین۔ اور وہ وہ راستہ ہے جسکو قرآن شریف مین صراط مستقیم سے تعبیر کیا گیا ہو کہ ارشاد ہے ان ربی علے صراط مستقیم کہ صراط مستقیم پر چلنے سے حق تعالے ملتے ہین۔ اس آیت کی بھی تفسیر سہل اور قریب ہے۔ تو اصل تو وہی فکر اور وہی کسب اور وہی طلب ہے کہ جس سے وصول الی اللہ حاصل ہو اور جب یہ نہین تو وہ کچھ بھی نہین جیسے کہ کسب دنیا وغیرہ کہ بالکل فضول ہو اس لیے کہ اوس سے دین کا کوئی فائدہ ہی نہین اور معتبر وہی ہو کہ جسمین فائدہ دین کا ہو آگے فرماتے ہین کہ

شاد آن الخ۔ یعنی بادشاہ تو وہ ہوتا ہے جو کہ خود بادشاہ ہو نہ کہ خزانون اور موتیون کی وجہ سے بادشاہ ہو غرض بالا

مین بادشاہ سے مراد حضرت حق ہے اور اسمین مراد شاہ صاحب یعنی حضرات اولیاء اللہ ہین مطلب یہ کہ جو کسی کے بنائے بادشاہ ہین کہ جب تک وہ ہین اسوقت تک یہ بادشاہ بھی ہین اور جب وہ نہین تو یہ بھی نہین تو یہ بادشاہ ہی کیا ہوئے - جیسے کہ بادشاہ دنیا کہ اگر اون کے پاس فوج پلٹن وغیرہ ہے تو وہ بادشاہ ہین ورنہ کچھ بھی نہین تو یہ اصل مین بادشاہ ہی نہین ہین بلکہ بادشاہ وہ ہین جنکو ان چیزون کی پروا نہو بلکہ وہ مستقل بادشاہ ہون جیسے کہ حضرات اولیاء اللہ کہ اون کے تمام عالم تابع ہوتا ہے - اور یہ کوئی دعوی ہی نہین ہے بلکہ کھلی آنکھون سے دیکھ لو کہ جس طرح مخلوق ان حضرات کے تابع ہے ان شاہان دنیا کے اس طرح کہین بھی تابع نہین ہے -

تا بماند الخ - یعنی یہانتک کہ اونکی بادشاہی ہمیشہ رہتی ہے مثل عزت اور ملک او دین احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

تا قیامت الخ - یعنی قیامت تک حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کو زوال نہین ہوا اور آپ کے ملک سے نظر بد دور کی گئی ہے چونکہ نظر بد کمال کی وجہ سے لگا کرتی ہے کہ جہان کمال ہوتا ہے وہین نظر بد بھی لگتی ہے اس لیے نظر بد کو ہی عین الکمال کہنے لگے ہین مطلب یہ کہان حضرات کی بادشاہی وہ ہوتی ہے کہ اوس کو کبھی زوال ہی نہین ہوتا - جیسے کہ دین احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک زوال نہین ہے - اور یہ بات اظہر من الشمس ہے جسکا دل چاہے دیکھ لے کہ حضرات اولیاء اللہ کی بادشاہی بے شک لازوال ہوتی ہے آگے حضرت ابراہیم ابن ادہم کی حکایت بیان فرماتے ہین کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بے شک اصلی بادشاہی حضرات اہل اللہ ہی کی ہے -

شرح حبیبی

ہم ز ابراہیم ادہم آمدست ۔ کو ز راہے بر لب بحرے نشست
دلق خود می دوخت آن سلطان جان ۔ یک امیرے آمد آنجا ناگہان
آن امیر از بندگان شیخ بود ۔ شیخ را بشناخت و سجدہ کرد زود
خیرہ شد در شیخ و اندر دلق او ۔ گشتہ دیگرگون ز خلوت خلق او
کو رہا کرد آنچنان ملک شگرف ۔ برگزید از فقر بس باریک حرف
ترک کردہ ملک ہفت اقلیم را ۔ میزند بر دلق سوزن چون گدا
ملک ہفت اقلیم ضائع میکند ۔ چون گدا بر دلق سوزن میزند
شیخ واقف گشت از اندیشہ اش ۔ شیخ چون شیرست دلہا بیشہ اش
چون رجا و خوف در دلہا روان ۔ نیست مخفی بروے اسرار نہان
دل نگہدارید اے بیحاصلان ۔ در حضور حضرت صاحبدلان
پیش اہل تن ادب بر ظاہرست ۔ کہ خدا ز ایشان نہان را ساترست
پیش اہل دل ادب بر باطن است ۔ زانکہ دلشان بر سرائر فاطن است

تو بعکسی پیش کوران بهر جاه
پیش بینایان کنی ترک ادب
چون نداری فطنت و نور هدی
پیش بینایان حدث در روی مال
شیخ سوزن زود در دریا فگند
صد هزاران ماهیی اللهیی
سوزن زرین دران دندان او
سر برآوردند از دریای حق
گفت الهی سوزن خود خواستم
ماهیی دیگر برآمد در زمان
رو بدو کرد و بگفتش ای امیر
این نشان ظاهرست این هیچ نیست
سوی شهر از باغ شاخی آورند
خاصه باغی کاین فلک یک برگ اوست
بر نمی داری سوی آن باغ گام
تا که آن بو جاذب جانت شود
تا که آن بو سوی بستانت کشد
چشم نابینات را بینا کند
گفت یوسف ابن یعقوب نبی
بهر این بو گفت احمد در عظات
پنج حس در همدگر پیوسته اند
قوت هر یک قوت باقی شود
دیدن دیده فزاید عشق را
صدق بیداری هر حس می شود
چون یکی حس در روش بگشاد بند
چون یکی حس غیر محسوسات دید
چون ز جو جست از گله یک گوسفند
گوسفندان حواست را بران
تا در انجا سنبل و ریحان چرند

با حضور آبی نشینی پایگاه
نار شهوت را از آن کشتی حطب
بهر کوران روی را میزن جلا
نا زکم کن با چنین گندیده حال
خواست سوزن را بآواز بلند
سوزن زر بر لب هر ماهیی
که بگیر ای شیخ سوزنهای هو
که بگیر ای شیخ سوزنهای حق
داده از فضلت نشان را ستم
سوزن او را گرفته در دهان
ملک دل به یا چنان ملک حقیر
باطنی جوی و بظاهر برمایست
باغ و بستان را کجا آنجا برند
بلکه آن مغزست و این عالم چو پوست
بوی افزون جو و کن دفع زکام
تا که آن بو نور چشمانت شود
وانماید مرترا راه رشد
سینه ات را سینهٔ سینا کند
بهر بو القوا علی وجه ابی
دائما قرة عینی فی الصلوات
رسته این هر پنج از اصل بلند
مابقی را هر یکی ساقی شود
عشق در دیده فزاید صدق را
حسها را ذوق مونس می شود
مابقی حسها همه مبدل شوند
گشت غیبی بر همه حسها پدید
پس بیایی جمله زانسو بر جهند
در چرا از اخرج المرعی چران
تا بگلزار حقائق ره برند

تا یکایک سوئے آن جنت رود		ہر حسست پیغمبر حسہا شود	

ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ ہے کہ وہ ایک روز لب دریا پر بیٹھے ہوئے تھے اور اپنی گدڑی سی رہے تھے۔ اتفاقاً وہان ایک امیر آ پہونچا اور وہ امیر شیخ علیہ الرحمۃ کے غلامون مین سے تھا لہذا اوس نے حضرت شیخ کو پہچانا اور آداب شاہی بجالایا چونکہ حضرت شیخ کی نہ وہ شکل وصورت رہی تھی اور نہ وہ مزاج لہذا وہ شیخ اور ان کی گدڑی کو دیکھکر متحیر ہوگیا کہ اللہ یہ وہی بادشاہ ہین جنھون نے ایسا عجیب ملک چھوڑا اور فقر اور گوشۂ تاریک کو اختیار کیا اور سلطنت ہفت اقلیم کھو کر فقیرون کی طرح گدڑی سی رہے ہین۔ حضرت شیخ اونکے اس خطرہ پر مطلع ہوئے کیونکہ وہ ایک شیر ہین اور قلوب انکا جنگل ہین جسطرح شیر اپنے بیشہ سے واقف ہوتا ہے یون ہی شیخ بھی اعلام حق سبحانہ اسرار قلوب سے واقف ہوجاتے ہین اور خوف و امید کی طرح دلون کی سیر کرتے ہین لہذا ایسی حالت مین اسرار خفیہ مخفی نہین رہتے لیکن یہ حالت دائمی نہین ہوتی بلکہ بس اے لوگو تم اہل دل کے حضور مین اپنے دلون کا خیال رکھا کرو کہ انمین خیالات فاسدہ آنے پائین۔ کیونکہ تم پر دہ لوگون کے سامنے تو اصلاح ظاہر کی ضرورت ہے کیونکہ حق سبحانہ نے اسرار کو ان پر مخفی رکھا ہے اور اہل باطن کے سامنے اصلاح باطن ضروری ہے کیونکہ اون کے قلوب اسرار پر مطلع ہو جاتے ہین ہونا تو یہ چاہئے مگر اس کے برعکس تم اندھون کے سامنے تو بحضور دل آتے ہو اور پاکیزہ بیٹھتے ہو اور بیناؤن کے سامنے ادب ترک کرتے ہو۔ اسی لئے آتش ہوی کا ایندھن بنگئے ہو اور تمھاری ہوا و خواہشات نفسانیہ ترقی پر ہین جب تمھارے اندر زیرکی اور نور ہدایت نہین ہے تاکہ تم کو دن اور ظلمات نفسانیہ مین مبتلا ہو تو تمھارا فرض یہ ہے کہ اندھون کے لیے تو ظاہر کو آراستہ کرو اور بیناؤن کے سامنے اپنے عیبون کو ظاہر کرو۔ اس گندہ حالت پر تم کو ناز زیبا نہین ہے۔ خیر شیخ نے سوئی دریا مین پھینکدی اور بلند آواز سے سوئی مانگی لاکھون خدا کی مچھلیان سونے کی سوئیان ہونٹون اور دانتون مین لئے ہوئے دریائے جود حق سبحانہ سے یادریائے مخلوق حق سبحانہ سے یہ کہتی ہوئی نکلین کہ اے شیخ حق سبحانہ کی عطا کردہ سوئیان لیجیے۔ اونھون نے عرض کیا کہ حق سبحانہ مین نے تو اپنی سوئی مانگی تھی اپنے فضل سے مجھے اسکا صحیح پتہ دیدیجیے اس پر فوراً ہی اور ایک مچھلی سوئی منہ مین لئے ہوئے نکلی۔ شیخ اوس امیر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے امیر بتلاؤ ملک دل بہتر ہے یا وہ معمولی ملک۔ اب مولانا فرماتے ہین کہ یہ تو ملک دل کی ایک ظاہری نشانی ہے جو عوام کے سمجھانے کے لیے ہے ورنہ فی نفسہ یہ کوئی قابل وقعت شئے نہین ہے تم اس پر قناعت کرنا بلکہ کمالات باطنی معرفت حق سبحانہ رضا تسلیم وغیرہ وغیرہ تلاش کرنا۔ نشان ظاہری تو ایک نمونہ ہے اس سلطنت کا جو دکھلانے کیلیے ہے ورنہ وہ سلطنت تو دوسری ہی چیز ہے اب تم اوس سلطنت کو ایک باغ فرض کرو اور سمجھو کہ جسطرح باغ کو لوگون کے دکھلانے کے لیے شہر مین نہین لا سکتے۔ بلکہ اسکی شاخ وغیرہ لاتے ہین یون ہی عوام کو وہ سلطنت نہین دکھلا سکتے۔ بلکہ اوس کی شاخ یعنی کشف وکرامات دکھلائی جاسکتی ہین کیونکہ جب یہ باغ اس قابل نہین کہ شہر مین لاکر لوگون کو دکھلایا جاسکے تو وہ باغ جسکے سامنے آسمان پتے کی طرح بے حقیقت بلکہ اس مغز کے مقابلہ مین پوست ہے کیونکر دکھلایا جاسکتا ہو اسے تو اس باغ کی طرف قدم کیون نہین بڑھاتا۔ اپنے دماغ سے زکام دور کر اور ترک معاصی سے قوت شامہ باطنیہ

کی اصلاح کر اور سونگھنے کی قوت بڑھا اور اپنے اندر ذوق و شوق پیدا کر تاکہ یہ بو تیری جان کو اس طرف کھینچے اور وہ بو تیری آنکھوں کو منور کر دے اور تاکہ وہ بو تجھے اوس باغ کی جانب کھینچے اور تجھے راہ ہدایت دکھلائے تیری نابینا آنکھوں کو روشن کرے۔ اور نور بصیرت بخشے اور نور حق سبحانہ سے تیرے سینہ کو کوہ طور کی سینہ کیطرح منور کر دے۔ تمکو متعجب نہونا چاہئے کہ بو کو آنکھوں کے روشن کرنے سے کیا علاقہ۔ کیونکہ یہ مشاہدہ کا انکار ہے۔ دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میرا کرتہ میرے ابا جان کے منہ پر ڈالدینا کہ وہ اس سے میری بو سونگھیں اوس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بینا ہو گئے تھے۔ نیز چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اسی بو کو سونگھتے تھے اسی لیے فرماتے تھے کہ نماز میں میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اس سے بھی معلوم ہوا کہ بو کا اثر آنکھوں تک پہونچتا ہے راز اسکا یہ ہے کہ لطائف پنجگانہ قلب روح نفس سر خفی۔ اخفی سب کو آپسمیں ایک دوسرے سے تعلق ہے اور ایک ہی اصل یعنی روح سے اور روح اعظم سے نکلے ہیں۔ اگرچہ آثار میں اختلاف ہے کہ قلب کی غذا ذکر ہے۔ اور روح کی غذا حضوری سر کی غذا انکشاف اور خفی کی غذا شہود و فنا اور اخفی کی غذا فنا ء الفنا ہے۔ لیکن ہر ایک کی غذا دوسرے کی تقویت کا ذریعہ بنتی ہے۔ اور ہر ایک باقی کو سیراب کرتی ہے۔ اس کو یوں سمجھو کہ آنکھ کا کام دیکھنا ہے لیکن اس سے دل پر اثر پڑتا ہے اور محبت بڑھتی ہے یہ تو آنکھ کا اثر دل پر تھا اب دل کا اثر آنکھ پر سنو وہ یہ کہ عشق آنکھ کے اندر صدق نظر پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ صدق تمام حواس کی بیداری کا سبب بنجاتا ہے اور سب کے اندر ذوق پیدا ہو جاتا ہے غرض جب ایک حس سے قید تعطل اوٹھ جاتی ہے تو تمام حواس کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ یوں ہی جب ایک لطیفہ غیر محسوسات کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے تو تمام لطائف پر امور غیبیہ منکشف ہونے لگتے ہیں اس کی ایسی مثال سمجھو جیسے ایک بھیڑ کول پر کود جائے تو تمام بھیڑیں ایک ایک کرکے اوس طرف کو د جائینگی۔ جبکہ یہ لطائف پنجگانہ بھیڑیں ہیں تو انکو ہانک پیچل اور اخرج المرعے یعنی غذا روحانی کی چراگاہ میں چرا تاکہ یہ وہاں غذا روحانی کا سنبل وریحان چریں۔ اور حقائق و معارف کے باغیچہ میں پہونچ جائیں اور تمھاری ہر حس مثل پیغمبر کے ان حواس کو اس جنت حقائق و معارف میں پہونچا دے۔

حضرت ابراہیم ابن ادہم کی کرامات لب دریا پر

شرح شبیری - ہم ز ابراہیم الخ۔ یعنی حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ سے مروی ہے کہ وہ راستہ میں لب دریا پر بیٹھ گئے تھے۔

دلق خود الخ - یعنی وہ بادشاہ معنوی اپنی گدڑی سی رہے تھے کہ اتنے میں ناگاہ ایک امیر آگیا۔

آن الخ - یعنی وہ امیر شیخ کے غلاموں میں سے تھا تو اوسنے شیخ کو پہچانا اور جلدی سے تعظیم بجا لایا۔ چونکہ شیخ پہلے بادشاہ تھے اس لیے اوس زمانہ کا کوئی غلام تھا وہ اس وقت اس حالت میں شیخ سے ملا۔

شکل دیگر الخ - یعنی حضرت کے اخلاق اور صوت سب دوسری طرح کی ہوگئی ہین تو وہ امیر شیخ مین اور اونکی گدڑی مین حیران رہگیا - اور سوچا کہ -

کورہا الخ - یعنی کہ انھون نے ایسا ملک عظیم چھوڑدیا اور اس فقر کو ان باریک حروف کو قبول کرلیا - اوس حالت شاہی کو حروف جلی سے تشبیہ دیکر اس فقر کی حالت کو حروف باریک سے تشبیہ دی مقصود یہ ہے کہ اوس امارت کو چھوڑ کر انھون نے یہ حالت اختیار کرلی ہے پس امیر کو افسوس ہوا -

ترک کرد الخ - یعنی اونھون نے ہفت اقیم کی سلطنت کو ترک کردیا اور اب فقیرون کی طرح گدڑی سی رہے ہین -

ملک الخ - یعنی ملک ہفت اقلیم کو ضائع کردیا - اور اب فقیرون کی طرح گدڑی سی رہے ہین - بڑے افسوس کی بات ہے -

شیخ واقف الخ - یعنی شیخ اوس کے اس وسوسہ پر مطلع ہوئے (مولانا فرماتے ہین کہ) شیخ شیر کی طرح ہے اور قلوب جنگل کی طرح ہین - تو جسطرح شیر کو اپنے جنگل کی خبر ہوتی ہے کہ یہان پانی ہے یہان شکار ہے اور یہان درخت ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح احیاناً اولیاء اللہ کو بھی اسرار و ساوس قلوب پر حق تعالے کے مطلع کرنے سے اطلاع ہوجاتی ہے -

چون الخ - یعنی رجا و خوف کی طرح وہ قلوب مین دوان ہوتے ہین اور ان سے (احیاناً) اسرار پوشیدہ مخفی نہین رہتے مطلب یہ ہے کہ جس طرح کہ انسان کے دل مین خوف و رجا وغیرہ سرایت کرجاتے ہین اسیطرح بعض مرتبہ حق تعالے ان حضرات کو بھی اسرار قلوب کی اطلاع فرمادیتے ہین تو جب یہ بات ہے تو آگے نصیحت فرماتے ہین کہ -

دل نگہدارید الخ - یعنی اے بیحاصلو صاحبدلون کی درگاہ مین دل کی حفاظت کیا کرو - مطلب یہ کہ جب احیاناً امور خفیہ پر اطلاع ہوجاتی ہے اور اسرار قلوب معلوم ہوجاتے ہین تو چاہئے کہ ان حضرات کی خدمت مین جاکر قلوب کو خیالات فاسدہ مثل معاصی وغیرہ کے خیالات سے پاک رکھو - اور ان حضرات کی خدمت مین بیٹھکر خود ایسے خیالات کو سوچو مت ہان اگر وسوسہ کے درجہ مین آوین تو وہ مضر بھی نہین - اس لیے کہ جس درجہ کا خیال ہوتا ہے ان حضرات کو ویسا ہی مکشوف بھی ہوتا ہے اگر وسوسہ کے درجہ مین نہین ہے تو ایسا ہی مکشوف ہوگا اور اگر خود سوچتا ہے تو ویسا معلوم ہوگا خوب یاد رکھو لہذا ان حضرات کی خدمت مین قلب کی حفاظت کیا کرو آگے فرماتے ہین کہ -

پیش اہل الخ - یعنی اہل ظاہر کے سامنے تو ادب صرف ظاہری ہی ہے اس لئے کہ حق تعالے اون سے (مخفیات کو) چھپانے والا اور پوشیدہ رکھنے والا ہے - مصرعہ ثانی مین یہ کہنا کہ حق تعالے اون سے پوشیدہ رکھتا ہے اسپر دال ہے کہ اہل دل کو بھی جو معلوم ہوتے ہین وہ بھی حق تعالے کے بتلانے سے ہی معلوم ہوتے ہین اون کو خود اس قدر قدرت نہین ہے کہ معلوم کرسکین بلکہ جب حق تعالے چاہین مطلع فرمادین -

پیش الخ - یعنی اہل دل کے سامنے ادب باطن پر ہے اس لئے کہ اون کا دل مخفی امور کو تاڑنے والا ہے مطلب یہ کہ چونکہ ان حضرات کو بعض مرتبہ امور مخفیہ پر اطلاع بھی ہو جاتی ہے اس لیے چاہئے کہ ان حضرات کی خدمت مین آداب باطنی کا لحاظ رکھین -

تو بعکسی الخ - یعنی تو اس کے برعکس ہے کہ اندھون کے سامنے جاہ کی وجہ سے با حضور (قلب) آتا ہو اور پست جگہ بیٹھ جاتا ہے -

پیش بینایان الخ یعنی آنکھون والون کے سامنے ترک ادب کرتے ہو تو اسی لیے تو تم نار شہوت کے ایندھن بن رہے ہو -

چون نداری الخ - یعنی جبکہ تم زیرکی اور نور ہدا نہین رکھتے تو اندھون کے لیے تو اپنے چہرہ کو جلا دو -

پیش الخ - یعنی آنکھون والون کے سامنے ناپاکی منھ کو مل لو اور اس گندہ حالی کے ہوتے ہوئے ناز کم کرو مطلب یہ ہے کہ جب تمھارے اندر نور ہدا اور وہ فطانت نہین ہے تو تم یہ کرو کہ اہل ظاہر کے سامنے تو خوب اچھی طرح رہو اور اپنے عیوب کو بھی پوشیدہ رکھو ہان تکبر مت کرو - اور اہل اللہ کے سامنے آکر اپنے عیوب کو ظاہر کرو - اور عجز و انکسار اختیار کرو - کہ یہ تمھارا علاج کر دین گے اور اندر تو گندگی بھری ہے اب کیا منھ لیکر تم ناز کرتے ہو اور شیخی بگھارتے ہو ہان جو اندھے ہین اون کے سامنے بے شک تمھاری یہ شیخی چل جاوے گی مگر جو اندھے نہین وہ تو دیکھ لین گے اس سے بہتر ہے کہ خود ظاہر کر کے اون سے اس کا علاج ہی دریافت کر لو - آگے شیخ کے قصہ کو بیان فرماتے ہین کہ جب اونکو امیر کے اس وسوسہ پر اطلاع ہوئی تو اونھون نے یہ کیا کہ -

شیخ الخ - یعنی شیخ نے اپنی سوئی دریا مین پھینکدی اور پھر (حق تعالے سے) بآواز بلند اپنی سوئی مانگی یعنی دعا کی - کہ یا الٰہی میری سوئی دید یجیے -

صد ہزاران الخ - یعنی لاکھون اللہ کی مچھلیون نے کہ ہر مچھلی ایک سونے کی سوئی منہ مین لئے تھی -

سر بر آوردند الخ - یعنی انھون نے حق تعالے کے دریا سے سر نکالا - (اور کہا) کہ اے شیخ یہ حق تعالے کی سوئیان لیجیے -

گفت الخ - یعنی عرض کیا کہ اے اللہ مین نے اپنی وہی سوئی مانگی تھی اور آپ نے اپنے فضل سے نشان راست مجھے دیدیا - مطلب یہ کہ آپکے فضل کی یہ علامت ہو کہ ایک کے بدلہ مین اسقدر ملتی ہین مگر مجھے تو میری وہی سوئی عنایت فرما دیجیے -

ماہیے دیگر الخ - یعنی ایک اور مچھلی اوسی وقت نکلی اور اونکی وہی سوئی منہ مین لئے ہوئے تھی -

رو بدو کرد الخ - یعنی اوس امیر کی طرف منھ کر کے فرمایا کہ اے امیر ملک دل بہتر ہے یا یہ ملک حقیر (بہتر ہے) اب چونکہ مولانا تو محقق اور کامل ہین اس لئے ایک شبہ کا آگے ازالہ فرماتے ہین وہ یہ کہ عوام کو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ یہی بزرگی کی بھی علامت ہے اور بے اس کے بزرگ ہی نہین ہوتا اسلیے آگے اس کا جواب فرماتے ہین کہ -

این نشان الخ - یعنی یہ تو ایک ظاہری نشانی ہے کچھ نہیں ہے باطن کو تلاش کرو اور ظاہر پرست گھڑے ہو مطلب یہ کہ یہ کرامت وغیرہ تو ان حضرات کے کمال کی ایک ظاہری نشانی ہے ورنہ کہین باطنی کمالات کو یہ تھوڑا ہی پہونچ سکتا ہے تو ان ظاہری باتون پرست جاؤ بلکہ دولت باطنی کو حاصل کرو - آگے اس کی ایک مثال ہے اور خوب ہے فرماتے ہین کہ -

سوئے شہر از الخ - یعنی شہر مین باغ سے ایک شاخ لاتے ہین کیونکہ باغ و بستان کو وہان کہان لیجاوین مطلب یہ کہ دیکھو باغ مین سے شہر مین ایک پھول یا ایک پھل وغیرہ لاتے ہین کہ جس سے کہ دوسرے کو اندازہ ہوجاتا ہے کہ جس باغ کا یہ پھل پھول ہے وہ ایسا ہوگا - اسی طرح عالم غیب کے جو کمالات ہین یہ کرامات وغیرہ اون مین سے ایک پھل پھول ہے اس سے دیکھ لو کہ وہ اصل کیا کچھ ہوگا ورنہ کوئی سالمے باغ کو لاکر تھوڑا ہی سامنے رکھتا ہے تو جب اس باغ دنیا کو ساری کو کوئی لاکر نہین دکھا سکتا تو بھلا اوس باغ عالم غیب کو تو سالمے کو کون دکھا سکتا ہے اسی کو فرماتے ہین کہ -

خاصہ باغے الخ - یعنی خاصکر وہ باغ کہ یہ آسمان اوسکا ایک پتا ہے بلکہ وہ مغز ہے اور یہ جہان مثل پوست کے ہے پھر اسکو پورے کو کون دکھا سکتا ہے -

بر نمی داری الخ - یعنی تم اوس باغ کی طرف قدم نہین رکھ سکتے ہو تو اوس کی بوئے افزون ہی کو تلاش کرو اور زکام کو دفع کرو - مطلب یہ کہ کچھ تھوڑی سی اوس سے حاصل کرلو اور ان موانع نفس و شیطان کو دفع کرو اگر کچھ بو بھی اوس سے مل گئی تو یہ ہوگا کہ -

تاکہ الخ - یعنی تاکہ وہ بو تمھاری جان کو اس طرف جاذب ہوجاوے اور تاکہ وہ بو تمھاری آنکھون کا نور ہوجاوے اسمین اشارہ ہے اس طرف کہ دیکھو جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھین یوسف علیہ السلام کے پیراہن کی خوشبو سے کھل گئی تھین اسیطرح تمکو بھی بصیرت حاصل ہوجاویگی -

تاکہ الخ - یعنی تاکہ وہ بو تم کو اس بستان کیطرف کھینچے اور تم کو ہدایت کی راہ دکھاوے -

چشم نابینات الخ - یعنی تیری چشم نابینا کو بینا کردے اور تیرے سینہ کو سینا (کیطرح تجلی گاہ حق) کردے -

گفت یوسف الخ - یعنی حضرت یوسف بن یعقوب نبی علیہما السلام نے بو ہی کے لیے فرمایا تھا کہ القوا علی وجہ ابی - تو دیکھو وہ بوئے پیراہن ہی بصیرت کے حصول کا سبب ہوگئی - اسی طرح اگر تم اوس بستان حقیقی سے کچھ بو بھی حاصل کروگے تو تم کو بصیرت حاصل ہوجاویگی -

بہر این الخ - یعنی حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نصائح مین اسی بو کے لیے فرمایا ہو کہ میری آنکھون کی ٹھنڈک ہمیشہ نماز مین ہے - چونکہ اوپر عالم غیب کو بستان سے تشبیہ دی ہے کہ اوس باغ سے بو ہی حاصل کرلو اب فرماتے ہین کہ دیکھو حضور کا ارشاد ہے کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز مین ہو تو یہ بھی اوسی بو کا اثر ہے جو کہ عالم غیب سے حاصل ہوتی تھی تو دیکھو اس بو کا اثر آنکھ مین پہونچتا ہے چونکہ یہان معلوم ہوا کہ شامہ سے اثر آنکھون تک بھی پہونچتا ہے اس لیے آگے قاعدہ کلیہ فرماتے ہین کہ -

پنج حس الخ - یعنی پانچون حسین ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہین اور یہ پانچون اس اصل بلند سے

قوت یک قوت باقی بود + ما بقی را ہر یکی ساقی بود +
دیدن دیدہ فزاید عشق را + عشق در دیدہ فزاید صدق را +
صدق بیداری ہر حس می شود + حسہا را ذوق مونس می شود +

آگی ہین پنج حس سے مراد لطائف لیے جاوین تو بہتر ہے اور اگرچہ لطائف ستہ ہین مگر نفس کو بعض نے تابع روح کے کہا ہے اس لیے اصل پانچ ہی ہین تو مولانا فرماتے ہین کہ دیکھو اوپر یہ تو معلوم ہو گیا کہ ایک حس سے دوسری مین اثر پہونچتا ہو جیسا کہ شامہ سے باصرہ مین پہونچا مگر لطائف کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے کہ اگر ایک لطیفہ کو صاف کر لیا جاوے تو اوس کا اثر دوسرون پر بھی پڑتا ہے اور وہ بھی صاف ہو جاتے ہین یہ ایک مرتبہ پہلے ہی بیان کیا ہے کہ انسان مین لطیفے ہین جنکا نام قلب ۱۔ روح ۲۔ نفس ۳۔ سر ۴۔ خفی ۵۔ اخفی ۶ ہے اسمین سے نفس کو روح کے تابع کیا ہے اس لیے پانچ رکھئے اور ان کے اثر بھی مختلف ہین مثلاً غذا قلب کی ذکر ہے اور غذا روح کی حضوری ہے اور غذا سر کی مکاشفہ اور غذا خفی کی شہود و فنا اور غذا اخفی کی فنا ر الفناء ہو تو حضرات نقشبندیہ مین تو یہ قاعدہ ہے۔ کہ وہ حضرات ان لطیفون کو صاف کراتے ہین کہ اول ایک کی مشق کراتے ہین پھر دوسرے کی پھر تیسرے کی جس کا نتیجہ بعض کے لیے پریشانی اور حیرت ہو جاتا ہے کہ وہ احاطہ تو کر نہین سکتا بس پریشان ہو جاتا ہے خدانخواستہ اس سے مقصود طریق پر طعن نہین ہے بلکہ بعض کی حالت کا بیان ہے اور ہمارے حضرت کی یہ تحقیق ہے کہ صرف ایک کو صاف کر لیا جاوے اوس سے اور دوسرے بھی صاف ہو جاوینگے۔ اور حضرت فرمایا کرتے تھے کہ سالک کو چاہئے کہ توجہ قلب کی طرف رکھے کہ اوس کی درستی سے اور دیگر لطائف بھی درست ہو جاوین گے اور اس کی تائید ایک حدیث سے ہوتی ہو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فی جسد ابن آدم مضغۃ ان صلحت صلح الجسد کلہ وان فسدت فسد الجسد کلہ الا وہی القلب تو دیکھو قلب کی درستی سے اور اعضاء کی درستی ہوتی ہے تو اسی طرح اس لطیفہ کے صاف ہونے سے دوسرے لطائف خود بخود صاف ہو جاتے ہین بس اس کی صفائی مین کمال اور رسوخ پیدا کرنا چاہئے۔ اسی کو مولانا بھی فرماتے ہین کہ اگر ایک کو درست کروگے تو چونکہ سب اعضاء کا تعلق ایک دوسرے سے ہو تو ایک کی درستی سے اور بھی درست ہو جاوینگے آگے بھی اسی کو فرماتے ہین کہ۔

قوت الخ۔ یعنی ایک کی قوت دوسرے کے لیے قوت ہو جاتی ہے اور باقیون کے لیے یہ ایک ساقی بنجاتا ہے یعنی اسی سے دوسرون مین بھی صفائی اور جلا پہونچتی ہے۔

دیدن دیدہ الخ۔ یعنی آنکھ کا دیکھنا تو عشق کو بڑھاتا ہے اور آنکھ مین عشق ہونا صدق کو بڑھاتا ہے۔

صدق الخ۔ یعنی صدق حس کی بیداری ہو جاتی ہے اور ذوق حواس کے لیے مونس ہو جاتا ہے۔ اور یہ صدق ہی نسبت راسخہ ہے تو معلوم ہوا کہ نسبت راسخہ کے پیدا کرنے کے لئے اول عشق کی ضرورت ہے کہ حق تعالے سے عشق ہو جاوے تب نسبت راسخہ پیدا ہوگی اور عشق ہوتا ہے کثرت ذکر سے دیکھو جس چیز کو اکثر یاد کروگے اوس سے محبت بڑھ جاوے گی تو اصل مین اول کثرت ذکر ہوا کہ اسی سے بتدریج نسبت راسخہ اور ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے آگے ان حواس باطنیہ مین سے ایک کے منور ہونے سے دوسرون کے منور ہو جانے کو بیان فرماتے ہین کہ

نور غیب مین سے عارف کے حواس کے منور ہوجانیکے بیان کا شروع

چون الخ۔ یعنی جبکہ ایک حس نے چلنے مین بند کو کھولدیا تو باقی حواس بھی سب بدل جاتے ہین۔
چون الخ یعنی جب ایک حس نے غیر محسوسات کو دیکھا تو تمام حواس پر غیبی اشیاء ظاہر ہوگئین۔ مطلب وہی کہ اگر ایک حس باطنی بھی درست ہوگئی تو اس سے اور سب بھی درست ہوجاوینگی آگے ایک بہت ہی نفیس مثال ہے کہ۔
چون الخ۔ یعنی جبکہ گلہ مین سے ایک بھیڑ کول پر سے کودجاوے تو پیچھے پیچھے ساری اوسی طرف کو کودجاتی ہین۔ اسی طرح اگر ایک حس درست ہوگئی تو دیگر حواس بھی اسی طرح منور ہوجاتے ہین گویا کہ حواس باطنی کی بھیڑ چال ہے کہ جدہر ایک اودہر سب اور یہ حدیث سے ثابت ہے کہ اگر قلب درست ہو تو اور سب بھی درست ہین تو ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ کی تحقیق کہ سالک کو توجہ قلب کی طرف کرنی چاہیئے۔ اور ذکر بھی قلب ہی سے کرنا چاہیئے پوری طرح ثابت ہوگئی آگے فرماتے ہین کہ۔
گوسفندان ۔ الخ۔ یعنی اپنے حواس کی بھیڑون کو ہانک چراگاہ مین اخرج المرعے سے نکالدے۔ اخرج المرعے سے مراد یہ دنیا ہے اس لیے کہ قرآن شریف مین ہے والذی اخرج المرعے اور اس سے یہ مرعے دنیا ہی کا مراد ہے تو یہان بھی یہی مراد ہے کہ اس دنیا سے ان حواس کو علیحدہ کرے اور اسکی محبت کو ان سے نکالدے کہ اسی سے انمین کمال پیدا ہوجاوے گا۔
تا در آنجا الخ۔ یعنی تاکہ وہان سنبل اور ریحان چرین۔ اور تاکہ گلزار حقائق مین راستہ لیجاوین۔
ہر حست ۔ الخ یعنی تیری ہر حس دوسرے حواس کیلیے پیغمبر ہوجاویگی یہانتک کہ یکایک اوس جنت کیطرف دوڑ جاویگی مطلب یہ ہے کہ اگر اس دنیاکے تعلقات اور محبت سے حواس باطنی کو الگ کرلوگے تو عالم غیب سے حقائق و معارف حاصل ہون گے اور جس طرح کہ پیغمبرون کا کام ہدایت کا ہوتا ہے اور یہ حضرات ہدایت کرکے سب کو پکڑ پکڑ کر جنت مین بھر دیتے ہین اسی طرح ایک حس کے درست ہونے سے وہ حس دوسرے حواس کو بھی ہدایت کرکے درست کردے گی اور جنت مین پہونچ جاؤگے۔

شرح حبیبی

حسّہا یا حسّ تو گویند راز — بے زبان و بے حقیقت بے مجاز
کین حقیقت قابل تاویلہاست — وین توہّم مایۂ تخییلہاست
آن حقیقت کان بود عین عیان — ہیچ تاویلے نگنجد در میان
چونکہ ہر حس بندۂ حس تو شد — مر فلکہا را نباشد از تو بُد
چونکہ دعوے میرود در ملک پوست — مغز آن کہ بود قشر آن اوست
چون تنازع او فتد در تنگ گاہ — دانہ آن کیست آنرا کن نگاہ

پس فلک قشرست نور روح مغز — این پدیدست آن خفی زین دو مغز
جسم ظاہر روح مخفی آمده است — جسم ہمچون آستین جان ہمچو دست
باز عقل از روح مخفی تر بود — حس بسوئے روح زوتر رہ برد
جنبشے بینی بدانی زنده است — این ندانی کو ز عقل آگنده است
تا که جنبشہائے موزون سر کند — جنبش مس را بدانش زر کند
زان مناسب آمدن افعال دست — فہم آید مر ترا که عقل ہست
روح وحي از عقل پنہان تر بود — زانکه او غیب ست و او زان سر بود
عقل احمدؐ از کسے پنہان نشد — روح وحیش مدرک ہر جان نشد
روح وحي را مناسبہاست نیز — در نیابد عقل کان آمد عزیز
گه جنون بیند گہے حیران شود — زانکه موقوفست تا او آن شود
چون مناسبہائے افعال خضرؑ — عقل موسےؑ بود در دیدش کدر
نامناسب مے نمود افعال او — پیش موسےؑ چون نبودش حال او
عقل موسےؑ چون بود در غیب بند — عقل موشے خود کیست ای ارجمند

جب تصفیہ لطائف ہو جائے گا تو دیگر حواس تیری حس سے اپنے راز بدون زبان کے اور بلا الفاظ اور بدون حقیقت و مجاز کے ظاہر کر دینگے یعنی مسترشدین وغیرہ کے لطائف کی حالت پورے طور پر منکشف ہو جائیگی۔ اور ارشاد کے لیے اسی قسم کے علم کی ضرورت ہے کیونکہ اول تو حقیقت بھی تاویل ہے چہ جائیکہ مجاز لہذا الفاظ و عبارت مسترشد سے اصلی حالت کا معلوم ہونا دشوار دوسرے توہم مسترشد طرح طرح کے خیالات پیدا کر سکتا ہے اور وہ خیالات اس کو مغالطہ دیکر اصلی حالت ظاہر نہ کرنے دینگے اس سے بھی اصلی حالت مخفی ہو جائیگی پر وہ حقیقت کشف ہی ہے جو بدون عارض کے فی نفسہا اصلی حالت کو معاین و مشاہدہ کرتی ہے اور جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں الا لعارض جو کہ نادر ہے اور جبکہ اندرون کے حواس تیری حس کے مسخر ہو گئے تو افلاک وغیرہ لامحالہ مسخر ہونگے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جب مغز میں کسی کی ملک تسلیم ہوگی اور پوست کی ملک ابتدائے میں نزاع ہوگا۔ تو فیصلہ یہی ہوگا کہ پوست اسی کی ملک ہے جسکی ملک مغز ہے۔ لہذا جب انکا تسلط مجردات پر مان لیا گیا تو مادیات پر تسلط خود ماننا پڑے گا۔ یا یوں کہو کہ جب دانہ میں کسی کی ملک تسلیم ہوگی اور بھوسہ کی ملک ابتدائی میں نزاع ہوگا تو یہ دیکھا جاویگا کہ دانہ کسکی ملک ہے جسکی ملک دانہ ہوگا اسی کی بھوسہ ہوگا۔ پس افلاک پوست اور بھوسہ ہیں اور نور روح مغز اور دانہ ہے تو جسکی روح مسخر ہوگی اسی کے افلاک مسخر ہوں گے (افلاک کے پوست اور کاہ اور روح کے مغز و دانہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ روح مجرد و اشرف ہے اور افلاک مادی و اخس لہذا وہ مثل مغز ہے اور یہ مثل پوست) یا یوں کہو کہ جسم مثل آستین کے ہے اور جان مثل ہاتھ کے جسطرح آستین تابع ہے ہاتھ کے یونہی جسم بھی تابع ہے روح کے۔ اس لیے بھی لازم ہے کہ جب روح پر کیمیا کا تسلط ہو تو اجسام پر بھی ہو یہاں چونکہ خفاء روح کا ذکر آگیا ہے اس لیے مناسب ہے کہ اس کے مناسب

دیگر امور پر بھی تنبیہ ہو جاوے وہ یہ کہ عقل روح سے بھی مخفی ہے کیونکہ روح بہ نسبت عقل کے جلد محسوس ہوتی ہے دیکھو جب کسی جسم کے اندر حرکت محسوس ہوتی ہے تو اس سے اوسکی روح کا تو ادراک ہو جاتا ہے مگر عقل کا ادراک نہین ہو سکتا۔ تا وقتیکہ اوس سے حرکات متناسب صادر نہون۔ اور وہ اپنی حرکات مثل مس کو عقل کے ذریعہ سے زرینہ بنائے پس جب ہاتھ وغیرہ کے حرکات متناسب ہون گے اسوقت معلوم ہو سکتا ہے کہ عقل ہے ایک اور شے عقل سے بھی مخفی ہے وہ وحی ہے کیونکہ اوس کا تعلق سراسر غیب سے اور وہ صفت ہے حق سبحانہ کی جسکی تلقی کے لیے ضرورت پڑتی ہے کہ خود صاحب وحی کو عالم غیب سے تعلق ہو۔ بخلاف روح و عقل کے کہ اونکو خود عالم شہادت سے تعلق ہوتا ہے اور اوس کے اخفی ہونے کی علامت یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل تو کسی سے مخفی نہین تھی مگر روح وحی کا ادراک ہر جان کو نہ ہوا۔ یہ مسلم ہے کہ جسطرح عقل و روح کے لیے مناسبات ہین جن سے انکا پتا چلتا ہے یون ہی روح وحی کے بھی مناسبات ہین مگر اون کی گران قدری کے سبب ہر شخص کی عقل کی ان تک رسائی نہین ہو سکتی اس لئے کبھی وہ اس کو جنون سمجھتا ہے کبھی اوس کے افعال کی موزونیت کو دیکھکر متحیر رہ جاتا ہے۔ کیونکہ اوس کا ادراک موقوف ہے اسپر کہ اس کو اس سے مناسبت تامہ حاصل ہو جاوے۔ اور یہ ہے نہین لہذا ادراک نہین ہو سکتا۔ دیکھو افعال خضر علیہ السلام کے مناسبات کے ادراک سے موسیٰ علیہ السلام کی عقل مکدر ہو گئی تھی لہذا اون کے افعال اونکو نامناسب معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ اسوقت موسیٰ علیہ السلام کی وہ حالت نہ تھی جو حضرت خضر کی تھی اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ جب بعض اوقات مین موسیٰ علیہ السلام کی عقل مقام غیبی ادراک سے عاجز ہو جاتی ہے۔ تو پھر جو ہے کی عقل کیا چیز ہے کہ اوسے ادراک کر سکے۔

حسہا اگر گویند راز بے زبان و بے حقیقت بے مجاز

شرح شبیری - حسہا الخ - یعنی حواس تیری حس سے راز کہدینگے - بے زبان کے اور بے حقیقت کے اور بے مجاز کے مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنے حواس کو درست کر لوگے اور خود کام کے ہو جاؤ گے اور مسند ارشاد پر بیٹھوگے تو حق تعالے تم کو وہ ملکہ عطا فرما دین گے کہ تمکو طالبین کی حالت اور اونکی استعداد کا حال معلوم ہو جائیگا اور اسطرح معلوم ہوگا کہ گویا خود اونھون نے ہی تمکو اپنا کچا چٹھا بتا دیا اور یہ جو تمکو معلوم ہوگا یہ بذریعہ کشف کے معلوم ہوگا۔ اور یہ کشف استعدادات ہر شیخ کو ہوتا ہے ہان وہ کشف مصطلح تو ہر کسیکو نہین ہوتا مگر کشف استعداد سب کو ہوتا ہے اس لیے کہ اگر یہ نہو تو کام کسطرح چل سکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب بذریعہ کشف کے معلوم ہوگا تو یہ بے زبان اور بے الفاظ کے ہی ہوگا۔ کہ ظاہری زبان اور الفاظ سے کسی نے کچھ نہین کہا مگر اون کی ساری حالت معلوم ہو گئی چونکہ الفاظ کی دو ہی قسم ہین ایک حقیقت اور دوسری مجاز اس لیے بے حقیقت اور بے مجاز سے حاصل بے الفاظ ہے۔ یعنی وہ کشف استعداد بلا کسی کے بتلائے ہوئے اور بے تعبیر الفاظ ظاہری کے ہوتا ہے اور اگر شیخ کو اسقدر ملکہ اور یہ کشف نہو تو صرف سالک اور طالب کا خود اپنی حالت کو بیان کر دینا ہرگز کافی نہین ہو سکتا اور اوسکو وہ لوگ خوب جانتے ہین کہ جو کام مین لگے ہوئے ہین۔ اس لیے کہ اول تو کوئی بھی اپنی پوری حالت کو بیان نہین کر سکتا۔ پھر بعض چیز کہ حیرت وغیرہ غالب ہوتی ہے وہ تو اور بھی بیان سے قاصر ہوتے ہین اور دوسرے سب سے بڑی بات یہ ہے

سالک اپنی جو حالت بیان کر رہا ہے وہ اس کو کچھ سمجھے ہوئے ہے اور اصل مین وہ اور ہے اور بیا اکثر ہوتا ہے کہ ایک ہی حالت ایک شخص کے لیے تو موجب ترقی درجات اور دوسرے کیلیے موجب کفر تو یہ فرق تو تفاوت استعدادات ہی سے ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے۔ پس ضرور ہوا کہ شیخ کو کشف استعداد سالک ہو اسی کو فرماتے ہین کہ جب خود تمھارے حواس درست اور کامل ہو جاوینگے تو حق تعالے تمکو وہ بصیرت عطا فرماوینگے کہ جس سے تم کو اوروں کی حالت بھی بالکل صاف طور پر معلوم ہو جایا کریگی۔ آگے خود بیان سالک کے ناکافی ہونے کو صراحۃً بیان فرماتے ہین کہ

کاین الخ۔ یعنی کہ یہ حقیقت تو قابل تاویلات ہے اور یہ توہم مایۂ تخیلات ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مجاز تو پہلے سے ماول اور منصرف عن الظاہر دالحقیقہ ہے ہی مگر جو حقیقت کو بھی لیا جاوے اور کہا جاوے کہ اس کے بیان مین کوئی شبہ شک نہین ہوتا تو یہ بھی غلط ہے اس لیے کہ وہ بھی محل تاویل ہے اس لیے کہ انسان احاطہ کئے ہوئے تو ہے ہی نہین ممکن ہے کہ جسکو کہ حقیقت سمجھ رہا ہے وہ حقیقت نہو۔ بلکہ وہ معنی اس کے منصرف عن الظاہر ہون تو پھر یہ بھی حقیقت نہ رہی اور یہ جو سالک کو وہم ہوتا ہے کہ اب یہ حالت ہے اور اب یہ ہے اسکا بھی اعتبار نہین ممکن ہے کہ جسکو یہ محمود سمجھ رہا ہے وہ مذموم ہو اور جسکو مذموم سمجھ رہا ہے وہ محمود ہو لہذا معلوم ہوا کہ ان الفاظ ظاہری اور بیان سالک مین ضرور غلطی ہو سکتی ہے بلکہ غالب غلطی ہونا ہے بخلاف اوس کشف کے کہ جمہور یہی فرماتے ہین کہ جبوقت کہ حواس باطنیہ مین کوئی خرابی نہو اس وقت کشف صحیح ہی ہوتا ہے اور اوس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے حواس ظاہرہ کہ اگر وہ صحیح ہوتے ہین اور کوئی خرابی نہین ہوتی اون کے احساسات درست ہوتے ہین اور اگر کوئی خلل ہوتا ہے تو اونکے احساسات کبھی درست نہین ہوتے اسی طرح کشف حواس باطنیہ کا احساس ہے پس اگر حواس درست ہین تو یہ بھی درست ہے ورنہ نہین۔ اور یہ بہت ہی کم غلط ہوتا ہے گویا کہ نہین ہوتا جیسا کہ حواس ظاہرہ کہ وہ اپنے فعل سے بہت ہی کم متخلف ہوتے ہین تو اگر الفاظ اور زبان سے بیان کیا جاوے تو اُسمین تو شبہ رہ سکتا ہے مگر کشف مین بہت ہی شاذ و نادر غلطی ہوتی ہے لہذا معدوم ہی قرار دیا جاوے گی۔ تو اس لیے کشف استعدادات ضروری ہے آگے مولانا اسی کو فرماتے ہین کہ ان ظاہر الفاظ وغیرہ مین شبہ اکثر ہے اور اس مین کم ہے فرماتے ہین کہ۔

این حقیقت الخ۔ یعنی یہ حقیقت جو کہ معائنہ سے ہوتی ہے اوس کے اندر کوئی تاویل نہین سماتی۔ مطلب یہ کہ چونکہ کشف مین تو معائنہ بچشم باطن ہوتا ہے اس لیے فرماتے ہین کہ اون حقیقت الفاظ ظاہر مین تو شبہ رہتا ہے مگر اس مین چونکہ دیکھ لیتے ہین کچھ شبہ ہی نہین ہوتا اور اگر کبھی غلطی ہوتی ہے تو وہ ایسی ہوتی ہے کہ جیسے حواس ظاہرہ مین بھی بعض مرتبہ ہوتی ہے جیسے کہ ریل مین بیٹھے ہوئے برابر دوسری ریل چلنے تو خود اپنی گاڑی یہ چلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے حالانکہ وہ کھڑی ہوتی ہے تو دیکھو کسقدر سخت غلطی ہے مگر اس سے حواس کے مدرکات کو کوئی ظنی نہین کہتا اسی طرح ان حواس کے مدرکات کو بھی کسی اتفاقی غلطی سے ظنی یا غلط نہ کہا جاوے گا بلکہ قریب قریب یقین ہی کے کہا جاوے گا بلکہ بعض نے تو کشف کو یقینیات مین سے کہا ہے مگر جمہور کا یہی مذہب ہے

کہ یقینی نہین ہو تا ان قریب بہ یقین ہو کہ غلطی شاذ ہے آگے فرماتے ہین کہ ۔

چونکہ الخ ۔ یعنی جبکہ تمام حواس تمھارے حس کے تابع ہوئے تو افلاک کو بھی تم سے بد نہ ہوگا ۔ مطلب یہ ہے حدیث مین ہے کہ جب زمین پر اللہ کہنے والا کوئی نہ رہیگا اس وقت قیامت قایم ہو جاویگی اور افلاک وغیرہ سب برباد ہو جاوینگے اور ذکر کرنے والے اور اللہ کی یاد مین رہنے والے خود اولیا اللہ ہوتے ہین یا ان ہی کی وجہ سے دوسرے ہوتے ہین تو جب کہ یہ شخص مشارالیہ ہے تو اوسکی وجہ سے بھی حق تعالے کا نام دنیا مین لیا جا رہا ہے ۔ لہذا افلاک بھی اپنے وجود مین انکے محتاج ہوئے اگر یہ حضرات نہون تو اونکا وجود بھی نہین رہ سکتا ۔ تو جسطرح کہ حواس باطنی کو ان سے فائدہ ہوتا ہے اسی طرح اکو ان کو بھی ان سے فائدہ ہے اور وہ بھی ان کے محتاج ہین آگے اس کو ایک ذہنی قصہ سے مثال دیکر واضح فرماتے ہین کہ ۔

چونکہ الخ ۔ یعنی جب دعوے پوست کے مالک ہونے مین ہو تو مغز جسکی ملک ہے چھلکا بھی اوسی کی ملک ہے مطلب یہ کہ اگر دو شخص لڑتے ہوئے آوین ایک مدعی ہو اور ایک مدعا علیہ اور جھگڑا کسی چیز کے چھلکے مین ہو اس طرح کہ ایک مدعی ہے کہ یہ چھلکا بغیر اس کے ہبہ کئے ہوئے اور بیچے اوسکی ملک ہے اول یہ اصل سے میرا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ میرا ہے اور مغز مین دونون متفق ہین کہ مدعا علیہ ہی کا ہے تو فیصلہ یہ ہوگا کہ جسکا مغز ہے اوسی کا پوست بھی ہے تو چونکہ قلوب مثل مغز کے ہین اور یہ اکوان اونکے آگے مثل پوست کے ہین تو جب قلوب ان حضرات کے تابع ہین اور انکے وجود کے محتاج ہین تو یہ اکوان جو کہ پوست کی طرح ہین بدرجہ اولی محتاج اور تابع ہونگے آگے ایک دوسرے فرضی قصہ سے تائید فرماتے ہین کہ ۔

گر تنازع الخ ۔ یعنی اگر ایک بھوسہ کے گٹھے مین جھگڑا پڑے تو دیکھو دانہ کس کا ہے (وہ بھوسہ بھی اوسی کا ہے) مطلب یہ کہ دو شخص آئے اور ایک کہتا ہے کہ یہ بھوسہ جبکہ دانہ کے اندر تھا جب سے ہی میرا ہے بعد مین ہبہ وغیرہ اس نے نہین کیا بلکہ اصل سے میرا ہی ہے تو بس یہی دیکھا جاویگا کہ دانہ کس کا ہے یہ بھوسہ بھی اوسی کا ہوگا ۔ اور یہ ظاہر ہے جب یہ ثابت ہو گیا تو اسپر تفریع کرتے ہین کہ ۔

پس فلک الخ ۔ یعنی پس فلک تو قشر ہے اور نور روح مغز ہے اور یہ فلک تو ظاہر ہے اور وہ مخفی ہے اس سے لغزش مت کرو ۔ مطلب یہ کہ چونکہ فلک اور دیگر اکوان سب ظاہری ہین اور روح مغز ہے اور مغز کے تابع قشر ہوا کرتا ہے تو جب اصل تابع ہے تو فرع تو بطریق اولی تابع ہوگی اور آئینہ ایک یہ بھی وجہ شبہ ہے کہ جسطرح مغز پوشیدہ ہوتا ہے اسی طرح روح افلاک کی نسبت مخفی ہے ۔ اور جسطرح قشر ظاہر ہوتا ہے افلاک بھی ظاہر ہین آگے روح اور جسم اور پھر عقل و روح وغیرہ کا آپسمین ایک دوسرے سے مخفی ہونا بیان فرماتے ہین کہ ۔

جسم ظاہر الخ ۔ یعنی جسم تو ظاہر ہے اور روح مخفی آئی ہے اور جسم آستین کیطرح ہے اور جان ہاتھ کی طرح ہے مصرعہ اولی مین تو ایک کا دوسرے سے مخفی ہونا بیان کیا ہے اور ثانی مین ایک کا دوسرے کے تابع ہونا بتلایا ہے ۔

باز عقل الخ ۔ یعنی پھر عقل روح سے بھی زیادہ مخفی ہوتی ہے ۔ اور حس روح کیطرف جلدی راہ لیجاتی ہے

چونکہ ہر حس بندۂ حس تو شد + مر فلکہا را نباشد از تو بد
چونکہ دعوی میرود در ملک پوست + مغز آن کہ بود قشر آن اوست
گر تنازع در فتد در تنگ کاہ + دانہ آن کیست آنرا کن نگاہ
پس فلک قشرست و نور روح مغز + این پدیدست آن خفی زین رو ملغز
جسم ظاہر روح مخفی آمدست + جسم ہمچون آستین جان ہمچو دست
باز عقل از روح مخفی تر بود + حس بسوی روح زوتر رہ برد

یعنی چونکہ روح عقل کی نسبت کر ظاہر ہوتی ہے اس لیے حس روح کا ادراک تو جلدی کر لیتی ہے اور عقل کا ادراک دیر مین ہوتا ہے آگے اسکو واضح فرماتے ہین کہ۔

جنبشے بینی الخ۔ یعنی تم جنبش دیکھتے ہو اور جان لیتے ہو کہ زندہ ہے اور یہ نہین جانتے کہ وہ عقل سے بھی پر ہے مطلب یہ کہ دیکھو اگر کسی کو پڑا ہوا دیکھو تو وہ اگر ذرا بھی جنبش کرے معلوم ہو جاوے کہ اسمین روح موجود ہے مگر یہ پتا نہین چل سکتا کہ آیا مجنون ہے یا عاقل ہے یا کم عقل ہے تو دیکھو روح کا ادراک تو ہو گیا مگر عقل کا نہوا تو روح سے عقل زیادہ مخفی ہوئی عقل کا ادراک اسوقت ہو گا جبکہ اس شخص سے حرکات موزون موافق عقل سرزد ہون اسی کو فرماتے ہین کہ۔

تا کہ جنبشہائے الخ۔ یعنی یہان تک کہ موزون حرکات صادر کرے اور حرکت مس کو عقل سے سونا کر دے مطلب یہ کہ جب اس سے حرکات موزون موافق عقل کے سرزد ہون اور کسی حرکت ناشائستہ کو عقل کے ذریعہ سے وہ خوب اور کامل بنادے اسوقت کہا جاوے گا کہ ہان عاقل ہے تو دیکھو کہ روح کا تو پتہ ایک جنبش سے لگ گیا اور اسکا پتہ اسقدر جنبشون مین بھی مشکل سے لگتا ہے۔

زان مناسب الخ۔ یعنی اوس سے ہاتھ کے افعال کے موزون صادر ہونے سے تم کو معلوم ہو گا کہ اسکو عقل ہے پس ثابت ہو گیا کہ روح سے عقل زیادہ مخفی ہے۔

روح وحی الخ۔ یعنی روح وحی عقل سے بھی زیادہ پوشیدہ ہوتی ہے اس لیے کہ وہ تو غیب ہے اور اُس طرف سے ہوتی ہے۔ روح وحی سے مراد وہ استعداد قبولیت وحی۔ مطلب یہ کہ استعداد قبولیت وحی عقل سے بھی زیادہ مخفی ہے کہ کوئی شخص یہ نہین پہچان سکتا کہ اس شخص مین استعداد ہے کہ یہ وحی کو قبول کر سکے اور رسول ہو سکے اسکو کوئی بھی معلوم نہین کر سکتا۔ نہ کسی جنبش سے اور نہ کسی حرکت سے اس لیے کہ اس کا کوئی خاص اثر ظاہر یہ ہے ہی نہین بخلاف عقل کے کہ اوس کے آثار ظاہر یہ ہوتے ہین کہ مثلاً افعال موزون کا صدور وغیرہ تو یہ اوس سے بھی زیادہ مخفی ہوا آگے ایک مثال سے اور واضح فرماتے ہین کہ

عقل احمد الخ۔ یعنی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل تو کسی سے پوشیدہ نہ ہوئی مگر اون کی روح وحی کو ہر جان نے ادراک نہ کیا۔ مطلب یہ کہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شخص جانتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاقل ہین مگر آپ کے رسول ہونے کا بہت کم لوگون کو ادراک ہوا اسکی یہی وجہ تھی کہ یہ استعداد قبول وحی عقل سے بھی زیادہ مخفی اور باریک ہے یہان کسی کو شبہ ہوتا کہ عقل کو تو اوس کے آثار اور مناسبات سے معلوم کر لیتے ہین مگر وحی کے چونکہ آثار نہین ہین اس کو اس سے نہین معلوم کر سکتے باقی اوس سے خفی نہین ہے اوس کا جواب فرماتے ہین کہ۔

روح الخ۔ یعنی روح وحی کے بھی مناسبات ہین مگر عقل مین نہین آتے اس لئے کہ وہ عزیز ہین مطلب یہ کہ اوس استعداد قبول وحی کے بھی مناسبات ہین جیسے کہ مثلاً ظہور معجزات اون کے ہاتھ سے کہ اگر کوئی ساحر وغیرہ دعوئے نبوت کرنے چاہے کہ معجزات و خوارق اوس سے صادر ہون تو یہ ممکن نہین ہے لہذا معلوم ہوا کہ مناسبات اس کے بھی ہین مگر ہر عقل اون کا ادراک نہین کر سکتی۔ اسی لیے کہ وہ عقل سے مخفی

جنبشے بینی بدانی زندہ است + تاکہ جنبشہائے موزون سرکند + زان مناسب آمدن افعال دست + روح وحی از عقل پنہان تر بود + عقل احمد از کسے پنہان نہ شد + روح وحیی را مناسبہاست نیز +
این ندانی کو ز عقل آگندہ است + جنبش مس را بدانش زر کند + فہم آید مر ترا کہ عقل ہست + زانکہ او غیب است او زان سر بود + روح وحیش مدرک ہر جان نہ شد + در نیابد عقل کان آمد عزیز +

ہے اور عقل کی اوس کے ادراک مین یہ حالت ہوتی ہے کہ۔

کہ جنون بیند الخ۔ یعنی کبھی جنون دیکھتی ہے اور کبھی حیران ہوتی ہے اس لیے کہ وہ تو موقوف ہے جبتک کہ وہ وہی نہوجاوے مطلب یہ کہ عقل کے ادراک مین یہ حالت ہوتی ہے کہ کبھی تو ایک حکم لگاتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ دعویٰ محض جنون ہے پھر دیکھتی ہے کہ اس کے علاوہ اور ساری باتین تو سمجھ کی ہین تو اب حیران ہوتی ہے کہ آخر خاص اس بات مین کیا ہے کہ اس مین تو جنون ہے اور دوسری باتون مین اچھا خاصہ ہے پس یہان آکر حیران رہجاتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عقل کا اوس کو پہچاننا موقوف اس پر ہے کہ عقل کو اوس سے مناسبت ہو اور وہ اسقدر بڑھے کہ درجہ عینیت مصطلحہ تک پہونچ جاوے اس وقت عقل اوس کو ادراک کرسکتی ہے اور قبول کرسکتی ہے اور جب تک کہ یہ نہین ہے اس وقت تک اوس کا ادراک بہت مشکل ہے آگے اوس کی ایک مثال فرماتے ہین کہ۔

چون مناسبہائے الخ۔ یعنی جیسے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے افعال کی مناسبات کہ موسے علیہ السلام کی عقل اون کے دیکھنے مین مکدر تھی۔

نامناسب الخ۔ یعنی اون کے افعال نامناسب معلوم ہوتے تھے اس لیے کہ موسے علیہ السلام پر اونکا حال ظاہر نہ تھا مطلب یہ ہے کہ دیکھو جسطرح کہ موسےٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے قصہ مین ہے کہ خضر علیہ السلام کے افعال مین سب مین حکمتین ہین اور اس کے مناسبات بھی تھے جیسے کہ بعد کو معلوم ہوئے مگر موسیٰ علیہ السلام کو اونکی خبر نہ ہوئی اور وہ اعتراض ہی کرتے رہے اسی طرح عقل کے سامنے (باوجودیکہ مناسبات وحی موجود ہین) ظاہر نہین ہوتے اور اوس کو ہر عقل محض جب تک کہ اوس سے تعلق اور لگاؤ نہ پیدا ہوگیا ہو اوسکو شناخت نہین کرسکتی۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

عقل الخ۔ یعنی جبکہ موسے علیہ السلام کی عقل غیب مین بند ہے تو ایک چوہے کی عقل کیا ہوگی۔ اے ارجمند مطلب یہ کہ دیکھو جب موسے علیہ السلام اوس غیب کے اسرار کو معلوم نہ کرسکے اور اون کو خبر نہ ہوئی کہ اس مین کیا مصالح ہین تو بھلا خواص الناس اور دنیادار لوگ جن کی عقل چوہے سے بھی کم ہے وہ تو کیا ہی سمجھ سکتے ہین اور فرماتے ہین کہ

شرح حبیبی

علم تقلیدی بود بہر فروخت ⁂ چون بیابد مشتری خوش بر فروخت

مشتری علم تحقیقی حق است ⁂ دائما بازار او با رونق است

لب ببستہ مست در بیع و شری ⁂ مشتری بیحد کہ اللہ اشترے

درس آدم را فرشتہ مشتری ⁂ محرم درسش نہ دیو است و پری

آدم انبئہم باسما درس گو ⁂ شرح کن اسرار حق را مو بمو

آنچنان کس را کہ کوتہ بین بود ⁂ در تلون غرق و بے تمکین بود

[illegible] نیست حیران ای عزیز + چون مناسبہای افعال خضر + نامناسب می‌نمود افعال او + عقل موسی چون بود در غیب بند

[illegible] + عقل موشی خود کہ است ای ارجمند

موش گفتم زانکہ در خاکست جاش — خاک باشد موش را جائے معاش
راہہا داند ولے در زیر خاک — ہر طرف او خاک را کردست چاک
نفس موشے نیست الا لقمہ رند — قدر حاجت موش را عقلے دہند
زانکہ بے حاجت خداوند عزیز — مے نہ بخشد ہیچ کس را ہیچ چیز
گر نبودے حاجتِ عالم زمین — نافریدے ہیچ رب العالمین
این زمینِ مضطرب محتاج کوہ — گر نبودے نافریدے پر شکوہ
ور نبودے حاجت افلاک ہم — ہفت گردون نافریدے از عدم
آفتاب وماہ واین استارگان — جز بحاجت کے پدید آمد عیان
پس کمند ہستہا حاجت بود — قدر حاجت مرد را آلت بود
پس چو حاجت شد کمند ہستہا — قدر حاجت میرسد از حق عطا
پس بیفزا حاجت ای محتاج زود — تا بجوشد از کرم دریائے جود
این گدایان بر رہ وہر مبتلا — حاجت خود مے نماید خلق را
کوری وشلی وبیماری و درد — تا ازین حاجت بجنبد رحم مرد
ہیچ گوید نان دہید اے مردمان — کہ مرا مال است وانبارست وخوان
چشم ننہادست حق در کور موش — زانکہ بے چشمی ربودن ہست جوش
میتواند زیست بے چشم و بصر — فارغ است از چشم او در خاک تر

علم تقلیدی و استدلالی بیچنے کے لیے ہوتا ہے اور جب کوئی خریدار ملتا ہے تو بیچ دیتا ہے۔ برخلاف علم تحقیقی وکشفی وذوقی کے کہ اوس کا خریدار حق سبحانہ ہے اور اوس کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے گو لب خاموش ہوتے ہیں مگر بیع وشری جاری ہے اس لیے کہ جو اوس کا مشتری ہے وہ بے حد ونہایت ہے یعنی حق سبحانہ اور دلیل اس کی ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم واموالہم ہے جب مشتری بے حد ہے تو سلسلہ بیع وشری کیونکر ختم ہو اس علم کو اہل دنیا نہیں خرید سکتے کیونکہ ہر علم کے قدردان وہ ہوتے ہیں جو اس سے مناسبت رکھتے ہوں چنانچہ درس آدم کا قدردان فرشتہ ہو سکتا ہے نہ کہ جن وپری۔ اسی لیے حق سبحانہ نے فرمایا تھا۔ یا آدم انبئہم باسمائہم یعنی اپنے علوم ان کے سامنے بیان کیجیے اور ان کے سامنے اسرار حق سبحانہ ظاہر فرمائیے۔ کہ یہ قدردان ہیں خیر۔ یہ تو ایک ضمنی گفتگو تھی اب ہم پھر مضمون سابق کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے جو کہا تھا کہ عقل موشے کیست الخ تو میں نے ایسے شخص کو جو کوتہ بین ہے اور پارہ صفت اور بیقرار ہے کیونکہ اوس کے اغراض و مقاصد بدلتے رہتے ہیں اس لیے اوسکی حالت بھی بدلتی رہتی ہے موش اس لیے کہا کہ وہ خاک اور عالم ناسوت سے تعلق رکھنے والا ہے۔ اور خاک میں ہی رہتا ہے وہیں سے اوس کو غذا ملتی ہے گو وہ رستے جانتا ہے اور ہوشیار ہے مگر اوسکی ہوشیاری خاک کے اندر ہے اور زمین ہی کے اندر اسنے راہیں پیدا کی ہیں چونکہ موش کا نفس بس لقمہ باش ہے اور غایت اسکی غذا حاصل کرنا ہی ہے لہذا

اوس کو اتنی ہی عقل دیگئی ہے کیونکہ حق سبحانہ بلا ضرورت کسی کو کوئی چیز نہین دیتے۔ چنانچہ اگر عالم کو زمین کی ضرورت نہوتی تو حق سبحانہ اوس کو بھی پیدا نکرتے اور اگر یہ زمین متزلزل نہوتی اور اسکو پہاڑون کی ضرورت نہوتی تو حق سبحانہ عالی شان پہاڑ ہرگز نہ پیدا کرتے۔ نیز اگر آسمانون کی ضرورت نہوتی تو حق سبحانہ سات آسمانون کو کتم عدم سے منصۂ وجود پر جلوہ گر نہ فرماتے آفتاب ماہتاب ستارے بدون ضرورت کے ہرگز ظاہر نہوئے۔ پس ثابت ہوا کہ موجودات کو عدم سے وجود مین کھینچ لانے والی شئے ضرورت ہے۔ چنانچہ آدمی بھی اپنے پاس بقدر ضرورت ہی سامان رکھتا ہے خواہ تعیین و تقدیر ضرورت مین غلطی کرے سو یہ امر دیگر ہے پس جب ضرورت ہی وہ شے ہے جو اشیا کو عدم سے وجود مین لاتی ہے تو حق سبحانہ کی مواہب لا محالہ بقدر ضرورت ہون گے پس تمکو چاہیے کہ ضرورت پیدا کرو تاکہ دریائے کرم جوش مین آوے اور تم زیادہ مستحق انعام ہو۔ دیکھو تو سہی رستہ مین جو فقیر ہوتے ہین اور فقیر ہی نکی تخصیص نہین بلکہ تمام حاجتمند اپنی حاجت مخلوق پر ثابت کرتے ہین اور اپنا اندھا ہونا لنجا ہونا بیمار ہونا مصیبت زدہ ہونا ظاہر کرتے ہین تاکہ اس سے اوس شخص کے رحم کو جوش ہو بھلا کوئی بھی کہتا ہے کہ لوگو میرے پاس روٹی کے خوان ہین میرے پاس مال ہے۔ غلہ کے انبار لگے ہوئے ہین مجھے روٹی دو ہرگز نہین۔ تو ثابت ہوا کہ جیسا کہ جب رحم کے لیے حاجتمندی کی ضرورت ہے اور اسکا ظاہر کرنا بھی لازمی ہے دیکھو چھچھوندر چونکہ بدون آنکھ کے بھی غذا بہت سرگرمی کے ساتھ حاصل کرسکتی ہے۔ اس لیے حق سبحانہ نے اوس کو آنکھین نہین دین اور چونکہ بدون چشم و بینائی کے بھی زندہ رہ سکتی ہے اسلیے اس کے آنکھین نہین۔ اور بدون آنکھون کے نمناک مٹی مین رہتی ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ اشیا کو عدم سے کھینچنے والی ضرورت ہے۔

شرح شبیری علم تقلیدی الخ۔ یعنی علم تقلیدی تو بیچنے کے واسطے ہوتا ہے جبکہ کوئی گاہک آگیا تو خوب روشن ہوگئے۔ مطلب یہ کہ عقل ناقص اور علم ناقص یہ سب کھانے کمانے کے ہوتے ہین کہ اگر کوئی قدردان ہو اور کوئی دوسرا طالب ہو تب تو وہ بڑھتے بھی ہین اور اون کو فروغ بھی ہوتا ہے اور اگر کوئی قدردان نہو تو کچھ بھی نہین بلکہ بعض مرتبہ ضائع ہوجاتے ہین بخلاف علم تحقیقی کے کہ اوس کو قدردان کی ضرورت نہین ہے بلکہ علم و عقل تحقیقی والا اوس سے خود ہی مزہ حاصل کرتا ہے اور اوس کو خود ہی حظ ہوتا ہے جیسے کہ کسی کے پاس مال ہو تو وہ خوش ہے خواہ کسی کو بھی اوس کے پاس مال ہونے کی خبر نہو۔ اور اصل تو علم تحقیقی ہی ہے اور علم ناقص اور تقلیدی تو علم ہی نہین ہے خداوند کریم ہر مسلمان کو نصیب فرماوین۔ آمین آگے علم تحقیقی کے ہمیشہ بارونق ہونے کی وجہ فرماتے ہین کہ۔

مشتری الخ یعنی علم تحقیقی کا مشتری چونکہ حق تعالے ہے اس لیے اوس کا بازار ہمیشہ بارونق ہے۔

لب ببستہ الخ۔ یعنی لب بند کئے ہوئے بیع و شرا مین مست ہین مشتری بیحد ہے اس لئے کہ اللہ نے خریدا ہے۔ مطلب یہ کہ دیکھو دونون طرف سے لب بند ہین اس لیے کہ ایک طرف تو لب ہی نہین اور دوسری طرف لب ہین تو وہ ایجاب و قبول وغیرہ نہین کرتے بس لب بستہ ہی خرید و فروخت ہو رہی ہے۔ اور خریدار تو وہ ذوات جنکے خوب نہایت ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ قرآن شریف مین ہے کہ ان اللہ اشترے من المومنین انفسہم واموالہم

علم تقلیدی بود بہر فروخت + چون بیابد مشتری خوش بر فروخت
مشتری علم تحقیقی حق است + دائما بازار او با رونق است + لب ببستہ مست در بیع و شرا + مشتری بیحد کہ اللہ اشترے

بان لہم الجنۃ تو دیکھ لو کہ مشتری کیسا زبردست ہے۔ تو دیکھو حق تعالے نے جو فرمایا ہے کہ حق تعالے نے خرید لیا تو مومنین ہی سے فرمایا کفار وغیرہ سے نہین فرمایا معلوم ہوا کہ آپسمین کچھ مناسبت ضروری ہے کہ جس سے کہ خرید و فروخت یا کوئی اور تعلق ہو سکے تو چونکہ یہان مناسبت تھی اس لیے حق تعالے خریدار ہوئے آگے اسکی ایک اور تنظیر فرماتے ہین کہ۔

درس آدم را الخ۔ یعنی آدم علیہ السلام کے سبق کا فرشتہ تو مشتری ہے اور دیو اور پری اون کے درس کے محرم نہین ہین۔ مطلب یہ کہ دیکھو چونکہ فرشتون مین اور حضرت آدم علیہ السلام مین مناسبت تھی اس لیے وہ تو اون کے کمال کے جو اون کو حق تعالے نے دیا تھا قدردان ہوئے۔ اور شیطان جسکو کہ اون سے مناسبت نہ تھی منکر ہی رہا۔ درس سے مراد وہ ہے جس کو حق تعالے نے فرمایا ہے وعلم آدم الاسماء کلہا تو دیکھو اونکو جو سکھایا گیا تھا گویا کہ سبق دیا گیا تھا۔ اوس کے قدردان فرشتے ہی ہوئے آگے خود اوسکی توضیح فرماتے ہین۔

آدم الخ۔ یعنی آدم انکو نام بتا دو یعنی سبق کہدو اور اسرار حق کی مو بمو شرح کردو۔ مطلب یہ ہے کہ حق تعالے کا جو حکم ہوا تھا کہ یا آدم انبئہم باسمائہم اس کے معنی یہی تھے کہ سبق سنا دو اور حق تعالے کے اسرار ان کو بتا دو اسلیے یہ قدردان ہین اور یون معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالے نے اول حضرت آدم علیہ السلام کے کمال علمی وغیرہ کو فرشتون پر پہلے ہی ثابت کردیا تھا۔ کہ جس سے اون کے قلوب مین اون کی عظمت ہوگئی تھی اور ایک مناسبت اون سے پیدا ہوگئی تھی اور وہ خود سجدہ کرنے پر آمادہ تھے کہ حضرت حق کا ارشاد اور حکم ہوگیا اور وہ اوس کو بلا چون وچرا خوشی سے بجا لائے کہ وہ اون کے کمال کے اول ہی سے قائل تھے چونکہ اوپر اہل دنیا کو چوہا لکھا ہے تو شاید کسی کو برا معلوم ہو اور کوئی اعتراض کرے اس لیے آگے وجہ تشبیہ بتاتے ہین کہ۔

آنچنان الخ۔ یعنی اوس شخص کو جو کوتاہ بین ہو اور تلون مین غرق ہو اور بے تمکین ہو۔

موش گفتم الخ۔ یعنی مین نے چوہا کہدیا اسلئے کہ اوسکی جگہ خاک مین ہے اور خاک چوہے کی جائے معاش ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کہ دنیا مین مبتلا ہین یہی سوچتا ہے کہ تجارت کرو اور کبھی کسی کمپنی کی شرکت کو موجب نفع سمجھتا ہے کبھی کچھ کبھی کچھ اون کو چوہا کہا گیا ہے اس لیے کہ جسطرح کہ چوہا زمین مین رہتا اور وہین وہ معاش کی فکر مین رہتا ہے اسیطرح یہ شخص بھی اس عالم سفلی مین پھنسا ہوا ہے اور ہر وقت اسی فکر مین ہو کہ اب یہ کرو اور اب وہ۔

راہہا داند الخ۔ یعنی وہ چوہا راستے جانتا ہے لیکن خاک کے اندر اوس نے ہرطرف زمین کو چاک کر رکھا ہے۔ اسی طرح دنیادار بھی تدابیر کسب کی تو جانتے ہین مگر اس عالم سفلی ہی مین جانتے ہین اوس عالم کے کسب کی خاک بھی تدبیر نہین جانتے۔

نفس موشے الخ۔ یعنی نفس ایک لقمہ ربا چوہا ہے اور بقدر حاجت تو چوہے کو بھی عقل دیدیتے ہین مطلب یہ کہ یہ نفس انسانی ایک چوہے کی طرح ہے کہ جو لقمہ ربا ہو اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ وہ تو جانور ہے اوس کو عقل کہان اور ہم کو تو عقل ہے تو ہم کسطرح چوہے ہو سکتے ہین اس کا جواب دیتے ہین کہ بقدر ضرورت تو چوہے کو بھی عقل ہوتی ہے کہ وہ بھی اپنی روزی مہیا کرلیتا ہے پس اگر تمکو بھی کمانے کی عقل ہے تو کیا کمال ہے یہی نہ کہ ایک چوہے کی طرح تم بھی روزی جمع کرلوگے آگے فرماتے ہین کہ۔

زانکہ الخ۔ یعنی اس لیے کہ خداوند تعالے بے حاجت کے کسی کو کچھ نہین دیتے۔ تو چوہے کو اوس کے موافق عقل دیدی

درس آدم را فرشتہ مشتری + آدم انبئہم باسما درس گو + آنچنان کس را کہ کوتہ بین بود + موش گفتم زانکہ در خاکست جاش + راہہا داند ولے در زیر خاک + نفس موشے نیست الا لقمہ رند + زانکہ بے حاجت خداوند عزیز +

محرم درسش نہ دیو و نے پری + شرح کن اسرار حق را مو بمو + در تلون غرق و بے تمکین بود + خاک باشد موش را جائے معاش + ہر طرف او خاک را کردست چاک + قدر حاجت موش را عقلے دہند + می نہ بخشد ہیچ کس را ہیچ چیز +

اور چونکہ اہل دنیا عالم سفلی مین لگے ہوئے ہین اونکو اوس کے موافق عقل دیدی۔

گر نبودی الخ - یعنی اگر عالم کو حاجت زمین کی نہوتی تو حق تعالے اوسکو کل بھی پیدا نفرماتے

ورین الخ - یعنی اور اگر یہ زمین مضطرب پہاڑ کی محتاج نہوتی تو حق تعالے اوسکو پرشکوہ پیدا فرماتے چونکہ اول پیدائش زمین کیوقت وہ ہلتی تھی اوس کے لیے پہاڑ اونکو میخین بناکر گاڑ رکھا ہے اسلیے اوسکو مضطرب کہدیا تو دیکھو چونکہ ان چیزونکی حاجت تھی اسلیے پیدا فرمائین

ورنہ الخ - یعنی اور اگر افلاک کی بھی ضرورت نہوتی تو سات آسمانون کو بھی عدم سے پیدا نہ فرماتے۔

آفتاب و الخ - یعنی آفتاب اور ماہتاب اور یہ ستارے بغیر حاجت کے کب ظاہر ہوے ہین جب معلوم ہوا کہ بے حاجت کے کوئی چیز پیدا نہین ہوتی تو اسپر تفریع فرماتے ہین کہ۔

پس کمند الخ - یعنی پس ہستیون کی کمند حاجت ہے۔ اور بقدر ضرورت آدمی کے پاس اسباب بھی ہوتا ہے۔ اب جبکہ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حق تعالے سے اوس قدر ملتا ہے جسقدر کہ حاجت ہوتی ہے تو اس پر تفریع فرماتے ہین کہ

پس جو الخ - یعنی پس جب کہ حاجت ہستیون کی کمند ہے تو بقدر حاجت کے حق تعالے سے عطا بھی ہوتی ہے۔

پس بیفزا الخ - یعنی پس اے محتاج حاجت کو بڑھا تاکہ کرم کی وجہ سے دریاے جود جوش مارے مطلب یہ کہ جب معلوم ہوگیا کہ جسقدر حاجت ہوا وسی قدر حق تعالے دیتے ہین تو تم اپنی احتیاج کو حق تعالے کے روبرو خوب ظاہر کرو تاکہ خوب اچھی طرح عطا اور کرم تم پر نازل ہو آگے احتیاج ظاہر کرنے سے کرم کے جوش کرنیکی ایک مثال فرماتے ہین۔

این گدایان الخ - یعنی راستہ پر یہ فقیر اور ہر مبتلا مخلوق کو اپنی حاجت دکھلاتے ہین۔

کوری و الخ - یعنی اندھاپن اور لنجاپن اور بیماری اور درد (کو دکہاتے ہین) تاکہ اس احتیاج کو دیکھ کر آدمی کے رحم کو جنبش ہو تو اسیطرح اگر تم حق تعالے کے سامنے اپنی حاجت مندی کو ظاہر کروگے تو حق تعالے کا دریائے کرم بھی جوش مین آوے گا اور تم پر لطف و کرم فرماوین گے آگے فرماتے ہین کہ۔

ہیچ گوید الخ - یعنی کوئی یون بھی کہتا ہے کہ ارے لوگو مجھے روٹی دو اس لیے کہ میرے پاس مال ہے اور ڈھیر ہے اور خوان ہے مطلب یہ کہ دیکھو جب مانگتے ہین اور جب کوئی دیتا ہے احتیاج ظاہر کرکے مانگتے ہین اور احتیاج کو دیکھ کر ہی دیتے ہین اور اسطرح کوئی نہین مانگتا کہ بھائی میرے پاس مال بہت ہے لہذا مجھے اللہ واسطے روٹی دو تو اسی طرح اگر تم حق تعالے کے سامنے اپنی احتیاج کو نہ ظاہر کروگے تو جسقدر ظاہر کروگے اوسی قدر کرم ہوگا آگے پھر اوپر کیطرف رجوع ہے اوپر کہا تھا کہ کسی کو کوئی شئے بے ضرورت نہین ملتی آگے بھی یہی فرماتے ہین کہ۔

چشم ننہادست الخ - یعنی حق تعالے نے کور موش کی آنکھ نہین رکھی اس لیے کہ بے آنکھ ہی اوس کا اوچکنا اچھا ہے مطلب یہ کہ چونکہ بے آنکھ کے بھی اپنی غذا حاصل کرلیتی ہے لہذا اوسکو آنکھ کی ضرورت بھی نہ تھی اسی لیے حق تعالے نے اوس کے آنکھ نہین رکھی کہ بے ضرورت تھی۔

می تواند زیست الخ - یعنی وہی کور موش بے آنکھ اور بصارت کے بھی زندہ رہ سکتی ہے لہذا وہ خاک تر مین آنکھ سے فارغ ہے مشہور ہے کہ چھچھوندر تر خاک مین رہتی ہے اس لیے فرماتے ہین کہ وہ تو اپنی اوس خاک تر مین آنکھ سے فارغ ہے لہذا اوس کے آنکھ رکھی بھی نہین گئی اس لیے کہ فضول تھی آگے فرماتے ہین کہ۔

ہیچ گویدکان دہید اے مردمان * چشم ننہادست حق در کور موش * می تواند زیست بے چشم و بصر *
کہ مرا مالست و انبارست و خوان * زانکہ بے چشمی ہمی بودش خوش * فارغ است از چشم او در خاک تر *

شرح حبیبی

جز بدزدی او برون ناید ز خاک — تا کند خالق ازان وزدیش پاک
بعد ازان پر یابد و مرغی شود — چون ملائک جانب گردون رود
ہر زمان در گلشن شکر خدا — او بر آرد ہمچو بلبل صد نوا
کای رہانندہ مرا از وصف زشت — ای کنندہ دوزخی را تو بہشت
می نہی در پیہ نور و روشنی ۲۶ — استخوان را میدہی سمع ای غنی
چہ تعلق آن معانی را بجسم — چہ تعلق فہم اشیا را باسم
لفظ چون ذکرست و معنی طائرست — جسم جوی و روح آب سائرست
در روانی روی آب جوی فکر — نیست بی خاشاک خوب و زشت ذکر
او روان ست و تو گوئی واقف است — او دوان ست و تو گوئی عاکف است
گر نہ بینی سیر آب از جا بجا — چیست بر روی نو بنو خاشاکہا
ہست خاشاک تو صورتہای فکر — نو بنو در میرسد اشکال بکر ۲۶
روی آب جوی فکر اندر روش — نیست بی خاشاک محبوب و وحش

یہ بچھو ندر خاک سے اگر کبھی نکلتی ہے تو غذا کی چوری کے لیے یعنی ارباب علوم تقلیدی اگر کبھی حق سبحانہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو اغراض دنیاوی کے لیے اور یہ حالت ان کی اسوقت تک رہتی ہے جب تک کہ ان کو حق سبحانہ بفضل و رحمت جس کی ہر وقت امید ہے اور ہونی چاہیے اس چوری سے پاک کردین اور اغراض نفسانیہ کو زائل کردین اور جب وہ چوری سے پاک صاف ہوجاتے ہین۔ اور اغراض نفسانیہ سے علیحدہ ہوجاتے ہین اس وقت انکو پر عطا ہوتے ہین اور فرشتون کی طرح آسمان کی جانب اڑتے ہین۔ قرب الٰہی و ترقی روحانی حاصل کرتے ہین اور ہر وقت گلشن شکر خدا مین خواہ بزبان قال یا بزبان حال سیکڑون انداز سے نغمہ سرائی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اے مجھے صفات ذمیمہ سے رہائی دینے والے اور میرے دوزخ کو بہشت بنانے والے اور نفس امارہ کو مطمئنہ کرنے والے تو بڑا قادر ہے تو اپنی قدرت کاملہ سے چربی کے ٹکڑون مین نور رکھتا ہے اور ہڈیون کو قوت سامعہ بخشتا ہے اجسام کو اوصاف سے کیا تعلق ہے مگر تو انکو یہ صفات عطا کرتا ہے۔ الفاظ سے فہم اشیاء کو کیا مناسبت مگر تو ان کو یہ صفت عطا کرتا ہے لفظ بمنزلہ آشیانہ کے ہے اور معنی بمنزلہ پرندہ کے ہے لان الالفاظ قوالب المعانی جسم بمنزلہ ندی کے ہے اور روح بمنزلہ بہتے پانی کے للظرفیۃ العرفیۃ والافاضۃ والاستفاضۃ یہ کیون محض تیرے انکو ایسا بنانے سے ورنہ لفظ کو معنی سے اور روح کو جسم سے کچھ بھی مناسبت نہین۔ چونکہ مولانا نے روح کو بہتے پانی سے تشبیہ دی ہے یہان سے دوسرے مضمون کی طرف انتقال فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ روح کی قوت فکریہ جو بمنزلہ آب جو کے ہے اس کی سطح اشیاء کے تذکر محمود و مذموم کے خس و خاشاک سے صاف نہین رہتی یعنی قوت فکریہ پر ہمیشہ خیالات کا ورود رہتا ہے

تم اس کو ٹھیرا ہوا سمجھتے ہو لیکن وہ ہر وقت چلتی رہتی ہے اور اپنے کام مین مصروف ہے اگر اس پانی کی ایک جگہ سے
دوسری جگہ حرکت تمکو محسوس نہین ہوتی اور اس لیے تم اسکی حرکت کا انکار کرتے ہو تو پھر بتلاؤ کہ اوسکی سطح پر نئے نئے
خاشاک کیون آتے ہین۔ کیا ٹھیرے ہوے پانی کی بھی یہ حالت ہوتی ہے اب سمجھو کہ وہ خاشاک کیا ہین وہ
صور فکریہ اور نئے نئے خیالات ہین جو ہر وقت آتے جاتے رہتے ہین اور اس لیے قوت فکریہ جو پانی کی مثل ہے
اس کی سطح پہلے بُرے خس وخاشاک سے کبھی خالی نہین ہوتی ہے۔

شرح شبیری ۔ جز بدزدی الخ۔ یعنی وہی کور موش بغیر چوری کے اور کسی کام کے لیے خاک سے نکلتی نہین ہے جب تک کہ خالق تعالیٰ اوس کو چوری سے پاک نہ فرما دین۔ مطلب یہ کہ اوپر دنیا دارون اور مجوبین کو موش اور کور موش وغیرہ سے تشبیہ دی تھی اوسی کے متعلق فرماتے ہین کہ جسطرح وہ کور موش بجز اس کے کہ وہ کسب معاش کرے اور کسی وجہ سے وہ اپنے بل سے باہر نکلتی ہی نہین اسی طرح دنیا دار لوگ بجز کسب دنیا کے اور کسی کام امر کی تدبیرین لگتے ہی نہین ۔ اور دوسری چیز یعنی دین کی طرف متوجہ ہوتے ہی نہین اب چونکہ ان بیچارون کو بہت ہی بُرا بھلا کہا ہے اس سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید کوئی مایوس ہی ہو جاوے کہ جب یہ حالت ہے تو اب اصلاح کی کیا امید ہوسکتی ہے اور مولانا شیخ کامل ہین اس لیے دوسرے مصرعہ مین اسکی اصلاح فرماتے ہین کہ یہ سب کچھ اس وقت تک ہے کہ جب تک حق تعالےٰ اس شخص کو ان جھگڑون سے نجات نہ دین اور جب حق تعالیٰ نجات دیدیتے ہین اور دوسری طرف لگا دیتے ہین تب اس کی یہ حالت نہین رہتی بلکہ پھر تو یہ حالت ہوتی ہے کہ عالم بالا اور عالم غیب کی طرف اوس کا میلان ہوتا ہے اور اس عالم سفلی سے نفرت ہوجاتی ہے آگے خود مولانا اسی کو فرماتے ہین کہ۔

بعد ازان الخ یعنی بعد اس (توفیق حق) کے وہ پر پالیتا ہے اور پرندہ ہوجاتا ہے اور فرشتون کی طرح گردون کی طرف جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ جب حق تعالےٰ اسکو ان امور سے پاک فرما دیتا ہے اور اوس کے ملکات سئیہ کو ملکات حسنہ بنا دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین موجود ہے اولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات تو اسوقت فرشتون کی طرح اون کا طبعی میلان اور رغبت عالم بالا اور عالم غیب ہی کی طرف ہوتا ہے اور عروج حاصل ہوتا ہے اور مراتب علیا حاصل ہوتے ہین اس مین ایک تو خود ان لوگون کی تسلی ہے دوسرے جو لوگ کہ ایسون کو ذلیل سمجھتے ہین اون کو سُنانا مقصود ہے کہ دیکھو ان کو حقیر مت سمجھو کیا خبر ہے کہ ایک وہ وقت آوے کہ یہ ان کے سارے ملکات سئیہ حسنات ہو جاوین اس وقت کیا مُنھ لیکر اون کے سامنے آؤ گے لہذا کسی کو حقیر نہ سمجھے ہان اون افعال کو بُرا سمجھے مگر اس شخص کو حقیر نہ سمجھے کہ اپنی تسبیح وتہلیل پر نظر کرکے اوس بیچارہ کو یہ سمجھنا اور کہنا کہ یہ دنیا کے کتے ان کی مغفرت کہان ہوسکتی ہے وغیرہ وغیرہ ارے جب خدا نکردہ تم سے کوئی مغفرت چاہیگا مت بخشنا مگر حق تعالےٰ کے فضل ورحمت مین آپکو کس نے رائے زنی کرنے کو کہا ہے۔ وہی مثل ہے کہ الحائک اذا صلی یومین انتظر الوحی۔ پانچ وقت کی نماز کیا پابندی سے پڑھ لیتے ہین کہ ساری دنیا ان کے نزدیک مرتد اور مردود ہو گئی ہے نعوذ باللہ لہذا یاد رکھو کہ کبھی کسی کو حقیر ذلیل مت سمجھو غرضکہ جب اوس شخص کے ملکات بدل جاوین گے اور اوس کو عروج حقیقی حاصل ہوگا تو اوس کو جو فرحت

جز بدزدی او برون ناید ز گور + عاجز آمد از فن و تدبیر و زور
بعد ازان پر گیرد و گردد پرنده + چون ملک سوی گردون رود

ہوگی وہ اوس کے دل سے کوئی پوچھے۔ اوس خوشی مین اوس کی یہ حالت ہوگی کہ۔

ہرزمان الخ۔ یعنی وہ ہر گھڑی حق تعالے کے گلشن شکر مین بلبل کی طرح سیکڑون آوازین نکالے۔ مطلب یہ کہ جسقدر اوس سے ہوسکے گا حق تعالے کا شکر بجالاوے گا کہ الٰہی تیرا شکر ہے کہ یہ نعمت عظمیٰ اس ناکارہ خلائق کو عطا ہوئی اور یون کہیگا

کلے الخ۔ یعنی کہ اے مجھے اوصاف زشت سے چھڑانیوالے اور اے دوزخ کو بہشت بنانے والے تیرا لاکھ لاکھ شکر ہی دوزخ سے مراد ملکات سئیہ اور بہشت سے مراد ملکات حسنہ مطلب یہ ہوا کہ جب اوس کے ملکات بدل جاوینگے تو وہ کہیگا کہ اے وہ ذات کہ جس نے میرے ملکات سئیہ کو حسنہ کردیا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے اب چونکہ ظاہر بینونکو یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ بھلا ہر شئے کے تبدل ماہیت کے لیے اوس دوسری شے مین کوئی مناسبت بھی تو ہو مگر یہان دوزخ و جنت مین کیا مناسبت ہے اور کیا واسطہ ہے کہ جو دوزخ کو جنت کردیا جاویگا لہذا مولانا آگے اسکا جواب اوس شاکر ہی کی زبان سے فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہے کہ بیشک مناسبت مابین کی ضرورت ہے مگر یہ تو صرف مخلوق ہی کو ضرورت ہے حق تعالے کو اسکی ضرورت نہین ہے اس لیے کہ وہ تو بہت ہی غیر مناسب اشیا مین ایسا تعلق پیدا فرما دیتے ہین کہ آج تک اوس تعلق کی کنہ نہ کسی کو ملی اور نہ کوئی معلوم کرسکے جیسے کہ مثلاً رطوبت چشم مین روشنی کا پیدا فرما دینا بھلا رطوبت اور روشنی مین کیا مناسبت ہے کوئی بتا تو دے بلکہ اگر ہے تو کوئی دوسرا ایسی قسم کی رطوبات کو جمع کرکے روشنی رکھ تو دے۔ معلوم ہوا کہ حق تعالے کی وہ قدرت ہے کہ جسمین اسکی ضرورت ہی نہین ہے کہ اون مین مناسبت ہو وہ ویسے بھی تعلق پیدا کرنے پر قادر ہین آگے اسی کو بہت سی مثالون سے بیان اور واضح فرماتے ہین کہ گویا وہ شاکر کہتا ہے کہ یا الٰہی تیری وہ قدرت ہو کہ۔

می نہی الخ۔ یعنی چربی مین آپ نور اور روشنی رکھ دیتے ہین۔ اور ہڈیون کو قوت سماعت آپنے عطا فرمائی ہے اے غنی پیہ سے مراد وہ رطوبات چشم ہین اور استخوان سے مراد ہے کان کے بیٹھے وغیرہ تو دیکھو بھلا ان مین آپسمین کیا جوڑ ہے مگر حق تعالے نے ایک جوڑ پیدا فرما دیا ہے کہ جسکی کنہ کسیکو بھی آج تک معلوم نہ ہوسکی یون جانے ہے کچھ تعلق گر ہو لیکن مگر وہ سب نکات بعد الوقوع ہون گے اگر اصل کنہ کا پتہ چل جاتا تو ضرور تھا کہ خود بھی اسکے بنانے پر قادر ہوسکتے۔

چہ تعلق الخ۔ یعنی ان معانی کا جسم سے کیا تعلق اور فہم اشیا کا نام سے کیا تعلق۔ مطلب یہ کہ سمع اور بصر وغیرہ تو اوصاف ہین اور وہ رطوبت اور استخوان وغیرہ جسم مین تو بھلا ان مین اور ان مین کیا تعلق وہ لطیف اور یہ کثیف یہ مادی اور وہ غیر مادی اس لیے کہ وہ تو اوصاف ہین مگر پھر بھی تعلق ہے۔ اور سب سے زیادہ حیرت مین ڈالنے والی یہ بات ہے کہ ہم جب چیزون کا نام لیتے ہین تو اوس سے اون کا فوراً تصور ہمارے ذہن مین آجاتا ہے اور ان کی وہ ہیئت کذائی سامنے کھڑی ہوجاتی ہے مثلاً لوٹا کہا تو فوراً ذہن منتقل ہوگیا کہ وہ جو گول ہوتا ہے اور اوس مین ایک ٹونٹی اس شکل کی لگی ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ تو بھلا کوئی بتا دے کہ اس نام مین اور اوس جسم خاص اور شکل خاص مین کیا تعلق ہے اور کیا مناسبت ہے کہ جس سے وہ فوراً سمجھ مین آگیا۔ بس کچھ سمجھ مین نہین آتا صرف اسقدر کہہ سکتے ہین کہ حق تعالے نے قلوب مین یہ بات ڈالدی ہے کہ اون ناموں سے اون صورتون کا انتقال ہوجاتا ہے ورنہ بظاہر کوئی وجہ سمجھ مین نہین آتی بس خدا کی قدرت ہو کہ اسطرح تعلق رکھدیا ہے۔

لفظ چون الخ۔ یعنی لفظ مثل آشیانہ کے ہے اور معنی مثل طائر کے ہین اور جسم تو نہر ہے اور روح چلتا ہوا پانی ہو

یہان نہر سے مراد صرف وہ ہے جو کہ ابھی کھودی گئی ہو اور اس مین پانی نہو۔ تو مطلب یہ ہے کہ اوپر کہا گیا ہے کہ ان لطائف سمع وبصر وغیرہ مین اور جسم انسانی مین کوئی تعلق نہین ہے اب فرماتے ہین کہ اگر بہت غور وخوض کے بعد سوچا جاوے تو اتنا کہہ سکتے ہین کہ یہ اوصاف تو پرند کی طرح ہین اور جسم آشیانہ کیطرح یعنی آپس مین ظرف و مظروفیت کا تعلق ہے مگر کوئی بھی بتادے کہ بھلا ظرف ومظروف ہی مین کیا تعلق ہے یون تو بظاہر یہ تعلق ہو کہ یہ آشیانہ اوسکا ہے مگر اسکی کنہ کیا ہے کہ آخر یہ تعلق کس وجہ سے ہو کوئی بھی نہین بتاسکتا۔ تو دیکھو ایک تعلق نکلا بھی تو وہ بھی کالعدم جبکہ اعتبار کر ہی نہین سکتے اس لیے کہ اس تعلق کو جس کے مشابہ کہا جاتا ہے خود اوسی مین تعلق کی خبر نہین تو مشبہ مین تو کیا کوئی بتا سکتا ہے یا یہ کہا جاوے کہ جسم ایک نہر محفور ہے اور روح اوس مین پانی کی طرح ہے اس کا حاصل بھی وہی ظرف ومظروفیت ہے۔ مگر کوئی بتادے کہ بھلا روح اور جسم مین کیا علاقہ ہے خدا کی قسم قیامت تک اسکی کنہ سمجھ مین نہین آسکتی۔ اس لیے کہ یہ تعلق حق ہے اسکی کنہ عبد کس طرح معلوم کرسکتا ہے چونکہ یہان روح کو آب جاری سے تشبیہ دی ہے اس لیے آگے اسی پر متفرع فرماتے ہین کہ۔

در روانی الخ۔ یعنی فکر کی ندی کے پانی کا سطح روانی مین بے اچھی بری اشیاء کے ذکر کے خس وخاشاک کے نہین ہے۔ مطلب یہ ہے فکر اور روح جو اس جسم مین چل رہے ہین اور عروج کر رہے ہین اون کے اندر وساوس اور افکار وغیرہ بھرے ہوئے ہین تو جسطرح کہ پانی پر خس وخاشاک آجانے سے اوس پانی کی صفائی محسوس ومعلوم نہین ہوتی اسی طرح ان وساوس وافکار دنیویہ کے آجانے سے روح کی وہ صفائی اور لطافت محسوس نہین ہو۔ ورنہ اگر یہ نہو تو روح کا جو اوس عالم سے تعلق ہے وہ ضرور نظر آوے یہ جو تعلقات بالجسم ہین جس سے کہ افکار دنیویہ پیدا ہوتے ہین یہ اوس کے اوس تعلق کو ظاہر ہونے ہی نہین دیتے اور اوس کے آثار کو مرتب نہین ہونے دیتے۔

او روانست الخ یعنی وہ پانی تو چل رہا ہے مگر تم کہتے ہو کہ ٹھیرا ہوا ہے اور وہ دوڑ رہا ہے اور تم کہتے ہو کہ عاکف ہے مطلب یہ کہ روح ہر وقت عالم بالا کی طرف توجہ کر رہی ہے اور اسی طرف اوس کا میلان ہو مگر چونکہ اوس پر موانع تعلق بالجسم کی وجہ سے طاری ہین جو مشابہ خس وخاشاک کے ہین وہ اوس کی روانی کو محسوس نہین ہونے دیتے ورنہ اگر یہ اوٹھ جاوین اور موانع جسم ہجاتے رہین تو ظاہر ہے کہ پھر تو ضرور اوس عالم غیب سے تعلق روح کا ظاہر طور پر معلوم ومحسوس ہو مگر اب ان تعلقات کی وجہ سے محسوس نہین ہوتا اور ان دنیاوی جھگڑون مین اون دنیا کی چیزون کی یاد مین انسان لگا رہتا ہے۔ اور حق تعالے کیطرف کی خبر بھی نہین ہوتی۔ چونکہ یہ کہنا کہ روح کا میلان اوسی طرف ہے مگر موانع کی وجہ سے محسوس نہین ہے صرف دعوے ہے اس لیے آگے بطور دلیل ثبوت کے فرماتے ہین۔

گر نبودے الخ یعنی اگر پانی ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ چلتا تو اسپر یہ نئے نئے خس وخاشاک کیسے ہین مطلب یہ ہے کہ اگر روح مین روانی اور اس کو عروج اور عالم بالا کی طرف میلان نہوتا تو پھر یہ نئے نئے افکار اور نئی نئی باتین کہان سے آتین ہر وقت ایک نیا فکر اور نئی ایجاد ہے اس سے معلوم ہوتا ہو کہ اندر کوئی شئے چل رہی ہے کہ اوس سے کبھی کوئی شئے سامنے آتی ہے اور پھر دوسری شئے نظر آتی ہے جسطرح کہ دیکھو اوپر خس وخاشاک ہوتے ہین اور اندر پانی چلتا ہے تو اوس کے چلنے سے وہ خاشاک بھی چلتے ہین اور جواب ہمارے مقابل تھا وہ آگے بڑھکر دوسرا سامنے آگیا معلوم ہوا کہ کوئی چیز ہے جو انکو چلا رہی ہو اسیطرح روح کے اثرات کے بدلنے سے معلوم ہوتا ہو

در روانی روی آب جوی فکر * نیست بی خاشاک خوب و زشت ذکر * او روانست و تو گوئی واقفست * او دوان و تو گوئی عاکفست * گر نبودی سیر آب از جای خویش * چیست بر وی نو بنو خاشاک نو *

کہ یہان بھی کوئی شے ہے کہ جو روانی مین ہے اور ہر گھڑی ایک نئی چیز کو سامنے لا کر کھڑا کر رہی ہو آگے خود تشریح فرماتے ہین کہ ہست خاشاک الخ۔ یعنی تیری خاشاک وہ صور فکریہ ہین کہ جو باکرہ لڑکی کی طرح ہر دم نو بنو آرہی ہین -

روے آب الخ یعنی فکر کی ندی کے پانی کا سطح بے خاشاک خوب وزشت کے روشن مین نہین ہو مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کے لیے یہ ضرور ہے کہ اوس کی قوت فکریہ مین جو کہ ایک ندی کی طرح ہو مختلف اچھے اور برے خیالات آتے ہین دیگران افکار کے آنے سے چاہیئے کہ انسان استدلال کرے اوس استدلال کو خود فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

قشرہا بر روے این آب روان	از ثمار باغ غیبی شد دوان
قشرہا را مغز اندر باغ جو	زانکہ آب از باغ می آید بجو
گر نہ بینی رفتن آب حیات	بنگر اندر سیر این جوے نبات
آب چون انبہ تر آید در گذر	زو کند قشر صور زوتر گذر
چون بغایت تیز شد این جو روان	غم نپاید در ضمیر عارفان
چون بغایت ممتلی بود و شتاب	پس نگنجد اندرو الا کہ آب

بیان مذکورۂ بالا بطور تمہید اور مقدمہ کے تھا اب سمجھو کہ یہ خیالات دنیویہ جو بمنزلہ چھلکون کے ہین اور اس پانی کی سطح پر بہ رہے ہین گلشن غیبستان کے پھلون کے چھلکے ہین پس تو اس باغ مین جا اور ان چھلکون کا مغز تلاش کر یعنی حقائق و معارف الٰہیہ ڈھونڈھ کیونکہ یہ پانی اس ندی مین باغ ہی سے آرہا ہے جسکی دلیل یہ چھلکے ہین اگر تجھے وہ آبحیات کا سرچشمۂ غیبی نظر نہین آتا جہین سے اس ندی مین پانی آرہا ہے اور جسم و روح جس سے مستفیض ہو رہے ہین تو تو اس ندی کی اس خاص انداز سے چلنے کو اور اس مین ان نباتات (خیالات) کی آمیزش کو دیکھ لے تجھے معلوم ہو جاوے گا کہ اس ندی کا منبع باغ ہی ہے۔ جب یہ مقدمہ معلوم ہو گیا تو اب سنو جب اس چشمۂ آبحیات سے اس ندی مین پانی بکثرت آتا ہو اور قلوب پر واردات کا ہجوم ہوتا ہے تو یہ خیالات تیز روان ہونے لگتے ہین اور جیسے یہ ندی زیادہ تیزی سے روان ہوتی ہے تو اس وقت عارفون کے قلوب مین غم نہین ٹھہر سکتا۔ اور جب پورے طور پر لبریز ہو جاتی ہے اور پوری قوت سے بہنے لگتی ہے تو وہان بجز پانی کے اور کسی چیز کی گنجائش ہی نہین ہوتی۔ پس اس وقت واردات غیبی اور علوم عرفانی ہی ہوتے ہین غم و فکر کا نام و نشان بھی نہین ہوتا اچھا اب ایک حکایت سن جس سے ہمارے بیان کی تصدیق و تائید ہو۔

شرح شبیری۔ قشرہا الخ۔ یعنی اس آب جاری کے سطح پر یہ چھلکے باغ غیبی کے پھلون مین سے آئے ہین۔ قشرہا را الخ۔ یعنی ان چھلکون کے مغز کو باغ مین سے تلاش کرو اس لیے کہ پانی باغ ہی مین سے ندی مین آرہا ہے مطلب یہ ہے کہ جسطرح کہ پانی اوس نہر مخصوص کے لیے مفیض ہوتا ہے کہ اوس سے اوس کو تری ہوتی ہے اور وہ ندی مستفیض ہوتی ہے اسیطرح روح مفیض اور جسم مستفیض ہوتا ہے۔ اور جسطرح کہ نہر مین چھلکے پھلون کے نظر آنا اسکی دلیل ہو کہ ضرور یہ نہر کسی باغ کے نیچے سے ہو کر آرہی ہو کہ جسمین سے پھلون کے قشر امدمت کرتے ہین تو اسی طرح

دماغ مین اور قوت فکریہ مین افکار کا آنا بتا رہا ہے کہ یہ روح کہ جس سے اس جسم کا تعلق ہے کسی معدن علوم و فیوض سے تعلق رکھتی ہے پس جس طرح کہ اُس چھلکے بہنے سے استدلال باغ پر کرکے اوس باغ کی طلب ضروری ہو اسیطرح ان افکار کے ہجوم سے ضروری ہے کہ یہان بھی اوس معدن علوم و فیوض کی طلب کی جاوے اسی کو مولانا فرماتے ہین کہ ان افکار و اوہام کے ہجوم سے تم سمجھو کہ جہان سے یہ فیض اسیر ہو رہا ہے اوس اصل کو تلاش کرنا چاہئے اور وہ اصل وہ روح اعظم اور عالم غیب ہے۔ لہذا اس سے استدلال کرکے اُس طرف توجہ چاہیئے اور جب عالم بالا اور عالم غیب کی طرف توجہ ہوگی تو پھر حق سبحانہ و تعالے کی طرف بھی توجہ ہوگی لہذا ان سے استدلال کرکے حق سبحانہ تعالے کی طرف توجہ اور اوسکی طلب ضروری ہے خوب سمجھ لو۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

گر نہ بینی الخ۔ یعنی اگر تم کو آب حیات کی روانی نظر نہین آتی تو اُس نہر کی اور نباتات کے چلنے کو دیکھو۔ مطلب یہ ہے کہ اگر روح کا عروج اور اوس کی سیر تم کو نظر نہین آتی اور اس سے تم استدلال نہین کر سکتے۔ تو ان افکار وغیرہ کے ہر گھڑی تو بتو آنے سے ہی استدلال کرو اور دیکھو کہ ایک جا رہا ہے اور دوسرا آ رہا ہے قوت فکریہ کبھی خالی نہین رہتی۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎ کبھی وہ اور کبھی اوس کا رہا غم + غرض خالی دل شیدا نہ پایا + تو اس سے ہی سمجھ کہ ہان روح مین روانی ہے اور ایک گھڑی رنج ہے تو دوسرے وقت خوشی ایک وقت تکلیف ہے تو اوس کے بعد راحت ہے یہ ساری باتین روح کی سیر اور روانی پر دال ہین یہان تک تو عوام کا ذکر تھا کہ اون کی حالت مین بھی تبدل ہوتا ہے مگر بہت آہستہ اور کم ہوتا ہے بلکہ مثلاً اگر کبھی غم سوار ہوا تو وہ بھی دیر پا ہوا اور اگر کلفت ہو تو اسکا اثر بھی باقی ہو غرضکہ تبدل ہوتا ہو مگر دیر مین اسلیے ان افکار کو دفع کرنیوالی تو وہ قوت روحانی ہو جو کہ علوم و حقائق و معارف سے پیدا ہوتی ہو اور یہ عوام مین کم ہو تو افکار دنیویہ کا اثر بھی اونپر زیادہ ہو آگے حضرات اولیاء اللہ کیحالت کو بیان فرماتے ہین

آب جو انبہ الخ۔ یعنی نہر کا پانی چلنے مین جب بہت زیادہ ہو جاتا ہے تو اوس سے قشر صور بہت جلدی گذر جاتے ہین مطلب یہ کہ دیکھو اگر نہر مین پانی کم ہو تب تو خس و خاشاک آہستہ چلتے ہین اور ایک جگہ زیادہ ٹھہرتے ہین یہ حالت تو عوام کی ہے کہ بسبب علوم کی کمی کے اون مین افکار و غموم دیر پا ہوتے ہین اور جو لوگ کہ کام شروع کر دیتے ہین یعنی سالکین متوسطین چونکہ اون کے علوم و حقائق ایکدم سے انبوہ کرکے آتے ہین تو اونمین وہ علوم و حقائق ان افکار دنیویہ کو زیادہ ٹھہرنے نہین دیتے۔ بلکہ جلدی ہی سے یہ افکار زائل ہو جاتے ہین اور وہ علوم اوسکو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہین یہ حالت متوسطین کی ہوئی۔

چون بغایت الخ۔ یعنی جب یہ ندی خوب تیز ہو جاتی ہے تو پھر عارفین کے قلوب مین غم ٹھہرتا ہی نہین مطلب یہ کہ جب ندی مین پانی زور سے آوے یعنی جسے ریلہ کہتے ہین وہ آجاوے تو پھر خس و خاشاک آتے ہین۔ مگر اسقدر سرعت سے گذرتے ہین کہ اون کو ایک جگہ قرار ہی نہین ہوتا جیسے کہ کسی نے کبھی اونچی جگہ سے نشیب مین پانی گرتے دیکھا ہو جسکو جھال بولتے ہین تو دیکھیے کہ کس قدر سرعت سے تمام خس و خاشاک گذرتے ہین کہ معلوم بھی نہین ہوتے یہ حالت عارفین کی ہے کہ ان حضرات کے قلب مین غموم و ہموم دنیا آتے تو ہین مگر وہ علوم و حقائق جو اللہ نے اندر بھر رکھے ہین اون کو ایک سکنڈ کے لیے ٹھہرنے نہین دیتے یہ عارفین ہوئے۔

چون بغایت الخ۔ یعنی جب بے انتہا بھر جاوے اور بہت ہی تیز ہو جاوے تو اب اس مین بجز پانی کے اور کچھ

گر نہ بینی رفتن آب حیات + آب جو انبہ تر آید در گذر + چون بغایت تیز شد این جو روان + چون بغایت ممتلی بود و شتاب +
بنگر اندر سیر این جوئے نبات + زو کند قشر صور زوتر گذر + غم نپاید در ضمیر عارفان + پس نگنجد اندرو الا کہ آب +

سماتا ہی نہین مطلب یہ کہ جب تک وہ ابلا رہا جب تک تو خیر خس و خاشاک آئے مگر جلدی ہی گذر گئے لیکن اگر پانی اسقدر بھر جاوے کہ نہر کے کنارون سے بھی باہر نکل جاوے اب وہ حالت ہے کہ اوس مین بجز پانی نہر کے اور کچھ سماتا ہی نہین سارے خس و خاشاک اوبل کر باہر نکل گئے اور پانی صاف شفاف رہگیا۔ یہ حالت اون لوگون کی ہے کہ جنپر فنا غالب ہوتی ہے کہ اون حضرات کے قلوب پر ہموم و غموم طاری ہی نہین ہوتے بس اون کی نظر ہر وقت حق سبحانہ تعالے کی طرف ہی لگی ہوئی ہے یہان آنے ہی نہین ان سب مین فرق ایک مثال سے سمجھو کہ جیسے کئی آدمیون کے بیٹے مرگئے ایک تو عامی ہے اوسکی یہ حالت ہوگی کہ گریہ و بکا شروع کیے گا۔ اور شکوہ و شکایت کے دفتر کھولدے گا۔ اور اوس کا سوگ منا کر بیٹھ جاویگا نہ نماز رہی نہ روزہ رہا بس ہر گھڑی اوسی کا خیال ہے یہ تو عامی ہو گیا دوسرے کی یہ حالت ہوئی کہ اوس نے سنا اوس کو غم بھی ہوا رویا بھی ایکدن غم رہا مگر پھر زائل ہوگیا اور اپنے کامون مین لگ گیا۔ مگر اب بھی جب خیال آتا ہے تو پھر وہی حالت ہو جاتی ہے اور تھوڑا تھوڑا خیال ہر وقت بھی رہتا ہے مگر ان سب باتون مین حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کیا نہ خدا تعالے کی شکایت کرنے بیٹھا یہ متوسط ہے کہ غم مستولی ہے مگر کچھ سنبھلا ہوا ہے تیسرے کو جب خبر ہوئی تو اوس نے سنکر انا للہ پڑھی اس وقت رنج بھی ہوا آنسو بھی نکلے مگر بہت سنبھلا رہا۔ بدحواس نہین ہوا بلکہ اپنے کام مین لگا رہا۔ اور یہی سمجھا کہ خدا کی چیز تھی اوسی نے لے لی اس کی نظر فوراً حق تعالے پر ہوئی اور سارا رنج و غم زائل ہوگیا اگرچہ رنج طبعی باقی رہا مگر یہ نہین کہ نماز مین بھی وہی اور قرآن مین بھی وہی بلکہ دل سے تو متوجہ بحق ہے مگر طبعی رنج ہے یہ عارف ہے اور یہی کامل ہے اس لیے کہ اوس کی حالت اشبہ بر رسول مقبول صلی اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت ابراہیم کی وفات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انا بفراقک یا ابراہیم لمحزونون اور آپ کے آنسو جاری تھے مگر قلب مبارک مین وہی حب حق بسی ہوئی تھی۔ جب چوتھے صاحب کو اطلاع ہوئی تو بولے کہ الحمد للہ اور ہنسے اور خوش ہوئے جیسا کہ بعض مجاذیب بزرگون کے قصے لکھے ہین یہ حالت غلبۂ فنا کی مگر کمال نہین ہو ہان بعض مرتبہ کاملین کو بھی یہ حالت طاری ہوتی ہے اور اونپر بھی غلبۂ فنا کا ہوتا ہے مگر اون کی یہ حالت دائمی نہین ہے تو اس حالت مین غم اور فکر اور رنج آتا ہی نہین ہمیشہ ہشاش بشاش رہتے ہین تو دیکھو یہ سارے تفاوت بوجہ قوت روح اور ضعف روح کے ہین کہ ایک قوی الروح تھا اوس پر ویسا اثر مرتب ہوا اور اس قوت نے مدافعت کی اور دوسرا ضعیف تھا اوس پر دوسرا اثر ہوا۔ آگے ایک حکایت لاتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہو کہ ایک شخص کے سامنے ایک شخص نے اوس کے پیر کو برا بھلا کہا اور کہا کہ وہ تو شرابی ہین مرید نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو اوس معترض نے اوس مرید کو میخانہ مین لیجا کھڑا کیا دیکھا کہ شیخ جام ہاتھ مین لیے بیٹھے ہین تب اس معترض نے اعتراض کیا کہ حضرت جنپر یہ تو یہ نصیحت ہوتی ہے کہ شراب مت پیو اس لیے کہ جب جام شراب بھرا جاتا ہے تو اوس مین شیطان موت دیتا ہے تو اب آپ کیون پی رہے ہین اونھون نے جواب دیا کہ وہ اور جام ہوتے ہین ہمارا جام اسقدر بھرا ہوا ہے کہ اوس مین اتنی جگہ ہی نہین ہے کہ شیطان موت سکے پھر اس جواب کی موٹا وجہ بتادین گے غرض کہ طویل قصہ آگے خود آتا ہے مگر یہان بتانا یہ مقصود ہے کہ دیکھو جسطرح اونھون نے

کہا کہ ہمارا جام اسقدر بھرا ہوا ہے کہ اوس کی جگہ ہی نہین ہے ایسے جن حضرات پر غلبہ فنا کا ہوتا ہے اون کے اندر بھی گنجائش اسکی نہین رہتی کہ غموم و ہموم دنیا اون کے اندر آسکین پس اس مقام سے اس حکایت کو یہ مناسبت ہے اسی لیے لاتے ہین اب حکایت سنیے۔

شرح حبیبی

ابلہی یک شیخ را تہمت نہاد ۔ کو بدست و نیست بر راہ رشاد
شارب خمرست و سالوس و خبیث ۔ مر مریدان را کجا باشد مغیث
آن یکی گفتش ادب را ہوش دار ۔ خورد نبود اینچنین ظن بر کبار
دور ازو و دور از اوصاف او ۔ گر ز سیلی تیرہ گردد صاف او
اینچنین بہتان منہ بر اہل حق ۔ کین خیال تست برگردان ورق
این نباشد ور بود ای مرغ خاک ۔ بحر قلزم را ز مرداری چہ باک
نیست دون القلتین و حوض خرد ۔ کش تواند قطرۂ از کار برد
آتش ابراہیم را نبود زیان ۔ ہر کہ نمرودیست گو می ترس ازان
نفس نمرودست عقل و جان خلیل ۔ روح در عین ست و نفس اندر دلیل
این دلیل راہ رہرو را بود ۔ کو بہر دم در بیابان گم شود
واصلان را نیست جز چشم و چراغ ۔ از دلیل راہ شان باشد فراغ
گر دلیلی گفت آن مرد وصال ۔ گفت بہر فہم اصحاب جدال
بہر طفلی نو پدر تی تی کند ۔ گرچہ عقلش ہندسہ گیتی کند
کم نگردد فضل استاد از علو ۔ گر الف چیزی ندارد گوید او
از پی تعلیم آن بستہ دہن ۔ گوید او حطی و ہوز کلمن
در زبان او بباید آمدن ۔ از زبان خود برون باید شدن
تا بیاموزد ز تو او علم و فن ۔ جملگی از خود بباید گم شدن
پس ہمہ خلقان چو طفلان وی اند ۔ لازم است این پیر را در وقت پند

ایک احمق نے کسی شیخ پر تہمت لگائی کہ وہ برا اور گمراہ شخص ہے شراب خواری و مکاری کرتا ہے خبیث ہے اور ہرگز شیخت کے قابل نہین۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ جب خود اوس کی حالت ایسی گندہ ہے تو وہ مریدون کی کیا دستگیری کر سکتا ہے کسی نے کہا کہ جناب ادب ملحوظ رکھیے بڑے لوگون کی نسبت ایسا گمان مناسب نہین خدا نکرے کہ اونسے کوئی معصیت صادر ہو کر اون کے قلب صافی کو مکدر کرے۔ اہل اللہ پر ایسی تہمت نہ لگایئے یہ آپ کا خیال ہے اسے بدلیے اول تو یہ ہے نہین اور اگر ہو بھی تو ایک مردار بحر قلزم کو مکدر نہین کر سکتا۔ وہ قلتین سے کم اور حوض صغیر نہین ہے جسکو

ایک ناپاک قطرہ پانی بیکار کردے اور اس معصیت ظاہری سے اونکو ضرر ہو کیونکہ اہل اللہ کے لیے اون کی خاصیت اضرار باقی نہین رہتی خواہ اس لیے کہ اہل اللہ اس حالت مین مغلوب العقل ہوتے کے سبب مرفوع القلم ہوتے ہین یا اس لیے کہ اس شئے کی حقیقت بدل جاتی ہے اور اس لیے وہ محرم ہی نہین رہتی۔ آگ ابراہیم کو نہین جلا سکتی ہان نمرود کو پھونک دیتی ہے اوس کو اس سے ڈرنا چاہئے پس روح مثل خلیل ہے اور نفس نمرود۔ جن لوگون کا نفس بھی غلبہ روح سے روح ہو گیا ہے اونکو معصیت مضر نہین خواہ اس لیے کہ تبدل حقیقت سے وہ فی نفسہ معصیت ہی نہین رہتی۔ اور خواہ اس سبب سے کہ اون کی مغلوبیت کے باعث ان کے حق مین معصیت نہین رہتی۔ اور جن لوگون کی روح بھی مغلوب نفس بھی مغلوب النفس ہو کر نفس ہو گئی ہے انکو بیشک ضرر ہوتا ہے کیونکہ وہان ان دونون باتون مین سے کوئی بھی بات نہین ہوتی ایک فرق تو روح و نفس کے درمیان تم کو اس بیان سے معلوم ہو گیا گو بیان فرق مقصود نہ تھا اب تبعاً ایک دوسرا فرق بھی سن لو۔ روح مشاہدہ حق سبحانہ مین مصروف ہوتی ہے اور نفس طالب دلیل ہوتا ہے وجہ یہ ہے کہ رہنما کی ضرورت اس کو ہوتی ہے جو قطع منزل کے درپے ہو اس لیے کہ اوس کو بھٹک جانے کا خطرہ ہوتا ہے اور جو واصل الی المطلوب ہین اون کو دلیل کی ضرورت نہین بلکہ اون کو تو دیدہ بینا اور روشنی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ امور اون کے اندر موجود ہین کہ حق سبحانہ نے اون کو روح اور چشم بینا عطا فرمائی ہے اور نور معرفت بخشا ہے اس پر تم کو یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ پھر یہ لوگ دلیلین کیون بیان کرتے ہین کیونکہ وہ دلائل محجا دلین کے سمجھانے کے لیے ہین۔ جو ذوق اور مشاہدہ نہین رکھتے دیکھو چھوٹے بچے سے جب اس کا باپ باتین کرتا ہے تو اسی کے طرح تتلا کر باتین کرتا ہے اگرچہ اوسکی عقل دنیا کی پیمایش کرنے کو تیار ہوتی ہے نیز اگر اوستاد بچہ کو پڑھانے کے لیے الف خالی سکھے تو اس سے اوس کے علم مین کوئی کمی نہین آتی وہ اسی تاگوا کے پڑھاتے کو ابجد ہوز حطی کلمن کہتا ہے مگر اس سے اوس کے علم مین کچھ نقصان نہین آتا اور ابجد خوان نہین کہا سکتا۔ کیونکہ تعلیم کے لیے ضرورت ہے کہ اپنی زبان کو چھوڑ کر متعلم کی زبان اختیار کی جاوے۔ اور اس کی قوت واستعداد کا لحاظ رکھا جاوے۔ اور اپنے کو بالکل بھلا دیا جاوے تاکہ وہ تم سے علم و فن سیکھے اسی طرح سمجھ لو کہ تمام مخلوق عارف کے بچے ہین اس لیے لازم ہے کہ نصیحت کے وقت انکی استعدادات کا لحاظ رکھے کلموا الناس علے قدر عقولہم۔

آن مرید شیخ بدگوینده را — آن بکفر و گمرہی آکنده را
گفت تو خود را مزن بر تیغ تیز — ہین مکن با شاہ با سلطان ستیز
حوض با دریا اگر پہلو زند — خویش را از بیخ ہستی بر کند
نیست بحرے کو کران دارد کہ تا — تیرہ گردد او ز مردار شما
کفر را حد است و اندازه یقین — شیخ و نور شیخ را نبود کران
پیش بیحد ہرچہ محدودست لاست — کل شئ غیر وجہ اللہ فناست
کفر و ایمان نیست آنجا ئیکہ اوست — زانکہ او مغزست این دو رنگ و پوست

غرضکہ شیخ کے مرید مذکور نے اس کو اور کفر و گمراہی مین لتھڑے ہوئے سے کہا کہ دیکھئے مین آپ سے خیر خواہانہ عرض کرتا ہون کہ آپ اپنے کو تلوار سے نہ بھڑائے اور شیخ کی مذمت کرکے ہلاکت روحانی مین مبتلا نہو جئے دیکھو بادشاہ کی مخالفت تباہی لاتی ہے آپ بادشاہ دین سے نہ لڑیے۔ قاعدہ ہو کہ اگر حوض دریا سے ٹکراتی ہے تو اپنی ہستی کو مٹا دیتی ہے آپ ایک حوض ہین اور وہ بحر بیکران۔ آپ کی مذمت اور آپ کی مخالفت سے اون کو ضرر نہین پہونچ سکتا بلکہ خود آپ کو ضرر پہونچیگا بشرا لجزاری تو ایک کبیرہ گناہ ہے مین تو کہتا ہون کہ کفر بھی ان کو نقصان نہین پہونچا سکتا۔ کیونکہ حق سبحانہ فرماتے ہین کہ کل شئے ہالک الا وجہہ یعنی ذات حق سبحانہ کے سوا تمام اشیا رفانی ہین۔ لہذا کفر و ایمان متعارف بھی فانی ہین اور اہل اللہ متخلق باخلاق اللہ اور متصف بصفات حق سبحانہ ہین۔ لہذا وہ بھی باقی ببقا الحق ہون گے۔ نیز حق سبحانہ غیر محدود ہین لہذا اہل اللہ بھی غیر محدود دیلا تناہی حق سبحانہ ہون گے اور کفر و ایمان متعارف محدود ہین۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ محدود غیر محدود کے سامنے فانی اور لاشئے محض ہے اس کو اس تک رسائی ہی نہین ہو سکتی۔ اور وہ اس کی صفت ہی نہین بن سکتا۔ پس کفر و ایمان متعارف کی وہان رسائی ہی نہین ہو سکتی۔ اور وہ انکی صفت ہی نہین بن سکتی کیونکہ انکو تو ایمان حقیقی حاصل ہے جو کہ مغز ہے اور کفر و ایمان متعارف رنگ اور صورتین ہین پس انکو اس سے کیا تعلق جن کو مغز حاصل ہے جسکے سریان سے وہ سرتاپا اور سرتاسر مغز ہو گئے ہین پس معلوم ہوا کہ انکو کفر نقصان نہین پہونچا سکتا۔ اور وجہ اسکی یہ ہے کہ کفر کی وہانتک رسائی نہین اور وہ اس کے ساتھ موصوف ہی نہین ہو سکتے۔ نہ یہ کہ کفر اونکے لیے جائز ہے نعوذ باللہ منہ فتدبر ولا تزل ۔

ایک اجنبی شخص کا ایک بزرگ پر طعنہ زنی کرنا اور اُنکے ایک مرید کا اُنکی طرف سے جواب دینا پھر شیخ کا خود جواب دینا

شرح شبیری۔ اسلیے الخ۔ یعنی ایک ابلہ نے ایک شیخ پر تہمت لگائی کہ وہ تو بہت برا ہے وہ راہ ہدایت پر نہین ہے

شارب الخ۔ یعنی شرابی ہے اور مکار ہے اور خبیث ہے بھلا وہ مریدون کی تو کیا خبر لے گا۔

آن یکے الخ۔ یعنی ایک نے اوس سے کہا کہ ذرا ادب کا لحاظ رکھو کہ بڑے لوگون پر ایسا گمان مناسب نہین ہے۔ یہ مجیب اُن بزرگ کا مرید تھا جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔

دور از ذالخ۔ یعنی اوس سے اور اس کے اوصاف سے یہ بات بعید ہے کہ ایک سیل سے اوسکا صاف خراب ہو جائے

انچنین الخ۔ یعنی اہل حق پر ایسا بہتان مت۔ کیونکہ یہ تمہارا خیال ہی ہے اس سے ورق کو لوٹ دو سیل سے مراد صدور منکر ہے مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اولیاء اللہ معصوم تو نہین ہوتے مگر حق تعالیٰ کی طرف سے محفوظ ہوتے ہین اور حق تعالیٰ اونکو بچاتا ہے اسلیے اون سے صدور منکر بعید ہے اگرچہ ممکن ہے مگر اون کے اندر حق تعالیٰ ایسے موانع رکھدیتے ہین کہ جس سے اون سے صدور منکر نہین ہوتا۔ تو اس مرید نے کہا کہ اون سے یہ بات بہت بعید ہے۔ کہ اون سے منکر صادر ہو سکے لہذا تم کو چاہیئے کہ ہرگز ایسا خیال نہ کرو

این نبا شد ور بود ای مرغ خاک + بحر قلزم را ز مرداری چه باک +

اور اس خیال سے باز آجاؤ اس لیے کہ ان حضرات سے بوجہ محفوظ ہونے کے صدور ہی منکر کا نہین ہوتا۔
این نبا شد الخ - یعنی یہ نہین ہوتا اور اگر ہو بھی تو اے مرغ خاک بحر قلزم کو مردار سے کیا ڈر ہے - اس شعر سے بہت جہلا، صوفیہ فرقہ آباحیہ اس امر کا ثبوت دیتے ہین کہ سالک پر ایک حالت وہ بھی آتی ہو کہ جسمین اوس کو گناہ کرنے سے گناہ نہین ہوتا حالانکہ یہ بالکل غلط ہو بات یہ ہے کہ لوگ مثنوی شریف سے استدلال کرتے ہین اور اس سے علوم اخذ کرنا چاہتے ہین حالانکہ مثنوی ایسی کتاب ہو کہ جس شخص کو پہلے سے علوم معلوم ہون وہ اس کے مضامین کو اوس پر منطبق کرے ورنہ خود اس سے علوم اخذ کرنے مین بڑی سخت گمراہی کا خوف ہے اسکی مثال بالکل قرآن شریف جیسی ہے کہ جسطرح کہ قرآن شریف ہے رافضی سُنی مرجیہ اور قدریہ اور جبریہ وغیرہ وغیرہ سب فرق نے اپنے اپنے مطلب کے موافق باتین نکال لی ہین اسی طرح اس سے بھی ہر شخص اپنے مطلب کی بات نکال سکتا ہے - پس جسطرح کہ قرآن شریف کے سمجھنے کے لیے حدیث کے ملانے کی ضرورت ہو اسی طرح اسکے سمجھنے کے لیے اسکی ضرورت ہے کہ اول علوم حاصل کرلے پھر اون پر اس کے مضامین کو منطبق کرے اور اسی معنی مین مولانا جامی نے فرمایا کہ ؎ مثنوی مولوی معنوی + ہست قرآن در زبان پہلوی - اس سے لوگ سمجھے ہین کہ اسمین قرآن شریف کے مضامین ہین گویا کہ ترجمہ ہے حالانکہ بالکل غلط ہو اس مین بہت کم مضامین قرآنی ہین بلکہ اس کا مطلب جو ہمارے حضرت حاجی صاحب فرماتے تھے یہ ہے کہ مولانا جامی نے خود اس مثنوی ہی کو قرآن کہا ہے اس لیے کہ قرآن سے مراد کلام حق ہے اور کلام حق الفاظ کا مقید تو ہے نہین بلکہ الفاظ مخلوق ہین اور صفت کلام قدیم ہو تو جسطرح کہ اپنے اوس کلام قدیم کو کلمات عربیہ کے ساتھ منضم کردیا اور اسکو بذریعہ وحی کے نازل فرمایا اسیطرح اپنا کلام نفس قدیم کو زبان پہلوی کے ساتھ ملادیا - اور اسکو بذریعہ الہام کے مولانا رومیؒ کے قلب مبارک پر وارد فرما دیا - تو بات یہ ہے کہ اس کو علوم تصوف پر منطبق کرنا چاہیئے نہ کہ اس سے علوم اخذ کرنا تو اس سے بحر قلزم را الخ کے معنی یہ ہون گے کہ شیخ کامل کو مولانا نے بحر قلزم سے تشبیہ دی ہے اور کہا ہے کہ جسطرح کہ بحر قلزم ایک مردار سے ناپاک نہین ہوتا اس لیے کہ اس مین ایک مانع عن التنجس موجود ہے اور وہ اوس مین مار کثیر ہوتا ہے کہ وہ اوس کو ناپاک نہین ہونے دیتا اسیطرح اگر کسی بزرگ سے کوئی معصیت صادر بھی ہوجاتی ہے تو اون کے اندر ایک مانع ایسا ہوتا ہے کہ وہ مانع عن التنجس بالمعصیت ہوجاتا ہے - اور وہ اونکو عاصی نہین ہونے دیتا لیکن یہ بات کہ وہ مانع کیا ہے جو اونکو تدنس بالمعصیت سے مانع ہوتا ہے اوس کو شریعت سے دریافت کرنا چاہیئے اس لیے کہ جسطرح ہمکو بحر قلزم مین بھی شریعت کے بتانے سے معلوم ہوا ہے کہ بوجہ مار کثیر ہونے کے مردار سے ناپاک نہوگا اسیطرح ہم کو یہان بھی شریعت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے پس جب شریعت سے موانع پوچھے گئے تو معلوم ہوا کہ منجملہ دیگر موانع کے ایک مانع غلبۂ فنا بھی ہے کہ جس وقت سالک پر غلبۂ فنا کا ہوتا ہے تو اوسکو کچھ خبر ہی نہین رہتی اور وہ مرفوع القلم ہوجاتا ہے - لہذا جب اوس پر غلبۂ فنا کا ہوگا اس وقت اوس کے اندر یہ غلبہ فنا مانع عن التدنس بالمعصیۃ موجود ہے - لہذا وہ عاصی نہ ہوگا اور چونکہ غلبۂ فنا بعض مرتبہ کامل کو بھی ہوتا ہو لہذا شیخ کامل سے بھی اگر کوئی معصیت صریحہ صادر ہوگی تو اوس کو کہا جاوے گا کہ یہ غلبۂ فنا مین ہوا ہے

نہ دریا در ہے کہ اس سے جاہل بکار نقیر استدلال نہ کر سکین اس لیے کہ اول جو شرائط فسخ کے ہین اونکو بھی دیکھا جاوے گا اگر وہ موجود ہون گے اور اُس وقت صدور معصیت ہوگا تب یہ کہا جاوے گا ورنہ اگر وہ شرائط موجود نہین ہین تو رد کیا جاوے گا۔ اور اس کو عاصی کہا جاوے گا خوب سمجھ لو۔ تو اب معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی مانع موجود نہ ہو تب تو اون کو عاصی کہا جاوے گا اور اگر موجود ہو تو اس مانع کیوجہ سے وہ عاصی نہون گے۔ اب اسکے یہ معنی کہنا کہ حضرت تو دریا ہین بھلا ان باتون کا وہان کیا پتہ لگتا ہے بالکل غلط ہوا بلکہ یہ معنی جو بیان کیے گئے ہین محقق ہین۔ اب جہلاء فقرا کا اس شعر سے کوئی کسی قسم کا استدلال نہین ہو سکتا۔ تو اُس مرید نے کہا کہ اول تو اون سے بوجہ محفوظ ہونے کے کوئی منکر صادر ہی نہین ہوتا اور اگر کبھی صادر ہوگا تو چونکہ انہین علامات کامل ہونے کی پائی جاتی ہین اور معلوم ہے کہ پہلے سے کامل ہین لہذا کہا جاوے گا کہ اس وقت مرفوع القلم ہین اور انکی حالت اس کو مقتضی ہے کہ یہ گنہگار نہ ہون گے خوب سمجھ لو کہ اب کوئی اشکال بحمد اللہ نہین رہا۔ حق تعالے حضرت کا سایہ ہمارے سرون پر تادیر قایم رکھے کہ جو یہ مشکل اور مغلق مقامات اونکی برکت سے حل ہو جاتے ہین کہ جیسے کچھ اشکال ہی نتھا للہ دره ثم للہ دره آگے کہتے ہین کہ۔

نیست الخ۔ یعنی وہ قلتین سے کم یا حوض خورد نہین ہے کہ جسکو ایک قطرہ از کار رفتہ کردیے۔ مطلب یہ کہ وہ شیخ ایسا نہین ہو کہ جسمین مانع عن التنجس موجود نہو بلکہ موجود ہے اور وہ مانع وہی ہے جو شریعت نے بتایا ہے کہ غلبۂ فنا مین وہ مرفوع القلم ہے بس معلوم ہوا کہ جو معصیت کہ تم کو عاصی کردینے والی اور مضر ہے اوسکے لیے وہی موجب ترقی درجات ہے تو ایک شئے ایک کے لیے مفید اور دوسرے کے لیے مضر اور غیر مفید ثابت ہوئی آگے اس کی اور نظائر لاتے ہین کہ دیکھو اس مین تعجب مت کرو کہ یہ کسطرح ہو سکتا ہو کہ ایک کو مضر اور دوسرے کو مفید اس لیے کہ پہلے بھی ایسا ہوا ہے فرماتے ہین کہ۔

آتش ابراہیم الخ۔ یعنی ابراہیم کو آگ سے ضرر نہین ہوتا مگر جو نمرود ہو اوس سے کہدو کہ اس آگ سے ڈرے تو دیکھو ایک کو تو آگ جلانے والی اور وہی آگ دوسرے کے لیے موجب سرور اور باعث رحمت ہو۔

نفس الخ۔ یعنی نفس نمرود ہے اور عقل اور جان مثل خلیل کے ہین تو روح تو مشاہدہ مین ہو اور نفس استدلال مین ہو۔

این دلیل الخ۔ یعنی راستہ کی نشانیان راہرو کیلیے مفید ہین اسیلیے کہ ہر دم ایک جنگل مین گم ہوتا ہے۔

واصلان را الخ۔ یعنی واصلون کو سوائے چشم و چراغ کے اور کسی کی ضرورت نہین ہو اون کو دلیل راہ سے فراغت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ روح تو عین مشاہدہ مین ہو اور نفس ابھی استدلال مین ہی لگ رہا ہے اسیلیے نفس یعنی محجوبین کو تو ان استدلالات وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے اور اوس کو سمجھنے کے لیے اس کی ضرورت ہے کہ استدلال کرے۔ مگر جو واصل ہو چکا ہے اور جو کہ مشاہدہ کر چکا ہے اوس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ استدلال کرے بلکہ اوس کو تو صرف اسکی ضرورت ہے کہ وہ نور حق حاصل ہو اور بصیرت ہو بس کافی ہو جیسے کہ جو راستہ چل رہا ہے اُس کو تو ضرورت ہے کہ وہ راستہ کی شناخت کے لیے دلائل اور نشانیان تلاش کرے مگر جو منزل پر پہونچ چکا ہے اوس کو کیا ضرورت ہے وہ تو اپنے گھر مین بیٹھے گا اب یہان شبہ پڑتا تھا کہ اچھا حضرات انبیاء و اولیا تو یقیناً واصل ہوئے ہین مگر حق تعالے کی معرفت کے لیے اونھون نے

استدلالات کئے ہین تو اسکا جواب دیتے ہین کہ۔
گرد سیلے الخ۔ یعنی اگر اوس واصل نے کوئی دلیل بیان بھی کی تو وہ بھی لڑنے والون کے سمجھانے کو بیان کی ہین یعنی انبیانے جو استدلالات کئے وہ اس لیے کہ کفار اونکی تکذیب کرتے تھے تو اونکو سمجھانے کیلیے استدلالات کئے باقی خود اونکو ضرورت نہ تھی آگے اسکی مثال فرماتے ہین کہ
بہر طفلے الخ۔ یعنی چھوٹے بچے کیلیے باپ تتلا کر بولتا ہے اگرچہ اوسکی عقل زمین کی پیمائش کرسکتی ہو مطلب یہ کہ اگرچہ کتنا ہی بڑا عاقل ہو مگر جب بچہ کے سامنے بولے گا تو اوسی طرح تتلا کر بولے گا۔ اس لیے کہ اسوقت آپکو ضرورت ہے کہ اس بچہ کو سمجھاوے اسیطرح وہ حضرات بھی اون کفار کی تفہیم کے لیے دلائل لاتے تھے نہ کہ اپنے واسطے دوسری مثال ہے کہ۔
کم نگردد الخ۔ یعنی اوستاد کے فضل ہین سے کچھ بھی کم نہین ہوتا اگر وہ یہ کہدے کہ الف خالی ہے یعنی اگر وہ تقطیع پڑھاتے وقت یون کہے کہ الف خالی ب کے نیچے ایک نقطہ تو اس سے اوس کے فضل و ہنر مین کیا کمی آئی کچھ بھی نہین بلکہ۔
از پئے الخ۔ یعنی وہ استاد اس بستہ دہن بچہ کی تعلیم کے واسطے حطی ہوز کلمن کہتا ہے۔
در زبان الخ۔ یعنی اوس بچہ کی زبان مین آنا چاہئے اور اپنی زبان سے باہر ہونا چاہئے جب وہ سمجھ سکتا ہے۔
تا بیاموزد الخ۔ یعنی تاکہ وہ تم سے علم و فن سیکھے اس لیے اپنے سے تو بالکل گم ہوجانا چاہئے اور اوسکی استعداد کا لحاظ کرنا اور اوسکی حالت کو مدنظر رکھکر تعلیم کرنا چاہئے ورنہ نفع نہین ہوسکتا۔
پس ہمہ الخ۔ یعنی پس ساری مخلوق اون انبیا علیہم السلام کی اولاد ہے تو اونکی نصیحت کے وقت اسکا لحاظ کرنا اور ان کی استعداد کو مدنظر رکھنا ضروری ہے پس اسی لیے اون حضرات نے دلائل وغیرہ بیان کئے ورنہ اونکو ان کی بالکل حاجت نہ تھی آگے پھر اون شیخ کا قصہ بیان فرماتے ہین کہ۔
آن مرید الخ۔ یعنی اوس شیخ کے مرید نے اوس بدگو کو جو کہ کفر اور گمراہی مین ملا ہوا تھا
گفت الخ۔ یعنی کہا کہ ارے تو اپنے کو تلوار تیز پر مت مار اور بادشاہ اور سلطان کے ساتھ لڑائی مت کر اس لیے کہ حدیث مین آیا ہے کہ حق تعالے فرماتے ہین کہ من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب تو اولیا اللہ کی شان مین گستاخی کرنا خدا سے لڑنا ہے والعیاذ باللہ آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔
حوض الخ۔ یعنی حوض اگر سمندر کے ساتھ برابری کرے تو اپنے کو بیخ ہستی سے اکھاڑ رہا ہے۔ مطلب یہ کہ ان حضرات کے ساتھ اگر کوئی دوسرا برابری کرنے لگے اور خود بھی اسیطرح کرنے لگے تو چونکہ وہان تو مانع ہے اور یہان نہین ہے لہذا یہ برابری کرنے والا یقیناً برباد ہوگا۔
نیست الخ۔ یعنی وہ ایسا دریا نہین کہ جسکا کنارہ بھی ہو تاکہ وہ تمھارے مردار سے تیرہ ہوجاوے بلکہ۔
بحر را الخ۔ یعنی سمندر کی تو حد بھی ہے اور کنارہ بھی ہے مگر شیخ اور نور شیخ کا کنارہ ہی نہین ہے اس لیے کہ اوسکو حق تعالے کے ساتھ معیت مصطلحہ حاصل ہے تو متخلق باخلاق اللہ ہے اور اوسکی حالت یہ ہے کہ بی یسمع و بی یبطق و بی یبصر تو جب صفات حق لامتناہی ہین تو چونکہ یہ بھی عین اصطلاحی ہوگیا ہے اسکی صفات بھی غیر متناہی ہوگئی

پیش الخ۔ یعنی غیر محدود کے سامنے جو محدود ہو وہ فانی ہو اور سوا حق تعالے کے اور چیزین فانی ہین ۔ مگر یہ شخص چونکہ فنا اصطلاحی ہو چکا ہے لہذا یہ تو باقی ہے اور کل معاصی وغیرہ فانی ہین تو یہ ایسے درجہ مین ہے کہ اس پر احکام ظاہر جاری ہی نہین ہین ۔

کفر وا لخ ۔ یعنی جس مقام پر کہ وہ ہے وہان کفر و ایمان بھی نہین ہے اسیلیے کہ یہ تو مغز ہے اور یہ دونون (کفر و ایمان) پوست ہین مطلب یہ ہے کہ چونکہ کفر و ایمان تو احکام ظاہری مین سے ہین اور افعال عبد ہین اور یہ شخص بوجہ عبدیت مطلقہ حاصل ہونے کے ان افعال عباد سے خارج ہو گیا ہے بلکہ اوس کے جو افعال ہین وہ خود افعال حق بمعنی اصطلاحی ہین لہذا اس شخص کو اس مرتبہ عبدیت مین نہ کافر کہہ سکتے ہین اور نہ مومن کہہ سکتے ہین اس لیے کہ یہ دونون تو احکام ظاہر مین سے ہین اور اوس پر احکام ظاہر جاری ہی نہین ہین لہذا وہ اسوقت نہ کافر ہے اور نہ مومن ہے خوب اچھی طرح سمجھ لینا کہین غلطی مت کرنا ۔

شرح حبیبی

این فناها پردهٔ آن وجه گشت ❊ چون چراغ خفیه اندر زیر طشت

پس سر این تن حجاب آن سر است ❊ پیش آن سر این سر تن کافر است

کیست کافر غافل از ایمان شیخ ❊ کیست مرده بیخبر از جان شیخ

جان نباشد جز خبر در آزمون ❊ هر کرا افزون خبر جانش فزون

جان ما از جان حیوان بیشتر ❊ از چه زان رو که فزون دارد خبر

پس فزون از جان ما جان ملک ❊ کو منزه شد ز حس مشترک

وز ملک جان خداوندان دل ❊ باشد افزون تو تحیر را بهل

زان سبب آدم بود مسجودشان ❊ جان او افزون ترست از بودشان

ورنه بهتر را سجود دون ترے ❊ امر کردن هیچ نبود درخورے

کے پسندد عدل و لطف کردگار ❊ که گلی سجده کند در پیش خار

جان چو افزون شد گذشت از انتها ❊ شد مطیعش جان جمله چیزها

مرغ و ماهی و پری و آدمی ❊ زانکه او بیش است ایشان در کمی

ماهیان سوزنگر دلقش شوند ❊ سوزنان را رشتها تابع بوند

جب اہل اللہ کی حالت یہ ہے تو انپر اعتراضات اور تکفیر کے فتوے کیون ہوتے ہین اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ شیخ کے اوصاف فانیہ اسکی ذات و حقیقت کا پردہ بنجاتے ہین جسطرح طشت کے نیچے چراغ پوشیدہ ہو جاتا ہے اور محجوب لوگ چونکہ انکی حقیقت کو نہین دیکھ سکتے بلکہ صورت کو دیکھتے ہین اور اس لیے ان ہذا الا بشر مثلنا کہتے ہین اور اسکے ساتھ اپنا سا معاملہ کرتے ہین اونکا سر ظاہری اون کے سر حقیقی کا حجاب ہو گیا ہے لوگ اوس سر کو نہین دیکھتے صرف سر ظاہری کو دیکھتے ہین اور اوسی پر حکم لگاتے ہین حالانکہ اون کے اس سر مین اور اوس مین

این فناها پردهٔ آن وجه گشت + پس سر این تن حجاب آن سر است + کیست کافر غافل از ایمان شیخ + جان نباشد جز خبر در آزمون +
چون چراغ خفیه اندر زیر طشت + پیش آن سر این سر تن کافر است + کیست مرده بیخبر از جان شیخ + هر کرا افزون خبر جانش فزون +

بعدالمشرقین ہے اور گویا کہ یہ سر اوس سر کے مقابلہ مین کافر ہے اتنا فرق ہے اب مولانا متنبہ ہوتے ہین اور فرماتے ہین کہ ارے مین کسے کافر سے تشبیہ دے رہا ہون اور کسے کافر کہہ رہا ہون یہ خبر نہین کہ حقیقت مین کافر سے مشابہ کون ہے کافر سے مشابہ وہ ہے جسکو شیخ کے ایمان حقیقی کی خبر نہین۔ اور مین کسکو مثل مردہ کہہ رہا ہون یہ خبر ہی نہین کہ مثل مردہ حقیقت مین کون ہے مثل مردہ وہ ہے جسکو شیخ کی حیات روحانی کی خبر نہین دلیل اسکی یہ ہے کہ جان کا علم اوس کے آثار سے ہو سکتا ہے اور بڑا اثر اوسکا علم ہے پس جسکو علم زیادہ ہے اوسمین حیات بھی زیادہ ہے دیکھو ہماری حیات دیگر حیوانات کی حیات سے اعلے ہے وجہ کیا ہے یہی کہ ہمارا علم ان سے بڑہا ہوا ہے اس بنا پر فرشتون کی حیات ہم سے اعلیٰ ہوگی کیونکہ ہم مین حس حیوانی ہے اور حس ملکی نہین اور ان مین حس حیوانی نہین بلکہ حس ملکی ہے۔ اور حس ملکی ادراک مغیبات کے سبب حس حیوانی سے بڑھکر ہے اور اہل دل کی حیات فرشتون کی حیات سے اعلے ہے کیونکہ ان مین دونون حسین ہین حیوانی بھی اور ملکی بھی اب تم کو اس معاملہ مین حیرت نہ ہونی چاہیئے ہمارا دعوے دلیل سے ثابت ہو چکا اسی سبب سے آدم علیہ السلام مسجود ملایک ہوئے کہ انکی حیات اعلے تھی حیات ملایکہ سے ورنہ حکمت خداوندی کو ہرگز شایان نہ تھا کہ مفضول کو مسجود فاضل بناتی بھلا عدل و لطف حق سبحانہ کب اسکو گوارا کرسکتا ہے کہ خار مسجود گل ہو۔ یون ہی جب کسی کی حیات کو ترقی ہوتی ہے اور ترقی ہو کر وہ لا متناہی بلا متناہی حق سبحانہ ہو جاتی ہے تو اسوقت وہ مطاع خلق ہو جاتا ہے پرندے مچھلیان۔ جنات۔ آدمی وغیرہ سب کے سب اسکے ماتحت ہو جاتے ہین کیونکہ یہ افضل ہے اور وہ مفضول اور یہ حالت ہو جاتی ہے کہ گدڑی کے سینے مین مچھلیان اوسکی مدد و معاون بنجاتی ہین اور اون کی سوئیون کے لیے تاگون کی طرح تابع ہو جاتی ہین۔ جیساکہ تو حضرت ابراہیم ابن ادہم کے قصہ مین سن چکا ہے جسکا تتمہ ہم اب بیان کرتے ہین سُن۔

شرح شبیری - **این فناہا الخ** یعنی یہ فانی چیزین اوس وجہ کی پردہ ہو گئی ہین جس طرح کہ ایک چراغ کسی طشت کے نیچے خفیہ ہو مطلب یہ کہ یہ اشیاء دنیویہ اور مقتضیات نفس حجاب ہو رہے ہین اور عالم غیب کی طرف اسوجہ سے توجہ نہین ہو رہی ورنہ جس طرح کہ یہ شخص مغز ہو گیا ہے اور اس کو عالم غیب کی اطلاع ہے اسی طرح تمکو بھی ہو دوسرا مصرعہ اس کی مثال ہے کہ یہ اس طرح حجاب ہین جیسے کہ کوئی طشت کسی چراغ کے نور کا حجاب ہو۔

پس سر این الخ - یعنی پس یہ تن پوشیدہ کا حجاب ہے۔ اور اس پوشیدہ کے سامنے یہ تن محجوب ہے مطلب یہ کہ اس جسم ظاہری کے مقتضیات کی وجہ سے اس طرف التفات نہین ہوتا اور اسوجہ سے یہ محجوب ہو رہا ہے۔ ورنہ بالکل ظاہر طور سے اوس عالم غیب کا مشاہدہ ہوتا۔

کیست کافر الخ - یعنی کافر کون ہے جو کہ ایمان شیخ سے غافل ہو اور مردہ کون ہے جو کہ شیخ کی جان سے بیخبر ہو۔ مطلب یہ ہے جو شخص کہ کاملین واصلین کے اوس ایمان شہودی سے جسمین کہ اونکو معائنہ اور مشاہدہ ہو رہا ہے غافل ہے وہ محجوب ہے اور جو کہ ان کاملین کی اوس حیات ابدی اور حیات طیبہ سے بیخبر ہے گویا کہ وہ خود مردہ ہے۔ آگے اس بیخبر کو مردہ کہنے کی اور اس کے مردہ ہونے کی وجہ اور دلیل فرماتے ہین کہ۔

جان نباشد الخ - یعنی جان نہین ہوتی بجز خبر کے آزمایش مین اور جس کو خبر زیادہ ہے اوس کی جان بھی زیادہ ہے مطلب یہ کہ امتحان اور آزمایش کے وقت اوس چیز کی خبر ہونا ہی تو جان کی دلیل ہے اور اسی سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص

حی ہے اور سید الرہت تو جس کو اطلاع اشیا زیادہ ہوگی اوس کی جان بھی زیادہ ہوگی او جس کو خبر نہوگی اوس کی جان اور روح مین بھی قوت نہ ہوگی گویا کہ نہوگی اسواسطہ مثل مردہ ہی کے ہے اس اعتبار سے اوس کو مردہ کہا گیا ہے۔ آگے زیادہ خبر سے زیادہ جان ہونے کے نظائر پیش فرماتے ہین کہ۔

جان ما از الخ۔ یعنی ہماری جان جان حیوان سے زیادہ ہے کس وجہ سے اس لیئے کہ اوس کو خبر زیادہ ہے کہ اسکو علم جزئیات ہی ہے اور انسان کو علم کلیات کا بھی ہے تو دیکھو زیادتی علم سے زیادتی جان اور قوت روح معلوم ہوئی۔

پس الخ۔ یعنی ہماری جان سے جان فرشتہ زیادہ ہے کیونکہ وہ حس مشترک بین الانسان والحیوان سے پاک ہو مطلب یہ کہ جو حس اور ادراک کہ انسان اور حیوان مین مشترک ہوا وس سے علم فرشتہ چونکہ عالی ہے اور زیادہ ہوا اسلیے وہ اس اعتبار سے افضل ہوا اگرچہ دوسرے اعتبارات سے انسان ہی افضل ہو مگر باعتبار احاطہ معلومات کے فرشتہ انسان سے افضل ہو

وز ملک الخ۔ یعنی اور فرشتہ سے اہل دل کی جان زیادہ ہوتی ہے تم تحیر کو چھوڑ دو مطلب یہ کہ فرشتہ سے اہل اللہ کی جان زیادہ اور روح قوی ہوتی ہے اور تم اس مین حیرت اور تعجب مت کرو کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ فرشتون سے بڑھجاوے۔ اس لیے کہ اس کی نظیر موجود ہے وہ یہ کہ۔

زان سبب الخ۔ یعنی اسی سبب سے آدم اون کے مسجود ہوے کہ آدم علیہ السلام کی جان اون کی جان سے بہت زیادہ تھی مطلب یہ کہ دیکھو چونکہ آدم علیہ السلام ظاہر ہے اہل اللہ اور اہل دل مین سے تھے اسی لیے فرشتون نے اون کو سجدہ کیا تو معلوم ہوا کہ اہل دل اور اہل اللہ فرشتون سے بھی افضل ہوئے چونکہ یہان یہ شبہ ہو سکتا ہو کہ اس سے یہ کب لازم آتا ہو کہ آدم علیہ السلام افضل ہی تھے ممکن ہے کہ مفضول ہون مگر حکم سجدہ کا اونکو کردیا گیا ہو تو آگے اسکا جواب فرماتے ہین کہ۔

ورنہ بہتر را الخ۔ یعنی ورنہ افضل کو مفضول کے سجدہ کرنے کا حکم کرنا بیجا لائق نتھا۔

کے پسندد الخ۔ یعنی حق تعالے کا عدل اور لطف کب پسند کرتا ہو کہ ایک پھول خار کے سامنے سجدہ کرے مطلب یہ کہ حق تعالے کو اگرچہ قدرت تھی مگر عدل و انصاف اس کو مقتضی تھا کہ مفضول کو حکم دیا جاوے کہ افضل کو سجدہ کرے نہ کہ بالعکس تو جب آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتون کو دیا گیا معلوم ہوا کہ وہ مفضول تھے اور حضرت آدم علیہ السلام افضل تھے اور کس طرح نہ ہون آخر اونکا علم تو دیکھو کہ حق تعالے نے اونکو کل کائنات کے اسماء کا مع اون کے خواص و ماہیات و کیفیات وغیرہ کے علم دیا تھا تو جس شخص کہ اتنا بڑا عالم ہے کہ کہین ٹھکانا نہین۔ وہ کس طرح اون سے افضل نہوگا پس جب معلوم ہوگیا کہ مفضول افضل کے تابع ہوا کرتے ہین تو اب قاعدہ کلیہ فرماتے ہین کہ۔

جان چو افزون الخ۔ یعنی جان نے جب ترقی کی تو وہ انتہا سے گذر گئی اور تمام دیگر اشیا کی جانین اوس کے تابع ہو گئین۔ مطلب یہ کہ جب روح ترقی کرتی ہے اور عالم غیب سے تعلق پیدا کر کے وہ ترقی بے انتہا ہو جاتی ہے تو اب اور تمام اشیا اوس کے تابع ہوجاتے ہین۔ اور یہ سب پر حاکم ہو جاتا ہے جیسا کہ اوپر حضرت ابراہیم بن ادہم کے قصہ سے معلوم ہوا کہ مچھلیان بھی ان کے تابع تھین۔ اور یہ حالت ہوتی ہے کہ۔

مرغ و ماہی الخ۔ یعنی پرند اور مچھلی اور پری اور آدمی (سب تابع ہوتے ہین) اس لیے کہ یہ شخص تو زیادتی مین ہے اور وہ سب کمی مین ہین لہذا سب اوس کے مطیع اور تابع ہوتے ہین اور یہ حالت ہوتی ہے کہ۔

ماہیان الخ۔ یعنی مچھلیان اونکی گدڑی کی سوئی بنانے والی ہوتی ہین اور سوئیون کے تاگے تابع ہوتے ہین۔ یعنی

جان ما از جان حیوان بیشتر + از چه زان رو که فزون دارد خبر
پس فزون از جان ما جان ملک + که منزه شد ز حس مشترک
وز ملک جان خداوندان دل + باشد افزون تو تحیر را بهل
زان سبب آدم بود مسجودشان + جان او افزون ترست از بودشان
ورنه بهتر را سجود دون تری + امر کردن هیچ نبود در خوری
کے پسندد عدل و لطف کردگار + که گلے سجده کند در پیش خار
جان چو افزون شد گذشت از انتها + شد مطیعش جان جمله چیزها
مرغ و ماهی و پری و آدمی + زانکه او بیش است و ایشان در کمی

+ ماہیان سوزن گر دلقش شوند +
سوزنان را رشتها تابع شوند +

دیکھو وہ حالت ہوتی ہی جو کہ حضرت ابراہیم ابن ادہم پر گذری کہ مچھلیون نے اون کی گدڑی کے لیے سوئیان بنائین اور اونکو لیکر خود حاضر ہوئین تو دیکھو کسقدر بڑی افضیلت اور متبوعیت کی دلیل ہے آگے حضرت ابراہیم ابن ادہم کا قصہ پورا فرماتے ہین

شرح حبیبی

چون نفاذ امر شیخ آن میر دید ز آمد ماهی شدش وجدے پدید
گفت اه ماهی ز پیران آگه است شه تنے را کو لعین درگه است
ماهیان از پیر آگه ما بعید ما شقی زین دولت وایشان سعید
سجده کرد و رفت گریان و خراب گشت دیوانه ز عشق فتح باب
پس تو اے ناشسته رو در چیستی در نزاع و در حسد با کیستی
با دم شیرے تو بازی میکنی بر ملائک ترکتازی میکنی
بد چه می گوئی تو خیر محض را هین ترفع کم شمر آن خفض را
بد چه باشد مس محتاج مهان شیخ که بود کیمیاے بیکران
مس اگر از کیمیا قابل نبد کیمیا از مس هرگز مس نشد
بد چه باشد سرکش آتش عمل شیخ که بود عین دریاے ازل
بد که باشد ظالم ظلمت فزا شیخ که بود عکس انوار خدا
بد چه باشد آتشے پر درد و سوز شیخ آب کوثرست اندر تموز
دائم آتش را بترسانند ز آب آب کے ترسید هرگز ز التهاب
در رخ مه عیب بینی میکنی در بهشتے خارچینی میکنی
گر بهشت اندر روی تو خارجو هیچ خار آنجا نیابی غیر تو
مے بپوشی آفتاب در گلے رخنه میجوئی ز بدر کاملے
آفتابے کو بتابد در جهان بهر خفاشی کجا گردد نهان
عیبها از رد پیران عیب شد غیبها از رشک پیران غیب شد
بارے ار دوری ز خدمت یار باش در ندامت چابک و بر کار باش
تا ازان راهت نسیمے میرسد آب رحمت را چه بندی از حسد
گرچه دوری دور می جنبان تو دم حیثما کنتم فولوا وجهکم
چون خرے در گل فتد از گام تیز دم بدم جنبد براے عزم خیز
جاے را هموار نکند بهر باش داند او که نیست آن جاے معاش
حس تو از حس خر کمتر بدست که دل تو زان وحلها بر نجست
در وحل تاویل رخصت میکنی چون نمیخواهی کزان دل بر کنی

این روا باشد مرا من مضطرم — حق بگیرد عاجزے را از کرم
خود گرفت است تو چون گفتار کور — این گرفتن را نہ بینی از غرور
مے بگویند اندران گفتار نیست — از برون جوئید کاندر غار نیست
نیست در سوراخ گفتار اے اسیر — رفت تازان او بسوے آبخور
این ہمی گویند و بندش می نہند — او ہمی گوید ز من کے آگہند
گر ز من آگاہ بودے این عدو — کے ندا کردی کہ آن گفتار کو
تاکہ بربندند و بیرونش کنند — غافل آن گفتار از این ریشخند

جبکہ اس امیر نے شیخ کے حلم کا نفاذ مشاہدہ کیا اور دیکھا کہ مچھلی سوئی لے آئی۔ تو اس سے اسپر وجد طاری ہوگیا اور کہا کہ اللہ مچھلی تو شیخ کو پہچانتی ہے اور آدمی نہ پہچانتے پھٹکار آسپر جو اس درگاہ سے مردود ہو اور راس سے آشنا نہو ہاے افسوس مچھلیان شیخ سے واقف ہون اور ہم دور ہون ہم اس دولت سے محروم ہون۔ اور وہ بہرہ یاب آخرش وہ آداب شاہی بجالایا اور روتا پیٹتا چلا گیا۔ اور باب قلب کے مفتوح ہونے کے عشق سے دیوانہ ہوگیا۔ جب مشائخ کی عظمت تجھے معلوم ہو چکی تو اے محروم و طاعن بر مشائخ کا ٹنا من کان تو کس مصیبت مین پھنسا ہوا ہے۔ تجھے معلوم نہین کہ تو کسکے ساتھ مخالفت اور کس پر حسد کرتا ہی کمبخت تو شیر کی دم سے کھیل رہا ہی۔ اور فرشتون پر حملہ کر رہا ہے پھر بھلا تو ہلاک نہو گا۔ ارے تو ان لوگون کو جو خیر محض ہین اور جنمین شر کا شائبہ نہین تو کیا برا کہتا ہے یہ پستی ہی تو اسکو رفعت نہ سمجھ یہ انتہائی ذلت کا سبب ہے تو اسکو عزت نہ خیال کر۔ تو بد اور شیخ مین تمیز نہین کرتا انمین کامل تضاد ہی کیونکہ بد وہ ہے جو تانبا ناقص ہو۔ اپنے کمال مین کیمیا کا محتاج ہو۔ خسیس ہو اور شیخ وہ کیمیا ہوتا ہے جس کے اثر کی کوئی انتہا ہی نہین۔ اور جو ناقص کو کامل بنادیتا ہے بھلا پھر وصف مشیخت اور بدی ایک ذات مین کیونکر جمع ہو سکتے ہین اور اگر کوئی مس کسی سبب سے کیمیائے کامل نہ ہو سکے تو مس سے وہ کیمیا تو مس نہین ہو جاتی وہ تو کیمیا ہی رہتی ہے پس اگر تو کامل بن سکا تو تیرے برا کہنے سے شیخ برا نہین ہو سکتا۔ اور بد وہ ہوتا ہی جو سرکش ہو اور جس کے اعمال رخت حیات روحانی کو پھونک دینے کے لیے آگ کی خاصیت رکھتے ہون اور برعکس اوس کے شیخ آتش شہوات نفسانیہ کو بجھا دینے اور حیات طیبہ روحانی عطا کرنے مین دریائے ازل یعنی حق سبحانہ کی صفت سے متصف ہے۔ اور بد وہ ہوتا ہے جو ظالم بر نفس خود اور ظلمات نفسانیہ کا بڑھانے والا ہو برخلاف اس کے شیخ عکس انوار خداوندی اور منور با نوار حق سبحانہ ہے جو تاریکی کا دشمن اور اوس کا قلع قمع کرنے والا ہے اور بد وہ ہوتا ہی جو آگ ہو اور سوزش اور دھوین سے پر ہو۔ برخلاف اس کے شیخ ایسا ہوتا ہے جیسے گرمی مین آب کوثر۔ کہ التہاب نار عطش کو بجھا کر حیات روحانی بخشتا اور سکون و طمانیت پیدا کرتا ہے پھر وہ بد کیونکر ہو سکتا ہے تو آگ ہے وہ پانی ہے پس تجھکو اوس سے ڈرنا چاہئیے کیونکہ آگ پانی سے ڈرتی ہے وہ تجھ سے نہین ڈر سکتا کیونکہ پانی آگ سے نہین ڈرتا۔ تو بھی تو غضب کرتا ہے کہ چہرۂ بدکامل مین نقص ڈھونڈھتا ہے بھلا وہان نقص کو کیا دخل اور بہشت مین کانٹے تلاش کرتا ہی اگر بہشت مین کانٹے ڈھونڈھنے جاوے گا تو وہان بجز تیرے اور کوئی کانٹا

مجھے نہین مل سکتا۔ تو آفتاب کو مٹی مین چھپانا چاہتا ہے اور بدر کامل مین نقص تلاش کرتا ہے بھلا تیری عقل ہی
نہین ماری گئی غرض اہل اللہ کے اندر عیب تلاش کرنا تیری بدبختی اور محرومی ہے اور سعی لاحاصل اصل مقصود
تیرا انکے کمال پر حسد ہی اور تو اسکا خفا چاہتا ہے مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک آفتاب جو ایک عالم کو اپنے
نور سے فیضیاب کر رہا ہو وہ ایک خفاش کی خاطر چھپ جاوے۔ ایسی حالت مین بجز موتوا بغیظکم کے اور کیا کہا جا سکتا ہو
اے اہل اللہ بد کیونکر ہو سکتے ہین۔ وہ تو صراف ہین عیب و کمال کے جسکو وہ عیب سمجھکر رد کر دین وہ حقیقت
مین عیب ہوتا ہی اور جسکو وہ کمال سمجھکر اوسکی طرف راغب ہون وہ واقع مین کمال ہوتا ہے خیر اگر تو ابتک
خدمت سے دور رہا ہے تو اب بھی کچھ نہین گیا۔ اب بھی یار ہو جا۔ اپنی حرکت سے نادم ہو اور کام مین لگ جا تاکہ
راہ خدا کی نسیم خوشگوار کا کوئی جھونکا تجھ تک پہونچ جاوے۔ دیکھ کیون احمق بنتا ہے اور حسد کا کرڑا لگا کر آب
رحمت کو کیون روکتا ہے اگر تو اونکی خدمت مین بھی حاضر نہین ہو سکتا تو نہ سہی تو دور ہی سے لجاجت کرتا رہ غرض
جہان کہین بھی ہو تجھکو اس قبلہ حاجات کیطرف متوجہ رہنا چاہیئے۔ غور تو کر اگر تیز روی مین کوئی گدھا کیچڑ مین گرجاوے
تو وہ اوٹھنے کے لیے بار بار حرکت کرتا ہی اور وہین رہنے کے لیے جگہ ٹھیک نہین کرتا۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ زندگی
بسر کرنے کا مقام نہین لیکن تیری حس تو گدھے کی حس سے بھی کم ہے کہ تو اس دلدل مین پھنسا ہوا ہے اور تیرے دل مین
اس سے نکلنے کی امنگ پیدا نہین ہوتی۔ تو اس دلدل ہی مین رہنے کے بہانے ڈھونڈھتا ہے کیونکہ تو اوس سے
قطع تعلق کرنا نہین چاہتا تو کہتا ہے کہ مین مضطر ہون میرے لیے اس مین پھنسا رہنا جائز ہے حق سبحانہ اپنے فضل
سے عاجز و مضطر پر گرفت نہین فرماتے۔ لیکن اے احمق حق سبحانہ نے تجھے پکڑ رکھا ہی مگر تو بجو کی طرح اندھا ہے
اس لیے اپنی غفلت سے اوسکو دیکھ نہین سکتا۔ بجو کو جب پکڑنا چاہتے ہین تو اوسے غافل کرتے ہین۔ اور کہتے ہین
کہ بجو بھٹ مین نہین ہے باہر ڈھونڈھنا چاہیئے۔ چونکہ بھٹ مین نہین ہی لہذا معلوم ہوتا ہی کہ دوڑ کر گھاٹ پر پانی
پینے گیا ہی۔ یہ کہتے جاتے ہین اور پھندے لگاتے جاتے ہین اور بجو احمق یہ سمجھتا ہی کہ یہ مجھسے واقف نہین بھلا اگر وہ
دشمن مجھے جانتا تو یہ کیون کہتا کہ بجو کہان چلا گیا ہے کہ یہ لوگ اسکو باندھکر باہر نکال لیتے ہین اور وہ اس دل لگی سے غافل ہوتا ہی

لب دریا پر حضرت ابراہیم ابن ادہم اور اس امیر کے قصہ کا تتمہ

شرح شبیری - چون الخ - یعنی جب اس امیر نے حکم شیخ کا نافذ ہوتا دیکھا تو مچھلیون کی آمد سے اوسکو ایک وجد ظاہر ہوا۔
گفت الخ - یعنی اوس امیر نے کہا کہ افسوس مچھلی تو پیر دن سے آگاہ ہی تو اوس شخص پر نفرین ہو جو ملعون و مردود درگاہ ہو۔
ماہیان الخ - یعنی مچھلیان تو شیخ سے آگاہ ہین اور ہم بعید ہین اور ہم اس دولت سے بدبخت ہین اور سعید ہین (بڑے افسوس کی بات ہے)
سجدہ کرد الخ - یعنی اوس نے سجدہ کیا اور روتا ہوا خراب وخستہ چلدیا۔ اور شیخ باب کے عشق کی وجہ سے دیوانہ
ہو گیا فتح باب سے مراد انشراح قلب مطلب یہ کہ جب اس پر یہ اسرار اور عظمت شیخ کی منکشف ہوئی تو اس پر
وجد کی حالت طاری ہوئی اور اس انشراح قلبی کی وجہ سے اوسپر دیوانگی کی کیفیت ہوگئی اس کے بعد حضرت [illegible]
اس قصہ کو تمام فرما کر رجوع ہے اوپر کے مضمون کی طرف اور پہلے قصہ طعن مین خطاب خاص اوس طاعن کو تھا کہ ان
بزرگ کی شان مین گستاخی مت کر کہ بہت بڑی جرأت اور اوس سے وبال کے نزول کا خوف ہے آگے اسی

مضمون کو خطاب عام سے بیان فرماتے ہین کہ ۔
پس الخ ۔ یعنی پس اے ناپاک تو کس شئے مین مشغول ہو اور نزاع و حسد کس کے ساتھ کر رہا ہے کچھ خبر بھی ہو تیری وہ مثال ہو کہ
یا دم الخ ۔ یعنی شیر کی دم کے ساتھ کھیل کر رہے ہو اور فرشتو پر حملہ کر رہے ہو تو ان دونو نکا نتیجہ یہ ہوگا کہ شیر تمکو پھاڑ دیگا
اور ملائک ہلاک کر ڈالین گے ۔ تو اسیطرح بزرگو نکی شان مین گستاخی کرنے سے بھی بال نازل ہوگا ۔ اور اس سے ہلاک ہو جاؤ گے ۔
بد چرا الخ ۔ یعنی تو خیر محض کو کیا برا کہہ رہا ہے ارے اس ذلت کو ترفع مت گن ۔ مطلب یہ کہ اگرچہ اولیاء اللہ معصوم
تو نہین ہوتے مگر محفوظ ضرور ہوتے ہین اس لیے ان سے برائی صادر نہین ہوتی ۔ اور کوئی نہ کوئی ایسا مانع قوی ہو جاتا ہو
کہ جس سے ان سے صدور منکر نہین ہونے پاتا جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے تو فرماتے ہین کہ اے معترض تو جو اس اعتراض
کرنے کو بڑا کمال سمجھتا ہے جیسا کہ آجکل یہ خبط ہے کہ کہتے ہین کہ ہم نے فلان بزرگ سے گفتگو کی تو جواب نہ دے سکے
تو یہ خبط ہے اور ذلت ہو اس کو کمال اور بڑائی مت سمجھ کہ خدا نکردہ کہین وبال پڑ گیا تو سارا کمال اور بزرگی
رکھی رہ جاوے گی آگے شیخ کامل کی اور بدکارون کی مثالین دیتے ہین ۔
بد چہ باشد الخ ۔ یعنی بد کون ہوتا ہے وہ مس جو کہ محتاج اور ذلیل کردہ ہو اور شیخ وہ ہے جو کہ کیمیائے کامل ہو ۔
مس الخ ۔ یعنی اگر کیمیا سے مس کبھی قابل نہ ہوا تو کیمیا بھی تو مس کی وجہ سے مس نہ ہو جاویگی مطلب یہ کہ شیخ کی مثال
تو کیمیا جیسی ہو اور عوام کی مثال مس جیسی ہو ۔ تو اگر کیمیا سے مس سونا نہو سکے تو یہ بھی تو نہین ہو کہ خود کیمیا ہی مس بنجاوے
اسیطرح اگر عوام شیخ کی وجہ سے درست نہ ہو سکین تو اسطرح تو لٹیا نہ ڈوبے گی کہ شیخ بھی عوام مین سے ہو جاوے ۔ غایت
ما فی الباب یہ ہوگا کہ دونون اپنی حالت پر رہینگے ۔ اور کوئی کسی مین اثر نہ کریگا تو شیخ کو برا کہنا سخت غلطی ہو آگے اور مثال ہو ۔
بد چہ باشد الخ ۔ یعنی برا کیا ہے ایک آگ ہے اپنے عمل مین اور شیخ کون ہے دریائے ازل کا چشمہ ہے تو پانی آگ کو
بجھاتا ہے یا آگ پانی کو غائب کر دیتی ہے ظاہر ہے کہ پانی آگ کو دفع کر دیتا ہو تو عوام جو کہ آگ کیطرح ہین اور انکے
اخلاق و عادات خراب ہو رہے ہین انکو شیخ درست کر دیتا ہے نہ یہ کہ خود بھی عوام مین سے ہو جاوے ۔ آگے اور مثال ہو کہ
بد کہ باشد الخ ۔ یعنی برا کون ہے ظالم ظلمت کا بڑھانے والا اور شیخ کون ہے وہ عکس ہو انوار الٰہیہ کا ۔
بد چہ باشد الخ ۔ یعنی برا کیا ہے ایک آگ پر دود و سوز ہے اور شیخ آب کوثر ہے گرمی کے موسم مین ۔
دائم الخ ۔ یعنی ہمیشہ آگ کو پانی سے ڈراتے ہین مگر پانی شعلون سے کب ڈرتا ہو ۔ مطلب یہ کہ دیکھو قاعدہ ہے آگ پانی
سے ڈرتی ہے کہ وہ اوسکو زائل اور فنا کر دینے والا ہو مگر پانی کبھی آگ سے فنا نہین ہوتا اور اسکا وصف ہرگز زائل
نہین ہوتا ۔ اسیطرح شیخ کی برکت سے عوام کے اخلاق تو مبدل ہو جاتے ہین مگر شیخ کامل پر انکا اثر نہین پڑتا ۔
در رخ مہ الخ ۔ یعنی چاند کے چہرہ مین عیب بینی کر رہے ہو اور بہشت مین کانٹے تلاش کرتے ہو مطلب یہ کہ شیخ
جو کہ چاند کی طرح ہو اور بہشت کی طرح ہے تم اوس مین عیوب نکالتے ہو اور نہین عیوب کہان ہین وہ تو بالکل صاف
ہو اور ... گل ہین اور خیر ہی خیر ہو شر و خار کا نام ہی نہین ہو ۔
در بہشت الخ ۔ یعنی اگر تم بہشت مین کانٹے کو تلاش کرتے ہوئے جاؤ تو وہان کوئی کانٹا بجز اپنے نہ پاؤ گے مطلب
... جو تم عیوب نکال رہے ہو تو دیکھو کہ ان مین کوئی عیب نہین ہو ہان ایک عیب یہ بیشک ہو کہ تم جیسے نالائق
انکے پاس ... ان سے منسوب ہو ... اسکے سوا اور کوئی عیب ... ان مین نہین ہو سبحان اللہ خوب ہی فرمایا ہے ۔

می بجوشی الخ۔ یعنی تم ایک آفتاب پر خاک ڈالنا چاہتے ہوا ور بدر کامل مین عیب تلاش کرتے ہو تو بھلا یہ کیسے ممکن ہو اسیطرح بزرگان دین مین جو تم عیوب تلاش کرتے ہو اونمین عیوب کہان ہین اون مین عیوب مل ہی نہین سکتے۔
آفتابے الخ۔ یعنی وہ آفتاب جو کہ عالمتاب ہو وہ ایک خفاش کی وجہ سے کہان چھپ جاوے۔ مطلب یہ کہ تم جو اون سے حسد کرتے ہو اور تم سے اوسکے کمالات کو دیکھا نہین جاتا اور مرے جاتے ہو تو تمھاری وجہ سے وہ اپنے کمالات کو بھلا کہان چھپا ئین۔ اون کے کمالات جسطرح درخشان اور تابان ہین وہ اوسی طرح رہینگے تم اگر اندھے ہوا ور اوسکی برداشت تم سے نہین ہوسکتی تو مرر ہو باقی وہ تو اسیطرح رہینگے۔ اونکی تو یہ شان ہو کہ
عیبہا از الخ۔ یعنی عیوب بزرگون کی رد کردینے کی وجہ عیب ہوگئے ہین اور غیوب بوجہ بزرگونکی پسندیدگی کے غیوب ہوگئے ہین۔ رشک سے مراد پسندیدگی اور محبت اس لیے کہ جب پسندیدگی اور محبت ہوتی ہے جب ہی تو رشک بھی ہوتا ہے اس لیے اطلاق خود محبت پر کردیا۔ اور غیوب سے مراد کمالات اب سمجھو کہ فرماتے ہین کہ عیوب جو عیوب ہوگئے ہین تو اس لیے کہ اونکو بزرگان دین نے مردود و مطرود کردیا ہے اور کمالات کمالات اسیلیے بنے ہین کہ اونکو بزرگون نے پسند کیا۔ تو وہ کمالات ہوگئے تو جنکی یہ شان ہے کہ جسکو پسند کیا وہ کمال ہوگیا اور جسکو رد فرمایا وہ عیب ہوگیا۔ پھر خود اوس مین کس طرح عیوب ہوسکتے ہین خوب سمجھ لو چونکہ اس شعر مین نسخے بہت مختلف ہین اور ہر نسخہ کے اعتبار سے مطلب دوسرا ہوتا ہے لہذا ذیل مین اول اون اختلافات کا نقشہ دیا جاتا ہے اوس کے بعد انشاء اللہ ہر نسخہ کی بابت توجیہ بیان کیجائے گی۔ نقشہ یہ ہے۔

نمبر شمار	مصرعہ اولے		مصرعہ ثانیہ	
	لفظ اول	لفظ ثانی	لفظ اول	لفظ ثانی
۱		بالمہملہ	بالمعجمہ	یالمعجمہ
۲	بالمعجمہ	بالمعجمہ	بالمہملہ	بالمہملہ
۳	بالمہملہ	بالمعجمہ	بالمعجمہ	یالمہملہ
۴	بالمعجمہ	بالمہملہ	بالمہملہ	بالمعجمہ

صورت اول تو وہ ہی جو متن مین ہے اوسکی توجیہ تو اوپر بیان کردی گئی ہے اور صورت ثانیہ مین اس طرح ہوگا
؎ غیبہا از ردپیران غیب شد + عیبہا از رشک پیران عیب شد + اس کی توجیہ کچھ سمجھ مین نہین آئی۔ ۔۔۔ اسیطرح چھوڑا جاتا ہے اگر کسی صاحب کے سمجھ مین آوے تو طبع ثانی مین زیادہ کرادین۔ اور تیسری شق کے مطابق یہ ہوگا کہ ؎ عیبہا از رد پیران غیب شد + غیبہا از رشک پیران عیب شد۔ یہان رد سے مراد ازالہ ہے اور رشک اپنے معنی مین ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ عیوب کو جب بزرگان دین نے ۔۔۔ زائل کردیا

تو وہ عیوب اور کمالات بن گئے ۔ اور ان عیوب کو جو کہ بظاہر کمالات معلوم ہوتے تھے جبکہ ناپسند کیا اور ان سے رشک اور حسد رکھا تو وہ بھی حقیقت مین عیوب ہی تھے ۔ چوتھے نسخہ کی رو سے یہ ہوگا ۔ عیبہا از رد پیران عیب شد + عیبہا از رشک پیران غیب شد + اب مطلب یہ ہوگیا کہ جو بظاہر کمالات تھے جبکہ بزرگون نے انکو رد کردیا تو معلوم ہوا کہ اصل مین وہ عیوب ہی تھے اور جن عیوب کو پسند کرلیا وہ اصل مین کمالات ہی تھے خوب سمجھ لو اب چارون نسخون کے مطابق تقریر کردی گئی ہو جسکو جو پسند ہو اوسکو قبول کرلے ۔ غرضکہ حاصل اور مقصود یہ ہے کہ ان حضرات کی تو وہ شان ہے کہ جو اخلاق کہ انکو پسند ہون وہ تو کمالات ہین اور جو ناپسند ہون وہ نقص اور عیوب ہین پھر ان حضرات مین عیوب کہان ہو سکتے ہین ۔

بار ست الخ ۔ یعنی اگر تو خدمت سے دور ہے تو یار رہ اور ندامت مین چالاک اور پرکار رہ ۔

تا از ان الخ ۔ یعنی تاکہ اوس راہ سے تمھین کوئی ہوا پہونچ جاوے تو آپ رحمت کو حسد سے کیون بند کرتا ہے ۔ مطلب یہ ہو کہ اگر توفیق خدمت کی نہین ہے تو خیر دل سے ہی محبت اور عقیدت رکھو اور اپنی گذشتہ گستاخیون پر نادم رہو کہ اسکی برکت سے شاید کچھ فضل حق میسر ہو جاوے ۔ اور کام بنجاوے اس حسد سے کیون باب رحمت کو بند کررہے رہو ۔ خدا کے لیے ایسا مت کرو کہ بزرگون سے حسد رکھو خدمت کی توفیق نہین تو خیر دل سے تو اچھا سمجھو

گر تو دوری الخ ۔ یعنی اگر تم دور رہو تو دوری سے دم ہلاتے رہو اور جہان کہین ہو اسی طرف توجہ کرو ۔ مطلب یہ ہو کہ اگر تم کو بعد جسمانی ہے تو ان حضرات سے تعلق محبت کا اور عقیدت کا رکھو کہ یہی بہت مفید ہے اور چونکہ یہ حضرات بھی بوجہ متوجہ الیہم ہونے کے مثل کعبہ ہی کے ہین اور قرآن شریف مین کعبہ کے واسطے ارشاد ہے حیثما کنتم فولوا وجوہکم شطرہ تو اسیطرح جہان کہین بھی رہو ان حضرات سے عقیدہ اور تعلق رکھو آگے ایک مثال فرماتے ہین کہ ۔

چون الخ ۔ یعنی جب کوئی گدھا تیز چلنے کی وجہ سے گارے مین گرپڑے تو دم بدم وہ اوٹھنے کے لیے حرکت کرتا ہو ۔

جائے را الخ ۔ یعنی وہ رہنے کے لیے جگہ ہموار نہین کرتا اس لیے کہ جانتا ہو کہ یہ رہنے کی جگہ نہین ہو مطلب یہ کہ جب گدھا گارے مین گرپڑتا ہے تو اس کوشش مین ہوتا ہے کہ کسی طرح وہان سے نکل آوے اور یہ نہین کرتا کہ بس وہین رہنے کے لیے جگہ کو درست کرنے لگے کہ اب تو یہین رہین گے ۔

حس الخ ۔ یعنی تیری سمجھ گدھے کی سمجھ سے بھی کم ہے کہ دل تیرا ان کیچڑون سے باہر نہین نکلتا مطلب یہ کہ وہ گدھا تو اوس کیچڑ سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے مگر تم جو اس دنیا کے کیچڑ مین دھنسے ہوئے ہو ۔ تمکو اس سے نکلنے کا کبھی احساس ہی نہین ہوتا اور ایسا سمجھے ہوئے ہو کہ گویا ہمیشہ یہین رہنا ہے نہ بزرگون کی خدمت مین جانا ہے اور نہ دین کی خبر ہے بس ہر دم اور ہر وقت تم ہو اور دنیا ہے ۔ تو تم گدھے سے بھی کم ہوئے ۔

در وحل الخ ۔ یعنی اوس کیچڑ مین تاویل رخصت کی کرتے ہو جبکہ اوس سے دل اکھاڑنا نہین چاہتے مطلب یہ کہ حب دنیا سے دل اکھاڑنا اور اوس سے قطع تعلق کرنا پسند نہین کرتے تو اوس کے لیے تاویلین کرتے ہو اور یون کہتے ہو

کاین الخ ۔ یعنی کہ مجھکو یہ جائز ہے اس لیے کہ مین مضطر ہون اور حق تعالے کسی عاجز کو کرم کیوجہ سے نہ پکڑینگے مطلب یہ کہ کہتے ہین کہ حضرت کیا کرین بال بچے ہین بیٹے رشوت وغیرہ کے پورا نہین ہوتا اس لیے مجبوراً حرام کمائی کرتے ہین لہذا ہم مضطر ہین تو حق تعالے بھی اس اضطرار کی وجہ سے اپنے کرم سے گرفتار نفرمائینگے بلکہ معاف فرمادینگے مولانا فرماتے ہین کہ ۔

اے جو گفتاری الخ۔ یعنی ارے تو بچے کیطرح گناہوں میں گرفتار ہو رہا ہے تو دھوکہ کی وجہ سے اس گرفت کو نہیں سمجھتا مطلب یہ کہ جب بچوں کو پکڑتے ہیں تو قاعدہ ہے کہ دوسرے لوگ سامنے بیٹھکر کہتے ہیں کہ نہ معلوم بچہ کہاں چلا گیا دوسرا کہتا ہے کہ یہاں تو ہے نہیں شاید کہیں پانی وغیرہ پینے گیا ہوگا۔ جب بچہ یہ سنتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میری انکو خبر نہیں ہے لہذا بے فکر ہو کر بیٹھ رہتا ہے یہ لوگ چالاکی سے گرفتار کر لیتے ہیں تو مولانا فرماتے ہیں کہ دیکھو جسطرح وہ بے فکر ہو گیا تھا اور پھر پھنس گیا اسی طرح اگر تم بے فکر ہو گے تو پھنس جاؤ گے بلکہ پھر تو پھنسو ہی گے اسوقت بھی تم پھنس رہے ہو کہ گناہوں میں مبتلا ہو آگے اس بچے کے گرفتار کرنے کی ترکیب کو خود بیان فرماتے ہیں کہ

می بگویند الخ۔ یعنی لوگ کہتے ہیں کہ اندر بچہ نہیں ہے باہر تلاش کرو اس لیے کہ یہاں نہیں تو ہے نہیں۔

نیست الخ۔ یعنی ابا جان سوراخ میں تو بچہ ہے نہیں وہ تو دوڑتا ہوا گھاٹ کیطرف کو گیا ہے۔

این ہمی الخ۔ یعنی یہ لوگ تو یہ کہتے ہیں اور اس پر جال رکھتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ یہ مجھسے آگاہ نہیں ہیں اور کہتا ہے کہ

گرز من الخ۔ یعنی اگر یہ دشمن مجھسے آگاہ ہوتا تو اس طرح کیوں کہتا نہ بچہ کہاں ہے وہ حضرت اسی خیال میں رہتے ہیں اور

تا کہ الخ۔ یعنی یہانتک کہ اسکو باندھ لیتے ہیں اور باہر نکال لیتے ہیں اور وہ بچہ اس مسخرہ پن سے غافل ہوتا ہے۔ اسیطرح تم بے فکر ہو کہ حق تعالے ہمیں نہ پکڑیں گے حالانکہ وہ ضرور گرفت کرینگے بلکہ اب اسوقت بھی گرفتار کر رکھا ہے۔ آگے اسپر ایک حکایت لاتے ہیں خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت شعیب کے زمانہ میں ایک شخص کہا کرتا تھا کہ حق تعالے نے میرے اسقدر گناہ دیکھے مگر مجھے کبھی نہ پکڑا تو آئندہ بھی نہ پکڑینگے۔ حق تعالے نے شعیب علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس سے کہدو کہ جب پکڑینگے وہ تو جب ہی ہوگا مگر تجھے تو اب بھی گرفتار کر رکھا ہے کہ قلب سیاہ ہو گیا اور معاصی میں مبتلا ہے نہ اچھے کی حس رہی نہ برے کی یہ کس قدر بڑی گرفت ہے والعیاذ باللہ تو اسی طرح تم خیال کرتے ہو کہ حق تعالے ہمیں نہ پکڑیں گے مگر حق تعالے نے خود اسی وقت گرفتار کر رکھا ہے کہ قلب کو مسخ کر دیا کہ یہ بھی خبر نہ رہی کہ حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے یہ گرفت نہیں تو اور کیا ہے نعوذ باللہ منہ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب اب حکایت سنو۔

شرح حبیبی

آن یکے میگفت در عہد شعیب　　کہ خدا از من بسے دیدست عیب

چند دید از من گناہ و جرمہا　　در کرم یزدان نمی گیرد مرا

حق تعالے گفت در گوش شعیب　　در جواب او فصیح از راہ غیب

کہ بگفتی چند کردم من گناہ　　در کرم نگرفت بر جرمم الٰہ

عکس میگوئی و مقلوب اے سفیہ　　اے رہا کردہ رہ بگرفتہ تیہ

چند چندت گیرم و تو بے خبر　　در سلاسل ماندۂ تا پا بسر

زنگ تو بر توت اے دیگ سیاہ　　کرد سیمائے درونت را تباہ

بر دلت زنگار بر زنگارہا　　جمع شد تا کور شد اسرارہا

گر زند آن دود بر دیگ نوی | آن اثر بنماید ار باشد جوی
زانکه هر چیزے بضد پیدا شود | بر سفیدے آن سیه رسوا شود
چون سیه شد دیگ پس تأثیر دود | بعد ازان بر وے کہ بیند زود زود
مرد آهنگر که او زنگی بود | دود را با روش همرنگی بود
مرد رومی گر کند آهنگری | در ویش ابلق گردد از دود آوری
پس بداند زود تأثیر گناه | پس بنالد زار و گوید کاے اله
چون کند اصرار و بد پیشه کند | خاک اندر چشم اندیشه کند
توبه نندیشد دگر شیرین شود | بر دلش آن جرم تا بیدین شود
آن پشیمانی و یارب رفت ازو | شست بر آئینه زنگ پنج تو
آهنش را زنگها خوردن گرفت | گوهرش را زنگ کم کردن گرفت
چون نویسی کاغذ اسپید بر | آن نوشته خوانده آید در نظر
چون نویسی بر سر بنوشته خط | فهم ناید خواندنش گردد غلط
کان سیاهی بر سیاهی او فتاد | هر دو خط شد کور معنی ره نداد
در سوم باره نویسی بر سرش | پس سیه کردی چو جان کافرش
پس چه چاره جز پناه چاره گر | نا امیدے مس و اکسیرش نظر
نا امیدیها به پیش او نهید | تا ز درد بے دوا بیرون جهید
چون شعیب آن نکتها با او بگفت | زان دم جان در دل او گل شگفت
جان او بشنید وحی آسمان | گفت اگر بگرفت ما را کو نشان
گفت یارب دفع من میگوید او | آن گرفتن را نشان میجوید او
گفت ستارم نگویم رازهاش | جز یکے رمزے برائے ابتلاش
یک نشانے آنکه میگیرم ورا | آنکه طاعت دارد و صوم و دعا
از نماز و از زکوة و غیر آن | لیک یک ذره ندارد ذوق جان
میکند طاعات و افعال سنی | لیک یک ذره ندارد چاشنی
طاعتش نغزست و معنی نغز نے | جوزها بسیار و در وے مغز نے
ذوق باید تا دهد طاعات بر | مغز باید تا دهد دانه شجر
دانه بے مغز کے گردد نهال | صورت بیجان نباشد جز خیال
چون شعیب این نکتها بر وے بخواند | از تلفظ همچو خر در گل بماند

ایک شخص حضرت شعیب علیہ السلام کے زمانہ مین کہہ رہا تھا کہ حق سبحانہ نے میرے بہت سے عیب دیکھے ہین اور اوس نے بہت سے قصور اور معاصی دیکھے مگر اپنے کرم سے مجھپر گرفت نہین کرتا اس پر حق سبحانہ نے اوس کے

جواب مین بذریعہ وحی کے حضرت شعیب علیہ السلام کے کان مین صاف طور پر فرمایا کہ آپ اوس سے فرما دیجیے کہ تو کہتا ہے کہ حق سبحانہ نے میرے گناہ دیکھے لیکن اپنے فضل سے پھر گرفت نہین فرمائی یہ تیرا خیال غلط ہے اور یہ بیان بالکل اولٹا ہے اس مین تو راہ راست پر نہین بلکہ میدان گمراہی مین سرگردان ہو تجھے خبر نہین مین نے تجھ بہت گرفت کی ہے اور سر سے پاؤن تک تو ہماری غیر محسوس زنجیرون مین جکڑا ہوا ہے۔ مگر تجھے اس لیے معلوم نہین ہوتا کہ تو بمنزلہ کالی ہانڈی کے ہے اور کثرت سیاہی نے تیرے دل کی اصلی رنگت کو چھپا رکھا ہے تیرے دل پر زنگ کی تہین جمگئی ہین۔ حتیٰ کہ وہ اسرار بینی سے اندھا ہوگیا ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو دھوان نئی ہانڈی پر جمتا ہے وہ اگر تھوڑا بھی ہوتا ہے تو اوسکا اثر محسوس ہوتا ہے اور راز اس کا یہ ہے کہ اس وقت ہانڈی کی رنگت دھوین کے رنگ کے مخالف ہوتی ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ ایک ضد دوسری ضد سے معلوم ہوتی ہے چنانچہ سفیدی پر سیاہی بہت صاف نظر آتی ہے اس لیے اوس دھوین کا تھوڑا اثر بھی محسوس ہوتا ہے اور جب ہانڈی دھوین سے بالکل کالی ہوجاتی ہے اس وقت بھلا دھوان کیا معلوم ہوسکتا ہے پس تجھے اپنے گناہون کا اثر اس لیے محسوس نہین ہوتا کہ تیرا دل بالکل سیاہ ہوگیا ہے۔ ہان اگر قلب صاف ہوتا تو معلوم ہوسکتا تھا علی ہذا اگر کوئی لوہا رزنگی ہو تو چونکہ دھوین کی رنگت اوس کے رنگ کے موافق ہے اس لیے اوس پر دھوین کا اثر ظاہر نہین ہوسکتا۔ اور اگر لوہا رومی ہو تو اوسکے منھ پر دھوین کے دھبے محسوس ہون گے۔ اور وہ ابلق معلوم ہوگا پس جب تک دل صاف ہوتا ہے اس وقت تک اوسکو گناہ کا اثر محسوس ہوتا ہے اور وہ حق سبحانہ کے سامنے گریہ وزاری کرتا ہے اور جب وہ گناہ پر اصرار کرتا ہے اور بدکاری کو اپنا پیشہ بنا لیتا ہے۔ اس وقت اسکی چشم قلب مین خاک پڑجاتی ہے۔ اور وہ اندھی ہوجاتی ہے اوس کو گناہ کا اثر نظر نہین آتا۔ اور توبہ کا اوسکو خیال بھی نہین آتا اور گناہ مین اوس کے دل کو لذت آنے لگتی ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ دین ہی کو چھوڑ بیٹھتا ہے (اعاذنا اللہ منہ) کثرت معاصی کا خاصہ یہ ہے کہ پشیمانی اور دعا اوس سے بالکل رخصت ہوجاتی ہے اور زنگ کی بہت سی تہین اوس کے دل پر جم جاتی ہین۔ جون جون وہ گناہ کرتا ہے اوس کے دل پر زنگ جمتا جاتا ہے اور وہ زنگ اوس کے لوہے (دل) کو کھانے لگتا ہے۔ اور اوس کے قلب صافی مثل لوہے کے رنگ مین کمی آنے لگتی ہے بالآخر وہ بالکل زنگ آلود ہوجاتا ہے اور گناہ کا اثر محسوس نہین ہوسکتا۔ اسکو ہم ایک اور مثال سے واضح کرتے ہین۔ دیکھو جب تم اول مرتبہ سفید کاغذ پر لکھتے ہو تو وہ نوشتہ صاف پڑھا جاتا ہے اور جب اوس لکھے ہوئے پر اور مضمون لکھو تو وہ لکھا ہوا اچھی طرح سمجھ مین نہین آتا اوس کے پڑھنے مین غلطی ہونے لگتی ہے۔ کیونکہ ایک سیاہی نے دوسری سیاہی پر پڑکر اوسکو بالکل خبط کردیا۔ لہذا معنی کا پتہ نہین چلتا۔ اور تیسری مرتبہ اوسی پر لکھو تب تو جان کافر کی طرح بالکل سیاہ ہوجاوے گا۔ اور کچھ بھی نہ پڑھا جاوے گا۔ اسی پر اس سیاہی کو خیال کرو جو گناہ سے قلب کے اندر پیدا ہوتی ہے کہ وہ جون جون بڑھتی جاتی ہے گناہ کا احساس گھٹتا جاتا ہے اور جب بالکل سیاہ ہوجاتا ہے تب تو گناہ کا بالکل ہی احساس نہین ہوتا۔ اس وقت اور کوئی علاج نہین بجز حق سبحانہ کی پناہ کے گو اسوقت اصلاح سے مایوسی ہوجاتی ہے لیکن اس کو بمنزلہ مس کے سمجھنا چاہیے اور حق سبحانہ کی نظر رحمت کو اکسیر وہ اوس کے ناامیدی کو ایکدم مین مبدل بامید کرسکتی ہے۔ پس جب ایسی حالت ہو تو اپنی ناامیدی کو

اس دریائے رحمت کے سامنے پیش کر دینا چاہیئے۔ کہ اس وقت تو ہماری بضاعت مزجاۃ یہ ہے آپ اسکو اپنی رحمت سے کھرا مال بنا دیجیے۔ ایسا کروگے تو اس درد لا دوا سے انشاء اللہ تعالے رہائی ہوجاوے گی۔ جب شعیب علیہ السلام نے یہ واقعات اس سے بیان کئے تو اس موثر تقریر سے اس کے دل مین ایک عمدہ اثر پیدا ہوا یعنی وہ خواب غفلت سے چونکا اور فی الجملہ متنبہ ہوا یعنی جب اوس نے یہ وحی آسمانی سنی تو کہا کہ اگر حق نے مجھپر گرفت کی ہے تو اوسکی علامت بیان فرمایئے حضرت شعیب علیہ السلام نے جناب خداوندی مین التجا کی کہ الٰہی یہ تو میری بات نہین مانتا بلکہ نشانی طلب کرتا ہے حق سبحانہ نے جواب دیا کہ ہم پردہ پوش ہین ہم تمسے اوس کے راز نہ بیان کرین گے صرف اس کے امتحان کے لیے ایک اشارہ کیے دیتے ہین ہمارے گرفت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ روزہ۔ دعا اور دیگر طاعتین مثلاً نماز۔ زکوٰۃ وغیرہ ادا کرتا ہے لیکن ذرا بھی اوس کو دلچسپی نہین ہوتی تو وہ عبادتین اور عمدہ افعال کرتا ہے مگر اون کی حلاوت سے بالکل محروم ہے صورت عبادت تو بہت اچھی ہے مگر حقیقت اچھی نہین ہے۔ اس لیے انکی مثال ایسی ہے جیسے اخروٹ تو بہت ہون اور گری کسی مین نہو پس طاعات کے ثمرات اجر و دیگر ثمرات ہونے کیلیے دلچسپی اور حلاوت کی ضرورت ہے جسطرح کہ دانہ کے درخت ہونے کے لیے مغز کی ضرورت ہوتی ہے پس جسطرح دانۂ بے مغز بوذا نہین بن سکتا یون ہی صورت طاعات بھی حقیقت و روح کے بغیر خیال سے زیادہ وقعت نہین رکھتی۔ جب شعیب علیہ السلام نے اوس سے یہ نکتے بیان کئے تو یون دنگ رہگیا جیسا کہ گدھا دلدل مین پھنس جاتا ہے۔ اچھا اب پھر ہم قصۂ شیخ کی طرف رجوع کرتے ہین۔

ایک شخص کا دعوے کرنا کہ حق تعالے مجھے گناہ کی وجہ سے پکڑتا نہین اور حضرت شعیب علیہ السلام کا اوسکو جواب دینا

شرح شبیری۔ آن یکے الخ۔ یعنی ایک شخص حضرت شعیب علیہ السلام کے زمانہ مین کہا کرتا تھا۔ کہ خدا نے مجھسے بہت گناہ دیکھے ہین

چند دید الخ۔ یعنی مجھسے کتنے ہی گناہ اور جرم دیکھے اور کرم کی وجہ سے حق تعالے مجھے پکڑتا نہین ہے۔

حق تعالے الخ۔ یعنی حق تعالے نے شعیب علیہ السلام کے کان مین اوس کے جواب مین راہ غیب سے کلام فصیح فرمایا کہ

کہ بگفتی الخ۔ یعنی کہ تو کہتا ہے کہ مین نے کتنے ہی گناہ کئے ہین۔ اور کرم کی وجہ سے حق تعالے نے مجھے پکڑا نہین۔

عکس الخ۔ یعنی ارے بیوقوف تو بالعکس اور الٹی بات کہہ رہا ہے ارے تو نے راستہ تو چھوڑ رکھا ہے اور جنگل کو اختیار کر رکھا ہے مطلب یہ کہ سرگردانی مین ہے۔ اور راہ مستقیم کو ترک کئے ہوئے ہے۔

چند الخ۔ یعنی مین نے تجھے کتنا کتنا پکڑ رکھا ہے۔ اور تو بیخبر ہے۔ تو زنجیرون مین جکڑا ہوا ہے۔ سر سے پاؤن تک اور تجھے خبر نہین اور اس خبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ۔

زنگ الخ۔ یعنی تیرے تو برتو زنگ نے اے کالی ہانڈی تیرے دل کی شناخت کو برباد کر دیا۔

بر دلت الخ۔ یعنی تیرے دل پر زنگار پر زنگار جمع ہوگئے ہین تو وہ اسرار حق سے اندھا ہوگیا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اوس کے قلب پر ایک سیاہ دھبہ لگتا ہے۔ پھر اگر وہ اوس پر مصر رہتا ہے تو وہ دھبہ بڑھتا ہے یہانتک کہ سارے قلب کو گھیر لیتا ہے اور قلب بالکل سیاہ ہوجاتا ہے اور اول تو گناہ سے دل پر اہوتا تھا کہ

اب بوجہ سیاہ ہوجانے کے بُرا نہین ہوتا۔ بلکہ مساوات ہوجاتی ہے۔ اوس کے بعد جب پھر ادسی کو اچھا سمجھ ثواب
خوش ہوتا ہے حتی کہ بزرگون نے لکھا ہے کہ اوسی طرح نوبت کفر تک پہونچ جاتی ہے فوائد الفواد مین لکھا ہے کہ
جب سالک عبادت مین کوتاہی کرتا ہے تو اگر جلدی سے توبہ واستغفار کرکے بدستور پھر سرگرم ہوگیا تو پھر سالک
بن جاوے گا اور خدانخواستہ اگر وہی غفلت رہی تو اندیشہ ہے کہ کہین راجع یعنی واپس نہ ہوجاوے۔ اس راہ
کی لغزش کے سات درجہ ہین۔ اعراض۔ حجاب۔ تفاصل۔ سلب مزید۔ سلب قدیم۔ تسلی۔ عداوت۔ اول
اعراض ہوتا ہے اگر معذرت و توبہ نہ کی تو حجاب ہوگیا۔ اگر پھر بھی اصرار رہا تفاصل ہوگیا۔ اگر اب بھی استغفار نکیا
تو عبادت مین جو ایک زائد کیفیت ذوق و شوق کی تھی وہ سلب ہوگئی یہ سلب مزید ہے۔ اگر اب بھی اپنی بیہودگی
نہ چھوڑی تو جو راحت وحلاوت کہ زیادتی کے قبل اصل عبادت مین تھی وہ بھی سلب ہوگئی۔ اس کو سلب قدیم کہتے
ہین۔ اگر اس پر بھی توبہ مین تقصیر کی تو جدائی کو دل گوارا کرنے لگا یہ تسلی ہے۔ اگر اب بھی وہی غفلت رہی تو
محبت مبدل بعداوت ہوگئی۔ نعوذ باللہ منہ تو ارشاد ہوا کہ چونکہ تیرا قلب معاصی سے سیاہ ہوگیا ہے اس لیے تجھے
اس کا بھی احساس نہین ہے کہ مین کس مصیبت مین گرفتار ہون اور تجھے گناہ کرکے کچھ کلفت نہین ہوتی آگے مثال ہے۔

گرز ند الخ۔ یعنی اگر وہ دھوان کسی نئی ہانڈی پر لگجاوے تو اس کا بھی اثر دکھائی دے گا اگرچہ ایک جو کے برابر ہو۔

زانکہ الخ۔ یعنی اس لیے کہ ہر شے اپنی ضد کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہے تو سفیدی پر تو وہ سیاہی رسوا ہوجاوے گی۔

چون سیہ شد الخ۔ یعنی اور جبکہ ہانڈی دھوین کی تاثیر سے بالکل سیاہ ہوگئی ہے تو اسکو بعد اوسکے کون سیاہی کو دیکھے گا اسیطرح
تو اسی طرح جب قلب صاف ہوتا ہے تو تھوڑی سی معصیت کا اثر بھی فوراً معلوم ہوجاتا ہے اور اندر سے طبیعت خراب رہتی
ہے اور اگر قلب مسخ ہوچکا ہو اور سیاہ ہوگیا ہو اور اس کے بعد تو اوس پر اور تو پر تو چڑھتے چلے جاوینگے۔ خاک بھی تمیز
نہ ہوگی اور بالکل مساوات ہوجاویگی۔ اسی کی آگے ایک اور مثال ہے۔

مرد آہنگر الخ۔ یعنی لوہار جو کہ حبشی ہو تو اوسکے منہ کے ساتھ تو دھوان ہمرنگ ہوجاوے کہ خاک بھی متمیز نہوگا۔

مرد رومی الخ۔ یعنی اگر رومی آدمی آہنگری کا کام کرے تو اسکا منہ ابلق ہوجاوے گا اس دھوین کی وجہ سے تو
اسی طرح جب قلب نور فطرتی سے منور ہوتا ہے تو اوس پر تو ذرا سا دھبہ بھی گناہ کا محسوس ہوجاتا ہے اور بدنما
کرکے بےچین کردیتا ہے مگر جب اصرار کی وجہ سے مسخ ہوگیا تو اب کچھ پتہ نہین چلتا۔

پس بداند الخ۔ یعنی پس جان لیتا ہے جلدی ہی گناہ کی تاثیر یہان تک کہ زاری کرتا ہے اور حق تعالے سے
دعا کرتا ہے مطلب یہ کہ جب قلب درست ہوتا ہے تو فوراً گناہ کی تاثیر معلوم ہوجاتی ہے۔ اور حق تعالے سے تضرع
وزاری کرتا ہے تو معاف ہوکر پھر وہی حالت ہوجاتی ہے۔

چون کند الخ۔ یعنی جبکہ اصرار کرتا ہے اور بُرائی کا پیشہ کرلیتا ہے اور فکر کی آنکھ مین خاک ڈالتا ہے یعنی کچھ سوچتا ہی نہین
پس بےفکر ہوجاتا ہے تو اب حجاب شروع ہوتا ہے۔

توبہ نندیشد الخ۔ یعنی توبہ نہین کرتا یہانتک کہ وہ گناہ اوس کے قلب پر شیرین ہوجاتا ہے۔ یہانتک کہ بیدین ہوجاتا
ہے وہی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ جب حجاب بڑھتا ہے تو بڑھتے بڑھتے عداوت تک نوبت پہونچتی
ہے جو کہ درجہ کفر کا ہے نعوذ باللہ۔

آن پشیمانی الخ یعنی وہ پشیمانی اور دعا اوس سے جاتی رہتی ہے اور اوس کے آئینہ پر ساتھ تہ زنگ کی بیٹھ جاتی ہین شست مخفف ہے نشست کا مطلب یہ کہ اصرار کی زیادتی سے وہ ساری دعائین اور ندامت جاتی رہتی ہے اور اب وہ گناہ شیرین ہو جاتا ہے - نعوذ باللہ پھر یہ حالت ہوتی ہے کہ۔

آہنش را الخ یعنی اوس کے لوہے کو زنگ نے کھانا شروع کیا اور اس کے گوہر کا رنگ کم کرنا شروع کر دیا - یہانتک کہ بالکل بے رونق کر دیتا ہے اور اوسکی ساری آب و نور جاتا رہتا ہے آگے اس کی مثال فرماتے ہین کہ -

چون الخ - یعنی جب تم سفید کاغذ پر لکھو تو وہ لکھا ہوا تو پڑھنے مین نظر آوے گا -

چون الخ - یعنی اگر اوس لکھے ہوئے پر اور لکھدو - تو اب سمجھ مین نہ آویگا - اور پڑھنے مین غلط ہو جاوے گا -

کان الخ - یعنی اسلیے کہ وہ سیاہی سیاہی پر گر پڑی ہے تو دونون خط اندھے ہو گئے اور معنی سمجھ مین نہ آئے -

در سوم الخ - یعنی اور اگر تیسری دفعہ اوس پر اور لکھدیا تو اب تو بالکل جان کافر کی طرح سیاہ ہی کر دیا - تو اسیطرح جب دل پر گناہ ہوا تو قلب پہلے سے صاف تھا فوراً نظر آگیا اور معلوم ہو گیا کہ یہ لغزش ہوئی ہے - فوراً توبہ و استغفار کر لی اگر پھر اصرار رہا تو اور زیادہ گڑبڑی اور اگر اب بھی باز نہ آیا تو اب تو قلب بالکل سیاہ ہو گیا - اور مسخ ہو گیا نعوذ باللہ یہ سب کچھ کہکر آپ چونکہ شیخ کامل ہین ناامید نہین فرماتے - بلکہ یہ ساری حالتین بیان فرما کر کہتے ہین -

پس الخ - یعنی بس اب سوائے چارہ گر کی پناہ کے اور کیا علاج ہے اس لیے کہ ناامیدی تو مس ہے اور اوس چارہ گر کی نظر کیمیا ہے - چارہ گر سے مراد حق تعالے ہین مطلب یہ ہے کہ اب کوئی امید تو رہی نہین کہ اصلاح اور نجات ہو سکے لہذا علاج یہ ہو کہ ان ناامیدیون کو حق تعالے کے سامنے پیش کر دو کہ یا الٰہی اور تو کچھ ہے نہین بس ناامیدی ہے اگر آپ کا فضل ہو تو سب کچھ ہے تو چونکہ اس مین اعتراف خطا اور عاجزی کا اظہار ہے لہذا ضرور فضل متوجہ ہوگا - اور یبدل اللہ سیاتہم حسنات کے بموجب انکے سیئات حسنات ہو جاوین گے تو دیکھو باوجود اسقدر خوار حالت ہو جانے کے بھی ناامید نہ ہونا چاہیے بلکہ -

ناامیدیہا الخ - یعنی ان ناامیدیون کو اوس کے سامنے رکھدو تاکہ اس مرض لاعلاج سے باہر نکل جاؤ - اور پھر مقبول ہو جاؤ سبحان اللہ کیا رحمت ہے اور کیسی آسانی ہے - اگر اب بھی کوئی محروم رہے تو رہے بس اسکو ختم کر کے پھر اوس آدمی کا اور شعیب علیہ السلام کا قصہ بیان فرماتے ہین کہ یہ تو سب وحی کی روایت بالمعنی تھی اور کچھ اپنی طرف سے بیان تھا آگے فرماتے ہین -

چون الخ - یعنی جب شعیب علیہ السلام نے وہ نکات اوس سے کہے تو اوس وقت اوس کے دل مین ایک پھول کھلا مطلب یہ کہ اوس کے دل مین اسکا اثر ہوا اگرچہ اوس نے اس اثر سے کوئی نفع حاصل نہ کیا مگر ایک اثر اوس کو محسوس ہوا اور ایک نور قلب مین معلوم ہوا -

جان الخ - یعنی اوسکی جان نے وحی آسمان کو تو سن لیا مگر بولا کہ اگر ہمکو پکڑا ہے تو کیا علامت ہے مطلب یہ کہ اول تو اوس کو ایک انشراح پیدا ہوا مگر پھر اوسکو شبہ ہوا اور اوس نے کہا کہ یہ جو فرماتے ہین کہ ہم نے اب بھی پکڑ رکھا ہے یہ اون کے کہنے سے تو ہم مان لین مگر ہمارے لئے بھی تو کوئی نشانی ایسی ہونی چاہیے جس سے ہم بھی پہچان لین کہ ہان یہ گرفتار کر رکھا ہے - جب اوس نے یہ اعتراض کیا تو شعیب علیہ السلام نے پھر حضرت حق مین عرض کیا کہ

گفت الخ - یعنی عرض کیا کہ یا الٰہی وہ تو مجھپر اعتراض کرتا ہے اور اس پکڑنے کی نشانی کو تلاش کرتا ہے دیکھیے

چون شعیب آن نکتہا با او بگفت + جان او بشنید وحی آسمان + گفت یارب دفع من میگوید او
زان دم جان در دل او گل شکفت + گفت اگر بگرفت ما را کو نشان + آن گرفتن را نشان می جوید او

انبیا علیہم السلام ہی کیا شان ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اوس شخص کو خود بھی جواب دے سکتے تھے اسلیے کہ آخر نبی تھے اور ایک عامی شخص تھا مگر خود جواب نہیں دیا بلکہ حضرت حق ہی میں عرض کیا جیسے کہ بچہ ماں سے پوچھا کرتا ہے کہ اب میں کیا کہوں وہ سکتی ہے کہ بتایوں کہدو اسطرح آپنے عرض کیا کہ یا اللہ وہ تو یہ اور یہ اعتراض کرتا ہے اب کیا کہوں سبحان اللہ اسپر ادھر سے ارشاد ہوتا ہے کہ

گفت الخ۔ یعنی ارشاد ہوا کہ میں ستار ہوں میں اوس کا راز نہ کہونگا بجز ایک اشارہ کے کہ وہ بھی اوس کے ابتلا کے لیے مطلب یہ کہ ارشاد ہوا کہ میری شان ستاری کی ہے میں اوس کا راز فاش نہ کرونگا اگر تم سے بھی نہیں کہتا ہاں اوس کے جتانے کو ایک بات بتاتا ہوں کہ جس سے اوس کو معلوم ہو جاوے گا۔ کہ بے شک گرفت اس وقت بھی ہو رہی ہے سبحان اللہ والحمد للہ یہ رحمت ہے اور یہ عنایت ہے یہ اسقدر ستاری ہے اور ہم وہ نالائق کہ باز ہی نہ آویں اے اللہ تو ہی گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما اور ہمارے عیوب کو پوشیدہ رکھ اور ہماری مغفرت فرما آگے اور ارشاد ہے کہ۔

یک نشانی الخ۔ یعنی ایک نشانی اس کی کہ اوسکو میں نے پکڑ رکھا ہے یہ ہے کہ وہ جو کچھ عبادت روزہ اور دعا کرتا ہے

وز نماز الخ۔ یعنی اور نماز اور زکوۃ وغیرہ لیکن ایک ذرہ ذوق اوسکو حاصل نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ اس بات کو یہ خود دیکھے کہ اس کو عبادت میں جو لطف پہلے آتا تھا اور جو ذوق حاصل تھا اب اوس کا شمہ بھی کہیں باقی نہیں ہے بس دل پتھر ہو گیا ہے کہ اوس میں کسی چیز کا اثر ہی نہیں ہوتا۔ یہی گرفت ہے جسکو کہ اصطلاح میں سلب قدیم کہتے ہیں جو کہ حجاب کا پانچواں درجہ ہے والعیاذ باللہ اور فرماتے ہیں کہ۔

میکند الخ۔ یعنی بہت سے نیک کام اور طاعات حسنہ کرتا ہے لیکن ذرا بھی چاشنی نہیں رکھتا۔

طاعتش الخ۔ یعنی اوس کی طاعت (بظاہر تو) اچھی ہے مگر اوس کے معنی اچھے نہیں ہیں جوز تو بہت ہیں اونمیں مغز نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ عبادتیں کرتا ہے مثلاً روزہ رکھتا ہے نماز پڑھتا ہے مگر چونکہ ان میں خلوص نہیں ہوتا اسلئے صرف صورت میں تو اچھی ہوتی ہیں مگر اصل در معنی کے اعتبار سے بالکل فضول اور موجب نقص ہوتے ہیں آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

ذوق باید الخ۔ یعنی ذوق چاہیے تاکہ طاعات پھل دیں اور مغز چاہیے تاکہ دانہ درخت دے مطلب یہ کہ دیکھو اگر دانہ کو گھن کھاجاوے اور اوسمیں سے مغز کو خالی کردے تو ہرگز درخت پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب طاعت میں خلوص اور ذوق نہو تو اوس سے بھی ثواب حاصل نہیں ہو سکتا خوب سمجھ لو۔

دانۂ بے مغز الخ۔ یعنی دانہ بے مغز کب نہال ہو سکتا ہے اور صورت بیجان بجز خیال کے اور کیا ہوگی۔ مطلب یہ کہ دیکھو تصویر جو بیجان ہے وہ محض خیالی صورت ہے ورنہ اصل میں اوسکو صورت کہاں کہہ سکتے ہیں اسیطرح جب طاعت میں خلوص اور ذوق نہوا تو وہ طاعت ہی کیا ہے صرف صورت طاعت ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

چون الخ۔ یعنی جب شعیب علیہ السلام نے ان نکتوں کو اوسپر پڑھا تو فکر کی وجہ سے گدھے کی طرح گارے میں دھنسا ہوا رہ گیا مطلب یہ کہ ان باتوں کو سنکر اوسے فکر بہت ہوا اسلیے کہ آخر تو مسلمان ہی تھا آگے معلوم نہیں کہ کیا ہوا اوسکو یہانتک فرماکر آگے اوس معترض اور شیخ و مرید کے قصہ کو پورا فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

آن خبیث از شیخ می لائید ژاژ	کژ نگر باشد ہمیشہ عقل کاژ

که منم بر حال زشت او گواه | خمر خوارست و بدو کارش تباه
دیدمش اندر میان مجلسی | او ز تقوی عاریست و مفلسی
ور که باور نیستت خیز امشبان | تا ببینی فسق شیخت را عیان
شب ببردش بر سر یک روزنی | گفت بنگر فسق و عشرت کردنی
بنگر آن سالوس روز و فسق شب | روز همچون مصطفی شب بولهب
روز عبدالله او را گشته نام | شب نعوذ بالله و در دست جام
دید شیشه در کف آن شیخ پر | گفت شیخا مر ترا هم هست غر
تو نمی گفتی که در جام شراب | دیو می میزد شتاب اندر شتاب
گفت جامم را چنان پر کرده اند | کاندرو نی گنجد یک سپند
بنگر اینجا هیچ گنجد ذره ئی | این سخن را گر شنیده غره ئی
جام ظاهر خمر ظاهر نیست این | دور دار این را ز شیخ دوربین
جام می هستی شیخ است ای فلیو | کاندرو اندر نگنجد بول دیو
پر و مالامال از نور حق است | جام تن بشکست نور مطلق است
نور خورشید ار بیفتد بر حدث | او همه نورست نپذیرد خبث
شیخ گفت این خود نه جام است و نه می | هین بزیر آ منکرا بنگر بوی
آمد و دید انگبین خاص بود | کور شد آن دشمن کور و کبود
گفت پیر آن دم مرید خویش را | رو برای من بجو می ای کیا
که مرا رنجیست مضطر گشته ام | من ز رنج از مخمصه بگذشته ام
در ضرورت هست هر مردار پاک | بر سر منکر ز لعنت باد خاک
گرد خمخانه برآمد آن مرید | بهر شیخ از هر خمی او می چشید
در همه خمخانه ها او می ندید | گشته بد پر از عسل خم نبیذ
گفت ای رندان چه حالست این چه کار | هیچ خمی در نمی یابم عقار
جمله رندان نزد آن شیخ آمدند | چشم گریان دست بر سر میزدند
در خرابات آمدی شیخ اجل | جمله میها از قدومت شد عسل
کرده ئی می را تو مبدل از حدث | جان ما را هم بدل کن از خبث
گر شود عالم پر از خون مال مال | کی خورد بندهٔ خدا الا حلال

چونکہ وہ معترض خبیث کج فہم تھا اور کج فہم غلط سمجھتا ہی ہے اس لیے وہ اپنی غلط فہمی کی بنا پر بیہودہ بکواس کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ مین نے بچشم خود اسکی ناگفتہ بہ حالت دیکھی ہے وہ شراب خوار بدکار تباہ کار ہے - چونکہ مین نے اوس کو بچشم خود رندون کی مجلس مین دیکھا ہے اس لیے مین وثوق کے ساتھ کہتا ہون کہ وہ

تقوے سے بالکل خالی اور نیکی سے بالکل تنگدست ہے اگر تجھے میرا یقین نہین تو آج ہی رات کو چل اور اپنے شیخ کا فسق اپنی آنکھ سے دیکھ لے غرض رات ہوئی اور اس نے اس مرید کو لیجا کر ایک سوراخ پر کھڑا کر دیا - اور کہا کہ دیکھ حضرت کیسی بدکاری کر رہے ہین اور کیسے مزے اڑا رہے ہین اب تم اندازہ کر لو کہ دن کو کیسا بہروپ بھرتے ہین اور رات کو کس فسق مین مبتلا ہوتے ہین دن کو تو ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہون - اور رات کو دیکھئے تو بکے ابولہب ہین دن کو تو بندہ خاص حق سبحانہ کہلاتے ہین اور رات کو اس قابل ہین کہ ان سے پناہ مانگی جائے اور جام شراب ہاتھ مین ہے - جب اوس نے شیخ کے ہاتھ مین بھرا ہوا جام دیکھا تو کہا کیون جناب آپ بھی بہک گئے کیا آپ یہ نہ فرماتے تھے کہ جام شراب مین شیطان پیشاب کر دیتا ہے یہ خودرا فضیحت دیگران را نصیحت کیسی شیخ نے جواب دیا کہ میرا جام اسقدر لبریز ہے کہ اسمین اصلا گنجائش نہین تو دیکھ لے کہ اسمین ایک ذرہ سمانے کی بھی گنجائش ہے - لیکن اس بہکے ہوئے نے اس کلام کو غلط محمل پر حمل کیا اور سمجھا کہ شیخ تاویل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جب جام شراب معروف اوچھا ہو اس وقت شیطان موتتا ہے اور اگر بالکل لبالب ہو تو نہین موتتا لیکن شیخ کی مراد جام شراب سے جام متعارف اور شراب سے شراب متعارف نہ تھی - خدا نکرے کہ اس دور بین اور عارف شیخ کی یہ مراد ہو - بلکہ جام سے جام ہستی شیخ مراد ہے اور مقصد یہ ہے کہ ہستی شیخ مین وسوسہ شیطانی کی گنجائش ہی نہین - کہ وہ ہوتو معصیت پر آمادہ کر سکے - وہ نور حق سبحانہ سے پر اور لبریز ہے وہ خواہشات نفسانیہ کو فنا کر چکا ہے - اور نور ہی نور ہو گیا ہے اس پر تمکو شبہ نہ ہونا چاہیئے کہ ممکن گندہ ہے نور پاک کو کیا نسبت اگر وہ نور اوسپر پڑے تو وہ بھی گندہ نہ ہوجاوے - پھر شیخ پر وہ نور کیونکر پڑ سکتا ہے - ایسلیے کہ دیکھو نور آفتاب نجاست پر پڑتا ہے مگر وہ اس سے ناپاک نہین ہوتا - بلکہ ایک معتد بہ پاکی اس نجاست ہی کے اندر پیدا کر دیتا ہے - اس کے بعد شیخ نے کہا کہ میان بات یہ ہے کہ نہ یہ شراب ہے اور نہ جام شراب اے منکر تو نیچے اوتر اور ادہر کر دیکھ لے - پس وہ آیا اور آکر دیکھا تو شہد خالص تھا دیکھتے ہی وہ دشمن اندھا ہو گیا یعنی اوسکا اندھاپن ثابت ہو گیا - اسکے بعد شیخ نے اس مرید سے کہا کہ جاؤ میرے لیے شراب تلاش کرو - کیونکہ مجھے تکلیف ہے جس سے مین مضطر ہون اور اس تکلیف سے میری حالت حالت مخمصہ سے بھی بڑھ گئی ہے اور ضرورت ملجئہ سے ناپاک شئے حلال ہو ہی جاتی ہے - جو شخص اس علت کا منکر ہو اوسکے سر پر لعنت کی خاک پڑے - کہ وہ نص قرآنی کا انکار کرتا ہے اس مین شیخ نے بضرورت توریہ سے کام لیا ہے کیونکہ ظاہر مطلب تو اس کا یہ ہے کہ مین تکلیف سے جان بلب ہون اور میری جان شراب پینے سے بچ سکتی ہے لہذا تم شراب لاؤ - کیونکہ ایسے وقت مین شریعت نے شراب پینے کی اجازت دی ہے - مگر اصل مقصد یہ ہے کہ مین تجھے شراب لانے کا حکم دیتا ہون - کیونکہ اس مین ایک ضرورت ہے یعنی تجھے سوء ظن سے بچانا - یہ حکم سُن کر وہ مرید سارے شراب خانہ مین گھوما - اور شیخ کی خاطر ہر خم مین سے تھوڑا تھوڑا سا چکھتا تھا - مگر کسی شراب خانہ مین بھی اسے شراب نہ ملی - جہان گیا یہی دیکھا کہ شراب کے سارے مٹکے شہد سے بھرے ہوئے ہین - اس نے گھبرا کر کہا کہ اے رندو یہ کیا بات ہے کہ مجھے کسی مٹکے مین شراب نہین ملتی - جب انھون نے دیکھا تو اونھون نے بھی شہد ہی پایا - آخر سب کے سب شیخ کی خدمت مین

اوتے بیٹھتے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور شرابخانہ مین تشریف لائے تو حضور کی تشریف آوری کی برکت سے ساری شراب شہد بنگئی جب آپ نے شراب کو نجاست و حرمت سے مبدل بطہارت و حلت فرما دیا۔ تو ہماری جانون کو بھی نجاست سے مبدل بطہارت فرما دیجیے غرض اہل اللہ پر حرام خواری کا گمان بالکل غلط ہے اونکی حالت تو یہ ہے کہ اگر تمام عالم اشیائے محرمہ سے پر ہوجاوے۔ یہ لوگ تب بھی حلال ہی کھائینگے اور حق سبحانہ اونکے لیے رزق حلال کا غیب سے سامان کر دینگے۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ حلال کے ہوتے ہوئے حرام کھائین۔ اب ہم اس کی تائید مین ایک حدیث سناتے ہین سُن۔

شیخ پر طعنہ کرنے اور مرید کے جواب دینے کے قصہ کا تتمہ

شرح شبیری۔ آن الخ۔ یعنی وہ خبیث طاعن شیخ کو بیہودہ کہہ رہا تھا اس لیے کہ بھینگا تو ہمیشہ کج ہی دیکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ چونکہ اوس کی چشم بصیرت درست نہ تھی اس لیے اوسکو شیخ کے اندر عیوب ہی نظر آتے تھے۔ اور کمالات پوشیدہ ہو رہے تھے اور وہ یہ کہہ رہا تھا۔

کہ منم الخ۔ یعنی کہ مین اوسکی بدحالی پر گواہ ہون وہ تو شرابی ہے اور بُرا ہے اوسکی حالت بالکل تباہ و برباد ہے۔

دیدمش الخ۔ یعنی مین نے اوس کو ایک مجلس (رندان) مین دیکھا ہے۔ وہ تو تقوے سے بالکل عاری اور مفلس ہے۔

ورکہ الخ۔ یعنی اور اگر تجھے یقین نہین ہے تو چل آج کی رات تاکہ تو اپنے شیخ کا فسق کھلم کھلا دیکھ لے۔

شب بہ بردش الخ۔ یعنی وہ معترض اوسکو رات کو ایک سوراخ پر لے گیا اور کہا کہ فسق و عشرت کرنا دیکھ۔

بنگر الخ۔ یعنی دیکھ یہ دن کا مکر اور رات کا فسق۔ دن کو تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح (ہدایت مین) اور رات کو بولہب کیطرح گمراہی مین۔

روز الخ۔ یعنی دن کو تو عبد اللہ نامی ہین اور رات کو نعوذ باللہ ہے اور ہاتھ مین جام ہے مطلب یہ کہ دن کو تو متواضع اور منکسر المزاج ایسے کہ جسکا حد و حساب نہین اور رات کو ایسی حالت مین ہو نعوذ باللہ۔

دید شیشہ الخ۔ یعنی اون شیخ کے ہاتھ مین بھرا ہوا گلاس دیکھا تو وہ معترض بولا کہ شیخ جی آپ کو دھوکا ہو رہا ہے مطلب یہ کہ جناب اسوقت تو آپ بھی گمراہی اور دھوکہ مین ہین۔

تو نمی گفتی الخ۔ یعنی کیا آپ کہا نہین کرتے کہ شراب کے جام مین شیطان کوشش کرکے بہت جلد موت دیتا ہے۔ تو اب وہ سارے نصائح و پند کہان گئے آپ تو خود پی رہے ہو۔ بات یہ ہے کہ اوس مرید کی تو کیا مجال تھی اور کیا ہمت تھی کہ کچھ بولتا اور عرض کرسکتا لہذا اوس معترض نے اس لیے تاکہ اوس مرید کو شاید اب بھی نظر کی غلطی کا شبہ ہو اون سے سوال کرکے آواز بھی سنا دی کہ اب تو یقین آوے گا کہ بے شک پیر صاحب ہی ہین جب اونھون نے اس کی آواز سنی تو چونکہ یہ تو معترض تھا اس لیے اوس کو تو ایک لطیف جواب دیکر ٹال دیا کہ۔

گفت الخ۔ یعنی فرمایا کہ ہمارے جام کو اسقدر بھرا ہے کہ اوس مین ایک رائی کا دانہ بھی نہین سما سکتا۔

بنگر الخ یعنی دیکھ اس جگہ کہین ذرہ سماتا ہے تو اس معترض نے اس بات کو جھوٹ اور دھوکا سمجھا۔ مطلب یہ کہ شیخ نے کہا ارے بیوقوف ہمارے جام کو اسطرح بھر دیا ہے کہ اوس مین کہین ایک ذرہ برابر اور نہین بھر سکتے تو پھر بیچارا شیطان کیا موت سکتا ہے۔ اس مین اوس کے موتنے کی جگہ ہی نہین ہے۔ یہ تو ظاہر الفاظ تھے آگے

تو همی گفتی که در جام شراب + گفت جامم را چنان پر کرده اند + بنگر اینجا هیچ گنجد ذره +
دیو میریزد چه بهر دم شتاب + کاندرو می‌نگنجد یک حبه + این سخن بانگ نفیر غره +

مولانا اوس کی توجیہ اور معانی اصلی بیان فرماتے ہین کہ۔

جام الخ۔ یعنی یہ جام ظاہر اور شراب ظاہر (مراد) نہین ہے اس بات کو شیخ غیب بین سے دو دیکھو مطلب یہ کہ جو حضرات کاملین ہین اور اولیاء اللہ ہین اونکی شان مین ایسی بدگمانی نہ کرنی چاہیئے ۔ وہ ہرگز ایسے نہین ہین کہ اون کی مراد یہ خمر ظاہری اور جام ظاہری ہو بلکہ۔

جام مے الخ۔ یعنی ارے بیہودہ جام مے (سے مراد) شیخ کی ہستی ہے کہ اوس مین شیطان کے پیشاب کی گنجائش نہین ہے

پُر و مالا الخ۔ یعنی بھرا ہوا اور مالا مال نور حق سے ہے جام تن تو ٹوٹ گیا ہے اور اب وہ نور مطلق ہی ہے مطلب یہ کہ شیخ نے جو کہا کہ میرا جام اسقدر پُر ہے کہ اوس مین بول شیطان کی گنجائش نہین اس سے مراد یہ ہے کہ ہماری ہستی کا جام انوار حق سے اسقدر پُر اور بھرا ہوا ہے کہ اوس مین اب مکائد شیطانی کی اور اوس کے اغوا کی گنجائش ہی نہین رہی ہے اور ہم بالکل نور ہی نور ہوگئے ہین۔ تو اوس نور کا اثر ہمارے جسم و روح مین آگیا ہے مگر ہماری مقتضیات کا اثر اوس نور مین نہین ہوا۔ تاکہ صدور منکر کا احتمال ہوتا۔ یہان تو اوس نور کی وجہ سے محفوظ و مامون ہوگئے ہین آگے مولانا ایک مثال لاتے ہین کہ۔

نور خورشید الخ۔ یعنی نور خورشید کا اگر ناپاکی پر پڑے تو وہ وہی نور ہے وہ ناپاکی کو قبول نہ کریگا۔ تو اسیطرح جبکہ نور حق ہستی انسانی پر پڑے گا تو وہ تو نور ہی رہے گا۔ اوس مین اس ہستی کے مقتضیات ہرگز مختل نہون گے بلکہ خود بھی منور ہو جاویگی تو جب ہستی شیخ پر نور حق پڑ رہا ہے تو پھر اوس سے صدور منکر کا کس طرح احتمال ہو معلوم ہوا کہ یقیناً اوس دیکھنے والے کو دھوکا ہوا ہے اور اصل مین وہ شراب تھی ہی نہین بلکہ وہ شہد تھا جیسا کہ آگے معلوم ہوتا ہے کہ۔

شیخ الخ۔ یعنی شیخ نے کہا کہ وہ نہ خود جام ہے اور نہ شراب ہے۔ ارے منکر نیچے آ اور اسکو دیکھ تو سہی۔

آمد و دید الخ۔ یعنی وہ معترض آیا تو دیکھا کہ شہد خالص تھا تو وہ نالائق اندھا دشمن بالکل حیران رہگیا۔ اس لیے کہ وہ تو اور کچھ سمجھے ہوئے تھا۔ اور نکلا کچھ اور۔ خیر اس کو تو وہ جواب دیکر اور یہ دوسرا جواب دکھا کر روانہ کیا مگر چونکہ حقوق مریدین سے شیخ پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مرید کو اپنی طرف سے بدگمان نہونے دے اس لیے اگر وہ بدگمان ہوگیا تو پھر نفع بند ہو جاوے گا۔ لہذا آگے اوس مرید کو سنبھالا اس طرح کہ۔

گفت پیر الخ۔ یعنی اوسوقت پیر نے اپنے مرید سے یہ فرمایا کہ میان میرے لیے ذرا اچھی سی شراب تلاش کرلو۔

کہ مرا الخ۔ یعنی کہ مجھے ایک مرض ہے کہ مین مضطر ہوگیا ہون اور مین مرض کی وجہ سے مخمصہ سے بھی گذر گیا ہون۔

در ضرورت الخ۔ یعنی ضرورت مین تو ہر مردار پاک ہے اور منکر پر لعنت کی خاک پڑے۔ مطلب یہ کہ شیخ نے اوس مرید سے یہ بات ظاہر کی کہ بھائی مین مریض ہون اور حالت اضطرار کو پہونچ گیا ہون۔ بلکہ حالت مخمصہ جسمین کہ شراب بھی جائز ہے میری حالت زیادہ اضطرار کی ہے۔ اور اطبا نے کہا ہے کہ تمھاری یہی دوا ہے اس لیے مجبوراً پیتا ہون وہ تو منکر اور معترض تھا تم تو اپنے دوست ہو تم سے کیا پردہ کیا جاوے۔ اس لیے ذرا تم ان شرابون مین سے شراب تلاش کرلو کہ جو ذرا اچھی ہو اور تیز سی ہو وہ ایک جام لے آؤ وہ تو مرید تھا اوس کو تو بے علت دریافت کئے ہوئے بھی عمل کرنا تھا اور جبکہ علت اور اضطرار بھی معلوم ہوگیا اب تو تعمیل ارشاد مین کوئی حجت ہی نہ تھی اس لیے وہ فوراً تلاش شراب کرنے لگا۔

گرد خمخانہ الخ - یعنی وہ مرد خمخانہ کے گرد پھرا اور شیخ کے لیے ہر مٹکے مین سے چکھ رہا تھا۔
در ہمہ الخ - یعنی سارے مٹکون مین اوس نے شراب نہ دیکھی اور وہ شراب کے مٹکے شہد سے بھرے ہوئے تھے۔
مطلب یہ ہے کہ جب وہ تلاش مین چلا تو اوسکو ہر مٹکے مین شہد نظر آتا تھا اوسکو تعجب ہوا اور اوس نے رفع شبہ کے لیے چکھ بھی لیا تو واقعی شہد تھا یہ نہین کہ شراب کو چکھتا پھرتا تھا نہین بلکہ اوسکو وہ شہد نظر آتا تھا تب رفع شبہ کے لیے اوسکو چکھتا تھا - تو یقین ہو جاتا تھا کہ بے شک شہد ہے غرضکہ سارے خم دیکھے مگر سب مین شہد ہی پایا کسی ایک مین بھی شراب نہ دیکھی - اب یہ شبہ تو نہ رہا کہ وہ شیخ شراب پی رہے تھے بلکہ حق تعالے نے اون کے لیے تبدیل ماہیت کر کے شراب کو شہد بنا دیا تھا - مگر یہ شبہ رہا کہ اچھا یہ حضرت وہان تشریف کیون لے گئے اسی کی کیا ضرورت تھی تو بات یہ ہے کہ بزرگون کی بہت مختلف شانین ہوتی ہین اون مین سے بعض پر مقتدائیت غالب ہوتی ہے اور بعض مین نہین - تو جن پر مقتدائیت اور شان ارشاد غالب ہو اون کو تو ایسا کرنا ہرگز مناسب نہین ہے اور نہ وہ کرتے ہین اس لیے اس سے اون کے معتقدین کی گمراہی کا خوف ہوتا ہے لیکن جن حضرات پر شان ارشاد غالب نہین ہوتی وہ بعض مرتبہ ایسا کرتے ہین کہ مجالس نامشروعہ مین بھی چلے جاتے ہین اس لیے کہ اونکی ذات سے کسی کو نقصان تو پہونچ ہی نہین سکتا لہذا وہ جاتے ہین اور مقصود اونکا یہ ہوتا ہے کہ وہان جا کر اپنی نسبت باطنی سے اون لوگون کو ہدایت فرما دین ایسے حضرات کو ملامتی کہا جاتا ہے تو یقیناً ان حضرات کی شان ملامتی ہے - اور اس طرح ایسے حضرات بہت لوگون کو معاصی سے بچاتے ہین ایسے ہی ایک بزرگ دہلی مین حضرت نور نظامیؒ تھے اون کی یہ حالت تھی کہ وہ حضرت رنڈیون مین تشریف لیجاتے اور اون سے اونکی خرچی پوچھتے تو وہ بتا دیتین مثلاً پانچ روپیہ یا دو روپیہ وغیرہ بس فوراً اوسی قدر جیب سے نکالا اور اوسکو دیدیا اور کہدیا کہ رات کو ہم آوین گے چونکہ اوسکو خرچی مل چکی تھی وہ اور کسیکو آنے نہ دیتی تھی صبح کو گئے اور عذر کر دیا کہ رات تو نہ آ سکے لو آج رات کو آوین گے پھر اوسکی خرچی دے آئے - اسی طرح اونھون نے بہت سی رنڈیون کو ایک مدت تک گناہ سے بچایا کہ خود تو جاتے نہ تھے اور دوسرون کے آنے کو اس طرح روک دیتے تھے پھر دعا کرتے تھے اونکی اس عادت کی وجہ سے بہت سی کسبیان تائب ہوئین تو اب اونکی تو یہ نیت تھی اور لوگ اونکو رنڈی باز کہتے تھے - مگر عوام الناس اون کے بیحد معتقد تھے ایک مرتبہ وہ کسی غرض سے مجمع عام مین تشریف لے گئے تھے - لوگون نے چاہا کہ اونکو شرمندہ کرین اور ذلیل کرین ایک کسبی کو بہکا اوسکو انعام وغیرہ کا لالچ دیکر لے گئے اور ایک کھوٹا روپیہ دیا کہ مجمع عام مین جا کر کہو کہ حضرت رات آپ یہ کھوٹا روپیہ دے گئے - اوس نے جا کر ویسا ہی کیا - حضرت نے ہنس کر روپیہ بدل دیا اور کھوٹا روپیہ رکھ لیا۔ اب سب کو معلوم ہو گیا کہ حضرت رات کو رنڈی کے یہان گئے تھے - مگر اون کی مقتدائیت تو حق تعالے کی طرف سے تھی لوگ پھر بھی معتقد رہے - اُن لوگون نے سوچا کہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوئی - دوسرے کسی عرس مین پھر اوس کسبی کو بہکایا اور کہا کہ دروازہ ہی سے غل مچاتی جانا غرضکہ وہ پھر غل مچاتی ہوئی گئی - کہ دیکھو ایک تو یہ مولوی ملانے رنڈیون مین جاتے ہین پھر دغا بازی یہ کہ کھوٹے روپئے دے آتے ہین حضرت ہنسے اور پھر روپیہ بدل دیا مگر لوگون کے اعتقاد مین پھر بھی کمی نہ ہوئی اون شریرون نے یہ کیا کہ بہت ہی دور سے غل مچانے کو کہا تیسری مرتبہ وہ پھر پہونچی اور

بہت ہی غل مچایا۔ آخر کب تک صبر کیا جاوے کہ ؎ حلم حق با تو مواسا ہا کند + چونکہ از حد بگذری رسوا کند +
اس مرتبہ حضرت کو جلال آ گیا مگر جلال کی طرح ظاہر نہین فرمایا بلکہ اوس کے ہاتھ سے روپیہ لیکر دیکھا اور نرمی سے فرمایا
کہ نہین بی کون کہتا ہے کہ خراب ہے یہ تو اچھا ہے جا کسی اور کو دکھالے یہ کہکر وہ روپیہ اوس کے ہاتھ پر رکھدیا روپیہ
رکھنا تھا کہ وہ روپیہ تو وہین چپک گیا۔ اور اوس عورت کو جنون ہو گیا۔ اور کپڑے پھاڑ کر برہنہ پھرنے لگی اور جو
سامنے آتا تھا اوس سے کہتی تھی کہ میان دیکھنا یہ روپیہ کیسا ہے۔ غرضکہ بہت بُری حالت تھی جب اوس کے
گھر والون نے دیکھا کہ اسکا جنون بڑھتا جاتا ہے اور ساری کمائی ہی گئی تو دوسرے فقیرون کے پاس جا کر عرض کیا
کہ حضرت سے سفارش کرین۔ سب نے کہا کہ اگر اب کوئی مجمع ہو اور اوسی طرح سب جمع ہون تو تم اوس کو لاؤ اور
عرض کرو تو ہم بھی کچھ سفارش کرین۔ غرضکہ ایک مرتبہ کوئی عرس وغیرہ تھا اوس مین سب جمع تھے تو اوس کے گھر والے
اوسکو پکڑ کر لائے وہ خود تو کہان آتی۔ اور عرض کیا کہ حضرت اس کی خطا معاف فرمائی جاوے۔ اور
دوسرے لوگون نے بھی سفارش کی۔ تو حضرت نے اوس کے ہاتھ سے روپیہ اُٹھایا۔ تو اُٹھ آیا اور فرمایا کہ بی
یہ تو اچھا ہے۔ اب دکھانے کی ضرورت نہین ہے۔ یہ فرما کر پھر اوس کے ہاتھ پر رکھدیا فوراً اچھی ہو گئی اور کپڑا
پہن لیا۔ تو دیکھیے ان حضرات کی یہ شان ہوتی ہے ایک اور حکایت ان ہی کی ہے کہ ایک مرتبہ گرمی مین
جمعہ کی نماز پڑھکر جامع مسجد سے نکل رہے تھے۔ تو ایک بڑھیا کھڑی تھی اوس نے کہا کہ بیٹا فخر یہ فالودہ مین نے
تیرے لیے بنایا ہے اس کو پی لے۔ اور حضرت صائم تھے بعض کہتے ہین کہ فرض روزہ تھا اور بعض کہتے ہین کہ نفل
تھا غرضکہ آپ نے اوسکو پی لیا جب لوگون نے دریافت کیا کہ حضرت آپ نے روزہ توڑ دیا تو فرمایا کہ دل توڑنے
سے روزہ کا توڑنا بہتر تھا یہ تو اونکا قول ہو گیا۔ اب ہمارے حاجی صاحبؒ کی تحقیق سُنو حضرت کو یہ حکایت پہونچی
تو فرض روزہ کی پہونچی حضرت نے فرمایا کہ اس وقت حضرت فخرؒ پر حقیقت قلب منکشف تھی اور حقیقت صوم مستور
تھی تو اگرچہ حقیقت صوم افضل ہی حقیقت قلب سے مگر چونکہ حضرت پر اوس وقت حقیقت صوم مستور تھی اسلیے
پی گئے۔ ورنہ ہرگز نہ پیتے۔ اور یہ اون کی حالت تھی سبحان اللہ بس توجیہ ہو تو یہ ہو بھلا کوئی ایسی توجیہ بیان تو کردے
اصول شریعت پر منطبق اصول طریقت کے موافق سبحان اللہ سبحان اللہ ؎ ہیہات لم یات الزمان بمثلہ + ان الزمان
لمثلہ لبخیل + غرضکہ یہ شیخ بھی اسی لیے تا کہ وہان اون شرابیون کو تصرف باطنی سے ہدایت دین تشریف لے گئے
تھے جیسا کہ آگے معلوم ہوتا ہے تو جب اوس مرید نے دیکھا کہ سارے خم پر از عسل ہین تو اوسکو اپنے شیخ کی
اتنی بڑی کرامت دیکھکر وجد ہونے لگا اور ایک عجیب کیفیت ہوئی اوس حالت مین وہ پکارا کہ۔
گفت الخ۔ یعنی چلایا کہ ارے رندو یہ کیا حال اور کیا بات ہو کہ مین کسی خم مین شراب نہین دیکھتا۔ جب اوسکو
شیخ کی کرامت معلوم ہوئی تو اوس کو شوق ہوا کہ اورون کو بھی دکھادے اوسکی توضیح یہ ہے کہ عجب حالت ہو گئی
غرض کہ سب رند اسکے پکارنے سے آئے اور دیکھا تو واقع مین وہ شہد ہی تھا۔ شراب کا نام نہ تھا بس یہ کرامت
اور کمال دیکھکر سارے وجد و طرب مین تھے اور یہ حالت تھی کہ۔
جملہ رندان الخ۔ یعنی وہ سارے رند شیخ کے پاس روتے ہوئے اور سر پیٹتے ہوئے آئے (اور عرض کیا کہ)
در خرابات الخ۔ یعنی اے شیخ آپ جو خرابات مین تشریف لائے تو آپکے قدوم کی برکت سے ساری شراب شہد بین

تہذ نکین اور سب کی قلب ماہیت ہوگئی۔
کردہ الخ۔ یعنی آپ نے شرابون کو تو مبدل فرما کر حدث سے پاک بنا دیا اب ہم کو بھی خباثت سے الگ کر کے
پاک کر دیجیے مطلب یہ کہ جس طرح شراب کی خباثت کو مبدل بہ شیرینی عسل کر دیا اسی طرح ہمارے ملکات
سئیہ کو مبدل بہ حسنات فرما دیجیے۔ سبحان اللہ دیکھو ان بزرگ کی برکت سے ان لوگون کا کیسا فہم سلیم ہوگیا تھا
کہ کیا نفیس سوال کیا ہے کہ قابل یاد رکھنے کے ہے۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔
گر شود الخ۔ یعنی اگر سارا کا سارا عالم خون سے بھر جاوے تو بندگان خاص خدا سوائے حلال کے اور کچھ کب کھاوین
مطلب یہ کہ اگر تمام دنیا مین حرام ہی حرام چیزین ہون تو جو حق تعالےٰ کے خاص بندے ہین اللہ تعالےٰ اون کے لیے
غیب سے ایسا سامان کر دے کہ وہ اوس حرام کو کھا ہی نہ سکین جیسا کہ اس حکایت سے معلوم ہوا کہ وہ شراب
تھی مگر حق تعالےٰ نے اوس کو بدل کر شہد بنا دیا تھا اور بعد تبدیل ماہیت کے تمام ائمہ کے یہان جائز ہے۔ اور یہ
جو کہا ہے کہ اگر سارا جہان حرام سے بھر جاوے تو خدا کے خاص بندے جب بھی حلال ہی کھاوین گے اس پر
ایک حکایت لاتے ہین جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت
کیا کہ آپ ہر جگہ بے مصلے کے نماز پڑھ لیتے ہین حالانکہ ممکن ہے کہ وہ زمین پہلے سے ناپاک ہو۔ اور خشک ہو کر
اثر نجاست کا دکھائی نہ دیتا ہو۔ مگر ہے تو نجس۔ ارشاد فرمایا کہ جعلت لی الارض کلھا طھورا کہ میرے لیے
ساری زمین پاک بنا دی گئی ہے اس طرح کہ جب نجاست خشک ہو جاوے اور اثر دکھائی نہ دے تو وہ پاک
ہے۔ تو دیکھو باوجودیکہ وہ ناپاک تھی مگر حق تعالےٰ نے اپنے خواص کے لیے اوسکو پاک کر دیا۔ اسی طرح حق تعالےٰ
اپنے خواص کو بعض معاصی سے محفوظ اور بعض کو معصوم رکھتے ہین خوب سمجھ لو۔ اب حکایت سنو۔

شرح حبیبی

عائشہ روزے بہ پیغمبر بگفت
یا رسول اللہ تو پیدا و نہفت

ہر کجا باشی نمازے می کنی
میروی در خانہ ناپاک و دنی

گرچہ میدانی کہ ہر طفل پلید
کرد مستعمل بہر جا کہ رسید

بے مصلے میگذاری تو نماز
ہر کجا روئے زمین بگشائے راز

گفت پیغمبر کہ از بہر مہان
حق نجس را پاک گرداند بدان

رو کہ سجدہ گاہ ما از لطف حق
پاک گردانید تا ہفتم طبق

ایک روز حضرت عائشہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے ظاہر و باطن مین خدا
کے رسول آپ جہان کہین ہوتے ہین نماز پڑھ لیتے ہین سو گھر مین ناپاکی ضرور ہوتی ہے کیونکہ آپ جانتے ہین کہ
بچہ جہان کہین بیٹھتا ہے اکثر موت مہک کر اس جگہ کو ناپاک کر دیتا ہو لیکن آپ تحقیق نہین فرماتے اور نہ مصلے
بچھاتے ہین جہان کہین موقع ملتا ہے زمین ہی پر آپ نماز پڑھ لیتے ہین۔ اسپر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بڑے لوگون اور مقربین کے لیے حق سبحانہ خرق عادت کے طور پر یا کسی اور طریقہ سے ناپاک کو

پاک کردیتے ہین پس ہماری سجدہ گاہ کو بھی حق سبحانہ نے اپنے فضل سے زمین ہفتم تک پاک کردیا ہے لہذا ہمکو مصلے کی ضرورت نہین اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ جب حق سبحانہ کو اپنے مقربین کی اتنی خاطر منظور ہو تو وہ انکو حرام کیونکر کھلانے دینگے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا کہ آپ بے مصلے کے ہر جگہ کس طرح نماز پڑھ لیتے ہین

شرح شبیری - عائشہ روزے الخ - یعنے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجمع مین اور تنہائی مین -

ہر کجا باشد الخ - یعنی جہان کہین چاہا نماز پڑھ لی - اور آپ ہر ناپاک اور خراب جگہ مین جاتے ہین - مطلب یہ کہ آخر آپ سفر مین مختلف مقامات پر جاتے ہین بعض پاک ہین اور بعض ناپاک آپ وہان نماز پڑھ لیتے ہین پھر اگر آپ کی خصوصیت کہی جاوے تو یہ بھی نہین اسلیے کہ آپ جماعت سے بھی اوسی طرح جہان چاہا پڑھ لیتے ہین تو آخر یہ کیا بات ہے - نماز کس طرح ہوجاتی ہے اور اگر آپکی ہوجاتی ہے تو اون دوسرونکی کسطرح ہوتی ہے اور یہ بھی نہین کہ کچھ بچھا ہی لین بلکہ بے مصلے الخ - یعنی بے مصلے ہی کے آپ نماز ادا فرما لیتے ہین جہان کہین کہ روئے زمین ہو ذرا اس عقدہ کو حل فرما دیجیے کہ اس کا کیا سبب ہے -

گرچہ میدانی الخ - یعنی اگرچہ آپ جانتے ہین کہ بچے ناپاک جہان جاتے ہین مستعمل کردیتے ہین - اور ناپاک کردیتے ہین پھر نماز کس طرح ہوجاتی ہے جواب ارشاد ہوا کہ -

گفت پیغمبر الخ - یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے لوگون کے لیے حق تعالے النجس کو پاک فرما دیتے ہین اسکو جان لو مطلب یہ کہ یا تو وحی سے اوس کی پاکی بتا دیتے ہین جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا - اور یا اوسکی تبدیل ماہیت کردیتے ہین جیسا کہ اور بعض بزرگون کے لیے ہوا -

سجدہ گاہم الخ - یعنی اسی سبب مذکور سے لطف حق نے میری سجدہ گاہ کو ساتوین طبق تک پاک فرما دیا ہے لہذا میرے لیے سب قیودات شرعیہ سب جگہ پاک ہین اور اسی طرح امت مرحومہ کے لیے بھی پاک ہین لہذا کوئی شبہ نہین آگے مولانا فرماتے ہین کہ

شرح حبیبی

ہان وہان ترک حسد کن با شہان	ورنہ ابلیسے شوی اندر جہان
کو اگر زہرے خورد شہدے شود	تو اگر شہدے خوری زہرے بود
کو بدل گشت و بدل شد کار او	لطف گشت و نور شد ہر نار او
قوت حق بود مر بابیل را	ورنہ مرغے چون کشد مر پیل را
لشکرے را مرغکے چندین شکست	تا بدانی کان صلابت از حق است
گر ترا وسواس آید زین قبیل	رو بخوان تو سورۂ اصحاب فیل
در کنی با او مری و ہمسری	کافرم گر تو ز ایشان بو بری

عائشہ روزے بہ پیغمبر بگفت + ہر کجا باشد نمازے مے کنی + بے مصلے میگزاری تو نماز + گرچہ میدانی کہ ہر طفل پلید + گفت پیغمبر کہ از بہر مہان + سجدہ گاہم را از آن رو لطف حق +
یا رسول اللہ تو پیدا و نہفت + میروی در خانہ ناپاک دنی + ہر کجا روئے زمین کشانے داز + کرد مستعمل بہر جا کہ رسید + حق نجس را پاک گرداند از آن + پاک گرداند تا ہفتم طبق +

جب تجھے اہل اللہ کی منزلت معلوم ہوگئی تو دیکھ خبردار بڑے لوگوں پر حسد نکرنا ورنہ تو شیطان اور مردود ہوجاویگا تو اونکو اپنے اوپر قیاس نکرنا کیونکہ ان مین اور تجھ مین بعد المشرقین ہے۔ کیونکہ وہ تو اگر بظاہر زہر بھی کھائین اور کوئی معصیت بھی کرین تو گو وہ صورۃً معصیت ہوتی ہے مگر حقیقۃً معصیت نہین ہوتی۔ جیساکہ قصہ مذکورہ بالا سے معلوم ہوگیا۔ بلکہ وہ حقیقت مین شہد اور طاعت ہوتی ہے۔ اور تو اگر بظاہر شہد بھی کھاتا ہے اور طاعت بھی کرتا ہے تو وہ ریا وعدم اخلاص وغیرہ کے سبب معصیت ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ انکی حقیقت بدل گئی ہے لہذا اون کے افعال بھی بدل گئے ہین اور بی یسمع وبی یبصر الخ کی شان پیدا ہوگئی ہے اور اونکی آتش شہوات مبدل بہ نور حق سبحانہ ہوگئی ہے بس وہان معصیت کا کیونکر گذر ہوسکتا ہے۔ برخلاف تیرے کہ تو سراسر شہوات وظلمات نفسانیہ مین منہمک ہے پس تجھ سے طاعت کا صادر ہونا اسی قدر بعید ہے جسقدر ان سے معصیت کا۔ یہ امر اونکی حقیقت بدل گئی تیری سمجھ مین نہ آئے گا۔ اس لیے ہم اوسکو ایک مثال سے سمجھاتے ہین دیکھو ابابیل نے ہاتھی کو مار دیا۔ نیز ایک بڑے لشکر کو شکست دی تھی تو کیا وہ اس وقت وہ ابابیل تھی ہرگز نہین کیونکہ ابابیل اپنی حالت پر رہکر ہاتھی کو ہرگز نہین مار سکتی تھی اور اتنے بڑے لشکر کو ہرگز شکست نہین دے سکتی۔ بلکہ اونکو قوت حق عطا ہوگئی تھی۔ اسلیے وہ اپنے ہم نوع افراد سے اسقدر بعید ہوگئی تھی کہ گویا کہ وہ اس نوع کے افراد ہی نہ تھی۔ بلکہ نوع دیگر تھی۔ اور اون کے اندر یہ سختی نور حق سے تھی۔ اسی طرح اہل اللہ بھی قوت حق سے متقوی اور نور حق سے منور ہو کر گویا کہ ایک جداگانہ نوع کے افراد بنجاتے ہین اور نفس وشیطان کو کامل شکست دیتے ہین اور ان سے مغلوب نہین ہوسکتے اس بیان مین اور مقدمات تو سب ظاہر ہین صرف ایک مقدمہ ایسا ہے جسمین شبہ کی گنجائش ہوسکتی ہے وہ یہ کہ ایسا ہو نہین سکتا کہ ابابیل ہاتھی کو مار ڈالیں اور فوج جرار کو شکست دیدین پس اگر تم کو اس قسم کا وسوسہ ہو تو قرآن کھول کر سورہ فیل دیکھ لو وسوسہ دور ہوجائے گا۔ اب یہان ہم تجھکو ایک نہایت کام کی بات بتلاتے ہین وہ یہ کہ اہل اللہ سے مقابلہ اور مماثلت کا دعوے نکرنا اس لیے کہ ایسا کرنے سے تجھے اون سے کچھ بھی فائدہ نہین ہوسکتا۔ اگر اس صورت مین تجھے کچھ بھی فائدہ ہو تو مین کا فہ اس سے زیادہ او۔ کیونکر یقین دلاؤن۔

شرح شبیری ۔ ہان وہان الخ ۔ یعنی ضرور بالضرور بڑے لوگون کے ساتھ حسد کرنا ترک کردو۔ ورنہ تم جہان مین ابلیس کی طرح ہوجاؤگے۔

کو اگر الخ ۔ یعنی اس لیے کہ اگر وہ زہر کھارہا تھا تو وہ بھی شہد ہے اور اگر تو شہد کھاوے وہ بھی زہر ہے اس لیے کہ وہ اس کی حقیقت کو جانتا ہے اس لیے موافق مقدار کے کھاویگا۔ تو اوس کو تو شہد کی طرح مفید ہوگا اور تم کو شہد کی حقیقت بھی معلوم نہین اس لیے اوس مین بھی بے اعتدالی کروگے اور وہ زہر کی طرح مضر ہوگا۔ تو اون پر اعتراض اور حسد فضول ہے اون کی تم کو کیا خبر۔

کو بدل الخ ۔ یعنی اس لیے کہ وہ بدل گیا ہے اور اوسکا کام بھی بدل گیا ہے وہ لطف ہوگیا ہے اور اوس کی نار نور ہوگئی ہے۔ مطلب یہ کہ اوس کے ملکات سیئہ تو مبدل بحسنہ ہوگئے ہین اور اوس مین نور حق ہے اور وہ سراسر نور ہی ہوگیا ہے لہذا اوس کے کام بھی [illegible] ایک مثال دیتے ہین کہ

قوت حق الخ ۔ یعنی ابابیل مین [illegible] ہاتھی کو مار ڈالا یہ کیسے ہوسکتا ہے

لشکرے الخ - یعنی ایک لشکر کو ذرا سے جانور نے اس طرح شکست دی تاکہ تم جان لو کہ یہ قوت حق تعالیٰ ہی کی طرف سے تھی گر ترا الخ - یعنی اگر تجھے اس قبیل سے وسوسہ آوے تو سورۂ اصحاب فیل پڑھ لو۔ مطلب یہ کہ اگر تم کو وسوسہ ہو کہ یہ قصہ ابابیل کا غلط معلوم ہوتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو فرماتے ہین کہ بھائی قرآن مین دیکھ لو یہ تو وہان موجود ہم اپنی طرف سے تو نہین کہتے۔ تو دیکھو جس طرح کہ اوس جانور نے قوت حق تعالیٰ کیوجہ سے ایک لشکر کو شکست دی۔ اسی طرح ان حضرات مین نور حق ہونے کی وجہ سے انکے صفات بھی صفات حق ہوجاتے ہین اور انکی شان بی یسمع و بی یبصر ہو جاتی ہے آگے فرماتے ہین کہ۔

ور کنی الخ - یعنی اور اگر تم اون کے ساتھ مقابلہ و ہمسری کرو تو اگر تم غالب آ سکو تو مجھے کافر جانو۔ مطلب یہ کہ ان سے مقابلہ کر کے عہدہ برآ ہو ہی نہین سکتے۔ اطمینان رکھو۔ جب مقابلہ کرو گے ہمیشہ ذلیل و خوار ہو گے لہذا اہل اللہ کی اطاعت اور تواضع کرنا ضروری ہے خوب سمجھ لو۔ چونکہ اوپرا کابر کے مقابلہ سے اور انکی برائی کرنے سے منع کیا ہے اس لیے کہ اس کا انجام خراب ہوتا ہے اس لیے آگے ایک چوہے اور ایک اونٹ کی حکایت لاتے ہین کہ ایک اونٹ جا رہا تھا اور اوس کی مہار لٹک رہی تھی ایک چوہے نے دیکھا تو آپ اوس کی مہار پکڑ کر چلے اونٹ جا ہی رہا تھا وہ چلتا رہا۔ یہ چوہا سمجھا کہ مین کسقدر قوی ہون کہ اسقدر بڑے جثہ والے کو کھینچے لیے جاتا ہون اسی طرح ایک دریا کے کنارہ پہونچے اونٹ تو دریا کے اندر چلا گیا چوہا باہر رہ گیا تو اونٹ نے کہا کہ بھائی اندر آؤ اس لیے کہ پانی تو زانو تک ہے چوہا بولا کہ جناب کے زانو تک ہو مگر میرے تو سر سے کہین اونچا ہے آخر وہان جا کر عاجز ہو گیا اسی طرح ان حضرات کی برابری کرنے مین انسان ہمیشہ خطا پاتا ہے اب حکایت بالتفصیل سنو۔

لشکرے را مرغکے چندین شکست + تا بدانی کان صلابت از حق است
گر ترا وسواس آید زین قبیل + رو بخوان تو سورۂ اصحاب فیل
ور کنی با او مری و ہمسری + کافرم دان گر تو زیشان سر بری

شرح حبیبی

موشکے در کف مہار اشترے / در ربود و شد روان او از مرے
اشتر از چستی کہ با او شد روان / موش غرہ شد کہ ہستم پہلوان
بر شتر زد پرتو اندیشہ اش / گفت بنمایم ترا تو باش خوش
تا بیامد بر لب جوے بزرگ / کاندر و گشتی زبون پیل سترگ
موش آنجا ایستاد و خشک گشت / گفت اشتر اے رفیق کوہ و دشت
این توقف چیست و حیرانی چرا / پا بنہ مردانہ اندر جو در آ
تو قلاوزی و پیش آہنگ من / در میان رہ مباش و تن مزن
گفت این جوے شگرفست و عمیق / من ہمی ترسم ز غرقاب ای رفیق
گفت اشتر تا ببینم حد آب / پا درون بنہاد آن اشتر شتاب
گفت تا زانوست آب اے کور موش / از چہ حیران گشتی و رفتی ز ہوش
گفت مور تست و ما را اژدہاست / کہ ز زانو تا بزانو فرقہاست
گر ترا تا زانو است اے پر ہنر / مر مرا صد گز گذشت از فرق سر

گفت گستاخی مکن بار دگر	تا نسوزد جسم و جانت زین شرر
تو مری با مثل خود موشان بکن	با شتر مر موش را نبود سخن
گفت توبہ کردم از بہر خدا	بگذران زین آب مہلک مر مرا
رحم آمد مر شتر را گفت ہین	بر جہ و بر کودبان من نشین
این گذشتن شد مسلم مر مرا	بگذرانم صد ہزاران چون ترا

اوپر کہا تھا کہ اہل اللہ کی برابری اور مماثلت کا دعوے کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہو سکتا۔ آگے اس کی مثال دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے ایک چوہا کہ اوسنے ایک اونٹ کی مہار پکڑ لی۔ اور بدعوے برابری آگے آگے چلدیا چونکہ اونٹ اوس کے ساتھ ساتھ تیزی سے چلتا رہا اور اس کی کوئی مزاحمت نہین کی اس لیے وہ سمجھ گیا کہ مین بھی پہلوان ہون کہ اونٹ کو کھینچے لیے جارہا ہون اونٹ نے قرائن سے اوسکے خیال کو بھانپ لیا۔ اور اپنے دل مین کہا کہ اچھا ٹھہر جا تجھے تیری حقیقت دکھلاؤنگا حتے کہ وہ ایک بڑی ندی پر پہونچ گیا جسمین بڑا ہاتھی عاجز ہوسکتا تھا۔ وہان پہونچکر چوہا ٹھہر گیا اور مارے خوف کے اوس کا خون خشک ہوگیا یہ دیکھکر اونٹ نے کہا کہ اے صحرا و کوہسار کے ساتھی تو ٹھہر کیون گیا۔ مردانہ ندی مین قدم رکھ اور اسمین داخل ہو۔ تو تو میرا رہنما اور راہبر ہے پس تجھکو راستہ ہی مین رہجانا اور پہلوتہی کرنا مناسب نہین اس نے کہا کہ یہ پانی بہت حیرت انگیز اور گہرا ہے مجھے اس مین ڈوبنے کا اندیشہ ہے اوس نے کہا مین بھی تو دیکھون پانی کتنا ہے یہ کہکر پانی مین پاؤن رکھا اور کہا کہ ارے اندھے چوہے یہ پانی تو گھٹنون ہی تک ہے تو کیون حیران ہوگیا۔ اور تیرے حواس کیون جاتے رہے اوس نے کہا جناب یہ آپ کے لیے چیونٹی کی مانند بے حقیقت ہو میرے لیے تو اژدہے کی مانند خطرناک ہو کیونکہ گھٹنون گھٹنون مین بھی فرق ہوتا ہے تمہارے گھٹنے اور ہین میرے گھٹنے اور تمہارے گھٹنون تک ہے اور میرے سر سے سوگز اونچا اوس نے کہا کہ جب تجھے اپنی حقیقت معلوم ہوگئی تو خبردار پھر گستاخی نہ کرنا اور کبھی اپنے کو بڑون کے برابر نہ سمجھنا تاکہ اس آگ سے تیرا جسم اور تیری جان نہ جلجاوے یعنی یہ خیال تیری تباہی وہلاکی کا باعث نہ ہوجاوے۔ تو اپنے مثل چوہون سے برابری کرنا۔ چوہے کی یہ تاب نہین کہ اونٹ کے مقابلہ مین اپنی حد سے بڑھکر بات کرے۔ اوس نے کہا میری توبہ ہے خدا کے لیے اس مہلک پانی سے مجھے پار اتار دے اس کی منکسرانہ گفتگو سے اونٹ کو رحم آگیا اور کہا اچھا اوچھلکر میرے کوہان پر بیٹھ جا۔ اس پانی سے گذرنا میرا حق ہے نہ کہ تیرا حوصلہ مجھے ہزارون کو پار کرا دیتا ہون۔ اس بیان سے جسطرح مضمون ماسبق کی تائید ہوتی ہے یون ہی اس سے حسب ذیل نتیجہ بھی برآمد ہوتا ہے

ایک چوہے کا اونٹ کی مہار کھینچنا اور مغرور ہونا

شرح شبیری۔ موشکی در کف الخ۔ یعنی ایک چوہا کہ اوس نے ہاتھ مین ایک اونٹ کی مہار لی اونٹ کا مقابل بن کر روانہ ہوا۔

اشتر از الخ۔ یعنی اونٹ تو بوجہ چستی کے اوس کے ساتھ روانہ ہوا اور چوہا مغرور ہوگیا کہ مین پہلوان ہون کہ

اسقدر بڑے جثہ والے کو کھینچ رہا ہون۔
بر شتر زد الخ۔ یعنی اونٹ پر اوس کے وسوسہ نے اثر کیا تو بولا کہ اچھا ذرا خوش ہولے تجھے دکھاتا ہون مطلب یہ کہ اوسکی حالت سے اونٹ سمجھا کہ اس کو یہ وسوسہ اور خیال ہے تو اوس نے دل مین کہا کہ اچھا بچہ جی ابھی بتاتا ہون کیسے پہلوان ہو غرضکہ اسی طرح دونون چلتے رہے۔
تا بیامد الخ۔ یعنی یہان تک کہ ایک بہت بڑی ندی کے کنارہ پر آئے کہ اوسمین بڑا ڈیل ہاتھی بھی عاجز ہوجاوے۔
موش الخ۔ یعنی چوہا وہان کھڑا ہوگیا اور سوکھ گیا تو اونٹ نے کہا کہ ارے کوہ و دشت کے رفیق۔
این توقف الخ۔ یعنی یہ توقف کیا ہے اور حیرانی کیون ہے۔ تو مردانہ وار پاؤن رکھ اور ندی مین آ۔
تو قلاوزی الخ۔ یعنی تو تو میرا رہبر ہے اور میرا پیش آہنگ ہے۔ راستہ ہی مین مت رہا جا اور خاموش مت ہو پیش آہنگ اس کو کہتے ہین جو کہ مقاصد مین آگے رہتا ہو۔ مطلب یہ کہ تم تو میرے رہنما اور بزرگ ہوا اب آگے ہی چلو ٹھہرتے کیون ہو۔
گفت این الخ۔ یعنی چوہے نے کہا کہ یہ ندی بڑی خوفناک اور گہری ہے اس لیے اے رفیق مین غرق ہونے سے ڈرتا ہون
گفت اشتر الخ۔ یعنی اونٹ نے کہا کہ اچھا ٹھہرو یہانتک کہ مین پانی کی انتہا دیکھون (یہ کہکر) اوس ندی مین اونٹ نے جلدی سے پاؤن رکھا۔
گفت تا الخ۔ یعنی اونٹ نے کہا کہ ارے اندھے چوہے پانی زانو تک ہی تو ہے تو تو حیران کیون ہوا اور تیرے ہوش کیون جاتے رہے ہین
گفت مور است الخ۔ یعنی چوہا بولا کہ تیری چیونٹی ہمارے لیے اژدہا ہے اس لیے کہ زانو زانو مین تو بہت فرق ہے یعنی جو چیز کہ تیرے نزدیک چھوٹی ہے ہمارے نزدیک بہت بڑی ہے۔ لہذا اگرچہ پانی تیرے زانو تک ہے مگر ہمارے تو سر سے بھی سیکڑون گز اونچا ہے۔
گر ترا تا زانو الخ۔ یعنی اے پیغمبر اگر تیرے زانو تک ہے تو میرے تو سر سے سیکڑون گز اونچا ہے اب جبکہ اوس چوہے نے اپنے عجز کا اقرار کر لیا تو اونٹ نے کہا کہ۔
گفت گستاخی الخ۔ یعنی اونٹ نے کہا کہ پھر گستاخی مت کرنا تاکہ کہین تیرے جسم و جان اس گستاخی کے شرر سے جل نہ جاوین
تو مری الخ۔ یعنی تو اپنے جیسے چوہون کے ساتھ مقابلہ کر ورا ونٹ کے ساتھ تو چوہے کو بات بھی نہ ہونی چاہیے مطلب یہ کہ بھلا چوہے کو اونٹ سے کیا تعلق کہان یہ اور کہان وہ آپسمین اس قابل بھی نہین ہین کہ بات بھی کرین جب اونٹ نے یہ کہا تو چوہے صاحب بولے کہ۔
گفت توبہ الخ۔ یعنی چوہے نے کہا کہ مین نے توبہ کی خدا کے واسطے مجھے اس مہلک پانی سے گذار دے یعنی اب عاجزی شروع کی کہ بھائی بے شک میری غلطی تھی اب توبہ کرتا ہون خدا کے لیے اس پانی سے مجھے بھی گذار دے شاید اسکو بھی اودھر ہی جانا ہوگا جب اوسنے عاجزی کی تو اونٹ کو رحم آگیا۔ اور اس پانی سے پار کر دیا۔
رحم آمد الخ۔ یعنی اونٹ کو رحم آگیا اور بولا کہ ہان کود اور میرے کوہان پر بیٹھ جا اور اونٹ نے یہ کہا کہ۔
این گذشتن الخ۔ یعنی یہ گذرنا میرے ہی لائق ہے اور مین تجھ جیسے ہزارون کو بھی گذار دون۔ تو دیکھو جسطرح کہ اس چوہے نے برابری اپنے سے بڑے کی اور پھر نادم ہوا اسیطرح اگر عوام اکابر کی برابری کرنے لگین

این گذشتن شد مسلم مر مرا + بگذرانم صد ہزاران چون ترا

تو یقیناً تباہ و برباد ہون گے۔ لیکن پھر بھی اگر اکابر کے سامنے عجز کا اعتراف کر لو پھر ان کو بھی رحم آجاتا ہے جس طرح کہ اس چوہے کی عاجزی سے اس اونٹ کو رحم آگیا۔ آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

چون پیمبر نیستی پس رو براہ	تا رسی از چاہ روزے سوئے جاہ
تو رعیت باش چون سلطان نۂ	تگ مران چون مرد کشتیبان نۂ
چون نۂ کامل دکان تنہا مگیر	دست خوش می باش تا گردی خمیر
چونکہ آزادیت ناید بندہ باش	ہین بپوش اطلس برو در ژندہ باش
انصتوا را گوش کن خاموش باش	چون زبان حق نگشتی گوش باش
ور بگوئی شکل استفسار گو	با شہنشاہان تو مسکین وار گو
ابتداے کبر و کین از شہوت است	راسخی شہوتت از عادت است
چون ز عادت گشتہ محکم خوئے بد	خشم آید بر کسے کت وا کشد
چونکہ تو گلخوار گشتی ہر کہ او	وا کشد از گل ترا باشد عدو
بت پرستان چونکہ خو با بت کنند	مانعان راہ خود را دشمن اند
چونکہ کرد ابلیس خو با سروری	دید آدم را بتحقیر از خری
کہ بہ از من سروری دیگر بود	تا کہ او مسجود چون من کس شود
سروری زہرست جز آن روح را	کو بود تریاق لانے ز ابتدا
کہ اگر پر مار شد باکے مدار	کو بود اندر درون تریاق زار
سروری چون شد دماغت را ندیم	ہر کہ بشکستت شود خصم عظیم
چون خلاف خوئے تو گوید کسے	کینہا خیزد ترا با او بسے
کہ مرا از خوئے من بر میکند	خویش بر من میر و سرور میکند
چون نباشد خوئے بد سرکش درو	کے فروزد از خلاف آتش درو
چون نباشد خوئے بد محکم شدہ	کے شود اندر خلاف آتشکدہ
با مخالف او مدارا مے کند	در دل او خویش را جا می کند
زانکہ خوئے بد بگشت است استوار	مور شہوت شد ز عادت ہمچو مار
مار شہوت را بکش در ابتدا	ورنہ اینک مار گشتہ اژدہا
لیک ہر کس مور بیند مار خویش	تو ز صاحبدل کن استفسار خویش
ز ابتدا این مار شہوت را بکش	ورنہ اژدہا شود اے تیز ہش
تا نشد زر مس نداند من مسم	تا نشد شہ دل نداند مفلسم

خدمت اکسیر کن مس وار تو	جور میکش ای دل از دلدار تو
کیست دلدار اہل دل نیکو بدان	کہ چو روز و شب جدا نیست از جہان
عیب کم گو بندۂ اللہ را	متہم کم کن بدزدی شاہ را
در نباشی ہیچ ہیچ از ہیچیان	پس رو رہبر دیو باشی مستہان

جب تو پیر اور مستقل ہادی نہین ہے بلکہ تجھے ضرورت ہے اہتدا بہ ہادی آخر کی تو تجھکو رہرو ہونا چاہیے نہ کہ رہنما۔ تاکہ تو چاہ ضلالت سے نکلکر مسند ہدایت پر جلوہ افروز ہو۔ اور جبکہ تو بادشاہ نہین ہے تو رعیت اور کسی بادشاہ کا محکوم ہونا چاہیے اور جبکہ تو کشتیبان اور ماہر بحر دین نہین ہے تو تجھکو خود اس سمندر مین کشتی نہ چلانا چاہیے جب تو کامل نہین ہے تو الگ دوکان نکر بلکہ کسی باہر کا محکوم و منقاد ہو تاکہ تو خمیر کرنا سیکھ جاوے یعنی بدون کمال کے شیخ نہ بن بلکہ اول خود تربیت حاصل کر پھر شیخ بن اور تربیت کر اور جبکہ تو آزاد نہین تو غلام بن اور اطلس نہ بن بلکہ گدڑی بن اس کا حاصل بھی وہی ہے کہ جب تو شیخ نہین تو بطور طریق مشائخ نہ اختیار کر بلکہ غلامون کی طرح رہ اور جبکہ تو حق سبحانہ کی زبان نہین اور گفتہ او گفتۂ اللہ بود مرتبہ تجھے حاصل نہین تو تجھکو کان ہونا چاہیے اور تیرا کام سننا ہونا چاہیے یا ورنہ تو حق سبحانہ کا حکم انصتوا سن لے اور بہ تعمیل امر الٰہی خاموش ہو جا اور اگر بولنا ہی ہو تو بشکل استفسار کلام کر اور ان بادشاہون کے سامنے عاجزانہ گفتگو کر تیرے اندر جو تکبر اور مخالفت اہل اللہ ہے اسکا منشا شہوت و خواہش نفسانی ہے اور یہ شہوت اور خواہش نفسانی تیرے اندر مستحکم اس لیے ہوئی ہے کہ تو اطاعت نفس کا خوگر اور عادی ہو گیا ہے جب تشخیص مرض ہوگئی تو بقاعدہ العلاج بالضد اوسکا علاج کرنا چاہیے اور مخالفت نفس پر کمربستہ ہونا چاہیے۔ قاعدہ ہے کہ جب کوئی خصلت بد عادت سے مستحکم ہو جاتی ہے تو اوس کی مخالفت ناگوار ہوتی ہے اس لیے جو شخص تمھاری اس عادت کو چھڑانا چاہتا ہے جو بوجہ عادی ہونے کے تمھارے اندر راسخ ہوگئی۔ تو تمکو اوس پر غصہ آتا ہے اور چونکہ تمکو مٹی کھانے کی یعنی افعال مضرہ کے ارتکاب کی عادت ہوگئی ہے اس لیے جو شخص تمکو مٹی یعنی افعال مضرہ سے الگ کرے وہ تمھاری نظر مین تمھارا دشمن معلوم ہوتا ہے یہ بات کچھ تمھارے ہی ساتھ خاص نہین بلکہ عام حالت یہی ہے چنانچہ دیکھو بت پرست چونکہ بت پرستی کے عادی ہوگئے ہین اس لیے جو لوگ اونکو بت پرستی سے مانع ہوتے ہین وہ اونکو دشمن معلوم ہوتے ہین نیز ابلیس چونکہ سرداری کا عادی ہو گیا تھا کما ہو المشہور انہ معلم الملکوت اس لیے اوس نے گدھے پن سے آدم علیہ السلام کو بنظر حقارت دیکھا اور کہا انا خیر منہ اور کہا کہ یہ میری مسجودیت کے لائق نہین بلکہ کوئی مجھ سے بہتر ہونا چاہیے تاکہ مجھ سے شخص کا مسجود بن سکے واقعی بات یہ ہے کہ سرداری زہر ہے لیکن اوس روح کے لیے زہر نہین ہو جو ابتدا ہی سے معدن تریاق ہو اور صلاحیت فطری اوس کی اتنی قوی ہو کہ وہ اوس کے اثر سے اوس کو محفوظ رکھ سکے اگر پہاڑ سانپون سے پر ہو تو تم کو کچھ خطرہ نہونا چاہیے کیونکہ اوس کے اندر تریاق کی کان بھی ہے جو سانپون کے زہر سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ پس جبکہ کسی کے دماغ مین سرداری کا سودا سما جاتا ہے تو جو شخص اس خصلت کو توڑنا چاہے وہ اوسکا یقینی دشمن سمجھا جاتا ہے۔ اور جبکہ کسی کی خصلت مستحکم کے مخالف کوئی بات کہتا ہو تو اس سے اوس کہنے والے کے ساتھ طرح طرح کی مخالفتون کے خیالات اوس کے دل مین

پیدا ہوجاتے ہیں اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ یہ جو میری اس خصلت کو چھڑانا چاہتا ہو تو اس سے اوس کو بجبر حکومت کرنا مقصود ہو یہ دلیل ہو اس خصلت بد کے استحکام کی۔ کیونکہ اگر وہ مستحکم نہوتی تو اس مخالفت سے اسکے آگ کیون لگتی۔ پس ثابت ہوا کہ وہ مستحکم ہوگئی ہے۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب تک کوئی خصلت بد مستحکم نہین ہوتی اس وقت تک اس کی مخالفت سے آگ نہین لگتی اور اوس کی مخالفت آدمی کو ناگوار نہین ہوتی۔ پس ظاہر ہو گیا کہ وہ خوئے بد مستحکم ہوگئی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ مخالف کے ساتھ میل کرتا ہے اور اوس کے دل مین اپنی جگہ کرتا ہو تاکہ وہ مزاحم نہو۔ کیونکہ خوئے بد مستحکم ہوگئی ہے اور خواہش نفسانی جو چیونٹی کی طرح حقیر تھی اب عادت سے سانپ کی طرح خطرناک ہوگئی ہے۔ پس تمکو اُس سانپ کو پہلے ہی مار ڈالنا چاہئے۔ ورنہ پھر سانپ کے مرتبہ سے گذر کر اژدہا بنجاوے گی۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آدمی کو اسکے مرتبہ کی تعیین مین غلطی ہوتی ہے اور وہ سانپ کو چیونٹی سمجھتا ہے۔ اس لیے تمکو چاہئے کہ اس کا مرتبہ کسی صاحبدل سے معلوم کرے۔ وجہ اس مغالطہ کی یہ ہوتی ہے کہ وہ ناقص ہوتا ہو اور اوس کو کمال حاصل نہین ہوتا جس سے نقصان کا ادراک ہو۔ لان الاشیاء تعرف باضدادہا اس لیے وہ نقصان کے ادراک سے قاصر ہوتا ہے۔ چنانچہ جب تک تانبا سونا نہین بنتا اس وقت تک وہ اپنے کو ناقص نہین سمجھتا اور جب تک دل کو دولت باطنی حاصل نہین ہوتی اسوقت تک وہ اپنی ناداری کو کمینی نہین سمجھتا پس اگر تم کو اپنے نقصان سے آگاہ ہونا مقصود ہو تو شیخ کامل کی خدمت کرو جس طرح تانبا اکسیر کی کرتا ہے اور اگر تمھین وصال مطلوب ہے تو محبوب کے ستم اوٹھاؤ لیکن تم جانتے بھی ہو کہ دلدار سے ہماری کیا مراد ہے خوب سمجھ لو کہ ہماری مراد اہل دل ہین جو کہ رات اور دن کی طرح اس جہان سے کنارہ کش ہوتے ہین ان اللہ کے بندون کی برائیان ہرگز زیبا نہین اور بادشاہون پر چوری کی تہمت بالکل بیجا ہے اور اگر تم فروتنی اختیار نکروگے اور اسی کبر و نخوت مین مبتلا رہوگے تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم بھی ابلیس ذلیل کے پیرو ہوگے بادشاہ پر چوری کی تہمت لگانے کے تذکرہ سے ایک مناسب حکایت یاد آگئی غورت شنو۔

شرح شبیری - چون نہ شیری ہستی الخ - یعنی جبکہ تو شیر نہین ہے تو راستہ مین تابع رہ تاکہ ایکدن جاہ سے جاہ پر پہونچ جاوے مطلب یہ کہ اگر اس قابل نہین ہو کہ مقتدا بن سکو تو تابع رہو کہ اوس سے ایکدن یہ ہوگا کہ اس پستی سے نکل کر مراتب علیا پر پہونچ جاؤگے۔

تو رعیت الخ - یعنی تم اگر سلطان نہین ہو تو رعیت رہو اور جب کشتیبان نہین ہو تو تم دریا مین مت چلو۔

چون نۂ الخ - یعنی جب تم کامل نہین ہو تو تنہا دکان مت اختیار کرو۔ تابع رہو تاکہ تم خمیر ہوجاؤ۔ مطلب یہ کہ اگر ابھی کامل نہین ہوئے تو اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ مکر مت بیٹھو۔ بلکہ ہمیشہ شیخ کا اتباع کرو کہ اس اتباع سے تمھارے اندر استعداد پیدا ہوجاویگی جیسے کہ خمیر ہوتا ہے کہ اوسکو جب گوندھا جاتا ہے تو اوسمین روٹی پکنے کی قابلیت ہوجاتی ہے اسی طرح اگر تم اتباع کروگے تو تمھارے اندر بھی قابلیت پختہ ہونے کی پیدا ہوجاویگی۔

چونکہ الخ - یعنی جبکہ تجھ سے آزادی نہ آوے تو غلام رہو اور اطلس مت پہنو گدڑی مین رہو۔ مطلب یہ کہ اگر تمھارے اندر قابلیت مقتدا بننے کی ابھی نہین ہو تو اتباع کرو کہ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔

انصتوا را - الخ - یعنی انصتوا کو سنو اور خاموش رہو جبکہ تم زبان حق نہین ہو تو کان رہو۔ مطلب یہ ہے کہ اصل نا

بولنا تو اوس شخص کا کام ہے کہ جسکی شان ہی منطق ہو چکی ہو - اور وہ عین مصطلح ہو گیا ہو - اور جب تک تم کو یہ مرتبہ حاصل نہو اسوقت تک ایسے لوگونکی باتین ہمہ تن گوش ہو کر سنو اور خود مست ہو - اب یہان کسی ظاہر بین کو شبہ ہوتا کہ بس پھر ان حضرات کے سامنے اپنی حالت کو بھی بیان نہ کرے اور چپ رہے آگے مولانا اس شبہ کو زائل فرماتے ہین کہ -

ور بگوئی - الخ - یعنی اور اگر کہو تو سوال کے طور پر کہو اور بادشاہون کے ساتھ مسکین کی طرح بات کرو - اب معلوم ہو گیا کہ اپنی حالت کے متعلق سوال کرو اور اُن سے علاج دریافت کرو - یہان تک مولانا کے کلام کا حاصل یہ ہو کہ تم کو چاہیے کہ تکبر کو چھوڑدو اور عاجزی اختیار کرو اور دوسرونکا اتباع کرو آگے اس تکبر کا منشا بتاتے ہین کہ یہ تکبر اس طرح پیدا ہوتا ہے تاکہ اوس سے احتراز مین آسانی ہو فرماتے ہین کہ

ابتدائے کبر الخ - یعنی کبر و کینہ کی ابتداء شہوت سے ہی اور رسوخ شہوت کا عادت کیوجہ سے ہو مطلب یہ ہو اول تو کبر شہوت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہو اس لیے کہ انسان جب اپنی شہوات کا اجرا چاہتا ہے اور کوئی اوس مین مانع ہوتا ہے تو اوسکو برا معلوم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی اوسکو منع نکرے - اور کسیکا اتباع اس مین پسند نہین کرتا اور یہی تکبر ہے اور اسی سے کینہ پیدا ہوتا ہے کہ اوسی شخص سے کینہ اور حسد کرنے لگتا ہے اور شہوت راسخ اس طرح ہوتی ہو کہ اول ایک مرتبہ تقاضا ہوا اوسکو پورا کر دیا پھر ہوا پھر پورا کیا بس اس تقاضے کے پورا کرنے کی وجہ سے عادت ہو جاتی ہے اور وہ شہوت راسخ ہو جاتی ہے اور اوس سے کبر و کینہ پیدا ہوتا ہے لہذا اول انسان کو اپنی عادات کی اصلاح ضروری ہے کہ اسی سے یہ سارے امراض ناشی ہین - آگے مولانا اسی تقریر کو خود فرماتے ہین کہ -

چون الخ - یعنی جبکہ عادت کیوجہ سے خوئے بد محکم ہو گئی تو جو کوئی اس سے ہٹاتا ہو اوس پر غصہ آتا ہو آگے ایک مثال سے اس پر غصہ کرنیکی وجہ بتاتے ہین

چونکہ الخ - یعنی جبکہ تم مٹی کھانے لگو تو جو کوئی اوس سے منع کرے وہ دشمن ہو گا اسیطرح جب عادت سے خوئے بد محکم ہو جاتی ہے تو جو اوس سے مانع ہوتا ہے اوس سے حقد و کینہ پیدا ہوتا ہو - آگے ایک اور نظیر ہے -

بت پرستان الخ - یعنی بت پرست لوگ جیسا کہ بت پرستی کی عادت کر لیتے ہین تو راہ بت کے مانعین کے دشمن ہو جاتے ہین

چونکہ الخ - جبکہ ابلیس نے عادت سرداری کی کر لی تو اوسنے آدم کو گدھے پن کیوجہ سے تحقیر سے دیکھا اور کہا کہ -

کہ بہ از من الخ - یعنی کہ مجھ سے بہتر کوئی سردار ہو جو کہ مجھ جیسے شخص کا مسجود ہو اس بات کو اوس نے محال اوس سرداری ہی کیوجہ سے سمجھا کہ جبکہ وہ عادی ہو رہا تھا - ورنہ ہرگز نہ سمجھتا - آگے فرماتے ہین کہ

سروری الخ - یعنی سرداری زہر ہے بجز اوس روح کے کہ جو ابتدا ہی سے تریاق لاتی ہو - لان ایک پہاڑ ہے جہان کہ تریاق پیدا ہوتا ہے تو مطلب یہ کہ جو کہ روح ہو اور جو کہ مکمل ہو اور دوسرونکو شفا بخشنے والا ہو یعنی ولی اور کامل اوسکو تو سرداری سزاوار ہے ورنہ زہر ہے کہ پھر اس کے بعد انسان کام کا نہین رہتا لیکن اوس کامل کو مضر نہین ہوتی اس مضر نہ ہونے کی وجہ آگے ایک مثال سے فرماتے ہین

کوہ الخ - یعنی پہاڑ اگر سانپ سے پر ہو جاوے تو کوئی خوف نہین ہو اسلئے کہ اوسکے اندر تریاق زار ہے پس اگر کسی سانپ نے گزند پہونچایا تو اوس کی تلافی تریاق سے جو وہان بھرا پڑا ہے کر لی جائیگی اسی طرح ان حضرات کے پاس جو معیت مع اللہ کا تریاق ہوتا ہے اسکی وجہ سے انکو یہ سرداری اور مقتدائیت مضر نہین ہوتی

بلکہ خود اوسکو تو کبھی اپنے بڑے ہونے کا گمان بھی نہین ہوتا۔ اس لیے کہ اوس کے سامنے اس سے زیادہ ایک اور مرتبہ ہے تو وہ اپنی اس بڑائی کو کیا سمجھے کا۔ سب اوسیکا ظل اور پرتو ہوگا۔ ہان بے شک ہم لوگونکو مضر ہے کہ جنکی یہ حالت نہین ہوتی ہے اگر کہین ہمین ذرا نام کو اور صورتاً سرداری نجاوے تو پھر تو زمین پر رہنا مشکل ہوجاوے اور جو کوئی اوس مین ذرا انداز ہو وہ ہمارا دشمن ہوجاوے تو سرداری کیا ملی اخلاق ذمیمہ کبر و کینہ حسد دشمنی وغیرہ کی ایک پوٹ ملی اللہم احفظنا۔

سروری الخ۔ یعنی سرداری جبکہ تمھارے دماغ کے قرین ہوجاوے تو جو کوئی اسکو توڑے وہ دشمن قدیم ہوجاوے۔

چون خلاف الخ۔ یعنی جب تمھاری خو کے خلاف کوئی کچھ کہے تو تجھے اوس شخص کیساتھ بہت سے کینے پیدا ہونگے اور کہو گے کہ مرا ازخوے الخ۔ یعنی کہ مجھے میری عادت علیحدہ کرتا ہے اور اپنے کو مجھپر سردار کرتا ہے۔ تو کسیکی نسبت یہ سمجھنا یقیناً تکبر اور غرور اور کینہ اور حسد ہے یہ اخلاق ذمیمہ مین سے ہے۔

چون نباشد الخ۔ یعنی جبکہ خوے بد اوس کے اندر سرکش نہوگی تو کسیکے خلاف کرنے سے اوس مین آگ کب بھڑکے گی

چون نباشد الخ۔ یعنی جبکہ خوئے بد محکم نہ ہوگی تو خلاف کیوجہ سے اوسکا آتشکدہ کب بھڑکے گا بلکہ اوسکی تو یہ حالت ہوگی کہ

با مخالف الخ۔ یعنی مخالف کے ساتھ وہ مدارات کرتا ہے اور اوس کے دل مین اپنی جگہ کرتا ہے مطلب یہ کہ اوس کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہے کہ اوس کے دل مین اسکی جگہ ہو جاتی ہے ورنہ اس نیت سے کوئی کام نہین کرتا کہ کسی کے دل مین اسکی جگہ ہو یاد رکھو یہانتک بزرگ کامل کی حالت بیان کرکے رجوع ہے ماقبل کی طرف اوپر کہا تھا کہ بت پرستان الخ آگے اسکی وجہ فرماتے ہین کہ۔

زانکہ الخ۔ یعنی اس لیے کہ اوسکی خوئے بد مضبوط ہوگئی ہے اور شہوت کی چیونٹی عادت کی وجہ سے سانپ ہوگیا ہے مطلب یہ کہ بت پرست وغیرہ لوگون کو جو خلاف سے غصہ وغیرہ آتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اونکی خوئے بد مضبوط ہوگئی ہے اور اول جو کہ ضعیف تھی اب قوی ہوگئی ہے اسلیے اس شخص کو برا معلوم ہوتا ہے۔

مار شہوت الخ۔ یعنی شہوت کے سانپ کو ابتدا ہی سے مار ڈال ورنہ یہ تیرا سانپ اژدہا ہوجاویگا یعنی یہی اخلاق ذمیمہ راسخ اور قوی ہوجاوینگے پھر انکو ترک کرنا مصیبت ہوجاویگی یہان کوئی کہتا ہے کہ ہمنے تو دیکھا کہ ہمارا نفس اور اخلاق ذمیمہ ضعیف ہی ہین قوی ہو نہین ہین اسکا جواب فرماتے ہین کہ

لیک الخ۔ یعنی لیکن ہر شخص اپنے سانپ کو تو ضعیف ہی دیکھتا ہے تو تو اپنی حالت کے متعلق کسی صاحبدل سے سوال کر وہ تیری حالت کو ظاہر کر دینگے اور بتا دینگے کہ ضعیف ہے یا قوی ہے خود اپنا دیکھ لینا کافی نہین ہے اور فرماتے ہین

تا نشد الخ۔ یعنی جبتک کہ مس سونا نہ ہوجاوے نہ جانے کہ مین مس ہون اور جب تک کہ دل بادشاہ نہو جاوے نہ جانے کہ مین مفلس ہون مطلب یہ کہ الاشیاء تعرف باضدادہا۔ جب مس سونا ہو جاوے گی اوس وقت اوسکو معلوم ہوگا کہ مین پہلے مس تھی اسیطرح جبتک تمھارا حب ان ہو اوس وقت تک عیوب نہ پیش نظر ہونگے۔ لہذا اب تم کو چاہیے کہ

خدمت الخ۔ یعنی اے دل مس کی طرح اکسیر کی خدمت کرو اور دلدار کا ظلم سہو تب کام بنیگا یہان کوئی دلدار سے شاید دلدار معشوق مجازی سمجھ لیتا اس لیے آگے اس کا دفع فرماتے ہین۔

کیست الخ۔ یعنی دلدار کون ہین اہل دل ہین خوب جان لو کہ جو دن رات کی طرح اس جہان سے باہر کود رہے ہین مطلب یہ کہ جو کہ اس جہان سے بے تعلق ہین وہ حضرات دلدار ہین انکی خدمت کرو۔ پھر دیکھو زر بنجاؤگے۔

عیب کم الخ یعنی ان مدد دلوں کی عیب جوئی کم کرو اور بادشاہ کو چوری کی تہمت مت لگاؤ۔
ورنہ باشی الخ یعنی ورنہ تو کمینوں میں سے ہیچ ہیچ ہوجاوے گا اور ہر شیطان کا تابع اور ذلیل ہوجاویگا
لہذا ان حضرات کی خدمت کرو اور ان سے حسد اور کینہ کو الگ کرو۔ چونکہ اوپر کہا تھا کہ ؎ متہم کم کن بدزدی شاہ را
آگے ایک حکایت لاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ ان حضرات کے ذمہ تہمت لگانے سے کیا ہوتا ہے اور
انکو حق تعالے کس طرح بری فرمادیتے ہیں اب حکایت سنو۔

شرح حبیبی

بود درویشی درون کشتیٔ
ساختہ از رخت مردے پشتیٔ
یاوہ شد ہمیان زر او خفتہ بود
جملہ را جستند اورا ہم نمود
کین فقیر خفتہ را جوئیم ہم
کرد بیدارش زغم صاحب درم
کاندرین کشتی چرمدان گم شدہ است
جملہ را جستیم نتوانی تو رست
دلق بیرون کن برہنہ شو ز دلق
تا ز تو فارغ شود اوہام خلق
گفت یارب مر غلامت را خسان
متہم کردند فرمان در رسان
یا غیاثی عند کل کربۃ
یا معاذی عند کل شدۃ
یا مجیبی عند کل دعوۃ
یا ملاذی عند کل محنۃ
چون بدرد آمد دل درویش ازان
سر برون کردند ہر سو در زمان
ماہیان بیحد از دریائے ژرف
در دہان ہر یکے دُر شگرف
صد ہزاران ماہی از دریائے پُر
در دہان ہر یکے درے چہ دُر
ہر یکے درے خراج ملکتے
کز الہ است این ندارد شرکتے
در چند انداخت در کشتی و جست
مر ہوا را ساخت کرسی و نشست
خوش مربع چون شہان بر تخت خویش
او فراز اوج و کشتی اش بہ پیش
گفت او کشتی شمارا حق مرا
تا نباشد با شما دزد گدا
تا کرا باشد خسارت زین فراق
من خوشم جفت حق و از خلق طاق
نے مرا او تہمت دزدی نہد
نے مہارم را بغمازی دہد
بانگ کردند اہل کشتی کاے ہمام
از چہ دادندت چنین عالی مقام
گفت از تہمت نہادن بر فقیر
وز حق آزاری پئے چیزے حقیر
حاش للہ بل ز تعظیم شہان
کہ نبودم بر فقیران بدگمان
آن فقیران لطیف و خوش نفس
از پئے تعظیم شان آمد عبس
وان فقیری بہر پیچا پیچ نیست
بل پئے آنکہ بجز حق ہیچ نیست

مثنوی دفتر دوم۔ مولانا روم ... [illegible]

متہم چون دارم آنہا را کہ حق	کرد امین مخزن ہفتم طبق
متہم نفس ست نے عقل شریف	متہم حس ست نے نور لطیف
نفس سوفسطائی آمد میزنش	کش زدن سازد نہ حجت گفتنش
معجزہ بیند فروزد آن زمان	بعد ازان گوید خیالے بود آن
در حقیقت بود آن دید عجب	پس مقیم چشم بودی روز و شب
این مقیم چشم پاکان می بود	نے قرین چشم حیوان می شود
کان عجب زین حس دارد عار و ننگ	کے بود طاوس اندر چاہ تنگ
تا نہ گوئی مر مرا بسیار گو	من ز صد یک گویم و آن ہم چو مو

ایک فقیر ایک کشتی مین بیٹھا ہوا تھا جو کہ کسی شخص کے سامان سے سہارا لگائے ہوئے تھا - یا مردا نگی کے سامان سے تکیہ لگائے ہوئے تھا - اتفاقاً کسی کی ہمیانی اشرفیون کی گم ہوگئی - اور فقیر بیچارہ سو رہا تھا سب کی تلاشی لی گئی مگر کہین پتہ نہ چلا - پھر یہ خیال ہوا کہ اس فقیر کی بھی تلاشی لینا چاہئیے - جو سو رہا ہے یہ خیال کرکے مالک نے اس فقیر کو جگایا - اور کہا کہ اس کشتی مین ایک ہمیانی اشرفیون کی گم ہوگئی ہے ہم نے سب کی تلاشی لے لی ہے لہذا آپ کو بھی تلاشی دینی ہوگی یہ گدڑی اتار دیجئے اور ننگے ہوجائیے - تاکہ آپ پر کسی کو شبہ نہ رہے - فقیر نے حق سبحانہ سے التجا کی اور کہا کہ ای اللہ اے ہر مصیبت کے وقت میرے فریاد رس اور اے ہر خواہش نفسانی کے وقت میری جاے پناہ اور اے ہر دعا کے قبول کرنے والے اور اے ہر آزمائش کے وقت جائے پناہ - یہ دیکھئے یہ بندہ پر تہمت لگاتے ہین آپ کوئی مناسب حکم صادر فرمائیے - غرض جب اس حرکت سے فقیر کا دل دکھا اور اوس نے دعا کی تو فوراً ہی ہر طرف لاکھون مچھلیون نے اس گہرے دریا سے سر نکالا انمین سے ہر ایک کے منھ مین ایک عجیب موتی تھا - ہر موتی کی قیمت ایک بڑی سلطنت کی آمدنی تھی کیونکہ وہ وحدہ لاشریک معبود کی طرف سے تھا - پس ایسا ہونا کچھ مستبعد نہین اس فقیر نے چند موتی لیکر کشتی مین ڈالدئیے کہ تم نے مجھپر شبہ کیا تھا - میرے پاس وہ اشرفیان تو تھی نہین - اون کے بدلہ مین یہ موتی دیتا ہون - دوسری وجہ یہ ہے تاکہ معلوم ہوجاوے - کہ جسکے قبضہ مین ایسے موتی ہون وہ اشرفیون کو لیکر کیا کرے گا اور موتیون کو ڈالکر آپ اوچھلے اور اوچھلکر ہوا پر متمکن ہوگئے اور جسطرح بادشاہ اپنے تخت پر چوکڑی مارکر بیٹھتے ہین یہ بھی چوکڑی مارکر بیٹھ گئے غرض وہ اونچے ہوگئے - اور کشتی اونکے سامنے نیچے رہی - اور پھر فرمایا کہ مین نے کشتی تمکو سونپ کر خدا کو اختیار کرلیا تاکہ تم چور فقیر سے رہائی پاجاؤ - اب تم سمجھ لو کہ اس مفارقت سے کس کو نقصان ہوا مین تو خوش ہون کہ مخلوق سے متفرد ہوکر خدا سے مل گیا جو کہ نہ مجھپر چوری کی تہمت لگاتا ہے نہ مجھے رسوا کرتا ہے یہ دیکھکر سب اہل کشتی چلا اوٹھے کہ حضور کو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا - اونھون نے اولا طنزاً فرمایا کہ فقیر پر تہمت لگانے سے - اور ایک معمولی چیز کے لیے حق سبحانہ کو ناراض کرنے سے اس کے بعد فرمایا - توبہ توبہ بلکہ ان بادشاہون کی تعظیم و تکریم سے اور اس سبب سے کہ مین فقیرون سے بدظن نہ تھا وہ فقیر کیسے تھے وہ تھے جو نہایت پاکیزہ اور خوش گفتار تھے جن کی تعظیم مین سورۂ عبس نازل ہوئی ہے - وہ فقیر نہین جنکی فقیری مکر و فریب کے لیے

ہو۔ بلکہ وہ فقیر جنکی فقیری محض اس لیے ہے کہ حق سبحانہ کے سوا کوئی چیز نہین جو دل بستگی کے قابل ہو۔ بھلا مین ایسے مخصوص کو متہم کیونکر کر سکتا ہون۔ خدا نے تو انکو سا تون طبق کے خزانہ کا امین بنایا ہے وہ سراپا عقل مین اور نفس سے منزہ پس نفس متہم ہو سکتا ہے عقل متہم نہین ہوتی۔ پس وہ کیونکر متہم ہو سکتے ہین نیز وہ سراسر نور ہین نہ کہ سراپا حس اور متہم حس ہو سکتی ہے۔ نہ کہ نور آگے مولانا مضمون سابق کی طرف عود فرماتے ہین۔ اور نفس کے متعلق مضمون ارشادی بیان فرماتے ہین۔ نفس سوفسطائی اور منکر بدیہیات ہے اسکو مار کر سمجھانا چاہیے یہ دلیل کو نہ مانے گا۔ یہ معجزہ دیکھتا ہے اسوقت تو مان لیتا ہو مگر پھر شرارت کرتا ہے اور کہتا ہو کہ وہ تو ایک خیال تھا کوئی نفس الامری شئے نہ تھا۔ اگر امر مشاہد عجیب کوئی امر واقعی ہوتا تو رات دن اسکو نظر مین رہنا چاہیے تھا یہ کیا کہ ذرا سی دیر مین غائب ہو گیا لیکن اوسکو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ فی الحقیقت امر واقعی ہے اور ہر وقت دکھائی دیتا ہے لیکن پاک لوگون کو وہ چشم باطن سے محسوس ہوتا ہے نہ کہ حس حیوانی سے وجہ یہ ہے کہ وہ امر عجیب اس سے عار رکھتا ہے کہ وہ حس ظاہری سے محسوس ہو۔ بھلا کہین طاوس بھی کنوین مین مقید ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی جو چشم ظاہر سے محسوس ہوتا ہے وہ اتمام حجت کے لیے ہے تو مجھے فضول گو نہ کہنا۔ اس لیے کہ مین سو باتون مین سے ایک بات کہتا ہون اور وہ بھی اشارۃً اب ہم اس کے متعلق ایک قصہ بیان کرتے ہین تاکہ تمکو اس بیان کی تصدیق ہو

اون بزرگ کی کرامات کا بیان جنکو کہ کسی کشتی مین متہم بہ زدی کیا تھا

شرح شبیری - بود درویشے الخ۔ یعنی ایک درویش کشتی کے اندر تھا مردانگی کے اسباب سے ایک پناہ بنائے ہوئے تھا۔ مطلب یہ کہ مردان حق مین سے تھا۔

یاوہ شد الخ۔ یعنی ایک اشرفیون کی ہمیانی کھو گئی اور وہ سو رہا تو سب کی تلاشی لی۔ اور صاحب ہمیانی نے اسکو بھی (لوگون کو) دکھایا کہ اسکی بھی تلاشی لو اور یہ کہا کہ۔

کین فقیر الخ۔ یعنی کہ اس سونے والے فقیر کی بھی ہم تلاشی لین گے تو اوسکو صاحب درم نے غم کی وجہ سے جگایا۔

کاندرین الخ۔ یعنی اوس کشتی مین ایک تھیلی گم ہو گئی ہے ہم نے سب کی تلاشی لی ہے تو تم بھی چھوٹ نہین سکتے۔

دلق الخ۔ یعنی گدڑی اتارو اور ننگے ہو جاؤ تاکہ لوگون کے اوہام تجھ سے فارغ ہو جاوین۔ یعنی سب کے خیالات جاتے رہین اور معلوم ہو جاوے کہ تو نے لیا ہو یا نہین۔ جب اون سے یہ کہا گیا تو اونکو جوش آیا اور حضرت حق مین عرض کیا کہ۔

گفت یارب الخ۔ یعنی کہا اے اللہ آپ کے غلام کو کمینہ لوگون نے متہم کر دیا ہے آپ حکم بھیجدیجیے۔

یا غیاثی الخ۔ یعنی اے میرے فریادرس ہر کلفت کے وقت اور اے میرے پناہ دینے والے ہر شدۃ کے وقت

یا مجیبی الخ۔ یعنی اے میرے قبول کرنے والے وقت ہر دعا کے اور اے میرے جائے پناہ وقت ہر محنت کے اس وقت میری مدد کر کہ یہ لوگ بڑی سخت تہمت لگا رہے ہین۔

چون بدرد آمد الخ صد ہزاران الخ۔ یعنی جبکہ اوس سبب سے درویش کا دل دکھا تو اوسی وقت ہر طرف سے لاکھون مچھلیون نے اوس دریائے عمیق سے سر نکالا اور ہر ایک کے منہ مین ایک موتی بیش قیمت تھا۔

ہر یکے الخ۔ یعنی ہر موتی ایک ملک کی خراج کی قیمت کی برابر تھا کیونکہ وہ تو خدا کی طرف سے تھا اوسمین کوئی

شرکت نہ تھی اگر شرکت ہوتی تو شاید اسقدر قیمتی نہ ہوتے۔ کہ دوسرا شریک نہ دینے دیتا۔ مگر حق تعالے نے بھیجے تھے وہ تو جسقدر بھی قیمتی ہون تھوڑے ہین۔ غرضکہ وہ موتی بہت قیمتی تھے۔ اور اون مچھلیون نے لاکر ان بزرگ کی خدمت مین پیش کیے۔

در چند الخ۔ یعنی چند موتی کشتی مین ڈالکر ایک جست کی اور ہوا کو کرسی بناکر بیٹھ گئے۔ مطلب یہ کہ اون سے موتی لیکر اون لوگون کو دیکر اور ہوا مین معلق جا بیٹھے یہ اون کی کرامت ظاہر ہوئی۔

خوش مربع الخ۔ یعنی خوب چارزانو بیٹھے تھے جیسے کہ بادشاہ اپنے تخت پر اور وہ تو اوج کی اونچائی پر تھا اور کشتی آگے تھی۔ یعنی وہ کشتی کے اوپر چل رہے تھے اور کشتی نیچے جا رہی تھی۔

گفت الخ۔ یعنی فرمایا کہ یہ کشتی تمکو مبارک ہو اور حق تعالے مجھے تاکہ تمھارے ساتھ چور نہ ہو۔ مطلب یہ کہ فرمایا کہ بھائی مین تم سے الگ ہوگیا ہون تاکہ تمھارے ساتھ چور نہ رہے تمھین کشتی مبارک رہے مین ہمارا شد ہو جاؤنگا اور دیکھئے

تا گدا یا شد الخ۔ یعنی تاکہ کسکو خسارہ ہو اس فرق سے مین حق تعالے کے ساتھ اور خلق سے علیحدہ ہو کر خوش ہون اب دیکھین کون نقصان مین

سے نے مر الخ۔ یعنی نہ وہ مجھے تہمت چوری کی رکھے اور نہ وہ مجھے رسوا کرے جب اوس کی یہ حالت دیکھی اور اوسکی باتین سنین تو اہل کشتی بہت گھبرائے اور بولے کہ

بانگ کرد الخ۔ یعنی اہل کشتی نے آواز کی کہ اے بزرگ تجھے یہ عالی مقام کس وجہ سے ملا ہے۔ تو اس بزرگ نے بطریق استہزا کہا کہ

گفت الخ۔ یعنی اوسنے کہا کہ فقیر پر تہمت لگانے کی وجہ سے اور چیز حقیر کی وجہ سے حق آزاری کرنے سے مطلب یہ کہ جسطرح کہ تم ستاتے ہو چونکہ مین نے بھی اسیطرح فقیرونکو ستایا ہے۔ لہذا مجھے یہ مرتبہ نصیب ہوا یہ تو بطور استہزا کے کہا تھا چونکہ اس سے شبہ ہوتا تھا کہ شاید کوئی کم فہم اسی کو سبب اصلی سمجھ جاوے تو اس کا ازالہ فرماتے ہین کہ

حاش للہ الخ۔ یعنی حاش للہ بلکہ حضرات کی تعظیم کی وجہ سے کہ نہین تھا مین فقیرون پر بدگمان۔ مطلب یہ کہ مین نے جو کہا ہے کہ تہمت وغیرہ کی وجہ سے یہ مرتبہ ملا ہے تو حاش للہ نہین اس سے تھوڑا ہی ملا ہے بلکہ ان حضرات کی خدمت کرنے سے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے۔

آن فقیران الخ۔ یعنی وہ فقیر کہ جو لطیف اور خوش نفس ہین اور جنکی تعظیم کے لیے سورہ عبس آئی ہے یعنی اون حضرات کی خدمت کی ہے کہ جنکی وہ شان تھی کہ اونکی ذراسی دل آزاری سے حضور مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جیسے محبوب سے بازپرس ہوگئی۔ اور سورہ عبس نازل ہوئی۔

آن فقیری۔ یعنی وہ فقیر اس بیچا پیچ دنیاوی کے لیے نہین ہے بلکہ اس لیے کہ بجز حق کے اور کوئی نہین ہو مطلب یہ کہ وہ حضرات اس لیے نہین ہین کہ دنیا کے لیے فقیر نہین بلکہ وہ تو اس لیے ہین کہ درجہ فنا حاصل کرین۔

متہم چون یعنی اون حضرات کو مین متہم کس طرح کرون۔ کہ حق تعالے نے تو اونکو ساتون زمین کے خزانون کا امین بنایا ہے پھر اونکو کس طرح متہم کر سکتے ہین۔ فرماتے ہین کہ

متہم الخ۔ یعنی متہم تو نفس ہے نہ کہ عقل شریف اور متہم حس ہے نہ نور لطیف۔ مطلب یہ کہ تہمت تو ان حواس ظاہری پر ہی ہوا کرتی ہے کہ ان سے افعال سرزد ہوتے ہین تو تہمت لگتی ہے مگر عقل پر تو تہمت نہین لگ سکتی

آن فقیری بہر بیچا پیچ نیست + متہم چون دارم آنہا را کہ حق + متہم نفس است نے عقل شریف +

تو جب یہ حضرات ان حواس کے مقتضیات سے خارج ہوگئے ہین تو پھر ان پر تہمت کسطرح لگ سکتی ہو۔

نفس سوفسطائی الخ۔ یعنی نفس سوفسطائی ہے تو اوسکو خوب پیٹو کیونکہ اوسکو مارنا سزا وار ہے نہ دلیل کہنا۔ مطلب یہ کہ فسطائی جو فرقہ ہے وہ کہتا ہے کہ جسقدر اشیا ہین یہ سب خیال و وہم ہے اور حقیقۃً اشیا کچھ نہین ہو تو کتب کلامیہ مین لکھا ہے کہ ان سے دلائل وغیرہ سے بحث نہ کرے بلکہ انکو پکڑ کر پیٹے اور جب چلاوے تو کہے کہ مار تو ایک وہمی اور خیالی شے ہے پھر اس سے اسقدر کرب کیون ہے تم خیال کرو کہ چوٹ نہین لگتی تو جب یہ فرقہ مانتا ہے اسی طرح نفس کی بھی حالت ہے کہ اوس کے آگے اگر دلائل قائم کرو تو کبھی نہ مانے گا پس اسکا علاج سرزنش ہو کہ اسکو خوب پیٹا جاوے تب یہ درست ہوسکتا ہے آگے اس سوفسطائی کے انکار حقیقت کے کچھ نظائر فرماتے ہین کہ

معجزہ بیند الخ۔ یعنی معجزہ دیکھتا ہے تو اُس وقت تو منور ہو جاتا ہے بعد اوس کے کہتا ہے کہ وہ ایک خیال تھا یعنی جبکہ معجزہ کو ایک نئی بات دیکھتا ہے تو اوس کچھ نور اور سرور وغیرہ پیدا ہوتا ہے مگر پھر جب وہ حالت فرو ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ ایک خیال تھا اور کچھ بھی نہین اور کہتا ہو کہ ۔

درحقیقت الخ۔ یعنی اور اگر حقیقت ہوتا وہ عجیب شے کا دیکھنا تو رات دن آنکھ مین مقیم رہتا۔ مطلب یہ کہ کہتا ہو کہ یہ معجزہ ایک خیال تھا ورنہ اگر کوئی شے حقیقت مین ہوتی تو اوسکو بقا ہوتا اور اب بھی اوسیطرح ہماری نگاہ مین قائم ہوتی اور یہ اس لیے کہ معجزات اکثر تو وقتی ہی ہوتے ہین کہ جب طلب کئے گئے ظاہر ہوئے پھر ختم۔ جیسے کہ مثلاً شق القمر کہ جب طلب کیا گیا اس وقت دو ٹکڑے ہوگئے۔ مگر پھر مل گئے۔ تو سوفسطائی کہتے ہین کہ اگر حقیقت مین دو ٹکڑے ہوئے تھے تو وہ اسی طرح قائم رہتے۔ پھر ملجانے سے اور اصلی حالت پر ہوجانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وہم وخیال تھا کہ اس وقت ایسے معلوم ہوگیا پھر اصلی حالت پر عود کر آیا اس کا جواب مولانا فرماتے ہین کہ

آن مقیم الخ۔ یعنی وہ پاک لوگون کی آنکھ مین مقیم ہوتی ہے نہ کہ چشم حیوانی کے قرین ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ تمھارا کہنا کہ وہ اگر حقیقت ہوتی تو آنکھ مین اسی طرح مقیم رہتی بالکل صحیح بلکہ اصح ہے مگر جناب کیا آپ اپنی آنکھ مراد لیے ہوئے ہین اندھے چوندھے اگر کہو کہ ہان تب تو بے شک آپ ہی کا قول سچ ہو کہ خیال ہو مگر جناب یہ تو آنکھ اندھی ہے اسکا اعتبار ہی کیا ہو جو حضرات کہ پاک ہین اور جو کہ حواس باطنی سے ادراک کرتے ہین ان کے سامنے چونکہ حقائق اشیا منکشف ہوتی ہین اس لیے وہان اوسی طرح وہ معجزہ وغیرہ سب بحالہا قائم رہتا ہے۔ آگے اسکی وجہ فرماتے ہین کہ

کان عجب الخ۔ یعنی اس لیے کہ وہ عجب شئے اس حس سے عار اور ننگ رکھتی ہو۔ تو بھلا مور کنوین تنگ مین کب رہ سکتا ہو مطلب یہ کہ وہ تمھاری آنکھ مین جو قیام پذیر نہین ہوتین اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمھارے پاس آنے سے شرم رکھتی ہین اور اونکو عار آتی ہو کہ وہ تمھاری نگاہ مین مقیم رہین اور اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی کنوین تنگ وتاریک مین کوئی مور کو جو میدان کا رقص کرنے والا ہے بند کرنے لگے تو ظاہر ہے کہ اوسکا دل گھبراوے گا تو اسی طرح اس معجزہ وغیرہ کو تمھارے اس تنگ وتاریک قلب مین پریشانی ہوتی ہو۔ خوب سمجھ لو آگے فرماتے ہین کہ

تا نگوئی الخ۔ یعنی تم کہین مجھے بسیار گو نہ کہنے لگو تو مین سو مین سے ایک کہتا ہون اور وہ بھی بال کے برابر مطلب یہ کہ مین نے جو یہ اسرار وحقائق بیان کیے ہین ان سے تم یہ نہ سمجھے کہ مین بسیار گو ہون اس لیے کہ مین نے تو بہت ہی کم بیان کیا ہے۔ گویا کہ سو مین سے ایک حصہ تو پھر مین بسیار گو کہان ہون۔ آگے ایک حکایت لاتے ہین کہ

نفس سو[illegible]ئی آمد سرش + کش زدن سازد نہ حجت گفتنش +
معجزہ بیند فروزد آن زمان + بعد ازان گوید خیالے بود آن +
در حقیقت بود آن دید عجب + پس مقیم چشم بودے روز و شب +
آن مقیم چشم پاکان می بود + نے قرین چشم حیوان میشود +
کان عجب زین حس دارد عار و ننگ + کے بود طاؤس اندر چاہ تنگ +
تا نگوئی مر مرا بسیار گو + من ز صد یک گویم و آنہم چو مو +

ایک شیخ کے مریدون نے ایک مرید کی شکایت کی کہ یہ کھاتا اور سوتا اور بولتا بہت ہے۔ تو اُس شیخ نے کہا کہ بھائی ہر چیز اوسط سے کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ خیر الامور اوسطہا۔ تو مرید نے کہا کہ حضرت اوسط سب کا مختلف ہوتا ہے جو بہت بولتا ہو وہ کم کردے تو وہ اوسکا اوسط ہے اور جو کم بولتا ہو وہ اگر خاموش رہے تو وہ اوسکا اوسط ہے علی ہذا تو اسیطرح مولانا فرماتے ہین کہ وہ اسرار تو بہت ہین انہین اتنا بیان کردینا یہ اوسط ہی ہے اور یہ بسیار گوئی نہین ہے آگے اوس شیخ اور مرید کی حکایت کو بیان فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

صوفیان بر صوفئے شنعت زدند
پیش شیخ خانقاہے آمدند
شیخ را گفتند داد جان ما
تو ازین صوفی بجوائے پیشوا
گفت آخر چہ گلہ است اے صوفیان
گفت این صوفی سہ خو دارد گران
در سخن بسیار گو ہمچو جرس
در خورش افزون خورد از بست کس
ور بخسپد ہست چون اصحاب کہف
صوفیان کردند پیش شیخ زحف
شیخ رو آورد سوئے آن فقیر
کہ ز ہر حالیکہ ہست اوساط گیر
در خبر خیر الامور اوساطہا
نافع آمد ز اعتدال اخلاطہا
گر یکے خلطے فزون شد از عرض
در تن مردم پدید آید مرض
بر قرین خویش مفزا در صفت
کان فراق آرد یقین در عاقبت
نطق موسےٰ بود با اندازہ لیک
ہم فزون آمد ز گفت یار نیک
آن فزونی با خضر آمد شقاق
گفت رو تو مکثری ہذا فراق
موسیا بسیار گوئی دور شو
چند گوئی رو وصال آمد بسر
موسیا بسیار گوئی خیز ورو
ورنہ با من گنگ باش و کور شو
ورنہ رفتی در ستیزہ بشستۂ
تو بمعنی رفتۂ و بگسستۂ
چون حدث کردی تو ناگہ در نماز
گویدت سوئے طہارت رو بتاز
ورنہ رفتی خشک جنبان می شوی
خود نمازت رفت بنشین ای غوی
رو بر آنہا کہ ہم جفت تو اند
عاشقان و تشنۂ گفت تو اند
پاسبان بر خود نہا کان بر فزود
ماہیان را پاسبان حاجت نبود
جامہ پوشان را نظر بر گاذر است
جامہ عریان را تجلی زیور است
یا ز عریانان بیک سو باز رو
یا چو ایشان فارغ از تن جامہ شو
ورنہ میتانی کہ کل عریان شوی
جامہ کم کن تا رہ اوسط روی

چند صوفی ایک شیخ خانقاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور ایک صوفی کی برائی کی اور کہا کہ حضور آپ

ہماری جان غضب مین ڈال رکھی ہو آپ اس سے ہمارا انصاف کیجیے۔ آسنے کہا کہ آخر شکایت کیا ہو۔ اونھون نے
کہا کہ اس کے اندر تین خصلتین بہت ناگوار ہین اول یہ کہ باتین بہت کرتا ہے جیسے ٹال کہ ہر وقت بجتی رہتی ہو
دوسری یہ کہ بہن آدمیون سے زیادہ کھاتا ہو تیسرے یہ کہ جب سوتا ہے تو معلوم ہوتا ہو کہ اصحاب کہف مین سے
ہو غرض کہ صوفیون نے شیخ کے سامنے اوسکی خوب مخالفت کی شیخ اوس فقیر کیطرف متوجہ ہوا۔ اور کہا کہ بھائی
ہر حالت مین اعتدال اور توسط کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ حدیث مین خیر الامور اوسطہا وارد ہے۔ اور اخلاط بھی اوسی
وقت نافع ہوتی ہین جبکہ اون مین اعتدال ہو۔ اگر کسی عارض سے کسی خلط کا غلبہ ہو جاتا ہو تو آدمی کے
جسم مین مرض پیدا ہوجاتا ہو۔ پس تم کو اپنے مقارن اور مصاحب لوگون سے صفت مین بڑھنا نہ چاہیے۔ جس طرح
کہ ایک خلط دوسری خلط مقارن پر نہین بڑھتی۔ اس لئے کہ ایسا کرنے کا نتیجہ مفارقت ہوتا ہے دیکھو
موسے علیہ السلام کی گویائی فی نفسہ اندازہ کے مطابق تھی مگر حضرت خضر کی گفتگو سے زیادہ تھی۔ اس لیے وہ زیادتی
حضرت خضر کے ساتھ مخالفت کا سبب بن گئی۔ اونھون نے کہدیا کہ آپ بولتے بہت ہین میری اور آپ کی
بن نہین سکتی آپ تشریف لیجایئے۔ اے موسے آپ بسیار گو ہین مجھے چھوڑئیے بس اب کب تک گفتگو کیجیے گا۔
جایئے مدت وصال ختم ہوچکی۔ اے موسے آپ بہت بولتے ہین مجھسے علیحدہ ہوجایئے اگر مجھسے میل رکھنا
ہے تو آپ اپنے کو ایسا بنایئے جیسا کہ آپ نہ بول سکتے ہین۔ اور نہ دیکھ سکتے ہین کیونکہ آپ کی گفتگو کا منشا
نظر ہے پس جب دیکھ کر واقعہ کو دیکھکر آپ اپنے کو ایسا بنایئن گے جیسا کہ دیکھا ہی نہین تو اعتراض بھی نہ کرین
گے۔ اور جب اعتراض نہ کرینگے تو مثل گونگے کے ہون گے۔ خلاصہ یہ کہ خاموش رہیے اور اگر آپ بولتے
جایئنگے اور تشریف نہ لیجایئن گے تو آپ کا یہان رہنا حقیقۃ بے سود ہوگا۔ اور ایسا ہوگا جیسا کہ آپ کو مجھسے
کوئی تعلق ہی نہین لہذا آپ وہین تشریف لیجایئے جہان آپ کے میل کے لوگ ہین اور جو آپ کی گفتگو کے شایق
اور قدردان ہین۔ آگے مولانا حضرت خضر کے اس ارشاد کی وجہ بتلاتے ہین۔ در نرفتی وز ستیزہ نشستۂ الخ
حاصل وجہ یہ ہے کہ قاعدہ ہے کہ اذا فات الشرط فات المشروط اور افادہ و استفادہ کے لیے صحبت کافی
نہین بلکہ اس کے لیے مناسبت شرط ہے اور جب مناسبت نہ ہوگی بلکہ مخالفت ہوگی تو افادہ و استفادہ نہین ہوسکتا
اس لیے کہ شرط مفقود ہے پس صحبت بے سود ہے۔ نماز کے لیے وضو شرط ہے لیکن جب نماز کے اندر حدث ہوجائے
تو کہا جاوے گا کہ جاؤ وضو کرو اگر وضو نہ کروگے اور نماز جاری رکھوگے تو نماز نہ ہوگی بلکہ حرکات لایعنی ہون گے
لہذا جب نماز نہوئی تو بیٹھ جانا چاہیے حرکات لایعنی سے کیا نتیجہ پس یونہی جب مقصود صحبت افادہ و
استفادہ بوجہ فقدان شرط کے ممکن نہو۔ تو الگ ہوجانا چاہیے صحبت مین رہنے سے۔ پہرا دینا تو مقصود
نہین کیونکہ پاسبانکا اضافہ سونے والون پر ہوتا ہے۔ مچھلیون کو پہرہ والے کی ضرورت نہین خلاصہ یہ کہ میل
کے لیے مناسبت کی ضرورت ہے۔ مثلاً جو کپڑے پہنتے ہین وہی دھوبی پر نظر رکھتے ہین۔ اور جو ننگے مین لباس
دنیا ہے اذکار زیور تجلی حق سبحانہ ہے پس دو صورتین ہین انمین سے جو صورت منظور ہو اوسکو اختیار کر لیا
جاوے۔ یا تو ننگون سے الگ ہوجانا چاہیے۔ یا خود بھی انکے ساتھ ننگا ہوجانا چاہیے۔ اور بالکل ننگا نہ ہوسکے
تو کپڑے کم ہی کر دیتے چاہیئن۔ تاکہ توسط کی حالت پیدا ہوجاوے۔ الحاصل اگر مناسبت پیدا نہین کرسکتے

الگ ہو جاؤ۔ اور اگر مناسبت پیدا کر سکتے ہو۔ پوری یا کسیقدر تو مناسبت پیدا کرو۔

شیخ کے سامنے صوفیون کا طعن اوس صوفی پر جو کہ بسیار گو تھا

شرح شبیری۔ صوفیان الخ۔ صوفیون نے ایک صوفی پر طعن کیا اور خانقاہ کے شیخ کے آگے آئے۔
شیخ را گفتند الخ۔ یعنی سب نے شیخ سے کہا کہ اے ہمارے پیشوا آپ اس سے ہمارا انصاف کر دیجئے۔
گفت الخ۔ یعنی شیخ نے کہا کہ اے صوفیو آخر کیا شکایت ہے تو اس طاعن نے کہا کہ یہ صوفی تین خصلتین بڑی گران رکھتا ہے
در سخن الخ۔ یعنی بات کرنے مین تو گھنٹہ کی طرح بسیار گو ہے اور کھانے مین بیس آدمیون سے زیادہ کھا جاوے۔
ور بخسپد الخ۔ یعنی اور اگر سوتا ہے تو اصحاب کہف کی طرح سوتا ہے صوفیون نے شیخ کے ساتھ اوس کو سبک کیا۔ مطلب یہ کہ سب نے کہا یہ سوتا اور کھاتا اور بولتا بہت ہے اس لیے سب کو پریشانی ہوتی ہے لہذا اسکو منع کیا جاوے
شیخ رو الخ۔ یعنی شیخ نے اوس فقیر کیطرف توجہ کی کہ میان جو چیز بھی ہو اوسمین سے اوسط کو لے لو۔ افراط تفریط ٹھیک نہین ہے
در خبر الخ۔ یعنی حدیث مین خیر الامور اوسطہا ہے اور (افراط تفریط) اعتدال اخلاط کو مانع ہے۔ لہذا چاہیئے کہ اوسط ہی پر رہے۔
گر یکے الخ۔ یعنی اگر ایک خلط کسی عارض سے زیادہ ہو جاوے تو آدمی کے بدن مین مرض پیدا ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ جسطرح کہ اخلاط ظاہری افراط و تفریط سے امراض پیدا ہوتے ہین اسی طرح حواس باطنی مین بھی افراط و تفریط سے امراض پیدا ہوتے ہین لہذا یاد رکھو کہ افراط و تفریط سے ہمیشہ پرہیز کرو۔
بر قرین الخ۔ یعنی اپنے ساتھی پر صفت مین زیادتی مت کرو۔ اس لیے کہ یہ انجام کار فراق لاتا ہے صفت سے مراد یہ صفت کلام وغیرہ یعنی ان صفات مین اوس سے مت بڑھو۔ جتنا وہ ہو اسی قدر تم بھی رکھو ورنہ اسکا انجام جدائی ہے آگے اس افراط سے فراق کی ایک نظیر پیش فرماتے ہین کہ۔
نطق موسے الخ۔ یعنی موسے علیہ السلام کی گفتگو اندازہ سے ہی تھی مگر اون یار نیک کے کہنے سے زیادہ ہی تھی۔ سبحان اللہ مولانا نے مصرعہ اول مین ادب موسے علیہ السلام کا کسقدر ملحوظ رکھا ہے۔ اگر ویسے ہی فرما دیتے تو گویا موسے علیہ السلام بسیار گو ہوتے اب فرماتے ہین کہ وہ اگرچہ اندازہ مناسب سے بول رہے تھے مگر پھر بھی خضر علیہ السلام کی حالت سے وہ بھی زیادہ تھا۔
آن فزونی الخ۔ یعنی وہ زیادتی خضر علیہ السلام کو شاق ہوئی تو اونھون نے کہدیا کہ اے موسے تم بہت بولنے والے ہو لہذا اب فراق ہے اور یہ کہا حسکی روایت بالمعنی یہ ہے کہ۔
موسیا الخ۔ یعنی اے موسے تم بسیار گو ہو لہذا جاؤ اور کب بولوگے وصل تو ختم ہو گیا۔
موسیا الخ۔ یعنی اے موسے تم بسیار گو ہو تو الگ ہو جاؤ ورنہ میرے ساتھ گونگے بنکر رہو۔ اگر کوئی منکر دیکھو اور سنو تو بولو ہی مت گویا کہ تمنے نہ دیکھا نہ سنا۔
ورنہ الخ۔ یعنی اور اگر تم نہ گئے اور ضد کی وجہ سے بیٹھے ہی رہے تو معنی تو چلے گئے ہو اور قطع تعلق کر چکے ہو۔ مطلب یہ کہ اگر ظاہر مین تم نہ گئے اور یہین ٹھہرے رہے تو کیا ہے دل سے فراق ہو چکا ہے تم نہ جاؤگے

بر قرین خویش مفزا در صفت + کان فراق آرد یقین در عاقبت
نطق موسے بود بر اندازہ نیک + ہم فزون آمد ز گفت یار نیک
آن فزونی با خضر آمد شقاق + گفت رو تو مکثری ہذا فراق
موسیا بسیار گوئی دور شو + ور نہ با من گنگ باش و کور شو
ور نرفتی وز ستیزہ شستہ + تو بمعنی رفتہ و بگسستہ

ہم چین دینگے اور پھر فیض تو نہین ہوسکتا اسی طرح اگر شیخ ناراض ہو تو اگرچہ قرب ظاہری ہو مگر پھر بھی دل سے تو دوری ہو لہذا گویا کہ دور ہی ہو نہ فیض حاصل نہین ہوسکتا۔ خوب سمجھ لو اور فرماتے ہین کہ۔

رو برآنہا الخ۔ یعنی اون کے پاس جاؤ جو کہ تمھارے ساتھی ہین اور تمھاری گفتگو کے عاشق اور پیاسے ہین مطلب یہ کہ شیخ کے سامنے یا اپنے برابر والون کے سامنے بولنا بے ادبی ہے ہان جو کہ تمھاری گفتگو کے طالب ہین اون کے پاس جاؤ مگر یہان مت بولو آگے اس بظاہر پاس رہنے اور دل سے دور ہونے کی مثال ہے کہ۔

چون الخ۔ یعنی اگر تمکو نماز مین اتفاقاً حدث ہوگیا تو وہ نماز بزبان حال تم سے کہہ رہی ہے کہ پاکی کی طرف دوڑو۔ یعنی وضو کرو گویا کہ وہ نماز یہ کہہ رہی ہے۔

ورنہ رفتی الخ۔ یعنی اور اگر تو نہ گیا تو سوکھا ہلتا رہیگا اس لیے کہ خود تیری نماز چلی گئی اسے سرکش مطلب یہ کہ اگر تم نہ بھی گئے اور وضو نہ کیا تو کیا ہوا نماز چلی جاوے گی اسیطرح جبکہ شیخ ناراض ہے تو اگر تم نہ گئے تو وہ تو جاچکا اور تم سے قطع تعلق کرچکا ہے۔ آگے اور مثال ہے کہ۔

پاسبان الخ۔ یعنی پاسبان نے سونے والون پر احسان زیادہ کیا۔ مگر مچھلیون کو پاسبان کی کیا حاجت ہے اسیطرح جن لوگون کو اس تلقین و تربیت کی حاجت ہو اون کے سامنے تو اس قسم کی باتین کرنا مناسب ہین مگر جہان ضرورت نہو وہان کہان مناسب ہے کہ ایسی باتین کیجادین۔

جامہ پوشان الخ۔ یعنی کپڑے پہننے والون کی نظر دھوبی پر ہے اور جو جامہ عریان ہے اوسکا زیور تجلی ہے مطلب یہ کہ جو کہ اس دنیا کے تعلقات مین پھنسے ہوئے ہین وہ تو محتاج ہین کہ کوئی اونکے قلب کی صفائی کرے اور جو ان سے خارج ہین اون کے لیے تو انوار خداہی زیور رہین اور وہ اوسمین مگن ہین۔

یا زعریانان الخ۔ یعنی یا تو برہنہ لوگون سے ایک طرف ہوکر چلو اور یا اون کی طرح تم بھی جامہ تن سے فارغ ہوجاؤ۔ اور سب تعلقات دنیویہ کو ترک کردو اور یا اونکی یاسمت بھٹلوفہ یاکن یاپلیبا ان دوستی + یا بناکن خانہ بر انداز پیل۔

ور نمی تانی کہ الخ یعنی اگر تم بالکل عریان نہین ہوسکتے تو کپڑے کم کردو۔ تاکہ راہ اوسط پر چلنے لگو مطلب یہ کہ اگر تعلقات دنیویہ کو بالکل نہین ترک کرسکتے تو خیر کم ہی کردو۔ اسمین افراط و تفریط سے بچکر رہ وسط پر آجاؤ کہ خیر الامور اوسطہا ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آگے اس مرید نے جو جواب شیخ کو دیا اوسکو بیان فرماتے ہین

شرح حبیبی

پس فقیر آن شیخ را احوال گفت ۔ عذر را با آن غرامت کرد جفت

هر سوال شیخ را داد او جواب ۔ چون جوابات خضر خوب و صواب

آن جوابات و سوالات کلیم ۔ کش خضر بنمود از رب علیم

گشت مشکلهاش حل و افزون زیاد ۔ از پی هر مشکلش مفتاح داد

از خضر درویش هم میراث داشت ۔ در جواب شیخ همت بر گماشت

گفت راه اوسط ارچه حکمت است ۔ لیک اوسط نیز هم بانسبت است

آب جو نسبت باشتر هست کم ٭ لیک باشد موش را آن همچو یم
هر کرا باشد وظیفه چار نان ٭ دو خورد یا سه خورد هست اوسط آن
ور خورد هر چار دور از اوسط است ٭ او اسیر حرص مانند بط است
هر که او را اشتها ده نان بود ٭ شش خورد میدان که اوسط آن بود
چون مرا پنجاه نان هست اشتهی ٭ مر ترا شش گرده هم دستیم نے
تو بده رکعت نماز آیی ملول ٭ من بپانصد در نیایم در نحول
آن یکے تا کعبه حافی میرود ٭ وین یکے تا مسجد از خود میشود
آن یکے در پاکبازی جان بداد ٭ وان دگر جان کند تا یک نان بداد
این وسط در با نهایت میرود ٭ که مر او را اول و آخر بود
اول و آخر بباید تا در آن ٭ در تصور گنجد اوسط یا میان
بے نهایت چون ندارد دو طرف ٭ کے بود او را میانه منصرف
اول و آخرش نشانش کس نداد ٭ گفت لو کان له البحر المداد
هفت دریا گر شود کلی مدید ٭ نیست مر پایان شدن را هیچ امید
باغ و بیشه گر بود یکسر قلم ٭ زین سخن هرگز نگردد هیچ کم
آن همه حبر و قلم فانی شود ٭ وین حدیث بے عدد باقی بود
حالت من خواب را ماند گہی ٭ خواب پندارد مر اورا گمرہے
چشم من خفته دلم بیدار دان ٭ شکل بیکار مرا بر کار دان
گفت پیغمبر که عینای تنام ٭ لا ینام القلب عن رب الانام
گفت پیغمبر نخسپد چشم من ٭ لیک کے خسپد دلم اندر وسن
چشم تو بیدار و دل رفته بخواب ٭ چشم من خفته دلم در فتح باب
مر دلم را پنج حس دیگر است ٭ حس دل را هر دو عالم منظر است

جب شیخ نصیحت فرما چکے تو اس فقیر نے حالت بیان کی اور اس الزام کے ساتھ عذر کو ملایا۔ اور شیخ کے ہر سوال کا جواب ایسا نفیس اور عمدہ دیا جیسا جواب خضر تھا جواب خضر سے وہ جوابات مراد ہیں جو انھوں نے حق سبحانہ کی طرف سے موسی علیہ السلام کے سوالات پر دیے تھے اور جن سے خوب اچھی طرح ان کی مشکلیں حل ہو گئی تھیں اور جنکو ظاہر کرکے حضرت خضر نے حضرت موسے علیہ السلام کو ہر مشکل کی کنجی عطا کر دی تھی اس فقیر کو بھی حضرت خضر علیہ السلام کی یہ میراث عطا ہوئی تھی۔ اس لیے وہ شیخ کے جواب پر کمربستہ ہوا۔ اور کہا کہ یہ مسلم ہے کہ میانہ روی ایک معقول بات ہے لیکن اوسط کوئی معین مخصوص شے نہیں بلکہ وہ ایک امر نسبی و اضافی ہے جسکی تعیین طرفین سے ہو سکتی ہے اور چونکہ اطراف مختلفہ ہیں لہذا اوساط بھی مختلف ہوں گے مثلاً ندی کا پانی اونٹ کے لیے اوسط ہے لیکن چوہے کے لیے سمندر۔ علی ہذا جسکی خوراک چار روٹیوں کی ہو تو اوس کے لیے دو تین اوسط ہیں یہ شخص اگر چار دن

کھانے کا تو کہا جاوے گا کہ وہ بط کی طرح حریص ہے لیکن جسکی بھوک دس روٹیون کی ہو اگر وہ چھ بھی کھاے تب بھی اوس کے لیے اوسط ہی جب یہ مقدمہ ممہد ہو گیا تو اب مین کہتا ہون کہ فرض کرو کہ میری خوراک تو پچاس روٹیان ہین اور آپکی چھ مین تو کیا ہم دونون برابر ہین ہرگز نہین نیز فرض کرو کہ آپ تو دس رکعتون سے گھبرا جاتے ہین اور مین پانسو سے بھی نہین تھکتا پھر ہم دونون یکسان کیونکر ہو سکتے ہین - علی ہذا ایک شخص پیدل خانہ کعبہ جاتا ہی دوسرا مسجد تک جا کر حواس باختہ ہو جاتا ہی ایک شخص پاکبازی مین جان تک دیدیتا ہے - ایک شخص مرکھپ کر ایک روٹی دیتا ہے بھلا یہ دونون برابر کیسے ہو سکتے ہین اور انکا اوسط برابر کیونکر نکل سکتا ہے - یہ جواب تو کھانے کے متعلق تھا اب مین کلام کے متعلق کہتا ہون - کہ مین اس مین اوسط کا لحاظ رکھ ہی نہین سکتا - کیونکہ یہان اوسط ہی نہین نکل سکتا - اوسط اشیاء متناہیہ مین نکلتا ہی جس کے لئے ابتدا و انتہا ہو کیونکہ اوسط کے متحقق ہونے کے لیے ضرورت ہی کہ اول و آخر متحقق ہون اور جو غیر متناہی ہے اس لئے دو طرفین ہی نہین رکھتا - اوسکے لیے اوسط کیونکر نکل سکتا ہی - جو مرجح بن سکے اور حق سبحانہ کے اوصاف کے اول و آخر کا پتا نہین تبلا سکتا کیونکہ حق سبحانہ خود فرماتے ہین قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و لو جئنا بمثلہ مددا - یعنی اگر ساتون سمندر سب کے سب سیاہی بنجائین تب بھی اوس کے اوصاف کے ختم ہونے کی کوئی امید نہین " نیز فرماتے ہین کہ جنگل کے تمام باغ بالکل قلم بنجائین تو اس گفتگو مین کمی نہین آسکتی - یہ سیاہی اور یہ قلم سب فنا ہو جاینگے لیکن یہ بے نہایت گفتگو ہنوز باقی ہوگی جب کثرت کلام کا جواب بھی ہو گیا تو اب مین سونے کا جواب دیتا ہون - بات یہ ہی کہ کبھی مجھپر ایک حالت طاری ہوتی ہے اور وہ سونے کے مشابہ ہوتی ہے لیکن واقع مین نیند نہین ہوتی - اوسکو ناواقف نیند سمجھ لیتا ہے پس آنکھ کو جو بظاہر سوتی معلوم ہوتی ہے حقیقت مین بیدار سمجھنا چاہیے اور بیکاری کی شکل کو مشغولی کار سمجھنا چاہئے اس کی تائید حدیث سے بھی ہوتی ہی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ میری آنکھین سوتی ہین لیکن دل حق سبحانہ سے غافل نہین ہوتا مگر میری حالت مین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت مین فرق یہ ہی کہ وہان نوم حقیقی مین یہ حالت ہوتی ہے اور یہان نوم صوری مین پس اے معترض تو مجھپر کثرت نوم سے کیا اعتراض کرتا ہی تو خود اس بلا مین مبتلا ہے کیونکہ تو تیری آنکھ جاگتی ہے مگر دل سوتا ہے اور میری آنکھ ظاہر اسوتی ہے مگر میرے دل کا دروازہ کھلا ہوا ہے جس سے مین مشاہدہ حق سبحانہ اور تلقی فیوض مین مصروف ہون - کیونکہ علاوہ حس ظاہر کے ہمارے لیے پانچ حواس اور بھی ہین جنکا تعلق قلب سے ہی جب میرے حواس ظاہری تجھے معطل نظر آتے ہین تو مین اون حواس سے کام لیتا ہون معترض کہ میرے حواس ہر دو عالم کا نظارہ کرتے ہین حواس ظاہر عالم ناسوت اور حواس باطنہ عالم غیب کا اور تیرے لیے صرف وہی حواس ہین جنسے تو عالم ناسوت کا نظارہ کرتا ہے -

اس فقیر کا شیخ خانقاہ سے اپنا عذر بیان کرنا

شرح شبیری ... الخ - یعنی پس فقیر نے شیخ سے احوال کہا اور عذر کو اوس بازپرس سے ملا دیا معزامت کے معنی لغوی تاوان کے ہین مگر بازپرس کو غرامت اسلیے کہا کہ تاوان مین بھی ایک بازپرس و رمؤنت ہوتی ہی مطلب یہ کہ اونکی بازپرس پر عذر بیان

کر دیا جس کا تفصیلاً ذکر آگے آتا ہے۔

ہر سوال الخ یعنی شیخ نے ہر سوال کا جواب خضر علیہ السلام کی طرح اچھا اور ٹھیک دیا۔ چونکہ اوپر بھی خضر اور موسےٰ سے تشبیہ دے چکے ہین اوسی بنا پر یہان بھی کہدیا۔

آن جوابات الخ۔ یعنی وہ سوالات کلیم علیہ السلام کے جواب جنھین کہ موسے علیہ السلام کو خضر علیہ السلام نے رب علیم سے دکھلائے مطلب یہ کہ یہ جوابات مرید جو مشابہ جواب خضر کے تھے تو اون اجوبہ کے جنکو حق تعالے نے الہام سے حضرت خضر نے موسے علیہ السلام کو بتائے تھے۔ اور اونکا اثر یہ ہوا کہ۔

گشت مشکلہاش الخ۔ یعنی اوسکی مشکلین بالکل حل ہوگئین اور اونکو ہر مشکل کے لیے ایک کنجی دی کہ جس سے وہ ساری مشکلین حل ہوگئین اور وہ کنجیان جوابات شافی ہین آگے مولانا فرماتے ہین کہ۔

از خضر الخ۔ یعنی خضر علیہ السلام سے اس درویش نے بھی میراث پائی تھی تو شیخ کے جواب دینے مین ہمت کو مقرر کیا۔ یعنی ہمت سے کام لیا اور خوب درست اور شافی جوابات دئے گئے اوس فقیر کے عذر کی تفصیل فرماتے ہین کہ۔

گفت الخ۔ یعنی فقیر نے کہا کہ اوسط اگرچہ حکمت ہے لیکن اوسط بھی نسبت سے ہے مطلب یہ کہ یہ تو درست ہے کہ اوسط اچھی چیز ہے مگر اوسط تو مختلف ہوتا ہے یہ تو ایک امر نسبی ہے پھر جب ہر شخص کا اوسط الگ ہے تو کیا خبر کہ میرے سارے کام اوسط ہوتے ہون اور تم کو زیادہ معلوم ہوتے ہون۔ آگے فرق بین الاشیاء بتاتے ہین کہ ایک ہی شئے ایک کے لیے تو کم اور دوسرے کو زیادہ۔

آب جو نسبت الخ۔ یعنی ندی کا پانی اونٹ کی نسبت تو کم ہے لیکن چوہے کے لیے سمندر کے برابر ہے۔

ہر کرا باشد الخ۔ یعنی جسکی خوراک کہ چار روٹی ہو وہ دو یا تین کھائے تو یہ اوس کا اوسط ہے۔

ور خورد الخ۔ یعنی اور اگر وہ چارون کھائے تو اوسط سے دور ہے اور یہ شخص لیط کیطرح اسیر حرص ہے چونکہ لیط دن بھر کچھ نہ کچھ کھاتی ہی رہتی ہے لہذا اوس سے تشبیہ دے دی۔

ہر کرا اورا الخ۔ یعنی اور جسکی خوراک دس روٹی کی ہو وہ چھ کھا دے تو جانو کہ اوسکا اوسط ہے۔

چون مرا الخ۔ یعنی اور جبکہ میری بھوک پچاس روٹی کی ہے اور تیری چھ روٹی کی تو کیا دونون برابر ہین ہرگز نہین بات یہ ہے کہ یہ گفتگو ہو تو رہی ہے شیخ کے سامنے مگر مخاطب اس صوفی کو وہ معترض ہی ہے۔ تو سر تراشش گرد د اور دوسرے خطابات ہین اوسی کو مخاطب کہا جاوے تو مناسب ہے مطلب یہ ہو گیا کہ تو جو اپنے اوسط پر مجھے قیاس کر رہا ہے تو مین پچاس کھاؤن اور تو پانچ تو بھلا میرا تیرا اوسط برابر کسطرح ہوگا۔ میرا اور ہوگا اور تیرا اور ہوگا۔

تو بدہ رکعت الخ۔ یعنی تو تو دس ہی رکعت نماز مین ملول ہو جاتا ہے اور مین پانسو مین بھی ضعیف نہین ہوتا مطلب یہ کہ جسطرح میرا تیرا کھانا برابر نہین ہے اسی طرح کام بھی برابر نہین ہے جیسا مین کھاتا ہون ویسا ہی کام بھی تو کرتا ہون پھر برابر کیسے ہوئے آگے مثالیں ہین کہ۔

آن یکے الخ۔ یعنی ایک تو کعبہ تک برہنہ پا جاتا ہے۔ اور یہ ایک حد تک ہی آپے سے جاتا رہتا ہے۔ تو دونون کب برابر ہوئے

آن یکے الخ۔ یعنی اوس ایک نے تو پاکبازی مین جان دیدی۔ اور دوسرے نے جان کنی کرکے ایک روٹی دی تو بھلا جبکہ یہ برابر نہین ہین تو میرا تیرا کام اور میرا تیرا اوسط خوراک کس طرح برابر ہو سکتا ہے۔ جتنا کھاتے ہین اسیقدر

کام ہی تو کر لیتے ہین یہ جواب تو بسیار خوری کے متعلق تھا آگے بسیار گوئی کے متعلق جواب ہے کہ۔

این وسط الخ - یعنی یہ وسط تو نہایت والے مین چلتا ہو کہ جس کے اول و آخر ہو مطلب یہ کہ جو اشیا کہ متناہی ہین اون مین تو چونکہ ابتدا اور انتہا معلوم ہے لہٰذا وسط نکل سکتا ہے مگر جو شے کہ لا تقف عند حد ہو اوس کی ابتدا تو بے شک ہے مگر انتہا ہے ہی نہین لہٰذا اوسکا وسط کیسے نکل سکتا ہے۔

اول و آخر الخ - یعنی اول و آخر چاہیے تاکہ اوسکی بابت تصور مین وسط یا درمیان سما سکے یعنی جہان کہین کہ اول و آخر ہے وہان وسط بھی تصور کر سکتے ہین لیکن۔

بے نہایت الخ - یعنی بے نہایت جبکہ دو طرف رکھتا ہی نہین تو اوس کے وسط منصرف (عن الافراط والتفریط) کب ہو سکتا ہے مطلب یہ کہ جو شئے کہ ایسی ہو کہ لا تقف عند حد تو اوسکی ایک طرف تو ہے - مگر دو طرف نہین ہین کہ جنکے ذریعہ سے وسط متصور ہو سکے لہٰذا اوس مین وسط اور درمیان نکل ہی نہین سکتا - تو چونکہ میری گفتگو اوس ذات کے اسرار مین ہے کہ جو بے نہایت ہے اور اوس کے اسرار و حقایق بھی لا تقف عند حد ہین تو پھر میری گفتگو کا وسط کسطرح نکل سکتا ہے مین تو جسقدر بھی بیان کرونگا آگے اوس سے بہت زیادہ ہوگا اور اوس کے سامنے یہ کم ہوگا پھر وسط کہان نکلا

اول و آخر الخ - یعنی اون اسرار کے اول و آخر کا نشان کسی نے نہین دیا - اور (اسی کے بارہ مین) ارشاد ہو کہ لو کان البحر مدادا لکلمات ربی الخ یعنی قرآن شریف مین ہو - کہ اگر سمندر روشنائی بنجاوے - تب بھی کلمات حق تعالے ختم نہ ہون تو دیکھو جب وہ اسقدر ہین تو پھر مین جسقدر بھی بیان کرونگا وہ تو کم ہی ہونگے اونکی تو یہ حالت ہے کہ

ہفت دریا الخ - یعنی سات دریا اگر سارے روشنائی بنجاوین تو بھی ختم ہونے کی کوئی امید نہین ہو۔

باغ و بیشہ الخ - یعنی باغ اور جنگل اگر سارے قلم ہوجاوین تب بھی ان کلمات مین سے ہرگز کچھ بھی کم نہون جیسا کہ ارشاد ہو ولو ان ما فی الارض من شجرة اقلام والبحر یمده سبعة ابحر الخ کہ اگر سارے درخت قلم اور ساتون دریا روشنائی بنجاوین تب بھی کلمات حق ختم نہون - تو جب یہ حالت ہے پھر مین اونمین جسقدر بھی گفتگو کرون وہ تو کم ہی ہوگی

این ہمہ الخ - یعنی یہ ساری - روشنائی اور قلم فانی ہوجاوین اور وہ حدیث بے عدد باقی ہو پھر میرا کلام اس کے بارہ مین کس طرح زیادہ ہو سکتا ہو - اور اوسکا وسط کسطرح نکل سکتا ہو یہ جواب بسیار گوئی کا ہوگیا آگے بسیار خوابی کا جواب دیتے ہین

حالت الخ - یعنی میری حالت کبھی خواب کے مشابہ ہوتی ہو تو اوسکو بیخبر آدمی خواب سمجھتا ہو مگر میری یہ حالت ہوتی ہو کہ

چشم من الخ - یعنی میری آنکھ کو سوتے ہوئے اور میرے دل کو بیدار جانو اور بیکار کی شکل مین مجھے کام پہ سمجھو مطلب یہ کہ اگرچہ میری آنکھ بظاہر سوتی ہے مگر میرا دل بیدار رہتا ہے اور وہ حالت استغراق ہو کہ اوسمین انصاف بالکل بیکار معلوم ہوتا ہو مگر وہ عالم ارواح کی سیر مین ہوتا ہو آگے اس چشم خوابی اور دل بیداری کی نظیر لاتے ہین۔

گفت پیغمبر الخ - یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میری آنکھین سو جاتی ہین مگر میرا قلب حق تعالے سے نہین سوتا یعنی اوس طرف سے توجہ ختم نہین ہو اور اسی لیے حضور کی نوم مثل اونگھ کے تھی کہ اوس سے آپ کی وضوء نہ ٹوٹتی تھی جیسے اونگھ مین انسان ہوشیار ہوتا ہو مگر باتین وغیرہ سن نہین سکتا اسیطرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بھی تھی۔

گفت الخ - یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھ تو سو جاتی ہے لیکن میرا دل اونگھ لین کب سوتا ہے تو جسطرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بھی کہ اس عالم سے تو بیخبر مگر اودھر کی ساری خبر اسیطرح اوسکا

اثر ہم میں بھی آگیا ہے اور ہماری بھی یہی حالت ہو گئی ہے۔

چشم تو الخ۔ یعنی (اے مخاطب) تیری تو چشم ظاہری بیدار رہتی ہے مگر دل سوتا ہے اور میری چشم ظاہری سو جاتی ہے مگر میرا دل فتح باب (غیب) میں مشغول ہوتا ہے۔ اس لیے کہ حالت استغراق میں اس طرف کی تو خبر رہتی نہیں لہذا ادھر سے تو مثل نائم کے اور عالم غیب کی طرف سے بیدار۔ مسئلہ اگر حالت وجد میں کھڑے یا بیٹھے سے بیہوش ہو کر گر پڑے تو اوسکی وضو جاتی رہتی ہے اس لیے کہ اوسکا حکم بالکل مثل نوم کے ہے جو حالت نوم کہ ناقض وضو ہے وہی حالت اس کی بھی ناقض ہے آگے کہتے ہیں کہ

مر دلم را الخ۔ یعنی میرے دل کے لیے پانچ حواس اور ہیں اور حس اور دل کے دونوں عالم منظر ہیں حس کا تو منظر عالم ناسوت ہے اور دل کا منظر عالم ملکوت ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ان حواس کے علاوہ میرے پانچ ہی حواس اور ہیں جنکا کئی مرتبہ ذکر ہو چکا ہے، اون کے ذریعہ سے میرے ان حواس کے سونے کے باوجود بھی مجھے بیداری رہتی ہے

شرح حبیبی

تو ز ضعف خود مکن در من نگاه
بر تو شب بر من همان شب چاشتگاه

بر تو زندان بر من آن زندان چو باغ
عین مشغولی مرا گشته فراغ

پای تو در گل مرا گل گشته گل
مر ترا ماتم مرا سور و دهل

در زمینم با تو ساکن در محل
می دوم بر چرخ هفتم چون زحل

همنشینت من نیم سایهٔ منست
برتر از اندیشها پایهٔ منست

زانکه من ز اندیشها بگذشته ام
خارج اندیشه پویان گشته ام

حاکم اندیشه ام محکوم نے
زانکه بنا حاکم آمد بر بنے

جمله خلقان سخرهٔ اندیشه اند
زان سبب خسته دل و غم پیشه اند

قاصدا خود را باندیشه دهم
چون بخواهم از میانشان بر جهم

من چو مرغ اوجم اندیشه مگس
کے بود بر من مگس را دسترس

قاصدا زیر آیم از اوج بلند
تا شکسته پایگان بر من تنند

چون ملالم گیرد از سفلی صفات
بر پرم همچون طیور الصافات

پر من رسته است هم از ذات خویش
بر نچفسانم دو پر من با سریش

جعفر طیار را پر جاریه است
جعفر طرار را پر عاریه است

نزد آنکه لم یذق دعوی ست این
نزد سکان افق معنی ست این

لاف و دعوی باشد این پیش غراب
دیگ تی و پر یکی پیش ذباب

چونکه در تو می شود لقمه گهر
تن مزن چندانکه بتوانی بخور

شیخ روزی بهر دفع سوء ظن
در لگن قی کرد پر در شد لگن

گوہر معقول را محسوس کرد ۔۔۔ پیر بینا بہر کم عقلی مرد
چونکہ در معدہ شود پاکت پلید ۔۔۔ قفل نہ بر حلق و پنہان کن کلید
ہر کہ در وے لقمہ شد نور جلال ۔۔۔ ہر چہ خواہد گو بخور او را حلال

پس اپنے ضعف اور کمزوری کی عینک سے مجھے مت دیکھ اور اپنے اوپر مجھے قیاس مت کر کیونکہ جس حالت مین تجھے کچھ نظر نہین آتا اور اس لیے وہ حالت تیرے لیے بمنزلہ رات کے ہوتی ہے یعنی آنکھ بند کرنے کی حالت۔ اس حالت مین مین سب کچھ دیکھتا ہون اور میرے لیے وہ حالت بمنزلہ دوپہر کے ہوتی ہے اور جو حالت تیرے لیے بمنزلہ جیلخانہ کے ہوتی ہے وہ میرے لیے بمنزلہ باغ کے ہوتی ہے یعنی جب تو کسی حالت ناگوار مین مبتلا ہوتا ہے تو تو اس سے پریشان ہوتا ہے اور جب مین مبتلا ہوتا ہون تو مین اسمین بھی خوش ہوتا ہون کہ میری نظر مبدا پر ہوتی ہے۔ نیز مین اگر کسی بظاہر دنیاوی کام مین بھی مصروف ہوتا ہون تو اسوقت بھی مین اس سے فارغ ہوتا ہون کیونکہ دل اس مین نہین ہوتا برخلاف تیرے کہ تیرے لیے وہ مشغولیت ہی مشغولیت ہوتی ہے پس جب تو کسی مصیبت وغیرہ کی دلدل مین پھنس جاوے تو وہ تیرے لیے دلدل ہوگی لیکن اگر مین اسمین پھنسون تو میرے لیے پھول ہوگی اور مین اس سے بھی لذت حاصل کرونگا اور جو تیرے لیے سوگ کا سبب ہو وہ میرے لیے خوشی کا سامان ہے کیونکہ وہ بھی محبوب ہی کیطرف سے ہوتا ہے اور ہر چہ از دوست میرسد نیکوست گو مین زمین پر ایک مقام مین تیرے ساتھ رہتا ہون لیکن میری روحانی رفتار افلاک ہفتم پر ہے جیسے کہ زحل کی رفتار ظاہری لہذا مین تیرا ہمنشین نہین ہون بلکہ تیرا ہمنشین میرا جسم اور میری صورت ہے مین تیرا ہمنشین کیونکر ہو سکتا ہون۔ تو خاکی ہے اور میرا مرتبہ خاکیون کے خیال سے بھی بالاتر ہے وجہ یہ ہے کہ مین خیالات کے حدود سے نکل چکا ہون اور خیال کے حدود سے باہر دوڑتا ہون اور اب مین خیالات پر حکومت کرتا ہون۔ اور محکوم نہین ہون کیونکہ خیالات بمنزلہ ایک عمارت کے ہین جسکو آدمی تیار کرتا ہے اور معمار عمارت پر حاکم ہوتا ہے نہ کہ محکوم لہذا مین حاکم ہون نہ کہ محکوم اور باقی مخلوق خیالات کی محکوم ہین اسی سبب سے مغموم اور منقبض رہتے ہین۔ مین بھی کبھی کبھی قصداً بمصلحت اپنے کو خیال کے تابع کر دیتا ہون لیکن مین اسکا پابند نہین ہوتا جب چاہتا ہون نکل جاتا ہون۔ خیال کی یہ مجال نہین کہ مجھپر تسلط حاصل کر سکے کیونکہ مین بلند پرواز جانور کی مانند ہون۔ اور خیال بمنزلہ ایک مکھی کے۔ بھلا پھر مکھی کی مجھ تک کب پہونچ ہو سکتی ہے مین کبھی اس بلند پروازی اور عروج روحانی کو خود ہی چھوڑ دیتا ہون اور نزول اختیار کرتا ہون۔ جسمین مصلحت یہ ہوتی ہے کہ پا شکستہ اور وہ لوگ جو محجوب ہین اور جنکو عروج روحانی میسر نہین مجھ سے وابستگی حاصل کرین اور مین انکو لیکر اڑون یعنی میرا نزول تعلیم و تربیت ناقصین کے لیے ہوتا ہے۔ اور جب مین ان سفلی صفات۔ اور متدنس بادناس نفسانیہ کی صحبت سے اکتا جاتا ہون۔ تو پھر فرشتون کی طرح یا پر کھولکر اڑنے والے جانورون کی طرح اڑ جاتا ہون میرا عروج اختیاری اس لیے ہے کہ پر خود میری ذات مین پیدا ہو گئے ہین اور وہ پر سریش سے چپکائے ہوئے نہین یعنی مجھے حق سبحانہ نے قابلیت ذاتی عطا فرمائی ہے مین کسیکے سہارے پر نہین چلتا بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہین کہ خود اپنے پرون سے اڑتے ہین جیسے جعفر طیار انہین سے تو مین ہون اور بعض ایسے ہوتے ہین جو مستعار پرون کے سبب اڑتے ہین جیسے جعفر طرار جو مصنوعی پر لگا کر کسیقدر ہوا مین اڑ جاتا تھا۔ ان مین سے وہ لوگ

ہین جو میرے یا مجھ سے کسی دوسرے کے متوسل ہین جو اس مزدست ناواقف ہے وہ اس کو لن ترانی سمجھے گا اور دعوے محض خیال کرے گا - مگر جو اس نواح کے رہنے والے ہین جہان کا مین ہون اونکے نزدیک یہ حقیقت ہے کو بے اور ملابس نجاست نفسانیہ کے نزدیک یہ دعوے اور لن ترانی ہوسکتا ہے کیونکہ وہ بمنزلہ ایک مکھی کے ہے اور مکھی کے نزدیک بھری ہوئی ہانڈی اور خالی دونون برابر ہین - کثرت نوم کا جواب بھی ہوچکا - اب مین کثرت اکل کے متعلق کچھ اور کہنا چاہتا ہون وہ یہ کہ کثرت اکل ہر وقت مضر نہین بلکہ جب یہ حالت ہوجاوے کہ کھانا بجائے پاخانہ بننے کے موتی بننے لگے اسوقت سہلوتی نہین کرنی چاہیے - بلکہ جسقدر رکھا جاوے کھانا چاہیے یعنی جب کھانا بجائے شہوات وغیرہ بڑھانے کے کیفیات محمودہ بڑھانے لگے اس وقت کم کھانے کی ضرورت نہین بلکہ جسقدر کھاؤگے اتنا ہی فائدہ ہوگا - اور کیفیات محمودہ بڑھینگے - شیخ مذکور نے محض بیان ہی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اس سوءظن کے دفع کرنے کو تخ کی جس سے سارا لگن موتیون سے بھر گیا - چونکہ مخاطب کم عقل تھا اور زبانی گفتگو سے اوس کا سمجھ لینا دشوار تھا اس لیے شیخ موصوف نے ان کیفیات کو محسوس کرکے بھی دکھلا دیا اور فرمایا کہ جب معدہ مین پاک کھانا بھی جاکر پلید ہوجاوے اور شہوات وغیرہ بڑھاوے اسوقت حلق مین قفل لگاکر کنجی گم کردینا چاہیے اور جب کھانا نور بنجاتا ہو اس وقت آدمی جسقدر بھی کھائے جائز ہے یہ اصول ہے ترک اکل و کثرت اکل کا بس ہر زیادہ کھانے والے پر طعن نامناسب اور نازیبا ہے -

شرح شعر - **تو ز ضعف الخ** - یعنی تو ضعف کی وجہ سے میرے اندر مت دیکھ اس لیے کہ جو تجھ پر رات ہے وہ میرے لیے چاشتگاہ ہے مطلب یہ کہ جو شے تمہارے لیے ظلمت ہے وہی میرے لیے نور ہے اور جو تمہارے لیے باعث بعد عن الحق ہے وہی میرے لیے موصل ہے

بر تو زندان الخ - یعنی تجھ پر تو قیدخانہ ہے اور وہ قیدخانہ میرے لیے باغ ہے اور عین مشغولی میرے لیے فراغ ہے جبکہ تم مجھے دنیا مین مشغول دیکھ رہے ہو تو اس وقت مین بھی بوجہ متوجہ الی الملکوت ہونے کے عالم ناسوت سے بالکل علیحدہ ہون

پائے تو الخ - یعنی تیرا پاؤن تو مٹی مین اور وہ مٹی میرے لیے پھول ہوگئی ہے اور ایک شے تیرے لیے ماتم ہے اور میرے لیے خوشی اور طرب ہے - مطلب یہ کہ تعلقات دنیویہ تیرے لیے تو باعث بعد عن الحق ہین اور چونکہ میری نظر اون کے ذریعہ سے خالق پر ہوتی ہے لہذا میرے لیے وہی تعلقات دنیویہ موصل الی الحق ہوگئے ہین اور مجھے اون مین قرب اور معیت حاصل ہے -

در زمینم - الخ - یعنی مین زمین مین تمہارے ساتھ ساکن ایک محل مین ہون - اور ویسے ہی چرخ ہفتم پر زحل کیطرح دوڑ رہا ہون مطلب یہ کہ جب عروج کرتا ہون تو بظاہر تو تمہارے پاس ہوتا ہون مگر اصل مین اوس عالم کی سیر کرتا ہوا ہوتا ہون

ہم نشینت الخ - یعنی مین تیرا ہمنشین نہین ہون میرا سایہ ہے اور اتکا رست میرا مرتبہ بلند ہے - مطلب یہ کہ چونکہ میری روح عالم ملکوت کیطرف متوجہ ہے اس لیے یہ صرف میرا جسم ظاہری ہی تمہارا ہمنشین ہے ورنہ روح میری بسبب توجہ کے اوس عالم مین ہے بخلاف اور لوگون کے کہ بوجہ توجہ الی الناسوت کے گویا کہ اونکی روح بھی مثل جسم کے ناسوتی ہی ہوگئی ہے اور چونکہ عینیت مصطلحہ میری ہے لہذا فکر انسانی سے مرتبہ کا بلند ہونا ظاہر ہے کہ وہانتک فکر کی رسائی ہرگز نہین ہوسکتی -

زانکہ الخ - یعنی اس لیے کہ مین اندیشہ سے آگے بڑھ گیا ہون اور اندیشہ سے خارج ہوکر دوڑ رہا ہون - لہذا

تو ز ضعف خود مکن درمن نگاہ + بر تو زندان بر من آن زندان چو باغ + پائے تو در گل مرا گل گشتہ گل + در زمینم با تو ساکن در محل + ہمنشینت من نیم سایہ من است + زانکہ من ز اندیشہا بگذشتہ ام +
بر تو شب بر من ہمان شب چاشتگاہ + عین مشغولی مرا گشتہ فراغ + مر ترا ماتم مرا سور و دہل + می دوم بر چرخ ہفتم چون زحل + برترم از اندیشہ ہا این کس است + خارج اندیشہ پویان گشتہ ام +

مجھ تک اندیشہ کی رسائی کہان ہوسکتی ہے۔

حاکم الخ - یعنی حاکم اندیشہ ہون محکوم اندیشہ نہین ہون اس لیے کہ بنانے والا بنا پر حاکم ہوتا ہے تو چونکہ میرے اندر ملکہ راسخہ پیدا ہو گیا ہے لہذا مین جس کیفیت اور حالت کو چاہتا ہون اپنے اوپر طاری کر لیتا ہون۔ اور جس تجلی کو چاہتا ہون اپنے اوپر متجلی کر لیتا ہون کاملین کی یہی حالت ہوتی ہے۔

جملہ الخ - یعنی تمام مخلوقات مسخر اندیشہ کی ہین اسی سبب سے خستہ دل اور غم پیشہ ہین مطلب یہ کہ چونکہ انکا رکے سب لوگ تابع ہوتے ہین لہذا ہمیشہ رنج وفکر ہی مین رہتے ہین اور جو اس سے الگ ہین وہ خوش رہتے ہین غرضکہ ہمیشہ مستغرق اور متوجہ الی الحق رہتا ہون۔

قاصدا الخ - یعنی مین اپنے کو قصدا اندیشہ کے سپرد کر دیتا ہون اور جب چاہتا ہون اونکے درمیان سے نکل آتا ہون شان کی ضمیر یا تو عالم غیب کی طرف ہے کہ جب مین چاہتا ہون تو اس عالم سے اس طرف رجوع کرتا ہون تو اب تو دونون مصرعون کا ایک مضمون ہو جاوے گا اور مطلب یہ ہوگا کہ جب مین استغراق اور ایک حالت پر رہنے سے اکتا جاتا ہون۔ تو اس وقت تھوڑی دیر کو توجہ الی الحق کر لیتا ہون۔ تاکہ نشاط ہو جاوے اور ملال پیدا نہو سو پھر جب نشاط پیدا ہوا پھر اوسی طرف متوجہ ہو گیا۔ اور اگر شان کی ضمیر اندیشہ کی طرف ہو تو دونون مصرعون کا مضمون مقابل ہو گا کہ مین جب چاہتا ہون اوس عالم سے نشاط کے لیے اس طرف توجہ کرتا ہون اور جب چاہتا ہون پھر اوسی طرف متوجہ ہو جاتا ہون اور اس طرف سے توجہ کو ہٹا دیتا ہون اور یہ حالت کاملین کی ہوتی ہے کہ وہ ایسا کرتے ہین اور اگر بعض مرتبہ بسبب غلبۂ حال کے وہ خود ایسا نہین کر سکتے تو حق تعالے اونکے لیے ایسے سامان فرما دیتے ہین کہ جس سے اونکو مجبوراً عالم ناسوت کیطرف توجہ کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً قبض وارد ہو گیا۔ کہ ذکر وغیرہ مین دل ہی نہین لگتا تو لامحالہ اوسطرف توجہ ہوتی ہے غرضکہ اونھون نے کہا کہ مین جس حالت کو چاہون اپنے اوپر طاری کر سکتا ہون۔

من چو مرغ الخ - یعنی مین مرغ اوج کی طرح ہون۔ اور اندیشہ اودنیوی مثل مگس کے ہین تو مگس کو یہ مقدرت کب ہوتی ہے کہ اوس تک پہونچ سکے اور اوسکو تابع بنا سکے اس لیے مجھپر بھی اندیشہ غالب نہین ہو سکتا۔

قاصدا الخ - یعنی مین قصدا اوج بلند سے نیچے آتا ہون تاکہ شکستہ پا لوگ مجھ سے جمع ہو سکین مطلب یہ ہے کہ چونکہ میرا مرتبہ تو بلند ہے مگر جب مین تعلیم کرتا ہون تو اوس سے نزول کرتا ہون اور اس سالک کے درجہ پر نزول کر کے اوسکو تعلیم کرتا ہون۔ ورنہ اگر اوسکو وہان پہونچانے کی ابھی سے فکر کیجاوے تو ایسا ہے کہ جیسے شیر خوار بچہ کو گوشت کھلا دیا جاوے کہ یقیناً مر جاوے گا۔ تو کامل وہی ہے جو کہ مسترشد کے درجہ پر نزول کر کے اوسکی تعلیم کرے تو مطلب یہ ہوا کہ مین بہت بڑا کامل ہون کہ اونکے درجہ پر نزول کرتا ہون سو وہ بھی مجھ سے مستفیض ہوتے ہین۔

چون الخ - یعنی جب مجھے ان سفلی صفات سے ملال ہوتا ہے تو مین علوی الصفات کی طرح اوڑ جاتا ہون مطلب یہ کہ جب اوسکی تعلیم کر چکا تب پھر اپنے درجہ پر پہونچ جاتے ہین۔

پر من الخ - یعنی میرے پر خود میری ذات سے نکلے ہین دوسرے شخص سے چپکائے نہین ہون مطلب یہ ہے کہ عروج میری ذات کا اقتضا ہو گیا ہے اور میری ذاتیات مین داخل ہے مین اس حالت کو کسی سے عاریت نہین لیتا ہون اور اسکی

ایسی مثال ہے کہ -

جعفر طیار را الخ - یعنی حضرت جعفر طیارؓ کے پر تو جاری ہین اور جعفر طرار کے مانگے ہوئے ہین - حضرت جعفر طیارؓ کے ہاتھ کفار نے غزوہ موتہ مین کاٹ ڈالے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے نے اون کے ہاتھ کے بدلے مین اونکو دو بازو دئے ہین کہ اونسے وہ اوڑتے پھرتے ہین تو دیکھو اون کے بازو تو داخل ذات ہو گئے اور ایک جعفر طرار تھا اوس نے پر لگائے تھے تو وہ چل نہ سکے تو اسیطرح یہ عروج بھی عارضی نہین ہے بلکہ ذاتی ہے کہ جب چاہون عروج کرلون چونکہ ان صوفی صاحب نے جو یہ اپنی حالت بیان کی تو اس مین ایک قسم کا دعوے معلوم ہوتا تھا اس لیے اسکا جواب دیتے ہین کہ -

نزد آنکہ الخ یعنی اوس شخص کے نزدیک جس نے کہ چکھا نہین یہ دعوے ہے اور سکان عالم بالا کے نزدیک یہ معانی ہین - اس لیے کہ تحدث بالنعمہ ہے -

لاف الخ - یعنی غراب کے نزدیک تو یہ شیخی اور دعوے ہی ہوگا جیسے کہ کمی کے آگے خالی اور پر منڈیا برابر ہے غراب سے مراد بیوقوف ہے تو جو کہ اس طرف سے بیوقوف ہے اوس کے آگے تو یہ دعوے ہین مگر جو کہ حقیقت شناس ہے وہ اوس کو جانتا ہے آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

چونکہ الخ یعنی جبکہ تمھارے اندر کھانا موتی بنجاتا ہے تو بیشک جسقدر ہوسکے کھاے گہر سے مراد اخلاق حمیدہ ہین مطلب یہ کہ جب کھانے سے تمھارے اندر اخلاق حمیدہ پیدا ہوتے ہین تو پھر کیا ہے جسقدر کھایا جاسکے کھاؤ تاکہ اوسیقدر زیادہ اخلاق حمیدہ پیدا ہون - تو چونکہ ان صوفی صاحب کو کھانے سے قوت ہوتی تھی اور اس سے عبادت مین مدد ملتی تھی لہذا وہ خوب کھاتے تھے - مگر وہ معترض تو صرف ظاہر بین تھا - اوسکو اس مصلحت کی کیا خبر ہوتی اس لئے ان صوفی صاحب نے اپنی ایک حسی کرامت اوس کے سامنے ظاہر کی وہ یہ کہ -

شیخ روزے الخ یعنی اون شیخ صاحب نے سوءظن کے دفع کرنے کو ایک دن رکابی مین تے کردی - تو وہ رکابی موتیون سے بھر گئی تو اسکو دکھایا کہ دیکھ ہمارے اندر جاکر یہ کھانا موتی بنجاتا ہے لہذا ہم جسقدر کھاوین وہ بہتر ہی ہے آگے مولانا اس موتی بنجانے کی توجیہ فرماتے ہین -

گوہر الخ یعنی گوہر معنوی کو اوس پیر بینا نے اس شخص کی کم عقلی کیوجہ سے محسوس کردیا کہ یہ اسکو تو سمجھ نہ سکتا تھا کہ کسطرح گوہر معنوی بنتے ہین لہذا ان بزرگ نے انکو اپنی کرامت سے محسوس کرکے دکھا دیا - آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

چونکہ الخ - یعنی جبکہ تمھارے معدہ مین پاک بھی پلید ہوجاتا ہے تو تم حلق پر قفل لگا کر کنجی کو چھپا دو - تاکہ پھر کھل ہی نہ سکے مطلب یہ کہ جب تمھارے کھانے سے اخلاق سئیہ پیدا ہوتے ہین تو تم بہت کم کھاؤ تاکہ اخلاق سئیہ پیدا نہ ہوسکین -

ہر کہ در وے الخ - یعنی جسکے اندر کھانا نور حق بنجاوے تو وہ جو چاہے کھاوے اوس سے کہدو کہ اوس کو حلال ہے - اس لیے کہ جسقدر بھی کھاوے گا اوسیقدر زیادہ نور پیدا ہوگا - پھر وہ تو خوب کھاوے اور یہ جو کہا تھا کہ یہ ہمارا غیر محقق کے سامنے دعوے ہوگا - اور جو محقق ہے وہ جانتا ہے کہ اسکی حقیقت کیا ہے آگے اسی کو مثالون سے واضح فرماتے ہین کہ -

شرح حبیبی

گر تو هستی آشنای جان من / نیست دعوی گفت معنی لان من
گر بگویم نیم شب پیش توام / هین مترس از شب که من خویش توام
این دو دعوی پیش تو معنی بود / چون شناسی بانگ خویشاوند خود
پیشی و خویشی دو دعوی بود لیک / هر دو معنی بود پیش فهم نیک
قرب آوازش گواهی می دهد / کاین دم از نزدیک یاری می جهد
لذت آواز خویشاوند نیز / شد گوا بر صدق آن خویش عزیز
باز بی الهام احمق کو ز جهل / می نداند بانگ بیگانه ز اهل
پیش او دعوی بود گفتار او / جهل او شد مایهٔ انکار او
پیش زیرک کاندرونش نورهاست / عین این آواز معنی بود راست
یا بتازی گفت یک تازی زبان / که همی دانم زبان تازیان
عین تازی گفتنش معنی بود / گرچه تازی گفتنش دعوی بود
یا نویسد کاتبی بر کاغذی / کاتب و خط خوانم و من ابجدی
این نوشته گرچه خود دعوی بود / هم نوشته شاهد معنی بود
یا بگوید صوفیی دیدی تو دوش / در میان خواب سجاده بدوش
من بدم آن و آنچه گفتم خواب در / با تو اندر خواب در شرح نظر
گوش کن چون حلقه اندر گوش کن / این سخن را پیشوای هوش کن
چون ترا یاد آید آن خواب این سخن / معجزه نو باشد و زر کهن
گرچه دعوی می نماید این ولی / جان صاحب واقعه گوید بلی
پس چو حکمت ضالهٔ مؤمن بود / آن ز هر که بشنود موقن شود
چونکه خود را پیش او یابد فقط / کی بود شک چون کند خود را غلط
تشنه را چون بگوئی تو شتاب / در قدح آبست بستان زود آب
هیچ گوید تشنه کاین دعویست رو / از برم ای مدعی مهجور شو
یا گواه و حجتی بنما که این / جنس آبست و از آن ماء معین
یا بطفل شیر مادر بانگ زد / که بیا من مادرم هان ای ولد
طفل گوید مادرا حجت بیار / تا که با شیرت بگیرم من قرار
در دل هر امتی کز حق مزه است / روی و آواز پیمبر معجزه است
چون پیمبر از برون بانگی زند / جان امت در درون سجده کند

زانکہ جنس بانگ او اندر جہان	از کسے نشنیدہ باشد گوش جان
آن غریب از ذوق آواز غریب	در سجود آید بحق گردد قریب
چون کند سجدہ ز جان و دل غریب	از زبان حق شنید انی قریب

باوجود یکہ مین اپنے بیان کی تائید صورت مثالیہ سے کرچکا ہون اور تمکو اس صورت کا مشاہدہ کراچکا ہون۔ لیکن اگر تمکو مجھسے فطری مناسبت ہو اور تمھاری طبیعت مین حق سے لگاؤ ہو تو کسی دلیل کی ضرورت نہین بلکہ تم میری پرمعنی تقریر کو سنکر خود سمجھ لوگے کہ یہ محض دعوے نہین ہے بلکہ یہ ایسا دعوے ہے جو اپنی دلیل خود آپ ہی ہو مثلاً فرض کرو کہ تم میرے عزیز ہو اور تمھین رات کو ڈر معلوم ہو ایسی حالت مین اگر مین تجھسے اس وقت یہ کہون کہ ڈر مت مین تیرے پاس ہون۔ اور تیرا عزیز ہون۔ تو یہ دونون دعوے تمھارے نزدیک معنی اور حقیقت ہون گے کیونکہ تم اپنے عزیز کی آواز کو پہچانتے ہو حالانکہ قریب ہونا اور عزیز ہونا ہر دو دعوے ہین لیکن عمدہ سمجھ کے نزدیک دونون حقیقت ہین اوسکی آواز کا قریب ہونا شہادت ہے اس بات کی کہ یہ شخص قریب سے نکلی ہو اور اس آواز کی لذت شاہد ہے اوس کے عزیز ہونے پر پس یہ دونون دعوے متضمن دلیل اور کدعوی الشئی ببینتہ و برہان ہین جب یہ معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ بشرط مناسبت فطری میرا یہ بیان تمھارے لئے ایسا ہے جیسا کہ میرا عزیز و قریب ہونے کا دعوے اس کے بعد مین کہتا ہون جو لوگ احمق اور غیر ملہم من اللہ ہوتے ہین اور مناسبت فطری حق سے نہین رکھتے۔ وہ لوگ اپنون اور بیگانون اہل اللہ و غیر اہل اللہ کی آواز دمین تمیز نہین کرسکتے اونکے نزدیک اسکا بیان محض ایک دعوے ہوتا ہے اور اون کی جہالت اونکے انکار کا ذریعہ بنجاتی ہو برخلاف اوس کے جنکا باطن نور سے لبریز ہے اوس کے نزدیک خود یہی دعوے حقیقت ہوتی ہو یا یون سمجھو کہ یا ایک شخص عربی زبان مین کہتا ہے کہ مین عربی زبان جانتا ہون تو اوسکا عربی زبان مین یہ دعوے کرنا حقیقت ہو اگرچہ الفاظ اسکے دعوے ہین۔ یا یون سمجھو کہ ایک منشی ایک کاغذ پر یہ لکھے کہ مین کاتب ہون اور تحریر اور اچھا پڑھ سکتا ہون یہ تحریر گو ایک دعوے ہے مگر یہ نوشتہ ہی اوس حقیقت کی دلیل ہے یا یون سمجھو کہ ایک صوفی تم سے بیان کرے کہ کل خواب مین تو نے ایک شخص کو دیکھا تھا جسکے کندھے پر جانماز پڑی ہوئی تھی وہ مین تھا اور مجھ مین نے خواب مین تجھسے فلان امر کی شرح مین کہا تھا وہ یہ تھا اسکو سن لے اور جلدی گوش بنالے اور تو میری اس بات کو اپنی عقل کا رہبر بنا اور غور کر کہ یہ بات میری سچی ہے یا نہین پس جب تجھے وہ خواب یاد آئیگا تو یہ گفتگو تیری نظر مین ایک کرامت ہوگی۔ اور تجھے معلوم ہوگا کہ وہی پرانا راز ہے جو مین نے خواب مین دیکھا تھا اگرچہ یہ کلام بظاہر ایک دعوے ہے لیکن اسکو سنکر صاحب واقعہ کا دل اس کی تصدیق کریگا۔ بالکل یہی حالت مومن کی ہوتی ہو چونکہ حکمت اور معرفت حق سبحانہ اوسکی جانی پہچانی شئے ہے جو اوسکی نظر سے بسبب عارض کے محجوب ہوگئی ہو لہذا جب وہ کسی کی زبان سے سنتا ہے تو اوسے وہ یاد آجاتی ہو اور اسکو اوسکا یقین حاصل ہوجاتا ہے کیونکہ جب وہ اپنے کو بالکل اوس کے سامنے دیکھتا ہے اور اوسکو اپنے سامنے اور مشاہدہ و معاین پاتا ہے تو پھر اوسکو شک کیونکر ہوسکتا ہے اور اپنے مشاہدہ کو کیونکر جھٹلا سکتا ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی پیاسا ہو اور تو اس سے کہے کہ دوڑ آ پیالے مین پانی موجود ہے آ اور لے تو کیا وہ پیاسا یہ کہے گا کہ جا یہ تو تیرا دعوے

ہے بس اے مدعی مجھ سے دور ہو یا گواہ لا اور دلیل سے ثابت کر کہ یہ پانی کی جنس سے ہے اور آپ شیرین ہی ہرگز نہین بلکہ اسکو دیکھتے ہی یقین ہو جائیگا۔ کہ یہ پانی ہے یا یون سمجھو کہ ایک دودھ پیتے بچے سے مان کہے اے بچے مین تیری مان ہون تو کیا بچہ مان سے کہیگا کہ اماں دلیل بیان کرو۔ کہ تم میری مان ہو تاکہ تمہارا دودھ پیون ہرگز نہین بلکہ وہ ذوقاً و فطرۃً اس دعوے کی تصدیق کریگا پس یون ہی ہر امتی کے اندر حق کا ذوق موجود ہے اور نبی کا چہرہ اور اوسکی آواز ہی اوسکے لیے معجزہ ہے وہ صورت دیکھتے ہی اور دعوے سنتے ہی تصدیق کرلیتا ہے اوسکو کسی معجزہ کی ضرورت نہین ہوتی۔ جب پیمبر باہر سے آواز دیتا ہے تو امت کی جان اندر ہی اندر اوسکے سامنے جھک جاتی ہے اور مطیع و منقاد ہو جاتی ہے اس لیے کہ وہ آواز ہی اس قسم کی ہوتی ہے کہ جان کے کانون مین کسی اور شخص کی طرف سے نہ پڑی تھی پس وہ بیچارہ اس عجیب آواز کے ذوق سے سجدہ کرتا ہے یعنی منقاد ہوتا ہے اور حق سے قریب ہو جاتا ہے اور جب وہ غریب جان و دل سے سجدہ کرتا ہے تو حق سبحانہ کی جانب سے معنوی ندائے انی قریب اس کے کانون مین آتی ہے امتی کی جان کا آواز پیغمبر کے سامنے سجدہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا حضرت یحییٰ حضرت عیسےٰ کو اور حضرت عیسےٰ کا یحییٰ علیہ السلام کو اسکا قصہ یہ ہے

بیان اس دعوے کا کہ خود وہ اپنے صدق پر گواہ ہے

شرح شبیری گر تو ہستی الخ۔ یعنی اگر تو میری جان کا آشنا ہے تو میرا یہ معنی لان کہنا دعوے نہین ہے مطلب یہ کہ اگر تم کو میری حالت سے کچھ بھی مناسبت ہے تو میرا یہ سارا کلام تمہارے نزدیک دعوے نہ ہوگا بلکہ اسکے معنی ہون گے آگے اسکی ایک مثال بیان فرماتے ہین کہ۔

گر بگویم الخ۔ یعنی اگر مین آدھی رات کو کہون کہ مین تیرے سامنے ہون تو رات سے ڈرے مت کہ مین تیرا عزیز ہون

این الخ۔ یعنی یہ دونون دعوے تیرے نزدیک معنی ہون گے جبکہ تو اپنے عزیز کی آواز پہچانتا ہے۔

پیشی و۔ الخ۔ یعنی آگے ہونا اور خویش ہونا یہ دونون دعوے تھے لیکن دونون کے دونون فہم سلیم کے آگے حقیقت ہین

قرب الخ۔ یعنی آواز کا قریب ہونا تو گواہی دے رہا ہے کہ یہ آواز کسی یار کے نزدیک سے آرہی ہے۔

لذت الخ۔ یعنی اپنے عزیز کی آواز کی لذت اوس عزیز کے صدق پر گواہ ہے کہ یہ عزیز ہونے کا دعوے سچ کر رہا ہے

باز بے الہام الخ۔ یعنی پھر بے علم احمق کہ وہ جہل کی وجہ سے بیگانہ کی آواز کو اہل سے نہین جانتا ہے یعنی ایک تو وہ جاننے والا تھا کہ اوس نے سب کو حقیقت اور صدق پر محمول کیا اور ایک وہ ہے جو جانتا نہین ہے اوسکو کیا خبر کہ کون آواز عزیز کی ہے اور کون سی بیگانہ کی ہے۔

پیش او الخ۔ یعنی اوس جاہل کے سامنے اس شخص کی باتین دعوے ہی ہون گے اوسکا جہل انکار کا سبب ہو گیا

پیش زیرک الخ۔ یعنی عقلمند کے سامنے کہ اوسمین انوار حق ہین عین اس آواز کو ٹھیک اور درست معنی ہو گئے حاصل اس مثال کا یہ ہے کہ دیکھو اگر تم اندھیری رات کو خوف زدہ ہو تو ایک تمہارا عزیز تم سے کہے کہ ڈرو مت اس لیے کہ مین کہ جو تمہارا بھائی ہون مثلاً تمہارے پاس ہون تو اسمین دو دعوے ہین ایک تو پاس ہونا اور دوسرے بھائی ہونا۔ مگر تاریکی مین کچھ خبر نہین کون کہان ہے لیکن جو کہ اس بھائی کو پہچانتا ہے وہ تو فوراً آواز پہچان کر

یقین کرے گا کہ بے شک میرا بھائی میرے پاس ہی ہے - اور اوسکو تسلی اور تسکین ہو جاویگی اور اگر کوئی جاہل ہے اوسکو کیا خبر کہ اس کے بھائی کی آواز کیسی ہے وہ اس کی اس تسلی پر حیرت زدہ ہوگا کہ بے دیکھے بھالے اور بلا دلیل اسنے اسکی ساری باتوں کو تسلیم کر لیا حالانکہ یہ شخص چور ہی ہو تو دیکھو جاننے والے نے تو پہچان لیا اور جاہل نہ جان سکا اسی طرح جو لوگ کہ محقق ہیں وہ تو اسکو دعوے نہ سمجھیں گے بلکہ حقیقت پر محمول کرینگے اور جو جاہل ہیں وہ اسکو دعوے سمجھینگے آگے اور مثال ہے کہ -

یا بتازی الخ - یعنی یا ایک عربی زبان والے نے عربی میں کہا کہ میں عرب کی زبان جانتا ہوں - (مثلاً کہا کہ انا اعرف العربیة) عین تازی الخ - یعنی خود یہ عربی بولنا اوسکا حقیقت ہوگا - اگرچہ عربی کو جاننا اوسکا دعوے تھا مطلب یہ کہ اوسکا یہ کہنا کہ میں عربی جانتا ہوں ایک دعوے محض تھا مگر اس بات کو عربی میں کہنا اوس کے دعوے کی دلیل ہو لہذا معلوم ہو گیا کہ یہ صرف دعوے نہیں ہے بلکہ دعوے مع الحقیقۃ والدلیل ہو آگے اور مثال ہے کہ -

یا نویسد الخ - یعنی یا کوئی کاتب کاغذ پر یہ لکھے کہ میں کاتب ہوں اور خط خوان ہوں اور ابجد خوان ہوں -

این نوشتہ الخ - یعنی یہ لکھا ہوا اگرچہ ایک دعوے ہو مگر یہی لکھا ہوا حقیقت کا بھی شاہد ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ یہ شخص بے شک کاتب اور پڑھا ہوا ہے اور مثال لیجئے -

یا بگوید الخ - یعنی یا کوئی صوفی یہ کہے کہ تمنے کل شب کو خواب میں ایک سجادہ بدوش کو دیکھا تھا -

من بدم الخ - یعنی وہ میں ہی تھا اور جو کچھ کہ میں نے خواب میں تجھسے اوس بات کی شرح میں کہا تھا -

گوش کن - الخ - یعنی سن اور حلقہ کی طرح کان میں ڈال لے - اور اُس بات کو اپنے ہوش کا پیشوا بنا لے مطلب یہ کہ جو بات کہ میں نے کہی تھی (اوس بات کو بھی مثلاً بیان کردیا) اوسکو خوب غور سے سن لے اور اسی کا پابند رہ اور اطاعت کر اور اوسی پر چلنا -

چون ترا الخ - یعنی تجھے وہ خواب یاد آوے تو یہ بات ایک نیا معجزہ ہو اور پرانی بات ہو - معجزہ سے مراد کرامت ہے مجازاً اطلاق کر دیا - مطلب یہ کہ جب وہ خواب یاد آیا بات تو پرانی تھی مگر اب نئی اس شخص کی کرامت معلوم ہوئی کہ اللہ اکبر اسکو ساری خبر ہے -

گرچہ دعوے الخ یعنی گرچہ یہ دعوے دکھائی دیتا ہے لیکن صاحب واقعہ کا دل کہہ رہا ہے کہ ہاں بالکل ٹھیک ہے مطلب یہ اوس کا یہ کہنا کہ تو نے خواب دیکھا ہے اور اس خواب میں جو شخص آیا تھا وہ میں ہی تھا دعادی بلا دلیل ہیں مگر چونکہ یہ شخص خواب دیکھ چکا ہے اور اوسنے اسی صورت کا دلق پوش دیکھا تھا فوراً ذہن منتقل ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ بالکل صحیح کہہ رہا ہے تو گویا کہ اوسکا دعوے مع الدلیل تھا اسیطرح جو حقیقت شناس ہیں اور جو اس عالم کی باتیں دیکھے ہوئے ہیں وہ تو اون صوفی صاحب کی باتوں کو دعوے نہ سمجھیں گے ورنہ بظاہر تو دعادی محض ہیں اب جبکہ معلوم ہو گیا کہ اگر پہلے سے کسی شئے کی حقیقت معلوم ہو چکا ہے وہ مستور ہی ہو مگر جب کوئی اوس کو بیان کرے خواہ بطور دعوے ہی کے ہو مگر اس حقیقت شناس کو فوراً معلوم ہو جاوے گا کہ بالکل واقعہ کے مطابق کہہ رہا ہے - اسپر مولانا تفریع فرماتے ہیں کہ -

پس چو حکمت الخ - یعنی پس جبکہ حکمت مومن کا ضالہ ہوتی ہو تو وہ جس سے سنے گا یقین کرلے گا مطلب یہ کہ

چونکہ حدیث مین ہے کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن اس لیے جب مومن کے سامنے کلمۂ حکمت بیان کیا جاتا ہے وہ فوراً تسلیم کر لیتا ہے۔ اس کی تشریح پہلے گذر چکی ہے۔

چونکہ الخ۔ یعنی جبکہ فقط اپنے کو اوسکے سامنے پاتا ہو تو کب وسمین شک ہوگا اور اپنے اندر کس طرح غلطی کرے گا۔ مطلب یہ کہ جب مومن اپنے کو اوس کلمۂ حکمت کے سامنے پاتا ہے تو پھر اوسمین کسطرح شک کریگا اس مین شک کرنا تو ایسا ہے جیسے کہ خود کوئی اپنے اندر شک کرے کہ مین موجود ہون یا نہین تو جسطرح اسمین شک کرنیوالا بیوقوف کہا جاویگا اسیطرح اسمین شک کرنیوالا احمق بنیگا تو جس شخص کو طلب ہوگی اوسکے سامنے جب حق آویگا اوسکو فوراً معلوم ہوجاویگا کہ یہ حق ہے اور اسکے دلکو لگجاویگا آگے اوسکی مثالین ہین کہ

تشنہ الخ۔ یعنی تم کسی پیاسے سے جلدی سے کہو کہ پیالے مین پانی ہے اوسکو جلدی سے لے لے (اور پی لے)

ہیچ گوید الخ یعنی کیا کوئی پیاسا کہیگا کہ یہ دعوے ہے چل میرے پاس سے اے مدعی الگ ہو۔

یا گواہ الخ یعنی یا یہ کہیگا کہ گواہ اور دلیل لاؤ کہ یہ پانی ہے اور اس چشمہ جاریہ مین سے ہے۔ مطلب یہ کہ جب تم نے اوسکو پانی بتایا تو کیا وہ تم سے کہیگا کہ تم غلط کہتے ہو یا تم سے دلیل مانگیگا کہ جناب اسکی کیا دلیل ہے کہ یہ پانی ہے اور پھر جس چشمہ کا تم کہہ رہے ہو اوسی کا ہے۔ ممکن ہے کہ موت ہو تو جناب اگر یہ حجتین نکالے گا تو معلوم ہوا کہ اوسکو پیاس ہی نہین ہے۔ پیاسا تو ایکمرتبہ موت کو بھی منہ سے لگالے گا۔ پھر جب اوس کا مزہ برا معلوم ہوگا تو چھوڑ دے گا مگر اول وہلہ مین تو پینے ہی لگے گا۔

یا بطفل الخ یعنی یا شیرخوار بچہ کو مان آواز دے کہ ارے مجھو ادھر آ مین تیری مان ہون۔

طفل الخ۔ یعنی کیا وہ کہیگا کہ اماں دلیل بیان کرو کہ تم مان ہو تاکہ مین تمہارے دودھ سے قرار حاصل کرسکون یعنی دودھ پی سکون مگر اول دلیل بیان کرو کہ تم مان بھی ہو۔ مگر جو بچہ شیرخوار ہے مان کی آواز سنتے ہی آغوش پھیلا دے گا۔ اور اوسکی گود مین چلا جاویگا کیونکہ اس لیئے کہ وہ اسکی آواز سے پہلے سے مانوس ہے تو جب یہ بات ہے لہذا آگے اس کی تفریع فرماتے ہین کہ۔

در دل الخ۔ یعنی ہر امت کے لیے جسکے دل مین کہ حق تعالے سے ایک ذوق ہے چہرہ اور آواز پیمبر کی معجزہ ہے مطلب یہ کہ جسکو اوس طرف کا ذوق ہے اور اوس کی استعداد سالم ہے اوسکو تو صرف چہرہ اور آواز پیمبر نبنا ہی معجزہ ہے اوسکو دیگر معجزات کے طلب کرنے کی ضرورت نہین ہے جسطرح کہ حضرت عبداللہ ابن سلام فرماتے ہین کہ اذا رأیتہ [illegible] لیس بوجہ کذاب یعنی جب چہرۂ انور پر نظر پڑی فوراً معلوم ہوگیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا نہین ہے تو دیکھو چونکہ اونکی استعداد صحیح تھی اونھون نے صرف چہرۂ مبارک ہی سے پہچان لیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے جب دیکھا کہ آپ دعوۃ الی الاسلام کررہے ہین فوراً تصدیق کرلی یہ سب اس لیے کہ اون کی استعداد پہلے سے درست تھین اب جو یہ چیزین سامنے آکھڑی ہوئین معلوم ہوا کہ بس حق اور صحیح یہی ہے۔

چون پیمبر الخ۔ یعنی پیمبر باہر سے آواز دیتے ہین تو امت کی جان دل اندر سجدہ کرتی ہے۔ سجدہ کرنے سے مراد اطاعت کرنا ہے مطلب یہ کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لسان ظاہر سے دعوۃ الی اللہ فرماتے ہین تو جو کہ سلیم الطبع ہین وہ سب منقاد و مطیع ہوجاتے ہین۔

زانکہ الخ۔ یعنی اس لیئے کہ اوس جیسی آواز جہان مین گوش جان نے کسی اور کی سنی نہ تھی۔ مطلب یہ کہ وہ جو پہچان لیتے

چونکہ خود را پیش او یابد فقط + کی بود شک چون کند خود را غلط + تشنہ را چون بگوئی تو شتاب + در قدح آبست بستان زود آب + هیچ گوید تشنہ کاین دعویست رو + از برم ای مدعی مهجور شو + یا گواه و حجتی بنما کہ این + جنس آبست و از آن ماء معین + یا بطفل شیر مادر بانگ زد + کہ بیا من مادرم هان ای ولد + طفل گوید مادرا حجت بیار + تا کہ با شیرت بگیرم من قرار + در دل هر امتی کز حق مزه است + روی و آواز پیمبر معجزه است + چون پیمبر از برون بانگی زند + جان امت در درون سجده کند

ہین تو ہو سکی وجہ یہ ہے کہ دنیا مین اور کسی کی ایسی دلربا اور دلکش آواز سنی ہی نہ تھی - لہذا اوسکو سنتے ہی فوراً نہ استعداد فطری ظہور مین آئی اور معلوم ہو گیا کہ یہی آواز حق ہے -

آن غریب الخ - یعنی وہ غریب اوس آواز عجیب کے ذوق سے سجدہ کرتا ہو اور حق تعالے سے قریب ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ چونکہ اس کو مرتبہ استعداد مین اس آواز سے ایک ذوق تو تھا ہی اس لیے آواز سنتے ہی بس فوراً مطیع ہو گیا اور قرب حق حاصل ہو گیا -

چون کند الخ - یعنی جبکہ یہ غریب دل وجان سے سجدہ کرتا ہے تو زبان حق سے سنتا ہے انی قریب - مطلب یہ کہ جب طالب طاعت کرتا ہے اور دل وجان سے احکام کو قبول کرتا ہے تو پھر حق تعالے خود اس کے قریب ہو جاتے ہین - یہ بیچارا کیا قریب ہوتا وہی خود قریب آجاتے ہین چونکہ یہان سجدہ کرنے کو بیان کیا ہے اور اوس سے سجدہ ظاہری اور حقیقی کا شبہ ہوتا تھا اس لیے آگے حضرت یحیی علیہ السلام اور عیسے علیہ السلام کا آپس مین ایام حمل مین ایک دوسری کو سجدہ کرنے کا قصہ بیان فرماتے ہین کہ جسطرح اون دونون نے ایک دوسرے کے سامنے سجدۂ معنوی یعنی انقیاد و اطاعت کے کیا تھا اسیطرح یہان بھی سجدہ سے مراد انقیاد و اطاعت ہی ہے اب حکایت شروع فرماتے ہین -

شرح حبیبی

مادر یحیی چو حامل بود ازو	بود با مریم خجستہ دو بدو
مادر یحیی بہ مریم در نهفت	پیشتر از وضع حمل خویش گفت
کہ یقین دیدم درون تو شہے است	کو اولو العزم و رسول آگہے است
چون برابر اوفتادم با تو من	کرد سجدہ حمل من اے ذو الفطن
این جنین مر آن جنین را سجدہ کرد	کز سجودش در تنم افتاد درد
گفت مریم من درون خویش ہم	سجدۂ دیدم ازین طفل شکم

جب یحیی علیہ السلام کی مان حضرت یحیی سے حاملہ تھین تو حضرت مریم علیہا السلام کے سامنے بیٹھی ہوئی تھین یحیی علیہ السلام کی مان نے حضرت مریم سے چپکے سے اپنی وضع حمل سے پیشتر کہا کہ مجھے یقیناً تمہارے پیٹ مین کوئی بڑا شخص معلوم ہوتا ہے کہ اولو العزم اور رسول عارف ہو گا کیونکہ جب مین تمہارے برابر واقع ہوئی تو میرے حمل نے سجدہ کیا اور اس بچے نے اس بچے کو یون سجدہ کیا کہ اوس کے سجدہ سے میرے جسم مین درد ہو گیا - اس پر مریم علیہا السلام نے کہا کہ مین نے اپنے اندر بھی دیکھا کہ میرے بچے نے بھی تمہارے بچے کو پیٹ ہی مین سجدہ کیا -

حضرت یحیی اور مسیح علیہما السلام کا شکم مادر مین ایک دوسرے کو سجدہ کرنا

شرح شبلسری - مادر یحیی الخ - یعنی حضرت یحیی علیہ السلام کی والدہ جب کہ اون سے حاملہ تھین تو ایک دن حضرت مریم کے سامنے بیٹھی تھین مادر یحیی الخ - یعنی والدہ یحیی علیہ السلام نے مریم علیہا السلام سے چپکے سے اپنے وضع حمل سے پہلے کہا کہ - کہ یقین الخ - یعنی کہ یقیناً مین نے دیکھ لیا ہے کہ تیرے اندر ایک بادشاہ ہے جو کہ اولو العزم ہے اور رسول

آگاه ہے۔ مطلب یہ کہ انھون نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوگیا کہ تمھارے حمل مین کوئی اولوالعزم نبی ہین اس لیے کہ۔
چون برابر الخ۔ یعنی جبکہ مین تمھارے برابر مین آئی تو مین میرے حمل نے سجدہ کیا۔
این جنین الخ۔ یعنی اس جنین نے اوس جنین کو سجدہ کیا کہ اوسکے سجود کی وجہ سے میرے تن مین درد ہونے لگا اس لیے کہ آخر کچھ تو مرے تڑپے ہون گے کہ ادان کے پیٹ مین درد ہونے لگا۔
گفت الخ۔ یعنی مریم علیہا السلام نے فرمایا کہ مین نے اپنے اندر بھی اس پیٹ کے بچہ سے سجدہ دیکھا ہے۔ مطلب یہ کہ میرے حمل نے بھی تمھارے حمل کو سجدہ کیا ہے اس قصہ پر اشکال یہ ہوتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام اور مادر یحیی علیہ السلام کو ایک مرتبہ کب حمل رہا ہے بلکہ اونکے حمل کا زمانہ اور ہے اور انکا زمانہ اور ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ہم اس قصہ کے صحت پر اڑتے نہین مان لیا کہ یہ غلط ہی سہی مگر جو اس سے مقصود ہے اور اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے اس مین تو اسکے غلط ہونے سے کوئی خلل واقع نہین ہوتا مطلب تو یہ ہو کہ جسطرح انھون نے ایک دوسرے کی طاعت کی تمکو بدرجہ اولی اطاعت ضروری ہے اب اگر یہ قصہ غلط بھی ہو تو کیا ہے یہ مدعا ثابت ہے یہ اعتراض تو اصل مین واقع ہوتا ہے مگر بعض بے وقوفون نے ایک اور اعتراض کیا ہے جو نکا اعتراض مہمل تھا اس لیے مولانا کو غصہ آگیا لہذا بہت ہی خفا ہوکر اونکا اعتراض نقل فرماتے ہین اور پھر اوسکا جواب بھی دیتے ہین۔

شرح شبیبی

ابلهان گفتند این افسانه را	خط بکش زیرا دروغست و خطا
زانکه مریم وقت وضع حمل خویش	بود از بیگانه دور و هم ز خویش
مریم اندر حمل جفت کس نشد	از برون شهر او واپس نشد
از برون شهر آن شیرین فسون	تا نشد فارغ نیامد خود درون
چون بزادش آنگهانش در کنار	برگرفته برد تا پیش تبار
مادر یحیی کجا دیدش که تا	گوید او را این سخن در ماجرا
این بداند کانکه اهل خاطر است	غائب آفاق او را حاضر است
پیش مریم حاضر آید در نظر	مادر یحیی که دور است از بصر
دیدها بسته ببیند دوست را	چون مشبک کرده باشد پوست را
ور ندیدش نز برون و نز درون	از حکایت گیر معنی ای زبون
نی چنان کافسانها بشنیده ٔ	همچو شین بر نقش او چفسیده ٔ
تا همی گفت آن کلیلهٔ بی زبان	چون سخن نوشد ز دمنه بی بیان
ور بدانستند لحن همدگر	فهم و چون کرد بی نطق آن بشر
در میان شیر و گاو آن دمنه چون	شد رسول و خواند بر هر دو فسون
چون وزیر شیر شد گاو نبیل	چون ز عکس ماه ترسان گشت پیل

این کلیله دمنه جمله افتریست — ورنه کی با زاغ لکلک را مریست
ای برادر قصه چون پیمانه ایست — اندرو معنی مثال دانه ایست
دانهٔ معنی بگیرد مرد عقل — ننگرد پیمانه را گر گشت نقل
ماجرای بلبل و گل گوش دار — گرچه گفتی نیست آنجا آشکار
ماجرای شمع با پروانه تو — بشنو و معنی گزین زافسانه تو
گرچه گفتی نیست سر گفت هست — هین بیالا پر مپر چون جغد پست
گفت در شطرنج کاین خانهٔ رخست — گفت خانه از کجاش آمد بدست
خانه را بخرید یا میراث یافت — فرخ آنکس کو سوی معنی شتافت
گفت نحوی زید عمرا قد ضرب — گفت چونش کرد بی جرمی ادب
عمرو را جرمش چه بد کان زید خام — بی گنه او را بزد همچون غلام
گفت این پیمانهٔ معنی بود — گیر معنی را که پیمانه است رد
زید و عمرو از بهر اعراب است و ساز — گر دروغست آن تو با اعراب ساز
گفت نی من آن ندانم عمرو را — زید چون زد بیگناه و بی خطا
گشت از لاچار و لاغی برگشود — عمرو یک واوی فزون دزدیده بود
زید واقف گشت دزدش را بزد — چونکه از حد برد او را حد سزد
گفت اینک راست پذرفتم بجان — کژ نماید راست در پیش کژان
گر بگویی احولی را مه یکی است — گویدت کی دو است در وحدت شکی است
ور برو خندد کسی گوید دو است — راست دارد این سزای بدخو است
بر دروغان جمع می آید دروغ — الخبیثات الخبیثون زد فروغ
دل فراخان را بود دست فراخ — چشم کوران را عثار سنگلاخ
هر که او جنس دروغست ای پسر — راست نیش او نباشد معتبر
هر کرا دندان صدقی رسته شد — از دروغ و از خباثت رسته شد

بیوقوف کہتے ہین کہ اس قصہ کو کاٹ دیجیے یہ غلط ہے اس لیے کہ یحیی علیہ السلام وضع حمل کے وقت اپنیون
اور بیگانون سب سے دور تھین مریم علیہا السلام کو حمل کے زمانہ مین کسی سے اتصال ہی نہین ہوا اور بیرون شہر سے
تا وضع حمل وہ واپس ہی نہین ہوئین اور جب تک وہ شیرین افسون یعنی حضرت عیسی علیہ السلام شغل بطن سے
فارغ نہ ہو گئے اور پیدا نہ ہوئے اس وقت تک وہ باہر سے شہر مین نہین آئین ہان جب وہ پیدا ہو گئے اس وقت
اونکو گود مین لیکر اپنے عزیزون مین آئین پس ایسی حالت مین یحیی علیہ السلام کی مان نے اونکو کہان دیکھا کہ ان سے
یہ واقعہ کہا ہو بات یہ ہے کہ اس واقعہ کی حقیقت وہی سمجھ سکتا ہے جو اہل دل ہو اور مغیبات عالم کا مشاہدہ کرتا ہو
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مادر یحیی گو بصر سے دور تھین مگر چشم قلب کے سامنے ہو سکتی ہین۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ

جب کوئی مجاہدات و ریاضت سے اپنے جسم کو سوراخ دار بنا لیتا ہو یعنی حاجبیت کی صفت ولایت سے دور کرتا ہے تو وہ
اپنے دوست کو ظاہری آنکھیں بند کرکے بھی دیکھ سکتا ہے۔ اچھا ہم نے مانا کہ ان لوگوں نے آپکو چشم ظاہری
سے دیکھا تھا نہ چشم باطنی سے لیکن تمکو حکایت سے مقصود حاصل کرنا چاہیے۔ واقعہ کی تصدیق و تکذیب سے
کیا غرض۔ آخر تو ایسے اور فرضی قصے بھی تو سنتا ہی ہے اور انکو یون بیٹھا ہوا ہے جس طرح نہین لفظ نقش کو سُلاگ
یہ کہ دمنہ سے کلیلہ نے یون کہا وغیرہ وغیرہ اچھا بتلا کہ کلیلہ دمنہ کی بات بدون گفتگو کے کیونکر سمجھ سکتا ہے اور اگر
وہ آپس مین ایک دوسرے کی گفتگو کو سمجھ سکتے تھے تو آدمی نے بدون گویائی انسانی کے کیسے سمجھا کہ کتاب
بنا دی۔ اور بیل اور شیر کے درمیان دمنہ قاصد کیسے بنا۔ اور کیسے دونون کو شیشے مین اتارا اور شیر کا وزیر
بیل کیونکر ہو گیا۔ اور ہاتھی چاند کے عکس سے کیونکر ڈر گیا۔ یہ کلیلہ سب اول سے آخر تک افترا ہے ورنہ
کجا گیدڑ کہاں بیل کجا شیر۔ انکا آپس مین کیا جوڑ اور لکلک اور کوّے کا کیا مقابلہ اور بات اصل وہی ہے جو ہمنے
کہی ہے یعنی یہ کہ قصہ پیمانہ کی مثل غیر مقصود ہے اور حقیقت اوس کے اندر مثل دانہ کے مقصود ہے پس عاقل
دانہ معنی کو لے لیتا ہے اور اگرچہ پیمانہ الفاظ بھی اسکے ساتھ منقول ہوتا ہے مگر اسپر نظر نہین کرتا۔ اور اوس کی
تحقیق و تفتیش کے درپے نہین ہوتا۔ خیر یہ قصہ تو ایک درجہ مین احتمال صدق رکھتا بھی ہے۔ لیکن جو قصے ایسے ہین
جنمین صدق کا احتمال ہی نہین تمکو ایسے قصے بھی سُننا چاہئین اور ان سے حقیقت اخذ کرنی چاہئے پس تو
بلبل و گل کا قصہ سُن اگرچہ وہاں گفتار نہین اور شمع و پروانہ کا ماجرا سن۔ اور اس سے حقیقت اخذ کرلے گو یہان
گفتار نہین۔ مگر حقیقت گفتار تو ہے۔ پس تجھے بلند پروازی اختیار کرنی چاہئے اور طالب معنی ہونا چاہئے اور الو
کیطرح پستی مین نہ اڑنا چاہئے۔ اور صورت مین نہ الجھنا چاہئے جیسے کسی نے شطرنج مین کہا تھا کہ یہ رخ کا گھر ہے تو
دوسرے نے کہا کہ رخ کے پاس گھر کہاں سے آیا۔ کیا اوسنے خریدا تھا۔ یا اوسکو میراث مین ملا تھا۔ لاحول ولا قوۃ
ارے بہت مبارک ہے وہ شخص جو حقیقت کی طرف متوجہ ہو اور صورت کو نظر انداز کرے۔ ایک حکایت اور یاد آگئی
ایک نحوی نے کہا زید ضرب عمرا سامع نے کہا کہ زید نے عمرو کو بلا جرم کیون مارا اور عمرو کا زید نے کیا قصور دیکھا تھا
کہ بلا قصور اوسکو غلام کیطرح مارا۔ اوسنے کہا کہ یہ مثال ہے۔ اور معنی سے اسکو وہی نسبت ہے جو پیمانہ کو دانہ سے
پس تم پیمانہ کو چھوڑ دو اور دانہ کو لے لو یعنی معنی اور مقصود مثال سمجھ لو۔ اور غیر مقصود کو چھوڑ دو یہ عمرو و زید فقط
اعراب سمجھانے کے لیے ہین۔ اگر یہ جھوٹے بھی ہون تو تمہارا کیا نقصان ہے۔ تم اعراب سے کام رکھو کہا مین
یہ نہین جانتا۔ مجھے تو یہ بتلاؤ کہ زید نے عمرو کو کیون بے قصور اور بلا خطا مارا۔ اسنے مجبور ہو کر ایک بیہودہ بات
گڑھی اور کہا کہ عمرو نے ایک واؤ زاید چرا لیا تھا۔ زید کو اطلاع ہو گئی اور اسنے چور کو مارا کیونکہ اوسنے تعدی
کی تھی اس لیے اوسکی تادیب مناسب ہے۔ تب اوسنے کہا کہ اب تم نے ٹھیک کہا ہے۔ اسکو مین دل سے
قبول کرتا ہون۔ بات یہ ہے کہ کج فہم اور کج فہم لوگون کو ٹیڑھی ہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔ اگر تم کسی احول
سے کہو کہ چاند ایک ہے تو کہیگا کہ ایک تو نہین معلوم ہوتا۔ اور اگر کوئی دل لگی مین اس سے کہے کہ چاند
دو ہین تو اوسکو صحیح سمجھیگا واقعی بدبخت آدمی کی یہی سزا ہے کہ غلطی ہی مین پڑا رہے جھوٹون ہی کے ساتھ
مجتمع ہو چنانچہ الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات قرآن مین ہے۔ پس جو خبیث سے مناسبت

رکھنے کی بات کو صحیح نہ سمجھے گا ۔ کیونکہ ہر چیز اپنا مناسب ڈھونڈھتی ہے ۔ چنانچہ فراخ دل لوگون کا تھیلا فراخ ہوتا ہے اور اندھون کے لیے سنگلاخ کی ٹھوکر ہوتی ہے اور جسکے اندر سچائی کے دانت نکلے ہین یعنی جسکے اندر سچائی ظاہر ہوئی ہے وہ جھوٹ اور خباثت سے بچ گیا ۔

نادانون کا اس قصہ پر اشکال کرنا اور انکا جواب

شرح شبیری ۔ ابلہان الخ یعنی بیوقوف لوگ اس فسانہ کے متعلق کہتے ہین کہ اسکو کاٹ دو اس لیے کہ جھوٹ ہے اور غلط ہے ۔

زانکہ الخ یعنی اس لیے کہ مریم علیہا السلام نے وضع حمل کے وقت تو اپنے پرائے سب سے الگ اور دور تھین ۔

مریم الخ ۔ یعنی مریم علیہا السلام حمل کے زمانہ مین کسی سے ملی ہی نہین اور وہ تو شہر کے باہر سے واپس ہی نہین ہوئین مطلب یہ ہے کہ مورخین لکھتے ہین کہ حضرت مریم علیہا السلام کو فوراً حمل رہا ۔ اور وہ فوراً ہی جنگل گئین اور فوراً اونکو وضع حمل ہو گیا ۔ تو وہ تو حمل مین کسیکے پاس بیٹھی ہی نہین بلکہ وہ سیدھی جنگل کو گئین اور وہان سے بچہ لیے ہوئے آئین تو بھلا یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اونکے پاس ایام حمل مین تھین کب جو آپ مین تعلیم نے سجدہ کیا ۔ اور اس اعتراض کا بیجا ہونا ظاہر ہے ہان اعتراض وہی بیجا ہے کہ جب مریم علیہا السلام حاملہ ہوئی ہین تو یحییٰ علیہ السلام پیدا ہو چکے تھے ۔ چونکہ یہ بیجا اعتراض ہے اس لیے مولانا معترضین کو ابلہ بناتے ہین ۔ ورنہ اگر یہ اعتراض سنتے تو شاید ہرگز خفا نہ ہوتے اور معترض کہتا ہے کہ ۔

اندرون الخ ۔ یعنی بیرون شہر سے وہ شیرزن دم جب تک کہ فارغ نہ ہو چکین شہر کے اندر آئین ہی نہین ۔

چون بزادش الخ ۔ یعنی جب اونکو جن لیا تو اسوقت گود مین اونکو لیکر کنبہ کے پاس تشریف لائین ۔

مادر یحییٰ الخ یعنی یحییٰ علیہ السلام کی والدہ نے اون کو دیکھا ہی کب تاکہ وہ ماجرے کے طور پر اس بات کو بیان کرتین ۔ یہانتک اعتراض ختم ہوا آگے جواب فرماتے ہین کہ ۔

این بداند الخ ۔ یعنی اسکو تو وہ جانے کہ جو اہل دل ہو اور آفاق کا غائب اسکے لیے حاضر ہو مطلب یہ کہ جن حضرات کے سامنے حقائق اشیاء منکشف ہین وہ اسکو سمجھ سکتے ہین اونکو ہرگز شبہ نہین ہو سکتا ۔ اس لیے کہ یہ بھی تو ممکن ہے کہ ۔

پیش مریم الخ ۔ یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی نظر کے سامنے آگئی ہون اور بصر ظاہری سے دور ہون مطلب یہ کہ یہ ممکن ہے کہ اونھون نے آپس مین بذریعہ اشراق کے گفتگو کر لی ہو ۔ اور آمنے سامنے آگئی ہون اور کشف ہو گیا ہو ۔ یہ کیا ضرور ہے کہ حسًّا ہی سامنے ہوئی ہون ۔ جب ہی سامنے کہا جاوے اور یہ کچھ بعید نہین ہے اس لیے کہ ۔

دیدہ بستہ الخ یعنی آنکھون کو بند کیے ہوئے ہی دوست کو دیکھ لیتا ہے جبکہ کوئی کھال کو چھلنی بنا لے مطلب یہ ہے کہ دیکھو اگر کسی کی آنکھون کے آگے چھلنی لگی ہو تو اسکو ساری چیزین نظر آتی ہین با وجودیکہ ایک حائل ظاہرا موجود ہے اسی طرح جو حضرات کہ اہل اللہ ہوتے ہین اون کی چشم قلب چونکہ روشن ہوتی ہے تو یہ حجب ظاہری مکانی اونکو ادراک سے مانع اور حائل نہین ہوتے ۔ تاکہ اگر وہ ان چشمان ظاہر کو بند بھی کر لین تب بھی اونکو

اور اگر تاہم تو اسیطرح حضرت مریم علیہا السلام نے اون سے اور اونھون نے ان سے باتین کی ہین تو کیا عجب ہے
جواب تو اس معترض کے اعتراض کا ہو گیا اور سچ یہ ہے کہ اس اعتراض کا جواب بالکل کافی یہی ہے۔ آگے اس قصہ کو غلط تسلیم کرکے جواب دیتے ہین اور وہی ایک ایسا جواب ہے کہ جو سارے اعتراضون کو بند کر دیتا ہے فرماتے ہین کہ
ورندیدش - الخ - یعنی اور اگر اونھون نے اوسکو نہ باہر سے دیکھا اور نہ اندر سے تو تو حکایت سے نتیجہ لے لے مطلب یہ ہے کہ ہم نے مانا کہ یہ قصہ غلط ہے اور کسی نے کسی کو نہ دیکھا۔ اور نہ کسی سے بات کی مگر تم کو اس سے کیا۔ تم کو چاہیئے کہ اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے اوسکو نکا لو۔ اور اس سے معنی اخذ کرکے اوسپر عمل کرو۔ یعنی اہل اللہ کا اتباع بوجہ کمال کرو تو اگر ہمارا یہ قصہ غلط ہی ہوا تو کیا ہوا اصل مقصود تو یہ نتیجہ ہے اور یہ دوسرے دلائل سے ثابت ہو تو اس کے غلط ہو جانے سے ہمارا مدعا تو ثابت رہا۔ اوسمین کیا خرابی آ گئی۔ ایک قصہ نہین ہے تو نہ سہی اور فرماتے ہین کہ۔
نے چنان الخ - یعنی کیا یہ بات نہین ہے کہ تم نے بہت سے افسانے سنے ہین اور نشین کی طرح اون کے نقش پر چپک گئے ہو مطلب یہ کہ جسطرح لفظ نقش کے ساتھ شین لگا ہوا ہے کہ جبتک یہ لفظ باقی ہے اوسکے ساتھ شین لگا ہوا ہے۔ اسی طرح تم نے بہت سے افسانے سنے ہین اور اونپر جم گئے ہو اور اونکو بالکل یقین کر لیا ہے تو اگر اسکو بھی مان لوگے تو کیا حرج ہو۔ اور قصے تو ایسے ایسے مشہور ہین کہ جن پر بہت ہی اعتراض سخت وارد ہوتا ہے جیسے کہ کلیلہ اور دمنہ کا قصہ کہ بالکل خلاف عقل ہے کہ دو جانور اس طرح باتین کرین اور اگر کرین بھی تو اونکو پھر انسان سمجھ کر ضبط کرے۔ تو ان ایسے قصون سے مقصود اصل وہ نتیجہ ہوتا ہے جس کو کہ افسانہ گو بعد مین نکالتا ہے۔ لہذا ہمارے اس قصہ سے بھی نتیجہ نکال لو اور اس پر عامل رہو۔ آگے یہی بیان فرماتے ہین کہ کلیلہ دمنہ کا قصہ قابل اعتراض ہے مگر اصل مقصود اوس سے نتیجہ ہے۔
تا ہمیگفت الخ - یعنی یہانتک لوگ کہتے ہین کہ اوس کلیلہ نے بے زبان دمنہ کی بات بے بیان کئے ہوئے کس طرح سن لی
ور بدانستند الخ - یعنی اور اگر اونھون نے ایک دوسرے کی آواز سمجھ بھی لی مگر اس افسانہ کہنے والے نے بے نطق کے اونکی بات کو کسطرح سمجھ لیا
درمیان الخ - یعنی پھر شیر اور گائے کے درمیان وہ دمنہ رسول کس طرح بنا اور دونون پر کس طرح افسون پڑھ دیا اسلئے کہ انکی تو سب کی زبانین اور آوازین مختلف تھین اگر آپس مین دمنہ اور کلیلہ نے بھی باتین کی لین مگر ان سب مین آپس مین گفتگو کس طرح ہوتا۔
چون وزیر الخ - یعنی شیر کا وزیر بیل کس طرح ہو گیا اور چاند کے عکس سے ہاتھی کس طرح ڈر گیا۔
این کلیلہ - الخ - یعنی یہ کلیلہ اور دمنہ سب غلط ہے ورنہ کوے کے ساتھ لکلک کا کیا مقابلہ ہے مطلب یہ کہ کوئی معترض اس قصہ کلیلہ دمنہ کو غلط کہے اور یہ کہے کہ بھلا آپس مین کوئی مناسبت بھی تو ہو کہان گیدڑ اور کہان شیر اور کہان بیل اور ہاتھی تو یہی کہا جاتا ہے کہ میان اس سے مقصود وہ نتیجہ ہے تو اسیطرح ہمارا قصہ اگر غلط ہی ہو تو کیا ہے مقصود اس سے نتیجہ ہے اوسکو نکالو اور اوسپر عامل ہو فرماتے ہین کہ۔
اے برادر الخ - یعنی ارے بھائی قصہ تو پیمانہ کی طرح ہے اور اوسکے اندر معنی دانہ کی طرح ہین۔
دانہ معنی الخ - یعنی عاقل تو دانہ اور معنی کو لیتا ہے اور اگر پیمانہ منتقل بھی ہو جاوے تو وہ اوسکو نہین دیکھتا مطلب یہ کہ اگر کسی پیمانہ مین دانہ بھرے رکھے ہین اور وہ پیمانہ کہین ایک طرف ہٹ گیا مگر دانے اوسی طرح رکھے

رہے یعنی جو عاقل ہو وہ اس پیمانہ کو یعنی قصہ کو چھوڑ دیگا اور اوس کے درپے نہو گا بلکہ جب اوسکو اوس سے حاصل ہے
تو اوسکو کسی شے کی ضرورت نہین تو اسی طرح قصہ میں جو بات قابل قبول ہے مرد عاقل تو اوسکو لے گا تو اگر وہ
قصہ غلط بھی ہو جاوے مگر وہ امر ثابت رہے تو وہ قصہ کے درپے نہ ہو گا بلکہ وہ اوس نتیجہ پر قائم رہے گا اسلیے
کہ وہ بات حاصل ہے۔

گل و بلبل اور پروانہ و شمع کی حالت کے بیان مین

ماجرا اے بلبل الخ یعنی بلبل اور گل کے ماجرے کو سنو اگرچہ کوئی بات اس جگہ ظاہر نہین ہے مطلب یہ کہ دیکھو بلبل
تو گل کا عاشق ہے اور کہتے ہیں کہ بلبل گل کی بیوفائیون کی حکایت کرتی ہے اور اپنی حالت کو رو رو کر
اشتاق ہے مگر کوئی کہدے کہ کس نے سنا ہو کہ وہ روتی ہوا اور بیان کرتی ہو بس معلوم ہوا کہ ایسی باتون کے
غلط ہونے سے اصل مقصود غلط نہین ہوا کرتا۔ یعنی اوس کے رونے نہ دیکھنے سے یہ کب لازم آیا کہ اوسکو محبت
گل بھی نہین ہے آگے اور اسی کی مثال دیتے ہین۔

ماجرا اے الخ یعنی شمع کا پروانہ کے ساتھ ماجرا اسکو اور اسکی مثالون سے معنی کو حاصل کرو۔

گرچہ گفتی الخ یعنی اگرچہ کوئی آواز نہین ہے مگر بات کے اسرار ہین اور عروج کر جنکے طرح پستی مین نزول مت کر
مطلب یہ کہ دیکھو شمع و پروانہ کو آپس مین عاشق کہتے ہین مگر بظاہر کوئی عشق کی علامت نہین ہے تو اس سے تم
نتیجہ حاصل کرو اور علوم و معارف حاصل کرو پستی مین مت رہو اسکی اور مثال سنو کہ۔

گفت الخ یعنی کسی شطرنجی نے شطرنج مین کہا کہ یہ رخ کا خانہ ہے تو دوسرے نے کہا کہ بھلا اوسکو یہ گھر کہان سے حاصل ہوا
خانہ را الخ یعنی اوس نے گھر کو خریدا ہے یا میراث مین پایا ہے تو خوش نصیب وہ ہے جو کہ معنی کیطرف دوڑا مطلب
یہ ہوا کہ اگر کوئی رخ کے خانہ کو کہنے لگے کہ بھلا جناب اوسکو کہان سے حاصل ہوا اوسنے یہ گھر کیا میراث
مین پایا تھا۔ یا کیا تو اس معترض کو بیوقوف ہی کہا جاوے گا اور اس کے اس اعتراض سے اوس رخ کے
خانہ ہونے مین کوئی خرابی بھی واقع نہ ہو گی۔ اسی طرح اگر یہ قصہ غلط ہی ہو گیا تو کیا ہوا اصل مقصود مین کیا
کھنڈت واقع ہو گی۔ پھر اسکو اور کھول کرتے ہین کہ۔

گفت الخ یعنی کسی نحوی نے کہا کہ قد ضرب زید عمرا تو دوسرا بولا کہ بھلا بھلا اوسکو کیون مارا۔

عمرو را الخ یعنی عمرو کی کیا خطا تھی جو اوس زید خام خیال نے اوسکو غلام کی طرح بیگناہ مارا۔

گفت الخ یعنی اوس نحوی نے کہا کہ الفاظ تو معنی کے پیمانے ہوتے ہین تم اوس کے گندم کو لے لو کہ پیمانہ تو رد ہے
عمرو و زید الخ یعنی عمرو اور زید تو اعراب کے اور بنا کے واسطے ہین تو اگر یہ غلط بھی ہے تم اوس سے اعراب کے
ساتھ موافقت کرو یعنی اوس نحوی نے کہا کہ یہان یہ تو اسلیے ہے کہ اس سے فاعل و مفعول کا اعراب معلوم ہو جاوے۔
تو اگر یہ غلط بھی ہو تو کیا ہے تم تو اس سے اعراب کو پہچان لو کہ وہی مقصود اصلی ہے۔

گفت الخ یعنی وہ شخص بولا کہ مین بغیر اسکے سمجھون گا نہین کہ عمرو کو زید نے بیگناہ اور بیخطا کس طرح مارا۔ یعنی جب
نحوی نے وہ جواب دیا کہ مقصود کو حاصل کر لو تو یہ صاحب بولے کہ نہ صاحب میری تو سمجھ مین نہین آتا کہ بھلا

عمرو کو زید نے بیٹا لیون مارا - اگرچہ سمجھ مین نہ آیا تو مین پڑھا بھی نہین جب استاد نے دیکھا ہو اوسنے ایک بات نکالی -

گفت الخ - یعنی نحوی نے آخر ایک حرف کی کھوئی اور کہا کہ عمرو نے ایک واو زیادہ چرا لی تھی -

زید واقف الخ - یعنی زید واقف ہوگیا اور اوس کے چور کو اوسنے مارا اس لیے کہ جب حد سے کوئی گذر گیا تو اوسکو حد لگانا ہی لائق ہو مطلب یہ کہ اصل مین عمرو ایک واو جو اوسکے ساتھ لکھی جاتی ہے زیادہ چرا لی تھی - زید کو خبر ہوئی - تو اوس نے اوس سے مانگی مگر اوس نے نہین چھپا دی لہذا زید نے اوسکو پیٹا یہ جواب جیسا نور بھرا ہے سب کو معلوم - کیا ضرب زید عمر اسے یہی مقصود ہو - مگر جونکہ کج فہم تھا اس لیے اسکو قبول کیا اور بہت خوش ہوا کہ ہان آخر یہ بات نکلی نہ - تو مولانا فرماتے ہین کہ جو کج ہوتے ہین وہ کج ہی بات کو قبول کرتے ہین - فرماتے ہین کہ -

باطلون کا باطل ہی بات کو قبول کرنا

گفت الخ - یعنی اوس معترض نے کہا کہ ہان اب ٹھیک ہو مین نے دل وجان سے قبول کیا - (مولانا فرماتے ہین کہ ٹیڑھے کو سیدھی بات ٹیڑھی نظر آیا کرتی ہو اور ٹیڑھی درست) آگے اسکی ایک مثال ہو کہ -

گر بگوئی الخ - اگر کسی بھینگے سے کہو کہ چاند ایک ہے تو وہ ضرور کہیگا کہ بھائی ایک ہونے مین تو شبہ ہے -

ور بدو خندد الخ - یعنی اور اگر کوئی اوس سے مذاق کرے اور کہدے کہ ہان دو ہی ہین تو اب ٹھیک سمجھے گا - اور یہ خوگی یہی سزا ہے کہ اوسکو دہوکہ مین رکھا جاوے جیسا کہ حضرت حافظ رح فرماتے ہین ؎ با مدعی مگوئید اسرار عشق ومستی + بگذار تا بمیرد در رنج خود پرستی - آگے مولانا فرماتے ہین کہ -

بر دروغان الخ - یعنی جھوٹون پر تو جھوٹ ہی جمع ہوتا ہے (اور اس مضمون کو) الخبیثات للخبیثون نے فروغ دیدیا ہو ہر کرا الخ - یعنی ارے صاحبزادے جو شخص کہ جھوٹ کی جنس سے ہوتا ہے اوس کے سامنے سچ معتبر نہین ہوا کرتا - اس لیے کہ وہ اوس کے مناسب ہوتا ہی نہین اور جنس کہ آپس مین مناسب ہوتی ہین وہی ملا کرتی ہین اور ایک دوسرے کے پاس آتی ہین ورنہ ایک دوسرے سے الگ رہتی ہین آگے متناسبین کے جمع ہونے کی نظائر بیان فرماتے ہین کہ -

دل فراخان الخ - یعنی دل فراخ لوگون کا ہاتھ تو فراخ ہوتا ہے اور اندھونکو سنگلاخ زمین کی ٹھوکرین - اسیطرح جھوٹون کو جھوٹ سے اور بچے کو بچون سے مناسبت ہوتی ہے آگے فرماتے ہین کہ -

ہر کرا الخ - جسکے دہنت کہ بچائی سے بچے ہین - وہ جھوٹ سے اور خباثت سے چھوٹ گیا - اور جو کہ ایسا نہین ہے اوسکو کذب ہی سے رغبت ہوتی ہے - تو اسیطرح جو لوگ کہ ظاہرین ہوتے ہین اونکو صرف الفاظ ہی سے رغبت ہوتی ہے وہ معانی کیطرف التفات ہی نہین کرتے جیسا کہ ویرگذرا کہ حکایت عیسی و یحیی علیہما السلام سے جو مقصود تھا اوسکو تو سمجھا نہین صرف الفاظ کو دیکھکر بول اوٹھے کہ ارے یہ تو غلط ہے پس جو الفاظ مین رہتا ہو وہ ہمیشہ سرگردان رہتا ہے اور مقصود کبھی حاصل نہین ہوتا - جیسا کہ ایک اور حکایت سے معلوم ہوتا ہو آگے اوس حکایت کو بیان فرماتے ہین کہ -

شرح شبیبی

گفت دانائے برائے داستان	کہ درختے ہست در ہندوستان

ہر کسے کز میوۂ او خورد و برد	نے شود او پیر نے ہرگز بمرد
پادشاہے این شنید از صادقے	بر درخت و میوہ اش شد عاشقے
قاصدے دانا ز دیوان ادب	سوئے ہندوستان روان کرد از طلب
سالہا میگشت آن قاصد ازو	گرد ہندوستان براے جستجو
شہر شہر از بہر این مطلوب گشت	نے جزیرہ ماند نے کوہ و نہ دشت
ہر کرا پرسید کردش ریشخند	کاین کہ جوید جز مگر مجنون بند
بس کسان صفعش زدند اندر مزاح	بس کسان گفتند کاے صاحب فلاح
جستجوئے چون تو زیرک سینہ صاف	کے تہی ماند کجا باشد گزاف
وین مراعاتش بدے صفع دگر	وین ز صفع آشکارا سخت تر
می ستودندش بتسخر کاے بزرگ	در فلان اقلیم بس ہول و سترگ
در فلان بیشہ درختے ہست سبز	بس بلند و پہن و ہر شاخیش گبز
قاصد شہ بستہ در جستن کمر	می شنید از ہر کسے نوعے دگر
بس سیاحت کرد آنجا سالہا	می فرستادش شہنشہ مالہا
چون بسے دید اندران غربت تعب	عاجز آمد آخر الامر از طلب
ہیچ از مقصود اثر پیدا نشد	زان غرض غیر خبر پیدا نشد
رشتۂ امید او بگستہ شد	جستۂ او عاقبت ناجستہ شد
کرد عزم بازگشتن سوئے شاہ	اشک می بارید و می برید راہ
بود شیخے عالمے قطبے کریم	اندران منزل کہ آیس شد ندیم
گفت من نومید پیش او روم	ز آستان او بره اندر شوم
تا دعائے او بود ہمراہ من	چونکہ نومیدم من از دلخواہ من
رفت پیش شیخ با چشم پر آب	اشک می بارید مانند سحاب
گفت شیخا وقت رحم و رافت است	ناامیدم وقت لطف این ساعت است
گفت واگو کز چہ نومیدیستت	چیست مطلوب تو رو با چیستت
گفت شاہنشاہ کردم اختیار	از براے جستن یک شاخسار
کہ درختے ہست نادر در جہات	میوۂ او مایۂ آب حیات
سالہا جستم ندیدم زو نشان	جز کہ طنز و تسخر این سرخوشان
شیخ خندید و بگفتش اے سلیم	این درخت علم باشد در علیم
بس بلند و بس شگرف و بس بسیط	آب حیوانے ز دریائے محیط
تو بصورت رفتۂ اے بیخبر	زان ز شاخ معنی بے بار و بر

که درختش نام شد گه آفتاب　　گاه بحرش نام گشت و گه سحاب
آن یکی کش صد هزار آثار خاست　　کمترین آثار او عمر و بقاست
گرچه فردست او اثر دارد هزار　　آن یکی را نام شاید بے شمار
آن یکی شخصے ترا باشد پدر　　درحق شخص دگر باشد پسر
درحق دیگر بود قهر و عدو　　درحق دیگر بود لطف و نکوئ
درحق دیگر بود او عم و خال　　درحق دیگر بود هیچ و خیال
صد هزاران نام واو یک آدمی　　صاحب هر وصفش از وصفے عمی
هر که جوید نام گر صاحب ثقه است　　همچو تو نومید اندر تفرقه است
تو چه بر چسپی برین نام درخت　　تا بمانی تلخکام و شور بخت کم
صورت ظاهر چه جوئی ایجوان　　رو معانی را طلب اے پهلوان
صورت ظاهر بود چون قشر و پوست　　معنی اندر وے چو مغز ای یار و دوست
درگذر از نام بنگر در صفات　　تا صفاتت ره نماید سوئے ذات
گم شوی در ذات وآسائی زخود　　چشم تو یکرنگ بیند نیک و بد
اختلاف خلق از نام اوفتاد　　چون بمعنے رفت آرام اوفتاد
اندرین معنی مثالے خوش شنو　　تا نمائی تو اسامی را گرو

کسی دانانے قصے کے طور پر کہا کہ ہندوستان مین ایک درخت ہے جو شخص اوسکا میوہ کھا لیتا ہے نہ تو وہ مرتا ہے اور نہ بڈھا ہوتا ہے ایک بادشاہ نے ایک سچے شخص کی زبانی یہ بات سنی تو اوس درخت اور پھل پر عاشق ہوگیا۔ اپنے دیوان ادب سے ایک قاصد اوسکی تلاش کے لیے روانہ کیا وہ قاصد اوس کی جستجو مین برسون گھومتا رہا۔ ہر ہر شہر مین اسکی تلاش مین گیا نہ کوئی جزیرہ بچا نہ کوئی پہاڑ نہ کوئی جنگل جس سے پوچھتا تھا وہی اوس پر ہنستا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اس درخت کو وہی تلاش کر سکتا ہے جو مجنون اور لائق قید ہو بہت سے لوگ مذاق مین اوس کے چپت لگاتے تھے بہت سے لوگ استہزاءً کہتے تھے کہ اے کامیاب یہ لوگ تو بیہودہ مین جو تجھ پر ہنستے ہین بھلا تجھے دانا اور روشن ضمیر کی جستجو کہین خالی جا سکتی ہے۔ اور لغو ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہین پس تجھے شخص کی طلب ہی دلیل ہے اوس کے وجود کی اور علامت ہے اوسکے ملنے کی۔ یہ خاطرداری اسکے لیے ایک اور چپت ہوتی تھی۔ جو اس محسوس چپت سے سخت ہوتی تھی لان جراحات السنان لہا التیام ولا یلتام ما جرح اللسان۔ کبھی لوگ مسخرہ پن سے بیان کرتے تھے کہ جناب وہ عظیم الشان درخت فلان جگہ ہے اور فلان جنگل مین ایک سرسبز درخت ہے جو بہت اونچا اور بڑا ہیبتناک ہے اور جسکے ڈالے بہت موٹے موٹے ہین۔ (وہ تمہارا مطلوب ہے) یہ سن کر قاصد اوسکو تلاش کرنے پر آمادہ ہوتا تھا اور جب وہان اوسکو نہ پاتا تھا اور ون سے دریافت کرتا تھا تو وہ اور کچھ پتے بتاتا تھا۔ غرض ہر ایک اوسکی علیحدہ علیحدہ نشانیان بیان کرتا تھا۔ القصہ اسنے وہان بہت برسون تک سیاحی کی اور بادشاہ بہت کچھ مال اوسکے پاس بھیجتا رہا گو

چلا۔ اس سفر مین اسنے بہت کچھ تکلیفین اٹھائین تو بالآخر طلب سے عاجز ہوگیا کیونکہ مقصود کا کچھ بھی پتہ نہ لگا۔ اور سوائے خبر کے اور کچھ بھی معلوم نہوا اسکی امید کا رشتہ ٹوٹ گیا اور اسکا کیا دھرا سب برباد ہوگیا۔ تب اوسنے بادشاہ کی حضور مین واپسی کا ارادہ کیا۔ وہ اپنی ناکامی پر روتا جاتا تھا اور رستہ قطع کرتا جاتا تھا۔ جس منزل کا وہ ناامید شخص ندیم ہوا تھا یعنی جس منزل کو وہ طے کر رہا تھا اتفاقاً وہان ایک شیخ اور عالم اور قطب کرم رہتے تھے اسنے کہا کہ مین ناامید ہوکر اب ان بزرگ کے پاس جاتا ہون اور انکے آستانہ سے ہوکر پھر کہین جاؤنگا تاکہ انکی دعا بھی میرے شامل حال ہو۔ کیونکہ مطلوب سے تو مین ناامید ہو چکا ہون یہ سوچ کر وہ روتا ہوا شیخ کے پاس گیا اسکے رونے کی یہ حالت تھی جیسے مینہ برس رہا ہو وہان جا کر عرض کیا کہ حضور یہ رحم اور مہربانی کا وقت ہے چونکہ مین ناامید ہون اس لیے مہربانی کا یہی وقت ہے ارشاد ہوا کہ بیان کرو تمھین کس بات سے ناامیدی ہے تمھارا مطلوب کیا ہے اور کسکی طرف تمھاری توجہ ہے اوسنے کہا حضور بادشاہ نے مجھے ایک درخت کے تلاش کرنے کیلیے منتخب کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اطراف ہند مین ایک عجیب درخت ہے جس کا پھل وہ آب حیات ہے۔ مین نے برسون ڈھونڈھا مگر مجھے اوسکا پتہ نہین چلا۔ اور کچھ بھی مجھے نہ ملا بجز ان اوباشون کے طنز اور مسخرہ کے۔ شیخ ہنسے اور فرمایا کہ ارے بھولے آدمی وہ درخت کوئی حقیقی درخت نہین ہے بلکہ وہ درخت علم ہے۔ یہ درخت نہایت بلند اور وسیع پھیلا ہوا اور بہت عجیب ہے یہ دریائے محیط (حق سبحانہ) سے نکلا ہوا آب حیات ہے چونکہ تم صورت کیطرف چلے گئے اور اس سے تم نے درخت صوری سمجھا اس لیے تم شاخ معنی سے بے بار و بے بر رہے اور معنی سے تم منتفع نہ ہو سکے تم چونکہ صورت کی طرف چلے گئے راہ راست سے بھٹک گئے اس لیے تم کو مطلوب نہ ملا کیونکہ معنی کو تو چھوڑ ہی دیا۔ جس سے مطلوب کا سراغ لگتا پھر مطلوب کیونکر ملتا بات یہ ہے کہ علم ایک شے ہے اوسکے مختلف جہات سے مختلف نام ہین کبھی اوسکو درخت کہتے ہین کیونکہ اوس سے مختلف ثمرات مختلف ہوتے ہین کبھی اوسکو آفتاب کہتے ہین اس لیے کہ نور معنوی عطا کرتا ہے اور کبھی سمندر کیونکہ اوسکی کوئی حد و نہایت نہین۔ کبھی سحاب کہ اس سے آدمی کو حیات حاصل ہوتی ہے غرض وہ ایک شے ہے جس سے لاکھون آثار پیدا ہوتے ہین اور بہت کم درجہ کا اثر اوسکا یہ ہے کہ اس سے بقا حاصل ہوتی ہے [illegible] وہ گو ایک شے ہے مگر آثار اوسکے ہزارون ہین۔ اس لیے اس ایک شے کے نام بھی ہزارون ہین اور اس کثرت اسماء اور کم علمی کے سبب اختلاف واقع ہوتا ہے اور یہ لوگ کے لیے ناکامی اور محرومی [illegible] ہوتی ہے۔ اختلاف تو اس لیے ہوتا ہے کہ کوئی ایک اسم کو ایک شے کے لیے ثابت کرتا ہے دوسرا اوس سے اوسکی نفی کرتا ہے اور محرومی اس لیے کہ جب وہ اس اختلاف کو دیکھے گا تو مبہوت ہوجائیگا نیز اگر تمام مسئولین اس اسم سے ناواقف ہین تو کوئی بھی پتہ نہ بتا سکے گا مثلاً فرض کرو کہ ایک شخص ہے کہ وہ تمھارا باپ ہے اور دوسرے کا بیٹا۔ ایک کے لیے غضب [illegible] ہے دوسرے کے لیے لطف۔ ایک شخص کا چچا ہے دوسرے کا ماموں اور ایک شخص کے لیے کچھ بھی نہین اور اوس کے لیے محض وہم و خیال ہے غرض وہ ایک شخص ہے اوسکے ہزارون نام ہین۔ اب فرض کرو کہ اوس کے تمام ناموں کو کوئی نہین جانتا بلکہ ہر شخص صرف اوس وصف کو جانتا ہے جسکا اوس سے تعلق ہے باپ صرف یہ جانتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ بیٹا صرف یہ جانتا ہے کہ میرا

باب ہے - علی ہذا القیاس - پس اگر کوئی شخص اوسکو ایک نام سے تلاش کرے تو وہ لامحالہ تفرقہ مین پڑے گا - اور محروم ہوگا کیونکہ اگر وہ یہ دریافت کرے کہ فلان کا بیٹا کہان ہے تو دو صورتین ہون گی - یا تو مسئولین مین سے کوئی اوسکو اس پتہ سے جانتا ہے - یا نہین - بصورت ثانیہ محرومی ظاہر ہے اور بصورت اولے اختلاف ہوگا - ایک کہے گا میرا بیٹا فلان ہے دوسرا کہے گا وہ اسکا بیٹا نہین میرا باپ ہے - تیسرا کہے گا اسکا باپ نہین میرا چچا ہے علی ہذا القیاس اس صورت مین سائل مبہوت رہ جاوے گا اور محروم رہے گا - پس تو اسم درخت مین کیا اولجھتا ہے اسکا انجام تیری تلخ کامی اور شور بختی ہوگا اور تو صورت ظاہر کو کیا تلاش کرتا ہے جا حقائق طلب کر صورت وہیئت نہایت حقیر شے ہے اور چھلکے کی طرح غیر مقصود مغز اور مقصود تو معنی ہین لہذا معنی کو طلب کرنا چاہیے - اب مولانا فرماتے ہین کہ مجھے معلوم ہوگیا کہ اسماء معنی کے مقابلہ مین کوئی وقعت نہین رکھتے ہین اور وہ مطلوب نہین ہین پس تو اسماء ہی مین مت اولجھا رہ بلکہ اسماء سے صفات کی طرف ترقی کر کہ وہ اسماء کے مقابلہ مین معانی ہین تاکہ صفات تجھے ذات کی طرف رہنمائی کرین جو صفات کے مقابلہ مین معنی ہے - جب تو مشاہدہ ذات مین محو ہوجاویگا اس وقت خودی سے چھوٹ جاوے گا - اور تیری نظر مین نیک و بد سب ایک رنگ دکھائی دینگے یعنی بعض حیثیات سے اور وہ حیثیت مظہریت الٰہیہ ہے دیکھو یہ جو مخلوق مین اختلافات واقع ہے یہ سب نام ہی کے باعث ہے - اور جب کوئی شخص حقیقت تک پہونچ جاتا ہے پس سکون ہوجاتا ہے اس کے متعلق ہم ایک نہایت عمدہ مثال بیان کرتے ہین تاکہ تو اوس سے عبرت حاصل کرے کہ شخص نامون ہی کا پابند نہو -

ایک شخص کا اوس درخت کو تلاش کرنا کہ جو کوئی اُسکو کھالے وہ کبھی مرے نہین

شرح شبیری - گفت دانائے الخ - یعنی ایک شخص نے حکایت کے طور پر یہ کہا کہ ایک درخت ہندوستان مین ہے

ہرکہ الخ - یعنی جس کسی نے اوس مین سے کھا لیا وہ نہ تو بڈھا ہوا اور نہ کبھی مرا -

پادشاہ الخ - یعنی ایک بادشاہ نے ایک سچے آدمی سے اسکو سن لیا تو اوس درخت اور اس میوہ پر عاشق ہوگیا

قاصد دانا الخ - یعنی ادب مین سے ایک قاصد دانا کو ہندوستان کی طرف تلاش کرنے کو روانہ کیا -

سالہا میگشت الخ - یعنی اوس بادشاہ کا قاصد برسون تک جستجو کے لیے ہندوستان کے گرد پھرتا رہا -

شہر شہر الخ - یعنی اس مطلوب کے لیے شہر شہر مین پھرا نہ کوئی جزیرہ باقی رہا نہ پہاڑ نہ جنگل (سب جگہ تلاش کیا)

ہرکرا پرسید الخ - یعنی جس سے پوچھتا وہ اس کا مذاق اڑاتا کہ اسکو تو سوائے مجنون لائق بند کے اور کوئی تلاش نہ کرے گا مطلب یہ کہ لوگ کہتے تھے کہ بھلا اسکا تلاش کرنا تو بالکل بیوقوفی ہے -

بس کسان الخ - یعنی بہت سے لوگ تو مذاق مین اوس کے چپت مارتے اور بہت سے لوگ (مذاق سے) کہتے کہ اجی حضرت

جستجو چون توا الخ - یعنی آپ جیسے دانا اور سینہ صاف کی تلاش کب خالی جا سکتی ہے اور کب بیہودہ ہوسکتی ہے ہم جناب کو ضرور گوہر مقصود ہاتھ آوے گا - مولانا فرماتے ہین کہ -

دین مراعات الخ - یعنی اور یہ اونکی مراعات کرنا ایک دوسرا چپت تھا اور یہ اوس ظاہری چپت سے بھی

زیادہ سخت تھا - اس لیے کہ ؎ جراحات السنان لہا التیام + ولا یلتام ما جرح اللسان -

ی ستود ند الخ - یعنی سخن وَرون سے اوسکی تعریف کرتے تھے کہ حضرت فلان جگہ ایک بہت بڑا درخت تھا -

در فلان الخ - یعنی فلان جنگل مین ایک درخت سرسبز ہے بہت ہی بلند ہے اور خوفناک ہے اور اوسکی ہر شاخ بڑی موٹی ہے - ندا ضرور ہو کہ جناب جسکو تلاش کر رہے ہین وہی ہو گا غرضکہ اوسکو خوب مسخرہ بنا رکھا تھا اور اوسکی یہ حالت تھی کہ -

قاصد شہ الخ - یعنی قاصد شاہ تلاش کرنے مین کمر بستہ تھا اور ہر شخص سے ایک نئی بات سُن رہا تھا -

بس سیاحت الخ - یعنی اوس جگہ اوس نے سالہا سال تک سیاحت کی اور بادشاہ دسفر خرچ کیلیے مال روانہ کرتا تھا -

چون بسے دید الخ - یعنی جب اوس سفر مین بہت تعب دیکھا تو آخر کار تلاش سے عاجز رہگیا -

ہیچ الخ - یعنی مقصود کا کوئی اثر ظاہر نہوا اور اوس مقصود سے سوائے خبر کے اور کچھ حاصل نہ ہوا بس اتنی خبر تو تھی کہ ہو مگر یہ کہ کہان ہے اس ہی کا پتہ نہ چلا -

رشتہ امید الخ - یعنی اوسکی امید کا تاگا ٹوٹ گیا اور اسکا تلاش کیا ہوا آخر کار بے تلاش کیا ہوا ہو گیا مطلب یہ کہ جب بہت تلاش کیا اور نہ ملا تو ناامید ہو گیا اور باوجود اسقدر تلاش کے ایسا ہو گیا کہ گویا کہ تلاش ہی نہین کیا -

کرد عزم الخ - یعنی اوسنے بادشاہ کی حضور مین واپسی کا قصد کر لیا اور روتا جاتا تھا اور چلتا جاتا تھا یعنی اپنی ناکامی پر افسوس کر رہا تھا - اور بادشاہ کے پاس واپس جا رہا تھا -

ایک بزرگ کا اس شخص کو اس درخت کا پتہ بتلانا

بود شیخے الخ - یعنی ایک بزرگ عالم قطب کریم بھی اوس منزل مین تھے جہان کہ وہ ندیم شاہ ناامید ہو کر جا رہا تھا -

گفت الخ - یعنی اوسنے سوچا کہ مین ناامید ہو کر اونکی خدمت مین حاضر ہون اور اونکے آستانہ سے راستہ پر ہونگا مطلب یہ کہ وہ ناامید ہو کر جا رہا تھا راستہ مین سُنا کہ کوئی بزرگ ہین تو دل مین سوچا کہ لاؤ اونکے پاس ہوتے چلین شاید اگر کچھ پتہ چل گیا تو اونکے بتانے کے موافق راہ پر لگ لونگا -

تا دعائے الخ - یعنی تاکہ اوسکی دعا میرے ہمراہ ہو جاوے جبکہ مین اپنے مطلوب سے ناامید ہون مطلب یہ کہ ناامید دیکھکر شاید رحم کرکے دعا کردین اور مقصود حاصل ہو جاوے -

رفت پیش شیخ الخ - یعنی روتے ہوئے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آنسو بارش کی طرح برس رہے تھے -

گفت الخ - یعنی عرض کیا کہ حضرت یہ وقت رحم اور مہربانی کا ہے مین ناامید ہون یہی لطف کی گھڑی ہے

گفت الخ - یعنی شیخ نے فرمایا کہ بیان تو کرو کہ ناامیدی کس وجہ سے ہے اور تمہارا مطلوب کیا ہے اور کسکی تلاش ہے -

گفت الخ - یعنی اوس نے عرض کیا کہ بادشاہ نے مجھے ایک شاخ کی تلاش کے واسطے منتخب کیا ہے اور فرمایا ہے کہ درختے الخ یعنی ایک درخت اطراف ہندوستان مین عجیب ہے کہ اوسکا میوہ آب حیات ہے -

سالہا جستم الخ - یعنی مین سالہا سال تک تلاش کیا مگر اوسکا کوئی نشان نہ ملا بجز ان شریر لوگون کے مسخر کرنیکے یعنی لوگ مجھ سے مسخر کرتے ہین مگر اوسکا کچھ پتہ نہین چلتا -

شیخ خندید الخ - یعنی شیخ ہنسے اور اوس نے کہا کہ ارے سیدھے میان یہ علم کا درخت ہے اے علیم مطلب

اور اوس شیخ نے کہا کہ ارے میان وہ درخت جسکی تمھین تلاش ہے ام وجہ سے کہ حیات ابدی حاصل ہوتی ہے وہ درخت علم ہے اور جسنے بتایا ہے اوسکی یہی مراد ہے اوس درخت کی یہ حالت ہے کہ

بس بلند و الخ۔ یعنی بہت بلند ہے اور بہت قوی ہے اور بہت پھیلا ہوا ہے وہ ایک آب حیوان ہے ایک دریائے محیط سے۔ دریائے محیط سے مراد عالم غیب ہے مراد یہ کہ وہ علم بہت بلند اور قوی درخت ہے اور وہ ایک آب حیوان ہے جو کہ عالم غیب سے آتا ہے اور فرمایا۔

تو بصورت الخ۔ یعنی ارے بیخبر تو صرف صورت کو لیے ہوئے ہے اسی لیے شاخ معنی سے بے بار بر ہے یعنی تو جو صرف الفاظ کو دیکھ رہا ہے اور درخت حسی کی تلاش مین ہے اسی لیے اوس درخت معنی سے بے بہرہ ہے

تو بصورت الخ۔ یعنی تو صورت پر گیا ہوا ہے اور گم ہو رہا ہے اسی لیے تجھے ملتا نہین کہ تو نے معنی کو چھوڑ رکھا ہے۔ اگر تو اصل اور معنی کو تلاش کرتا تو ابتک حاصل کر لیتا اور نام کا کیا ہے نام کی تو یہ حالت ہے کہ۔

گہ درختش الخ۔ یعنی کبھی اوس کا درخت نام ہوا ہے اور کبھی آفتاب کبھی اوسکا نام بحر ہے اور کبھی سحاب ہے۔

آن یکے الخ۔ یعنی وہ ایک ہی ہے کہ اوس کے لاکھون آثار پیدا ہوئے اور سب سے کم اثر اوسکا عمر باقی ہے کہ علم سے حاصل ہوتی ہے

گرچہ فرد ست الخ۔ یعنی اگرچہ وہ اکیلا ہے مگر اوس کے آثار ہزارون ہین اور ایک ہی شے کے بیشمار نام ہوتے ہین آگے اس بیشمار اثر اور نام ہونے کی ایک نظیر لاتے ہین کہ۔

آن یکے الخ۔ یعنی ایک ہی شخص تمھارا تو باپ ہے اور دوسرے کے حق مین بیٹا ہے۔

در حق دیگر الخ۔ یعنی وہی شخص اور دوسرے کے حق مین قہر اور دشمن ہو اور پھر دوسرے کے حق مین سراسر لطف ہو اور نیک ہو۔

در حق دیگر الخ۔ یعنی اوس دوسرے کے حق مین وہی چچا اور ماموں ہے اور اورون کے حق مین وہم خیال ہے یعنی وہ کچھ سمجھتے ہی نہین بالکل ایک لاشے محض خیال کرتے ہین۔

صد ہزاران الخ۔ یعنی لاکھون نام ہین اور وہ ایک آدمی ہے اور ہر وصف والا دوسرے وصف سے اندھا ہے مطلب یہ کہ جس کے لیے وہ دشمن ہے اوسکے حق مین اوسکی نیکی کی صفت بالکل معدوم ہے تو ہر وصف والے کو دوسرے کی خبر نہین اسی طرح علم ایک شے ہے مگر اوس کی تعبیرات مختلف ہین۔ مگر جو ایک مین لگ گیا وہ دوسری سے بیخبر ہے اسی طرح یہ شخص جو نام مین لگ گیا تھا وہ اوسکے معنی سے اندھا تھا آگے فرماتے ہین کہ۔

ہر کہ الخ۔ یعنی جو شخص کہ نام کو تلاش کرے اگرچہ کیسا ہی بزرگ ہو وہ تیری طرح نا امید اور پراگندگی مین ہے۔

تو چہ الخ۔ یعنی تو اس درخت کے نام پر کیا چپکا ہوا ہے یہان تک کہ ناکام اور غور نمت ہے (تجھے چاہیے کہ حقیقت اور معنی کی تلاش کرے)

صورت ظاہر الخ۔ یعنی اے جوان تو صورت کو کیا تلاش کر رہا ہے جا معانی کو ڈھونڈھ اے پہلوان۔

صورت الخ۔ یعنی صورت ظاہری تو مثل قشر کے اور پوست کے ہوتی ہے اور اوسکے اندر معنی مغز کیطرح ہوتے ہین ای یا راد لائے دوست ۔

درگذر الخ۔ یعنی نام سے درگذر اور صفات کو دیکھ تاکہ صفات تیری رہنمائی ذات تک کرین۔ یعنی صفات پر

[illegible]

درگذر از نام و بنگر در صفات + تا صفاتت رہ نماید سوئے ذات +

نظر کرنے سے ذات ملجاویگی ورنہ نام ہی مین لگے رہوگے۔ اور جب ذات تک رسائی ہوجاویگی تو یہ حالت ہوگی کہ۔

گم شوی الخ۔ یعنی تم ذات مین گم ہوجاؤگے اور اپنے سے آرام سے ہوجاؤگے اور تمہاری آنکھ سب نیک و بدکو ایک رنگ دیکھیگی۔ مطلب یہ کہ معانی اور حقیقت کیطرف التفات کرو کہ اوس سے ذات حق تک رسائی ہوگی اور درجہ فنا حاصل ہوگا۔ پھر اپنی بھی خبر نہ رہے گی اور تمام افعال وغیرہ سب اوسی طرف سے نظر آوینگے۔ مقصود یہ ہے کہ تم کو چاہئے کہ تجلی افعالی سے تجلی صفاتی اور تجلی صفاتی سے تجلی ذاتی کو حاصل کرو کہ پھر اپنی بھی خبر نہ رہے۔

اختلاف الخ۔ یعنی مخلوق کا اختلاف نام ہی کی وجہ سے پڑا ہے اور جب معنی کیطرف گئے تو آرام ہوگیا۔ اس لیے کہ اصل اور حقیقت ایک ہی ہے اوسکی تعبیرات مختلف ہین۔

اندرین الخ۔ یعنی اس معنی مین ایک عمدہ مثال سنو تاکہ تم نامون ہی مین گرو نہ رہو مطلب یہ کہ ہم نے جو کہا ہی کہ اختلاف اسما ہی کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت ایک ہے اور جنے حقیقت پر نظر کی اونے سب کچھ پالیا اس معنی مین ایک مثال سنو جس سے یہ واضح ہوجاویگا۔ آگے اوس مثال کو بیان فرماتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

چار کس را داد مردی یک درم　　هر یک از شهری فتاده بهم
فارسی و ترک و رومی و عرب　　جمله با هم در نزاع و در غضب
فارسی گفتا که این را چون دهیم　　هین بیا تا این بانگوری دهیم
آن یکی دیگر عرب بد گفت لا　　من عنب خواهم نه انگور ای دغا
آن یکی ترکی بد او گفت ای گزم　　من نمیخواهم عنب خواهم اوزم
آن یکی رومی بگفت این قیل را　　ترک کن خواهیم من استافیل را
در تنازع آن نفر جنگی شدند　　که ز سر نامها غافل بدند
مشت بر هم می زدند از ابلهی　　پر بدند از جهل و از دانش تهی
صاحب سری عزیزی صد زبان　　گر بدی آنجا بدادی صلحشان
پس بگفتی او که من زین یکدرم　　آرزوی جملتان را می خرم
چونکه بسپارید دل را بے دغل　　این درمتان می کند چندین عمل
یکدرمتان می شود چار المراد　　چار دشمن می شود یک ز اتحاد
گفت هر یکتان دهد جنگ و فراق　　گفت من آرد شما را اتفاق
پس شما خاموش باشید انصتوا　　تا زبانتان من شوم در گفتگو
گر سخنتان می نماید یک نمط　　در اثر مایه نزاع است و سخط
گر سخنتان در توافق موثق است　　در اثر مایه نزاع و تفرقه است
گرمی عاریتی ندهد اثر　　گرمی خاصیتی دارد هنر

سرکه را گر گرم کردی ز آتش آن / چون خوری سردی فزاید بیگمان
زانکه آن گرمی آن دهلیزی است / طبع اصلش سردی است و تیزی است
ور بود دوشاب ای پسر / چون خوری گرمی فزاید در جگر
پس ریای شیخ به ز اخلاص ما / کز بصیرت باشد آن وین از عمی
از حدیث شیخ جمعیت رسد / تفرقه آرد دم اهل حسد
چون سلیمان کز بی حضرت بتاخت / کو زبان جمله مرغان را شناخت
در زمان عدلش آهو با پلنگ / انس بگرفت و برون آمد ز جنگ
شد کبوتر ایمن از چنگال باز / گوسفند از گرگ ناورد احتراز
او میانجی شد میان دشمنان / اتحادے شد میان پر زنان
تو چو مورے بهر دانه میدوی / هین سلیمان جو چه می باشی غوی
دانه جو را دانه اش دامے شود / وان سلیمان جوے را هر دو بود
مرغ جانها را درین آخر زمان / نیست شان از همدگر یکدم امان
هم سلیمان هست اندر دور ما / کو دهد صلح و نماند جور ما
قول ان من امة را یاد گیر / تا به الا و خلا فیها نذیر
گفت خود خالی نبود است امتے / از خلیفهٔ حق و صاحب همتے
مرغ جانها را چنان یکدل کند / کز صفاشان بیغش و بیغل کند
مشفقان گردند همچون والده / مسلمون را گفت نفس واحده
نفس واحد از رسول حق شدند / ورنه هر یک دشمن مطلق بدند
اتحاد خالی از شرک و دوئی / باشد از توحیدے ما و توئی
دو قبیله کاوس و خزرج نام داشت / یک ز دیگر جان خون آشام داشت
کینهاے کهنه شان از مصطفی / محو شد در نور اسلام و صفا
اولا اخوان شدند آن دشمنان / همچو اعداد عنب در بوستان
وز دم المؤمنون اخوة به پند / در شکستند و تن واحد شدند
صورت انگورها اخوان بود / چون فشردی شیرهٔ واحد شود
غوره و انگور ضدانند لیک / چونکه غوره پخته شد شد یار نیک
غوره کو سنگ بست و خام ماند / در ازل حق کافر اصلیش خواند
نے اخی نے نفس واحد باشد او / در شقاوت نحس ملحد باشد او
گر بگویم آنچه او دارد نهان / فتنهٔ افهام خیزد در جهان
سر گبر کور نامذکور به / دود دوزخ از ارم مهجور به

غورہاے نیک کایشان قابل اند / از دم اہل دل آخر یکدل اند
سوے انگوری ہمی رانند تیز / تا دوئی برخیزد و کین و ستیز
پس در انگوری ہمی درند پوست / تا یکے گردند و وحدت وصف اوست
دوست دشمن گرد دایرا ہم دو است / ہیچ یک با خویش جنگے درنبست
آفرین بر عشق کل اوستاد / صد ہزاران ذرہ را داد اتحاد
ہمچو خاک مفترق در رہ گذر / یک سبوشان کرد دست کوزہ گر
کاتحاد جسمہاے ماء و طین / ہست ناقص جان نمی ماند بدین
گر نظائر گویم اینجا در مثال / فہم را ترسم کہ آرد اختلال

چار آدمیون کو کسی شخص نے ایک درم دیا۔ یہ چار شخص مختلف ملکون کے رہنے والے تھے جو اتفاقاً ایک جگہ جمع ہو گئے تھے ایک فارسی تھا دوسرا ترکی تیسرا رومی چوتھا عرب۔ یہ چارون آپسمین لڑنے جھگڑنے لگے۔ ایک کہتا تھا مین لونگا دوسرا کہتا تھا مین لون۔ کیونکہ آدمی چار تھے اور درم ایک اور کسی وجہ سے توڑنا ممکن نہوگا لہذا نزاع کی نوبت آئی تو فارسی نے یہ نزاع دیکھکر کہا کہ اس نزاع سے رہائی یون تو ہوگی نہین آؤ اسکے انگور لے لین اونکو آپسمین تقسیم کرینگے جھگڑا ختم ہو جائیگا۔ عرب نے کہا تو یہ تو یہ نہین ہو سکتا تو دغاباز ہے اپنی ہی مطلب کی کہتا ہے مین تو عنب لونگا۔ ترکی نے کہا مجھے عنب درکار نہین مین تو اوزم لونگا۔ رومی نے کہا کہ بس جناب ایسی بات نہ فرمائیے مین تو استافیل لونگا غرض یون ہی جھگڑا ہوتا رہا۔ اور آپسمین گھونسے چلنے لگے وجہ یہ تھی کہ ان نامون کی حقیقت سے غافل تھے چونکہ عقل سے تو خالی تھے اور جہل کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ لہذا حماقت سے گھونسے بازی کر رہے تھے۔ اگر کوئی واقف راز بزرگ اور بہت سی زبانین جاننے والے وہان موجود ہوتے تو ان سب مین صلح کرا سکتے تھے۔ وہ یہ کہتے کہ تم لڑو مت مین ایک ہی درہم مین سب کے مطلوبات خرید دونگا۔ اور جب اپنے دلون کی دغابازی کے ساتھ میری بات کے تابع کر دوگے تو یہ تمہارا ایک ہی درہم اتنے کام کر دیگا۔ خلاصہ یہ کہ ایک ہی درہم چار درہم ہو جاویگا۔ اور تم چارون دشمن متحد ہو کر ایک ہو جاؤ گے تمہاری گفتگو کا نتیجہ تو مخالفت اور افتراق ہے اور میری گفتگو کا نتیجہ میل اور اتفاق پس تم خاموش رہو اور چپ رہو گفتگو مین تمہاری زبان مین بنجاؤنگا۔ اگرچہ تمہاری گفتگو مقصد کے لحاظ سے ایک معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک کو دفع نزاع سابق مقصود ہے لیکن نتیجے کے لحاظ سے یہ مادہ ہے غصہ اور جھگڑے کا اس سے نزاع سابق مرتفع تو کیا ہوتا ایک اور نزاع پیدا ہو گیا۔ اگرچہ تمہاری بات مقصد کے لحاظ سے توافق مین بخشتہ ہے۔ کیونکہ سب کا مقصد دفع نزاع سابق ہے۔ لیکن اثر مین نزاع اور تفرقہ کا مادہ ہے کیونکہ توافق عارضی ہے نہ کہ اصلی۔ اور جو چیز عارضی ہوتی ہے وہ متعدی نہین ہوتی متعدی اثر اصلی شے کا ہوتا ہے دیکھو عارضی گرمی متعدی اثر نہین کرتی بات بھی گرمی نہین ہے اسکا وجہ کمال ہے کہ اوسکا اثر متعدی ہوتا ہے دیکھو سرکہ کو اگر گرم کر لیا جاوے اور کھا لیا جاوے تو وہ سردی ہی بڑھاوے گا کیونکہ گرمی تو عارضی ہے جو ہاتھ کو تو جلا سکتی ہے مگر مزاج مین کوئی تغیر پیدا نہین کر سکتی۔ لیکن طبیعت تو اسکی سردی ہے لہذا سردی ہی بڑھیگی اس کے برخلاف اگر شیرہ انگور کو برف مین ٹھنڈا کر کے کھایا جاوے تو اس سے گرمی پیدا ہوگی کیونکہ کھانے کے وقت

منھ مین ٹھنڈک معلوم ہو یہی راز ہے اس قول کا ریا الشیخ خیر من اخلاص المرید یعنی شیخ کی ریا مرید کے اخلاص سے
بہتر ہے کیونکہ شیخ کی ریا بصیرت و واقفیت سے ناشی ہوتی ہے اور قواعد شرعیہ کے تحت مین داخل ہوتی ہے
جیسے ترغیب دیگران - یا تعلیم و ارشاد وغیرہ پس وہان صورت ریا ہوتی ہے مگر حقیقت ریا یعنی ارضاء الخلق
و جلب منفعت جاہ یا مال نہین ہوتی - اور مرید کے اخلاص مین صورت اخلاص ہوتی ہے نہ کہ حقیقت اخلاص
کیونکہ وہان ضرور کچھ نہ کچھ نفس کی شرارت شامل ہوتی ہے جو اوسکو عدم بصیرت کے سبب محسوس نہین ہوتی پس
ریا شیخ مین خلوص طبعی ہے اور ریا خارجی - اور اخلاص مرید مین عدم اخلاص اصلی ہے اور خلوص عارضی - اور
خارجی شے قابل اعتبار نہین بلکہ اصلی قابل اعتبار ہے پس ثابت ہوا کہ ریا الشیخ خیر من اخلاص المرید شیخ کی
بات سے توافق و اتحاد پیدا ہوتا ہے اور اہل حس کی بات سے تفرقہ اور پھوٹ رونما ہوتی ہے جسطرح سلیمان علیہ السلام
جنہون نے حضرت حق جل مجدہ کی طرف رجوع کیا تھا - تمام جانورونکی زبانون سے واقف ہو گئے تھے - یون ہی
حضرت شیخ بھی اپنے جانورون اور مریدون کی زبانون سے واقف ہین - یعنی اپنے وابستگان دولت کے
جذبات اور خیالات سے واقف ہوتے ہین - اور جسطرح انکے زمانہ مین ایسا اتحاد ہو گیا تھا کہ ہرن کو تیندوے
سے انس ہو گیا تھا اور مخالفت باقی نہ رہی تھی - اور کبوتر کو باز کے پنجہ کا کھٹکا نہ رہا تھا - اور بھیڑ بکری بھیڑیے سے
گریز نہ کرتی تھین - اور وہ ایلچی ہو گئے تھے دشمنون کے درمیان مین اور پرندونمین انکے سبب اتفاق ہو گیا تھا - یون ہی
شیخ کامل کے زمانہ مین بھی ہوتا ہے اور اوسکے چاہنے والون اور تربیت یافتہ لوگونکی بھی یہی حالت ہوتی ہے - پس تو
چیونٹی کی طرح طلب معاش مین سرگردان ہے ارے گمراہ کس بات کا انتظار ہے سلیمان وقت کو ڈھونڈھ اور اوس سے
مستفیض ہو طالب معیشت تو طلب معیشت مین ہی گرفتار رہتا ہے - اور سلیمان کے طالب کو دونون دولتین ملتی ہین
چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین جو حق سبحانہ کے کام مین لگا ہوتا ہو حق سبحانہ اوس کے کامون کے کفیل
ہوتے ہین - ہمارے زمانہ مین مرغان ارواح کو ایک دوسرے سے امان نہین وہ اوسکو کھائے جاتا ہے یہ اسکو کھائے جاتا
ہے غرض تحاسد و تباغض کا بازار گرم ہے مگر اسکی وجہ یہ نہین کہ اس زمانہ مین سلیمان وقت اور شیخ کامل نہین - ہے اور
ضرور ہے جو ان مین صلح کرا سکتا ہے اور ظلم کو دفع کر سکتا ہے - ہمارے اس قول کی دلیل ان من امۃ الا خلا فیہا
نذیر ہے جس سے بعبارۃ النص معلوم ہوتا ہے کہ پیشتر کوئی جماعت ایسی نہین گذری اور بدلالۃ النص معلوم ہوتا ہے کہ
آیندہ بھی کوئی قوم ایسی نہوگی جسمین کوئی نبی اصالۃً یا نیابۃً اور کوئی ایسا خلیفہ حق و صاحب ہمت نہ گذرا ہو یا آیندہ
نہ موجود ہو - جو مرغان ارواح کو اسطرح یکدل کر سکے کہ کمال صفا کے سبب مین گڑبڑ اور خرخشہ کی آمیزش باقی نہ رہے
اور سب لوگ مان کی طرح ایک دوسرے پر مہربان ہو جائین - چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہوگا - بالخصوص مسلمانونکو
تو یہ بات بالکمل وجوہ حاصل ہوئی حتی کہ انکو نفس واحدہ فرمایا گیا جیسا کہ المومنون کبنیان واحد یشد بعضہ بعضا - اور کما قال
صلی اللہ علیہ وسلم وارد ہے اور لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ایک ذات ہو گئے - حالانکہ اس سے پیشتر
وہ آپسمین ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے اور منشا اس اتحاد کا غلبہ توحید - اور فنا فی اللہ ہے جو انکو برکت صحبت نبوی
حاصل ہوا کیونکہ وہ اتحاد جو اشتراک اور تعدد سے خالی ہو غلبہ توحید اور فنا فی اللہ ہی سے حاصل ہو سکتا ہے - نہ کہ مین
اور تو کے ہوتے ہوئے زیادہ - کیونکہ مین اور تو کا یہ ہے - بقا ر اغراض متضادہ سے یعنی جب تک اغراض متخالفہ

باقی ہین اور وہ اغراض متضادہ فنا نہین ہوئین اسوقت تک اتحاد کامل نہین ہو سکتا۔ اتحاد کامل اسیوقت ہو سکتا ہو جبکہ سب کا مقصود ایک ہو جاوے یعنی رضای حق سبحانہ ۔ پس جب فنافی اللہ انکو حاصل ہوگئی اور توحید کا غلبہ ہو گیا۔ اور سب کا مقصود ایک رضای حق ہو گیا تو اُنمین اتحاد کامل ہو گیا چنانچہ دو قبیلے اوس و خزرج ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے انکو نور اسلام اور صفائی قلب حاصل ہوئی جس سے انپر توحید کا غلبہ ہوا۔ اور فنافی اللہ انکو حاصل ہوئی اور اغراض سب کے متحد ہوگئین اس سے انکے سارے برانے کینے جاتے رہے مگر یہ بات انکو بتدریج حاصل ہوئی اولاً وہ بھائی بھائی ہوئے جیسے کہ بلوغ مین انگور ہوتے ہین اور حکم المومنون اخوۃ کے سبب تید اخوت مین مقید رہے پھر اس قید کو توڑا اور نفس واحد بنگئے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ خام انگور بھائی بھائی ہوتے ہین لیکن جب انکو نچوڑ لیا جاتا ہے تو شیرہ واحد ہو جاتے ہین اور تعدد و تمایز اُٹھ جاتا ہے یہ تو مسلمانون کی حالت تھی اب کافرون کی جو مثل انگور خام کے ہین۔ اور مسلمانون کی جو مثل انگور کے ہین پختہ ہین نسبت سنو۔ گو انگور خام وانگور پختہ یعنی کافر و مسلمان آپسمین ایک دوسرے کی ضد ہین۔ مگر بعض انگور خام اور کافر تو ایسے ہین۔ جو پختہ ہوکر اور اسلام لاکر بھائی بنجاتے ہین۔ اور بعض وہ ہین جو ٹھٹھرگئے اور کچے رہگئے اور اس نے سواء علیہم انذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون کا مصداق ہین۔ انکو حق سبحانہ نے ازل مین کافر اصلی فرمایا ہے نہ یہ بھائی ہوتے ہین نہ نفس واحد بلکہ شقی منحوس اور ملحد رہتے ہین اگر مین انکے حالات بیان کرون جو اسمین نفتی ہین تو لوگون کی افہام فتنہ مین پڑجاوین اس لیے اندہے کافر کی حقیقت کا بیان غیر مذکور ہی اچھا ہے اور اوس دوزخ کا دہوان ہمارے بہشت کی مانند دل سے دور ہی اچھا ہے۔ اور جو انگور خام پختگی کی صلاحیت رکھتے ہین یعنی جو کافر قابل ایمان ہین وہ اہل دل کے فیض سے آخر کو یکدل ہو جاتے ہین اولاً انگوریت کی طرف ترقی کرتے ہین۔ اور اسلام سے قریب ہوتے ہین پھر انگور ہو جاتے ہین اور اسلام لے آتے ہین اسوقت تغائر اسلام و کفر اُٹھ جاتا ہے اور یہ مخالفت و معاندت مخصوصہ فنا ہو جاتی ہے بعد ازان انگوریت سے خالی ہوتے ہین حتی کہ بالکل متحد ہو جاتے ہین اور کمال توافق اسی وقت ہو جاتا ہے کیونکہ جب تک تغائر باقی ہے اور صرف دوستی ہی کے ذریعہ سے توافق ہے اوسوقت تک تخالف کا کھٹکا باقی ہے اور اتحاد کے بعد یہ اندیشہ نہین رہتا کیونکہ دوست تو دشمن ہو جاتا ہے مگر کوئی شخص خود اپنا مخالف نہین ہوتا۔ اب سنو کہ وہ کونسی چیز ہے کہ اتحاد پیدا کرتی ہے وہ عشق ہے جو اس کام مین اوستاد کامل ہے یہ سیکڑون ذرونکو ایک کردیتا ہو جسطرح کہ کوزہ گر کا ہاتھ راستہ کی پراگندہ خاک کو ایک گھڑا بنا دیتا ہے یہ تشبیہ تقریبی ہے ورنہ جانون کے اتحاد سے اس اتحاد کو کچھ بھی مناسبت نہین کیونکہ پانی و مٹی کا اتحاد تو اتحاد ناقص ہے اوسکو اس اتحاد کامل سے کیا نسبت۔ بس مین نے تقریب فہم کے لیے ایک مثال دیدی ہے لیکن اگر مین اس کے حقیقی نظائر بیان کرون تو مجھے اندیشہ ہو کہ لوگون کو غلط فہمی نہ ہو جائے۔ اس لیے بیان نہین کرتا۔ یہ گفتگو بہت طویل ہوگئی اور اصل مقصود بہت دور رہ گیا اب ہم اصل مقصود کیطرف رجوع کرتے ہین۔

چار آدمیون کا آپسمین انگور کے واسطے اس لیے جھگڑنا کہ ایک دوسرے کی آپسمین زبان نہ جانتے تھے

شرح شبیری۔ چار کس را الخ۔ یعنی ایک شخص نے چار آدمیون کو ایکدرم دیا تو وہ ہر ایک الگ الگ

شہرون سے جمع ہوئے تھے۔

فارسی و ترک الخ یعنی وہ فارسی اور ترک اور رومی اور عرب تھے۔ اور ساری کے سارے آپس مین جھگڑے مین اور غصہ مین۔

فارسی گفتا الخ یعنی فارسی تو بولا کہ اس سے جو چھوٹ ہی تو آؤ اس درم کو کسی انگور والے کو دین یعنی انگور لین۔

آن عرب گفتا الخ یعنی عرب نے کہا کہ معاذ اللہ ہرگز نہین مین تو عنب لونگا نہ انگور۔ اے دغا باز عنب بھی انگور کو کہتے ہین۔

آن یکے الخ یعنی وہ جو ترکی تھا بولا کہ اے بیوقوف مین تو عنب نہین لیتا مین تو اُزم لونگا۔ اُزم بھی انگور ہی کو کہتے ہین۔

آنکہ رومی بود الخ یعنی وہ جو رومی تھا اوسنے کہا کہ اس قیل و قال کو چھوڑو مین تو استافیل لونگا۔ استافیل بھی انگور کو کہتے ہین۔ غرضکہ سبنے اپنی اپنی زبان مین الفاظ الگ تھے مگر معنی سب کے ایک تھے۔

در تنازع الخ یعنی وہ جماعت جھگڑے مین لڑنے لگی اسلیے کہ ان ناموں کی حقیقت سے غافل تھے۔

مشت بر ہم الخ یعنی ایک دوسرے کے گھونسے بیوقوفی کی وجہ سے مار رہے تھے وہ جہل سے پر تھے اور عقل سے خالی تھے۔ اسی لیے یہ الفاظ ہین جو مولانا فرماتے ہین کہ۔

صاحب سرے الخ یعنی اگر کوئی صاحب سر عزیز سو زبان جاننے والا اوسجگہ ہوتا تو وہ نہین صلح کرا دیتا اسطرح کہ

پس بگفتی او الخ یعنی پھر وہ کہدیتا کہ مین اسی ایک درم سے تمھاری سب کی مطلوبہ شے کو خریدے دیتا ہون۔ پس ثابت ہو گیا کہ الفاظ کا جھگڑا بہت بڑا ہے اس سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔ اور حقیقت اور معنی کو لینا چاہیے دیکھو ان لوگون مین کسقدر اختلاف تھا اگر کوئی حقیقت شناس ہوتا تو انکا یہ نزاع لفظی کیون ہوتا۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

چونکہ بسپارید الخ یعنی جبکہ تم اپنا دل کسی صاحب دل کے سپرد کر دو تو تمھارا یہ درم اتنے کام کرے۔ درم سے یہان مراد قلب ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر کسی صاحب دل کا اتباع کرو اور یکسوئی اختیار کرلو تو تمھارے اس ایک دل سے تمھاری ساری مرادین پوری ہو جاوینگی اس لیے کہ جب فنا ہوا اور تمھین مرضی حق تمھاری مرضی ہو جائے تو پھر تمھارے کام تمھاری مرضی کے موافق ہی ہون۔

یک درم الخ یعنی تمھارا ایک درم آخر کار چار ہو جاوے اور چار دشمن اتحاد کی وجہ سے ایک ہو جاوین مطلب یہ ہے اوس ایک کے اتباع کی اور حقیقت شناسی کی یہ برکت ہوگی کہ مطلوب ایک ہونے کی وجہ سے سب مین آپس مین اتحاد پیدا ہو جاویگا اور وہ حقیقت شناس ہو جاوینگے۔

گفت ہر یک الخ یعنی تمھاری ہر ایک کی گفتگو تو لڑائی اور فراق پیدا کرتی ہے اور میری بات تمھارے مین اتفاق پیدا کر دیگی

پس شما الخ یعنی پس تم خاموش رہو اور چپ رہو تاکہ بات کرنے مین مین تمھاری زبان ہو جاؤن۔

گر سخن الخ یعنی اگر تمھاری بات حق دکھائی بھی دیتی ہے تو اثر کے اعتبار سے مایۂ [illegible] و سخط ہی ہے۔ مطلب یہ کہ اہل دنیا ظاہر بین اگرچہ متحد معلوم ہوتے ہین اور اونکے اندر اتفاق معلوم ہو مگر اصل مین اور انجام کے اعتبار سے ہمیشہ انکے اندر اختلاف ہی ہوگا۔ اس لیے کہ سب کے مطلوب الگ مقاصد علیحدہ پھر اتفاق کیسے رہ سکتا ہے۔

ور سخن تان الخ یعنی اور اگرچہ تمھاری بات موافق ہو لیکن نتیجہ اثر کے اعتبار سے مایۂ نزاع و تفرق ہے۔ اس لیے کہ یہ تو مشاہدہ ہے کہ اہل دنیا مین صرف ظاہری اتفاق ہوتا ہے باقی حقیقی اتفاق کا کہین نام و نشان بھی نہین۔ یہ اکیسب تو دیندارون ہی مین ہے۔ سب کا مطلوب ایک ہی ہے لہذا سب مین آپس مین اتفاق ہے

اور اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرات اہل اللہ مین یا دیندارون مین جو اتفاق ہوتا ہے وہ تو دل سے ہوتا ہے اور مثل مشہور ہے کہ گھٹی مین پڑا ہوا ہوتا ہے اور اتفاق دنیاوی صرف ظاہری ہوتا ہے بس اور کچھ نہین ہوتا۔ لہذا اول پائدار اور دوسرا ناپائدار ہوتا ہے آگے اسکی ایک مثال فرماتے ہین کہ۔

گرمی الخ۔ یعنی عاریتی گرمی کچھ اثر نہین دیتی اور گرمی خاصیتی اثر رکھتی ہے۔ آگے اس مثال کی توضیح ہے کہ۔

سرکہ را الخ۔ یعنی سرکہ کو اگر تم نے آگ پر گرم کر لیا تو اوسکو جب تم کھاؤگے وہ بے شک سردی ہی بڑھاوے گا۔

زانکہ الخ۔ یعنی اس لیے کہ اوسکی گرمی تو خارجی ہے۔ اور اوسکی طبیعت اصلیہ سردی اور تیزی ہی ہے لہذا وہ چیز کہ اصل ہے اوسکا اثر ہوگا اور جو شئے کہ خارجی ہے اوسکا خاک بھی اثر نہ ہوگا۔

ور بود الخ۔ یعنی اے صاحبزادے شراب اگرچہ برف مین جمی ہوئی ہو جب تم کھاؤ تو وہ جگر مین گرمی ہی بڑھاوے گی پس معلوم ہوا کہ اعتبار اصل کا ہے آگے اسی پر تفریع فرماتے ہین کہ۔۔

پس ریائے الخ۔ یعنی پس شیخ کی ریا ہمارے اخلاص سے بہتر ہے کیونکہ وہ تو بصیرت سے ہے اور یہ اندھی ہے۔ مطلب یہ کہ جب اعتبار اصل کا ہے تو اگر شیخ بظاہر کوئی کام ریا کا کرے مثلاً لوگون کے سامنے بہت سی نفلین پڑھے یا اور کوئی کام کرے جس سے بظاہر ریا معلوم ہوتی ہو تو وہ ریا ہمارے ظاہری اخلاص سے بہتر ہے اسلیے کہ ریا کہتے ہین اطاعت خلق کے سامنے لارضاء الخلق کرنا تو یہ لارضاء الخلق نہین ہوتی بلکہ یہ ہوتی تو ہے لارضاء الخالق ہی مگر بعض مرتبہ شیخ کی یہ نیت ہوتی ہے کہ لوگون کو اس سے رغبت ہوگی اور دوسرے لوگ بھی عبادت مین مشغول ہون گے تو دیکھو صورت ریا کی ہے مگر چونکہ اصل مین یہ نیت ہے لہذا مضر نہین ہے اور یہ مسئلہ ہے کہ ریاء الشیخ خیر من اخلاص المرید اسلیے کہ وہ صرف ظاہری ریا ہے اور یہ ظاہری اخلاص ہے ورنہ اصل مین وہ ریا نہین ہے اور یہ اخلاص نہین ہے خوب سمجھ لو اور فرماتے ہین کہ۔

از حدیث شیخ الخ۔ یعنی شیخ کی بات سے جمعیت حاصل ہوتی ہے اور اہل حسد کی آواز تو تفرقہ پیدا کرتی ہے۔ شیخ کی آواز سے جمعیت اور اتحاد پیدا ہونے کی مثال فرماتے ہین کہ۔

چون سلیمان الخ۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح کہ وہ حضرت حق کی طرف دوڑے تو اونھون نے تمام جانورون کی آوازین پہچانی تھین تو انکے شناخت کے ذریعہ مین سب ایک ہوئے تھین کہ وہ سبکو پہچان لیا کرتے تھے اور اس ہیبت کی برکت سے

در زمان الخ۔ یعنی اون کے زمانہ عدل مین بکری نے چیتے کے ساتھ موانست اختیار کی اور لڑائی سے باہر ہو گئے۔ یعنی سب ایک ہو گئے جیسے کہ کہتے ہین کہ بھیڑ اور شیر ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔

شد کبوتر الخ۔ یعنی کبوتر باز کے چنگل سے بے خوف ہو گیا اور بکری بھیڑیے سے احتراز نہ کرتی تھی۔

او میانجی الخ۔ یعنی وہ حضرت سلیمان علیہ السلام دشمنون کے درمیان قاصد ہو گئے اور لڑنے والون مین اتحاد کرنے والے ہو گئے یعنی اونکی برکت سے یہ سب اتحاد پیدا ہو گیا۔

تو چو موری الخ۔ یعنی تو جو چیونٹی کی طرح ہے کہ دانہ کے واسطے دوڑ رہا ہے اسے سلیمان کو تلاش کر گمراہ کیون ہوا جاتا ہے۔

دانہ جو را الخ۔ یعنی دانہ جو کے لیے تو اوس کا وہ دانہ ہی جال ہو جاتا ہے اور اس سلیمان جو کو دونون ملتے ہین۔ دانہ بھی ملتا ہے اور دام عقلی بھی ملتا ہے اس لیے کہ اہل اللہ کو بقدر ضرورت دنیا بھی ملتی ہے اور دین تو اونکا ہوہی

لہذا مرشد کامل کی تلاش کرو کہ یہی مقصود اصل تک پہونچانے والا ہے۔

مرغ جانہار الخ۔ یعنی اس آخری زمانہ مین جو مرغ ارواح ہین اونکو ایک دوسرے ایکدم امن نہین ہے۔ چونکہ ہر شخص کے اعتبار سے وہ جس زمانہ مین ہے اوسکا وہ آخری زمانہ ہے اس لیے کہ وہ زمانہ تو اوسپر دوبارہ نہ گذریگا لہذا مولانا نے بھی اپنے زمانہ کو آخر زمان فرمادیا۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے زمانہ مین لوگون کی یہ حالت ہے کہ ایک کو دوسرے سے امن نہین ہے اور کٹے مرے جاتے ہین لہذا چاہیے کہ بزرگان دین کی جستجو کرین تاکہ اتحاد پیدا ہو اور چونکہ ہر زمانہ والون کو یہ خبط رہا ہے کہ اپنے زمانہ کے بزرگون کی تو قدر نہین کرتے اور پہلے بزرگون کو یاد کرتے ہین۔ اس لیے یہان یہ اشکال ہوتا تھا کہ بھلا اس زمانہ مین (یعنی مولانا کے زمانہ مین) بھلا بزرگ کہان ہین (یہ خبط آجکل بھی ہے اور اسی لیے لوگ فیوض سے محروم ہین نعوذ باللہ) لہذا مولانا اسکو دفع فرماتے ہین کہ

ہم سلیمان ہست الخ۔ یعنی ہمارے زمانہ مین بھی سلیمان ہین جو کہ صلح کرا سکتے ہین کہ ہمارا جور باقی نہ رہے۔ مطلب یہ کہ کاملین اب بھی ایسے موجود ہین جنکی صحبت کی برکت سے یہ باہمی نفاق اور حسد وغیرہ سب دفع ہوجاوینگے مگر اونکی خدمتمین حاضری بھی تو شرط ہے چونکہ یہان یہ شبہ ہوتا تھا کہ یہ تو آپ کا دعوی ہی ہے کہ آجکل بھی بزرگ ہین اسکی دلیل کیا ہے لہذا آگے قرآن شریف سے استدلال فرماتے ہین کہ۔

قول ان الخ۔ یعنی قول ان من امۃ کو الا خلا فیہا نذیر تک یاد کرو۔ مطلب یہ ہے کہ دیکھو قرآن شریف مین ہے کہ ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر یعنی کوئی امت نہین ہے مگر اسمین ایک نذیر گذرا ہے نذیر عام ہے خواہ نبی ہو یا ولی ہو تو دیکھو قرآن شریف سے ہر زمانہ مین بزرگون کا ہونا ثابت ہوگیا۔

گفت الخ۔ یعنی خود ارشاد ہے کہ کوئی امت خلیفہ حق اور کسی صاحب ہمت سے خالی نہین ہے یعنی ضرور ہر جماعت مین ایک اہل اللہ مین سے ہوتا ہے جیسا کہ بزرگون نے لکھا ہے کہ ہر بستی مین خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی ہو ایک قطب ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ ہر زمانہ مین تو کیا ہر بستی اور جماعت مین ایک بزرگ اور برگزیدہ حق ہوتے ہین اونکی یہ شان ہوتی ہے کہ۔

مرغ جانہار الخ۔ یعنی اونکو مرغ ارواح ایسا ایک دل کردیتا ہے کہ صفا کی وجہ سے اونکو بے غش وغل کردیتا ہے بالکل سراپا صفا بنا دیتے ہین اور یہ اخلاق ذمیمہ کو نکال ڈالتے ہین۔

مشفقان الخ۔ یعنی یہ حضرات والدہ کی طرح شفیق ہوتے ہین اور حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو نفس واحدہ فرمایا ہے اشارہ ہے اوس حدیث کیطرف جسمین کہ ہے المومنون کبنیان واحد تو جو معنی بنیان واحد کے ہین وہی نفس واحد کے ہین روایت بالمعنے کہا جاوے گا۔

نفس واحد الخ۔ یعنی رسول حق صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے نفس واحد ہوگئے۔ ورنہ ہر ایک دشمن مطلق تھے۔

اتحاد الخ۔ یعنی وہ اتحاد جو کہ شرک و دوئی سے خالی ہو وہ توحید ہی سے ہوتا ہے نہ کہ ما و منی سے۔ مطلب یہ کہ اتحاد اور اتفاق حقیقی تو دین ہی سے پیدا ہوتا ہے اور جہان دین نہین بلکہ ما و منی ہے وہان تو ہمیشہ اختلاف ہی رہتا ہے جیسا کہ مشاہد ہے اور دین آیا ہے حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت لہذا اصل مین اتفاق اور اتحاد حضور ہی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے فللہ الحمد۔ آگے قبیلہ اوس و خزرج کے درمیان سے مخالفت کا حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اٹھ جانے کو بیان فرماتے ہین۔

انصارین سے حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مخالفت کا اُٹھ جانا

دو قبیلہ الخ۔ یعنی دو قبیلے جو کہ اوس اور خزرج نام رکھتے تھے ایک دوسرے کے خون کا پیاسا تھا۔

کینہ ہائے الخ۔ یعنی اونکے کینے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت محو ہو گئے اور نور اسلام اور اوس کی صفا کی وجہ سے وہ سارے کینے جاتے رہے۔

اولاً الخ۔ یعنی اول تو وہ دشمن بھائی ہو گئے جیسے کہ انگور کے اعداد باغ مین مطلب یہ کہ اول تو نوع مین شریک ہو گئے اور سب کا مطلوب ایک ہو گیا اور ایک ہی باغ کے سب میوے ہو گئے اور جب اس حالت سے ترقی ہوئی تو یہ ہوا کہ

در دم الخ۔ یعنی آواز المومنون اخوۃ کیوجہ سے نصیحت سے سب ٹوٹ کر تن واحد ہو گئے مطلب یہ کہ اول تو اتفاق پیدا ہوا اوسکے بعد جب اس اتفاق مین ترقی ہوئی تو اتفاق سے اتحاد پیدا ہو کر سب یک جان دو قالب ہو گئے آگے اس اول اتفاق پیدا ہونے اور پھر اتحاد پیدا ہونے کی مثال دیتے ہین کہ۔

صورت الخ۔ یعنی انگوروں کی طرح اول تو بھائی تھے اور جب تم نے نچوڑ دیا تو سب شیرۂ واحد ہو جاتے ہین مطلب یہ کہ دیکھو انگور جو ہوتا ہے وہ اول تو سب الگ ہوتے ہین مگر ہوتے یکسان ہین اور جب انکو نچوڑ لو تو پھر کوئی امتیاز باہم باقی نہین رہتا اور یہ خبر نہین رہتی کہ یہ فلان کا شیرہ ہے اور یہ فلان کا بلکہ سب باہم واحد ہو جاتے ہین۔ اسیطرح اول تو ان حضرات مین اتفاق یعنی پیدا ہوا اور سب یکسان ہو گئے اور سب کا مقصود اور مطلوب ایک ہو گیا اسکے بعد بڑھتے بڑھتے اپس مین گھل مل کر سب ایک ہو گئے اور اب وہ امتیاز بھی باقی نہ رہا۔

غورہ الخ۔ یعنی انگور خام اور انگور پختہ آپس مین خصم ہین مگر جبکہ خام پختہ ہو گیا تو اب یار نیک ہو گیا۔ غورہ سے مراد وہ عوام ہین جنکی استعداد ابھی خراب نہوئی ہو مطلب یہ کہ جو ابھی محجوب ہین مگر استعداد خراب نہین ہے وہ اس وقت تو الگ اور دشمن اور ضد معلوم ہوتے ہین مگر انجام کار وہ بھی پختہ ہو کر شامل اوس دوسرے شخص کے ہو جاوینگے۔

غورہ الخ۔ یعنی وہ غورہ جو ٹھٹھر گیا اور خام رہ گیا ازل مین حق تعالے نے اوسکو کافر اصلی کہا ہے۔ یہان غورہ سے مراد وہ ہین جنکی استعداد کہ خراب ہو چلی ہے تو مطلب یہ ہو گیا کہ جنکی استعداد خراب ہو چکی ہے اور جسکی صلاح کی امید نہین رہی ہے وہ وہ ہے جسکو کہ حق تعالےٰ نے روز ازل مین کافر لکھدیا ہو کہ وہ ان پختہ لوگون سے کوئی مناسبت نہین رکھتا

نے اخی الخ۔ یعنی وہ نہ بھائی ہے اور نہ نفس واحد ہے وہ تو بدبختی مین نحوس اور ملحد ہو گیا مطلب یہ کہ اوس کو مسلمانون سے نہ اتفاق پیدا ہو سکتا ہے اور نہ اتحاد ہو سکتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ مباینت ہی رہیگی آگے فرماتے ہین کہ۔

گر بگویم الخ۔ یعنی جو کچھ کہ وہ پوشیدہ مین رکھتا ہے اگر اوسکو مین کہہ دون تو جہان مین فتنہ افہام اوٹھ کھڑا ہو یعنی لوگ مجھ سے کچھ سمجھ جاوینگے یا یہ کہ منافقین کے عیوب کھولے جاوینگے تو وہ دشمن ہو جاوینگے اور یا یہ کہا جاوے کہ بالکل نا امید ہو جاوینگے۔ اگرچہ ان سے ظاہر ہوتا ہے اس سے خوف غلط فہمی کا ہے لہذا اتنا ہی بیان کرکے ترک کر دیا گیا آگے فرماتے ہین کہ۔

چشم کو الخ۔ یعنی جس آنکھ نے کہ وہ چہرہ نہ دیکھا ہو وہ اندھی ہو تو بہتر ہے۔ اور دوزخ کا دھوان جنت سے الگ ہی

بہتر ہے مطلب یہ کہ مجوبین وکفار تو اگر الگ ہی رہین تو اچھا ہے ان سے موافقت وموانست ٹھیک ہی نہین اسلیے کہ انسے موانست پیدا ہوتی ہی نہین۔

غورہ ہائے الخ - یعنی غورہاے نیک جو کہ قابل ہین اہل دل کی آواز کیوجہ سے ایکدل ہین مطلب یہ کہ جنکی استعداد قابل ہے وہ جب اہل دل کی آواز سنتے ہین تو ایکدل ہوجاتے ہین اور متحد ہوجاتے ہین۔

سوئے الخ - یعنی انگور والے کیطرف تیز چلاتے ہین یہانتک کہ دوئی اور کینہ اور لڑائی اوٹھ جاتی ہو انگوری سے مراد حق تعالے ہین۔ مطلب یہ کہ پس اونکا مقصود اور مطلوب ایک ہی ہوتا ہو اور وہ سب اوسی طرف متوجہ ہوجاتے ہین اور سب کینے اور لڑائیان رفع ہوجاتی ہین۔

پس در الخ - پھر انگوری مین کھال کو پھاڑ ڈالتے ہین یہانتک کہ ایک ہوجاتے ہین اور وحدت تو اوسی کی صفت ہے۔ مطلب یہ کہ درجہ فنا الفنا کا حاصل ہوجاتا ہے اور سب ایک ہی ہوجاتے ہین اس لیے کہ وہ تو ایک ہی ذات ہو وہان جو گیا پھر اوسمین دوئی کا نام نہین اور وہی عینیت مصطلحہ ہوجاتی ہے پھر جو کچھ ہوجاتا ہے اوسکو حضرت حق کی طرف سے سمجھتا ہے۔

دوست الخ - یعنی دوست دشمن ہوجاتے ہین اس لیے کہ وہ تو دو ہی ہین اور کسی ایک نے اپنے ساتھ لڑائی نہین کی تو چونکہ یہ حضرات نفس واحدہ کی طرح ہوجاتے ہین لہذا انمین کبھی کبھی لڑائی وغیرہ نہین ہوتی۔ جیسا کہ کوئی شخص اپنے نفس سے نہین لڑتا۔ سبحان اللہ خوب ہی مثال دی ہے۔

آفرین الخ - یعنی عشق پر جو کہ پورا اوستاد ہے ہزار آفرین ہون۔ اس نے لاکھون ذرونکو اتحاد دیدیا۔ اس لیے کہ یہ جو اتحاد پیدا ہوتا ہے یہ اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ حضرت حق کی محبت دل مین جگہ کرلیتی ہے۔ اور سب کا مطلوب ایک ہی ہوجاتا ہے لہذا سب متحد ہوجاتے ہین تو چونکہ اصل سبب یہ عشق ہے لہذا فرمایا کہ آفرین بر عشق الخ آگے اس متحد کردینے کی ایک مثال بیان فرماتے ہین کہ۔

ہمچو خاک الخ - یعنی پراگندہ خاک کی طرح جو راستہ مین ہو کہ اوسکو کوزہ گر نے ایک گھڑا بنا دیا۔ مطلب یہ کہ دیکھو مختلف ذرات اور مختلف مٹی کو کوزہ گر نے ایک گھڑا بنا دیا کہ اب وسپر نام کا بھی ایک ہی کا اطلاق ہے اور اگر ایک جز یہان ہے تو سارے یہین ہین اور اگر کہین جاوین تو سارے جاوین تو اسی طرح سب مسلمانون کو آپسمین ایک کردیا۔ کہ اگر ایک کو تکلیف ہے تو دوسرے کو بھی ہے اور اگر ایک آرام سے ہو تو دوسرا بھی آرام سے ہے۔ یہ ساری باتین اوسی ایک ذات کی وجہ سے ہین آگے فرماتے ہین کہ۔

اتحاد جسمہائے الخ - یعنی پانی اور مٹی کا اتحاد ناقص ہے اتحاد جان اوسکے مشابہ نہین ہے۔ مطلب یہ کہ ہم نے جو مثال کوزہ گر کی دی ہے تو یہ اتحاد ماء وطین ہو مگر کہین یہ اتحاد اس اتحاد جان سے ملتا ہو۔ یہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

گر نظائر گویم الخ - یعنی اگر اس جگہ مثال مین نظائر کو بیان کرین تو خوف یہ ہے کہ فہم مین خلل نہ پڑجاوے۔ مطلب یہ کہ ان مثالون سے کہین کوئی غلط فہمی سے اتحاد ذاتی نہ سمجھ جاوے کہ کفر ہے اس لیے بس کرتے ہین غرضکہ یہ اتحاد حق تعالے کی محبت سے ہوتا ہے اور اوسکا طریقہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا اور اون کے جو نائب ہین یعنی اہل اللہ اون سے بھی معلوم ہوتا ہے اور اس اتحاد کی ہر زمانہ مین ضرورت ہے لہذا اہل اللہ

عروج روحانی کاآلہ ہے ہم سے پہلے لوگون نے کیا کچھ نہین کیا ان عقدون کے حل کرنے مین لاکھون آدمیون نے اپنی امکانی جدوجہد کی لیکن کمینگاہ حوادث کو بند نہ کرسکے انکی حالت تم کو قرآن کریم سے معلوم ہوگی - ارشاد ہوتا ہی فنقبوا فی البلاد کہ او نھون نے جدوجہد مین ملکون کو چھان مارا - مگر آگے ارشاد ہوتا ہے ہل من محیص یعنی کیا ایسا کرنے سے وہ حوادث سے بچ گئے ہرگز نہین بس ثابت ہوا کہ دنیا مین اسقدر انہماک بالکل لایعنی ہے ہان بقدر اجازت شرعیہ کچھ مضائقہ نہین اور دیکھو ترکی عربی رومی فارسی کے نزاع سے انگور وعنب اوزم استافیل کا اشکال حل نہ ہوا ہرچند کوشش کی اور سر ٹپک کر بیٹھ رہے - اور جب تک کوئی سلیمان زباندان اور معنی شناس نہ آجاوے اسوقت تک یہ نزاع ختم کبھی نہین ہوسکتا - ان واقعات پر نظر کرکے مین اعلان کرتا ہون کہ اے گرفتار منازعت جانورد بازکیطرح تم اس شاہ سلیمان وقت کے طبل بازباجہ کی آواز سنو - وہ تمکو اپنی طرف بلا رہا ہے اختلاف کو چھوڑو اتحاد کی طرف دوڑو اور ہر جانب سے اسکی طرف چلو تم جہان کہین بھی ہو اسی کی طرف رخ کرو ایسا کرنا کچھ گناہ تو نہین کہ تم یون اعراض کرتے ہو - جب تم اوسکی طرف رخ کروگے تو تم کو وہی فوائد حاصل ہون گے جو اوپر مذکور ہوئے - اخوۃ و اتحاد غایۃ توحید وغیرہ - لیکن ہم عجیب اندہے جانور اور عجیب کندہ ناتراش ہین کہ سلیمان کو ہم نے ابتک نہ پہچانا بلکہ الوؤنکی طرح ان شہبازون اہل اللہ کے دشمن رہے - اسیکا نتیجہ ہے کہ ہم تباہ اوربرباد ہین - ہم اپنی انتہائی جہالت اور اندہے پن سے مقبولان الٰہی کی ایذارسانی کے درپے ہین ہماری تو یہ حالت ہے اور جو لوگ اہل اللہ سے مستفید ہین وہ بیگناہ کو ہرگز ایذا نہین پہونچاتے - بلکہ وہ تو کمزورونکی اعانت کرتے ہین نہ تو انمین مخالفت کا نام ہے اور نہ کینہ کا اور وہ اس حالت مین خوش اور مگن ہین ان مین سے وہ لوگ جو ہدہد سلیمان سے مشابہت رکھتے ہین وہ تسبیح و تقدیس کے لیے بلقیس کے مانند سیکڑون گمراہون کے لیے راستہ کھولتے ہین اور جو انمین کوے کیطرح کالے کلوٹے ہین وہ گو صورت مین کوے ہون لیکن ہمت کے لحاظ سے باز ہین - اور حق بجانب کی طرف سے اونکی نظر نہین ہٹتی - اور انمین جو للک کے مشابہ ہین وہ الملک لک لاشریک لک مین مصروف ہین اور توحید کی آگ سے شبہات ووساوس کو جلا رہے ہین اور جو ان مین کبوتر کے مشابہ اور کمزور ہین وہ دنیادی بازون اور بڑے لوگون سے مرعوب نہین ہوتے بلکہ بڑے بڑے سرکش انکے سامنے سر جھکاتے ہین اور انمین جو بلبل سے مشابہ ہین اور وجد کرتے ہین وہ اپنے اندر معارف کا ایک چمن رکھتے ہین اور انمین جو طوطی کی طرح خوش گفتار ہین اونکو ظاہری قند کی ضرورت نہین کیونکہ وہ تو ہمیشہ معدن قند حقیقی سے جلوہ گر ہوتے ہین اور انمین جو بہت ہی خوبشکل ہین جنکو پائے طاؤس کہنا چاہئے وہ اور حسینون سے بڑھکر ہین جنکو بظاہر پر طاؤس کہنا مناسب ہے اور ان مین جو چکور سے مشابہ ہین وہ شاہین اور اولوالعزم دنیادارون پر ہنستے ہین اور بلند پرواز ہین راہ علیین پر چلتے ہین شاہین جانور یعنی علمائے ظاہر و طلبا کی گفتگو یا خاقانی کا قصیدہ مسمّی بہ منطق الطیر تو صورت محض ہے اوس کو منطق الطیر سلیمانی سے کیا نسبت مگر تو انکی گفتگو کی قدر نہین جان سکتا اس لیے کہ تو نے کبھی سلیمان ہی کو نہین دیکھا - پس تو ان جانورون کی آوازون سے کیا واقف ہوسکتا ہے - وہ جانور جسکی آواز وجد مین لاتی ہے یعنی عارف ایسکی پرواز مشرق و مغرب سے باہر ہے اوسکی ہر پرواز کبھی عرش سے فرش تک ہے اور کبھی فرش سے عرش تک یعنی کبھی عروج ہے اور کبھی نزول - یہ تو مرغان سلیمانی اور وابستگان شیخ کامل کی حالت تھی اب

دوسرے جانوروں کی حالت سنو۔ جو شیخ سے تعلق نہین رکھتے جو شیخ سے رہنمائی حاصل نہین کرتا اور خود چلتا ہے خواہ راہ خدا مین خواہ طلب دنیا مین وہ عاشق ظلمت ہے جسطرح خفاش عاشق ظلمت ہوتا ہے وہ محبت جہل اور تاریکی عالم ناسوت مین پھنسا ہوا ہے مبتلائے جہل و شہوات و لذات ہے پس اے مردود خفاش تو اس سلیمان سے تعلق پیدا کر۔ اور اے محجوب تو اس شیخ کا دامن پکڑ۔ تاکہ تو ہمیشہ ظلمت مین گرفتار نہ رہے بلکہ ایکدن تجھکو نور معرفت حق بحانہ حاصل ہو۔ اگر تو ایک گز اس راستہ پر چلے گا تو گز کیطرح قطب مساحت ہو جائے گا یعنی جسطرح مساحت کا مدار گز پر ہوتا ہے اس لیے وہ مساحت کے لیے ایک گرانمایہ شئے ہوتا ہے یہی تو بھی ایک گرانمایہ شئے ہوگا۔ یا یون کہو کہ اگر تو اس غیر متناہی رستہ پر اسکے لحاظ سے ایک گز بھی چل لے گا تو تو کامل ہو جائے گا۔ اور گز کی طرح جادہ پیمائی راہ سلوک کا قطب ہو جائے گا یعنی دوسرے لوگ تیرے سہارے پر راہ پیمائی کرینگے۔ اور جبکہ تو لنگڑون لولون کی طرح بھی اس راستہ پر چلے گا تو یہ سارا تیرا لنگڑا لولاپن جاتا رہے گا۔ یہانتک اس کو اس راستہ پر چلنے کی ترغیب دلائی۔ آگے اسکی ہمت بندھاتے ہین اور اسکی جھجک کو کھوتے ہین اور فرماتے ہین۔

شرح شبیری - ہم سلیمان الخ۔ یعنی سلیمان اب بھی ہین لیکن ہم دوربینی کی نشاط کی وجہ سے اندھے ہو رہے ہین یعنی دنیا کی جو دوربینیان کرتے ہین اسوجہ سے اس دوسری طرف سے بالکل کور ہو رہے ہین۔ ورنہ اہل اللہ ہر زمانہ مین ہین اور پہلے اس زمانہ مین بھی ہین۔ (اور خود ہمارے زمانہ مین بھی بحمداللہ بہت بزرگ ہین اور ہمارے لیے تو قطب الاقطاب حضرت اوستادی قبلہ و کعبہ مولانا اشرف علی صاحب ہین حق تعالے اونکو ہمارے سر پر سلامت رکھے اور اونکے سامنے یا ایمان ہمکو حق تعالے اپنے پاس بلالے۔ آمین یا رب العالمین)

دوربینی الخ۔ یعنی دوربینی انسان کو اندھا کر دیتی ہے جیسے کہ کوئی گھر مین سو رہا ہو اور گھر سے اندھا ہو اسیطرح ہم لوگ بزرگان دین کے پاس رہتے ہین اور ان کے کمالات سے بیخبر ہین اور اندھے ہین اوس اندھے کی یہ حالت ہوتی ہے کہ۔

میکند الخ۔ یعنی اشرق سے مغرب تک گذر جاتا ہے اور اپنے رفیق اور ہمنشین سے بیخبر ہوتا ہے اسیطرح ہم ساری دنیا مین مارے مارے پھرتے ہین۔ مگر اہل اللہ کی خاک بھی خبر نہین۔ اور اے اللہ اس اندھے پن کو دور فرما اور اہل اللہ کی شناخت نصیب فرما اور اونسے مستفیض فرما۔ ہماری تو یہ حالت ہے کہ۔

مو لعیم الخ۔ یعنی ہم باریک باتون کے بہت حریص ہین اور گرہون کے کھولنے کے عاشق ہین مطلب یہ کہ بس اس کا شوق ہے کہ نکتے پیدا ہون۔ اشکالات کو حل کرین اسمین لگ کر اصل مقصود سے کوسون دور ہو گئے ہین اور اس فکر مین رہتے ہین کہ۔

ما گرہ الخ۔ یعنی تاکہ ایک گرہ لگا دین اور اوسکو کھولین اشکال اور جواب مین قواعد پڑھانے والے مطلب یہ کہ بس اس مین رہتے ہین کہ ایک اشکال کیا اوسکو حل کیا دوسرا اشکال کیا اوسکو حل کیا اسیطرح کرتے رہتے ہین مقصود اور مطلوب سے بیخبر ہین آگے ہماری مثال فرماتے ہین کہ۔

ہمچو مرغے الخ۔ یعنی اوس جانور کی طرح جو گرہ اور جال کھولے کبھی باندھے۔ تاکہ فن کا کامل ہو جاوے مطلب

پہلے ہم اوس جانور کی طرح ہین جیسے کہ کسی نے جانور کو گرہ لگانا سکھایا اور اوسکو کھولنا بھی سکھایا۔ تو اب وہ جانور اسی مین لگا ہوا ہے کہ کبھی گرہ لگاتا ہے اور کبھی کھولتا ہے اور سکھانے سے مقصد یہ ہے کہ اگر کبھی جال مین پھنس جاوے تو اوسکو کھول سکے مگر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ۔

اوشود الخ۔ یعنی وہ چراگاہ اور جنگل سے محروم رہتا ہے اوسکی عمر گرہ لگانے مین ہی خرچ ہو جاتی ہے۔

خود زبون الخ۔ یعنی کوئی جال اوس سے عاجز تو ہوتا نہین لیکن اوسکے پر ضعیف ہو جاتے ہین اور جال مین پھنس جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ جب وہ ایک مدت تک اس کام مین لگا رہتا ہے اور اوڑتا نہین ہے تو اوسکے پر کمزور ہو جاتے ہین اور پھر اگر کہین جال مین پھنستا ہے تو نکلنا موت ہو جاتا ہے تو اسیطرح وہ جو اس گرہ کے کھولنے مین لگا رہا تو کیا وہ تو اس لیے تھا کہ جال کو کھول سکے مگر آخر کار اس قابل بھی نہ رہا کہ جال سے نکل ہی سکے۔

با گرہ الخ۔ یعنی گرہ لگانے مین کوشش کم کرو تاکہ کہین تمھارے بال و پر ایک ایک کرکے ٹوٹ نہ جاوین اس کر و فر سے مطلب یہ کہ اس دنیا کے اشکالات اور اوسکے حل مین مت لگے رہو ورنہ وہ بازو اور پر کہ عالم غیب تک ہو جانے والے تھے بیکار ہو جاوینگے اور تم عروج نہ کر سکوگے پستی ہی مین پڑے پڑے اس جال مین تڑپا کروگے۔

صد ہزاران الخ۔ یعنی لاکھون جانور ایسے جنکے پر ٹوٹ گئے۔ اور وہ کمینگاہ عوارض کو بند نہ کرسکے مطلب یہ کہ بہت سے ایسے لوگ ہین کہ جو دنیا کے جال مین پھنس گئے اور بیمروت العمر اس سے نہ نکل [illegible]

حال ایشان الخ۔ یعنی اے حریص اون لوگون کا حال قرآن شریف سے پوچھو کہ [illegible] کھوج لگائے تو کیا کوئی چھٹکارا ہے مطلب یہ کہ دیکھو قرآن شریف مین ہے کہ کم اہلکنا من قبلہم من قرن ہم اشد منہم بطشا فنقبوا فی البلاد ہل من محیص یعنی ہمنے ان سے پہلے بہت سی قوی قومون کو ہلاک کر دیا ہے اور انھون نے نقب کرے مگر اونکو کیا کوئی چھٹکارا [illegible] ہے تو دیکھو وہ لوگ بہت دنیا مین منہمک [illegible] نہ ہوا تو اسیطرح اگر ہم بھی دنیا مین لگے رہے اور اسی مین انہماک رہا تو ہماری یہ عقل وغیرہ کچھ کام نہ آویگی۔ بلکہ پھر نکلنا مشکل ہو جائیگا آگے مولانا اون چار آدمیون [illegible] قصہ فرماتے ہین۔

از نزاع الخ۔ یعنی ترک اور رومی اور عرب وغیرہ کے جھگڑے سے انگور وعنب وغیرہ کا اشکال حل نہ ہوا بلکہ نزاع قائم رہا اور فیصلہ نہ ہوسکا۔

تا سلیمان الخ۔ یعنی جب تک کہ کوئی سلیمان زبان دان معنوی نہ آوے [illegible] مطلب یہ کہ جب تک کوئی کامل معنوی سب کو یکسر نگاہ اوس وقت تک یہ [illegible] [illegible] اگر کوئی سب زبانون کا عالم ہو تو وہ ان سب کے نزاعات کو رفع کر سکتا ہے۔

جملہ مرغان الخ۔ یعنی اے سارے [illegible] [illegible] گوش [illegible]

در اختلاف الخ۔ یعنی اپنے اختلافات سے [illegible] خوش [illegible]

[illegible] الخ۔ یعنی بیان [illegible] کرتا ہے [illegible] اوس

[illegible]

[illegible]

نہین پہچانتے مطلب یہ کہ اون کاملین اور مقبولان حق کو جو ہم پہچانتے نہین یہ ساری ہماری کوری کی وجہ سے ہے کہ ہم اس طرف سے اندھے ہوکر دنیا مین کھپ گئے ہین۔

ہمچو جغدان الخ۔ یعنی جغدون کی طرح بازون کے ہم دشمن ہوگئے تو انجام کار پس ماندہ اور ویران ہوئے یعنی جب بزرگون کو تکلیف پہونچائی تو آخر کار تباہ و برباد ہوئے۔

میکنیم الخ۔ یعنی ہم غایت جہل و عمی کیوجہ سے مقبولان خدا کی آزاردہی کا قصد کرتے ہین۔

جمع مرغان الخ۔ یعنی جو جماعت جانورونکی کہ سلیمان سے روشن ہین وہ بیگناہون کے پروبال کب اکھاڑتے ہین مطلب یہ کہ جو حضرات کہ اہل اللہ کی صحبت سے مستفیض ہوچکے ہین وہ بیگناہ لوگون کو کب ستاتے ہین اور اہل اللہ بھی بیگناہ ہی ہین لہذا وہ لوگ ان حضرات کو بھی نہین ستاتے۔

بلکہ سوی الخ۔ یعنی بلکہ عاجزون کی طرف چینہ لیجاتے ہین اور وہ جانور بخلاف و کینہ ہی کے خوش ہین مطلب یہ کہ وہ شانے کو کیا بلکہ اور ونکی خدمت کرتے ہین اور کسی سے لڑائی ہے اور نہ جھگڑا بلکہ خوش و خرم ہین۔

ہدہد ایشان الخ۔ یعنی اونکا ہدہد تقدیس کے واسطے سیکڑون ملقیس کے لیے راہ کھولتا ہو۔ مطلب یہ کہ ادنیٰ جو ضعیف بھی ہین وہ بھی بہتونکو ہدایت کرتے ہین۔

زاغ ایشان الخ۔ یعنی اونمین کا کوا اگرچہ صورت مین کوا ہے مگر ہمت کے اعتبار سے باز ہے اور مازاغ کی شان ہے جوکہ قرآن شریف مین ہے۔ مازاغ البصر و ماطغی اسکا بھی یہی مطلب ہو کہ اونکا چھوٹا بھی کامل ہی ہو۔

لکلک ایشان الخ۔ یعنی اونمین کا لکلک جو لک لک کررہا ہو توحید کی آگ شک مین لگا رہا ہے۔

وان کبوتر الخ۔ یعنی اونمین کا کبوتر دوسرے بازون سے ہارتا نہین اور باز اونکے کبوتر کے آگے سر رکھتا ہے مطلب یہ کہ اون مین سے جو چھوٹے ہین وہ دنیا داردن سے خواہ وہ کسیقدر بڑے ہون نہین گھبراتے اور آپس مین بڑے بڑے لوگ چھوٹون کے سامنے تواضع سے پیش آتے ہین۔

بلبل ایشان الخ۔ یعنی اونمین کا بلبل جو کہ حالت لاتا ہے اپنے اندر ایک گلشن رکھتا ہو۔

طوطی ایشان الخ۔ یعنی اون کی طوطی قند سے آزاد ہو اس لیے کہ اونکے تن مین سے اوسنے قند نکالا ہے

پای طاؤسان الخ۔ یعنی اونکے مورون کے پاؤن دیکھنے مین دوسرے مورونکے پرون سے بہتر ہین۔

کبک ایشان الخ۔ یعنی اونمین کا کبک شاہین (دنیا) پر ہنستا ہے اور تعلق حق مین راہ عالم بالا کی اختیار کرتا ہو

منطق الطیران الخ۔ یعنی خاقانی کی منطق الطیر تو ایک آواز ہی ہے منطق الطیر سلیمان علیہ السلام والی کہان ہے خاقانی شاعر نے ایک کتاب لکھی ہے اوسکا نام منطق الطیر تھا اوسمین کچھ جانورونکی بولیان جمع کی تھین تو فرماتے ہین کہ وہ تو صرف الفاظ ہی الفاظ ہین مگر جو منطق الطیر کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو حاصل تھی وہ حقیقی تھی وہ کہان ہے ان سب اشعار کا حاصل یہ ہو کہ اہل اللہ کو جانورون سے تشبیہ دی کہ جس طرح جانور عروج کرتے ہین اور اوڑتے ہین اسی طرح یہ حضرات بھی عروج کرتے ہین مگر انکی حالت دنیا دارون سے کب ملتی ہے انکا ایک ادنے اون کے بڑے بڑون سے کب دبتا ہے بلکہ یہی حضرات بادشاہ ہین ان کے آگے کس کی حقیقت ہے سبکی گردنین نیچی ہوتی ہین۔

[illegible]

تو چہ دانی الخ - یعنی تم جانور و نکی آواز لو کیا جانو جبکہ تم نے ایکدم کو بھی سلیمان کو نہین دیکھا - مطلب یہ کہ جب اہل اللہ کی صحبت ایک گھڑی بھی نہین پھر تم کو ان حضرات کی حالت کی کیا خبر ہو۔

پر آن الخ - یعنی اوس مرغ کا پر جسکی آواز کہ طرب آور ہے مشرق و مغرق سے باہر ہے - مطلب یہ ہے کہ ان حضرات اہل اللہ کا عروج اور اونکی طیر سب اس مشرق و مغرب سے خارج ہے - بلکہ اونکا تعلق عالم غیب سے ہے اور اس دنیا سے اونکو تعلق ہی نہین ہے یعنی اونکا دل اسمین پھنسا ہوا نہین ہے۔

ہر یک آہنگش الخ - یعنی اون کی ہر آواز سے کرسی سے ثری تک اور ثری سے کرسی تک کروفر ہے - مطلب یہ کہ زمین سے آسمان تک اون ہی کی سلطنت ہے۔

مرغ الخ - یعنی جو مرغ کہ بے اس سلیمان کے جاتا ہے وہ عاشق ظلمت مثل خفاش کے ہوتا ہے - مطلب یہ کہ جو ان کاملین سے الگ ہین وہ اندھیرے مین بے نور ہین۔

با سلیمان الخ - یعنی سلیمان کے ساتھ موافقت پیدا کر اے خفاش مردود تا کہ تو ہمیشہ ظلمت ہی مین نہ رہے - خفاش سے مراد عوام ہین یعنی اے عوام تم بھی کاملین کی خدمت کرو تاکہ نور حاصل ہو اور اس ظلمت سے نجات حاصل ہو۔

یک گزی الخ - یعنی ایک گز راستہ جو کہ اسطرف چلو گز کی طرح تم قطب ساحت بنجاؤگے یعنی تم اگر تھوڑی توجہ بھی کرو اوس سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

وانکہ الخ - یعنی جو کہ تو لنگڑا لنجا اس طرف چل رہا ہے تو سارے لنگڑے لولے پن سے چھوٹ جاؤ گے - مطلب یہ کہ اگر بے دست و پا ہو کر بھی اودھر کوشش کرو تب بھی مقصود انشاء اللہ حاصل ہو جاوے گا - اس لیے کہ تمھارے اندر استعداد قبول تو موجود ہے ہی ذرا سی توجہ کروگے وہ ظاہر ہوگی اور کام بنجاوے گا - آگے اس پر ایک قصہ لاتے ہین کہ۔

شرح حبیبی

تخم بطی گرچہ مرغ خانہ ات	کرد زیر پر چو دایہ تربیت
مادر تو بط آن دریا بدست	دایہ ات خاکی بد و خشکی پرست
میل دریا کہ دل تو اندر است	آن طبیعت جانت را از مادرست
میل خشکی مر ترا زین دایہ است	دایہ را بگذار کو بد رایہ است
دایہ را بگذار در خشک و بران	اندر آ در بحر معنی چون بطان
گر ترا دایہ بترساند ز آب	تو مترس و سوی دریا ران شتاب
تو بطی بر خشک و بر تر زندۂ	نی چو مرغ خانہ خانہ کندۂ
تو ز کرمنا بنی آدم شہی	ہم بخشکی ہم بدریا پا نہی
کہ حملناہم علی البحر بجان	از حملناہم علی البر پیش ران
مر ملائک را سوی بر راہ نیست	جنس حیوان ہم ز بحر آگاہ نیست

تو بہ تن حیوان بجانی از ملک — تا روی ہم بر زمین ہم بر فلک
تا بظاہر خشکلم باشد بشر — با دل یوحی الیہ دیدہ ور
قالب خاکی فتادہ بر زمین — روح او گردان بر آن چرخ برین
ما ہمہ مرغابیانیم اے غلام — بحر میداند زبان ما تمام
پس سلیمان بحر آمد ما چو طیر — در سلیمان تا ابد داریم سیر
با سلیمان پاے در دریا بنہ — تا چو داؤد آب سازد صد زرہ
آن سلیمان پیش جملہ حاضر است — لیک غفلت چشم بند و ساحر است
تا بجہل و خوابناکی و فضول — او بہ پیش ما و ما از وے ملول
تشنہ را درد سر آرد بانگ رعد — چون نداند کو کشاید ابر سعد
چشم او ماندست در جوے روان — بیخبر از ذوق آب آسمان
مرکب ہمت سوئے اسباب راند — از مسبب لاجرم محروم ماند
آنکہ بیند او مسبب را عیان — کے نہد دل بر سببہائے جہان
از مسبب یابد اندر یک صباح — از نجات و از فلاح و از نجاح
انچہ در صد سال مشت حیلہ بند — دہ یکے زان گنج حاصل نا ورند

تو بط کا انڈا ہے مرغی نے اپنے پروں کے نیچے دایہ کی طرح تیری تربیت کی ہے تیری ماں اس بحر دریا کی بط تھی اور دایہ تیری خاکی اور خشکی پرست ہے بط سے مراد روح ہے جو عالم امر سے اور دریاے معرفت کی شناور ہے اور دایہ سے مراد جسم ہے جو عالم خلق سے اور محجوب ہے۔ تیرے اندر جو اس دریا کی رغبت ہے یہ خصلت تیری جان کو ماں سے حاصل ہوئی ہے اور عالم ناسوت کی طرف جو تجھکو رغبت ہے یہ بات تجھے دایہ سے حاصل ہوئی ہے جب تجھے یہ معلوم ہو گیا اور تجھپر اپنی حقیقت منکشف ہو گئی تو اب تجھکو دایہ کی اطاعت چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ یہ بد راے ہے تو اس دایہ کو خشکی ہی پر چھوڑ دے۔ اور بطوں کی طرح سمندر میں گھس جا۔ ہرگز مت جھجھک گر تجھے دایہ ڈرادے کہ ارے پانی میں ہلاک ہو جائیگا تو ڈر مت اور دریا میں گھس جا۔ تو تو بط ہی تو خشکی پر بھی زندہ رہتا ہے اور تری میں بھی اور مرغی کیطرح صرف گھر ہی کو نہین کریدتا تو تو تخمہ کرمنا بنی آدم سے مشرف ہے خشکی پر بھی چل سکتا ہے اور دریا میں بھی تیر سکتا ہے ونکی نسبت حملناہم علی البر والبحر مذکور ہے پس اب تک تو حملناہم علی البر کا مصداق تھا اب اس سے بڑھکر دریا میں گھس کر تو جان کے لحاظ سے حملناہم علی البحر کا مصداق ہے۔ تیری کرامت علی المخلوقات کی وجہ ہی یہ ہے کہ تو بری بھی ہے اور بحری بھی۔ فرشتے ہیں سو انکو تو بر یعنی عالم ناسوت سے تعلق نہیں بایں معنی کہ وہ اس سے مستفید نہیں ہوتے رہی جنس حیوان انکو بحر معارف سے معتد بہ تعلق نہیں تو ذو جہتین ہے اور ملکیت اور حیوانیت دونوں کا جامع کیونکہ جسم کے لحاظ سے تو حیوان ہے اور روح کے لحاظ سے فرشتہ لہذا تو زمین پر بھی چلتا ہے اور آسمان پر بھی آدمی بصورۃ دیگر اجسام کے مماثل ہے۔ مگر دل کے مصدق یوحی الی اور معدن حقائق و معارف کے لحاظ سے عارف اور صاحب بصیرت ہے اور سکا جسم خاکی تو زمین پر

رہتا ہے۔ لیکن اسکی روح بلحاظ معرفت آسمان کی سیر کرسکتی ہے جب یہ حالت ہے تو تیرنے کیلیے بحر حقیقی سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہین پس تجکو ضرور اس بحر مین گھسنا چاہیے اور اس سے منتفع ہونا چاہیے اب ہم تجکو اسمین گھسنے کا طریق بتاتے ہین یاد رکھو کہ بحر دو ہین ایک بحر حقیقی جسکا اوپر ذکر ہوا اور جو جلالت آدم کے لحاظ سے بحر ہے۔ اور ایک بحر اضافی جو بنی آدم ہی مین سے ہے۔ پس ہم سب ناقصین اس بحر اضافی کے لحاظ سے مرغابی ہین اور وہ ہمارے لحاظ سے بحر۔ وہ ہماری زبان جانتا ہے یعنی ہمارے جذبات خیالات استعدادات سے واقف ہے اور ہمکو پورا فائدہ پہونچا سکتا ہے اور حیات روحانی بخش سکتا ہے اب سمجھو کہ وہ بحر کون ہے وہ بحر وہی ہے جسکو ہم سلیمان کہتے آئے ہین یعنی شیخ کامل اور ہم ناقصین اسکی مرغابیان ہین ہمکو ہمیشہ اوس سے منتفع ہونے اوسکے اسرار پر مطلع ہونے اوس سے حیات روحانی حاصل کرنے کی ضرورت ہے پس تم کو اس بحر اضافی یعنی سلیمان اور شیخ کامل کے ساتھ اس دریاے حقیقی مین قدم رکھنا چاہیے تاکہ وہ داود علیہ السلام کی طرح پانی کو تمھارے لیے زرہ بنادے اور تم کو اوسکے خطرات سے محفوظ رکھے۔ وہ سلیمان معدوم نہین بلکہ سب کے سامنے موجود ہے۔ لیکن غفلت نے نظر بندی اور جادو کر رکھا ہے جو وہ دکھلائی نہین دیتا۔ اور نوبت باینجا رسید کہ وہ ہمارے سامنے ہے مگر ہم اپنی جہالت اور خشکی او بیہودگی سے اوس سے گھبراتے ہین اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی حماقت سے اوسکو نافع نہین سمجھتے۔ جیسے بعض بچا سا چونکہ یہ نہین جانتا کہ رعد ابر کو کھولیگا اور وہ برسے گا تو رعد کی آواز سے اس کے سر مین درد ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی حماقت سے اوس کو موصل الی المطلوب نہین سمجھتا اس لیے کہ اس کی نظر تو آب جو تک محدود ہے وہ سمجھتا ہے کہ پانی صرف نہر سے ملتا ہے اور آب آسمان کے ذائقہ سے واقف ہی نہین لہذا وہ رعد سے پانی کا متوقع نہین ہے۔ چونکہ اوسکی ساری دوڑ اسباب تک ہے اس لیے وہ مسبب سے محروم ہے اور مسبب پر نظر نہین رکھتا۔ مگر جو مسبب کا مشاہدہ کرتا ہے وہ اسباب ظاہرہ سے ہرگز دل نہین لگاتا لیکن چونکہ وہ اختیار اسباب ظاہرہ کا مامور ہے اس لیے انکو چھوڑتا بھی نہین لہذا مسبب کی جانب سے اسکو ایک ہی دن مین وہ نجات اور رستگاری اور کامیابی حاصل ہوتی ہے جسکو سوان حصہ مقید تدابیر کو سو سال مین بھی نہین ملتا اس کے متعلق ایک حکایت سنو جس سے اس کی تصدیق ہو کہ اصل مسبب ہے اور وہی مطمح نظر بنانے کے قابل ہے نہ کہ اسباب۔

قصہ بط کے بچون کا کہ خانگی مرغی اونکو پالتی تھی

شرح شبیری ۔ تخم بطی الخ۔ یعنی تم تو تخم بط ہو اگرچہ تمکو مرغ خانگی نے پرکے نیچے دایہ کیطرح پالا ہے۔
مادر تو الخ۔ یعنی تمھاری مان اس دریا کی بط تھی اور تمھاری دایہ خاکی ہے اور خشکی پرست ہے۔
میل دریا الخ۔ یعنی دریا کا میلان جو تمھارے دلمین ہے وہ تمھاری طبیعت جان کو مان کی طرف سے ہے میلان سے مراد رغبت و استعداد اور دریا عالم غیب مادر سے مراد عقل انسانی اور دایہ سے مراد عقل حیوانی مطلب یہ کہ تمھارے اندر جو عالم غیب کی رغبت ہے یہ اوس روح انسانی کا اثر ہے جسکی استعداد صحیح ہے اگرچہ

تم اس دنیا مین آگئے ہو مگر ابھی وہ تقاضا باقی ہے اگر توجہ کرو تو ابھی شناوری کرنے لگو گے۔

میل خشکی الخ۔ یعنی تمکو خشکی کی رغبت اس روح حیوانی کی وجہ سے ہے تم اسکو ترک کرو کہ یہ تو بدعقل ہے تم اُس روح انسانی کے مقتضا پر عمل کرو۔

دایہ الخ۔ یعنی دایہ کو چھوڑ دو خشکی پر۔ اور دریا مین بطونکی طرح چل دو۔ مطلب یہ کہ اس نفس کو ساحل پر اس دنیا ہی مین چھوڑو تم روحانی عروج، اس عالم مین پیدا کرو۔

گر ترا الخ۔ یعنی اگر تجھے دایہ پانی سے ڈراوے تو تو ڈر مت دریا مین جلدی سے گھس جا۔ یعنی اگر نفس و شیطان اس راہ مین آنے سے ڈراوین کہ وہان ہلاک ہو جاؤ گے تو گھبراؤ مت بلکہ قدم بہت جلد رکھو کہ پھر شناوری کرنے لگو گے۔ ہان اگر ساحل پر رہو گے تو ڈوب جاؤ گے۔

تو بطے الخ۔ یعنی تم تو بط ہو خشکی اور تری سب پر زندہ بھی رہو گے۔ مرغ خانگی کی طرح گھر نہین کھودا ہے۔ مطلب یہ کہ تم ان اسباب ظاہری کے مقید نہین ہو بلکہ جہان رہو گے خوش رہو گے۔

تو زکرمنا الخ۔ یعنی تم کرمنا بنی آدم کی وجہ سے بادشاہ ہو خشکی مین بھی اور دریا مین بھی پاؤن رکھتے ہو۔ مطلب یہ کہ تم تو اس قابل ہو کہ ہر جگہ تمھارا ہی تسلط ہو۔ اسلیے کہ ارشاد ہے۔

کہ حملنا ہم الخ۔ یعنی کہ تم تو حملناہم علی البحر کی جان سے (مصداق ہو) اور حملناہم علی البر کی وجہ سے آگے کو ہو۔ مطلب یہ کہ دونون جگہ رہو اور ہر حال مین خوش رہو۔

مر ملائک الخ۔ یعنی ملائک کو بر کیطرف راستہ نہین ہے۔ اور جنس حیوانی کو بحر سے آگاہی نہین ہے مطلب یہ کہ تم وسط مین ہو عالم بالا والے جو کہ نور ہین وہ اس عالم سے تعلق نہین رکھتے اور عقل روح حیوانی اُس عالم بالا سے تعلق نہین رکھتی مگر بحمد اللہ انسان مین دونون خصلتین موجود ہین۔

تو بہ تن الخ۔ یعنی تو تن کے اعتبار سے تو حیوان ہے اور روح کے اعتبار سے ملک تاکہ زمین پر بھی اور آسمان پر بھی دونون طرف جا سکو۔

تا بظاہر الخ۔ یعنی تاکہ ظاہر مین تو انسان (کامل) تمھاری ہی طرح ہو اور دل یوحیٰ الی سے مبصر ہو۔ مطلب کہ قرآن شریف مین ہے کہ ان انا الا بشر مثلکم یوحیٰ الی تو قضیہ اول کے اعتبار سے تو مثلکم کے مصداق ہین اور دوسرے قضیہ یوحیٰ الی کے اعتبار سے وہ مبصر اور کامل ہین۔

قالب الخ۔ یعنی قالب خاکی تو زمین پڑا ہوا ہے اور اسکی روح چرخ برین پر پھر رہی ہے۔

ما ہمہ الخ۔ یعنی ارے چھوکرے ہم سب مرغابیان ہین وہ بحر ہماری سب کی زبان کو جانتا ہے۔

پس سلیمان الخ۔ یعنی کہ پس سلیمان تو بحر کی طرح ہین اور ہم پرندے ہین اور سلیمان ہی مین ہمیشہ سیر کرتے ہین۔ یعنی ان ہی حضرات کی حالت کو دیکھتے ہین۔

با سلیمان الخ۔ یعنی سلیمان کے ساتھ دریا مین پاؤن رکھ دو تاکہ داؤد علیہ السلام کی طرح پانی سو زرہ بنا دے۔ مطلب یہ کہ شیخ کامل کے ساتھ متوجہ الی اللہ ہو جاؤ۔ تاکہ اس طرف کی توجہ تمکو ہزارون آفتون سے بچا لے۔

آن سلیمان الخ۔ یعنی وہ مرد کامل سب کے سامنے حاضر ہے لیکن غفلت آنکھ کو بند کرنے والی اور ساحر ہے۔

تا ز جہل الخ - یعنی یہانتک کہ جہل اور خوابناکی اور فضولیت کی وجہ سے وہ ہمارے سامنے اور ہم اون سے غافل ہین اس لیے کہ اہل اللہ تو آخر انسان ہمارے اندر ہی ہوتے ہین مگر اندھے ہین اس لیے دیکھتے نہین ہین آگے مثال ہے
تشنہ را الخ - یعنی پیاسے کو رعد کی آواز سے درد سر پیدا ہوگا جبکہ وہ یہ نہ جانے کہ وہ ابر رعد کو کھوے گا تو اسی طرح ہم کو اولیاء اللہ کی ترشی ذرا سی سخت معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ اونکے کمالات کی خبر نہین ہے ورنہ اونکی سختی کو سر آنکھون سے قبول کرین۔
چشم او الخ - یعنی اوسکی آنکھ اس ندی روان مین لگی ہوئی ہے اور آب سمان کے ذوق سے بےخبر ہے - اسیطرح اس دنیا مین لگے ہوئے ہین جب تک کہ اونکے کمالات سے بےخبر ہین۔
مرکب ہمت الخ - یعنی مرکب ہمت کو اسباب مین چلایا تو آخر کار مسبب سے محجوب رہے اور اوسکی تجلی اور نور سے فائض نہو سکا۔
آنکہ بیند الخ - یعنی جو شخص کہ مسبب کو ظاہر طور پر دیکھے وہ اسباب جہان پر کب دل رکھے گا۔
از مسبب یابد الخ در وصال الخ - یعنی جسکی نظر مسبب پر ہے وہ مسبب سے ایک ذرا سی دیر مین نجات اور فلاح اور نجاح مین سے وہ پا لیتا ہے جو کہ اسباب پرست کی کوشش سو برس مین اوس خزانہ کا دسوان حصہ بھی حاصل نہین کر سکتی - اور یہ بات بالکل ظاہر ہے جسنے خود مسبب کو پا لیا اوسکے سامنے اسباب کی حقیقت ہی کیا ہے آگے درویش کی حکایت لاتے ہین کہ اونکی نظر حق تعالے مسبب الاسباب پر تھی تو اونکو صحرا خشک مین پانی ملتا تھا اور بہت سی کرامتین ظاہر ہوتی تھین یہ ساری برکت مسبب پر نظر ہونے کی اور توکل کی تھی - اب حکایت سنو۔

شرح حبیبی

زاہدے بد در میان بادیہ	در عبادت غرق چون عبادیہ
حاجیان آنجا رسیدند از بلاد	دیدشان بر زاہد خشک اوفتاد
جاے زاہد خشک بود او تر مزاج	از سموم بادیہ بودش علاج
حاجیان حیران شدند از وحدتش	وان سلامت در میان آفتش
در نماز استادہ بد بر روے ریگ	ریگ کز تفش بجوشد آب دیگ
گفتئی سرمست در سبزہ و گل است	یا سوارہ بر براق و دلدل است
یا کہ پایش بر حریر و حلہ ہاست	یا سموم او را بہ از باد صباست
ایستادہ تازہ رو اندر نماز	با خضوع و با خشوع و بہ نیاز
با حبیب خویشتن میگفت راز	ماہ بود استادہ در فکر دراز
پس بماندند آن جماعت با نیاز	تا شود درویش فارغ از نماز
چون ز استغراق باز آمد فقیہ	زان جماعت زندہ روشن ضمیر

دید کان تشنان می چکید از دست و رو — جامه اشان تر بود از آثار وضو

پس بپرسیدش که آبت از کجاست — دست را بر داشت کز سوئے سماست

گفت هر گاهے که خواهی می رسد — بے ز چاه و بے ز حبل من مسد

مشکل ما حل کن اے سلطان دین — تا ببخشد حال تو ما را یقین

وا نما سرے ز اسرارت بما — تا ببریم از میان زنارها

چشم را بکشود سوئے آسمان — که اجابت کن دعاے حاجیان

رزق جوئی را ز بالا خوگرم — چون ز بالا برگشودستی درم

اے نموده تو مکان را لامکان — فی السماء رزقکم کرده عیان

درمیان این مناجات ابر خوش — زود پیدا شد چو پیل آبکش

همچو آب از مشک باریدن گرفت — در گو و در غارها مسکن گرفت

ابر می بارید چون مشک اشکها — حاجیان جمله گشاده مشکها

یک عجائب در بیابان وانمود — ابر چون مشکے دهن را بر کشود

یک جماعت زان عجائب کارها — می بریدند از میان زنارها

قوم دیگر را یقین در ازدیاد — زین عجب واللہ اعلم بالرشاد

قوم دیگر ناپذیرا ترش و خام — ناقصان سرمدی تم الکلام

ایک زاہد ایک جنگل مین رہتا تھا اور عبادت مین یون غرق تھا جیسے قریۂ عبادان کے رہنے والے عبادان مین اتفاقاً مختلف ملکون سے کچھ حاجی وہان پہنچے ۔ اور انکی نظر اس زاہد پر پڑی جو کثرت مجاہدات سے سوکھ گیا تھا وہ خشکی مین رہتا تھا مگر مزاج مین اوسکے رطوبت تھی اسلیے اس جنگل کی لوئین اوسکے لیے دوا کا کام دیتی تھین معنی حقیقی مقصود نہین معلوم ہوتے بلکہ مدعا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح تر مزاج شخص کو گرم اشیا مفید ہوتے ہین یون ہی وہ لوئین بوجہ مجاہدہ مین معین ہونے کے اس کے لیے بجائے مضر ہونے کے نافع تھین حاجی لوگ اسکی تنہائی اوران آفتون مین صحیح وسالم رہنے کو دیکھکر حیران رہگئے انکی حالت یہ تھی کہ ریت کے اوپر نماز پڑھ رہے تھے اور ریت بھی ایسا کہ اگر اوس پر ہانڈی کو رکھ دیا جاوے تو اوسکی گرمی سے جوش مارنے لگے اور اس اطمینان سے نماز پڑھ رہے تھے کہ گویا کہ وہ سبزہ وگل پر کھڑے مست ہین یا براق و دلدل پر سوار ہین یا کہ وہ حریر اور اعلے کپڑون پر کھڑے ہوئے ہین یا وہ تو انکے لئے باد صبا ہے غرض وہ اس اطمینان سے اور بشاش بشاشت خشوع وخضوع و عجز ونیاز کے ساتھ نماز مین کھڑے ہوئے اپنے محبوب سے باتین کر رہے تھے اور استغراق کیحالت مین کھڑے کے کھڑے رہگئے تھے پس یہ لوگ اسوقت تک باادب خاموش رہے جب تک کہ وہ نماز سے فارغ ہون اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو اس جماعت کے ایک سمجھدار آدمی نے دیکھا کہ اونکے ہاتھون اور منہ سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہین اور اثر وضو سے انکا کپڑا ابھی تر تھا اسوقت اونسے دریافت کیا کہ آپکو پانی کہان سے ملا یہان تو کوسون پانی نہین اونھون نے آسمان کی طرف

ہاتھ اٹھا کر بتلایا کہ آسمان سے اس پر اونسے سوال کیا کہ جب آپ پانی مانگتے ہین تو کیا ہمیشہ آپکو ملجاتا ہے یا کبھی ملتا ہے کبھی نہین۔ آپ ہماری اس مشکل کو حل فرمایئے تاکہ اس سے ہمکو درجۂ یقین حاصل ہو اور اپنے اسرار مین سے کوئی راز دکھلایئے تاکہ ہم اپنی کمرون سے زنار کھول ڈالین یعنی اب تک تو ہمکو ایمان کا ایک ضعیف مرتبہ حاصل ہے جسکے سبب ہم کفر سے قریب ہین اور گویا کہ کافر اور زنار بستہ ہین آپکی کرامت سے ہمارا ایمان بڑھے گا اور گویا کہ ہم اب مسلمان ہونگے اونھون نے آسمان کی طرف دیکھا اور یہ کہا کہ اے اللہ ان حاجیون کی دعا قبول فرمایئے اور کوئی کرامت انکو دکھلایئے مین تو ہمیشہ سے اوپر ہی سے رزق جوئی کا عادی ہون کیونکہ آپنے میرے رزق کا دروازہ اوپر ہی سے کھولا ہے آپ نے سفلیات کو علویات سے ظاہر فرمایا ہے اور فی السماء رزقکم کو مشاہد کرا دیا۔ وہ یہ دعا کر ہی رہے تھے کہ ہاتھی کی طرح بڑے بڑے پانی سے لدے ہوئے بادل نمودار ہوئے اور یون موسلا دھار برسنا شروع کیا جیسے مشک کا دہانہ کھول دیا ہو اور گڑھون اور غارون مین پانی ٹھیر گیا ابر تو مشکون کی طرح پانی گرا رہا تھا اور حاجی لوگ اپنی مشکین کھولے ہوئے پانی بھر رہے تھے۔ غرض کہ اس بیابان مین یہ عجیب بات ظاہر ہوئی کہ ابر نے مشک کی طرح دہانہ کھول دیا اس سے حاجیون کی جماعت مین مختلف اثر ظاہر ہوئے کچھ لوگونکو تو یقین حاصل ہوا اور گویا کہ وہ اب مسلمان ہوئے اور کچھ لوگون کو پیشتر سے یقین تھا اس مشاہدہ سے انکے یقین مین ترقی ہوئی۔ اور کچھ لوگ ایسے تھے جنھون نے اسکو قبول نہ کیا اور کچے کے کچے رہے یہ لوگ ناقصین ازلی تھے فقط۔

حاجیون کا اس شیخ زاہد کی کرامت مین حیران ہونا جو کہ جنگل مین گرم ریت پر بیٹھا ہوا تھا

شرح شبیری۔ زاہدے الخ یعنی ایک زاہد جنگل مین تھا اور عبادت مین عباد یہ کی طرح غرق تھا۔

حاجیان الخ یعنی حاجی لوگ اس جگہ مختلف شہرون سے پہونچے تو اونکی نظر اس سوکھے ہوئے زاہد پر پڑی جو بہت ہی دبلے پتلے تھے اونکو سب نے دیکھا۔

جائے زاہد الخ۔ یعنی زاہد کے قیام کی جگہ تو خشک تھی اور وہ تر مزاج خوش تھا اور جنگل کی لو اوسکو نافع تھی۔

حاجیان الخ۔ حاجی لوگ اوسکی تنہائی سے اور اوسکی سلامتی سے اس آفت مین حیران ہوگئے۔

در نماز استادہ الخ۔ یعنی وہ ریت کے اوپر نماز مین کھڑا ہوا تھا اور ریت بھی ایسا کہ اوسکی تپش سے ہانڈی کا پانی کھولنے لگے۔

گفتئے سرمست الخ۔ یعنی گویا کہ سرمست سبزہ و گل مین ہے یا براق اور دُلدُل پر سوار ہے مطلب یہ کہ ایسا خوش تھا جیسے بہت ہی آرام سے ہو حالانکہ گرمی وغیرہ کی یہ حالت کہ الامان والحفیظ اور یا یہ تم کہو کہ۔

یا کہ پایش الخ۔ یعنی یا کہ اوسکا پاؤن ریشم کے کپڑون پر ہے یا لو اوسکے لیے باد صبا ہے مطلب اوسکی یہ حالت کہ۔

ایستادہ الخ۔ یعنی وہ تازہ رو نماز مین خشوع اور خضوع اور نیاز مندی کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔

یا حبیب الخ۔ یعنی اپنے محبوب سے رازکی باتین کر رہے تھے اور قدر دراز مین کھڑے کے کھڑے رہتے تھے۔

پس بماند الخ۔ یعنی وہ جماعت نیاز و عاجزی کے ساتھ کھڑی رہی تاکہ وہ درویش نماز سے فارغ ہوجاوین

چون الخ دیدہ کالیت الخ۔ یعنی جب وہ فقیر استغراق سے واپس ہوئے تو اس جماعت مین سے ایک زندہ دل روشن ضمیر نے دیکھا کہ اونکے ہاتھ اور منہ سے پانی ٹپک رہا ہے اور اونکے کپڑے آثار وضو سے تر تھے۔
پس بپرسیدش الخ۔ یعنی پس اوس روشن ضمیر سے دریافت کیا کہ تمھارے پاس پانی کہان سے آیا اُنھون نے ہاتھ اوٹھایا کہ آسمان سے آیا ہے۔
گفت الخ۔ یعنی اونھون نے کہا کہ کیا جب تم چاہو ہو بجاتا ہے یا کہ دعا کبھی قبول ہوتی ہے اور کبھی رد ہو جاتی ہے۔
مشکل ما الخ۔ یعنی اے بادشاہ دین ہماری مشکل حل فرمائیے تاکہ آپکا حال ہمکو یقین بخشے اور معلوم ہو جاوے کہ جناب کا مرتبہ کیا ہے معلوم ہوتا ہو کہ یہ سائل صاحب بھی کوئی بزرگ ہین جب تو اسطرح سوال کر رہے ہین۔
وانما سرے الخ۔ یعنی اپنے اسرار مین سے ایک بھید ہمکو بھی دکھا دیجئے تاکہ ہم زنارونکو توڑ دین یعنی اہل یقین سے ہو جاوین شک جاتا رہے اب ان بزرگ کا ادب دیکھیے کہ خود کوئی دعوے نہین کیا بلکہ۔
چشم را الخ۔ یعنی اون بزرگ نے آنکھ آسمان کی طرف کھولی کہ اے حاجیون کے دعا کے قبول کرنیوالے۔
رزق جوئی الخ۔ یعنی مین رزق جوئی کا عالم بالاہی سے خوگر ہون آپنے میلر دروازہ عالم بالاہی سے کھولا ہے۔
اے نمودہ الخ۔ یعنی اے وہ ذات کہ تو نے مکانی کو لامکان دکھا دیا اور فی السماء رزقکم کو ظاہر کر دیا کہ انسان مکانی ہے اوسکو اوس عالم لامکان کی سیر کرا دی پھر اوس کو رزق بھی عالم بالا سے دیا جس سے کہ آیت کی پوری تصدیق ہو گئی۔
درمیان الخ۔ یعنی اس مناجات کے اندر ہی ایک بادل گہرا جلدی سے پیدا ہوا جیسے کہ ہاتھی آبکش ہو کہ اوس پر پانی بہت سا لدے گا اسیطرح اوس بادل مین پانی بہت تھا۔
ہمچو آب الخ۔ یعنی پانی اسطرح برسنا شروع ہوا جیسے کہ مشک سے بہتا ہو۔ اور گڈھ ہون اور غارونمین مسکن پکڑا یعنی سب تالاب وغیرہ بھر گئے۔
ابر می بارید الخ۔ یعنی ابر مشک کی طرح آنسو برسا رہا تھا اور حاجیون نے اپنی مشکین کھول دین پس خوب پانی بھر لیا
یک عجائب الخ۔ یعنی بیابان مین ایک عجیب بات ظاہر ہوئی اور ابر نے مشک کی طرح منہ کھولدیا تھا
یک جماعت الخ۔ یعنی ایک جماعت تو اون عجیب بات سے اپنی زنار توڑ رہی تھی یعنی اونکو درجہ یقین کا حاصل ہو رہا تھا اور وہ تو مستفیض ہو رہے تھے۔
قوم دیگر را الخ۔ یعنی ایک قوم کے یقین مین زیادتی ہو رہی تھی اس عجب بات سے واللہ اعلم بالرشاد یعنی وہ بھی خیر متاثر ہو رہے تھے۔
قوم دیگر الخ۔ یعنی ایک دوسری قوم ناقصون اور ترش اور خام وہ ناقصان سرمدی تھے کلام تمام ہوا۔ یعنی ایک وہ تھے کہ جنکو اثر ہی نہ تھا جیسے کہ تھے بت کی طرح دیکھ رہے تھے پس وہ ناقصان ازلی تھے کہ اونکی اصلاح کی امید ہی نہین تھی۔ تو دیکھو ان بزرگ کو چونکہ مسبب پر نظر تھی لہذا اسباب کی انکو ضرورت نہ تھی۔ بلا اسباب ان کو سب چیز حق تعالے عنایت فرماتے تھے الحمد للہ کہ ربع رابع مثنوی شریف کے دفتر ثانی کی شرح کا تمام ہوا۔ حق تعالے سے دعا ہے کہ حق تعالے حضرت دام ظلہم کے فیوض کو

یک جماعت زان عجائب کارہا می بریدہ از عجائب زنارہا + قوم دیگر را یقین در ازدیاد زین عجب واللہ اعلم بالرشاد + قوم دیگر ناپذیرا ترش و خام ناقصان سرمدی تم الکلام +

کو عام فرماوے۔ اور اوس سے ہم غریبون کو بھی حصہ دے اور اس مثنوی سے حق تعالے لوگونکو فایدہ دے کہ اس سے اس ناکارہ کو امید نجات کی ہے۔ کہ شاید کسی مقبول حق کی دعا لگ جاوے لہذا اس شعر پر ختم کرتا ہون۔ ؎ ہر کہ خواند دعا طمع دارم ÷ زانکہ من بندہ گنہگارم۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔ اب انشاء اللہ تعالے آگے مثنوی شریف دفتر ثالث کی شرح شروع ہو گی فقط۔

احقر شبیر علی عفی عنہ
۱۹۔ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ
یوم الخمیس بلدہ تھانہ بھون

تذکرۃ الاولیا فارسی	ہمر	حیات جاودانی فی مناقب		ضیاء القلوب مترجم	۱ر
حدائق حنفیہ	ہمر	غوث الصمدانی	۱۲ر	تذکرۃ اولیاء	عہ
جذب القلوب	۱۲ر	پنج گنج ملفوظات خواجگان		مجموعہ تصوف	۳ر
اخلاق محسنی	۹ر	چشت اہل بہشت	للعہ	منظور غوثیہ نظم و نثر	۱ر
اخلاق جلالی	ہمر	سلطان الاذکار فی مناقب		کلیات امدادیہ	۱۲ر
اخلاق ناصری	ہمر	غوث الابرار	۱۲ر	ارشاد رحمانی	۵ر
رشحات از ملا حسین واعظ کاشفی	عہ	ترجمہ اردو عوارف المعارف	عہ	نظم قادریہ	۴ر
مکتوبات حضرت شیخ شرف الدین		حدیقۃ الاولیا	۷ر	کرامات محبوب سبحانی	۱ر
یحییٰ منیری	۱۴ر	مثنوی بو علی قلندر مترجم	۴ر	گلزار ابراہیم	۳ر
مکتوبات حضرت امام ربانی	۱۴ر	پیراہن یوسفی معہ ترجمہ		سراج الفقرا	۳ر
مجدد الف ثانی	عہ	مثنوی شریف نظم اردو	لعہ	مقامات امام ربانی	۱۲ر
کتب اخلاق و تصوف و حالات		ثمرہ معرفت منتخب مثنوی شریف		حکایات الصالحین	۸ر
اولیاے کرام اردو		نظم اردو	عہ	مقاصد الصالحین	۴ر
مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم		اخبار الاخیار اردو	۱۰ر	تحفۃ العاشقین	۴ر
کامل کاغذ عمدہ	عہ ۱۵ر	بستان معرفت شرح مثنوی شریف کامل	ہمر	دبستان مذاہب	عہ
اکسیر ہدایت ترجمہ اردو		کلید مثنوی دفتر حصہ اول	۶ر	زین المجالس	عہ
کیمیاے سعادت	عہ	ایضاً حصہ دوم	۶ر	موتیون کی لڑی ترجمہ مسلک السلوک	۱۲ر
سراج السالکین	۱۲ر	ایضاً دفتر دوم کامل	معہ	سرمایہ مساکین	۴ر
مثنوی حور جنان	۱۲ر	ارشاد مرشد	۱ر	کمالات عزیزی	۴ر
ترجمہ سیر الاقطاب	۱۲ر	بحر الحقیقہ	۲ر	مجموعہ ذخیرہ کرامت حصہ اول	۱۰ر
گلدستہ کرامت	۱ر	زبدہ نفحۃ الانس	للعہ	ایضاً حصہ دوم	۳ر
مجلس گیارہوین شریف	۴ر	گنجینہ معرفت ترجمہ کیمیاے		جامع الاخلاق ترجمہ اخلاق جلالی	۹ر
اعجاز غوثیہ	۲ر	سعادت کاغذ ولایتی	۵ر	رفیق السالکین	۱ر
ترجمہ مکتوبات امام ربانی		باغ ارم منتخب مثنوی دوم	عہ	زاد التقوی	۱۲ر
کامل در سہ جلد	عہ ۱۱ر	اسرار العارفین	۴ر	نکات احسانی	۲ر
				فیوض رحمانی	۵ر

مشہور کتبخانہ تجارتی مطبع مجیدی کانپور

جن کتب فروشون، طالب علمون، شائقینون اور مدرسین مدارس اسلامیہ کو تمام ہندوستان کی مطبوعہ ہر علم وفن کی عربی، اردو، فارسی کتابین خاص رعایت وکفایت سے خرید کرنا ہون وہ ہم سے منگائین ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمسے بہتر ہم سے زیادہ صحیح وخوشخط چھپی ہوئی کتابین ہم سے کم نرخ پر انشاء اللہ ہندوستان کا کوئی تاجر نہین دے سکتا۔ فہرست مفت ملتی ہے تعمیل فرمایش جلد بذریعہ ویلو کیجاتی ہے۔ اپنا پتہ ہر خط مین صاف صاف لکھیے

المعلن

حاجی محمد سعید تاجر کتب ومالک مطبع مجیدی کانپور